سیرتِ نبی رحمتِ دو عالم ﷺ پر
معروف ترین و قدیم ترین مستند کتاب کا اردو ترجمہ

سیرت النبی ﷺ

ابنِ ہشام



تالیف

محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی
المتوفی ۱۵۱ھ

ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافیری
المتوفی ۲۱۸ھ

مترجم

مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی









اسلامی کتب خانہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

حصہ اوّل

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

مُترجم

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کاملِ تفسیر)
سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ

ناشر

اسلامی کتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اُردو بازار لاہور
فون : 042 - 7223506

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام ﴿حصہ اوّل﴾
مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام
مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)
سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ
ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)
مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ اوّل

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ

بیان سلسلۂ نسب پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام تک

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نحوی نے کہا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے' کہا کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب اور عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا' ابن ہاشم اور ہاشم کا نام عمرو تھا' ابن عبدمناف' اور عبدمناف کا نام المغیرہ تھا' ابن قصی اور قصی کا نام زید تھا' ابن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ اور مدرکۃ کا نام عامر تھا ابن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدّ اور بعضوں نے ادد کہا ہے۔ ابن مقوم بن ناحور بن تیرح ابن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح' تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ اور عرب کے ادعا کے مطابق یہی ادریس ہیں واللہ اعلم اور یہی ادریس آدم کی اولاد میں پہلے شخص ہیں جن کو نبوت عطا ہوئی اور جنھوں نے لکھنے کی ایجاد کی ابن یرد ابن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے یہ باتیں ہم سے بیان کی ہیں۔ جن کو میں نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم تک کے سب کے متعلق اور ادریس وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خلاد بن قرۃ بن خالد السدوسی نے شیبان بن زہیر بن شقیق بن ثور سے اور انہوں نے قتادۃ بن دعامہ کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ سلسلۂ نسب اس طرح ہے اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح اور تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن استرغ بن ارعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن الخشذ بن سام ابن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلاییل بن قاین بن انوش بن شیث ابن آدمؑ۔

ابن ہشام نے کہا اگر خدا نے چاہا تو میں اس کتاب کو اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے ذکر سے شروع کروں گا اور آپ کی اولاد میں سے ان لوگوں کا ذکر بھی کروں گا جن کی اولاد میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ تک جتنی پشتیں گزری ان کی صلبی اولاد اور ان کو جو کچھ واقعات پیش آئے ان کا ترتیب وار ذکر کروں گا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اختصاراً ان لوگوں کا ذکر ترک کردوں گا جو اس اعتبار سے غیر ہیں یعنی اجداد نبوی ﷺ میں شامل نہیں اور بعض ان حالات کو بھی چھوڑ دوں گا جنھیں ابن اسحٰق نے تو اس کتاب میں لکھا ہے لیکن ان میں نہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے نہ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی نہ وہ اس کتاب کے کسی واقعہ کا سبب ہیں نہ اس کی تفسیر اور نہ وہ اس کا شاہد بن سکتے ہیں کیونکہ میں نے پہلے ہی ذکر کر دیا ہے کہ اختصار مدنظر ہے اور ان اشعار کا ذکر بھی چھوڑ دوں گا جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ علمائے شعر میں سے کوئی شخص انھیں نہیں جانتا البتہ بعض ایسے امور بھی ترک کردوں گا جن کا زبان پر لانا بھی برا معلوم ہوتا ہے اور بعض ایسی روایتیں بھی بیان نہ ہوں گی جن کا اقرار بکائی نے ہم سے اپنی روایت میں نہیں کیا ہے ان امور کے علاوہ تا بحد روایت وعلم اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پورے پورے واقعات بیان کروں گا۔

نسب اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے تھے نابت جوان سب میں بڑا تھا اور قیذر واذبل ومبشا ومسمع وماشی ودم واذر وطیم ویطور ونبش وقیذم ان کی ماں رعلۃ مضاض[1] بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض مضاض کہتے ہیں[2] اور جرہم قحطان کا بیٹا تھا اور قحطان تمام یمن والوں کا جداعلیٰ ہے یمن والوں کا نسب اسی کے پاس جاملتا ہے اور وہ عامر ابن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جرہم یقطن بن عیبر بن شالخ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر حسب روایت عام ایک سو تیس سال تھی اس کے بعد آپ نے انتقال فرمایا خدا آپ پر رحمت وبرکات نازل فرمائے اور آپ مقام حجر میں اپنی والدہ ہاجر کے پاس دفن کیے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب ہاجر اور آجر دونوں طرح کہتے ہیں کیونکہ وہ (ھ) کو (الف) سے بدل دینے کے عادی ہیں جس طرح ''ہراق الماء'' ''اَراق الماء'' وغیرہ کہتے ہیں اور ہاجر مصریوں کے خاندان میں سے تھیں۔

---

[1] بکسر المیم۔ [2] بضم المیم (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے عبداللہ بن لہیعہ سے اور انھوں نے غفرہ کے مولیٰ عمر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَهْلِ الذِّمَّةِ اَهْلِ الْمَدَرَةِ اَلسَّوْدَاءِ السُّحْمِ الْجِعَادِ فَاِنَّ لَهُمْ نَسَبًا وَّ صِهْرًا.

''مدرہ کے کالے کلوٹے گھونگریالے بال والے ذمیوں (یعنی حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے (میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی''۔

غُفْرَہ کے مولیٰ عمر نے کہا کہ ان سے نسب اس طرح ہے کہ پیغمبر اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ انھیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں۔ اور سمدھیانا اس طرح کہ ان میں کی ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے تصرف میں لیا تھا۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجر ام العرب نامی ایک بستی کی رہنے والی تھیں جو مصر میں الفرماء کے سامنے واقع تھی اور ابراہیم کی والدہ ماریہ نبی ﷺ کی لونڈی تھیں جن کو مقوقس نے آپ کے لئے ضلع انصناء کے مقام حفن سے بہ طور ہدیہ بھیجا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری نے عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سلمی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا.

''جب تم مصر فتح کرو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے کی وصیت یاد رکھنا کیونکہ ان کے متعلق ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قرابت ہے''۔

میں نے (ابن اسحاق نے) محمد بن مسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا رشتہ داری ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسماعیلؑ کی والدہ ہاجرہ انہیں کے خاندان سے تھیں۔

ابن ہشام نے کہا عرب تمام کے تمام اسمٰعیل علیہ السلام اور قحطان کی اولاد میں سے ہیں یمن کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اسی لئے اسمٰعیل علیہ السلام کو ابوالعرب کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلسلۂ نسب یوں ہے عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) ثمود و جدیس دونوں عاثر بن[1] ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے طسم و عملاق و امیم لاوذ بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے اور یہ سب کے سب عرب ہیں پس نابت بن اسمٰعیل علیہ السلام کا بیٹا یشجب بن نابت ہے اور یشجب کا یعرب ابن یشجب یعرب کا تیرح بن یعرب تیرح کا ناحور بن تیرح ناحور کا مقوم بن ناحور مقوم کا ادد بن مقوم اور ادد کا عدنان بن ادد۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عدنان بن اُدّ بھی کہا ہے۔

---

1 (ب) میں عابر ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں عدنان ہی سے قبیلے متفرق ہوئے ہیں۔ عدنان سے دو شخص معد بن عدنان اور عک بن عدنان پیدا ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے بعد قبیلہ عک یمن کے خاندان میں اس طرح مل گیا کہ عک نے اشعریین میں شادی کر لی اور انھیں میں رہنے لگا۔ اس طرح دونوں کا خاندان اور زبان ایک ہوگئی اور سارے اشعری اشعر بن نبت بن ادد بن زید بن ہمیسع ابن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبت بن ادد ہی کا نام اشعر ہے بعض اشعر کو مالک کا بیٹا کہتے ہیں اور مالک ہی کا دوسرا نام مذحج بن ادد بن زید بن ہمیسع ہے اور بعض اشعر کو سبا بن یشجب کا بیٹا کہتے ہیں مجھ کو ابومحرز خلف الاحمر اور ابوعبیدہ نے بنی سلیم بن منصور بن عکرمۃ ابن خصفۃ بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان میں کے ایک شخص عباس بن مرداس کا ایک شعر سنایا جو عک پر فخر کرتا ہے۔

وَعَكُّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِيْنَ تَلَعَّبُوْا [1]
بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِدُّوْا كُلَّ مَطْرَدِ

عک بن عدنان ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (قبیلہ) غسان کو کھلونا بنالیا یہاں تک کہ ہر راستے سے ان کو مار بھگایا گیا۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ غسان ایک پنگھٹ کا نام ہے جو یمن میں مأرب کے بند پر واقع ہے۔ یہ مازن بن اسد بن الغوث کی اولاد کا پنگھٹ تھا اس لئے بنی مازن اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ غسان مشلل میں ایک پنگھٹ ہے جو جحفہ سے قریب ہے۔ جو لوگ اس پنگھٹ سے پانی پیتے رہے وہ مازن بن الاسد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد کے چند قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم ہو گئے۔ حسّان بن ثابت انصاری نے یہ شعر کہا ہے (اوس وخزرج کی اس اولاد کو انصار کہا جاتا ہے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کی) جو حارثۃ بن ثعلبۃ بن عمرو بن عامر بن حارثۃ بن امرئ القیس بن ثعلبۃ بن مازن بن [2] الازد بن الغوث کی اولاد سے تھے۔

---

[1] (ب) میں تَلَقَّبوا ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے۔ بنی عک بن عدنان ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بنی غسان کا لقب حاصل کرلیا تھا، حتیٰ کہ وہ چوطرف پھیلا دیئے گئے (اور غسان نامی پنگھٹ پر ان کی سکونت نہ رہی)۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں الازد ہے اور دوسرے نسخوں میں الاسد ہے۔ (احمد محمودی)

اِمَّا سَاَلْتِ فَاِنَّا مَعْشَرٌ نُجُبٌ [۱]
اَلْاَسْدُ نِسْبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

کیا تو نے کسی سے پوچھا نہیں یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشراف لوگ ہیں اور بنی اسد ہمارا قبیلہ اور غسان ہمارا پنگھٹ ہے۔

اور یہ شعران کے اشعار کا ہے۔

اہل یمن اور قبیلہ عک میں کے بعض ایسے لوگوں نے بھی جو خراسان کے رہنے والے تھے کہا ہے کہ عک بن عدنان بن عبداللہ بن الغوث انھیں کے خاندان میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عدثان بن الذیب بن عبداللہ بن الاسد بن الغوث ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ معد بن عدنان کے چار بیٹے تھے۔ (۱) نزار بن معد (۲) قضاعۃ بن معد (۳) قنص بن معد اور (۴) ایاد بن معد اور (ان لوگوں) کے خیال کے موافق قضاعۃ معد کا پہلوٹھا لڑکا تھا۔ جس کے نام سے اس کی کنیت مشہور تھی قضاعہ حمیر بن سبا کے پاس یمن میں جابسا اور سبا کا نام عبدشمس تھا اس کا نام سبا اس لئے پڑ گیا کہ وہ عرب میں پہلا شخص تھا جس نے گرفتاریاں کیں (اور لوگوں کو قید کیا) یہ یعرب [۲] بن یشجب بن قحطان کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن والوں اور بنی قضاعۃ نے کہا کہ قضاعۃ مالک بن حمیر کا بیٹا ہے چنانچہ عمرو بن مرۃ جہنی نے یہ شعر کہے ہیں اور جہینہ زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا ہے۔

نَحْنُ بَنُو الشَّیْخِ الْهِجَانِ الْاَزْهَرِ
قَضَاعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ حَمِیْرَ
النَّسَبِ الْمَعْرُوْفِ غَیْرِ الْمُنْكَرِ [۳]

ہم عالی خاندان روشن چہرے والے یا مشہور بزرگ قضاعۃ بن مالک بن حمیر کی اولاد ہیں یہ وہ نسب ہے جو مشہور ہے گمنام نہیں۔

۱۔ اس شعر سے پہلے کا شعر ہے۔ یا اخت آل فراس انی رجل من معشر لهم فی المجد بنیان۔ اے قبیلہ فراس کی عورت میں ایسے خاندان کا شخص ہوں جس کا شرافت میں بڑا رتبہ ہے۔ (احمد محمودی از طہطاوی وسہیلی)

۲۔ شیخ ابوذر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یشجب کو یعرب پر مقدم کیا جائے اور ابن ہشام نے بھی اس کے بعد اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انتھی از خشنی۔ اور برلن کے نسخے میں لکھا ہے کہ یعرب کو یشجب پر مقدم کرنے میں ابن اسحٰق منفرد ہیں۔

۳۔ نسخہ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں ایک اور مصرعہ ہے اور وہ یہ ہے۔ فی الحجر المنقوش تحت المنبر۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی معد کے علماء نسب کے ادعا کے لحاظ سے قنص ابن معد میں سے جو لوگ باقی تھے وہ سب کے سب برباد ہو گئے انھیں میں نعمان ابن منذر بھی تھا جو حیرہ کا حکمران تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری نے کہا کہ نعمان بن منذر قنص بن معد کی اولاد میں سے تھا اور بعضوں نے قنص کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس نے انصار کے قبیلۂ بنی زریق کے ایک بوڑھے سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب نعمان بن المنذر کی تلوار لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کو بلوایا اور جبیر علمائے قریش میں سب سے زیادہ نسب جاننے والے تھے جو قبیلۂ قریش اور تمام عرب کا نسب جانتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سے علم نسب حاصل کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام عرب میں بہترین نسب جاننے والے تھے پھر آپ یعنی حضرت عمر نے انھیں وہ تلوار دے کر دریافت فرمایا کہ اے جبیر نعمان بن منذر کس قبیلے میں سے تھا۔ انھوں نے کہا قنص بن معد کے پسماندوں میں سے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عام طور پر سارے عرب تو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی لخم میں سے تھا جو ربیعہ بن نصر کی اولاد میں ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعمان کا سلسلۂ نسب یوں ہے لخم بن عدی ابن الحارث بن مرۃ بن ادد بن زید بن ہمیسع بن عمرو بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بعض نے لخم بن عدی بن عمرو بن سبا کہا ہے۔ اور بعض ربیعہ بن نصر ابن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر کہتے ہیں وہ عمرو بن عامر کے یمن سے نکل جانے کے بعد یمن ہی میں رہ گیا تھا۔

عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور مارب[1] کے بند کا قصہ

ابوزید انصاری نے مجھ سے جس طرح بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک چوہے کو دیکھا کہ مأرب کے اس بند میں سوراخ کر رہا ہے جس میں ان کے لئے پانی جمع رہا کرتا تھا اور اسی سے وہ پانی لے کر اپنے صرفے میں لایا کرتے اور جس زمین کو چاہتے اس سے سیراب کرتے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب اس حالت میں بند کی سلامتی نہیں۔ اس لئے عزم کر لیا کہ یمن کو چھوڑ

---

[1] یمن میں ایک محل تھا جس کا نام مأرب تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہان سبا میں سے ہر ایک بادشاہ کو مأرب کہا جاتا تھا۔ (احمد محمودی از طہطاوی)

کر کہیں دوسری طرف نکل جائے۔ اس کی قوم اس کے اس ارادے میں[۱] مانع ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو حکم دیا کہ جب وہ اس پر سختی کرے اور اس کو طمانچہ مارے تو وہ بھی اس پر حملہ کرے اور اسے طمانچہ مارے اس کے بیٹے نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اس نے اس کو حکم دیا تھا تو عمرو نے کہا کہ میں ایسے شہر میں ہرگز نہ رہوں گا جس میں میرے سب سے چھوٹے لڑکے نے میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے اور اپنا تمام سامان[۲] بیچنے کے لئے بازار میں لا ڈالا پھر (کیا تھا) یمن کے سر برآوردہ لوگوں نے کہا کہ عمرو کے غصے کو غنیمت سمجھو[۳]۔ لوگوں نے اس لئے اس کا سامان خرید لیا اور وہ اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کو لے کر وہاں سے چل نکلا اس وقت بنی اسد[۴] نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کے چلے جانے کے بعد یہاں نہ رہیں گے چنانچہ انھوں نے بھی اپنا سامان بیچ ڈالا اور اس کے ساتھ نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اِدھر اُدھر پھرتے پھراتے سکونتی مکانات ڈھونڈتے عک کی بستیوں میں جا اترے۔ عک نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جنگ میں کبھی ان کو فتح ہوتی تو کبھی ان کو اسی بارے میں عباس بن مرداس نے وہ شعر کہا ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے لکھ دیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲)

پھر یہ لوگ وہاں سے بھی نکل کر مختلف بستیوں میں منتشر ہو گئے آل جفنۃ ابن عمرو بن عامر شام میں جا بسے اور اوس و خزرج یثرب میں خزاعہ مُرّ میں اور ازد السراۃ سراۃ میں اور ازد عمان عمان میں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بند پر سیلاب یعنی طغیانی بھیجی اور اس طغیانی سے یہ بند ٹوٹ گیا اسی واقعہ کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ ﴾

''بے شبہ قوم سبا کے لئے خود ان کی بستیوں[۵] میں ایک نشانی تھی کہ دائیں اور بائیں دونوں جانب

---

۱ اصل میں ''فکادقومہ'' ہے جس کے معنی اس کی قوم مانع ہوئی بھی ہو سکتے ہیں کاد بہ معنی منع یا کاد کو افعال مقاربہ میں سے لے کر اس کی خبر کو محذوف بھی سمجھا جا سکتا ہے یعنی ''کادقومہ ان یردہ عن ارادتہ'' اور کاد کید سے فریب کرنے کے معنی میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں قوم مفعول ہو جائے گی یعنی وہ اپنی قوم سے چال چلا۔ (احمد محمودی)

۲ اصل میں ''عرض اموالہ'' ہے اس کے بعد کے فاشتر وامنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنا سامان بیچنے کے لئے گاہکوں پر پیش کیا۔ (احمد محمودی)

۳ یعنی اس کو چلے جانے دو اس کے بجائے ہم کو حکومت و ریاست حاصل ہو جائے گی۔ (احمد محمودی)

۴ (الف) میں اسد ہے اور دوسرے نسخوں میں ازد۔ (احمد محمودی)۔

۵ نعمات الہیہ کی۔

دو باغ ہیں[۱] اپنے پروردگار کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کھاؤ اور[۲] اس کا شکر بجالاؤ کہ بہترین شہر ہے[۳] اور وہ پروردگار خوب[۴] ڈھانک لینے والا ہے[۵] انھوں نے[۶] اعراض کیا تو ہم نے اُن پر زور کا سیلاب بھیجا''۔[۷]

ابوعبیدہ نے مجھ سے جو باتیں بیان کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ عرم کے معنی سد یعنی بند کے ہیں اور اس کا واحد عرمۃ ہے اعشیٰ نے اشعار ذیل کہے ہیں اور اعشیٰ قیس بن ثعلبہ بن عکابۃ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب ابن افصیٰ بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار بن معد کی اولاد میں سے تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ افصی دعمی بن جدیلہ کا بیٹا تھا اور اعشیٰ کا نام میمون بن قیس بن جندل بن شراحیل بن عوف بن سعد بن ضبیعۃ بن قیس ابن ثعلبہ تھا۔

وَفِيْ ذَاكَ لِلْمُوتَسِي اُسْوَةٌ
وَمَارِبُ عَفَّى عَلَيْهَا الْعَرِمْ

یہ واقعہ بربادی بند مأرب نمونے کے طالب کے لئے ایک (عبرتناک) نمونہ ہے کہ سیلاب نے مأرب جیسے محل کی صورت بدل دی۔[۸]

رُخَامٌ بَنَتْهُ لَهُمْ حِمْيَرٌ
اِذَاجَاءَ مَوَّارُهٗ لَمْ يَـــرِمْ

وہ (سرتاپاسنگ) رخام (کا بند) جسے حمیر نے ان کے لئے بنایا تھا۔ جب کبھی اس میں موجیں آتیں یعنی طغیانی ہوتی تو اس کو ذرا بھی جنبش نہ ہوتی تھی۔

فَاَرْوَى الزُّرُوْعَ وَ اَعْنَابَهَا
عَلٰى سَعَةٍ مَاؤُهُمْ اِذْقُسِمْ

۱۔ یعنی تمام راستوں کے دونوں جانب صف بستہ درخت اور باغ موجود ہیں جو اعلیٰ تمدن کا نشان ہیں اور ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم۔

۲۔ یہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ تمدن کے حاصل کرنے سے منع نہیں فرماتا بلکہ اجازت دیتا ہے کہ اس کی نعمتوں سے استفادہ کرو۔ (احمد محمودی)

۳۔ جو اس نے تمھیں عنایت فرمایا ہے۔ ۴۔ تمھاری تمام کمزوریوں کو۔

۵۔ اپنی کمزوریوں کے ڈھانک لینے کی اس سے استدعا کرو لیکن۔ ۶۔ ایسا نہیں کیا بلکہ۔

۷۔ اور تالاب کا بند توڑ کر اس کی طغیانی سے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔

۸۔ ایسا برباد کر دیا کہ صورت تک نہ پہچانی جائے۔ (احمد محمودی)۔

اس بند کے پانی نے کھیتوں کو سیراب کیا اور اس بستی کے انگور کی بیلوں کو سینچا اور جب وہ (پانی) تقسیم ہوتا تو ان میں اس کی ریل پیل ہوتی تھی۔

فَصَارُوْا اَیَادِیَ مَا یَقْدِرُوْ
نَ مِنْهُ عَلٰی شُرْبِ طِفْلٍ فُطِمْ

وہ[1] متفرق ہو گئے یا خالی ہاتھ ہو گئے کہ ایک دودھ چھڑائے ہوئے (معصوم) بچے تک کو اس سے ایک چلو پلانے کی قدرت نہ رکھتے تھے[2]

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ اور امیۃ بن ابی الصلت الثقفی نے ثقیف کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن منصور بن عکرمہ ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھا۔ یہ شعر بھی کہا ہے جو اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

مِنْ سَبَإِ الْحَاضِرِيْنَ مَأْرِبَ اِذْ
يَبْنُوْنَ مِنْ دُوْنِ سَيْلِهِ الْعَرِمَا

ہم قبیلۂ سبا میں سے ہیں جو مأرب کے پاس اس وقت موجود تھے۔ جب کہ اس کے پانی کے بہاؤ کے اس پار لوگ بند باندھ رہے تھے۔

اور نابغہ جعدی سے بھی اس کے متعلق کچھ اشعار کی روایات کی جاتی ہیں۔ وہ نابغہ جس کا نام قیس بن عبداللہ تھا جو بنی جعدۃ بن کعب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ ایک طول طویل قصہ ہے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے مجھے اختصار مانع ہے جس کا ذکر میں نے پہلے ہی کر دیا ہے۔

ربیعۃ بن نصر حاکم یمن کا حال اور شق و سطیح کاہنوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاہان تبع میں سے یمن کا ایک حکمران ربیعۃ بن نصر بھی تھا ایک ہولناک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور اپنی مملکت کے کسی کاہن (پیشین گو) جادوگر فال گو اور نجومی کو نہیں چھوڑا جس کو اپنے پاس نہ بلایا ہو اور ان سے نہ کہا ہو کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے بہت ڈر گیا ہوں تم لوگ مجھے وہ خواب اور اس کی تعبیر بتا دو انھوں نے کہا وہ خواب ہم سے بیان

---

[1] اس شان و شوکت کا انجام یہ ہوا کہ۔

[2] یعنی چلو بھر پانی بھی اس میں باقی نہ رہا۔ (احمد محمودی)

کیجئے تو ہم اس کی تعبیر بتائیں گے اس نے کہا اگر میں نے اس کا حال تمہیں بتا دیا تو اس کے متعلق تمہاری تعبیر پر مجھے اطمینان نہ ہوگا کیونکہ اس کی تعبیر اس شخص کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جو اس کے بتانے سے پہلے اسے جان نہ لے ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے تو کسی کو سطیح اور شق کے پاس روانہ کرے کیونکہ اس تعبیر خواب کے معاملے میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں بادشاہ جس چیز کے متعلق ان سے سوال کرے گا وہ بتا دیں گے سطیح کا نام ربیع بن ربیعۃ بن مسعود بن ماذن بن ذئب ابن عدی بن ماذن تھا اور شق' صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن قسر[1] بن عبقر بن انمار بن اراش[2] کا بیٹا تھا۔ اور انمار ابو بجیلہ اور خثعم کے خاندان والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن اور قبیلۂ بجیلہ والوں نے کہا ہے کہ انمار اراش بن لحیان ابن عمرو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔ بعض نے اراش کو عمرو بن لحیان بن الغوث کا بیٹا کہا ہے اور بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ربیعۃ بن نصر شاہ یمن نے انہیں بلا بھیجا تو شق سے پہلے سطیح اس کے پاس آیا بادشاہ نے اس سے وہی کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں تو مجھے وہ خواب بتا دے۔ اگر تو نے اسے صحیح بتایا تو سمجھوں گا کہ تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا اس نے کہا ہاں میں بتا دوں گا۔ تو نے ایک شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے سے نکلا پھر تہمہ یعنی نشیبی زمین میں گرا اور پھر اس میں کی ہر دماغ والی چیز (یعنی جان دار) کو کھا گیا۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سرزمین پر حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات ابین و جرش کے درمیان کے سارے علاقے کے مالک ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے موجب غیظ و غضب و باعث درد و الم ہے آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے اسی زمانے میں یا اس کے بعد اس نے کہا نہیں (تیرے زمانے میں نہیں) بلکہ اس کے بعد ساٹھ یا ستر سال گزرنے پر پوچھا تو کیا ان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی ساٹھ ستر سال کے بعد منقطع ہو جائے گی وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل بھاگیں گے پوچھا آخر ان کے قتل و اخراج کس کے ہاتھوں سرانجام پائے گا کہا ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ

---

[1] (ب د) میں قیس ہے۔ [2] (ب) میں نزار ہے۔ (احمد محمودی)

چھوڑے گا۔ پوچھا کیا اس کی یہ سلطنت رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا (نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ منقطع ہو جائے گی۔ پوچھا یہ نبی کس کی اولاد میں ہوگا کہا غالبؔ بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کی قوم میں زمانے کے ختم تک حکومت رہے گی۔ پوچھا کیا زمانے کے لئے اختتام بھی ہے کہا ہاں جس روز پہلے اور پچھلے (سب) جمع ہوں گے نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے اور برے اس روز بد نصیب پوچھا کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو کہا ہاں قسم ہے شفق (کے اجالے) کی اور (رات کے) اندھیری کی اور صبح صادق کی جو اہم خبر میں تجھے سنا رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔[1]

اس کے بعد اس کے پاس شق آیا۔ اس سے بھی اس نے ویسا ہی کہا جیسا سطیح سے کہا تھا لیکن سطیح نے جو کچھ کہا تھا اس نے اس پر ظاہر نہیں کیا تا کہ یہ معلوم ہو کہ دونوں اس معاملے میں متفق اللفظ رہتے ہیں یا مختلف۔ شق نے کہا ہاں آپ نے شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے میں سے نکلا پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ راوی نے کہا جب شق نے بادشاہ سے یہ کہا تو اس نے جان لیا کہ دونوں متفق ہیں اور دونوں کی بات گویا ایک ہی ہے مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ سطیح نے کہا تھا کہ نشیبی حصے میں آ گرا پھر اس میں کے ہر دماغ والے کو کھا گیا اور شق نے کہا کہ نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ کر گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا پھر بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تو نے خواب کے بیان میں تو ذرا بھی غلطی نہیں کی اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سر زمین میں سودان آ نازل ہوں گے اور تمام نرم و نازک

---

[1] اس روایت اور اس کے جیسی اور بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں اور جب آپ کا زمانۂ ظہور قریب ہوا تو کاہن لوگ عربوں کو آپ کے متعلق بعض امور بتانے لگے لیکن باوجود اس کے عرب ان امور سے غفلت ہی برتتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرما دیا اور جو امور وہ بتایا کرتے تھے وہ واقع ہو کر رہے ربیعہ بن نصر کا اپنے خواب کی تعبیر کے لئے کاہنوں کو بلانا جس کا ذکر صاحب کتاب نے کیا ہے اس امر پر پورے طور پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ ان روایات میں سے جن کا طبری نے ذکر کیا ہے ایک یہ بھی ہے کہ پرویز بن ہرمز کے خواب میں ایک شخص آیا اور اس سے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ موٹی لاٹھی والے کو دے دے وہ اس خواب سے بہت دنوں تک خوف زدہ رہا یہاں تک کہ نعمان نے اسے نبی ﷺ کے تہامہ میں ظاہر ہونے کے متعلق خط لکھا تو اس نے جان لیا کہ عنقریب حکومت آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ کتب سیر میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ (احمد محمودی)

سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور ابین سے نجران تک تمام مقامات پر حکمران ہو جائیں گے بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے موجب غیظ وغضب اور وجہ دردو الم ہے۔ آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے ہی زمانے میں یا اس کے بعد کہا تیرے زمانے میں نہیں بلکہ اس کے کچھ بعد پھر تمہیں ان سے ایک بڑی عظمت وشان والا نجات دلائے گا اور انہیں سخت ذلت کا مزہ چکھائے گا پوچھا آخر یہ عظمت وشان والا کون ہوگا کہا ایک نوجوان جو نہ کمزور ہوگا اور نہ کسی معاملے میں کوتاہی کرنے والا ذی یزن کے خاندان میں سے ایک شخص ان کے مقابلے کے لئے اٹھے گا اور وہ ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔ پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چندروز میں ختم ہو جائے گی کہا نہیں وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی بلکہ ایک خدا کے بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی جو صداقت وانصاف دین داروں اور فضیلت والوں میں پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی پوچھا فیصلے کا دن کیا ہے؟ کہا وہ دن جس میں حکام کو بدلہ دیا جائے گا اس روز آسمان سے پکار ہوگی جس کو زندہ اور مردہ سب سنیں گے اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کیے جائیں گے پرہیز گاروں کو اس روز کامیابی اور (اقسام کی) بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ پوچھا جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ صحیح ہے کہا ہاں آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت وپستی ہے ان کی قسم جو اہم خبر میں نے تجھے دی ہے وہ بے شبہ سچی ہے اس میں کسی قسم کے شک یا غلطی کا امکان نہیں۔ ابن ہشام نے کہا امض کے معنی اشک کے ہیں اور یہ حمیری زبان کا لفظ ہے اور ابوعمرو نے کہا امض کے معنی باطل اور غلط کے ہیں۔

(غرض) ان دونوں نے جو کچھ کہا وہ ربیعۃ بن نصر کے دل میں جم گیا اور اس نے اپنے گھر والوں اور بچوں کے لئے سامان ضروری تیار کر کے انھیں عراق کی جانب روانہ کر دیا اور شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کے نام جس کا نام شاپور بن خرازاذ تھا ان کے لئے ایک خط لکھ دیا اس نے انھیں حیرہ میں بسالیا اور اسی ربیعۃ بن نصر کی پسماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہے اور وہ یمنی نسب اور یمن والوں کے علم کے لحاظ سے منذر بن نعمان بن منذر بن عمرو ابن عدی بن ربیعۃ بن نصر کا بیٹا ہے جو یمن کا بادشاہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ خلف احمر نے جو خبریں مجھے دیں اس میں سلسلۂ نسب نعمان بن منذر بن منذر ہے۔

ابوکرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثرب والوں کے ساتھ اسکی جنگ

ابن اسحٰق نے کہا پھر جب ربیعۃ بن نصر مرکھپ گیا تو تمام یمن کو حکومت حسان بن تبان اسعد ابوکرب کو مل گئی اور یہ تبان اسعد تبع ثانی کہلاتا ہے جو کلیکرب بن زید کا بیٹا ہے اور زید تبع اول کہلاتا ہے جو عمرو ذوالاذعار بن ابرہہ ذی المنار بن الریش کا بیٹا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے الرائش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ بیٹا ہے عدی بن صیفی بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن الہمیسع بن العرنجج حمیر ابن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلسلۂ نسب یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ تبان اسعد ابوکرب وہی ہے جو مدینۂ (منورہ) آیا اور مدینے کے یہود کے دو عالموں کو وہاں سے یمن لے گیا اور بیت الحرام کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھایا اور اس کی حکومت ربیعہ بن نصر کی حکومت سے پہلے تھی۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہی ابوکرب ہے جس کے متعلق یہ شعر زبان زد عام ہے۔

لَيْتَ حَظِّی مِنْ اَبِیْ كَرِبٍ
اَنْ يَسُدَّ خَيْرُهٗ خَبَلَهٗ

کاش مجھے ابوکرب کی جانب سے (صرف اسی قدر) نفع ہوتا کہ اس کی نیکی اس کے فساد کو روک دیتی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ مشرق سے آیا تو مدینۂ (منورہ) کو اپنا راستہ بنایا تھا اور ابتداء میں جب وہ وہاں سے گزرا تھا تو وہاں کے رہنے والوں کو اس نے برافروختہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ان میں چھوڑ گیا تھا ایک اچانک حملے میں قتل کر دیا گیا اس لئے وہ وہاں اس عزم سے آیا کہ مدینۂ منورہ کو برباد کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو نیست و نابود کر ڈالے وہاں کی کھجور کے پیڑوں کو کاٹ ڈالے تو اس کے مقابلے کے لئے انصار کا یہ قبیلہ متحد ہو گیا جن کا سردار بنی نجار کا ایک فرد عمرو بن طلۃ تھا جو بنی عمرو بن مبذول کا ایک شخص ہے اور مبذول کا نام عامر بن مالک بن نجار ہے اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمر بن عامر ہے۔

ابن ہشام نے کہا عمرو بن طلۃ بن معاویہ بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار ہے اور طلۃ اس کی ماں کا نام ہے اور وہ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص نے جس کا نام احمر تھا تبع والوں میں کے ایک شخص پر اس وقت حملہ کر دیا جب وہ ان کے پاس آئے ہوئے تھے اور اس کو قتل کر ڈالا اس کی تفصیل یہ ہے کہ:۔

احمر نے اس شخص کو اپنے باردار درختوں کے پاس کھجوروں کے خوشے کاٹتا ہوا پایا۔ تو اس نے درانتی

سے اس کو مارااور قتل کر ڈالا۔اور کہا کہ کھجوریں تو اسی کی ہیں جس نے اس کی تابیر کی[۱] ہو اس واقعہ نے ان سے تبع کے کینے کو اور بڑھا دیا اور جنگ شروع ہوگئی انصار کا دعویٰ ہے کہ وہ ان سے دن میں جنگ کرتے تھے اور رات میں ان کی ضیافت کرتے تو تبع کو ان کا یہ برتاؤ بہت ہی عجیب معلوم ہوتا اور کہتا خدا کی قسم ہماری قوم بڑی شریف ہے تبع ان کے ساتھ جنگ ہی میں تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے علماء یہود میں سے دو عالم آئے۔اور قریظہ۔نضیر نجام[۲] اور عمرو جس کا نام ہدل بھی تھا یہ سب کے سب بنوالخزرج بن الصریح بن التوء مان بن السبط بن الیسع بن سعد بن لاوی بن خیر ابن النجام[۳] بن تخوم بن عازر بن عزرا ابن ہارون بن عمران بن یصہر بن قاہث[۴] ابن لاوی بن یعقوب اسرائیل[۵] اللہ بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن (ﷺ) کی اولاد ہیں۔یہ دونوں عالم علم میں بڑا پایہ رکھتے تھے جب انہوں نے سانا کہ تبع مدینہ اور اہل مدینہ کے برباد کرنے کا قصد رکھتا ہے تو دونوں نے اس سے کہا اے بادشاہ تو ایسا نہ کر اور اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا تو تیرے اور اس کے درمیان کسی نہ کسی قسم کی روک پیدا ہو جائے گی۔[۶] اور ہم تجھے کسی نہ کسی فوری سزا پانے سے بھی محفوظ خیال نہیں کرتے اس نے ان دونوں سے کہا یہ کس لئے انھوں نے کہا اس لئے کہ وہ مقام ہجرت نبی ہے جو اسی حرم سے قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا اور مدینہ منورہ اس نبی کا گھر اور مستقر ہوگا آخر وہ اس خیال سے باز آ گیا اس نے سمجھ لیا کہ ان دونوں کو علم ہے[۷] اور جو جو باتیں ان سے سنیں ان کو پسند کیا اور مدینے سے لوٹ گیا اور انہیں کے مذہب کی پیروی شروع کر دی۔

خلد بن عبدالعزی بن عزیۃ بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک ابن النجار عمرو بن طلۃ پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

---

۱ پھل آنے کے لئے نر درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول میں ڈالنے کو تابیر کہتے ہیں۔(احمد محمودی)

۲ (الف ب ج) نجام باجیم (د) نحام باحائے حطی۔

۳ حسب نشان (۲)۔ ۴ (الف) قاہت (ب ج د) قاہث۔

۵ اسرائیل کے معنی منتہی الارب میں عبداللہ کے لکھے ہیں اسر بہ معین قیدی۔بندہ اور ایل بہ معنی اللہ اس لحاظ سے اسرائیل اللہ میں اضافت الیٰ نفسہ لازم آ کر تکرار بے معنی ہو جائے گی منجد میں ایل کے معنی قوی وقدیر کے لکھے ہیں اس طرح اسرائیل اللہ کے معنی عبداللہ القوی ہو سکتے ہیں۔(احمد محمودی)

۶ یعنی اللہ تعالیٰ اسباب باطنی کے ذریعے تجھے بربادی مدینۂ منورہ سے روک دے گا۔

۷ کتب سابقہ کے ذریعے آنے والے واقعات کا۔

اَصَحَا اَمْ قَدْ نَهَى ذُكَرَهْ
اَمْ قَضَى مِنْ لَذَّةٍ وَطَرَهْ

کیا تبع (مدینۃ النبی ﷺ کی عظمت اور عمرو بن طلۃ کے جیسے بہادر کے مقابلے کی مشکلوں کو) بھولا ہوا تھا اور اب ہوش میں آیا ہے یا اس نے عمداً اس بات کو یاد آنے سے روک دیا تھا یا وہ زندگی کی لذت (اور آرزوؤں اور ارمانوں) سے (سیر اور) فارغ ہو چکا ہے[1]

اَمْ تَذَكَّرْتَ الشَّبَابَ وَمَا
ذِكْرُكَ الشَّبَابَ اَوْعُصُرَهْ

یا اے تبع تجھے اپنی جوانی یاد آ گئی اور اپنی جوانی کے گھمنڈ میں نتائج سے بے پروائی کر رہا ہے لیکن تیری جوانی کے زمانے یا اس جوانی کی یاد سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

اِنَّهَا حَرْبٌ رَبَاعِيَةٌ
مِثْلُهَا اَتَى الْفَتَى عِبَرَهْ[2]

یہ کوئی معمولی جنگ نہیں یہ تو وہ چارکونچلیوں والی شیرانہ جنگ ہے کہ اس کے جیسی جنگیں ایک نوعمر نوجوان کے لئے موجب عبرت اور تجربہ آموز ہیں۔

فَاسْاَ لا عِمْرَانَ اَوْ اَسَدًا
اِذْا اَتَتْ عَدْوًا[3] مَعَ الزُّهَرَهْ

اے میرے ساتھیو ذرا تم دونوں بنی عمران یا بنی اسد سے اس وقت کی حالت کو تو دریافت کرلو جب کہ زہرہ کے طلوع کے ساتھ ساتھ صبح سویرے ایک بڑا لشکر تیزی سے آ دھمکا۔

فَیْلَقٌ فِيهَا اَبُوْ كَرِبٍ
سُبَّغٌ اَبْدانُهَا ذَفِرَهْ

بڑا لشکر جس میں ابوکرب قائد تھا ان لشکر والوں کی زرہیں بڑی بڑی اور فولاد کی بو سے رچی تھیں۔

---

[1] اور اسے اپنی زندگی دوبھر ہو چکی ہے کہ اسے اپنی بربادی کا کوئی خوف باقی نہیں رہا۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ (الف) غیرہ (ب ج د) عبرۃ' غیرہ کی صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے جیسی جنگیں نوجوان پر حوادث زمانہ لاتی ہیں لیکن مجھے وہ نسخہ جس کو میں نے متن میں رکھا ہے مرجح معلوم ہوتا ہے۔

[3] نسخہ (الف) غدوا (ب ج د) عدوا نسخہ اول کے معنی صبح سویرے دوم کے معنی دوڑتے ہوئے تیزی سے۔ (احمد محمودی)

ثُمَّ قَالُوْا مَنْ يُوَمُّ بِهَا؟
اَبَنِیْ عَوْفٍ اَمِ النَّجَرَهْ[۱]

پھر انہوں نے کہا اس لشکر کو لے کر کس کا قصد کیا جائے یا کس سے مقابلہ کریں کیا بنی عوف سے یا بنی نجار سے۔

بَلْ بَنِی النَّجَّارِ اِنَّ لَنَا
فِيْهِمُ قَتْلَى وَ اِنَّ تِرَهْ

(نہیں کسی دوسرے سے ہم مقابلہ نہ کریں گے) بلکہ بنی النجار ہی سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمارے آدمیوں کو انہوں نے ہی قتل کیا اور بے شک ہمیں انہیں سے بدلہ لینا ہے۔

فَتَلَقَّتْهُمْ مُسَايَفَةٌ
مَدُّهَا كَلْغبية النَّثِرهْ[۲]

پس انہوں نے ان سے شمشیر زنی شروع کی ان کا سیلاب بارش کے اس سیلاب کی طرح تھا جو نشیب کی جانب زور سے رواں ہو۔

فِيْهُمْ عَمْرُو بْنُ طَلَّةَ
مَلّى الالٰهُ قَوْمَهٗ عُمُرَهْ

انہیں میں عمرو بن طلۃ بھی تھا اللہ ان کی قوم کو اس کی عمر سے متمتع کرے یعنی اللہ اس کو بہت دنوں زندہ رکھے۔

سَيِّدٌ سَامَ الْمُلُوْكَ وَمَنْ
رَامَ عَمْرًا لَا يَكُنْ قَدَرَهْ

وہ ایسا سردار ہے جس نے بہت سے بادشاہوں پر برتری حاصل کر لی ہے جو شخص بھی عمرو کے مقابلے یا اس کو ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے خدا کرے کہ وہ اس پر قدرت نہ پائے۔

---

[۱] نسخہ (الف) یؤم۔ نسخہ (ب ج د) نؤم۔ پہلی صورت میں فعل مجہول ہوگا دوسری میں معروف۔ (احمد محمودی)

[۲] نسخہ (الف) کالغبیۃ النتر ہ (ب) کالغبیۃ النثرہ (ج) کالغبیۃ النثرہ (د) کالغبۃ النثر ہ۔ غبیہ کے معنی پانی کا بہت بڑی مقدار میں انڈیلا جانا نثر کے معنی بکھیرنے اور کثرت کے ہیں یعنی ان کا سیلاب ایسا تھا گویا بہت سی مقدار میں پانی انڈیلا جا رہا ہے اور غبہ کے معنی بہت دنوں کے بعد آنے والا۔ نتر کے معنی بہت زور سے نچوڑنا۔ (احمد محمودی)

اور یہ انصار کے قبیلے والے دعویٰ کرتے ہیں کہ تبع ان یہود قبائل سے جوان سے پہلے تھے کینہ ہی رکھتا تھا وہ تو انہیں برباد ہی کر دینا چاہتا تھا لیکن انھوں نے اس کو ان سے روکا یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے لوٹ گیا اور اسی لئے کسی شاعر نے اپنے شعر میں کہا:۔

مَابَالُ نَوْمِكَ مِثْلُ نَوْمِ الْاَرْمَدِ
اَرِقًا كَاَنَّكَ لَا تَزَالُ تَسَهَّدُ[1]

تیری نیند کو کیا ہوگیا ہے کہ بیداری کے سبب سے آشوب چشم والے کی سی نیند ہوگئی ہے۔ گویا کہ تو ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

حَنَقًا عَلَى سِبْطَيْنِ حَلَّا يَثْرِبًا
اَوْلَى لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

کہ ان دو قبیلوں سے کینہ وری کے سبب جو یثرب میں وطن پذیر ہو گئے ہیں گویا رات بھر جاگتا ہی رہتا ہے اور یثرب پر حملہ کرنے کی فکر میں لگا ہے اور جنگ و جدل کی سزا کے لئے ایسے ہی لوگ زیادہ سزاوار ہیں۔

ابن ہشام نے کہا جس قصیدے میں یہ شعر ہے وہ مصنوعی ہے اور اسی وجہ سے ہم اس کے لکھنے سے باز رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ تُبّع اور اس کی قوم بت پرست تھی بتوں کو پوجا کرتی تھی جب اس نے مکے کا رخ کیا جو یمن کو جاتے وقت اس کے راستے ہی میں واقع تھا اور عُسفان اور اَمج کے درمیان کسی مقام پر پہنچا تو اس کے پاس ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے کہا اے بادشاہ کیا ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ نہ بتا دیں جس میں موتی زمرد یاقوت اور سونا چاندی بہ کثرت موجود ہے جس سے آپ سے پہلے کے بادشاہ غافل رہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور بتا دو۔ انہوں نے کہا مکے میں ایک گھر ہے اس بستی کے رہنے والے اس گھر کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں یا دعائیں مانگتے ہیں۔ قبیلۂ بنی ہذیل نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ تبع کو اس ذریعے سے برباد کر دیں

---

[1] نسخہ (الف) کے سوا یہ شعر کسی نسخے میں متن کتاب میں نہیں نسخہ (ب) کے حاشیے پر یہ شعر الفاظ کے تفاوت کے ساتھ موجود ہے اس میں ہے۔ مابال عينك لاتنام كانما كحلت مآقيها بسم الاسود
ترجمہ:۔ تیری آنکھوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ سوتی ہی نہیں گویا کوئے میں کالے سانپ کا زہر بطور سرمہ لگایا ہے۔ (احمد محمودی)

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہوں میں سے جس نے اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا یا وہاں سرکشی کرنا چاہا وہ برباد ہو گیا۔ لیکن جب اس نے ان کے کہنے کے موافق کرنے کا عزم کر لیا تو ان دونوں عالموں کو بلایا اور ان سے اس کے متعلق دریافت کیا ان دونوں نے کہا اس قوم نے تجھے اور تیری قوم کو برباد کر دینا چاہا ہے ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر ایسا نہیں جانتے جس کو اللہ نے زمین میں اپنے لئے بنایا ہو اگر تو نے ویسا ہی کیا جس پر تجھے ان لوگوں نے ابھارا ہے تو تو اور تیرے ساتھ جو جو ہوں گے سب تباہ ہو جائیں گے اس نے کہا تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے جب وہاں جاؤں تو کیا کروں انہوں نے کہا وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے ہیں تو بھی وہی کر اس کا طواف کر اس کی تعظیم و تکریم کر اور اس کے پاس اپنا سر منڈوا اور خشوع و خضوع (اور عجز و انکسار اختیار کر)۔ حتیٰ کہ تو وہاں سے نکل جائے۔ اس نے کہا تم اس طرح کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا سن واللہ بے شہ وہ ہمارے باپ ابراہیم کا گھر ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعہ ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا ہم نے تجھ سے کہا ہے لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف بت نصب کر کے اور ان کے آگے قربانیاں کر کے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی ہے اور وہ نجس اور مشرک بھی ہیں۔ یہی یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے کہے[1] (غرض) وہ ان کی بات کی سچائی اور ان کے خلوص و خیر خواہی کا معترف ہو گیا اور ہذیل کے مذکورہ لوگوں کو بلوایا اور ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور خود آگے چلا یہاں تک کہ مکے میں آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اس کے پاس اونٹ ذبح کیے اور اپنا سر منڈوایا اور اس عام روایت کے مطابق جو لوگوں میں مشہور ہے وہ مکے میں چھ روز رہا ان دنوں میں لوگوں کے لئے جانور ذبح کیا کرتا اور وہاں کے رہنے والوں کو کھانا کھلاتا اور شہد پلاتا رہا اور اسے خواب میں بتایا گیا یعنی حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ پر غلاف چڑھائے چنانچہ اس نے بیت اللہ پر ٹاٹ کا غلاف[2] چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر معافر کا غلاف[3] چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس پر اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر ملاء[4] اور وصائل[5] کا غلاف چڑھایا اور عرب کے خیال کے موافق

---

[1] ان الفاظ سے راوی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسے ان دونوں کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ یقینی طور پر یاد نہیں ہیں اس لئے روایت بالمعنے کی گئی ہے اور یہ الفاظ روایت بالمعنی کی جانب بطور اشارہ ذکر کئے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں لفظ خصف ہے جو خصفہ کی جمع ہے جس کے معنی موٹے کپڑے یا کھجور کے پتوں اور ریشوں سے بنی ہوئی چیز کے ہیں جس کو ہم ٹاٹ کہہ سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[3] معافر ایک شہر کا نام ہے جو یمن میں تھا جس کی طرف ایک خاص قسم کا کپڑا منسوب تھا۔

[4] ملاء اس چادر کو کہتے ہیں جس میں دو پاٹ ملا کر سیے گئے ہوں۔ (احمد محمودی)

[5] وصائل بھی ایک قسم کا کپڑا تھا جو یمن سے آتا تھا۔ (احمد محمودی)

تبع پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور اس کے منتظمین کو جو بنی جرہم سے تھے (ہمیشہ غلاف چڑھاتے رہنے کی) وصیت کی۔ اور اسے پاک[۱] صاف رکھنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ خون مردار اور نجس[۲] چیتھڑے اس کے نزدیک نہ آنے دیں اور اس کے لئے دروازہ اور قفل کنجی بنوائی تو سبیعہ بنت الاحب[۳] بن جذیمۃ بن عوف بن نصر بن معاویۃ بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان نے جو عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ کے پاس یعنی اس کی زوجیت میں تھی اشعار ذیل کہے ہیں جس میں اپنے بیٹے کو جس کا نام خالد تھا اور جو عبد مناف ہی کے نطفے سے تھا مخاطب کر کے حرمت مکہ کی عظمت جتائی ہے اور اس کو حرم میں بغاوت کرنے سے منع کیا ہے تبع اور اس کا عجز وانکسار اور کعبۃ اللہ کے لئے جو جو کام اس نے کیے تھے ان سب کا ذکر کیا ہے۔

اَبُنَیَّ لَا تَظْلِمْ بِمَكَّةَ
لَا الصَّغِيْرَ وَلَا الْكَبِيْرَ

اے میرے پیارے بیٹے مکے میں ظلم وستم نہ کر نہ چھوٹوں پر اور نہ بڑوں پر۔

وَاحْفَظْ مَحَارِمَهَا بُنَیَّ
وَلَا يَغُرَّنْكَ الْغَرُوْرُ[۴]

بیٹے اس کی قابل عظمت چیزوں کی حفاظت کر دیکھ کہیں تجھے غلط باتیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔

---

۱ دوسرے نسخوں میں "امرھم بتطھیرہ" ہے اور نسخہ الف میں "بتطھیرہ" ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

۲ نسخہ (الف) میں "مبلا ثاو ھی الحائض" لکھا ہے اور نسخہ (ب) میں "منلاۃ وھی المحائض" ہے اور نسخہ (ج) میں مثلا ثاوھی الحائض ہے سب میں زیادہ صحیح اس مقام پر نسخہ (ب) ہے اور نسخہ (الف) سب سے زیادہ غلط ہے مثلاۃ کے معنی خرقۃ المحیض ہے یعنی حیض کے چیتھڑے جس کی جمع مآلی ہے۔ نسخۂ (الف) کا مبلاث ہمیں کسی لغت میں نہیں ملا اور پھر اس کی تفسیر الحائض سے کی گئی ہے جو کسی دوسرے نسخے سے مطابق نہیں۔

۳ (الف' ب) الاحب با حائے حطی (ج۔د) الاجب با جیم۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ اہل منسب حاء مہملہ سے کہتے ہیں لیکن ابوعبیدہ نے جیم سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

۴ نسخہ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں یغرنک یائے تحتانیہ سے ہے۔ جس کے معنی کہیں شیطان تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ کلام مجید میں ولا یغرنکم باللّٰہ الغرور ہے جس کی تفسیر شیطان ہی سے کی گئی ہے (الف) میں تائے فوقانیہ سے ہے اگر تائے فوقانیہ سے پڑھا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دھوکے میں ڈالنے والی چیزیں تجھے دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ (احمد محمودی)

أَبُنَيَّ مَنْ يَظْلِمْ بِمَكَّةَ
يَلْقَ أَطْرَافَ الشُّرُوْرِ

بیٹے جو شخص مکے میں ظلم کرتا ہے اسے انتہائی برے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

أَبُنَيَّ يُضْرَبُ وَجْهُهُ
وَيَلُحُ[1] بِخَدَّيْهِ السَّعِيرُ

بیٹے ایسے شخص کے منہ پر مار پڑے گی اور بھڑکتی آگ اس کے نرم و نازک رخساروں کی شکل بگاڑ دے گی۔

أَبُنَيَّ قَدْ جَرَّبْتُهَا
فَوَجَدْتُ ظَالِمَهَا يَبُوْر

بیٹے میں نے اسے بہت آزمایا ہے اس میں ظلم کرنے والے کو ہلاک ہوتی ہی پایا ہے۔

اَللّٰهُ آمَنَهَا وَمَا
بُنِيَتْ بِعَرْصَتِهَا قُصُوْرُ

اسے اور اس کے صحن میں جتنے محل بنائے گئے ہیں اللہ نے ان (سب) کو امن چین عنایت فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ آمَنَ طَيْرَهَا
وَالْعُصْمُ تَأْمَنُ فِيْ ثَبِيْر

اللہ نے اس کے پرندوں کو بھی امن چین عطا فرمایا ہے اور کوہ ثبیر میں ہرنیاں (یا جنگلی بکریاں) بھی امن چین سے رہتی ہیں۔

وَلَقَدْ غَزَاهَا تُبَّعٌ
فَكَسَا بَنِيَّتَهَا الْحَبِيْرِ

اور بے شک تبع نے اس عظمت والے گھر کا قصد کیا ہے یعنی اس کی زیارت کے لئے آیا ہے اور اس کی عمارت پر نیا نرم اور منقش غلاف چڑھایا ہے۔

وَاَذَلَّ رَبِّيْ مُلْكَهُ
فِيْهَا فَاَوْ فَى بِالنُّذُوْرِ

---

[1] (الف) اور (ب) میں یلح با حائے حسی اور (ج د) میں با جیم ہے جس کے معنی اپنے نرم و نازک رخسار لئے آگ میں داخل ہوگا۔ (احمد محمودی)

اور میرے پروردگار نے اس کے ملک کو اس کا مطیع وفرمانبردار بنا دیا تو اس نے اس میں نذریں (گذرانیں اور جو جو نذریں کی تھیں) پوری کیں۔

يَمْشِي اِلَيْهَا حَافِيًا
بِفِنَائِهَا[1] اَلْفَا بَعِيْر

(دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ) وہ اس گھر کی جانب ننگے پاؤں جا رہا ہے اور اس گھر کے صحن میں دو ہزار اونٹ (قربانی اور مہمانوں کی ضیافت کے لئے) موجود ہیں۔

وَيَظَلُّ يُطْعِمُ اَهْلَهَا
لَحْمَ الْمَهَارِی وَالْجَزُوْرْ

اور وہ وہاں رہنے والوں کو اعلیٰ درجے کے اونٹوں اور دوسرے ذبح کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت کھلائے جا رہا ہے۔

يَسْقِيْهِمُ الْعَسَلَ الْمُصَفّٰى
وَالرَّحِيْضَ مِنَ الشَّعِيْرْ

وہ انہیں چھنا ہوا شہد پلائے جا رہا ہے اور دھوئی ہوئی پاک صاف آش جو پلائے جا رہا ہے۔

وَالْفِيْلُ اَهْلَكَ جَيْشَهُ
يُرْمَوْنَ فِيْهَا بِالصُّخُوْرْ

اور ہاتھی والا لشکر برباد کر دیا گیا اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ ان پر اس بستی میں چٹانیں برس رہی ہیں۔

وَالْمُلْكُ فِي اَقْصَى الْبِلَا
دِوَفِي الْاَعَاجِمِ وَالْجَزِيْرْ

اور اس کے بادشاہ کو مکے سے دور دراز شہروں اور بیرون عرب ملکوں اور جزیروں میں ہلاک کر دیا گیا۔

فَاسْمَعْ اِذَا حُدِّثْتَ وَافْهَمْ
كَيْفَ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرْ

جو کچھ تجھ سے بیان کیا گیا اسے سن اور انجام کار کیا ہوگا اسے سمجھ لے۔

---

[1] نسخۂ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں "بفنائها" فے سے ہے صرف نسخہ (الف) میں "بغنائها" غین سے ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مقید ہیں اور مقید اشعار ان اشعار کو کہتے ہیں جن کو رفع نصب جر کوئی اعراب نہیں دیا جاتا یعنی ان پر وقف کیا جاتا ہے پھر (تبع) نے اس کے ساتھ جو لشکر تھا اس کو اور ان دونوں عالموں کو لے کر یمن کا رخ کیا اور مکے سے نکل کر چلا گیا۔ اور جب یمن میں داخل ہوا تو اپنی قوم کو اس مذہب کی طرف دعوت دی جس میں وہ خود داخل ہو چکا تھا انہوں نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور اس سے فیصلۂ ثالثی کا مطالبہ کیا کہ اس آگ کی طرف دونوں رجوع کریں جو یمن میں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو مالک بن ثعلبۃ بن الو مالک القرظی نے ابراہیم بن محمدؒ بن طلحۃ بن عبید اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ تبع جب یمن میں داخل ہونے کے قریب ہوا تو بنی حمیر نے اس کو یمن میں آنے سے روکا اور انہوں نے کہا کہ جب تک ہم ہیں تو اس بستی میں داخل[1] نہ ہو سکے گا یعنی ہم تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ کیونکہ تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اس نے انہیں اپنے دین کی دعوت دی اور کہا یہ دین تمہارے دین سے بہتر ہے انہوں نے کہا اچھا تو پھر آگ کے فیصلۂ ثالثی کو تسلیم کر اس نے کہا بہت اچھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یمن والوں کے خیال کے موافق یمن میں ایک آگ تھی جو ان کے مختلف امور میں ان کے مابین ثالثی فیصلہ صادر کیا کرتی تھی ظالم کو کھا جاتی اور مظلوم کو کچھ ضرر نہ پہنچاتی۔ آخر اس کی قوم اپنے بتوں اور ان چیزوں کے ساتھ نکلی جن کے ذریعے وہ لوگ اپنے دین میں تقربِ خداوندی حاصل کرنے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور وہ دونوں عالم بھی اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے ہوئے نکلے۔ حتیٰ کہ سب کے سب اس مقام پر جا بیٹھے جہاں سے وہ آگ نکلا کرتی تھی پس وہ آگ نکلی اور ان کی طرف بڑھی اور جب وہ ان کی سمت بڑھی تو وہ اس سے کترانے لگے اور اس سے خوف زدہ ہو گئے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے ان کو ابھارا اور صبر کی ترغیب دی۔ وہ جم رہے یہاں تک کہ آگ ان پر چھا گئی بتوں اور تمام اس سامان تقرب کو جو ان کے ساتھ تھا اور ان حمیری لوگوں کو جو اس سامان کے حامل تھے سب کو کھا گئی اور وہ دونوں عالم اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہوا باہر نکل آئے اور آگ نے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچایا پھر کیا تھا سب کے سب حمیری اس کے مذہب پر متفق ہو گئے اسی وقت سے اور اسی واقعے کے سبب سے یمن میں یہودیت کی بنا پڑ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ وہ دونوں عالم اور حمیریوں میں

---

[1] تمام نسخوں میں لا تدخل علینا ہے اور نسخہ (الف) میں عطیننا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں خیال کیا جا سکتا۔ (احمد محمودی)

سے جو لوگ نکلے تھے انہوں نے اس آگ کا اس لئے پیچھا کیا تھا کہ اس کو لوٹا دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ جس نے اس کو لوٹا دیا وہی حق سے زیادہ قریب ہے۔ پس چند حمیری اپنے بتوں کو ساتھ لے کر اس کو لوٹانے کے لئے اس کے پاس گئے وہ آگ بھی ان سے قریب ہوئی کہ انہیں کھا جائے لیکن وہ اس سے کترا کر نکل گئے اور اس لوٹا نہ سکے اور وہ دونوں عالم اس کے بعد اس کے پاس گئے اور توریت پڑھنے لگے۔ اور وہ آگ ان کے پاس سے پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو اس مقام تک ہٹا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی آخر حمیریوں نے بالاتفاق ان دونوں کے مذہب پر بیعت کر لی اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی بات واقعی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اہل یمن کا ایک گھر رئام نامی تھا جس کی وہ عظمت کیا کرتے اور اس کے پاس قربانی کیا کرتے تھے اور اس سے باتیں کیا کرتے کیونکہ وہ مشرک تھے۔ ان دونوں عالموں نے تبع سے کہا کہ وہ تو شیطان ہے وہ انہیں اس ذریعے سے فتنے میں ڈال رہا ہے تو ہمارے اور اس کے درمیان نہ آ[1] اس نے کہا اس کے ساتھ تم جو چاہو کرو۔ یمن والوں کے دعوے کے مطابق ان دونوں نے اس میں سے ایک کالا کتا نکالا اور اس کو ذبح کر ڈالا اور اس گھر کو ڈھا دیا۔ جو خون اس پر بہایا جاتا تھا یعنی وہاں جو قربانیاں کی جاتی تھیں اس کے آثار و نشانات، جس طرح مجھ سے بیان کیا گیا ہے آج تک بھی موجود ہیں۔

اس کے بیٹے حسان بن تبان کی حکومت اور عمرو کا اپنے بھائی کو مار ڈالنا

پھر جب اس کا بیٹا حسان بن تبان اسعد ابو کرب برسر حکومت ہوا تو سرزمین عرب و عجم کی پامالی کے ارادے سے یمن والوں کو لے کر نکلا یہاں تک کہ جب وہ عراق میں ایک مقام پر۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم کی روایت کے مطابق بحرین میں۔ تھے تو حمیریوں اور یمن[2] کے چند قبیلوں نے اس کے ساتھ جانے کو ناپسند کیا اور اپنے شہروں اور گھر والوں کی طرف لوٹ جانا چاہا اور اس کے بھائی عمرو سے جو اس کے لشکر ہی میں تھا سازش کی گفتگو کی انہوں نے اس سے کہا تو اپنے بھائی حسان کو مار ڈال تو ہم تجھے اپنا حاکم بنا لیں گے اور تو ہمارے ساتھ ہمارے شہروں کی جانب لوٹ چل اس نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا اور ذورعین حمیری کے سوا سب کے سب اس پر متفق ہو گئے۔ ذورعین نے تبع کے بھائی کو اس بات سے منع کیا مگر اس نے ذورعین کی ایک نہ مانی اسی موقع پر ذورعین نے کہا۔

---

[1] ہم اس کو دفع کرنا چاہتے ہیں تو اس امر میں حائل نہ ہو ہمیں اس سے نہ روک۔ (احمد محمودی)

[2] تمام نسخوں میں قبائل الیمن ہے اور نسخۂ (الف) میں قبائل العرب ہے لیکن زیادہ مناسب نسخۂ اول الذکر ہی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اَلَا مَنْ يَشْتَرِى سَهْرًا بِنَوْمٍ
سَعِيْدٌ مَنْ يَبِيْتُ قَرِيْرَ عَيْنٍ

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ کیا وہ شخص جو چین کی نیند کے بجائے بے چینی اور بیداری خرید رہا ہے وہ نیک بخت ہے یا جو سکھ چین کے ساتھ رات بسر کر رہا ہے لینے دیکھو اپنے بھائی کو قتل کر کے تم چین سے نہ رہو گے۔

فَاِمَّا[1] حِمْيَرٌ غَدَرَتْ وَخَانَتْ
فَمَعْذِرَةَ اُلْاِلٰهِ لِذِىْ رُعَيْنٍ

اگر حمیریوں نے خیانت اور بے وفائی کی تو ذورعین کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے پاس عذر معقول ہے۔

پھر اس نے یہ دونوں بیتیں ایک چھٹی میں لکھیں اور اسے سر بمہر کر کے عمرو کے پاس لایا اس سے کہا میری یہ تحریر آپ اپنے پاس رکھ لیجئے اس نے اسے رکھ لیا۔ اور کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہیں لے کر یمن کی طرف چلا گیا حمیریوں میں سے ایک شخص نے (اسی موقع پر) کہا ہے۔

لَاهِ[2] عَيْنَا الَّذِىْ رَاٰى مِثْلَ حَسَّا
نَ قَتِيْلًا فِىْ سَالِفِ الْاَحْقَابِ

ایسے شخص کی آنکھیں کیا خوش نصیب ہیں جس نے گزشتہ ہزاروں صدیوں میں مقتول حسان کے جیسے کسی شخص کو دیکھا ہو۔

قَتَلَتْهُ مَقَاوِلٌ خَشْيَةَ الْحَبْسِ
غَدَاةَ قَالُوْا لَبَابِ لَبَابِ

روٴسائے سلطنت نے (اس کے پنجے میں پھنسے رہنے کے خوف سے) اس کو مار ڈالا جس روز وہ جوش میں آ کر کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں!! کہہ رہے تھے۔

---

[1] نسخہٴ (الف) فلما اور نسخہٴ (ب) میں فاما جو ان شرطیۃ اور ما زائدہ کا مرکب ہے جس کے معنی ''اگر خیانت کی'' ہوں گے نسخہ (ج) میں فاما ہمزہ مکسورہ ہے یا مفتوحہ سے اس کی کوئی علامت نہیں اور نسخہ (د) میں فاما ہے لیکن کے معنی میں' نسخہٴ (د) صحت سے بہت دور اور نسخہٴ (ب) صحت سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں للّٰہ عینا الذی ہے۔ (احمد محمودی)

مَيْتُكُمْ خَيْرُ نَا وَحَيُّكُمْ رَبٌّ
عَلَيْنَا وَكُلُّكُمْ اَرْبَابِيْ

تم میں کا مرا ہوا (یعنی حسان تو) ہم میں کا بہترین تھا اور تم میں کا زندہ یعنی عمرو بھی ہماری پرورش اور ہماری سرپرستی کرنے والا ہے اور تم سب کے سب میرے ان داتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لباب[1] لباب کے معنی حمیری زبان میں "کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں" ہیں[2]

ابن ہشام نے کہا کہ لباب لباب بھی روایت آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن تبان یمن میں آیا تو اس کی نیند اڑ گئی اور وہ بے خوابی میں مبتلا ہو گیا اور جب وہ اس سے تنگ آ گیا تو طبیبوں اور ماہر کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے کہا خدا کی قسم! جس کسی نے کبھی اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتے دار کو تیری طرح ناحق قتل کیا ہے اس کی نیند بھی اس طرح اڑ گئی ہے اور بے خوابی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جب اس سے یہ بات کہی گئی تو اس نے یمن کے رؤسا میں سے ہر اس شخص کو قتل کرنا شروع کیا جس نے اس کے بھائی حسان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا یہاں تک کہ ذورعین کے پاس (بھی) پہنچا۔ ذورعین نے اس سے کہا تیرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو میرے لئے سبب برأت ہے اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا وہ تحریر جو میں نے تجھے (سربمہر) دی ہے۔ اس نے وہ تحریر نکالی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں وہ دو بیتیں لکھی ہیں (صفحہ ۱۸ اصل) آخر اس نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اسے پہلے ہی نصیحت کر دی تھی۔ (اس کے بعد جب) عمرو مر گیا اور حمیری حکومت زیروزبر ہو گئی اور (آپس میں) پھوٹ پڑ گئی۔

حکومت یمن پر لخنیعۃ ذوشناتر کا تسلط

تو حمیریوں (ہی) میں کا ایک شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا جس کو "لخنیعۃ ینوف ذوشناتر" کہا جاتا تھا ان پر مسلط ہو گیا اور اس نے ان میں کے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور شاہی خاندان کے گھروں کو کھلونا بنا ڈالا تو حمیریوں میں کے ایک کہنے والے نے لخنیعۃ[3] سے کہا۔

---

[1] قال ابن اسحٰق نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔
[2] لا باس لا باس کی تکرار بھی نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
[3] لخنیعۃ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تَقَتَّلُ اَبْنَاهَا وَتَنِفِی سَرَاتَهَا
وَتَبْنِیْ بِاَیْدِیْهَا لَهَا الذُّلَّ حِمْیَرُ

بنی حمیر کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنے قبیلے کے بچوں کو قتل اور اپنے اعلیٰ افراد کو جلاوطن کر رہے ہیں اور اپنے لئے (خود) اپنے ہاتھوں ذلت کی بنا ڈال رہے ہیں۔

تُدَمِّرُ دُنْیَاهَا بِطَیْشِ حُلُوْمِهَا
وَمَا ضَیَّعَتْ مِنْ دِیْنِهَا فَهُوَ اَکْثَرُ[1]

وہ اپنی کم عقلی سے اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں اور دین بھی اور انہوں نے اپنے دین کی جو بربادی کی ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔

کَذَالِكَ الْقُرُوْنَ قَبْلَ ذَاكَ بِظُلْمِهَا
وَاِسْرَافِهَا تَاْتِی الشُّرُوْرَ فَتَخْسَرُ

اس سے پہلے گزشتہ زمانے والوں کی بھی یہی حالت رہی ہے کہ وہ اپنے ظلم و زیادتی سے بدکاریاں کرتے اور نقصان اٹھاتے رہے۔

لخنیعہ ایک بدکار شخص تھا عمل قوم لوط میں مبتلا تھا۔ شاہی خاندان کے لڑکوں میں سے کسی نہ کسی کو بلواتا اور اپنے ایک[2] سرد خانے یا بالا خانے میں جو اس نے اسی لئے بنوایا تھا اس سے لواطت کرتا تاکہ اس کے بعد پھر وہ حکومت نہ کر سکے پھر اس سرد خانے یا بالا خانے سے اپنے نگہبانوں اور اس لشکر کو جو وہاں موجود ہوتا مسواک اپنے منہ میں رکھ لے کر جھانکتا تاکہ انہیں اس امر سے مطلع کر دے کہ وہ اس سے فارغ ہو چکا ہے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ حسان کے بھائی تبان اسعد کے بیٹے زرعہ ذونواس کو بلوایا جو حسان کے قتل کے وقت کم سن تھا پھر جب وہ جوان ہوا تو بہت ہی حسین وجمیل و شکیل و عقیل نکلا جب اس کا پیامبر اس کے پاس آیا وہ اس کے اس ارادے کو جان گیا جو اس کے متعلق لخنیعہ کے پیش نظر تھا۔ اس نے ایک نئی پتلی چھری لی اور اسے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان چھپالیا اور اس کے پاس آیا پھر جب اس نے اس کے ساتھ خلوت کی تو وہ اس کی جانب تیزی سے بڑھا ذونواس نے اس پر سبقت کی اور چھری اس کے بھونک دی اور مار ڈالا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور اس روشن دان میں رکھ دیا جس میں سے وہ جھانکا کرتا تھا اور اس کی مسواک بھی اس کے منہ

---

[1] نسخہ (الف) میں اکبر ہے اور باقی نسخوں میں اکثر ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں لفظ مشربہ ہے جو سرد خانے یا بالا خانے کو کہا جاتا ہے یا اس کو ستر ہوس سمجھ لیں۔ (احمد محمودی)

میں رکھ دی اور باہر سب کے سامنے نکل آیا۔ انہوں نے اس سے کہا اے ذونواس[1] تر ہے یا خشک اس نے کہا سل نخماس[2] اسرطبان ذونواس استرطبان لاباءس[3]

ابن ہشام نے کہا کہ یہ حمیری زبان کے الفاظ ہیں اور نحماس کے معنی سر کے ہیں[4] پھران لوگوں نے روشن دان کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ لخنیعہ کا سر کٹا ہوا (رکھا) ہے پھرانہوں نے ذونواس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے اور انہوں نے اس سے کہا چونکہ تو نے ہم کو اس پلید سے نجات دلائی ہے اس لئے ہم پر تیرے سوا کسی اور کی حکومت مناسب نہیں۔

حکومت ذی نواس

پھرانہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا اور سارے حمیری اور یمن کے تمام قبائل اس کی حکومت پر متفق

---

۱ نسخہ (الف) میں ذونواس ہے اور دوسرے نسخوں میں ذانواس ہے۔ اول الذکر غلط ہے اس لئے کہ یہ مقام ندا ہے اور منادی مضاف منصوب ہوتا ہے۔

۲ مصنف نے نحماس کے معنی سر کے بتائے ہیں اور ابوبحر کے نسخہ میں جس میں ابوالولید الوقشی نے (حروف) کا تعین کیا ہے نخماس نون وخاء منقوطہ سے ہے اور سہیلی کی رائے ہے کہ غالباً یہی صحیح ہوگا کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نحماس ہی ان کی زبان میں سر کے معنی میں ہو اور تحریر میں یہ لفظ بگڑ گیا ہو۔ سہیلی کے نسخے میں نخماس باخائے معجمہ کے بعد یہی صحیح ہوگا لکھ کر لکھا ہے کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نخماس الخ اور اس کو بلا نقطہ حائے مہملہ سے لکھا ہے' غالباً یہ بھی کاتب کی غلطی ہے اور کراع روایت لکھی ہے کہ تائے منقوطہ فوقانیہ اور حائے مہملہ سے ہے خشنی نے اس لفظ کو نون اور خائے معجمہ سے لکھا ہے کہ تمام روایات میں اس کی تفسیر سر ہی سے کی گئی ہے اور خشنی نے خود ابن ہشام سے ایک روایت لکھی ہے کہ نخماس ایک شخص کا نام تھا جو لخنیعہ کی طرح لوطی تھا اور پھر اس نے توبہ کر لی۔

۳ ان الفاظ کے متعلق سہیلی نے لکھا ہے کہ ان کی توضیح مشکل ہے خشنی نے استرطبان کے متعلق لکھا ہے کہ لوگوں نے اس کے معنی بزبان فارسی ''آگ نے اسے پکڑ لیا'' کے بتائے ہیں لیکن سیاق کے لحاظ سے یہ معنی اس مقام پر بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتے ہاں سہیلی نے جو اغانی سے ابوالفرج کی تحریر نقل کی ہے وہ البتہ اس مقام سے مناسب معلوم ہوتی ہے اس نے ذونواس کے حسب ذیل الفاظ نقل کیے ہیں۔ ستعلم الاحراس است ذی نواس است رطبان ام یباس۔ جس کے معنی ہیں۔ قریب میں محافظ جان لیں گے کہ ذی نواس کی مقعد تر ہے یا خشک۔

۴ خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہو گئے ۔ یہی شاہان حمیر کا آخری بادشاہ اور یہی خندقوں والا ہے[1]یعنی جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاخدود کے الفاظ سے فرمایا گیا ہے اور یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

اسی یوسف کے زمانۂ حکومت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دین کے بچے کھچے لوگوں کو ان کے دین کے بعض نیک اور پختہ عقیدہ لوگوں نے جن کا سردار عبداللہ بن ثامر نامی ایک شخص تھا انجیل پر قائم رکھا اور نجران میں بھی یہی حال رہا اور سچ تو یہ ہے کہ اس دین کی اصل و بنیاد نجران ہی میں پڑی تھی جو اس زمانے میں سرزمین عرب کا بہترین خطہ تھا۔ یہاں کے تمام رہنے والے بلکہ سارے کا سارا عرب بت پرست ہی تھا اور بتوں کی پرستش ہی ان کا کام تھا اور یہ تغیر مذہب ان میں اس طرح ہوا کہ دین عیسوی کے پرانے دین دار لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام فیمیون تھا ان میں آیا اور انہیں دین عیسوی کی طرف رغبت دلائی تو انہوں نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

نجران میں دین عیسوی کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے الاخنس کے مولیٰ المغیرۃ بن ابی لبید نے بروایت وہب بن منبہ یمانی بیان کیا کہ نجران میں اس دین کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پرانے دین داروں میں سے ایک شخص تھا جس کو فیمیون کہا جاتا تھا یہ شخص نیک محنتی دنیا سے کنارہ کش مقبول الدعا اور سیاح تھا یہ مختلف دیہات میں رہا کرتا لیکن جب کسی بستی میں مشہور ہو جاتا تو وہاں سے کسی ایسی بستی کی جانب چلا جاتا جہاں وہ پہچانا نہ جائے وہ اپنی قوت بازو کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتا۔ وہ معمار تھا کیچڑ کا کام کیا کرتا اور یکشنبہ کی بہت عظمت کرتا۔ یکشنبہ کے روز وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوتا بلکہ کسی بے آب و گیا جنگل کی طرف نکل جاتا اور شام تک نماز پڑھتا رہتا راوی نے کہا کہ وہ ایک وقت شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں اپنا وہی کام چھپے ہوئے کر رہا تھا کہ اس کی یہ حالت وہاں رہنے والوں میں سے ایک شخص صالح نے دیکھ لی اس سے صالح نے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے ایسی محبت نہ کی تھی۔ وہ جہاں جاتا یہ اس کے پیچھے پیچھے جاتا مگر فیمیون اس کی محبت کو سمجھتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار یکشنبہ کے دن ایک بے آب و گیا سرزمین کی طرف حسب عادت نکل چلا صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ حلانکہ فیمیون اس امر سے واقف بھی نہ تھا۔ صالح اس سے چھپ کر ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ وہ اس کو نظر آتا رہے کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کی موجودگی سے واقف نہ

---

[1] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف ب) میں زیادہ ہے۔ (احمد محمودی)

ہو۔ جب فیمیون نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا تو یکا یک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سات سر والا سانپ اس کی طرف بڑھا۔ جب فیمیون نے اسے دیکھا تو اس کے لئے بددعا کی اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ صالح نے بھی اس سانپ کو دیکھا لیکن جو آفت اس سانپ پر آئی تھی اس کو نہ سمجھ سکا اور اس پر اس کے حملہ کرنے سے ڈر کر ایک چیخ ماری اور چلا کر کہا فیمیون سانپ!! سانپ!!! اس نے اس طرف کوئی التفات نہیں کی اور اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوا اور شام ہوگئی وہاں سے لوٹا تو سمجھ گیا کہ اب یہاں شہرت ہوگئی ہے اور صالح کو بھی معلوم ہوگیا کہ اس کی وہاں کی موجودگی سے واقف ہوگیا ہے اس نے کہا اے فیمیون خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ میں تجھ سے جتنی محبت کرتا ہوں اس قدر کبھی کسی سے نہیں کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ تو جہاں رہے میں بھی تیری صحبت میں تیرے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا جیسی تمہاری مرضی مگر میری حالت سے تو تم واقف ہو۔ پھر اگر تمہارے خیال میں تم اس کی برداشت کر سکتے ہو تو (بسم اللہ) بہت اچھا ہے پس صالح اس کے ساتھ ہولیا اور اب بستی والے بھی اس کی حالت کو جاننے لگے تھے۔

اس کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی خدا کا بندہ اچانک[1] اس کے پاس آجاتا اور اس پر کوئی آفت ہوتی تو وہ اس کے لئے دعا کرتا اور اس کو فوراً شفا ہو جاتی۔ اور جب کوئی آفت رسیدہ اس کو اپنے گھر بلواتا تو وہ اس کے پاس کبھی نہ جاتا۔ اس بستی والوں میں سے ایک شخص کے ایک معذور لڑکا تھا اس نے فیمیون کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کبھی کسی بلانے والے کے پاس نہیں جاتا وہ اجرت پر لوگوں کے پاس معماری کیا کرتا ہے آخر وہ شخص اپنے اس اندھے لڑکے کے پاس گیا اور اس کو اپنے حجرے میں لٹا کر ایک کپڑا اڑھا دیا پھر فیمیون کے پاس آیا اور اس سے کہا اے فیمیون میں اپنے گھر میں کچھ بنوانا چاہتا ہوں میرے ساتھ وہاں چل تاکہ تو اس گھر کو دیکھ لے اس کے بعد اس کی تعمیر کے شرائط کا تصفیہ کروں گا۔ وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس کے حجرے میں داخل ہوا اور پوچھا اس گھر کی کونسی چیز بنوانا چاہتے ہو کہا فلاں فلاں چیزیں۔ پھر اس شخص نے اثنائے گفتگو میں اس بچے پر سے کپڑا کھینچ لیا اور اس سے کہا فیمیون! یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے اس پر جو آفت ہے وہ تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ فیمیون نے اس کے لئے دعا کی تو وہ لڑکا تندرست ہوگیا کہ اب وہ مشہور ہو چکا ہے آخر وہ اس بستی سے بھی چلا گیا۔ صالح بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ وہ اپنے اس سفر میں شام کے ایک مقام پر ایک بڑے

---

[1] دوسرے تمام نسخوں میں فاجاہ ہے اور نسخہ الف میں فاء جاء ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس درخت میں سے ایک شخص نے آواز دی اور کہا فیمیون! اس نے کہا ہاں! اس نے کہا میں تیرا انتظار ہی کر رہا تھا اور ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ کب آئے گا کہ میں نے تیری آواز سن لی اور میں نے جان لیا کہ تو وہی ہے۔ اب تو مجھ سے جدا نہ ہو جب تک کہ میرا انتظام نہ کردے کیونکہ میں اب مرنے والا ہوں۔ راوی نے کہا کہ وہ آخر مر گیا اور اسی نے اس کا سب کچھ انتظام کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو دفن بھی کر دیا۔ پھر وہاں سے چلا اور صالح نے بھی اس کی پیروی کی حتیٰ کہ دونوں سرزمین عرب میں پہنچے وہاں ان پر لوگوں نے ظلم و زیادتی کی اور عربوں کے ایک قافلے نے انہیں پکڑ لیا اور غلام بنا کر نجران میں بیچ ڈالا۔

نجران والے ان دنوں عرب کے ہم مذہب تھے اور ہر اس درخت کی پوجا کرنے لگتے جو ان کے پاس بہت لانبا ہوتا۔ سالانہ میلا کیا کرتے اور اس جاترا میں اقسام کے خوشنما کپڑے جو ان کو میسر ہوتے اور عورتوں کا گہنا اس کھجور کے پیڑ کو پہناتے اور سب کے سب اس کے پاس جمع ہوتے اور سارا دن اسی میں لگے رہتے فیمیون کو ان کے ایک معزز شخص نے خریدا اور صالح کو ایک دوسرے نے، فیمیون جب اس گھر میں جس میں اس کے مالک نے اسے رکھا تھا رات میں تہجد پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تو بغیر کسی چراغ کے اس کی خاطر وہ گھر روشن ہو جاتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ جب یہ حال اس کے مالک نے دیکھا تو اس کی یہ حالت اسے بھلی معلوم ہوئی اس نے اس کے مذہب کے متعلق دریافت کیا۔ اور اس نے اپنے مذہب کے حالات اسے بتائے اور فیمیون نے کہا تم لوگ سخت غلطی میں پڑے ہو۔ یہ کھجور کا پیڑ نہ کوئی ضرر دیتا ہے نہ نفع اور اگر میں اپنے اس معبود کی بارگاہ میں جس کی پرستش کرتا ہوں اس کھجور کے پیڑ کے لئے بددعا کروں تو ابھی وہ اسے برباد کر ڈالے اور جس کی میں پرستش کرتا ہوں وہ اللہ ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

روای نے کہا کہ اس کے مالک نے اس سے کہا اچھا تو بددعا کر۔ اگر تو نے اس کو برباد کر دیا تو ہم تیرے مذہب میں داخل ہو جائیں گے اور جس مذہب پر ہم چل رہے ہیں اسے چھوڑ دیں گے راوی نے کہا پھر تو فیمیون اٹھا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ سے اس پر آفت آنے کی التجا کی اللہ عزوجل نے ایک آندھی بھیجی اور اس آندھی نے اس کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا اور زمین پر گرا ڈالا۔ پھر تو نجران والوں نے اسی کے مذہب کی اتباع شروع کر دی۔ اس کے بعد نجران والوں میں بھی وہی بدعتیں پیدا ہو گئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں ہر سرزمین میں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ غرض یہ کہ سرزمین عرب کے ضلع نجران میں نصرانیت اسی زمانے سے شروع ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ روایت وہب بن منبہ نے نجران والوں سے سن کر بیان کی۔

عبداللہ بن الثامر کا حال

اور

اصحاب الاخدود کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے بیان کیا اور مجھ سے بعض نجران والوں نے بھی نجران ہی کے دوسرے رہنے والوں سے روایت کی ہے کہ نجران والے مشرک تھے اور بت پرستی کیا کرتے تھے اس کے اطراف کی بستیوں میں سے ایک بستی میں' جو نجران سے قریب ہی تھی' ایک جادوگر رہا کرتا تھا جو نجران والوں کے لڑکوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ نجران اس بڑی بستی کو کہتے ہیں جس میں متعدد بستیوں کے رہنے والوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جب فیمیون وہاں آ نازل ہوا۔ نجران والوں نے مجھ سے اس کا نام بیان نہیں کیا بلکہ انہوں نے صرف اسی قدر کہا کہ وہاں ایک شخص آ نازل ہوا البتہ وہب بن منبہ نے اس کا نام بتایا ہے کہ وہ فیمیون تھا۔ اس نے نجران اور ان بستیوں کے درمیان جن میں جادوگر (رہا کرتا) تھا ایک خیمہ ڈالا۔ نجران والے اپنے لڑکوں کو اس جادوگر کے پاس بھیجا کرتے اور وہ انہیں جادو سکھایا کرتا۔ ثامر نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ بن ثامر کو نجران والوں کے لڑکوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا جب وہ خیمہ کے پاس سے گزرتا تو خیمے والے کی عبادت اور نماز جسے وہ آتے جاتے دیکھا کرتا تھا بہت پسند کیا۔ بعض وقت اس کے پاس بیٹھ جاتا اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا اسے سنتا رہتا یہاں تک کہ اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اللہ کو ایک ماننے اور اس کی عبادت کرنے اور اس سے قوانین اسلام کی دریافت کرنے لگا آخر جب اس میں خوب مہارت حاصل کر لی اسم اعظم کے متعلق اس سے دریافت کیا کیونکہ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ لیکن اس سے اس کو پوشیدہ رکھا تھا اس نے کہا بابا تو اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ تیری کمزوری کے سبب اس کی برداشت میں تیرے لئے خطرہ محسوس کرتا ہوں اور عبداللہ کا باپ ثامر صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس اسی طرح جاتا آتا ہے جس طرح دوسرے لڑکے جاتے آتے ہیں۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ اس کے دوست نے اسم اعظم کے متعلق اس سے کنجوسی کی اس کی کمزوری کی وجہ سے اس نے اس کے بتانے سے اندیشہ کیا ہے تو اس نے چند تیر لیے اور انہیں جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے جو جو نام وہ جانتا تھا ایک ایک تیر پر لکھا ان میں سے کوئی نام اس نے نہ چھوڑا۔ ہر ایک نام کے لئے ایک ایک تیر مخصوص کیا یہاں تک کہ جب اس

نے تمام نام مکمل کر لیے آگ سلگائی اور انہیں ایک ایک کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ جب اسم اعظم کی نوبت آئی اس کو بھی تیر کے ساتھ آگ میں ڈالا تو تیر اچھل گیا اور آگ سے نکل پڑا اور آگ اس تیر کو نقصان نہ پہنچا سکی تو اس نے وہ تیر لے لیا۔ پھر اپنے دوست کے پاس آ کر اس کو خبر دی کہ اس نے وہ اسم اعظم جان لیا ہے جسے اس نے اس سے چھپایا تھا اس نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا فلاں اسم ہے اس نے پوچھا تو نے اسے کیسے معلوم کیا اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی تمام تفصیل اسے سنائی۔ اس نے کہا بابا[1]! تو نے ٹھیک نشانے پر تیر لگایا یہ بات اپنے دل ہی میں رکھ لیکن مجھے امید نہیں کہ تو اپنے دل میں رکھے گا۔ اب عبداللہ بن ثامر کی یہ حالت ہوگئی کہ جب نجران میں جاتا تو جس کسی ضرر رسیدہ شخص سے ملتا کہتا اے اللہ کے بندے کیا تو اللہ کو ایک مانے گا اور میرے دین میں داخل ہو جائے گا میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس بلا سے جس میں تو مبتلا ہے چنگا کر دے وہ کہتا بہت اچھا پھر وہ اللہ کو ایک ماننے لگتا اور اسلام اختیار کر لیتا اور یہ اس کے لئے دعا کرتا اور اسے شفا ہو جاتی۔ یہاں تک حالت پہنچی کہ نجران میں کوئی ضرر رسیدہ نہ رہا جس کے پاس وہ نہ آیا ہو اور اسے اپنے مذہب کا متبع نہ بنا لیا ہو۔ اس نے جس کسی کے لئے دعا کی اسے شفا حاصل ہوگئی حتیٰ کہ اس کی اس کیفیت کی اطلاع شاہ نجران کو بھی ہوگئی اس نے اس کو بلایا اور کہا تو نے میری بستی والوں کو میرے خلاف کر دیا اور بگاڑ دیا۔ اور میرے مذہب اور میرے باپ دادوں کے مذہب کی مخالفت کی میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا اس نے کہا تو جس بات کا دعویٰ کر رہا ہے وہ نہیں کر سکتا راوی نے کہا کہ اس نے اس کو مختلف سزائیں دینا شروع کیں کبھی تو اسے اونچے پہاڑ پر بھیج دیتا اور وہاں سے سر کے بل گرا دیا جاتا وہ زمین پر جا پڑتا اور اسے کچھ ضرر نہ ہوتا کبھی نجران کے سمندروں کی طرف روانہ کرتا جو ایسے سمندر ہیں کہ اس میں جو چیز جا پڑے وہ تباہ و برباد ہو جائے اسے اس میں ڈال دیا جاتا پھر بھی وہ اس سے نکل آتا اور اور اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر جب وہ اسے بہت ستانے[2] لگا تو عبداللہ بن ثامر نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تو میرے قتل پر ہرگز قابو نہ پا سکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو مان نہ لے اور میں جس پر ایمان لایا ہوں تو بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ ہاں اگر تو نے توحید و ایمان اختیار کر لیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہوگا اور تو مجھے قتل بھی کر سکے گا۔ راوی نے کہا پھر تو اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لی اور عبداللہ بن ثامر کی طرح ایمان لے آیا اور ایک لاٹھی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اسے مارا۔ اور اس کا سر زخمی کر دیا وہ زخم اگرچہ

---

[1] اصل میں یا ابن اخی کے الفاظ ہیں جو ہر ایک کم عمر کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں اس لئے میں نے اپنے محاورے میں جو لفظ کم عمروں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں فلما غلبه قال له عبدالله ہے۔ (احمد محمودی)

کچھ بڑا نہ تھا لیکن اس زخم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ بھی اسی وقت اسی جگہ مر گیا اور نجران والے عبداللہ بن ثامر کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ اور عبداللہ اس مذہب پر تھا جس کو عیسیٰ (علیہ السلام) نے احکام انجیل کے ذریعے پیش فرمایا تھا پھر ان میں بھی وہی بدعتیں آ گئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں آئی تھیں۔ نصرانیت کی ابتدا نجران میں اسی وقت سے ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ محمد بن کعب القرظی اور بعض نجران والوں کی روایت ہے جو عبداللہ بن ثامر کے متعلق ہے واللہ اعلم کہ ان میں کا کون سا بیان واقعی ہے۔

خندقوں کا بیان

پھر ذونواس اپنے لشکر کے ساتھ نجران والوں کی طرف گیا اور انہیں یہودیت کی دعوت دی اور ان سے کہا یا تو یہودیت اختیار کر و یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ انہوں نے موت کو پسند کیا۔ اس نے ان کے لئے خندقیں کھودیں اور بہتوں کو آگ میں جلا ڈالا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان مقتولوں کی ناک کان کاٹے گئے جہاں تک کہ ان میں سے تقریباً بیس ہزار شخص مار ڈالے گئے۔ اسی ذونواس اور اس کے لشکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہمارے[1] سردار محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی:

﴿ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾

خندق والے۔ (بہت سے) ایندھن والی آگ والے۔ ہلاک ہو گئے۔ جب وہ ان (خندقوں) پر بیٹھے ہوئے (تھے) اور اس (بدسلوکی) کو دیکھ رہے تھے جو ایمان داروں کے ساتھ وہ کر رہے تھے انہوں نے ان سے (صرف اس بات کا) بدلہ لیا کہ وہ عزت و غلبہ والے قابل مدح و ستائش اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''اخدود'' زمین میں کے لمبے لمبے گڑھوں کو کہتے ہیں جیسے خندق اور نہر وغیرہ اور اس کی جمع اخادید ہے۔ ذوالرمۃ نے جس کا نام غیلان بن عقبہ تھا اور جو بنی عدی بن عبد مناف بن اد بن طابخہ بن الیاس ابن مضر یمن کا ایک (شخص) تھا کہا ہے۔

مِنَ الْعِرَاقِيَّةِ اللَّاتِيْ يُحِيْلُ لَهَا
بَيْنَ الْفَلَاةِ وَبَيْنَ النَّخْلِ اُخْدُوْدُ

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

(ممدوحہ) ان عراق والی عورتوں میں سے ہے جن کی خاطر جنگل اور نخلستان کے درمیان نہریں بہادی جاتی ہیں۔

اس شعر میں اخدود سے اس نے نہر مراد لی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ تلوار چھری اور کوڑے وغیرہ کا جو اثر جلد میں رہ جاتا ہے اس کو بھی اخدود کہا جاتا ہے اور اس کی جمع بھی اخادید ہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذونواس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں ان کا سرداران کا امام عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ اہل نجران میں سے ایک شخص عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا کہ اس نے نجران کے کسی کھنڈر کو اپنی کسی ضرورت کے لئے کھودا (تو تمام لوگوں نے) عبداللہ بن ثامر کو اس میں کے ایک پنہاں مقام کے نیچے بیٹھا ہوا اور اپنا ہاتھ اپنے سر کے ایک زخم پر رکھے اس کو اپنے ہاتھ سے اس طرح پکڑے پایا کہ اگر اس کا ہاتھ اس زخم پر سے ہٹایا جاتا تو خون پھوٹ نکلتا اور جب اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ اپنا ہاتھ پھر اسی مار پر رکھ لیتا اور اس ہاتھ کی وجہ سے خون رک جاتا نیز اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے جس میں لکھا ہے ربی اللہ میرا پروردگار اللہ ہے اس نے عمر بن الخطاب کو اس کی اطلاع تحریراً دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کو لکھا کہ وہ جس حال میں ہے اس کو اسی حال پر رہنے دو اور وہ جس طرح دفن تھا اس کو اسی طرح پھر دفن کر دو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔

دوس ذوثعلبان کی حالت اور حبشہ والوں کی حکومت

اور

ارياط کا ذکر جس نے یمن پر غلبہ حاصل کر لیا تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص جو خاندان سبأ سے تھا اور دوس ذوثعلبان کہلاتا تھا اپنی ایک گھوڑی پر ذونواس کے لوگوں سے چھوٹ کر نکل بھاگا اور ریگستان کا راستہ لیا اور انہیں اپنی گرفتاری سے عاجز کر دیا اور سامنے جو راستہ ملا اسی پر چلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ شاہ روم قیصر کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے ذونواس اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے اس سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے جو جو آفتیں پہنچی تھیں ان سب کی اسے خبر دی تو اس نے کہا تیرے ملک ہم سے بہت دور ہیں[1] لیکن میں شاہ حبشہ کو تیرے لئے خط لکھ دیتا ہوں کیونکہ وہ

[1] یعنی میری جانب سے تجھے امداد پہنچنا مشکل ہے۔ (احمد محمودی)

بھی اسی عیسائی مذہب کا ہے اور وہ تیرے ملک سے قریب بھی ہے آخر اس نے شاہ حبشہ کے نام ایک فرمان لکھا جس میں اسے حکم تھا کہ وہ دوس کی مدد کرے اور اس کا انتقام لے۔ پھر دوس قیصر کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ ستر ہزار حبشی بھیجے۔ اور انہیں میں سے ایک شخص کو ان پر افسر بنا دیا جس کو ارياط کہا جاتا تھا اور ابرہۃ الاشرم بھی اسی لشکر میں اس کے ساتھ تھا۔ آخر ارياط سمندر کے ذریعے ساحل یمن پر آنازل ہوا۔ اور دوس اس کے ساتھ (ہی) تھا۔ ذونواس بھی حمیر یون اور یمن کے ان قبائل کے ساتھ جنہوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی اس سے مقابلے کے لئے ارياط کی طرف چلا۔ جب دونوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو ذونواس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونواس نے جب یہ آفت دیکھی جو اس پر اور اس کی قوم پر آنازل ہوئی تو اس نے اپنے گھوڑے کا رخ سمندر کی طرف کر کے اسے خوب پیٹتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر سمندر میں داخل ہو گیا اور اس کو لئے پایاب پانی میں چلتا رہا یہاں تک کہ اسی طرح اس کو لئے گہرے پانی میں پہنچ گیا۔ اور اسے اس کے اندر تہ تک پہنچا دیا۔ اور یہی اس کی آخری[1] ملاقات تھی۔ اور ادھر ارياط یمن میں داخل ہوا اور اس کا مالک بن گیا۔ اسی موقع پر یمن والوں میں سے ایک شخص نے اس آفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے جو دوس نے یمن والوں پر اہل حبشہ کی آفت لا ڈالی تھی اور یہ (مصرع) آج تک یمن والوں میں بطور ضرب المثل زبان زد ہے۔

لَا كَدَوْسٍ وَلَا كَأَعْلَاقِ[2] رَحْلِه

(یہ معاملہ) دوس اور اس کے سفر کی مشکلوں کی طرح کا نہیں ہے (کہ جس کا حل نہ ہو)۔

اور ذوجدن حمیری نے کہا ہے۔

هَوْنَكِ[3] لَيْسَ يَرُدُّ الدَّمْعُ مَا فَاتَا
لَا تَهْلِكِيْ اَسَفًا فِيْ اِثْرِ مَنْ مَاتَا

---

[1] یا آخری دیدار تھا یا اس کے متعلق آخری علم تھا اس کے بعد معلوم نہ ہوا کہ اس کو سمندر نے نگل لیا یا اگل دیا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں کاغلاق باغین معجمہ ہے۔ (ب) میں باعین مہملہ ہے جس کے کوئی مناسب معنی میری سمجھ میں نہ آئے۔ (احمد محمودی)

[3] ھونکمالن۔ واحد مونث مخاطب کی ضمیر کے بجائے نسخۂ (الف) میں تثنیہ مخاطب کی ضمیر ہے۔ اور لیس کی بجائے لن۔ اگرچہ تثنیہ کی ضمیر سے دو آنکھیں وغیرہ مراد لی جاسکتی ہیں۔ لیکن اس کے بعد لا تھلکی دوسرے مصرع میں فعل واحد مونث ہی آرہا ہے جس سے اس ضمیر کی مطابقت نہیں ہوتی۔ غور کیا جائے۔ (احمد محمودی)

(اے رونے والی) مطمئن اور چین سے رہ جو چلا گیا آنسو اس کو واپس نہیں لائیں گے۔ مرے ہوئے پرافسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔

أَبَعْدَ بَيْنُوْنَ لَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرٌ
وَبَعْدَ سِلْحِيْنَ يَبْنِي النَّاسُ أَبْيَاتَا

کیا قلعہ بینون وسلحین (کے جیسی خوب صورت اور مستحکم عمارتوں کی تباہی) اور ان کی بنیادوں اور نشانوں کی بربادی کے بعد بھی لوگ گھر بناتے رہیں گے؟

بینون سلحین اور غمدان یمن کے ان قلعوں میں سے ہیں جن کو اریاط نے ڈھایا تھا جن کا مثل کہیں نہ تھا۔ اور ذوجدن نے یہ بھی کہا ہے۔

دَعِيْنِيْ لَا أَبَالَكِ لَنْ تُطِيْقِيْ
لَحَاكِ اللّٰهُ قَدْ أَنْزَفْتِ رِيْقِيْ

(اے ملامت کرنے والی عورت خدا کرے کہ) تیرا باپ مر جائے ہرگز تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا (کہ اپنی ملامتوں اور نصیحتوں سے میری حالت کو بدل دے)۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے تو (ڈرا ڈرا کر) میرا لعاب دہن خشک کر دیا۔

لَدَى عَزْفِ الْقِيَانِ إِذِ انْتَشَيْنَا
وَإِذْ نُسْقِى مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيق

(خاص کر ایسی حالت میں تیری نصیحتیں اور ملامتیں مجھ پر کیا خاک اثر انداز ہوں گی) جب کہ ہم گانے بجانے والیوں کے گانے بجانے میں اور نشے میں (مست) ہوں اور بہترین یا خالص شراب پی رہے ہوں۔

فَإِنَّ الْمَوْتَ لَا يَنْهَاهُ نَاهٍ
وَلَاشَرِبَ الشِّفَاءَ مَعَ السَّوِيْقِ[1]

کیونکہ موت کو تو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا اگرچہ شراب بھی پی لی جائے اور اس کے ساتھ شفا (بھی گھول کر) پی لی جائے۔

---

[1] النشوق (الف ب) میں نشوق اور (ج د) میں السویق ہے۔ دوسرا نسخہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ شرب کے ساتھ نشوق کو کوئی مناسبت نہیں۔ نشوق سونگھنے اور ناک میں ڈالنے کی دوا کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کے معنی بھی بنائے جا سکتے ہیں کہ اگرچہ ناک میں ڈالنے کی دوائیں بھی استعمال کی جائیں اور شفا بھی پی لی جائے وغیرہ۔ (احمد محمودی)

وَلَا مُتَرَهِّبٌ فِیْ اُسْطُوَانٍ
يُنَاطِحُ جُدْرَهُ بَيْضُ الْاَنُوْقِ

نہ وہ راہب (موت کو روک سکتا ہے) جو (سرحد روم کے پاس مقام) اسطوان میں (رہتا) ہے
جس کی دیواریں عقاب کے انڈوں سے ٹکراتی ہیں۔ (یعنی بہت بلند ہیں)

وَ غُمْدَانَ الَّذِیْ حُدِّثْتِ عَنْهُ
بَنَوْهُ مُسَمَّكًا فِی رَاْسِ نِيقِ

اور (نہ قلعہ) غمدان (موت کو روک سکتا ہے) جس کا تذکرہ تجھ سے کیا گیا ہے کہ لوگوں نے
اس کو (نہایت ہی) بلند (ایک سر بفلک) پہاڑ کی چوٹی پر بنایا ہے۔

بِمَنْهَمَةٍ وَاَسْفَلُهٗ جُرُوْنٌ[1]
وَحُرُّ الْمَوْحَلِ اللَّثِقِ الزَّلِيقِ[2]

(وہ قلعہ جو) مقام منہمہ میں ہے اوراس کے نیچے پتھریلی زمین اور بالکل رقیق (پاؤں) پھسلا دینے والا دلدل ہے۔

[3]بمر مَرَة واغلاه رخام
تحام لَا يغيب فى الشقوق

وہ قلعہ سنگ مرمر پر بنا ہوا ہے اوراس کا اوپر کا حصہ سنگ رخام کا ہے (اس کی متعدد خندقوں کی وجہ سے وہ)
دھاری دار (معلوم ہوتا ہے) (جن کا پانی) شگافوں میں (جذب ہو کر سوکھ نہیں جاتا) غائب نہیں ہوتا۔

مَصَابِيحُ السَّلِيطِ تَلُوحُ فِيْهِ
اِذَا يُمْسِی كَتَوْمَاضِ الْبُرُوْقِ

جب شام ہوتی ہے تو اس میں تیل کے چراغ جگمگانے لگتے ہیں (اور ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا بجلیاں کوندرہی ہیں۔

وَنَخْلَتُهُ الَّتِی غُرِسَتْ اِلَيْهِ
يَكَادُ الْبُسْرُ يَهْصِرُ[4] بِالْعُذُوْقِ

اور جو کھجور کے پیڑ وہاں بوئے گئے ہیں (ان کی حالت یہ ہے کہ) گدرائی ہوئی کھجوروں کے

---

[1] نسخۂ (الف) جروب ہے اور (ب ج د) جرون ہے جروب کے معنی سیاہ پتھر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ب) میں زلیق زائے معجمہ سے ہے اور (ج د) میں ذلیق ذال معجمہ سے ذلیق بدال معجمہ کے معنی تیز دھار والی چیز کے ہیں۔ پہلا نسخہ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[3] یہ شعر نسخۂ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[4] نسخۂ (الف) میں یهضر بضاد المعجمہ ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

وزن سے خوشے جھکے جا رہے ہیں۔

فَأَصْبَحَ بَعْدَ جِدَّتِهٖ رَمَادًا
وَغَيَّرَ حُسْنَهٗ لَهَبُ الْحَرِيْقِ

پھر وہ (قلعہ) اس شان وشوکت واہتمام کے بعد راکھ (کا ڈھیر) ہو گیا اور اس کے حسن (و خوبی) کو آگ کے شعلوں نے (کھنڈر کی شکل میں) بدل ڈالا۔

وَاَسْلَمَ ذُوْنُوَاسٍ مُسْتَكِيْنًا
وَحَذَّرَ قَوْمَهٗ ضَنْكَ الْمَضِيْقِ

اور ذونواس اس نے عجز وانکسار کے ساتھ اپنے آپ کو (موت کے) حوالے کر دیا اور اپنی قوم کو تنگ مقام کی سختی سے (بہت کچھ) ڈرایا۔

اور ابن الذئبہ الثقفی نے اس بارے میں کہا ہے اور الذئبہ اس کی ماں کا نام ہے اور اس کا نام ربیعہ بن عبد یالیل بن سالم بن مالک بن حطیط بن جشم بن قسی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَالِلْفَتٰى مِنْ مَقَرْ
مَعَ الْمَوْتِ يَلْحَقُهٗ وَالْكِبَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کے لئے کہیں اطمینان وقرار نہیں جس کے پیچھے بڑھاپا بھی لگا ہوا ہے اور موت بھی۔

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتٰى صُحْرَةٌ
لَعَمْرُكَ مَا اِنْ لَهٗ مِنْ وَزَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کو (ہاتھ پاؤں ہلانے کی) گنجائش بھی نہیں۔ تیری عمر کی قسم اس کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔

اَبَعْدَ قَبَائِلَ مِنْ حِمْيَرٍ
اُبِيْدُوْا صَبَاحًا بِذَاتِ الْعِبَرْ

کیا عبرتوں والے مقام میں صبح کے وقت حمیر کے قبیلے والوں کے ہلاک و برباد ہونے کے بعد (بھی کوئی شخص امن وچین وآرام کا امیدوار رہ سکتا ہے)۔

بِاَلْفِ اُلُوْفٍ وَ حُرَّابَةٍ
كَمِثْلِ السَّمَاءِ قُبَيْلَ الْمَطَرْ

(جن کی تباہی ان) لاکھوں (افراد) اور جنگ جو (بہادروں) کے ذریعے (ہوئی) جو بارش سے کچھ پہلے (چھا جانے) والے ابر کی طرح (چھا گئے) تھے۔

يُصِمُّ صِيَاحُهُمُ الْمُقْرَبات
وَيَنْفُوْنَ مَنْ قَاتَلُوا بِالذَّفَر[1]

جن کی چیخ پکار تھان پر بندھے ہوئے گھوڑوں کو بہرا بنا رہی تھی اور جن سے وہ مقابلہ کر رہے تھے انہیں وہ (مسلح لشکر کے لوہے کی) مکروہ بو سے جلاوطن کر رہے تھے یا زرہ بکتر کی زیادتی اور کثرت اسلحہ سے مرعوب ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔

سَعَالِيَ مِثْلُ عَدِيْدِ التُّرَابِ
تَيَبَّسُ مِنْهُمْ رِطَابُ الشَّجَرْ

(یہ) غول بیابانی شمار میں گرد (کے ذرات) کی طرح تھا جس (کی کثرت کے سبب) سے درختوں کی چھال خشک ہو گئی۔

عمرو بن معد یکرب الذبیدی اور قیس بن مکشوح المرادی کے درمیان کچھ (جھگڑا) تھا اور اس کو معلوم ہوا تھا کہ قیس نے اس کو دھمکی دی ہے تو اس نے حمیریوں کے حالات' ان کی عزت' اور ان کی حکومت' کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

أَتُوْعِدُنِي كَأَنَّكَ ذُوْ رُعَيْنٍ
بِأَفْضَلِ عِيْشَةٍ أَوْ ذُوْنُوَاسِ

کیا تو مجھے اس طرح ڈراتا ہے کہ گویا تو (اپنی) اعلیٰ زندگی کے لحاظ سے ذورعین یا ذونواس ہے۔

وَكَائِنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ نَعِيْمٍ
وَمُلْكٍ ثَابِتٍ فِي النَّاسِ رَاْسِي

اور گویا تجھ سے پہلے بھی (یعنی تیرے باپ دادوں کو بھی) فارغ البالی اور لوگوں پر مضبوط اور پائدار حکومت حاصل تھی۔

قَدِيْمٍ عَهْدُهُ مِنْ عَهْدِ عَادٍ
عَظِيْمٍ قَاهِرِ الْجَبَرُوْتِ قَاسِي

(گویا ایسی حکومت تھی) جس کا زمانہ زمانۂ عاد سے بھی قدیم ہو (اور ایسی حکومت) جو عظیم الشان زبردست شوکت والی (اور کسی کی) اطاعت نہ کرنے والی ہو۔

---

[1] الذفرا من الكتائب السهكته من الحديد وصدائه (قطر المحيط)

فَاَمْسَى اَهْلُهٗ بَادُوْا وَاَمْسَى
يُحَوَّلُ مِنْ اُنَاسٍ فِيْ اُنَاسٍ

پھر وہ حکومت کرنے والے تباہ (و برباد) ہو گئے ہوں اور وہ (حکومت) ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہی (اور آخر میں وراثۃً تجھے ملی ہو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ زبید' سلمۃ بن مازن بن منبہ بن صعب ابن سعد العشیرۃ بن مذحج کا بیٹا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو منبہ بن صعب ابن سعد العشیرہ کا بیٹا کہا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو صعب بن سعد[1] و مراد یحابر ابن مذحج کا بیٹا بتایا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو جب وہ ارمینیہ میں تھے (خط) لکھا۔ اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔ اور (خط میں) انہیں حکم دیا کہ خالص عربی گھوڑے والوں کو دو غلے گھوڑے والوں پر عطیوں میں ترجیح دی جائے۔ جب سلمان کے سامنے گھوڑے پیش ہوئے تو ان کے سامنے سے عمرو بن معدیکرب کا گھوڑا بھی گزرا تو سلمان نے اس سے کہا تمہارا یہ گھوڑا تو دوغلا ہے عمرو کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا دو غلے نے اپنے جیسے دو غلے کو پہچان لیا تو قیس اس کی طرف بڑھا اور اسے دھمکی دی۔ تو عمرو نے مذکورۂ بالا ابیات کہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہی وہ (واقعہ) ہے جس کو سطیح کاہن نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمہاری سرزمین میں حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات اَبْیَن سے جرش تک تمام شہروں کے مالک ہو جائیں گے۔ اور جس کو شق نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمہاری سرزمین میں سودان اتر آئیں گے اور تمام تر و تازہ سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور اَبْیَن سے نجران تک حکمراں ہو جائیں گے۔

حکومت یمن پر ابرہۃ الاشرم کا غلبہ

اور

ارياط کا قتل

ابن[2] اسحٰق نے کہا کہ ارياط اپنی اس حکومت پر یمن میں برسوں رہا۔ پھر ابرہہ حبشی نے یمن میں حبشیوں

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] اس مقام پر (ب ج د) تمام نسخوں میں قال ابن اسحق ہے لیکن نسخۂ (الف) میں قال ابن هشام لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

کے بعض معاملات کی نسبت اس سے جھگڑا نکلا تو وہ متفرق ہو گئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ہو گیا اور ان میں کا ایک گروہ دوسرے کی طرف حملے کے خیال سے چلا پھر جب یہ لوگ ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو ابرہہ نے اریاط کے پاس کہلا بھیجا کہ اہل حبشہ کو باہم لڑا کر ان کو فنا نہ کر دے تو میرے مقابل میدان میں آ میں تیرے مقابل میدان میں آتا ہوں۔ پھر ہم میں سے جو شخص اپنے مقابل کو مارے گا لشکر خود بخود اس کی طرف ہو جائے گا تو اریاط نے جواباً کہلا بھیجا کہ تو نے انصاف کی بات کہی پھر ابرہہ اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ اور وہ ایک پست قامت موٹا اور دین دار نصرانی تھا۔ اریاط بھی اس کے مقابل نکلا۔ اور وہ خوبصورت زبردست[1] بلند قامت تھا اس کے ہاتھ میں اس کا ایک خاص حربہ تھا ابرہہ کے پیچھے اس کا ایک غلام تھا جس کا نام عتودہ تھا جو اس کے پشت کی جانب سے حفاظت کر رہا تھا۔ اریاط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی چندیا پر مارے حربہ ابرہہ کی پیشانی پر پڑا جس سے اس کی بھوں' آنکھ ناک کی پھنگی اور ہونٹ پھٹ گئے اسی وجہ سے اس کا نام ابرہۃ الاشرم مشہور ہو گیا (شرم کے معنی شق کرنے یا پھاڑنے کے ہیں) عتودہ نے ابرہہ کے پیچھے سے اریاط پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا آخر اریاط کا لشکر ابرہہ کی طرف ہو گیا اور یمن کے تمام حبشی ابرہہ کی امارت پر متفق ہو گئے۔ اور ابرہہ نے اریاط کے اقربا کو اس کی دیت دی۔ جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو سخت غضبناک ہوا۔ اور کہا میرے مقرر کئے ہوئے افسر پر اس نے دست درازی کی اور اس کو میرے حکم کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے قسم کھائی کہ ابرہہ کو نہ چھوڑے گا جب تک کہ اس کے ممالک کو پامال نہ کر ڈالے اور اس کے سر کے بال پکڑ کر نہ گھسیٹے۔ ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس روانہ کی اور لکھا بادشاہ جہاں پناہ! اریاط تو صرف آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی آپ کا ایک غلام ہوں۔ آپ ہی کے احکام کی تعمیل کے بارے میں ہم میں اختلاف ہوا۔ قابل اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے مگر بات صرف یہ تھی کہ میں حبشیوں کے معاملات میں اس کی بہ نسبت زیادہ قوی زیادہ منتظم اور معاملات سیاست میں زیادہ ماہر تھا[2] مجھے بادشاہ (جہاں پناہ) کی قسم کی خبر پہنچی تو میں نے اپنا سارا سر مونڈ ڈالا اور میری سرزمین کی مٹی سے بھرا ہوا برتن حضور کے پاس میں نے روانہ کیا ہے کہ حضور اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھیں اور پامال کریں اور میرے متعلق حضور نے جو قسم کھائی ہے پوری کر لیں۔ جب یہ خط نجاشی رضی اللہ عنہ کو پہنچا اس نے ابرہہ کو لکھا کہ تو سرزمین یمن ہی میں رہ جب تک کہ میرا دوسرا حکم تیرے پاس نہ آئے۔ ابرہہ یمن ہی میں رہا۔

---

[1] عظیم کا لفظ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] یعنی اس لئے یہاں کی حکومت کی قابلیت مجھی میں زیادہ تھی۔ (احمد محمودی)

اصحاب فیل اور حرمت والے مہینوں کو ملتوی کرنے والے

پھر ابرہہ نے (مقام) صنعاء میں قلیس[۱] یعنی کلیسا بنایا اور ایسا کلیسا بنایا کہ اس زمانے میں اس کے جیسا کوئی کلیسا روئے زمین پر نہ نظر آتا تھا۔ پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ بادشاہ (جہاں پناہ) میں نے آپ کے لئے ایک کلیسا بنایا ہے کہ اس کے جیسا کسی سابقہ بادشاہ کے لئے کبھی نہیں بنا۔ اور میں صرف اس کے بنانے ہی پر اکتفانہ کروں گا بلکہ عربوں کے عزائم حج کو بھی اسی کی طرف پھیر دوں گا۔ جب ابرہہ کے اس خط کی شہرت جو نجاشی کو لکھا گیا تھا عربوں میں ہوئی تو بنی فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کے ایک شخص کو جو نسأہ میں سے تھا غصہ آ گیا۔ اور نسأہ ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لئے حرمت کے مہینوں میں تاخیر کا حکم نافذ کرتے تھے اور حرمت کے مہینوں[۲] کو حلال کر دیتے۔ اور اس کے بجائے حلال مہینوں میں سے کسی ماہ کو حرام کر دیتے کہ اللہ

---

[۱] مادہ قلس کے معنی میں بلندی ہے۔ قلنسوۃ جو ٹوپی کے معنی میں ہے اس کا مادہ بھی یہی ہے تقلنس الرجل و تقلس دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یعنی ٹوپی پہنی اور قلس الطعام کے معنی معدے میں کھانا اوپر ہو گیا۔ اس طرح قلیس کے معنی تاج کے ہوئے۔

[۲] ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب ان چاروں مہینوں کی عظمت و حرمت عرب قدیم بھی کرتے تھے اور یہ عظمت و حرمت ان کے ہاں اباً عن جد ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے وقت سے چلی آ رہی تھی اور ان مہینوں میں جنگ و قتل کرنے کو وہ بھی حرام خیال کرتے تھے یہاں تک کہ اگر ان مہینوں میں کسی کو اپنے باپ کے قاتل پر بھی دست رس ہوتی تو وہ اس ارادے سے باز آ جاتا اور سمجھتا کہ حرمت والے مہینوں میں تو انتقام لینا جائز نہیں لیکن تمام لوگ ایمان و دیانت میں ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ ان میں ایسے بھی تھے کہ انھوں نے اپنے مذہب کو اپنے اغراض کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا ایسے لوگ جب کسی دوسرے قبیلے سے جنگ کرتے رہتے اور انہیں اس میں فتوحات بھی حاصل ہوتی رہتیں اور اسی اثناء میں کوئی حرمت والا مہینہ آ جاتا تو جنگ کا ختم کر دینا ان پر نہایت بار ہوتا۔ جنگ کو جاری رکھنے کے لئے حیلے بہانے کرتے اپنے ہی لوگوں میں سے کسی ایک کو حکم بناتے اور اس سے کہتے کہ ہمارے لئے اس مہینے کی بجائے کسی اور مہینے کو حرمت والا قرار دے اور ہمیں اس ماہ میں لڑنے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ اگر اس وقت مثلاً رجب کا مہینہ ہوتا تو اس ماہ کو شعبان کہہ کر حلال قرار دے کر اس کے بعد کے مہینے یعنی شعبان کو ماہ رجب اور حرمت والا مہینہ قرار دیتا اور اس ماہ میں ان کو جنگ کی اجازت دے دیتا۔ اور اگر اس کے بعد کے مہینے میں بھی جنگ جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی تو پھر اس ماہ رجب کو رمضان میں ڈال دیا جاتا۔ غرض سال بھر میں کوئی چار ماہ اپنی مرضی کے مطابق حرمت والے قرار دے دیے جاتے۔ بعض وقت جنگ میں اس قدر طوالت ہوتی کہ بارہ ماہ مسلسل جنگ میں گزارنے کی ضرورت ہوتی تو سال میں سولہ ماہ قرار دے کر آخر کے چار ماہ کو حرمت والے ماہ سمجھ لیتے۔ اور اس طرح مذہب عقلمندوں کے لئے کار براری کا آلہ بن گیا تھا۔ ایسی حالت میں دوسرا قبیلہ جس کے مقابل یہ لوگ صف آرا ہوتے۔ بعض وقت غلطی میں مبتلا ہو جاتا کہ اب تو حرمت والا مہینہ آ رہا ہے اس میں جنگ نہ ہوگی۔ اور یہ اچانک ان پر حملہ کر دیتے۔ اور اگر دوسرا بھی انہیں کے جیسا عقلمند ہوتا تو پھر وہ بھی ان سے انہیں کی طرح چالیں چلتا۔ اور بے ایمانیوں کا ایک تانتا بندھ جاتا۔ (از روح المعانی و منتہی الارب ملخصاً)۔ (احمد محمودی)

کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد میں موافقت کر لیں اور اس طرح اس خاص حرمت والے مہینے کو موخر کر دیتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ﴾

''نسی (یعنی قمری مہینوں کی تاخیر) تو (بس) ناشکری میں زیادتی ہی ہے[1] کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جنھوں نے (نعمات خداوندی کی) قدر نہیں کی کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اس (ہی ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں) کی (صرف) تعداد میں موافقت کر لیں۔ (اور نتیجہ اور مقصد یہ ہوتا ہے) کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کر لیں''۔

پھر ابن ہشام نے کہا کہ لیواطئوا (کے معنی) لیوافقوا ہیں۔ مواطاۃ (کے معنی موافقۃ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔

واطاء تك علی ھذا الا مرای وافقتك علیه

میں نے اس معاملے میں تیری موافقت کی۔

اور شعر میں جو ایطاء ہوتا ہے اس کے معنی بھی موافقت ہی کے ہیں اور وہ دو قافیوں کا ایک لفظ اور ایک جنس میں متفق ہوتا ہے جس طرح عجاج کا قول ہے اور عجاج کا نام عبداللہ بن روبۃ ہے جو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار یمن کا ایک شخص ہے۔ اس نے کہا۔

فِیْ اَثْعُبَانِ الْمَنْجَنُوْنِ الْمُرْسَلِ

(پھر دوسرا مصرع کہا)

مَدَّالْخَلِیْجِ فِی الْخَلِیْجِ الْمُرْسَلِ

رہٹ کے بہتے ہوئے پانی کے بہاؤ میں بھی وہی جوش وسعت ہے جو ایک نہر میں دوسری نہر کے

---

[1] کہ حج کے لئے کعبۃ اللہ کے زائرین کے آنے جانے کے واسطے جو امن وامان عرب میں چند مہینوں کے لئے ہوتا تھا جس کے سبب وادیٔ غیر ذی زرع کے رہنے والوں کو اقسام کی تجارتی معاشی اور مذہبی سہولتیں اور برکات حاصل ہوتی تھیں اور زائرین کو روحانی ترقیات نصیب ہوتی تھیں ان سب کی شکرگزاری اور قدردانی کو بالائے طاق رکھ کر صرف جذبۂ انتقام کے تحت ناجائز مواقع نکال کر ممنوعہ اوقات میں جنگ کی جاتی اور ملک کے عارضی امن اور چین کو بھی برباد کر دیا جاتا۔ صرف اس لئے کہ دشمن پر غالب ہو جانے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں۔

چھوٹنے (اور دونوں کے ملنے سے) جوش و وسعت ہوتی ہے۔

(دونوں مصرعوں میں مرسل کا لفظ استعمال کیا ہے جو لفظاً ومعناً ایک ہی ہے) اور یہ دونوں بیتیں یعنی مصرعے اس کے ایک قصیدۂ بحر رجز کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شخص جس نے عربوں میں مہینوں کی تاخیر کا رواج ڈالا وہ قلمس تھا۔ اس نے ان مہینوں میں سے جنھیں حلال ٹھہرا دیا انہوں نے ان کو حلال ٹھہرا لیا اور اس نے ان میں سے جنہیں حرام ٹھہرا دیا انہوں نے ان کو حرام ٹھہرا لیا۔ قلمس کا نام حذیفۃ بن عبد بن فقیم بن عدی ابن عامر بن ثعلبۃ بن حارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباد بن حذیفہ اس کام پر اس کا قائم مقام ہوا۔ پھر اس کے بیٹے عباد کے بعد قلع بن عباد قائم ہوا۔ قلع کے بعد امیۃ بن قلع امیۃ کے بعد عوف بن امیۃ عوف کے بعد ابوثمامۃ جنادۃ بن عوف اور یہ ان سب میں کا آخر تھا اور اسلام نے اس کے اعمال کی مخالفت کی۔ عرب کی حالت یہ تھی کہ جب وہ حج سے فارغ ہوتے تو جنادۃ بن عوف کے پاس جمع ہوتے اور وہ چاروں حرمت والے مہینوں رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم کو حرمت والے قرار دیتا اور جب چاہتا کہ ان میں سے کسی ماہ کو حلال قرار تو کسی ماہ مثلاً محرم کو حلال قرار دیتا اور اس کا اعلان کرتا تو وہ سب کے سب اسی کو حلال قرار دیتے اور اس کے بجائے کسی اور ماہ مثلاً صفر کو حرام قرار دیتا تو وہ سب اسی کو حرام ٹھہرا لیتے کہ حرمت والے مہینوں کے شمار میں مطابقت ہو جائے۔ پھر جب وہ (کسی مصلحت کے تحت) اس رائے سے پلٹ جانا چاہتے تو وہ ان میں خطبہ دینے کھڑا ہو جاتا اور کہتا یا اللہ میں نے دو صفروں میں سے ایک صفر کو یعنی پہلے صفر کو یعنی محرم کو ان کے لئے حلال کر دیا اور دوسرے مہینے کو آنے والے سال کے لئے پیچھے کر دیا۔

اسی بارے میں عمیر بن قیس جذل الطعان جو بنی فراس بن غنم بن ثعلبۃ بن مالک بن کنانہ میں کا ایک شخص ہے۔ مہینوں کو تمام عرب کے لئے پیچھے ہٹا دینے پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ اَنَّ قَوْمِیْ
كِرَامُ النَّاسِ اَنَّ لَهُمْ كِرَامَا

اس بات کو قبیلۂ معد یقینی طور پر جانتا ہے کہ میری قوم لوگوں میں بڑی عزت والی ہے اور اس کے (اخلاف بھی) عزت والے ہی ہیں۔

فَاَیُّ النَّاسِ فَاتُوْنَا بِوِتْرٍ
وَاَیَّ النَّاسِ لَمْ نُعْلِكْ لِجَامَا

جس سے ہمیں انتقام لینا ہے وہ کون لوگ ہیں (ذرا) ہمارے سامنے تو آئیں۔ اور کون لوگ

ہیں جن کو ہم نے لگام (دے کر روک) نہ دیا ہو۔

اَلَسْنَا النَّاسِئِیْنَ عَلٰی مَعَدٍّ
شُھُوْرَ الْحِلِّ نَجْعَلُھَا حَرَامَا

کیا ہم وہی (لوگ) نہیں جو (قبیلۂ) معد کے لئے (مہینوں کو مقدم) موخر کرتے رہتے ہیں (اور) حلال مہینوں کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ حرمت والے مہینوں میں کا پہلا مہینہ محرم ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب ابرہہ کے خط کا ذکر عربوں میں مشہور ہوا تو بنی فقیم میں کا ایک) کنانی شخص اپنی جگہ سے نکل کر اس کلیسا میں پہنچا اور (قضائے حاجت کے لئے) اس میں بیٹھا۔

ابن ہشام نے کہا یعنی اس نے اس میں حدث کی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور پھر چل نکلا اور اپنی سرزمین میں پہنچ گیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہا یہ کام کس نے کیا ہے اس کو خبر دی گئی کہ یہ کام عربوں میں کے ایک ایسے شخص کا ہے جو اس گھر کے پاس رہنے والے ہیں۔ جس کے حج کے لئے عرب مکے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے تیری یہ بات سنی کہ میں عربوں کے عزائم حج کو اس کی جانب پھیر دوں گا'' تو وہ غصے میں آ گیا اور اس غصے کی حالت میں آ کر اس میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھ گیا۔ یعنی اس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ وہ کلیسا اس حج کا سزاوار نہیں (بلکہ اس قابل ہے کہ اس میں قضائے حاجت کی جائے)۔ پھر تو ابرہہ کو غصہ آ گیا اور اس نے قسم کھالی کہ وہ ضرور اس گھر یعنی بیت اللہ کی جانب جائے گا اور اس کو گرا دے گا۔

اس کے بعد اس نے حبشیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ بہت کچھ ساز و سامان فراہم کر کے تیار ہو گئے اور اس نے اپنے ساتھ وہ مشہور ہاتھی بھی لے لیا جس کا ذکر آگے آئے گا اور مکے کی طرف چلا۔ جب عربوں نے یہ خبر سنی اس کو بہت اہم معاملہ خیال کیا اور یہ خبر سن کر بے چین ہو گئے۔ اور جب انہوں نے سنا کہ وہ خدا کے گھر کعبے کو گرا دینا چاہتا ہے تو اس سے جہاد کرنا اپنا فرض خیال کیا۔ آخر اس کے مقابلے کے لئے ذونفر نامی ایک شخص تیار ہوا جو یمن کے سربرآوردہ لوگوں اور بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنی قوم کو اور عرب کے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کی بات مانی بلوایا تا کہ ابرہہ سے جنگ کریں اور بیت اللہ الحرام اور اس کے گرانے اور اس کے برباد کرنے کے اس ارادے کے خلاف جہاد کریں۔ اس دعوت کے قبول کرنے کو جو تیار تھے انہوں نے قبول کیا (اور اس کے ساتھ ہو گئے)۔ پھر یہ اس کے مقابل صف آرا ہوا۔ اور جنگ کی۔ ذونفر اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونفر گرفتار کر لیا گیا۔ اور قیدی بنا کر ابرہہ کے پاس لایا گیا۔ جب

اس نے اس کو قتل کرنا چاہا تو ذونفر نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ میرا آپ کے ساتھ رہنا میرے قتل کرنے سے بہتر ہو اس لئے اس نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اپنے پاس سخت قید میں رکھا کیونکہ ابرہہ ایک حلیم شخص تھا۔ پھر ابرہہ جس ارادے سے نکلا تھا اس کی تکمیل کے لئے بڑھتا چلا۔ جب وہ سرزمین خثعم میں آیا نفیل بن حبیب خثعمی خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس اور عرب کے قبیلوں میں سے جو لوگ اس کے ساتھ ہوئے ان سب کو لے کر اس کی راہ روک لی اور اس سے جنگ کی۔ ابرہہ نے اسے بھی شکست دی اور نفیل کو بھی قید کر لیا گیا۔ جب وہ اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو نفیل نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے کہ میں سرزمین عرب میں آپ کا رہنما بن سکتا ہوں۔ اور یہ میرے دونوں ہاتھ خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس کے مقابلے میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے کام آئیں گے آخر اس نے اسے چھوڑ دیا اور یہ اس کی رہنمائی کرتا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ جب وہ طائف سے گزرا تو مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، بنی ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آیا۔ اور ثقیف کا نام قسی بن النبیت بن منبہ بن منصور بن یقدم بن افصی بن دعمی بن ایاد ابن نزار بن معد بن عدنان ہے۔ امیۃ بن ابی الصلت ثقفی نے کہا ہے۔

قَوْمِیْ اِیَادٌ لَوْ[1] اَنَّھُمْ اُمَمٌ
اَوْلَوْ اَقَامُوْا فَتُھْزَلَ النَّعَمُ

قبیلہ بنی ایاد سب کا سب میری ہی قوم ہے کاش وہ ایک دوسرے کے پاس پاس سکونت پذیر رہتے (اور ترک وطن کر کے حجاز سے عراق کی جانب اس لئے نہ چلے گئے ہوتے کہ ان کے جانوروں کے لئے حجاز کے میدان تنگ ہو گئے تھے) یا کاش وہ اپنے وطن ہی میں رہتے خواہ ان کے جانور (مقام کی تنگی اور چارے کی قلت کے سبب) لاغر اور کمزور ہی ہو جاتے۔

قَوْمٌ لَھُمْ سَاحَۃُ الْعِرَاقِ اِذَا
سَارُوْا جَمِیْعًا وَالْقِطُّ وَالْقَلَمُ

وہ ایسی قوم تھی کہ اگر وہ سب کے سب مل کر جاتے تو عراق کا میدان اور کاغذ و قلم (سب) انہیں کا ہوتا (یعنی وہاں حاکمانہ حیثیت سے رہتے۔)

قط کے معنی چک، رقعہ، پرزہ چھٹی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عجل لنا قطنا ہمیں ہمارا نوشتۂ تقدیر

---

[1] (ب ج د) تینوں نسخوں میں ''لو'' ہے لیکن نسخۂ (الف) میں ''لہ'' ہے۔ جس کا کوئی مناسب مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ (احمد محمودی)

یا نامۂ اعمال جلد دے دے۔ ابن اسحٰق نے کہا اور امیۃ بن ابی الصلت نے یہ بھی کہا ہے۔

فَاِمَّا تَسْأَلِیْ عَنِّی لُبَیْنٰی[1]
وَعَنْ نسبی اُخَبِّرْكِ الْیَقِیْنَا

اے لبینی اگر تو مجھ سے میرے نسب کے متعلق دریافت کرے تو میں تجھے (ایک ایسی) یقینی خبر سناؤں گا (جس میں کچھ شک وشبہ نہ ہو۔)

فَاِنَّا لِلنَّبِیْتِ اَبِیْ قَسِیٍّ
لَمِنْصُوْرِ بْنِ یَقْدُمَ الْاَقْدَمِیْنَا

ہم ابوقسی نبیت (اور) منصور بن یقدم (جیسے) قدیم (مشہور) لوگوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ثقیف کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور ابن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن[2] معد بن عدنان ہے۔ اور پہلی دو بیتیں اور آخری دو بیتیں امیہ ہی کے دو قصیدوں میں کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی ثقیف کے لوگوں نے ابرہہ سے کہا اے بادشاہ! ہم آپ کے غلام فرماں روا اور مطیع ہیں۔ ہمیں آپ سے کوئی اختلاف نہیں اور یہ ہمارا گھر اللات وہ گھر نہیں ہے جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں آپ کا قصد تو اس گھر کا ہے جو مکے میں ہے۔ ہم آپ کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں گے جو اس کی جانب آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اللات طائف میں ان لوگوں کا ایک گھر تھا جس کی وہ لوگ ویسی ہی عظمت کیا کرتے تھے جس طرح کعبے کی تعظیم کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابوعبیدہ نحوی نے ضرار بن الخطاب الفہری کا ایک شعر سنایا۔

وَفَرَّتْ ثَقِیْفٌ اِلٰی لَا تِهَا
بِمُنْقَلَبِ الْخَائِبِ الْخَاسِرِ

اور بنی ثقیف اپنے لات (نامی بت خانے) کی جانب محروم نقصان رسیدہ حالت میں بھاگے۔

یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے۔ آخر وہ انہیں بھی چھوڑ کر آگے بڑھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہوں نے اس کے ساتھ ابورغال کو بھیجا کہ مکے کی جانب اس کی رہنمائی کرے۔ ابرہہ ابورغال کو ساتھ لئے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ابورغال نے اسے مغمس تک پہنچا دیا اور اسے

---

[1] نسخۂ (الف) میں لبینا الف سے لکھا ہے (ب ج د) میں لبینیٰ کا رسم الخط یا سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

وہاں پہنچا کر مر گیا۔اس کے مرنے کے بعد عربوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے اور لوگ مقام مغمس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں وہ اسی کی قبر ہے۔

جب ابرہہ مغمس[1] میں اترا تو اس نے حبشیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام اسود بن مفصود تھا اپنے سواروں کے ایک دستے پر سردار بنا کر روانہ کر دیا وہ مکہ تک جا پہنچا اور تہامہ والے قریش وغیرہ کے اونٹ ہانک لے گیا۔انہیں میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دوسو اونٹ بھی اس کے ہاتھ لگے۔عبدالمطلب ابن ہاشم اس وقت قریش میں ان کے بڑے سردار مانے جاتے تھے۔اس لئے قریش کنانہ ہذیل اور جو جو اس حرم محترم میں رہتے تھے سبھوں نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا لیکن بعد مشورہ انہیں یقین ہو گیا کہ ان میں اس سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔آخرانہوں نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ابرہہ نے حناطۃ الحمیر ی کو مکہ کی جانب روانہ کیا اور اس سے کہا کہ اس شہر کے سردار اور بلند رتبہ شخص سے دریافت کر لینا اور اس سے کہنا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تم سے جنگ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں میں صرف اس گھر کو گرانے آیا ہوں اور اگر تم لوگوں نے اس کی مدافعت میں ہم سے کسی قسم کا تعارض[2] نہیں کیا تو تمہارا خون بہانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔اگر وہ مجھ سے جنگ کرنا نہ چاہے تو اس کو میرے پاس لانا۔

پھر جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو دریافت کیا کہ قریش کا سردار اور ان میں کا بلند رتبہ شخص کون ہے۔ اس سے کہا گیا وہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔وہ آپ کے پاس آیا اور ابرہہ نے جو کچھ اسے حکم دیا تھا آپ سے بیان کیا۔عبدالمطلب نے اس سے کہا خدا کی قسم ہم اس سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہم میں اس سے مقابلے اور جنگ کی طاقت ہے۔یہ اللہ کا اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا عظمت والا گھر ہے۔یا اسی طرح کے الفاظ[3] فرمائے۔اگر اللہ تعالیٰ اس گھر کی ابرہہ سے حفاظت کرے تو وہ اس کا گھر ہے اور اس میں اس کی عظمت ہے۔اور اگر اس نے اس گھر اور ابرہہ کے درمیان راستہ صاف کر دیا (بیچ میں کوئی مزاحمت نہ ڈالی) تو خدا کی قسم ہمارے پاس بیت اللہ کو اس سے بچانے کی کوئی تدبیر نہیں۔پس حناطہ نے کہا تو آؤ میرے ساتھ اس کے پاس چلے چلو کہ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کے پاس لے جاؤں۔تو عبدالمطلب اس کے

---

[1] مکہ معظمہ سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔(از سہیلی احمد محمودی)

[2] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فان لم تعرضوا ہے اور نسخہ (الف) میں کاتب نے تحریف کر دی ہے۔اور "نعرضوا" نون عین زائے ہوز اور ضاد معجمہ لکھ دیا ہے۔(احمد محمودی)

[3] راوی اپنے ان الفاظ سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ عبدالمطلب نے جو الفاظ اس وقت کہے راوی کو وہ پورے پورے یاد نہیں اس لئے روایت بالمعنی کی جارہی ہے۔(احمد محمودی)

ساتھ (ہو) گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض بھی تھے۔حتیٰ کہ اس لشکر میں پہنچے۔ پھر وہاں (جانے کے بعد) ذونفر کو دریافت فرمایا جو آپ کا دوست تھا۔اور اس کے پاس پہنچے جو وہاں قید تھا۔آپ نے اس سے کہا اے ذونفر ہم پر جو آفت نازل ہوئی ہے اس سے چھوٹنے کی تیرے خیال میں کوئی تدبیر ہے۔ذونفر نے آپ سے کہا ایک ایسے شخص کے پاس کیا تدبیر ہوسکتی ہے جو کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار (اور اس امر کا) منتظر ہو کہ اسے صبح قتل کیا جاتا ہے یا شام۔میرے پاس اس آفت کے متعلق جو آپ پر آپڑی ہے کوئی تدبیر نہیں مگر ہاں اتنا ضرور ہے کہ انیس نامی فیل بان میرا دوست ہے۔میں اس کے پاس کہلا بھیجوں گا اور آپ کے متعلق اس سے سفارش کروں گا۔اور آپ کی عظمت اسے بتاؤں گا اور استدعا کروں گا کہ آپ کے لئے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرے۔پھر آپ[1] خود جو مناسب سمجھیں اس سے گفتگو کرلیں اور اگر اس کو اس بات کا موقع مل گیا تو وہ اس کے پاس آپ کے لئے مناسب سفارش بھی کرے گا۔آپ نے فرمایا بس میرے لئے اسی قدر کافی ہے۔پھر ذونفر نے انیس کے پاس کہلا بھیجا کہ عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں اور مکہ والوں کو آنکھ کی پتلی ہیں[2] وہ شہر میں شہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ان کے دوسو اونٹ گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ان کے لئے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرو۔اور اس کے پاس آپ کو جو نفع پہنچایا جاسکتا ہو پہنچاؤ۔اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔پھر انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی تو اس نے اس سے کہا بادشاہ (جہاں پناہ) یہ قریش کے سردار اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔شہر میں شہریوں کی ضیافت کرتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔انہیں آپ اپنے پاس باریابی کی اجازت دیں کہ وہ اپنی کسی حاجت میں آپ سے گفتگو کریں۔راوی نے کہا کہ ابرہہ نے آپ کو باریابی کی اجازت دی۔اور عبدالمطلب ان تمام لوگوں میں بہت وجیہ اور خوبرو اور عظمت والے تھے[3] جب آپ کو ابرہہ نے دیکھا

---

[1] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فتکلمه مابدالك ہے جس کے معنی میں نے ترجمے کے متن میں لکھے ہیں لیکن نسخۂ (الف) میں فیکلمه مابدالك ہے اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ آپ کی مرضی کے موافق وہ اس سے گفتگو کرے لیکن اول الذکر نسخہ مرجح ہے اس لئے کہ اس کے بعد "فیشفع لك عنده بخیر ان قدر علی ذلك" ہے اور نسخۂ دوم کے لحاظ سے بعد کی عبارت تاکید ہوجائے گی اور نسخۂ اول کے لحاظ سے تاسیس اور تاسیس تاکید پر مرجح ہوتی ہے۔(احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں صاحب عین مکه ہے اور (ب) میں صاحب عیر مکه ہے یعنی مکے سے جو اونٹ گرفتار کرکے لائے گئے ہیں اس کے مالک ہیں۔یہاں بھی نسخۂ اوّل الذکر مرجح ہے کیونکہ اس کے بعد آرہا ہے وقد اصابه له الملك مائتی بعیر جو بصورت اول تاسیس اور بصورت ثانی تاکید ہوگی۔(احمد محمودی)

[3] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔(احمد محمودی)

آپ کے جلال وعظمت سے متاثر ہوا اور خود تخت پر بیٹھا رہ کر آپ کو اپنے سے نیچے بٹھانا آپ کی عظمت کے خلاف سمجھا اور یہ بات بھی پسند نہ کی کہ حبشی آپ کو اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں۔اس لئے ابرہہ تخت سے اتر پڑا اور فرش پر آ بیٹھا اور آپ کو اپنے ساتھ اسی فرش پر اپنے بازو بٹھالیا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ آپ اپنی حاجت بیان کریں۔ترجمان نے آپ سے وہی کہا تو عبدالمطلب نے کہا میری حاجت صرف یہ ہے کہ بادشاہ میرے دوسو اونٹ مجھے واپس کر دے جو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ جب آپ نے اس سے یہ کہا تو ابرہہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ وہ آپ سے کہے کہ جب میں نے تمہیں دیکھا تو تم سے مرعوب ہو گیا۔لیکن جب تم نے مجھ سے گفتگو کی تو افسوس تم میری نظروں سے گر پڑے۔کیا تم مجھ سے اپنے دوسو اونٹوں کے لئے کہتے ہو جو میرے پاس پکڑے آئے ہیں؟ اور تم نے اس گھر کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے جو تمہارا اور تمہارے باپ دادے کا دین (وقبلہ) ہے؟ جس کے گرانے کے لئے میں آیا ہوں تم اس کے لئے کچھ نہیں کہتے؟ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں (مجھے ان کی فکر ہے) اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے۔وہی اس کی حفاظت کرے گا۔اس نے کہا کہ وہ مجھ سے کیا بچائے گا۔انہوں نے کہا تم جانو اور وہ جانے لیکن بعض اہل علم کا یہ خیال بھی رہا ہے کہ جب ابرہہ نے حناطہ کو بھیجا تو یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ جو اس وقت بنی بکر کا سردار تھا اور خویلد بن واثلۃ ہذلی جو بنی ہذیل کا سردار تھا دونوں کے ساتھ عبدالمطلب بھی گئے تھے اور ابرہہ سے کہا کہ اگر وہ بیت اللہ کو نہ گرائے تو تہامہ کی تہائی آمدنی دی جائے گی لیکن اس نے ان کی شرط کے ماننے سے انکار کر دیا۔خدا بہتر جانتا ہے کہ ایسا ہوا تھا یا نہیں۔

ابرہہ نے عبدالمطلب کے وہ اونٹ واپس کر دیے جس پر وہ قابض ہو گیا تھا۔ پھر جب وہ اونٹ اس کے پاس سے واپس وصول ہو گئے تو عبدالمطلب بھی قریش کی طرف لوٹ آئے۔اور انہیں اس واقعے کی خبر دی۔اور لشکر کی غارت گری کے خوف سے انہیں مکہ سے نکل جانے اور پہاڑوں کی بلندیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا۔ پھر عبدالمطلب اٹھے اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ (تعالیٰ) سے دعا کی اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے مقابل اس کی امداد کے طلبگار ہوئے اور اس وقت آپ کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی' عبدالمطلب نے اس حال میں کہ وہ حلقۂ در کعبہ پکڑے ہوئے تھے کہا۔

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدِيمْ
نَعَ رُحْلَهُ فَامْنَعْ حِلَالَكَ[1]

---

[1] الحلال مرکب من مراکب النساء (سہیلی) حلال بالکسر مرکبے است زنان را ومتاع پالان شتر (منتہی الارب) حلال بکر الحاء القوم المجتمعون یرید بھم سکان الحرام (خشنی)۔

یا اللہ بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے حرم کے رہنے والوں کی (یا اپنی سواری کی یا اپنی سواری کے سامان کی) حفاظت فرما۔

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ
وَمِحَالُهُمْ غَدْوًا مِحَالَكْ[1]

ان کی صلیب اوران کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

اِنْ كُنْتَ تَارِكُهُمْ وَقِبْ
لَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَالَكْ

اگر تو ہمارے قبلے کو اس کی حالت پر اوران کو ان کی حالت پر چھوڑ دے (اور بیچ بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے) جو تجھے مناسب معلوم ہو (کر)۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ عکرمۃ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی نے یہ شعر کہے۔

لَا هُمَّ اَخْزِ الْاَسْوَدَ بْنَ مَقْصُوْدْ
اَلْاٰخِذَ الْهَجْمَةَ فِيْهَا التَّقْلِيْدْ

یا اللہ اسود بن مقصود کو ذلیل وخوار کر جس نے ایسے سو اونٹ پکڑ لئے ہیں جن میں تیری قربانی کے قلادہ بند اونٹ بھی تھے۔

بَيْنَ حِرَاءَ وَثَبِيْرٍ فَالبِيدْ
يَحْبِسَهَا وَهِيَ اُوْلَاتُ التَّطْرِيْدْ

جو کوہ حرا اور کوہ ثبیر کی درمیانی وادیوں اور جنگلوں میں آزادی کے ساتھ پھرنے والے اونٹوں کو باندھ رکھتا ہے۔

فَضَمَّهَا اِلٰى طَمَاطِمٍ سُوْدْ
اَخْفِرْهُ يَا رَبِّ وَاَنْتَ مَحْمُوْدْ

پھر اس نے ان اونٹوں کو (اپنے) بے دین کالے چہرے والے عجمی (لشکر) میں پکڑ رکھا۔ پروردگار! تو (ہر طرح) قابل حمد وستائش ہے۔ تو اسے بے پناہ (تباہ وبرباد) کردے۔

---

[1] نسخہ (الف) میں ''عدوا'' با عین مہملہ لکھا ہے جس کے معنی صبح کے بجائے دشمن کے ہوں گے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا یہ وہ (اشعار) ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ وطماطم[۱] کے معنی اعلاج کے ہیں یعنی عجمی بے دین کافر یا اونچا پور اد یو صفت انسان۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عبدالمطلب نے حلقہ در کعبہ چھوڑ دیا اور وہ اور ان کے ساتھی قریش پہاڑوں کی بلندی کی جانب چلے گئے۔ اور وہاں پناہ گزیں ہو کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں ابرہہ۔ مکہ میں داخل ہو کر اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے خود بھی تیار ہوا اپنے ہاتھی اور اپنے لشکر کو بھی تیار کیا۔ اور اس کے ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ بیت (اللہ) کے گرانے اور پھر یمن واپس ہو جاتے کا پکا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر جب ان لوگوں نے اس ہاتھی کا رخ مکہ کی جانب کیا تو نفیل بن حبیب (خشعمی[۲]) آیا اور اس ہاتھی کے بازو کھڑا ہو گیا۔ اور اس کا کان پکڑ کر کہا محمود بیٹھ[۳] جا یا جدھر سے تو آیا ہے ادھر سیدھے واپس ہو جا۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے عظمت و حرمت والے شہر میں ہے۔ پھر اس نے اس کا کان چھوڑ دیا۔ ہاتھی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب تیزی سے وہاں سے نکل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہاتھ کو بہت مارا کہ اٹھے مگر وہ نہ اٹھا۔ انہوں نے اس کے سر پر تبر مارے کہ اٹھے پر نہ اٹھا۔ انہوں نے اس کے پیٹ کے چمڑے میں آنکس گھسا دیے اور اسے خون آلود کر دیا کہ اٹھے پر نہ اٹھا۔ پھر اس کا رخ یمن کی جانب پھیرا تو اٹھ کر بھاگنے لگا۔ پھر اس کا رخ شام کی سمت کر دیا۔ پھر بھی وہ دوڑتا رہا پھر اس کا منہ مشرق کی طرف کیا گیا اس طرف بھی وہ تیز چلتا رہا لیکن جب اس کا رخ مکہ کی جانب کیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر ابابیل اور بلسان[۴] کے مشابہ پرندے بھیجے ان میں کے ہر پرندہ کے ساتھ

---

۱ یہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)　　۲ نسخہ (ب)

۳ نسخۂ (الف ج) میں وارجع ہے اور نسخہ (ب د) میں اوارجع ہے۔ نسخۂ دوم مرجح ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ بیٹھ جایا واپس ہو جا اور نسخۂ اوّل کے لحاظ سے معنی یہ ہوں گے کہ بیٹھ جا اور واپس ہو جا جس کو صحیح بنانے کے لئے تاویلات درکار ہیں کیونکہ واپسی کے لئے بیٹھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

۴ بلسان کے معنی لغات میں تو ایک درخت کے لکھے ہیں جس کا تیل بہت منافع رکھتا ہے کسی جانور کے معنی تو لکھے نہیں البتہ بلشون ایک لفظ ہمیں لغت میں ملا ہے جس کے معنی منتہی الارب میں بوتیمار لکھے ہیں اور قطر المحیط میں لکھا ہے۔ کہ وہ لمبی گردن' بلے بازوؤں' لمبی ٹانگوں والا ایک آبی جانور ہے جو مچھلیوں کو بہت صفائی سے نگل جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہی بلشون کتابت کی غلطی میں بلسان ہو گیا ہو۔ ورنہ بلسان ہمارے علم میں تو کسی جانور کا نام نہیں۔ حالانکہ (الف ب ج د) چاروں نسخوں میں بلسان لکھا ہے اور نسخۂ (ب) کے حاشیے پر ابن عباس کی ایک روایت بھی لکھی ہے جس میں بعثہ اللّٰہ الطیر علی اصحاب الفیل کا لبلسان ہی ہے۔ صرف ایک ابوذر کی روایت نقل کی ہے جس میں بلشون کا لفظ آیا ہے۔ واللّٰہ اعلم و علمہ اتم۔ (احمد محمودی)

تین تین کنکر تھے جن کو وہ اٹھائے ہوئے تھا ایک کنکر اس کی چونچ میں اور دو اس کے دونوں پیروں کے پنجوں میں۔ یہ کنکر چنے اور مسور کے جیسے تھے یہ ان میں سے جس کسی پر گرتا وہ ہلاک ہو جاتا۔ لیکن ان میں سبھی پر یہ آفت نہیں آئی۔ بلکہ ان میں سے بعض جو بھاگ[1] نکلے وہ اس راستے پر تیزی سے چلے جا رہے تھے جدھر سے وہ آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو دریافت کرتے جا رہے تھے تاکہ وہ انہیں یمن کی جانب رہنمائی کرے۔

جب نفیل نے خدائے تعالیٰ کے اتارے ہوئے اس عذاب کو دیکھا تو کہا۔

أَيْنَ الْمَفَرُّ وَالْإِلٰهُ الطَّالِبُ
وَالْأَشْرَمِ الْمَغْلُوْبُ لَيْسَ الْغَالِبُ

(مجرمو اب) بھاگ نکلنے کی جگہ کہاں کہ (قہر) خدا تمہاری تلاش میں (تمہارے پیچھے لگا) ہے اور وہ اشرم یعنی ابرہہ جو مغلوب ہو چکا (اب پھر کبھی) غلبہ نہ پا سکے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "لیس الغالب" یعنی جو شعر اوپر ذکر کیا گیا جس کے آخر میں لیس الغالب کے الفاظ ہیں ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ نفیل نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

أَلَا حُيِّيْتِ عَنَّا يَا رُوَيْنَا
نَعِمْنَا كُمْ مَعَ الْأَصْبَاحِ عَيْنَا

ہاں اے ردینا ہماری جانب سے تجھے سلام (یا دعائے زندگی) پہنچے اور تم لوگوں کی سلامتی سے ہماری آنکھیں صبح سویرے ٹھنڈی ہوں یعنی خوشی نصیب ہو۔

رُدَيْنَا[2] لَوْ رَأَيْتِ فَلَا تَرَيْهِ
لَدَى جَنْبِ الْمُحَصَّبِ مَارَأَيْنَا

ردینا کاش تو وہ منظر دیکھتی خدا کرے کہ تو وہ منظر کبھی نہ دیکھے جو ہم نے وادیٔ محصب کے بازو اس کے پاس ہی دیکھا۔

---

[1] نسخہ (الف) میں وجھوا ھاربین ہے اور (ب ج د) میں خرجوا ھاربین جس کے معنی بھاگ نکلے ہیں۔ دوسرا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (ب ج د) میں ردینا الف سے لکھا ہے۔ لیکن نسخۂ (الف) میں ردینہ ہائے ہوز سے لکھا ہے اور اس پر پیش بھی دیا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

اِذًا لَعَذَرْتِنِىْ وَحَمِدْتِ اَمْرِىْ
وَلَمْ تَاْسَىْ عَلَى مَافَاتَ بَيْنَا

اگر وہ منظر دیکھتی تو تو مجھے (اپنے سے جدا ہونے پر) معذور سمجھتی اور میرے کام کی تعریف کرتی اور ہماری آپس کی جدائی پرغم نہ کھاتی۔

حَمِدْتُ اللّٰهُ اِذ اَبْصَرْتُ طَيْرًا
وَخِفْتُ حِجَارَةً تُلْقٰى عَلَيْنَا

جب میں نے پرندوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا (کہ امداد الٰہی پہنچ گئی اگر چہ) جو پتھر ہم پر (یعنی ہمارے ساتھیوں پر) پڑ رہے تھے ان سے میں ڈر رہا بھی تھا۔ (یا جب تو ان پرندوں کو دیکھتی تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتی اگر چہ جو پتھر ہم پر پڑ رہے تھے اس سے ڈر بھی جاتی)

وَكُلُّ الْقَوْمِ يَسْاَلُ عَنْ نُفَيْلٍ
كَاَنَّ عَلَيَّى لِلْحَبْشَانِ دَيْنَا

قوم کا ہر فرد نفیل ہی کو دریافت کر رہا تھا (کہ اس سے واپسی کا راستہ پوچھے) گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

پھر ان کی حالت یہ ہوئی کہ وہ وہاں سے نکلے تو سہی مگر راستے میں ہر ایک مقام پر گرتے پڑتے اور پھر پنگھٹ (ندی نالے) پر ہلاکت کے مقامات میں مرتے کھپتے۔ ابرہہ کے جسم پر بھی آفت آئی سب کے سب اس کو اپنے ساتھ لے کر اس حالت سے نکلے کہ اس کی ایک ایک انگلی سڑ سڑ کر گرتی جاتی تھی اور جب اس کی کوئی انگلی گرتی اس کے بعد اس میں مواد آجاتا اور پیپ اور خون جاری رہتا۔

حتیٰ کہ جب اس کو صنعاء میں لائے تو اس کی حالت پرند کے چوزے[۱] کی سی تھی اور بعض روایت کے موافق مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹ کر اس کا دل باہر نکل آیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ سرزمین عرب میں چیچک اور کنکر پتھر اسی سال پہلی بار نظر آئے اور اسی سال پہلے پہل عرب میں بدمزہ و ناگوار پودے اسپند[۲] اندراین اور آکھ[۳] کی قسم کے دیکھے گئے۔ ابن اسحٰق نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو یہ

---

۱ اعضاء کے یکے بعد دیگرے جھڑتے جانے کی وجہ سے گوشت کا ایک لوتھڑا سا رہ گیا تھا۔ (احمد محمودی)۔

۲ یہ ایک بدمزہ دودھیلا پودا ہے جس کو ہندی میں چڑ ہل اور عربی میں حزمل کہتے ہیں۔

۳ یہ بھی ایک دودھیلا پودا ہے جس کا ہندی نام مدار ہے اور اس کو اکو بھی کہتے ہیں اور فارسی میں خرک اور عربی میں عشر کہتے ہیں۔ (احمد محمودی از محیط اعظم)۔

واقعہ اصحاب فیل بھی ان متعدد واقعات میں سے ایک تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی ان نعمتوں میں سے شمار فرمایا ہے جن سے اس نے انہیں برتری دی کہ اس نے حبشیوں کی حکومت کو ان پر سے دفع فرمادیا تا کہ قریش کے زمانۂ اقبال اور ان کی حکومت کو بقائے دراز حاصل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ ﴾

''اے میرے محبوب بندے کیا تو نے (کبھی اس نعمت کا) خیال نہیں کیا کہ تیری پرورش کرنے والے نے (تیری ترقیوں کی خاطر) ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا (سخت) برتاؤ کیا؟

﴿ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴾

''کیا اُن کی مخالفانہ کارروائیوں کو رائگان (یا مغلوب یا بے[۱] اثر) نہیں کردیا اور (کیا) ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرند نہیں بھیجے؟

﴿ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴾

''(کیا تو نے نہیں دیکھا) وہ انہیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوئے یا سخت) روڑوں سے (اس قدر) مارے جارہے تھے کہ انہیں بے ڈنٹھل پتوں (کے چورے) کی طرح کردیا کہ (ان میں کے بھنے دانے اور ڈنٹھل) کھا لیے گئے (ہوں اور انہیں پامالی کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو کہ چورا ہو کر برباد ہو جائیں)''۔

اور فرمایا: [۲]

﴿ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اِيْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴾

''قریش کی الفت[۳] ان کی اس الفت کے سبب سے جو سرما اور گرما کے سفروں سے ہے[۴] انہیں

---

[۱] يقال ضل الماء فى اللبن اى غلب بحيث لا يظهر اثره فى الماء۔ (از منتہی الارب) (احمد محمودی)۔

[۲] نسخۂ (ب ج د) تینوں میں وقال ہے صرف نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[۳] یا قریش کے اس اتحاد (ومعاہدے) کے سبب جو سرما وگرما کے سفروں کے متعلق (انہیں دوسرے قبائل سے حاصل) ہے۔

[۴] کہ سرما میں یمن کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی گرمی کے سبب سرما کی تکلیفوں سے بچ جاتے ہیں اور یمن کی تجارت سے مالا مال ہو کر آتے ہیں اور گرما میں شام کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی تجارت سے خاطر خواہ نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ موسم گرما ایسے مقام پر گزار آتے ہیں جہاں خبر بھی نہیں ہوتی کہ گرما آیا بھی یا نہیں پھر تمام عرب میں لوٹ مار قتل اور غارت گری کے باوجود قریش کی جانب کوئی شخص ارادۂ بد سے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا بلکہ ہر شخص ان کی =

چاہئے کہ (تین سو ساٹھ بتوں کو چھوڑ کر) اس گھر کو (باقی رکھنے والے اور اسے عظمت و برتری عطا کرنے والے اور) پروان چڑھانے والے کی پرستش کریں جس نے انہیں بھوک (اور فاقوں) سے (بچا کر) کھانا دیا اور خوف (قتل و غارت) سے (بچا کر[1]) انہیں امن عنایت فرمایا۔[2] یعنی تا کہ (اللہ تعالیٰ) ان کی اس حالت کو جس پر وہ (اب) ہیں اور اگر وہ اس (خدائے قدوس اور اس کے پیام) کو قبول کر لیں تو جس بھلائی کا اللہ (تعالیٰ) ان کے ساتھ ارادہ رکھتا ہے اس کو (کہیں) بدل نہ دے"۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابابیل کے معنی جماعتوں کے ہیں اور عرب نے اس کا واحد جس کو ہم جانتے ہوں کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور سجیل کے متعلق یونس نحوی اور ابوعبیدہ نے مجھے خبر دی کہ اس کے معنی سخت کے ہیں روبۃ بن العجاج نے کہا۔

وَمَسَّهُمْ مَا مَسَّ اَصْحَابَ الْفِيْلْ   تَرْمِيْهِمْ حِجَارَةٌ مِنْ سِجِّيْل
وَلَعِبَتْ   طَيْرٌ   بِهِمْ   اَبَابِيْلْ

ان لوگوں پر وہ آفتیں آئیں جو ہاتھی والوں پر آئی تھیں (کہ پرند) انہیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوئے یا سخت) روڑوں سے مارے جا رہے تھے اور پرندوں کی ٹکڑیوں نے انہیں کھیل بنا لیا تھا۔

یہ اشعار اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کے ہیں۔ اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے کہ وہ فارسی کے

= تعظیم و تکریم کرتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے مجاورین ہیں اور ان کی خدمت کو ہر شخص اپنے لئے فخر سمجھتا ہے اور اس سبب سے تجارت میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جزیرۃ العرب کی تجارت اور جن تجارتوں کے لئے جزیرۃ العرب راستہ بنتا ہے ان تمام تجارتوں کا ٹھیکہ بلا شرکت غیرے قریش۔ اور صرف قریش۔ کا حصہ ہوتا ہے اگر ان حقیقی فائدوں کا انہیں صحیح احساس ہو اور اگر وہ یہ سمجھیں کہ یہ تمام منافع جو انہیں حاصل ہو رہے ہیں بیت اللہ کا صدقہ ہے تو (آگے ترجمہ پڑھئے)۔

[1] وہ فاقے جن میں وادی غیر ذی زرع مبتلا تھی کہ نہ ان کے لئے کہیں کوئی مستقل کھیتی تھی نہ پانی جنگلوں میں خانہ بدوش مارے مارے پڑے پھرتے تھے اور جہاں کہیں پانی نظر آتا وہیں ڈیرے ڈال دیتے ان تمام آفات سے خاص طور پر دعائے ابراہیمی کے طفیل انہیں محفوظ رکھ کر انہیں کھانے کے لئے (آگے ترجمہ پڑھئے)۔

[2] کہ حرم محترم میں جو شخص آ جاتا وہ محفوظ و مامون ہو جاتا اور اہل حرم اپنے تجارتی کاروبار کے لئے ہر طرف بے خوف و خطر جہاں چاہتے سفر کرتے۔ (احمد محمودی)۔

دو کلمے ہیں عربوں نے ان دونوں کو ایک کلمہ بنالیا ہے۔ وہ دونوں لفظ سنج (سنگ) اور جل (گل) ہیں۔ سنج (سنگ) کے معنی پتھر ہیں اور جل (گل) کے معنی کیچڑ گارے کے یعنی وہ روڑے انہیں دو جنسوں پتھر اور گارے سے بنے ہوئے تھے۔ اور عصف کے معنی زراعت کے ان پتوں کے ہیں جس میں ڈنٹھل نہیں اور اس کا واحد عصفة ہے۔

(ابن ہشام نے[1] ہم سے بیان کیا) کہا کہ مجھ کو ابوعبیدہ نحوی[1] نے خبر دی کہ اس کو عصافة اور عصیفة بھی کہتے ہیں۔ اور علقمة بن عبدہ کا ایک شعر سنایا وہ علقمة جو بنی ربیعة بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے۔

تَسْقِيْ مَذَانِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِيْفَتُهَا جُدُوْرُهَا[2] مِنْ اَتِيِّ الْمَاءِ مَطْعُوْمُ

نہریں (ایسے کھیت کو) سینچتی ہیں جس کے ڈنٹھل یا پتے جھکے گئے ہیں اور اس کی منڈیریں پانی کی تیز رفتار کے سبب کٹ گئی ہیں۔

یہ شعر ایک قصیدے کا ہے۔ اور راجز نے کہا۔

فَصُيِّرُوْا مِثْلَ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلْ

انہیں ان بے ڈنٹھل پتوں کی طرح کر دیا گیا کہ (ان میں کے بھٹے اور دانے) کھا لئے گئے ہوں۔

ابن ہشام[3] نے کہا کہ اس بیت کی نحو (کے بارے) میں ایک (خاص) تفسیر[4] ہے۔ اور ایلاف قریش کے معنی ان کی اس الفت کے ہیں جو انہیں شام کی جانب تجارت کے لئے نکلنے سے تھی ان کے دو سفر ہوا کرتے تھے۔ ایک سفر سرما میں اور ایک گرما میں۔

ابن ہشام[5] نے ہمیں خبر دی کہ ابوزید انصاری نے کہا کہ عرب الفت الشیء الفا اور آلفتہ ایلافا ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں ذوالرمہ کا شعر کسی نے مجھے سنایا ہے۔

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) حدود (ب) جذور (ج د) جدور تینوں نسخوں کے الفاظ سے مناسب معانی حاصل ہوتے ہیں لیکن مجھے آخری نسخہ مرجح معلوم ہوا۔ جدور کے معنی نشیبی زمین کے ہیں۔ جذور کے معنی جڑوں کے ہیں۔ اور حدور کے معنی منڈیروں کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[4] اس تفسیر سے مصنف کی مراد کاف تشبیہ سے متعلقہ بحث معلوم ہوتی ہے جو علم نحو میں ہے کہ کاف تشبیہ ایک مستقل اسم ہے یا حرف ہے جو تشبیہ کی تاکید کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

[5] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

مِنَ الْمُؤْلِفَاتِ الرَّمْلَ اَدْمَاءَ حُرَّةٌ شُعَاعُ الضَّحٰی فِیْ لَوْنِهَا یَتَوَضَّحُ

(وہ عورت ان) شریف گندمی رنگ بے شوہر عورتوں میں سے ہے جن سے عشق (ومحبت) کی جاتی ہے (کیونکہ وہ ایسی خوبصورت ہے کہ) اس کے رنگ میں چاشت کے وقت کی روشنی چمکتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ اور مطرود بن کعب الخزاعی نے کہا ہے:

اَلْمُنْعِمِیْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَیَّرَتْ وَالظَّاعِنِیْنَ لِرِحْلَةِ الْاِیْلَافِ

وہ نازونعمت میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے (جو صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ان ابیات میں سے ہے جن کو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

اور ''ایلاف'' اس الفت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو (پالتو جانوروں) اونٹ بلی اور بکری وغیرہ سے ہوتی ہے۔ (ایسے موقع پر بھی) ''آلف ایلاف'' کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

بِعَامٍ یَقُوْلُ لَهُ الْمُوْلِفُوْ نَ هٰذَا لُمُعِیْمٌ لَنَا الْمُرْجِلُ

ایسی قحط سالی میں جس کے متعلق اونٹوں سے محبت رکھنے والے بھی کہتے تھے کہ یہ نادیدہ بنادینے والا سال ہمیں پیادہ پا بھی کر چھوڑے گا۔[1]

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور ایلاف کے معنی افراد قوم کے آپس میں متحد ہو جانے کے بھی ہیں ''الفا القوم ایلافا'' بھی کہا جاتا ہے کمیت بن زید نے یہ بھی کہا ہے۔

وَ آلِ مُزَیقِیاءَ غَدَاةَ لَاقَوْا بَنِی سَعْدِ بْنِ ضَبَّةَ مُؤْلِفِیْنَا

اور (کیا تم نے) مزیقیا والوں کو (نہیں دیکھا کہ ان کی کیا حالت ہوگئی تھی) جس روز وہ متحد ہو کر بنی سعد بن ضبۃ کے مقابلے میں آئے تھے۔

یہ بیت بھی اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور ایلاف کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز سے ایسا ملا[2] دیا جانا

---

[1] یعنی بڑے شوق واہتمام سے اونٹوں کے پالنے والوں کو بھی قحط سالی اور اونٹنیوں کو چارہ نہ ہونے کے سبب دودھ میسر نہ آتا تھا۔ اور خطرہ تھا کہ جو دبلے پتلے اونٹ اس وقت سواری کا کام دے رہے ہیں مر جائیں گے اور ان سے یہ کام بھی نہ لیا جا سکے گا اور پیادہ پا پھرنے کی نوبت آئے گی۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ ہائے (ب ج د) میں ان یوالف الشی الی الشی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے لیکن نسخہ (الف) میں ان تولف الشی فی الشی لکھا ہے تولف کا فعل جو مونث لایا گیا ہے یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے اور اس فعل کا صلہ فی سے استعمال کرنا بھی کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)

بھی ہیں کہ وہ اس سے چسپاں ہو جائے اور چھوٹ نہ سکے ایسے موقع پر ''آلفة اياه ايلافا'' کہا جاتا ہے نیز ایلاف کے معنی ایسی محبت کے بھی ہیں جو (اصلی وحقیقی) محبت کے درجے سے گھٹی ہوئی ہوا یسے موقع پر بھی ''آلفة ایلافا'' کہا جاتا ہے یعنی مجھے اس سے یوں ہی سی دل بستگی ہوگئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے عبدالرحمٰن بن[1] سعد بن زرارہ کی بیٹی عمرہ سے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت[2] کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس ہاتھی کے متعلقہ افسر اور اس کے مہاوت دونوں کو اندھا اپاہج (معذور حالت میں) مکے میں لوگوں[3] سے کھانا مانگتے دیکھا ہے۔

ہاتھی کے متعلق جو اشعار کہے گئے

ابن اسحاق نے کہا پھر جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو (بے نیل مرام) مکے سے لوٹا دیا اور ان کو اس کے سبب بطور سزا بڑی بڑی مصیبتیں پہنچیں تو عرب قریش کی عظمت کرنے لگے اور انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اللہ والے ہیں اللہ نے ان کی جانب سے جنگ کی اور ان کے دشمن کے سر و سامان کے مقابلے میں انہیں کافی ہوگیا تو انہوں نے اس کے متعلق بہت سے اشعار کہے جن میں وہ اس برتاؤ کا ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کے ساتھ کیا اور قریش سے ان کی مخالفانہ کاروائیاں دور کیں۔ عبداللہ بن الزبعری بن عدی بن قیس بن[4] عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر نے کہا ہے۔

تَنْكَلُوْا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ اِنَّهَا　　كَانَتْ قَدِيْمًا لَا يُرَامُ حريمُهَا

(دشمنان بیت اللہ) وادی مکہ سے عبرتناک سزا کے ساتھ بھگا دیے گئے بے شبہ قدیم (ہی) سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ (بری نیت سے) اس کے حرم کا کوئی ارادہ نہیں کر سکتا۔

لَمْ تَخْلِقِ الشِّعْرى لَيَالِيَ حُرِّمَتْ　　اِذْلَا عَزِيْزَ مِنَ الْاَنَامِ يَرُوْمُهَا

---

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں سعد بن زرارہ ہے اور نسخہ (الف) میں اسعد بن زرارہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔

[2] نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[3] الناس کا لفظ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[4] نسخہ (الف) میں عدی بن سعد بن سعید بن سہم لکھا ہے اور (ب) میں عدی بن سعد بن سہم ہے اور (ج د) میں عدی بن سعید بن سہم ہے۔ (احمد محمودی)

جن دنوں اس کوحرم محترم بنایا گیا اس وقت شعریٰ[1] (بھی معبودانہ حیثیت میں پیدا نہ ہوا تھا جب کہ مخلوق میں سے کوئی قوی سے قوی بھی اس کی طرف مخالفت سے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

سَائِلْ اَمِیْرَ الْجَیْشِ عَنْهَا مَارَأٰی　　　وَلَسَوْفَ یُنبِی الجَاهِلِیْنَ عَلِیمُهَا

فوج کے سردار (ابرہہ) سے اس کے متعلق دریافت کر کہ اس نے دیکھا ناواقفوں کو واقف کار بتلا دے گا۔

سِتُّوْنَ اَلْفًالَمْ یؤُبُوا اَرْضَهُمْ　　　بَلْ لَمْ[2] یَعِشْ بَعْدَ الْاِیَابِ سَقِیْمُهَا

کہ ساٹھ ہزار (افراد جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے نکلے تھے) اپنے وطن کی سرزمین یعنی یمن کو واپس نہ ہو سکے بلکہ ان میں کا بیمار (ابرہہ لوٹا بھی) تو لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا (بلکہ سخت تکلیفیں اٹھا کر مر گیا۔

وَاَنْتَ بِهَا عَادٌ وَجُرْهُمْ قَبْلَهُمْ　　　وَاللّٰهُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ یُقِیْمُهَا

وہاں ان سے پہلے عاد و جرہم بھی تو رہا کرتے تھے (یعنی انہیں بھی تو جرأت نہ ہوئی کہ کعبۃ اللہ کو نظر بد سے دیکھتے۔ کیوں اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے اوپر (عرش اعظم پر) سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ ابن الزبعریٰ نے جس بیمار کا ذکر کیا ہے کہ لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا اس سے اس کی مراد ابرہہ ہے کہ (لوگ) جب اسے اس آفت کے بعد جو اس پر آئی تھی اٹھا لے گئے تو وہ صنعاء میں مر گیا۔ اور ابوقیس بن الاسلت الانصاری الخطمی نے جس کا نام صیفی تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس صیفی بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرۃ بن مالک بن الاوس۔

وَمِنْ صُنْعِهِ یَوْمَ فِیْلِ الْحُبُوْ　　　ش اِذْ کُلَّمَا بَعَثُوْهُ رَزَمْ

اس (خدائے قادر) کی کارسازیوں میں سے ایک کارسازی کا نمونہ حبشیوں کے ہاتھی سے حملہ

---

[1] شعریٰ ایک تارے کا نام ہے جو برج جوزا کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور تمام تاروں میں سب سے بڑا نظر آتا ہے عرب میں ایک گروہ اس کی پرستش کرتا تھا۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ ہائے (ب ج د) میں بل لم ہے اور نسخہ (الف) میں ولم ہے پہلا وزن و معنی دونوں کے لحاظ سے بہتر ہے۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

آوری کے روز نمایاں ہوا کہ جتنا ہاتھی کو اقسام کی تدابیر سے اٹھاتے وہ جم جم کر بیٹھتا جاتا تھا۔

مَحَاجِنُهُمْ تَحْتَ اَقْرَابِهٖ وَقَدْ شَرَمُوا اَنْفَهٗ فَانْخَرَمَ

ان حبشیوں کی ٹیڑھی لکڑیاں (یا چوگان) اس ہاتھی کے پیٹ کے نیچے لگا دی گئی تھیں (کہ وہ اٹھے) اورانہوں نے اس کی ناک یعنی سونڈ کو چیر ڈالا حتیٰ کے وہ ناک کٹا ہو گیا۔

وَقَدْ جَعَلُوْا سَوْطَهٗ مِغْوَلاً اِذَا يَمَّمُوْهُ قَفَاهُ كُلِمْ

اور اس کے آنکس کو نوکدار بنایا گیا اور جب انہوں نے اس کی گدی کا قصد کیا (اور گدی میں آنکس مارا) تو زخمی کر ڈالا۔

فَوَلّٰى وَاَدْبَرَ اَدْرَاجَهٗ وَقَدْ بَاءَ بِالظُّلْمِ[1] مَنْ كَانَ ثَمْ

آخر اس ہاتھی نے پیٹھ پھیر دی اور جس راستے آیا تھا پلٹ کر اسی طرف چلا اور جو شخص وہاں رہ گیا وہ قبل از وقت تباہی کا سزاوار ہو گیا۔

فَاَرْسَلَ مِنْ فَوْقِهِمْ حَاصِبًا فَلَفَّهُمْ مِثْلَ لَفِّ الْقُزُمْ

پھر اس خدائے قادر نے اس پر پتھر کی بارش برسائی تو اس بارش نے ان کو اس طرح لپیٹ لیا جس طرح ذلیل حقیر بے قدر چیزوں کو سمیٹ کر لپیٹ لیا جاتا ہے۔

تَحُضُّ عَلَى الصَّبْرِ اَحْبَارُهُمْ وَقَدْ ثَاَجُوا كَثُوَاجِ الْغَنَمِ

علماء نصاریٰ (یا پادری) انہیں صبر کے لئے ابھار رہے ہیں اور وہ ہیں کہ بکریوں کی طرح ممیا رہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں لیکن اسی قصیدے کی نسبت (بعض روایات میں) امیہ بن ابی الصلت کی طرف بھی گئی ہے ابوقیس ابن الاسلت نے یہ بھی کہا ہے۔

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوْا بِاَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اس سخت پہاڑوں کے درمیان والے گھر کے کونوں پر (برکات حاصل کرنے کے لئے) ہاتھ پھیرو۔

فَعِنْدَ كُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ مُصَدَّقٌ[2] غَدَاةَ اَبِىْ يَكْسُوْمَ هَادِى الْكَتَائِبِ

---

[1] ظلم البعير نحره من غير داء ولا علة وكل ما اعجلته عن اوانه فقد ظلمته۔ (قطر المحیط)

[2] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زیادہ ہے جو مخل وزن ومعنی ہے۔ بلاء ومصدق ہے۔ (احمد محمودی)۔

کیونکہ (حبشی فوج کے) بڑے بڑے دستوں کے سردار ابی یکسوم یعنی ابرہہ کے (جملے کے) روز اس (بیت اللہ) کی وجہ سے (تم کو) وہ بڑی نعمت (دشمن پر فتح مندی) نصیب ہوئی جو تمہارے پاس مسلم ہے۔

كَتِيْبَتُهٗ بِالسَّهْلِ تَمْشِيْ وَرِجْلُهٗ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِيْ رُءُوسِ الْمَنَاقِبِ

اس کا سوار دستہ میدانی نرم زمین میں چلا جا رہا ہے اور اس کی پیادہ فوج پہاڑی راستوں کے سروں پر پتھر پھینکنے والے آلات لئے (کام کر رہی) ہے۔

فَلَمَّا اَتَاكُمْ نَصْرُ ذِی الْعَرْشِ رَدَّهُمْ جُنُوْدُ الْمَلِيْكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی امداد پہنچ گئی تو (اس) حکومت والے کے لشکر (خاص قسم کے پرندوں) نے انہیں مٹی اور پتھروں سے مار مار کر پسپا کر دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِيْنَ وَلَمْ يَؤُبْ اِلٰى اَهْلِهٖ مِلْحِبش[1] غَيْرَ عَصَائِبِ

اور وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں کے لشکر کا کوئی دستہ اپنے اہل وعیال کی جانب تتر بتر ہوئے بغیر واپس نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا ''علی القاذفات فی رؤس المناقب'' ابوزید انصاری نے مجھے سنایا ہے اور یہ ابیات ابوقیس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ ان شاء اللہ قریب میں ہم اس کے مقام پر اس قصیدے کا ذکر کریں گے۔ اور اس کے الفاظ ''غداۃ ابی یکسوم'' سے مراد ابرہہ ہے جس کی کنیت ابی یکسوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ طالب بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے کہا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ فِيْ حَرْبِ دَاحِسٍ وَجَيْشِ اَبِیْ يَكْسُوْمَ اِذْ مَلَاُوا الشِّعْبَا

کیا تمہیں خبر نہیں کہ جنگ داحس اور لشکر ابی یکسوم یعنی ابرہہ کا کیا نتیجہ ہوا جب کہ انہوں نے (تمام) گھاٹیاں (بے شمار سپاہ سے) بھر دی تھیں۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَیْءَ غَيْرَهٗ لَاَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ (تعالیٰ) کی حمایت ہوتی۔ (اور حقیقت تو یہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ تو تم لوگ اپنے مویشی کے گلوں یا اپنی عورتوں کی کچھ حفاظت نہ کر سکتے۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں ملحیش ہے اور (ب ج د) میں ملحش ہے یہ اصل میں من الحیش اور من الحش ہے۔ دونوں صورتوں سے معنی نکل سکتے ہیں لیکن صورت دوم بہتر ہے۔ (احمد محمودی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بدر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس کا تذکرہ اس کے موقع پر ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالصلت بن ابی ربیعہ الثقفی نے ہاتھی اور دین حنیفیہ ابراہیمیہ[1] علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات میں اس کی نسبت امیہ بن ابی الصلت بن ربیعۃ الثقفی کی طرف کی گئی ہے۔

اِنَّ آيَاتِ[2] رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ لَا يُمَارِيْ فِيْهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ

بے شبہ ہمارے پروردگار کی نشانیاں (روز روشن کی طرح) چمک رہی ہیں جن کے بارے میں کسی سخت منکر کے سوا کسی کو اعتراض اور اختلاف کی مجال نہیں۔

خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَكُلٌّ مُسْتَبِيْنٌ حِسَابُهُ مَقْدُوْرُ

اس نے رات اور دن پیدا کئے پس ان میں کے ہر ایک دن اور ہر ایک رات کا حساب مقرر و معین ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔

ثُمَّ يَجْلُو النَّهَارَ رَبٌّ رَحِيْمٌ[3] بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُوْرُ

پھر وہ مہربان پروردگار روزانہ شفاف و منور آفتاب کے ذریعہ جس کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں دن کو جلوہ گاہ ظہور پر لاتا ہے۔

حَبَسَ الْفِيْلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰى ظَلَّ يَحْبُوْ كَاَنَّهُ مَعْقُوْرُ

اسی نے مقام مغمس میں ہاتھی کو روک دیا حتی کہ وہ رینگنے لگا اس کی حالت یہ ہوگئی گویا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَازِمًا حَلْقَةَ الْجِرَانِ كَمَا قُطَّ رَمِنْ صَخْرِ كَبْكَبٍ مَحْدُوْرُ

گردن کے حلقے کو (زمین سے اس طرح) لگا دیا گویا اس کو کوہ عرفات کی ڈھلوان چٹان کبکب پر سے گرا دیا گیا ہے۔

حَوْلَهُ مِنْ مُلُوْكِ كِنْدَةَ اَبْطَا لٌ مَلَاوِيْثُ فِي الْحُرُوْبِ صُقُوْر

اس کے اطراف شاہان کندہ میں کے بڑے بڑے بہادر (جن کو) جنگ کے شہباز (کہنا

---

[1] نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[2] نسخہ (الف) میں ثاقبات کے بجائے باقیات اور (ب ج د) میں ثاقبات ہے جو زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں کریم ہے اور (ب ج د) میں رحیم۔

سزاوار ہے موجود تھے لیکن)۔

خَلَّفُوْہُ ثُمَّ ابْذَعَرُّوْا جَمِیْعًا كُلُّهُمْ عَظْمُ سَاقِهٖ مَكْسُوْرُ

انہوں نے اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا اور سب کے سب ڈر کر (گرتے پڑتے ایسے) بھاگے کہ ان میں کے ہر ایک کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ (یعنی تمام وہ اشخاص جو بچ نکلے لنگڑے ہو گئے تھے)۔

كُلُّ دِيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَا لِ اللّٰهُ اِلاَّ دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ[1] بُوْرُ

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے پاس دین حنیفہ (ابرہیمیہ توحید خالص کے سوائے ہر ایک دین ناکارہ ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرزوق نے جس کا نام ہمام بن غالب تھا اور جو بنی مجاشع بن وارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا سلیمان ابن عبدالملک بن مروان کی ستایش اور حجاج بن یوسف کی ہجو اور حبشیوں اور ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فَلَمَّا طَغَى الْحَجَّاجُ حِيْنَ طَغٰى بِهٖ غِنىً[2] قَالَ اِنِّىْ مُرْتَقٍ فِى السَّلَالِمِ

پھر جب حجاج نے سرکشی کی (ہاں) جب اس نے اس حرم محترم میں مال و دولت کی وجہ سے سرکشی کی اور کہا کہ میں (اسی طرح ترقیات کے) زینوں پر بلند ہوتا چلا جاؤں گا۔

فَكَانَ كَمَا قَالَ ابْنُ نُوْحٍ سَاَرْتَقِى اِلٰى جَبَلٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَاءِ عَاصِمِ

تو اس کی حالت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی سی ہو گئی جس نے کہا تھا میں کسی ایسے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو پانی کے خطرے (اور طوفان) سے بچائے گا۔

رَمَى اللّٰهُ فِىْ جُثْمَانِهٖ مِثْلَ مَارَمٰى عَنِ الْقِبْلَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ الْمَحَارِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اسی طرح آفت ڈالی جس طرح بزرگیوں والے روشن قبلے سے (دشمنوں کو ہٹانے کے لئے اس کے دشمنوں پر) آفت ڈالی تھی۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں زور ہے یعنی جھوٹا اور (ب ج د) میں بدر ہے جس کے معنی کاسدہ ناکارہ ہیں بعد الذکر قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ ہائے (الف ب) میں غناوغنی ہے اور (ج د) میں ضا عین مہملہ سے ہے دوسرے نسخہ کے لحاظ سے معنی میں دوراز کار تاویلوں کی ضرورت ہے۔ (احمد محمودی)

جُنُودًا تَسُوقُ الْفِيْلَ حَتَّى اَعَادَهُمْ　　هَبَاءً وَكَانُوْا مُطْر خِميّ الطَّرَاخِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ و برباد کرڈالا جو (بڑی شان و شوکت سے) ہاتھی لئے آ رہا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو گرد کے ذروں کی طرح پریشان کرڈالا اور وہ غرور و غصے میں بھرے ہوئے تھے۔

نُصِرْتَ كَنَصْرِ الْبَيْتِ اِذًا سَاقَ فِيْلَهٗ　　اِلَيْهِ عَظِيْمُ الْمُشْرِكِيْنَ الْاَعَاجِمِ

(اے سلیمان بن عبدالملک) تجھ کو (اللہ کی جناب سے ایسی) امداد دی گئی جس طرح بیت اللہ کو امداد دی گئی تھی جب کہ عجمی مشرکوں کا بڑا افسر اپنا ہاتھی لئے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن قیس الرقیات نے جو بنی عامر بن لوی بن غالب میں کا ایک شخص تھا ابرہۃ الاشرم اور ہاتھی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَادَهُ الْاَشْرَمُ الَّذِىْ جَاءَ بِالْفِيْلِ　　فَوَلّٰى　　وَجَيْشُهٗ　　مَهْزُوْمُ

اشرم نے جو ہاتھی کے ساتھ آیا تھا اس بیت اللہ کے خلاف چالبازی کی تو وہ اس طرح لوٹا کہ اس کا لشکر شکست خوردہ تھا۔

وَاسْتَهَلَّتْ　　عَلَيْهِمُ　　الطَّيْرُ　　بِالْجِنْدل حتى كانه مرجوم

اور پرندان (لشکریوں) پر مقام جندل میں بڑی سختی اور شور و غوغا کے ساتھ برس پڑے۔ یہاں تک کہ وہ لشکر ایسا ہو گیا گویا کسی[1] نے اس کو سنگسار کرڈالا ہے۔

ذَاكَ مَنْ يَغْزُهُ مِنَ النَّاسِ يَرْجِعْ　　وَهُوَ فَلٌّ مِنَ الْجُيُوْشِ ذَمِيْمُ

وہ (کعبۃ اللہ ایسا مقام ہے کہ) لوگوں میں سے جو اس کی جانب مخالفانہ ارادے سے جاتا ہے۔ وہ شکست کھا کر اور بدنام و ذلیل و خوار ہو کر لوٹتا ہے۔

یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابرہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔ اور ابرہہ اپنے اسی بیٹے کے نام سے ابی یکسوم مشہور تھا پھر یکسوم بن ابرہہ بھی ہلاک ہوا تو اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ یمن میں حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔

---

[1] گویا کا لفظ یہاں اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ حقیقت میں رجم کا لفظ عقلمندوں کے ''سنگسار کے لئے وضع کیا گیا جس میں قصد و ارادے کی بھی شرط ہے سہیلی نے کہا ہے۔ انما الرجم بالاكف ونحوها شبه بالمرجوم الذى يرجمه الآدميون اومن يعقل وينعمد الرجم من عدوونحوه۔

سیف بن ذی یزن کا ظہور اور وہرز کی یمن پر حکومت

پھر جب یمن والوں پر بلاؤں (کا زمانہ) دراز ہو گیا (یعنی ظالم حاکموں کے ہاتھوں ہر وقت آفات میں مبتلا رہنے لگے) تو سیف بن ذی یزن حمیری جس کی کنیت ابو مرۃ تھی یمن سے باہر چلا گیا۔ اور قیصر روم کے پاس (اپنی قوم کی جانب سے) اس (ظلم تعدی) کی شکایت کی جس میں وہ لوگ مبتلا تھے اور اس سے استدعا کی کہ انہیں اس (ظلم و تعدی) سے بچائے اور وہ خود ان پر حکومت کرے اور رومیوں میں سے جنہیں چاہے ان پر حاکم بنا کر بھیجے کہ وہ اس کی جانب سے شاہ یمن ہو۔ لیکن اس نے اس کی شکایت رفع نہیں کی تو وہ وہاں سے نکلا اور نعمان بن منذر کے پاس آیا جو حیرہ اور اس کی متصلہ اراضی عراق پر کسریٰ کی جانب سے حاکم تھا۔ اور اس سے حبشیوں کی حکومت (اور ان کے مظالم) کی شکایت کی۔ نعمان نے اس سے کہا کسریٰ کے دربار میں میری سالانہ باریابی ہوتی ہے چند روز ٹھہر جا کہ وہ زمانہ آ جائے۔ وہ چند روز وہیں ٹھہر گیا پھر جب وہ زمانہ آیا تو اس کو لے کر کسریٰ کے پاس پہنچا۔ اور کسریٰ (دربار کے وقت)۔ اپنے اس[1] ایوان (خاص یا تخت گاہ) میں بیٹھا کرتا تھا جس میں اس کا تاج (لٹکا ہوا) تھا اور اس کا تاج[2] لوگوں کے خیال کے موافق ایک بڑے قنقل[3] کا سا تھا۔ جس میں یاقوت زمرد اور موتی سونے چاندی میں جڑے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس محراب کی چھت میں لٹکا ہوا رہتا تھا جہاں اس کے بیٹھنے کا مقام تھا اور اس کی گردن اس کے اس تاج کو اٹھا نہ سکتی تھی اس مقام پر پردے ڈال دیئے جاتے اور جب وہ اپنے مقام پر بیٹھ جاتا اور اپنا سر اپنے تاج میں رکھ لیتا اور خوب مطمئن ہو جاتا تو پردے اٹھا دیے جاتے۔ اور ہر وہ شخص جس نے اس سے پہلے اس کو نہ دیکھا ہو اس کو اس حالت میں دیکھتا (اس پر رعب طاری ہو جاتا اور) اس کی ہیبت سے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا سیف بن یزن بھی جب اس کے پاس آیا (مرعوب و مدہوش ہو گیا اور) گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جب سیف اس کے پاس آیا تو اپنا سر جھکا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ احمق میرے پاس اس (قدر) لمبے (چوڑے) دروازے سے آ رہا ہے پھر (بھی) اپنا

---

۱ اصل میں ''ایوان'' ہے جس کے معنی بڑے چبوترے کے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

۲ نسخۂ (الف) میں دکان تاجہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

۳ سہیلی نے ہروی کی کتاب غریبین سے نقل کی ہے کہ ''قنقل'' ۳۳ من کی گنجائش کا ایک پیمانہ ہے اور لکھا ہے کہ ہروی نے من کی کوئی تصریح نہیں کی میرے خیال میں دو رطل کا ہوگا'' اس طرح قنقل تقریباً تینتیس سیر کا ہوا منتہی الارب میں لکھا ہے قنقل کجعفر پیمانہ بزرگ و نام تاج کسریٰ۔ (احمد محمودی)

سر جھکائے ہوئے آتا ہے!!!!اور جب یہ بات اس سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے صرف اپنے غم والم کی وجہ سے ایسا کیا کیونکہ میرا یہ غم اتنا زیادہ ہے کہ اس کی سمائی کے لئے ہر چیز تنگ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر سیف نے اس سے کہا اے بادشاہ (جہاں پناہ)! غیر ملکیوں نے ہم پر اور ہمارے ممالک پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا کون غیر ملکی حبشی یا سندی؟ اس نے کہا (سندی) نہیں بلکہ حبشی۔ اور اسی لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ممالک پر آپ ہی کی حکومت ہو اس نے کہا تیرے ممالک میں فائدہ کم ہونے کے باوجود وہ دور بھی ہیں میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ فارس سے سرزمین عرب پر (لشکر کشی کر کے خواہ مخواہ) لشکر کو ہلاکت میں ڈالوں جس کی مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس نے اسے پورے دس ہزار درم انعام دیئے۔ اور بہترین خلعت پہنائی پھر جب سیف نے اس سے وہ خلعت و درا ہم حاصل کر لئے اور وہاں سے نکلا تو وہ سکے لوگوں کی طرف پھینکتا ہوا نکلا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے کہا یہ تو بڑی شان وشوکت والا معلوم ہوتا ہے اور اس کو پھر بلوا بھیجا اور کہا بادشاہ کا عطیہ کیا تو نے اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے لوگوں کو بانٹ دے اس نے کہا اس کو لے کر میں اور کیا کرتا کیونکہ میں جس سرزمین سے آ رہا ہوں وہاں کے پہاڑ خود سونا چاندی ہیں وہاں اس کی جانب کوئی رغبت بھی کرتا ہے؟ آخر کسریٰ (کے دل میں بھی لالچ پیدا ہو گیا اس) نے اپنے مرزبانوں[1] کو جمع کیا۔ اور ان سے کہا اس شخص' اور جس غرض سے وہ آیا ہے' (اس کے متعلق) تمہاری کیا رائے ہے۔ ان میں سے کسی نے کہا بادشاہ (جہاں پناہ) آپ کے مجلس میں بہت سے لوگ ہیں جن کو آپ نے قتل کرنے کے لئے قید کر رکھا ہے۔ اگر آپ انہیں اس کے ساتھ روانہ کر دیں (تو بہت ہی بہتر ہو) کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو وہی ہوگا جو آپ نے ان کے ساتھ (برتاؤ کا) ارادہ کیا ہے۔ اور اگر وہ فتح یاب ہو گئے تو وہ حکومت جسے آپ لینا چاہ رہے ہیں حاصل ہو جائے گی آخر کسریٰ نے ان لوگوں کو جو اس کے پاس مجلس میں قید تھے اس کے ساتھ بھیج دیا۔ اور وہ آٹھ سو آدمی تھی۔ انہیں میں[2] کے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا ان پر حاکم بنا دیا وہ ان سب میں زیادہ عمر رسیدہ اور ان سب میں شرافت اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہترین تھا اس کے بعد وہ لشکر آٹھ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ ان میں سے دو کشتیاں تو ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں ساحل عدن پر پہنچیں۔ اور سیف نے اپنی قوم میں سے بھی جتنوں کو ہو سکا وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ میرے اور تیرے آدمی ایک ساتھ رہیں گے۔ حتیٰ کہ یا تو ہم سب کے سب مر جائیں یا سب کے سب فتح یاب ہو جائیں۔ وہرز نے

---

[1] روسائے سلطنت۔ [2] نسخہ (الف) میں رجلا منهم يقال له نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اس سے کہا کہ یہ تو تو نے انصاف کی بات کہی آخر اس کے مقابلے کے لئے شاہ یمن مسروق بن ابرہہ نکلا اور اس کے مقابلے میں اپنا لشکر جمع کیا پھر وہرز نے اپنے بیٹے کو ان کے مقابلے کے لئے بھیجا کہ وہ اس سے جنگ کرے اور خود ان کی طرز جنگ دیکھے (کہ وہ کس طرح لڑتے ہیں)۔ جب وہرز کا بیٹا مار ڈالا گیا تو اس کی وجہ سے اس کا جوش انتقام اور بڑھ گیا۔ جب لوگ ایک دوسرے کے مقابل جنگ کی صفوں میں کھڑے ہوئے تو وہرز نے کہا بادشاہ کون ہے مجھے بتادو لوگوں نے اس سے کہا کیا تمہیں کوئی ایسا شخص وہاں نظر آرہا ہے جو ہاتھی پر سوار اور تاج سر پر رکھے ہوئے ہے اور اس کے آنکھوں کے درمیان یاقوت سرخ ہے اس نے کہا ہاں (نظر آ رہا ہے) انھوں نے کہا وہی ان کا بادشاہ ہے اس نے کہا (اچھا) تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ (راوی نے) کہا وہ (سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے۔ پھر اس نے کہا اب وہ کس سواری پر ہے لوگوں نے کہا اس نے اب سواری بدل دی ہے اور اب گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اور تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ پھر (سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے پھر اس نے پوچھا اب وہ کسی سواری پر ہے انہوں نے کہا اس نے اب پھر سواری بدل دی اور اب وہ ایک مادہ خچر پر سوار ہو گیا ہے۔ وہرز نے کہا گدھی کی بیٹی پر؟ اب وہ ذلیل ہو گیا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہو گیا اب میں اسے تیر سے ماروں گا اگر تم نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو تم بھی اپنی جگہ تھمے رہو تا کہ میں خود تمہیں کوئی حکم دوں اور یہ سمجھ لو کہ میں نے تیراندازی میں اس شخص کے تیر مارنے میں غلطی کی اور اگر تم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے اطراف جمع ہو گئے تو سمجھ لو کہ میں نے اس شخص کے ٹھیک تیر مارا لہٰذا تم بھی ان پر دھاوا بول دو۔ پھر اس نے کمان پر چلہ چڑھایا حالانکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کمان پر اس کی سختی کے سبب اس کے سوا کوئی دوسرا چلہ نہ چڑھا سکتا تھا اور پھر اس نے اپنے بھوؤں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا اور پٹی باندھ دی گئی تو اس نے تیر مارا اور ٹھیک اس یاقوت پر مارا جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا تیر کا پھل اس کے سر میں دھنس گیا اور اس کی گدی میں سے نکل گیا۔ اور وہ اپنی سواری سے الٹ کر گر پڑا اور حبشیوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور ادھر سے فارسیوں نے ان پر دھاوا بول دیا۔ آخر وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے اور وہرز بڑھا کہ صنعا میں داخل ہو یہاں تک کہ جب اس کے دروازے پر آیا تو کہا کہ میرا جھنڈا ہرگز اوندھا ہو کر داخل ہو گیا دروازے کو گرادو[1] (بفور حکم) وہ (دروازہ) گرادیا گیا اور وہ اپنے جھنڈے کو سیدھا رکھے ہوئے اس میں داخل ہوا۔

---

[1] نسخہ (الف) میں اھدموا کی تحریف ہوگئی ہے اور اھدھوا لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

(اسی موقع پر) سیف بن ذی یزن نے کہا ہے۔

یَظُنُّ النَّاسُ بِالْمَلْکَیْن اَنَّھُمَا قَدِ الْتَاَمَا

لوگ دونوں بادشاہوں (سیف بن ذی یزن اور کسریٰ) کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ متفق ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ یَسْمَعْ بِلأْ مِھِمَا فَاِنَّ الْخَطْبَ قَدْ فَقُمَا

اور جس نے ان کے اتحاد (و اتفاق کی خبر) سن لی ہے اس کے پاس معاملہ بہت اہم ہو گیا ہے۔

قَتَلْنَا الْقَیْلَ مَسْرُوْقًا وَرَوَّیْنَا الْکَثِیْبَ دَمَا

ہم نے سردار (قوم) مسروق کو قتل کر ڈالا اور ٹیلوں کو خون سے سیراب کر دیا۔

وَاِنَّ الْقَیْلَ قَیْلَ النَّا سِ وَھْرِزَ مُقْسِمٌ قَسَمَا

اور سچ تو یہ ہے کہ سردار (کامل) (اور) تمام لوگوں کا سردار (تو) وہرز (ہی) ہے جو (ایسی ایسی) قسمیں کھانے والا ہے۔

یَذُوْقُ مُشَعْشَعًا حَتّٰی یُفِیْٔ السَّبْیَ وَالنَّعَمَا

کہ وہ شراب پیتا رہے گا یہاں تک کہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار کر لے یا وہ پانی ملی ہوئی (ہلکی مخلوط) شراب نہ[1] پیے گا جب تک کہ وہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار نہ کر لے۔

ابن ہشام نے کہا یہ شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں مجھے خلاد بن قرۃ السدوسی نے اس کے آخر میں ایک بیت سنائی جو اعشیٰ بن قیس بن ثعلبۃ کی' اور اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور خلاد کے علاوہ دوسرے علماء شعر نے ان اشعار کے متعلق سیف کے ہونے سے انکار کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک روایت میں اس کی نسبت امیہ بن ابی الصلت کی جانب کی گئی ہے۔

لِیَطْلُبِ الْوِتْرَ اَمْثَالُ ابْنِ ذِیْ یَزَنٍ رَیَّمِ فِی[2] الْبَحْرِ لِلْاَعْدَاءِ اَحْوَالَا

سیف بن ذی یزن کے جیسے لوگوں ہی کو زیبا ہے کہ وہ (دشمن سے) انتقام کے طالب ہوں (جو) دشمنوں (سے انتقام لینے) کے لئے برسوں سمندر میں غائب رہیں (اور پھر اسباب و وسائل فراہم کر کے لوٹ آئیں)۔

---

[1] اس صورت میں لائے نفی محذوف ماننا پڑے گا۔ائے لا یذوق حتیٰ یفنی۔(احمد محمودی)

[2] رام مکانہ زال عنہ وریمت السحابۃ دامت ولم تقلع۔(قطر المحیط)

یَمَّمَ قَیْصَرَ لَمَّاحَانَ رِحْلَتُهٗ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَهٗ بَعْضَ الَّذِیْ سَأَلَا

سیف نے قیصر کی طرف جانے کا اس وقت ارادہ کیا جب کہ اس کے سفر کا وقت آ گیا تھا اس لئے اس نے قیصر کے پاس اپنی مطلوبہ چیز کا ذرا حصہ بھی نہ پایا (یعنی دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے وہاں کوئی امداد نہ ملی)۔

ثُمَّ انْتَحٰی[1] نَحْوَ کِسْرٰی بَعْدَ عَاشِرَةٍ مِنَ السِّنِیْنَ مُهِیْنُ النَّفْسَ وَالْمَالَا

پھر اس نے دس سال کے بعد کسریٰ کی جانب قصد کیا اور وہ اپنے نفس و مال کو (دشمنوں سے انتقام لینے کی خاطر) ذلیل (وخوار) کر رہا تھا۔ (یعنی خود بھی آفتیں اور ذلتیں برداشت کر رہا تھا اور مال بھی بے دریغ خرچ کر رہا تھا)۔

حَتّٰی اَتٰی بِبَنِی الْاَحْرَارِ یَحْمِلُهُمْ اِنَّكَ عَمْرِیْ لَقَدْ اَسْرَعْتَ قِلْقَالَا

یہاں تک کہ وہ شریفوں کی اولاد کے پاس آیا کہ انہیں دشمن سے انتقام لینے کے لئے ابھارے (اے سیف!) میری جان کی قسم!! تو نے بڑی تیز حرکت کی (یعنی بہت جلد اپنے دشمن سے انتقام لینے کے اسباب فراہم کر لئے۔

لِلّٰهِ دَرُّهم مِنْ عُصْبَةٍ خَرَجُوْا مَا اِنْ اَرٰی لَهُمْ فِی النَّاسِ اَمْثَالَا

اللہ اس جماعت پر برکتیں نازل فرمائے جو (انتقام کے لئے) نکلی میں تو ان کی نظیر لوگوں میں کسی کو نہیں پاتا۔

بِیْضًا مَرَازِبَةً غُلْبًا اَسَاوِرَةً اُسْدًا تُرَبِّبُ فِی الْغَیْضَاتِ اَشْبَالَا

(وہ) گورے گورے سردار، موٹی موٹی گردنوں والے قوی امیر لشکر (ایسے) شیر (ہیں) کہ جھاڑیوں میں شیر کے بچوں کی طرح پرورش پاتے ہیں۔ یا (اپنے بچوں کو) شیروں کے بچوں کی طرح پرورش کرتے ہیں۔

یَرْمُوْنَ عَنْ شُدُفٍ[2] کَاَنَّهَا[3] غُبُطٌ بِزَمْجَرٍ[4] یُعْجِلُ الْمَرْمِیَّ اِعْجَالَا

---

[1] (ب د ج) میں انتھی ہے جس کے معنی مڑا توجہ کی کے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] القسی القارسی۔ [3] خشب الرحال۔

[4] (الف ب) زمخر باخاء معجمہ جس کے معنی سوکھی بانس کے ہیں یہاں اس سے مراد تیر کی لکڑی ہے (ج د) زمجر باجیم ہے جس کے معنی پتلے اور لمبے تیر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

کجاوے کی لکڑیوں کی طرح (اونچی اونچی) فارس کی کمانوں سے وہ ایسے پتلے پتلے لمبے لمبے تیر چلا رہے تھے جو فوراً نشانے پر پہنچ جاتے ہیں۔

اَرْسَلْتَ اُسْدًا عَلٰی سُوْدِ الْکِلَابِ فَقَدْ   اَضْحٰی شَرِیْدُ ھُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَّالَا

(اے سیف بن ذی یزن!) تو نے کلے کتوں (حبشیوں) پر شیروں کو چھوڑ دیا ہے ان سے جو بھاگ نکلا۔ وہ زمین میں ہر جگہ شکستہ حال (یا شکست خوردہ و پریشان) ہو گیا۔

فَاشْرَبْ ھَنِیْئًا عَلَیْکَ التَّاجُ مُرْتَفِقًا[1]   فِیْ رَاْسِ غُمْدَانَ دَارًا مِنْکَ مِحْلَالَا

راس غمدان میں جو تیرا گھر ہے (اور جو مہمانوں کے) اترنے کا مقام ہے اس میں آرام سے خوش خوش (رہ اور کھا اور) پی کہ تیرے سر پر تاج ہے۔

وَاشْرَبْ ھَنِیْئًا فَقَدْ شَالَتْ نَعَامَتُھُمْ   وَاَسْبِلِ الْیَوْمَ فِیْ بُرْدَیْکَ اِسْبَالًا

اور خوش خوش (کھا) پی کہ ان دشمنوں کا جنازہ تو اٹھ چکا اور وہ ہلاک ہو چکے اور آج اپنی چادروں کی درازی میں زیادتی کر (اور فخر سے زمین پر کھینچتے چل)۔

تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ   شِیْبًا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالًا

یہ قابل فخر (ہمیشہ رہنے والی) صفتیں ہیں یہ دودھ کے پانی ملے ہوئے دو پیالے نہیں کہ (گھڑی بھر کا لطف اور پھر اس کے) بعد پیشاب بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں مگر ان میں کی آخری بیت جو 'تلك المكارم لا قعبان من لبن' ہے۔ کہ وہ نابغۂ جعدی کی ہے جس کا نام[2] عبداللہ بن قیس تھا جو بنی جعدۃ بن کعب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا۔ اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عدی بن زید الحیری نے جو بنی تمیم میں کا ایک شخص تھا یہ شعر کہے ہیں

ابن ہشام نے کہا کہ بنی تمیم میں سے بھی اس شاخ میں کا تھا۔ جو بنی امراء القیس بن تمیم کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عدی حیرہ والوں میں کے قبائل عباد[3] سے ہے۔

---

[1] (الف) مرتفعا جس کے معنی ''اعلیٰ درجے کی حالت میں'' ہوں گے (ب ج د) مرتفقا بالقاف جس کے معنی ''آرام سے'' ہیں۔ (احمد محمودی)   [2] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] ''عباد'' بفتح عین عرب کے مختلف قبیلے تھے جو حیرہ میں نصرانیت پر متحد تھے۔ (احمد محمودی از طبطاوی)

مَا بَعْدَ صَنْعَاءَ كَانَ يَعْمُرُهَا وُلَاةُ مُلْكٍ جَزْلٍ مَوَاهِبُهَا

مقام صنعا تعمیر کے بعد کیا ہوا؟ (اس کی کیسی تباہی ہوئی کچھ نہ پوچھو) جس کو ملک کے وہ حکام تعمیر کررہے تھے۔جن کے عطیے گراں قدر تھے۔

رَفَعَهَا مَنْ بَنٰى لَدَى قَزَعِ الْمُزْ نِ وَتَنْدَى مِسْكًا مَحَارِبُهَا

اس کو جس نے تعمیر کیا اس (کے قلعوں اور محلوں) کو اس قدر بلند بنایا کہ وہ بارش کے ابر کے ٹکڑوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔اور اس کی محرابیں مشک برساتی تھیں (یعنی مشک کی بو سے مہکتی تھیں)۔

مَحْفُوْفَةٌ بِالْجِبَالِ دُوْنَ عُرَى الْكَائِدِ مَا تُرْتَقَى غَرَارِ بُهَا

(وہ قلعے) چال بازوں کی گرفت سے ورے ایسے پہاڑوں سے گھرے ہوئے (محفوظ) تھے کہ اس کی بلندیوں پر چڑھا نہ جاسکتا تھا۔

يَأْنَسُ فِيْهَا صَوْتُ النُّهَامِ اِذَا جَاوَبَهَا بِالْعَشِيِّ قَاصِبُهَا

جن میں اُلو کی آواز اس آواز سے) مناسبت رکھتی ہے جب کہ شام کے وقت ان (پہاڑوں) میں بانسری بجانے والا اس کی آواز کا جواب دے رہا ہو۔

سَاقَتْ اِلَيْهِ الْاَسْبَابُ جُنْدَ بَنِى الْ اَحْرَارِ فُرْسَانُهَا مَوَاكِبُهَا

شریفوں کی اولاد کے لشکر کو۔اسباب زمانہ نے اس قلعے کی جانب پہنچادیا ہے کہ ان کے سوار اس کے لئے زینت ہو گئے ہیں۔

وَفَوَّزَتْ بِالْبِغَالِ تُوْسَقُ بِالْ حَتْفِ وَتَسْعَى بِهَا تَوَالِبُهَا

اور وہ (لشکر والے دور دراز مسافت کے) میدان خچروں پر طے کر کے آ پہنچے (اور ایسا نظر آ رہا تھا کہ ان پر) موتیں لدی ہیں اور یہ گدھے کے بچے (خچر) انہیں (اپنی پیٹھوں پر) اٹھائے ہوئے بھاگے آ رہے ہیں۔

حَتّٰى رَآهَا الْاَقْوَالُ مِنْ طَرَفِ الْمَنْقَلِ مُخْضَرَّةً كَتَائِبُهَا

یہاں تک کہ رئیسان حمیر نے اس لشکر کی سرسبز اور تروتازہ سوار فوج کو قلعے کے اوپر سے دیکھ لیا۔

يَوْمَ يُنَادُوْنَ آلَ بَرْبَرَ وَالْيَكْسُوْمَ لَا يُفْلِحَنَّ هَارِبُهَا

(وہ ایسا دن تھا) جس دن آل بربر اور آل یکسوم کو للکارا جا رہا تھا کہ ان میں کا بھاگنے والا بچ کر نہ نکل جائے گا۔

وَكَانَ يَوْمٌ بَاقِي الْحَدِيْثِ وَزَا لَتْ اُمَّةٌ ثَابِتٌ مَرَابِتُهَا

اور وہ ایسا روز تھا جو نئے آنے والے (یعنی سیف اور اہل فارس) کو باقی رکھنے والا تھا (اور اس روز جس قوم کے مراتب (ومدارج متعین و) ثابت تھے (یعنی آل بر بر ویکسوم) وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔

وَبُدِّلَ الْفَيْحُ[1] بِالزَّرَافَةِ وَالْاَ يَّامُ جُوْنٌ جَمٌّ عَجَائِبُهَا

اور وسعتیں جماعتوں سے بدل دی گئیں (یعنی ہر کشادہ مقام میں لوگ ہی لوگ تھے) اور زمانے کی رنگا رنگی کے عجائبات تو بہت کچھ ہیں۔

بَعْدَ بَنِىْ تُبَّعٍ نَخَاوِرَةٍ[2] قَدْ اَطْمَاَنَّتْ بِهَا مَرَازِبُهَا

شریف بنی تبع کے بعد اس قلعے میں فارس کے سردار باطمینان (سکونت پذیر) ہو گئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں ابوزید انصاری نے مجھے (یہ شعر) سنائے ہیں اور اس نے مفضل الضبی سے اس کے قول'' یوما ینادون آل بر بر والیکسوم '' کی روایت بھی مجھے سنائی اور وہ یہی واقعہ ہے جس سے سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ'' ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا'' اور یہی وہ واقعہ ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ'' ذی یزن کے خاندان کا ایک نوجوان ان کے مقابلے کو اٹھے گا' جو نہ کمزور ہوگا اور نہ (کسی معاملے میں) کوتاہی کرنے والا ہوگا۔

یمن میں فارس والوں کی حکومت کا خاتمہ

ابن اسحٰق نے کہا پھر وہرز اور فارس والے یمن میں مقیم ہو گئے اور فارس والوں کی وہ اولاد جو آج یمن میں ہے وہ اسی لشکر کے بچے ہوئے لوگ ہیں اور یمن میں حبشیوں کی حکومت ار یاط کے اس (میں)

---

[1] (الف ج د) میں'' الفیح '' حائے حطی سے ہے' جس کے معنی وسعت وکشادگی کے ہیں' اور (ب) میں'' الفیج '' جیم سے ہے' اور شرح ابی ذر میں جیم ہی سے لکھا ہے' اور اس کے معنی شاہی خطوط پیادہ یا لیجانے والے کے لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ شاہی خطوط رساں جماعتوں میں بدل دیئے گئے یعنی اکیلا خطوط رساں پیام پہنچانے کے لئے ناکافی سمجھا گیا۔ حاشیہ طبطاوی میں ''فیج'' بجائے حطی کے معنی اکیلا یا پیادہ کے لکھے ہیں اس لحاظ سے مطلب یہ ہوگا' کہ اکیلے یا پیادہ جماعتوں میں بدل دیئے گئے۔ یعنی تنہا شخص کا باہر نکلنا مشکل نظر آتا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (الف) میں نخاورۃ کے بجائے نجاورۃ لکھا ہے' جس کے معنی کسی لغت میں نہیں ملے غالباً تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)۔

داخل ہونے سے مسروق بن ابرہہ کو فارس والوں کے قتل کرنے تک رہی۔ اس طرح حبشیوں نے (اپنی حکومت کے) بہتر سال گزارے (اس مدت میں) ان میں چار اریاط اس کے وارث (تخت) ہوئے۔ اس کے بعد ابرہہ اور یکسوم بن ابرہہ اس کے بعد مسروق بن ابرہہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا پھر وہرز مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے مرزبان بن وہرز کو حکومت دی پھر جب مرزبان بھی مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے تیجان بن مرزبان کو حکومت دی اور جب تیجان بھی مر گیا تو کسریٰ نے تیجان کے بیٹے کو یمن پر حاکم بنایا اور پھر اسے معزول کر دیا اور باذان کو حکومت دی اور باذان ہی اس پر حاکم رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (رسول اللہ) ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ زہری سے مجھے روایت پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ قریش میں کے کسی شخص نے مکہ میں خروج کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ تو اس کے پاس جا اور اسے توبہ کی ہدایت کر اگر اس نے توبہ کر لی (تو ٹھیک ہے) ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔ باذان نے کسریٰ کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو لکھ بھیجا۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّقْتَلَ کِسْرٰی فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا مِنْ شَهْرِ کَذَا وَ کَذَا.[1]

''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کسریٰ کو فلاں روز فلاں ماہ قتل کیا جائے گا''

اور جب یہ خط باذان کے پاس پہنچا تو اس نے کچھ توقف کیا کہ نتیجہ دیکھ لے اور کہا اگر وہ درحقیقت نبی ہوگا تو عنقریب وہی ہوگا جو اس نے کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز مار ڈالا جس روز رسول اللہ ﷺ نے (اس کے مارے جانے کی نسبت) فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ خالد بن حق الشیبانی نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

وَکِسْرٰی اِذْ تَقَسَّمَهُ بَنُوْهُ ... بِاَسْیَافٍ کَمَا اقْتُسِمَ اللِّحَامُ
تَمَخَّضَتِ الْمَنُوْنُ لَهٗ بِیَوْمٍ ... اَنٰی وَلِکُلِّ حَامِلَةٍ تِمَامُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ (اور قیمہ بنتا ہے) موتیں اس کے لئے ایک ایسا دن پیدا کرنے کے لئے دردِ زہ کی حرکت میں مبتلا تھیں جس کا وقت آ چکا تھا اور ہر حاملہ کے لئے حمل کے دن پورے ہونا ہے۔ جب دن پورے ہو گئے تو پیدائش کا دن بھی آ گیا۔)

---

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں فی یوم کذا و کذا من شهر کذا و کذا مکرر ہے اور نسخہ (الف) میں کذا و کذا کی تکرار نہیں ہے فی یوم کذا من شهر کذا ہے۔ (احمد محمودی)

زہری نے کہا جب باذان کو (کسریٰ کے مارے جانے کی) یہ خبر پہنچی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے اور اپنے فارس والے ساتھیوں کے اسلام کی اطلاع روانہ کی فارس کے ایلچیوں نے (دربار نبوی میں بار پایا تو) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس کی طرف (منسوب ہوں گے) تو آپ نے فرمایا **انتم مناوالینا اھل البیت** تم ہم سے ہو اور ہماری طرف (ہمارے) خاندان کی طرف (منسوب ہو)۔

ابن ہشام نے کہا مجھے زہری سے یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **سلمان منا اھل البیت** کہ سلمان ہم میں سے (ہمارے) خاندان میں سے ہے۔

ابن ہشام نے کہا (خلاصہ کلام یہ کہ) یہ وہی (ذات مبارک) ہے جس کو سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی "ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی" اور یہی وہ (ذات مبارک) ہے جس کو شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی۔" (ذی یزن کے خاندان میں حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ ایک خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے کی وجہ سے منقطع ہو جائے گی جو صداقت وانصاف دین داروں اور فضیلت والوں کے درمیان پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی۔"

ابن اسحٰق نے کہا ان واقعات میں سے جن کا عرب لوگ دعویٰ کرتے ہیں یہ بھی ہے کہ یمن میں ایک پتھر پر یہ تحریر منقوش تھی جو پہلے زمانے کی لکھی ہوئی تھی ملک ذمارکس کے لئے ہے نیک حمریوں کے لئے ہے ملک ذمارکس کے لئے ہے بدمعاش حبشیوں کے لئے ملک ذمارکس کے لئے ہے۔ آزاد فارس والوں کے لئے۔ ملک ذمارکس کے لئے ہے تاجر قریش کے لئے اور ذمار سے[1] مراد یا تو یمن ہے یا صنعاء۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذمار (ذال کے) زبر سے ہے جیسا کہ مجھے یونس نے خبر دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اعشیٰ۔ بنی قیس بن ثعلبہ والے اعشیٰ۔ نے سطیح اور اس کے ساتھی یعنی شق نے جو کچھ کہا تھا اس کے وقوع کے متعلق کہا ہے یعنی دونوں کی پیشین گوئیوں کے سچے ہونے کے متعلق کہتا ہے۔

مَانَظَرَتْ ذَاتُ أَشْفَارٍ كَنَظْرَتِهَا حَقًّا كَمَا صَدَقَ الذِّئْبِيُّ إِذْ سَجَعَا

اس[2] (زرقاء الیمامۃ) کی طرح کسی پلکوں والی نے صحیح طور پر نہیں دیکھا (اور اس کا یہ صحیح طور پر

---

[1] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] مقام یمامہ میں زرقاء نامی ایک عورت رہا کرتی تھی جو تین میل کے فاصلے سے ہر ایک کو دیکھ کر پہچان لیا کرتی تھی۔ شاعر اپنے شعر میں اسی کی تعریف کر رہا ہے اور اسی کے ضمن میں ذہبی کا ذکر بھی آ گیا جس سے مراد سطیح ہے جس طرح مصنف نے خود بتایا ہے۔

دیکھنا اسی طرح سچا تھا) جس طرح (سطیح) ذئبی نے سچی[1] سجع کہی تھی۔

اور سطیح کو عرب ذئبی اس لئے کہا کرتے تھے کہ سطیح ربیعۃ بن مسعود بن مازن بن ذئب کا بیٹا تھا یعنی جدی نسبت کے لحاظ سے اس کو ذئبی کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور اعشیٰ[2] کا نام میمون بن قیس تھا۔

بادشاہ حضر کا قصہ

ابن ہشام نے کہا مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد سدوسی نے جناد کی روایت یا کوفے کے بعض علماء نسب کی روایت بیان کی کہا جاتا ہے کہ نعمان بن منذر شاہ حضر ساطرون کی اولاد سے تھا اور حضر ایک شہر کے جیسا بڑا قلعہ فرات کے کنارے تھا اور یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَاَخُو الْحَضْرِ اِذْ بَنَاهُ وَاِذْ دِجْلَةُ يَجْبِى اِلَيْهِ وَالْخَابُورُ

اور حضر (پر حکومت کرنے) والے (کے حالات کو یاد کرو جس) نے۔ جب اس (حضر) کی تعمیر کی تھی (تو کیسی شاندار تعمیر کی تھی کہ) دجلہ اور خابور (دونوں دریا) اس کے پاس (زراعت اور پینے کے لئے) پانی لا کر جمع کر دیتے تھے۔

شَادَهُ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهُ كِلْسًا فَلِلطَّيْرِ فِىْ ذُرَاهُ وُكُورُ

اس نے مرمر کے پتھر سے اسے (سر بفلک) بلند بنایا تھا اور اس پر چونے کی استر کاری کی تھی (لیکن اب) پرندوں کے آشیانے اس کی بلندیوں میں (بنے ہوئے ہیں)۔

لَمْ يَهَبْهُ رَيْبَ الْمَنُوْنِ نَبَانَ الْمُلْكُ عَنْهُ فَبَابُهُ مَهْجُوْرُ

حادثات زمانہ نے اس (بنانے والے) کو (اس میں رہنے کا موقع) نہ دیا اور بادشاہ اس سے جدا ہو گیا۔ (اور اس طرح جدا ہوا) کہ اس کا دروازہ (تمام لوگوں سے) چھوٹا ہوا ہے (اس کے دروزے پر اب کوئی نہیں جاتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور (یہ وہی حضر ہے) جس کا ذکر ابوداؤد ابادی نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

---

[1] سجع با قافیہ اور معتدل بات کو کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

وَاَرَى الْمَوْتَ قَدْ تَدَلّٰى مِنَ الْحضْرِ عَلٰى رَبِّ اَهْلِهِ السَّاطِرُوْنِ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حضر کے رہنے والوں کے سر پرست' شاہ ساطرون کے سر پر' حضر (ہی کی حکومت یا سکونت کے سبب) سے موت منڈلا رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیت خلف احمر کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حماد راویہ کی ہے۔

کسریٰ سابور (شاہ پور) ذوالاکتاف نے ساطرون شاہ حضر سے جنگ کی اور دو سال اس کو محاصرے میں رکھا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے (قلعہ پر سے) جھانکا تو اس نے سابور کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے جسم میں ریشمی لباس اور اس کے سر پر سونے کا زمرد یاقوت اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا تاج ہے۔ اور وہ خوب صورت بھی تھا (اس نے اس کو دیکھا تو ریجھ گئی اور) اس کے پاس خفیہ پیام بھیجا کہ اگر میں تیرے لئے حضر کا دروازہ کھول دوں تو کیا تو مجھ سے شادی کرلے گا اس نے کہا ہاں۔ جب شام ہوئی تو ساطرون نے شراب پی اور مست ہوگیا۔ اور وہ ہمیشہ مستی ہی میں رات گزارا کرتا تھا۔ تو اس کی بیٹی نے اس کے سر کے نیچے سے حضر کے دروازے کی کنجیاں لے لیں (اور) پھر انہیں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بھیج دیا۔ اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور سابور گھس آیا اور ساطرون کو قتل کر ڈالا۔ حضر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور برباد کردیا۔ اور (اس ساطرون کی بیٹی) کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا اور اس سے شادی کرلی ایک رات اس اثناء میں کہ وہ اپنے بستر پر سو رہی تھی یکایک بے چین بیقرار ہوگئی اور اس کی نیند اچٹ گئی۔ اس نے اس کے لئے چراغ منگوایا اور اس کے بستر کی تلاشی لی تو اس پر آس[1] کی ایک پتی پائی سابور نے اس سے کہا کہ یہی وہ چیز ہے جس نے تجھ کو بے خواب کردیا تھا اس نے کہا ہاں سابور نے کہا پھر تیرا باپ تیرے لئے کیا کرتا تھا اس نے کہا وہ میرے لئے دیبا[2] کا بستر بچھاتا اور مجھے حریر[2] پہناتا اور مجھے گودا (مغز استخواں) کھلاتا اور شراب پلایا کرتا تھا۔ اس نے کہا کیا تو نے جو کچھ اپنے باپ کے ساتھ کیا وہ تیرے باپ (کے ان احسانات) کا بدلا تھا؟ تو میرے ساتھ بھی بہت جلد اسی طرح کرے گی آخر اس نے اس کے لئے حکم دیا تو اس کے سر کی چوٹیاں گھوڑے کی دم سے باندھی گئیں اور گھوڑے کو تیز بھگایا گیا۔ حتیٰ کہ اس کو مار ڈالا اسی

---

[1] ایک درخت ہے جس کا نام فارسی میں مورد ہے تمیمی کہتا ہے کہ ریحان کو عرب میں آس اور فارسی میں ناز بو کہتے ہیں یہ دو قسم کا ہوتا ہے بستانی اور صحرائی' صحرائی کو اسارون اور ریحان القبور بھی کہتے ہیں۔ دیکھو محیط اعظم (احمد محمودی)۔

[2] حریر و دیباء دو قسم کے ریشمی کپڑے ہیں۔ (احمد محمودی)

بارے میں اعشی بن قیس بن ثعلبہ کہتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ لِلْحَضْرِ اِذْا اَهْلُهٗ بِنُعْمَى وَهَلْ خَالِدٌ مَنْ نَعِمْ

اے مخاطب کیا تو نے حضر کی حالت پر بھی کبھی غور کیا ہے جب کہ اس کے رہنے والے عیش و عشرت کی حالت میں تھے اور کیا کوئی عیش وعشرت میں رہنے والا ہمیشہ رہنے والا بھی ہے؟

اَقَامَ بِهٖ شَاهَبُوْرُ الْجُنو دَحَوْلَيْنِ تَضْرِبُ فِيْهِ الْقُدُمْ

شاہپور نے اس میں دو سال تک اپنے لشکر کو رکھا حالت یہ تھی کہ وہ اس میں (اس کی بربادی کے لئے) کلہاڑیاں ہی مارے جا رہے تھے۔

فَلَمَّا دَعَا رَبَّهٗ دَعْوَةً اَنَابَ اِلَيْهِ فَلَمْ يَنْتَقِمْ

پھر جس اس کو اس کے پرودگار نے بلا لیا تو وہ اس کی طرف (بے چون و چرا) لوٹ گیا اور (اپنے دشمن سے) بدلہ (بھی) نہ لیا۔

اور یہ ابیات اس کے قصیدے کی ہیں۔ اور علی بن زید نے اس بارے میں کہا ہے۔

وَالْحضْروَ صَابَتْ عَلَيْهِ دَاهِيَةٌ مِنْ فَوْقِهٖ اَيْدٌ مَنَاكِبُهَا

اور حضر پر اس کے اوپر سے ایک ایسی آفت آ پڑی جس کے بازو بہت قوی تھے۔

رَبِيَّةٌ لَمْ تُوَقِّ وَالِدَهَا لِحَيْنِهَا اِذْ أَضَاعَ رَاقِبُهَا

(گودوں) میں ناز ونعم سے) پلی ہوئی (بیٹی) نے اپنے باپ کو اس کی موت کے وقت نہ بچایا (کیا تعجب ہے) کہ محافظ نے خود محفوظ چیز کو) برباد کر دیا۔

اِذْ غَبَقَتْهُ صَهْبَاءَ صَافِيَة وَالْخَمْرُ وَهْلٌ يَهِيْمُ شَارِبُهَا

جب کہ اس (بیٹی) نے اس کو چھنی ہوئی شراب رات میں پلائی اور (سچ تو یہ ہے کہ) شراب غلط خیال پیدا کرنے والی چیز ہے اس کا پینے والا از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔

فَاَسْلَمَتْ اَهْلَهَا بِلَيْتِهَا تَظُنُّ اَنَّ الرَّئِيْسَ خَاطِبُهَا

آخر اس (بیٹی) نے اپنے گھر والوں کو یا اس (حضر) کے رہنے والوں کو ان کی بلا کے حوالے کر دیا (یہ) خیال کر کے کہ بادشاہ اس (سے نکاح) کا خواہاں ہے۔

فَكَانَ حَظُّ الْعَرُوْسِ اِذْ جَشرَ الصُّبْحُ دِمَاءً تَجْرِىْ سَبَائِبُهَا

جب صبح طلوع ہوئی تو دلہن کو یہ خط ملا کہ اس کے (سر کے) بال خون (کے نالے) بہا رہے تھے۔

وَخُرِّبَ الْحُضْرُ وَاسْتُبِيْحَ وَقَدْ أُحْرِقَ فِيْ خِدْرِهَا مَشَاجِبُهَا

اور حضر کو برباد اور (ہر کام کے لئے) مباح کر دیا گیا اور اس کے پردوں میں اس کے پردہ داروں کو جلایا گیا۔

اور یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

نزار بن معد کی اولاد کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا نزار بن معد کے تین لڑکے ہوئے۔ مضر بن نزار۔ ربیعۃ بن نزار اور انمار بن نزار۔

ابن ہشام نے کہا۔ اور (چوتھا) ایاد بن نزار۔ حارث بن دوس ایادی نے یہ شعر کہا ہے اور بعض کی روایت میں یہ شعر ابو داؤد ایادی کی طرف منسوب ہے۔ جس کا نام جاریہ[1] بن حجاج تھا۔

وَفُتُوٌّ حَسَنٌ أَوْجُهُهُمْ مِنْ إِيَادِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَد

اور کتنے خوب صورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد میں سے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے۔ مضر اور ایاد کی ماں سودہ بنت عک بن عدنان ہے۔ اور ربیعہ اور انمار کی ماں شقیقہ بنت عک بن عدنان ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جمعہ بنت عک بن عدنان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا قبائل خثعم و بجیلہ کا باپ (یعنی جد اعلیٰ) انمار ہے جریر بن عبداللہ بجلی جو قبیلہ بجیلہ کا سردار تھا اس کے متعلق کسی کہنے والے نے یہ شعر کہا ہے۔

لَوْلَا جَرِيْرٌ هَلَكَتْ بَجِيْلَهْ نِعْمَ الْفَتَى[2] وَبِئْسَتِ الْقَبِيْلَهْ

اگر جریر نہ ہوتا تو (قبیلہ) بجیلہ برباد ہو گیا ہوتا (یہ) جوان مرد تو (بہت ہی) خوب ہے۔ اور (لیکن اس کا) قبیلہ (بہت ہی) برا ہے۔

(یہ جریر) فرافصۃ الکلبی کو اقرع بن حابس عقال بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کے پاس فیصلہ (فضیلت باہمی) کے لئے طلب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

يَا أَقْرَعُ بْنَ حَابِسٍ يَا أَقْرَعُ إِنَّكَ إِنْ يُصْرَعْ[3] أَخُوْكَ تُصْرَعُ

---

[1] (الف ب) جاریہ (ج د) حارثہ۔ (احمد محمودی)۔

[2] خط کشیدہ مصرع دوم نسخہ (الف) میں نہیں ہے (احمد محمودی)

[3] (الف ب) یصرع اخوک فعل مجہول غائب ہے۔ اور اخوک بحالت رفع ہے۔ اور (ج د) تصرع اخاک فعل مخاطب معروف اور اخاک بحالت نصب ہے جس کے معنی اگر تو اپنے بھائی کو پچھاڑے گا تو تو خود بھی پچھڑے گا۔ (احمد محمودی)

اے اقرع۔ اے اقرع بن حابس۔ بے شبہہ اگر تیرا بھائی پچھاڑا جائے گا۔ تو تو (خود بھی) پچھڑے گا۔

اور (یہ بھی) کہا ہے

اِبْنَیْ نِزَارٍ اُنْصُرَا اَخَاکُمَا　　اِنَّ اَبِیْ وَجَدْتُہٗ اَبَاکُمَا

لَنْ یُغْلَبَ الْیَوْمَ اَخٌ وَالَاکُمَا

اے نزار کے دونوں بیٹو۔ اپنے بھائی کی مدد کرو میں نے اپنے باپ اور تم دونوں کے باپ (یعنی جداعلیٰ) کو ایک ہی پایا ہے۔ (مجھے امید ہے کہ) جس بھائی نے تم دونوں (بھائیوں) سے محبت رکھی ہے۔ وہ آج ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔

اور وہ (قبائل انمار[1]) یمن میں جا بسے۔ اور یمن (والوں ہی) میں مل گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن (والوں) اور (قبیلہ) بجیلہ نے (نسب اس طرح) بیان کیا ہے۔ انمار بن اراش بن لحیان بن عمرو بن غوث بن نبت بن مالک بن کھلان بن سبا اور بعضوں نے کہا ہے۔ اراش بن عمرو بن لحیان بن غوث اور بجیلہ اور خثعم کا گھر (خاندان) یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مضر بن نزار سے دو شخص پیدا ہوئے۔ الیاس بن مضر اور عیلان بن مضر۔

ابن ہشام نے کہا ان دونوں کی ماں بنی جرہم میں کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا پس الیاس بن مضر سے تین شخص پیدا ہوئے۔ مدرکۃ بن الیاس و طابخہ بن الیاس و قمعہ بن الیاس اور ان کی ماں خندف یمن کی عورت تھی۔

---

[1] ترمذی نے فروہ بن سیک کے طریقہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سبا کے متعلق وہ اتارا جو اتارا۔ (یعنی قرآنی خاص خاص آیتیں نازل فرمائیں۔ جو سب کو معلوم ہیں) تو ایک شخص نے کہا۔ یارسول اللہ۔ سبا کیا ہے۔ کوئی عورت ہے یا کوئی مقام۔ آپ نے فرمایا:

لیس بامرأۃ ولا ارض ولکنہ رجل ولد عشرۃ من العرب فتیا من منھم ستۃ وتشائم اربعۃ فاما الذین تشائموا فلخم وجذام وعاملۃ وغسان واما الذین تیامنوا فالازد والاشعرون و حمیر و مذحج و کندۃ وانمار۔

نہ کوئی عورت نہ کوئی مقام بلکہ وہ ایک مرد (کا نام) ہے جس نے عرب کے دس (قبیلوں) کو جنا (یعنی اس سے دس قبیلے پیدا ہوئے) ان میں سے چھے یمن میں جا بسے اور چار شام میں پس جو شام میں جا بسے وہ لخم و جذام و عاملہ و غسان ہیں اور جو یمن میں جا بسے وہ ازد و اشعرو حمیر و مذحج و کندہ و انمار ہیں۔

اس شخص نے کہا انمار کون ہے۔ آپ نے فرمایا:

الذین منھم خثعم و بجیلہ　　وہ جن میں سے خثعم و بجیلہ ہیں۔ (احمد محمودی از سہیل)۔

ابن ہشام نے کہا خندف عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مدرکہ کا نام عامر تھا اور طابخہ کا عمرو۔ لوگوں نے ان کے متعلق ادعا کیا ہے کہ یہ دونوں اونٹوں میں رہا کرتے اور انہیں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ (ایک روز) انہوں نے ایک شکار کیا اور اسے پکانے بیٹھے تھے کہ ان کے اونٹوں کو کوئی چرا لے گیا عامر نے عمرو سے کہا **اتدرك الا بل ام تطبخ هذا الصيد**۔ کیا تم اونٹوں کو ڈھونڈ لاؤ گے یا یہ شکار پکاؤ گے۔

عمرو نے کہا (نہیں میں ڈھونڈنے نہیں جاتا) بلکہ پکاتا ہوں عامر نے اونٹوں (کی جستجو کی اور ان سے (جا) ملا۔ (یعنی ڈھونڈ نکالا) اور انہیں (واپس) لایا۔ پھر جب دونوں اپنے باپ کے پاس گئے انہوں نے سرگزشت بیان کی۔ (باپ نے) عامر سے کہا۔ تو مدرکہ یعنی ڈھونڈ نکالنے والا ہے۔ اور عمرو سے کہا تو طابخہ یعنی پکانے والا ہے۔ اب رہا قمعۃ (اس کے متعلق بنی) مضر کے نسب دان خیال کرتے ہیں کہ (بنی) خزاعہ۔ عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں۔ اس[1] کے بعد جب ان کی ماں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ تیزی سے نکلی تو اس سے کہا تخندفین یعنی کیا تو پاؤں کھول کھول کر ڈالتی ہے تو اس کا نام خندف مشہور ہو گیا۔

عمرو بن لحی کا قصہ اور عرب کے بتوں کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد سے (روایت) بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ فَسَأَلْتُهُ عَمَّنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هَلَكُوْا.

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں[2] کی ہڈیاں یا اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹے جا رہا ہے تو میں نے اس سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا۔ جو میرے اور اس کے درمیان (گذرے) ہیں۔ تو اس نے کہا وہ ہلاک ہو گئے۔

---

[1] خط کشیدہ عبارت صرف (الف میں ہے (ب ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] قصب کا لفظ آنت کے لئے بھی کہا جاتا ہے اور ہر کھوکھلی لمبی ہڈی کو بھی کہتے ہیں اور بالوں کی لٹوں کو بھی۔ اس مقام پر بعضوں نے آنتیں گھسیٹے جاتا سمجھا ہے اور بعض ٹانگوں کی ہڈیاں جس کو اردو محاورے میں لنگڑا لے جانا کہہ سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی نے اور ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوہریرہ[1] کا نام عبداللہ بن عامر تھا اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخ تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اکثم بن جون خزاعی سے کہتے سنا۔

يَا أَكْثَمُ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدَفَ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشْبَهَ بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهٖ وَلَا بِكَ مِنْهُ.

یعنی اے اکثم میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں کی ہڈیاں یا آنتیں آگ میں کھینچے لئے جا رہا ہے اور میں نے تم سے زیادہ کسی شخص کو اس سے مشابہ نہیں دیکھا۔ اور نہ (ایسے کسی شخص کو میں نے دیکھا) کہ اس سے زیادہ تم سے مشابہ ہو اکثم نے کہا یا رسول اللہ۔ اس کی مشابہت شاید مجھے نقصان پہنچا دے فرمایا:

لَا إِنَّكَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ إِنَّهٗ كَانَ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَ إِسْمٰعِيْلَ فَنَصَبَ الْأَوْثَانَ وَبَحَرَ الْبَحِيْرَةَ وَسَيَّبَ السَّائِبَةَ وَوَصَلَ الْوَصِيْلَةَ وَحَمَى الْحَامِيَ۔

نہیں (اس کی مشابہت تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی) تم ایماندار ہو اور وہ کافر (تھا) وہ پہلا شخص تھا جس نے دین اسمٰعیل کو بدل دیا۔ اور مورتیاں نصب کیں۔ اور بحیرۃ[2] سائبہ۔ وصیلہ

---

[1] بخاری نے کہا کہ ان کا نام عبدشمس بن عبدنہم تھا اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ عبدغنم تھا ممکن ہے کہ یہ نام جاہلیت میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدل دیا ہو جس طرح آپ نے بہت سے نام بدل دیئے۔ (احمد محمودی از سہیلی)

[2] بحیرہ۔ سائبہ وصیلہ اور حامی کے متعلق روح المعانی میں لکھا ہے کہ زجاج نے کہا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ وقت جنتی اور آخر میں نر اولاد ہوتی تو زمانہ جاہلیت والے اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو نہ ذبح کرتے نہ اس پر سوار ہوتے وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکی جاتی نہ کسی چراگاہ سے روکی جاتی۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے تھے۔ قتادہ سے مروی ہے۔ کہ جب وہ پانچ دفعہ جنتی تو پانچویں اولاد کو دیکھا جاتا اگر وہ نر ہوتی تو اسے ذبح کرتے اور کھا لیتے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو چھوڑ دیتے کہ وہ چرتی (اور کھلے بندوں پھرتی) رہے اس کو کوئی شخص دودھ یا سواری کے کام میں نہ لاتا۔ بعض نے کہا کہ بحیرۃ وہ مادہ ہے جو پانچویں دفعہ پیدا ہو۔ اس کا دودھ اور گوشت عورتوں کے لئے حلال نہ ہوتا۔ ہاں اگر وہ مر جاتی تو مرد اور عورتیں اس کے کھانے میں مشترک ہوتے۔ محمد بن اسحٰق اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ سائبہ کی بچی ہوتی تھی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ اور وہ بھی اسی طرح چھوڑ دی جایا کرتی تھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جو پانچ دفعہ یا سات دفعہ جنے بعضوں =

اور حامی (کے طریقہ) رائج کئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن لحی اپنے بعض کاروبار کے ضمن میں مکے سے شام کی طرف گیا تو جب سرزمین بلقا کے مقام مآب میں پہنچا اور وہاں ان دنوں عمالیق رہا کرتے

== نے کہا جو دس دفعہ جنے وہ بیکار چھوڑ دی جاتی اور جب مرتی تو اس کا گوشت خاص مردوں ہی کے لئے حلال ہوتا تھا۔ ابن مسیب نے کہا کہ اس کا دودھ بتوں کے لئے محفوظ رکھا جاتا اور دوہا نہ جاتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ایسی اونٹنی ہے جو سات مادہ جنے۔ ایسی اونٹنی کا کان پھاڑ دیتے اور بیکار چھوڑ دیتے۔ صاحب قاموس نے بھی یہی کہا ہے۔ لیکن بجائے اونٹنی کے بکری بتایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کو بحیرہ بھی کہتے تھے اور عزیزہ بھی۔ بحر کے معنی ہیں پھاڑنا۔ سائبہ تسییب کے معنی ہیں بے مہار چھوڑ دینا سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس مادائیں جنے ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی تھی۔ نہ اس پر سواری کی جاتی نہ اس کے بال کاٹے جاتے نہ اس کا دودھ مہمان کے سوا کوئی پیتا۔ یہ روایت محمد بن اسحٰق کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا کہ بتوں کے لئے چھوڑی جاتی۔ اور بتوں کے منتظمین ہی کو دی جاتی۔ اور اس کا دودھ مسافروں کے سوا اور کوئی نہ چکھتا۔ یہ روایت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ اونٹ ہے جس کے بچوں کے بچے ہو جائیں۔ وہ چھوڑ دیا جاتا۔ اور اس پر سواری نہ کی جاتی۔ بعضوں نے کہا۔ کہ جب کوئی شخص کسی بڑے سفر سے آتا یا اس کا جانور مشقت یا لڑائی کے کام کا نہ رہتا۔ تو سائبہ کر دیا جاتا۔ یا اس کی پیٹھ سے کوئی منکہ یا ہڈی نکال دی جاتی اور پانی چارے سے روکا نہ جاتا۔ اور نہ اس پر سواری کی جاتی بعضوں نے کہا۔ سائبہ وہ اونٹ ہے۔ جسے اس پر بیٹھ کر حج کو جانے کے لئے۔ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ غلام ہے۔ جو اس شرط پر آزاد کیا گیا ہو کہ آزاد کرنے والے کو کوئی حق وہ اس پر نہ ہو۔ اور نہ اس کے کئے ہوئے نقصان کا کسی کو ڈنڈ بھرنا پڑے اور نہ اس کی میراث کا کوئی مستحق ہو۔

وصیلہ ملنے والی یا جس سے کوئی ملے۔ فراء نے کہا ہے۔ کہ وصیلہ وہ بکری ہے جس نے سات نر بچے جنے ہوں۔ اور آخر میں نر اور مادہ دو بچے جنے ایسی بچوں والی بکری کا دودھ صرف مرد پیتے عورتیں نہ پیتیں۔ سائبہ کی طرح اس کا بھی حال تھا۔ زجاج نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے کہ جب وہ نر جنتی تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ اور جب مادہ جنتی تو وہ ان کا ہوتا۔ اور جب نر و مادہ دو جنتی تو نر کو وہ اپنے بتوں کی خاطر ذبح نہ کرتے۔ اور بعضوں نے کہا وہ ایسی بکری ہے جو پہلے نر جنتی اور پھر مادہ جنتی تو اس مادہ کے سبب اس کے بھائی کو ذبح نہ کرتے۔ اور جب نر جنتی تو کہتے یہ ہمارے معبودوں کی قربانی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وصیلہ وہ بکری ہے کہ جو سات بار جنے پھر اگر ساتویں مادہ ہوتی تو عورتیں اس کی کسی چیز سے استفادہ نہ کرتیں۔ مگر جب وہ مر جاتی تو اس کو مرد اور عورتیں دونوں کھاتے۔ اس طرح اگر ساتویں مرتبہ نر اور مادہ دو بچے ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ یعنی جو اپنے بھائی کے ساتھ توام پیدا ہوئی۔ ایسی بکری اس نر کے ساتھ چھوڑ دی جاتی۔ اور اس سے صرف مرد ہی مستفید ہوتے۔ عورتیں اس سے کسی طرح کا فائدہ نہ حاصل کرتیں۔ ہاں اگر وہ مر جاتی تو اس سے فائدہ حاصل کرنے میں مرد اور عورتیں ==

تھے۔ جو عملاق اور بعضوں نے کہا عملیق بن لاوز بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔ انہیں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو ان سے کہا کہ یہ بت کیا ہیں جن کی پوجا کرتے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ ان بتوں کو ہم اس لئے پوجتے ہیں کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں۔ اور جب ہم ان سے امداد مانگتے ہیں تو وہ ہماری امداد کرتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا کیا تم ان میں سے کوئی بت مجھے نہ دو گے کہ اسے میں سرزمین عرب کی طرف لے جاؤں کہ وہ بھی اس کی پوجا

= مشترک ہوتیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اگر ساتواں نر ہوتا تو اس کو ذبح کر دیا جاتا۔ اور اس کو صرف مرد کھاتے۔ عورتیں نہ کھاتیں۔ اور کہتے۔

خالصة لذكورنا و محرم على ازواجنا ۔ (یہ) ہمارے مردوں کے لئے خاص ہے اور ہماری بی بیوں پر حرام ہے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو بکریوں میں چھوڑ دی جاتی اور اگر نر اور مادہ دو ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق عمل درآمد ہوتا۔ اور محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری ہے جو پے در پے پانچ دفعہ میں دس مادائیں جنے ایسی بکری اس کے بعد جو جنتی وہ خالص مردوں کے لئے ہوتا۔ عورتوں کو اس سے استفادے کا حق نہ ہوتا۔ پھر اگر نر اور مادہ ایک ساتھ جنتی تو اس کو وصیلہ کہتے۔ اور اس مادہ کی موجودگی میں اس نر کو ذبح نہ کرتے اور بعضوں نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے جو پانچ بار یا تین بار جنے۔ پھر اگر نر پیدا ہوتا تو ذبح کر دیتے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو رکھ چھوڑتے۔ اور اگر نر و مادہ ایک ساتھ ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پیاپے دو بار مادائیں جنے درمیان میں نر نہ پیدا ہو تو ایسی اونٹنی کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور کہتے مادہ سے مادہ مل گئی۔ درمیان میں نر نہیں۔ اس لئے وہ وصیلہ کہلاتی اور بعض نے کہا کہ وصیلہ وہ اونٹنی ہے جس نے پے بہ پے دس مادائیں جنی ہوں اور درمیان میں کوئی نر نہ ہو۔

حامی۔ حمی سے مشتق ہے جس کے معنی منع کرنا اور محفوظ رکھنا ہیں۔ فراء نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کے نطفے سے اس کی اولاد کی اولاد گابھن ہو جائے۔ تو وہ کہتے اس کی پیٹھ ممنوع یا محفوظ ہو گئی۔ یعنی اب اس پر نہ سواری کی جاسکتی ہے نہ بوجھ لادا جاسکتا ہے۔ اور وہ بے مہار چھوڑ دیا جاتا۔ وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکا جاسکتا نہ کسی چراگاہ سے۔ اور ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور یہی قول ابوعبیدہ اور زجاج کا بھی ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کی پشت سے دس دفعہ اولاد ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ اب اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہو گئی۔ اب اس پر نہ بوجھ لادا جاتا ہے اور نہ وہ کسی پنگھٹ یا چراگاہ سے روکا جاتا ہے۔ اور امام شافعی سے روایت ہے کہ حامی وہ نر ہے جو اپنے مالک کی اونٹنیوں کو دس سال تک حاملہ کرتا رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس سے متواتر سات مادائیں پیدا ہوں تو اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہو جاتی ہے۔ ان تمام اقوال میں تطبیق کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ عرب کے مختلف خاندان مختلف جتھے مختلف خیالات و مختلف رسومات رکھتے تھے۔ کسی کے پاس کچھ رسم و رواج تھا تو کسی کے پاس کچھ اس سے مختلف۔ واللہ اعلم بحقيقة الحال و علمه اتم۔ (احمد محمودی)

کریں۔ انہوں نے اس کو ایک بت دیا جس کو ہبل کہا جاتا تھا۔ تو وہ اسے لے کر مکہ آیا۔ پھر اسے ایک جگہ نصب کیا اور اس نے لوگوں کو اس کی عبادت و تعظیم کا حکم دیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ یعنی عرب خیال کرتے ہیں کہ پتھر کی پہلی پوجا جو بنی اسمٰعیل میں ہوئی وہ اس طرح تھی کہ جب مکہ والوں پر تنگدستی آئی اور فراخی کی تلاش میں وہ دیگر ممالک کی جانب نکل چلے تو ان میں ہر ایک سفر کرنے والا مکہ سے سفر پر جاتے وقت حرم کے پتھروں میں سے کوئی ایک پتھر حرم (محترم) کی عظمت کے لحاظ سے اپنے ساتھ اٹھا لے جاتا اور یہ مسافر جہاں کہیں اترتے اس پتھر کو رکھتے اور اس کا طواف کرتے جس طرح وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے حتیٰ کہ اس پر ان کو ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ جس پتھر کو اچھا دیکھا اور وہ انہیں پسند آیا اسی کی عبادت کرنے لگے حتیٰ کہ پشتہا پشت گزر گئے اور جس توحید پر وہ تھے اس کو بھلا دیا اور دین ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی اور ان سے پہلے کی امتیں جن گمراہیوں میں تھیں ان کی بھی وہی حالت ہو گئی۔ باوجود اس کے ان میں ابراہیم (علیہ السلام) کے زمانے کے بقیہ (رسم و رواج) کی پابندی (بھی تھی جن) میں تعظیم بیت اللہ اور اس کا طواف اور حج و عمرہ کرنا اور عرفات و مزدلفہ کا قیام اور جانوروں کی قربانی اور حج و عمرہ میں لبیک کہنا (وغیرہ بھی) تھا۔ باوجود اس کے کہ اس میں انہوں نے ایسی (لغو) چیزیں بھی داخل کر دیں جو اس میں کی نہ تھیں پس کنانہ میں سے قریش کے قبیلہ والے جب لبیک کہتے تو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تملكه وما ملك کہتے۔ یعنی جی حاضر جی حاضر یا اللہ ہم تیرے لئے دہری حاضری دیتے ہیں۔ (یعنی جسم و روح دونوں سے حاضر ہیں) جی حاضر جی حاضر تیرا کوئی شریک نہیں بجز ایک شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے اس کا تو ہی مالک ہے۔ وہ (تیرا) مالک نہیں۔ پس وہ (کافر) لبیک کہتے میں اس (خداوند عالم) کی یکتائی کا بھی اظہار کرتے تھے۔ پھر اس کے ساتھ اپنے بتوں کو بھی (خدائی اختیارات میں) داخل کرتے تھے اور ان بتوں کی ملکیت اس کے قبضہ (و اختیار) میں ہونے کا اقرار بھی کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے۔ ''وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ'' یعنی ان (کافروں) میں کے اکثر (افراد) اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کے ساتھ ساتھ) وہ شرک بھی کئے جاتے ہیں یعنی میرے حق کو جان کر میری یکتائی (کا اقرار) بھی کرتے ہیں اور میری مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو میرے ساتھ شریک بھی ٹھہراتے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم کے (پاس بھی) بہت سے بت تھے جن کی پرستش میں وہ لگے ہوئے تھے جس کی خبر اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے اس نے فرمایا:

﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ﴾

''انہوں نے (قوم نوح نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑ و اور ود و سواع''۔

﴿ وَلَا يَغُوثَ وَ يَعُوقَ وَ نَسْرًا وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ﴾

''یغوث و یعوق و نسر (نامی بتوں) کو نہ چھوڑ و بے شبہ انہوں نے (اسی طرح کی باتوں سے) بہتوں کو گمراہ کر دیا''۔

پاس اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جنہوں نے بت گھڑ لیے تھے جب دین اسمٰعیل (علیہ السلام) چھوڑا تو بتوں کے نام بھی انہیں[1] (اولاد اسمٰعیل علیہ السلام) کے ناموں پر رکھ لیے تھے' حسب ذیل قبائل تھے۔ ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر نے سواع (نامی بت) بنالیا حالانکہ ان کا بت برھاط تھا۔ اور کلب بن وبرہ نے جو قضاعۃ کا ایک قبیلہ ہے مقام دومۃ الجندل میں ود (نامی ایک بت) بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن مالک انصاری نے (اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے۔

وَنَنْسَى اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَوَدًّا　　وَنَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوْفَا

ہم لات وعزی اور ود (نامی بتوں) کو بھول جائیں گے اور ان سے (ان کے زیور) ہار اور بالے (وغیرہ کھسوٹ لیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ ہم اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ اور کلب وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی طی میں سے انعم نے اور بنی مذحج میں سے جوش والوں نے مقام جوش میں یغوث نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ انعم اور طئی بن ادد بن مالک نے (بنایا تھا) اور مالک خود مذحج بن ادد ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طئی بن ادد بن زید بن کہلان بن سباء نے (یغوث نامی بت بنا رکھا تھا) ابن اسحٰق

---

[1] (ب ج د) میں ''کان الذین اتخذوا'' اور ''سموا باسمانهم'' ہے اور (الف) میں ''کانوا الذین اتخذوا'' اور ''سموا ابا سمانها'' ہے کان کے بجائے کانوا کا نسخہ تو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ فعل جب فاعل سے پہلے ہو تو اس کا مفرد ہونا ضروری ہے اور سموا ابا سمانها میں کی واحد مونث کی ضمیر اگر ولد اسمٰعیل کی طرف بحیثیت اس کے جمع مکسر ہونے کے پھیری جائے تو دونوں نسخوں کے معنی ایک ہی ہوں گے اور اگر اسمائها کی ضمیر بتوں کی طرف پھیری جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہوں نے اپنے یا اپنی اولاد کے نام ان بتوں کے نام پر رکھ لئے تھے۔ (احمد محمودی)

نے کہا کہ قبیلہ ہمدان کی حیوان[1] نامی ایک شاخ نے سرزمین یمن کے مقام ہمدان میں یعوق نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمدان کا نام اوسلۃ بن مالک بن زید بن ربیعۃ بن اوسلۃ بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اوسلۃ بن زید بن اوسلۃ بن الخیار ہے اور مالک بن نط ہمدانی نے یہ شعر کہا ہے۔

يَرِيْشُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَيَبْرِىْ وَلَا يَبْرِىْ يَعُوْقُ وَلَا يَرِيْش

اللہ تعالیٰ ہی دنیا میں نفع بھی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی اور یعوق نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔ بعض نے کہا کہ ہمدان اوسلۃ بن ربیعۃ بن مالک بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حمیر میں سے ذوالکلاع کے قبیلے نے سرزمین حمیر میں نسر نامی ایک بت بنا رکھا تھا اور بنی خولان کا سرزمین خولان میں ایک بت تھا جس کو عم[2] انس کہا جاتا تھا جس کے لئے وہ اپنے ادعا کے موافق اپنے جانور اور کھیتی اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ پھر اگر کوئی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نذر کی جس کو خود انہوں نے اس کے لئے نامزد کر دیا ہو عم انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عم انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اس کو (فوراً) اس کی نذر میں واپس کر دیتے اور یہ لوگ خولان میں کے ایک چھوٹے سے قبیلہ کے تھے جس کو ادیم کہا جاتا تھا۔ اور جس طرح (مفسرین نے) ذکر کیا ہے انہیں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

''اور انہوں نے اللہ (تعالیٰ) کے لئے (بھی) ان چیزوں میں سے جو اس نے کھیتی اور چوپائے پیدا کئے ہیں ایک حصہ مقرر کر دیا پس انہوں نے بزعم خود کہہ دیا کہ یہ (تو) اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جو (نذرانہ) ان کے شریکوں کا ہوتا وہ (تو) اللہ (کے نذرانہ) میں نہ مل

---

[1] (الف) حیوان با حائے حطی (ب ج د) خیوان با خائے معجمہ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) عم انس (ب) عمیانس (ج د) غم انس (احمد محمودی)

سکتا اور جو اللہ کا ہوتا وہ ان کے شریکوں کے (نذرانہ) میں مل جاتا (دیکھو تو کیا) برا فیصلہ ہے جو وہ کررہے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ خولان عمرو بن الحاف بن قضاعہ کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن مرہ بن ادد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن سعد العشیرہ بن مذحج کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ملکان بن کنانہ بن مدرکہ کا ایک بت جس کا نام سعد تھا جو جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا اس کے پاس بنی ملکان میں کا ایک شخص اپنی تجارت کے بہت سے اونٹ لے کر آیا تا کہ اپنے خیال کے موافق اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے انہیں اس کے پاس کھڑا کرے جب ان اونٹوں نے جن پر سواری نہیں کی جاتی تھی بلکہ چراگاہ میں چرتے رہتے تھے اس بت کو دیکھا جس پر خون بہائے جاتے تھے (جس کی وجہ سے اس کی شکل بہت خوفناک ہوگئی تھی) تو وہ اونٹ بدک گئے اور ادھر ادھر بھاگے اور ان کا مالک ملکانی غصے میں آ گیا اور ایک پتھر لے کر اس بت پر پھینک مارا اور کہنے لگا اللہ تجھے برکت نہ دے تو نے میرے اونٹ بدکا دیئے پھر وہ ان اونٹوں کی تلاش میں نکل چلا یہاں تک کہ انہیں جمع کیا اور جب وہ اکٹھے ہوئے تو کہا۔

اَتَیْنَا اِلٰی سَعْدٍ لِیَجْمَعَ شَمْلَنَا ... فَشَتَّتَنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدِ
وَهَلْ سَعْدُ اِلَّا صَخْرَةٌ بِتَنُوْفَةٍ ... مِنَ الْاَرْضِ لَا یَدْعُوْ لِغَیٍّ وَّلَا رُشْدِ

ہم سعد کے پاس آئے کہ وہ ہماری پریشان قوتوں کو مجتمع کردے (یا ہماری پریشانی کو دور کرے) تو سعد نے ہمیں (اور بھی) پریشان کردیا پس ہم سعد (کی پرستش کرنے والوں) میں سے نہ ہوں گے اور سعد میدان کی ایک چٹان کے سوا ہے ہی کیا وہ تو نہ کسی کو گمراہ کرسکتا ہے نہ کسی کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

اور مقام دوس میں عمرو بن حممہ الدوسی کا ایک بت تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں اس کا ذکر انشاء اللہ اس کے مقام پر کروں گا اور دوس عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوس عبداللہ بن زہرا بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اساف و نائلہ دو بت مقام زمزم پر بنا رکھے تھے جن کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے اور اساف و نائلہ قبیلۂ جرہم میں کا ایک مرد اور ایک عورت تھی اساف بغی کا بیٹا اور نائلہ دیک کی بیٹی تھی اساف

نائلہ پر کعبہ شریفہ میں چڑھ بیٹھا۔ یعنی مرتکب زنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عمرة بنت عبدالرحمٰن بن سعد[1] بن زرارة سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں کہ ہم تو یہی سنتے رہے ہیں کہ اساف و نائلہ بنی جرہم میں کا ایک مرد اور ایک عورت تھی جنہوں نے کعبہ میں ایک نئی بات کی (یعنی حرام کاری کی جو کعبے میں کبھی نہیں ہوئی تھی) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پتھر بنا دیئے واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے۔

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السُّيُوْلِ مِنْ اِسَافٍ وَنَائِلِ

(یہ واقعہ اس مقام کا ہے) جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں اور اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ قریب میں اس کے مقام پر بیان کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہر گھر والے نے اپنے گھر میں ایک بت بنا رکھا تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے جب ان میں سے کوئی شخص کسی سفر کا ارادہ کرتا تو جب وہ سوار ہونے پر آمادہ ہوتا تو اس بت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ آخری چیز ہوتی جو اس کے سفر کو نکلنے کے وقت ہوتی اور جب وہ اپنے سفر سے آتا تو اس پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ پہلی چیز ہوتی جس سے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے کی جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید دے کر روانہ فرمایا تو قریش نے کہا۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَاب.

''کیا اس (شخص) نے (تمام) معبودوں کو ایک معبود بنا دیا بے شبہ یہ تو ایک بڑی عجیب چیز ہے''۔

اور عربوں نے کعبۃ اللہ کے ساتھ ساتھ چند طاغوت بھی بنا رکھے تھے اور وہ چند گھر تھے جن کا احترام وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جس طرح کعبۃ اللہ کا ان گھروں کے بھی خدام اور محافظین ہوتے تھے۔ اور ان گھروں کے پاس بھی نذرانے گزارنے جاتے جس طرح کعبۃ اللہ کے لئے گزرانے جاتے تھے اور وہ ان کا بھی اسی طرح طواف کرتے جس طرح اس کا طواف ہوتا تھا اور اس کے پاس بھی اسی طرح جانور ذبح کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ کعبۃ اللہ کی فضیلت کے بھی وہ مقر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ ابراہیم (علیہ السلام)

---

[1] (الف) اسعد بزیادتی الف ہے۔ (احمد محمودی)

کا گھر اور آپ کی مسجد ہے۔

اور قریش اور بنی کنانہ کے لئے مقام نخلہ میں (ایک مورتی) عزیٰ تھی اور اس کے سدنہ یعنی دربان اور محافظ بنی ہاشم کے حلیف' بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خاص کر ابو طالب کے حلیف تھے۔ اور یہ سلیم منصور ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

لَقَدْ اُنْكِحَتْ اَسْمَاءُ رَأْسَ بُقَيْرَةٍ مِنَ الْاُدْمِ اَهْدَاهَا امْرُؤٌ مِنْ بَنِىْ غَنَمِ

اسماء ایسے شخص کے نکاح میں دی گئی ہے جو سالن پکانے کی گائے کی سری (کے جیسا کمزور اور بے جان) ہے۔ جس کو بنی غنم کے کسی شخص نے بطور قربانی پیش کیا ہو۔

رَأٰى قَدَعًا فِىْ عَيْنِهَا اِذْ يَسُوْقُهَا اِلَى غَبْغَبِ الْعُزّٰى فَوَسَّعَ فِى الْقَسْمِ

وہ اسے عزیٰ نامی بت کی قربان گاہ کی طرف ہانک لے جا رہا تھا سو اس نے اس کی بینائی کمزوری دیکھی تو تقسیم کے گوشت میں توسیع کرنے کے لئے اسے بھی قربانی میں شریک کر دیا۔

اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے کہ جب وہ کسی نذر کی قربانی کرتے تو اس کو ان لوگوں میں بانٹ دیا کرتے جو ان کے پاس موجود ہوتے غبغب کے معنیٰ ''ذبح کرنے کے مقام' خون بہانے کی جگہ'' کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں ابو خراش ہذلی کی بیتوں میں کی ہیں اس کا نام خویلد بن مرہ تھا اور ''سدنہ'' وہ لوگ تھے جو کاروبار کعبۃ اللہ کے منتظم تھے روبۃ العجاج نے کہا ہے۔

فَلَا وَرَبِّ الْاٰمِنَاتِ الْقُطَّنِ بِمَحْبِسِ الْهَدْىِ وَبَيْتِ الْمَسْدَنِ

خدام بیت اللہ کے گھروں میں اور قربانی کے جانور رہنے کے مقام میں بے خوف رہنے والے جانوروں کے پروردگار کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

یہ دونوں بیتیں (یعنی مذکورہ بالا شعر) اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہیں ان شاء اللہ اس کا بیان اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ثقیف میں سے بنی معتب تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس و خزرج اور یثرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی

مناۃ تھی جو ضلع مشلل کے مقام قدید میں ساحل سمندر پر تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکہ میں کا ایک شخص ہے یہ شعر کہا ہے۔

وَقَدْ آلَتْ قَبَائِلُ لَا تَوَلّٰی مَنَاۃَ ظُهُوْرَ هَا مُتَحَرِّفِيْنَا

حالانکہ چند قبیلوں نے قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا تھا کہ مڑ کر بھی اپنی پیٹھیں مناۃ کی جانب نہ کریں گے۔

یہ اس کے ایک قصیدے کی بیت ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مناۃ کی جانب ابی سفیان بن حرب کو روانہ فرمایا تو انہوں نے اس کو ڈھا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذوالخلصۃ ایک بت قبائل دوس وخثعم وبجیلہ اوران عربوں کا تھا جو ان کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور یہ بت مقام تبالہ میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ذوالخلصۃ کہا ہے۔ عرب کے ایک شخص نے کہا ہے۔

لَوْكُنْتَ يَاذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُوْرَا مِثْلِيْ وَكَانَ شَيْخُكَ الْمَقْبُوْرًا

لَمْ تَنْهَ عَنْ قَتْلِ الْعُدَاةِ زُوْرًا

اے ذوالخلص اگر تو بھی میری طرح مظلوم ہوتا اور تیرا بھی کوئی بزرگ خاندان دفن کر دیا گیا ہوتا تو دشمنوں کے قتل کرنے سے مصنوعی طور پر بھی تو سیع نہ کرتا۔

اس شخص کا باپ مار ڈالا گیا تھا تو اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو ذوالخلصۃ کے پاس آیا اور تیروں کے ذریعہ قسمت دریافت کی (یعنی یہ معلوم کرنا چاہا کہ ایسا کرنا اس کے لئے اچھا ہے یا نہیں وہ بدلہ لے سکے گا یا نہیں) تو اس کام کی ممانعت کا تیر نکلا تو اس نے یہ مذکورہ ابیات کہے۔ بعض لوگ ان ابیات کو امرالقیس بن حجر الکندی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب جریر بن عبداللہ البجلی کو روانہ فرمایا اور انہوں نے اس کو منہدم کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فلس نامی ایک بت بنی طیی اوران لوگوں کا تھا جو بنی طیی کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہتے تھے اور یہ بت سلمی اور اجا دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا تو آپ یعنی علی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھایا تو اس میں آپ نے دو تلواریں پائیں ان

میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا آپ ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ دونوں تلواریں آپ کو عنایت فرمادیں یہی وہ تلواریں تھیں جو علی رضی اللہ عنہ کی تلواریں (مشہور) تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمیر اور یمن والوں کا ایک گھر مقام صنعا میں تھا جس کو رئام کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے سابق میں اس کا بیان کر دیا ہے۔

اور بنی ربیعۃ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا رضاء نامی ایک گھر تھا اسی کے متعلق مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد نے جب زمانہ اسلام میں اس کو ڈھایا تو یہ شعر کہا۔

وَلَقَدْ شَدَدْتَ عَلٰی رُضَاءٍ شَدَّةً ۔۔۔ فَتَرَكْتُهَا قَفْرًا بِقَاعٍ اَسْحَمَا

میں نے رضاء نامی گھر کے ڈھانے میں ایسی قوی ضربیں لگائیں کہ اس کو ویران سیاہ زمین بنا ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ **فترکھا قفرا بقاع اسحما** بنی سعد کے ایک اور شخص سے بھی مروی ہے یعنی اس شعر کی نسبت ایک اور شخص کی طرف بھی کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے مستوغر کے متعلق کہا ہے کہ وہ تین سو تیس سال زندہ رہا اور اس نے بنی مضر میں سب سے زیادہ عمر پائی اور یہی وہ شاعر ہے جو کہتا ہے۔

وَلَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَيَاةِ وَطُوْلِهَا ۔۔۔ وَعَمَرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِيْنَ مِئِيْنَا

زندگی اور اس کی درازی سے میں اکتا گیا ہوں اور سیکڑوں سال زندہ رہ چکا ہوں۔

مِائَةٌ حَدَتْهَا بَعْدَهَا مِائَتَانِ لِيْ ۔۔۔ وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ الشُّهُوْرِ سِنِيْنَا

دوسو سال اپنے بعد میرے لئے اور ایک سو سال لائے اور چند سال اس سے بھی بڑھ چکا ہوں جو مہینوں کے دنوں کی تعداد میں ہیں (یعنی ۲۰۰+۱۰۰+۳۰=۳۳۰ سال میری عمر ہو چکی ہے)۔

هَلْ مَابَقَى اِلَّا كَمَا قَدْ فَاتَنَا ۔۔۔ يَوْمٌ يَمُرُّ وَلَيْلَةٌ تَحْدُوْنَا

کیا جو کچھ (عمر کا زمانہ) باقی رہ گیا ہے وہ ایسا ہی نہیں ہے جیسا کہ (ابھی ابھی) ہمارے پاس سے گزر چکا ہے کہ دن گزر رہا ہے اور رات ہمیں (موت کی جانب) ہانکے لئے جا رہی ہے۔

بعض لوگ ان اشعار کو زہیر بن جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بکر و تغلب وائل و ایاد کے دونوں بیٹوں کا ایک گھر ذو الکعبات نامی سنداد میں تھا۔ اسی گھر کے متعلق اعشی بنی قیس بن ثعلبۃ کا ایک شخص کہتا ہے۔

بَيْنَ الْخَوْرَنَقِ وَالسَّدِيْرِ وَ بَارِقٍ وَالْبَيْتِ ذِی الْكَعْبَاتِ[1] مِنْ سِنْدَادِ

اس مکعب گھر کی قسم جو مقام سنداد میں خورنق وسدیر و بارق نامی مقامات کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اسود بن یعفر نہشلی کا ہے وہ نہشلی جو دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا ہے۔ یہ شعر۔ اس کے ایک قصیدے کا ہے اور مجھے یہ شعر ابو محرز خلف الاحمر نے اس تغیر کے ساتھ سنایا۔

اَهْلِ الْخَوْرَنَقِ وَالسَّدِيْرِ وَ بَارِقٍ وَالْبَيْتِ ذِی الشُّرُفَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

وہ لوگ خورنق وسدیر و بارق والے ہیں اور اس گھر والے ہیں جو عظمتوں والا اور سنداد میں ہے۔

رسم بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحامی

ابن اسحٰق نے کہا کہ بحیرۃ سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں اور سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس نے مسلسل دس مادائیں جنی ہوں ان کے درمیان کوئی نر نہ پیدا ہوا ہو (ایسی اونٹنی بے مہار) چھوڑ دی جاتی تھی اور اس پر نہ سواری کی جاتی تھی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بغیر مہمان کے اور کوئی پیتا اگر اس کے بعد بھی وہ مادہ جنتی تو اس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس کی ماں کے ساتھ اس کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس پر بھی نہ سواری کی جاتی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا جس طرح اس کی ماں کے ساتھ کیا جاتا تھا اور سائبہ کی یہی مادہ اولاد بحیرہ کہلاتی ہے۔

اور وصیلہ وہ بکری ہے جس نے پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنی ہوں جن کے درمیان کو نر نہ ہو تو وصیلہ بتا دی جاتی یعنی وہ کہہ دیتے ''قد وصلت'' یعنی وہ متواتر مادائیں جن چکی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کے مردوں کا حصہ ہوتا ان کے عورتوں کو کچھ حصہ نہ ملتا مگر ایسی صورت میں کہ ان میں سے کوئی بکری مردار ہو جاتی تو اس کے کھانے میں ان کے مرد اور عورتیں دونوں شریک ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کی بیٹیوں کو چھوڑ کر بیٹوں کے لئے ہوتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہوتا تھا جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا ایسی صورت میں اس کی پشت محفوظ ہو جاتی اور اس پر نہ سواری کی جاتی تھی نہ اس کے

---

[1] (الف ب) ذی الکعبات (ج د) ذی الشرفات یعنی عظمتوں والا ہے۔ (احمد محمودی)

بال کاٹے جاتے۔اس کو اونٹوں کے گلہ میں چھوڑ دیا جاتا تھا کہ ان میں رہ کر ان سے جفت ہوا کرے اس کے سوا اس سے اور کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ طریقہ عرب کی مختلف جماعتوں کے پاس اس سے جدا بھی تھا مگر حامی کے متعلق ان کے پاس ابن اسحٰق کے قول کے موافق ہی عمل ہوتا تھا۔

اور بحیرہ ان کے پاس وہ اونٹنی کہلاتی جس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی اور نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور نہ اس کا دودھ پیا جاتا مگر مہمان (اس کا دودھ پی سکتا تھا) یا اس کو بطور صدقہ دے دیا جاتا اور وہ ان کے بتوں کے لئے چھوڑ دی جاتی۔

اور سائبہ وہ اونٹنی ہوتی جس کے متعلق کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر اس نے اپنی بیماری سے صحت حاصل کر لی یا اس نے اپنا مقصد پالیا تو وہ اس کو (بتوں کے لئے) چھوڑ دے گا پھر جب ایسا ہوتا یعنی صحت یا مقصد حاصل ہو جاتا تو وہ اپنے اونٹوں میں سے کوئی اونٹ یا اونٹنی اپنے بعض بتوں کے لئے چھوڑ دیتا اور وہ چھٹی پھرتی اور چرتی رہتی اس سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

اور وصیلہ وہ اونٹنی ہے جس کی ماں ہر حمل میں دو جنتی تو ان کا مالک ان میں سے ماداؤں کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتا اور نروں کو خود اپنے لئے رکھ لیتا (اور اس کو وصیلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ) اس کی ماں اس کو اس طرح جنتی ہے کہ ایک ہی حمل میں اس کے ساتھ نر بھی ہوتا ہے تو وہ کہتے وصلت اخاھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ مل گئی پس اس کے ساتھ اس کے بھائی کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ اس تفصیل کو مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور اس کے سوا دوسروں نے بھی بیان کیا ہے لیکن ان میں کی بعض باتیں ایک کی روایت میں ہیں تو دوسرے کی روایت میں نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَ اِنْ يَكُنْ[2] مَيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾

''انہوں نے (کافروں نے) کہا کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیبیوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو جائے تو وہ سب اس میں

---

۱ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔(احمد محمودی)۔

۲ (الف) یکون ہے جو غلط ہے۔(احمد محمودی)

شریک (ہوتے) ہیں قریب میں وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں ان کے (اس غلط) بیان کی جزا دے گا بے شبہ وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے''۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

﴿ قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴾

''(اے نبی) تو (ان سے) کہہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے اتارا ہے کیا تم نے (کبھی) اس (بارے) میں غور کیا ہے کہ اس میں سے کچھ تو تم حرام ٹھہراتے ہو اور کچھ حلال (کیا یہ طریقہ صحیح ہے) تو کہہ کیا اللہ نے تمہیں (اس امر کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو''۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

﴿ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ[1] بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''بھیڑوں میں سے دو اور بکریوں میں سے دو (جوڑے جوڑے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اے نبی) تو ان سے کہہ کیا (اللہ نے) دونروں کو حرام کیا ہے یا دو ماداؤں کو یا اس (چیز) کو (حرام کیا ہے) جس پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (یعنی کیا نر و مادہ دونوں حرام کئے گئے ہیں) اگر تم سچے ہو تو مجھے عملی (طور پر مسئلہ کی تحقیق) خبر دو۔ اور اونٹوں میں سے دو اور (گائے) بیل میں سے دو (جوڑے جوڑے اس نے پیدا کیے ان سے) کہہ کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا (وہ تمام چیزیں حرام کی ہیں) جن پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (کیا یہ تمام باتیں تم نے اپنی جانب سے گھڑ لی ہیں) یا اللہ نے جب تمہیں اس کا حکم فرمایا (تو اس وقت) تم (اس کے روبرو) حاضر تھے (اور اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان کر رہے ہو خدا سے ڈرو اور اس پر اس طرح افتراء پردازی نہ کرو) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ

---

[1] نسخہ (الف) میں کلام مجید کے خط کشیدہ جملات چھوٹ گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

باندھا تا کہ بے علمی سے لوگوں کو بھٹکائے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ ظالموں کو (کبھی) راہ راست پرنہیں چلاتا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم بن ابی بن مقبل نے جو بنی عامر بن صعصہ میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فِيْهِ مِنَ الْاَخْرَجِ الْمِرْبَاعِ قَرْقَرَة هَدْرَالدِّيَا[1] فِيْ وَسْطَ الْهَجْمَةِ الْبُحُرِ

اس مقام پر چتکبرے مست گورخر کی آواز اس طرح آتی ہے جس طرح ان دیافی اونٹوں کے بغبغانے کی آواز جن میں تقریباً ایک سو ذبح کیے جانے سے محفوظ چھٹے پھرنے والے اونٹ ہوں اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

حَوْلَ الْوَصَائِلِ فِيْ شُرَيْفٍ حِقَّةٌ وَالْحَامِيَاتُ ظُهُوْرَهَا وَالسُّيَّبُ

مقام شریف میں پیاپے مادائیں جننے والی اونٹنیوں یا بکریوں کے اطراف چار سالہ اونٹنیاں اور ایسے اونٹ ہیں جن کی پیٹھیں سواری کرنے سے محفوظ ہیں اور ایسی اونٹنیاں بھی ہیں جنہیں دس دس مادائیں جننے کے سبب بے مہار چھوڑ دیا گیا ہے۔

اور وصیلہ کی جمع وصائل اور وصل ہے اور بحیرۃ کی جمع بحائر اور بحر ہے اور سائبہ کی جمع زیادہ تر سوائب آتی اور سیب[2] بھی آتی ہے اور حام کی جمع اکثر حوام آتی ہے۔

(بیان نسب کا تکملہ)

ابن اسحٰق نے کہا بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور یمن والوں میں سے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان (روایات) میں سے جو مجھ سے ابوعبیدہ اور اس کے علاوہ دوسرے اہل علم نے بیان کیا یہ ہے: بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن ربیعہ بن حارثۃ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ ابن مازن بن الاسد بن الغوث کی اولاد ہیں۔ اور ہماری[3] ماں خندف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خزاعۃ حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور ان کا نام خزاعہ[4] اس لئے رکھا گیا کہ وہ جب شام کو جانے

---

[1] (الف) میں الریانی بارائے مہملہ ہے لیکن اس کے کوئی مناسب معنی ہمیں یہاں سمجھ میں نہیں آئے البتہ (ب ج د) میں الدانی بادال مہملہ ہے دیاف کے متعلق سہیلی اور طبطاوی دونوں نے لکھا ہے کہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں سیب نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [3] (الف) میں امھا ہے یعنی ان کی ماں ہے (احمد محمودی)

[4] خزع عن القوم کے معنی انقطع عنھم ان سے علیحدہ ہوگیا اور تخزعوا کے معنی اقتسموا متفرق ہوگئے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

کے ارادے سے یمن ہوتے ہوئے آئے تو عمرو بن عامر کی اولاد سے علیحدہ ہو کر مرا ظہران میں اتر پڑے اور وہیں سکونت اختیار کر لی عوف[۱] بن ایوب انصاری نے جو بنی عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن[۲] الخزرج میں کا ایک شخص ہے (حالت) اسلام (یا زمانہ اسلام) میں کہا ہے۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا مَرٍّ تَخَزَّعَتْ خُزَاعَةُ مِنَّا فِیْ خُیُوْلٍ[۳] کَرَاکِرِ

جب ہم وادی مر میں اترے تو بنی خزاعہ کے متعدد دستے بہت گھروں میں ہم سے علیحدہ ہو گئے۔

حَمَتْ کُلَّ وَادٍ مِنْ تِهَامَةَ وَاحْتَمَتْ بِصُمِّ الْقَنَا وَالْمُرْهَفَاتِ الْبَوَاتِرِ

اورانہوں نے تہامہ کی ہرایک وادی کی محافظت کی اور خود بھی مضبوط نیزوں اور تیز تلواروں کے ذریعے محفوظ رہے۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور ابو مطہرۃ اسمٰعیل بن رفع الانصاری نے جو بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَکَّةَ اَحْمَدَتْ خُزَاعَةُ دَارَالْاٰکِلِ الْمُتَحَامِلِ

پھر جب ہم وادی مکہ میں اترے تو خزاعہ نے ظلم کرنے والوں اور (دوسروں) کو کھا جانے والے خاندان کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا۔ یا مہمان کا بار اٹھانے والے گھر کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا یعنی مہمان نوازی کی۔

فَحَلَّتْ اَکَارِیْسًا وَشَنَّتْ قَنَا بِلًا عَلٰی کُلِّ حَيٍّ بَیْنَ نَجْدٍ وَ سَاحِلِ

وہ جھتے جھتے بن کر اترے اور پہاڑ اور ساحل کے درمیان تمام قبیلوں یا جانداروں پر ایک ایک دستے نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔

نَفَوْا جُرْهُمًا عَن بَطْنِ مَکَّةَ وَاحْتَبَوْا بِعِزٍّ خُزَاعِیٍّ شَدِیْدِ الْکَوَاهِلِ

جرہم کو وادی مکہ سے باہر کر دیا اور قوت والے بنی خزاعہ کے لئے عزت حاصل کر کے آرام لیا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم انہیں جرہم کی جلاوطنی کے بیان میں ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدرکۃ بن الیاس کے دو لڑکے ہوئے خزیمۃ بن مدرکۃ اور ہذیل بن مدرکۃ ان دونوں کی ماں بنی قضاعہ میں کی ایک عورت تھی خزیمہ کے چار لڑکے ہوئے کنانۃ بن خزیمۃ اسد بن خزیمۃ اسدہ

---

۱ (الف) عون بالنون (ب ج د) عوف بالفاء۔ نسخہ (ب) کے حاشیہ پر اس کی صراحت ہے کہ خشنی اور معجم البلدان کی روایت میں عوف بالفاء ہی ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) میں بن کے بجائے من ہے۔ (احمد محمودی)۔

۳ (ب ج د) خیول (الف) علول جس کے معنی بہت سے گھروں کے ہیں۔ (احمد محمودی)

بن خزیمۃ اور ہنون بن خزیمۃ ۔ کنانۃ کی ماں عوانۃ بنت سعد بن عیلان بن مضر تھی ۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ الھون بن خزیمۃ ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کنانہ بن خزیمۃ کے بھی چار لڑکے ہوئے النضر بن کنانۃ مالک بن کنانۃ عبد مناہ بن کنانۃ اور ملکان بن کنانۃ النضر کی ماں تو برہ بنت مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی اور اس کے تمام (دوسرے) بچے ایک دوسری عورت سے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ نضر اور مالک اور ملکان کی ماں برہ بنت مر تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بنت سوید بن الغطر یف از دشنوءَ کے خاندان سے تھی ۔ اور شنوءہ کا نام عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن اسد بن الغوث تھا ۔ اوران کا نام شنوءہ اس وجہ سے پڑ گیا کہ ان میں آپس میں بہت دشمنی تھی شنئان کے معنی دشمنی کے ہیں ۔

ابن ہشام نے کہا کہ نضر ہی کا نام قریش ہے ۔ جو شخص نضر کی اولاد میں ہوگا وہی قریشی کہلائے گا ۔ اور جو نضر کی اولاد میں نہ ہوگا وہ قریشی بھی نہ ہوگا ۔

جریر بن عطیہ جو بنی کلیب بن یربوع بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی ستائش میں کہتا ہے ۔

فَمَا الْاُمُّ الَّتِیْ وَلَدَتْ قُرَیْشًا بِمُقْرَفَةِ النِّجَارِ وَلَا عَقِیْمِ

جس ماں نے قریش کو جنا ہے نہ وہ نسب کے لحاظ سے عیب دار ہے اور نہ بانجھ ہے ۔

وَمَا قَرْمٌ بِاَنْجَبَ مِنْ اَبِیْکُمْ وَمَا خَالٌ بِاَکْرَمَ مِنْ تَمِیْمِ

اے قبیلۂ قریش نہ کوئی بزرگ خاندان تمہارے باپ سے زیادہ شریف ہے نہ کسی کا ماموں تمیم سے زیادہ عزت والا ہے ۔

شاعر برہ بنت مر کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو تمیم بن مر کی بہن اور النضر کی ماں تھی اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں ۔

بعضوں نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے تو جو شخص فہر کی اولاد میں ہوگا وہ قرشی کہلائے گا ۔ اور جو فہر کی اولاد میں نہ ہوگا وہ قرشی نہ سمجھا جائے گا ۔ قریش کا نام قریش اس لئے مشہور ہوگیا کہ تقرش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں روبۃ بن العجاج کہتا ہے ۔

قَدْ کَانَ یُغْنِیْهِمْ عَنِ الشُّغُوْشِ وَالْخَشْلِ مِنْ تَسَاقُطِ الْقُرُوْشِ

شَحْمٌ وَمَحْضٌ لَیْسَ بِالْمَغْشُوْشِ

چکنا (گوشت) اور تازہ خالص دودھ جو مسلسل تجارت اور کمائی کے سبب انہیں حاصل تھا گیہوں (کی جیسی سادہ غذا) اور پازیب کنگن (وغیرہ کی زینت وآرائش) سے بے نیاز کرنے کے لئے انہیں کافی تھا۔ (یعنی مزیدار غذا ملنے کے سبب سادہ غذا کی طرف رغبت واحتیاج نہ رہی تھی۔ اور گوشت دودھ وغیرہ کھانے سے ان کے چہرے سرخ وسفید اور خوب صورت ہو گئے تھے اس لئے وہ زیورات کی زینت وآرائش سے بے نیاز ہو گئے تھے۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ ایک قسم کے گیہوں کو شغوش کہتے ہیں اور پازیب اور کنگن وغیرہ کے سروں کو خشل کہا جاتا ہے۔ اور قروش کے معنی اکتساب وتجارت کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ چربی اور خالص تازہ دودھ نے انہیں ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں جو بحر رجز میں ہے۔

ابوجلدہ یشکری نے جو یشکر بکر بن وائل کا بیٹا تھا۔ کہا ہے۔

اِخْوَةٌ قَرَّشُوا الذُّنُوْبَ عَلَيْنَا فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ عُمْرِنَا وَقَدِيْمٍ

وہ ہیں تو بھائی لیکن انہوں نے اِدھر اُدھر سے جمع کر کے ہم پر ایسے الزام قائم کئے ہیں جو ہماری کم عمری کے زمانے کے بھی ہیں اور اس سے پہلے کے بھی۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قریش کو قریش اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ اور جمع ہونے کو تقرش کہتے ہیں نضر بن کنانہ کے دولڑکے تھے مالک بن نضر اور یخلد بن نضر۔ مالک کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔ اور مجھے خبر نہیں کہ یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات کے لحاظ سے صلت بن عمرو ہی ابوعمرو مدنی ہے ان سب کی ماں بنت سعد بن ظرب العدوانی تھی۔ اور عدوان عمرو بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔ کثیر بن عبدالرحمٰن جس کا نام کثیر عزہ تھا جو بنی خزاعہ کی شاخ بنی ملیح بن عمرو میں سے تھا۔ کہتا ہے۔

اَلَيْسَ اَبِيْ بِالصَّلْتِ؟ اَمْ لَيْسَ اِخْوَتِيْ لِكُلِّ هِجَانٍ مِنْ بَنِى النَّضْرِ اَزْهَرَا

کیا میرا باپ صلت نہیں یا میرے بھائی بنی النضر کے شرفا کی اولاد میں سے مشہور نہیں۔

---

[1] الف میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

رَاَیْتُ ثِیَابَ الْعَصْبِ مُخْتَلَطِ السَّدَی بِنَا وَبَهِمْ وَالْحَضْرَمِیِّ الْمُخَصَّرَا
فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا مِنْ بَنِی النَّضْرِ فَاتْرُکُوْا اَرَاکًا بِاَذْ نَابِ الْفَوَائِجِ اَخْضَرَا

اے مخاطب تو ہماری اوران کی یمنی چادروں اور حضرمی پتلی کمر والی نعلینوں (جوتوں) کی اصل و ابتدا کو بھی ایک دوسری سے ملتی جلتی پائے گا اور اگر تم بنی نضر میں سے نہیں ہو تو سرسبز پیلو کے جنگل کو ندیوں کی انتہاؤں تک چھوڑ دو۔ (یعنی اس جنگل سے نکل جاؤ) یہ بیتیں اسی کے ایک قصیدے کی ہیں بنی خزاعۃ میں کے جو لوگ خود کو صلت بن النضر کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں وہ کثیر عزہ کی ایک جماعت بنو ملیح بن عمرو ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مالک بن نضر کا لڑکا فہر بن مالک تھا جس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مضاض جرہمی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابن مضاض' ابن مضاض اکبر نہیں ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ فہر بن مالک کے چار لڑکے تھے۔ غالب بن فہر محارب بن فہر حارث بن فہر اور اسد بن فہر اور ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ جندلہ فہر کی لڑکی تھی اور یہی جندلہ یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی ماں تھی۔ اور جندلہ کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی جریر بن عطیہ بن الخطفی نے کہا ہے اور خطفی کا نام خذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یربوع بن حنظلہ تھا۔

وَاِذَا غَضِبْتُ رَمَی وَرَائِیْ بِالْحَصَا اَبْنَاءِ جَنْدَلَةٍ کَخَیْرِ الْجَنْدَلِ

جب میں (کسی پر) غصہ میں آتا ہوں تو جندلہ کے بچے جو بہترین چٹان کی طرح قوی ہیں میرے سامنے رہتے اور (دشمن پر) پتھر برساتے ہیں۔ یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غالب بن فہر کے دو بیٹے ہوئے لوی بن غالب اور تیم بن غالب ان کی ماں سلمیٰ بنت عمرو الخزاعی تھی۔ اور بنی تیم ہی وہ لوگ ہیں جو بنی الادرم کہلاتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوی بن غالب کے چار لڑکے ہوئے کعب ابن لوی عامر بن لوی سامہ بن لوی اور عوف بن لوی کعب وعامر وسامہ کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بنی قضاعہ میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لڑکا حارث بن لوی بھی تھا اس کی اولاد بنی جشم بن الحارث کہلاتی ہے جو بنی ربیعہ کی شاخ ہزان میں سے ہے جریر کہتا ہے۔

بَنِیْ جُشَمٍ لَسْتُمْ لِھِزَّانَ فَانْتَمُوْا لِأَعْلَی الرَّوَابِیْ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ
وَلَا تَنْکِحُوْا فِیْ آلِ ضَوْرٍ نِسَاءَ کُمْ وَلَا فِیْ شُکَیْسٍ بِئْسَ مَثْوَی الْغَرَائِبِ

اے بنی جشم تم بنی ہزان میں سے نہیں ہو اس لئے اپنے خاندان کا انتساب ان نمایاں ہستیوں کی طرف کرو جو لوئی بن غالب سے اوپر ہوں۔ اور اپنی لڑکیوں کی شادیاں بنی ضور اور شکیس میں سے کسی کے ساتھ نہ کردو کہ اجنبیوں کا ٹھکانا اچھا نہیں۔

اور سعد بن لوئی بھی لوئی کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ سب بنانہ سے نسبت رکھتے ہیں جو قبیلہ ربیعہ میں کے شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب ابن علی بن بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے اور بنانہ اس قبیلے کی مربیہ تھی جو بنی القین بن جسر بن شیع اللہ۔ اور بعض کہتے ہیں سیع اللہ بن الاسد ابن وبرہ بن ثعلبہ بن حروان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ میں کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں النمر بن قاسط کی بیٹی تھی اور بعض کہتے ہیں جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔ اور خزیمہ بن لوئی بھی اس کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ لوگ عائذہ سے منسوب ہیں جو شیبان بن ثعلبہ کی شاخ ہے عائذہ ایک عورت کا نام تھا جو یمن والی تھی۔ اور یہ عورت بنی عبید بن خزیمہ بن لوئی کی ماں تھی۔ اور عامر بن لوئی کے سوا تمام بنی لوئی کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر تھی۔ اور عامر بن لوئی کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی۔

حالات سامہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ سامہ بن لوئی عمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا عرب کا خیال ہے کہ عامر بن لوئی نے اس کو نکالا۔ اور اس لئے نکالا کہ ان دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی۔ تو عامر نے اس کو ڈرایا وہ عمان کی طرف نکل گیا۔ عرب کا خیال ہے کہ جب سامہ بن لوئی اپنی اونٹنی پر جا رہا تھا۔ اور راستے میں اونٹنی چر رہی تھی کہ ایک سانپ نے اس اونٹنی کو پکڑ کر کھینچا اور وہ اپنے ایک بازو کے بل گر پڑی سانپ نے سامہ کو ڈس کر مار ڈالا۔ سامہ نے جب موت آتی دیکھی تو عربوں کا دعویٰ ہے کہ اس نے یہ شعر کہے۔

عَیْنُ فَابْکِیْ لِسَامَةَ بْنِ لُؤَیِّ عَلِقَتْ سَاقَ سَامَةَ الْعَلَّاقَهْ

اے آنکھ سامہ بن لوئی کے لئے رو کہ سامہ کو ایک بڑی لپٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

لَا اَرَی مِثْلَ سَامَةَ بْنِ لُؤَیِّ یَوْمَ حَلُّوْابِهٖ قَتِیْلًا لِنَاقَهْ

جس روز لوگ اس مقام پر اترے تو اونٹنی پر مرنے والے سامہ بن لوی کے جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا۔

بَلِّغَا عَامِرًا وَكَعْبًا رَسُوْلًا   اَنَّ نَفْسِیْ اِلَيْهِمَا مُشْتَاقَةْ

عامر اور کعب کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میں ان دونوں کا مشتاق ہوں۔

اِنْ تَكُنْ فِیْ عُمَانَ دَارِیْ فَاِنِّیْ   غَالِبِیٌّ خَرَجْتُ مِنْ غَيْرِ فَاقَةْ

اگر عمان میں میرا گھر ہو (بھی تو مجھے اس سے کس طرح خوشی ہو سکتی ہے کہ) میں تو بنی غالب میں کا ایک شخص ہوں اور بے ضرورت کسب رزق نکلا ہوں۔

رُبَّ كَأْسٍ هَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ   حَذَرَالْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لنڈھا دیئے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے (موت کے ڈر سے بعض قابل استفادہ چیزوں سے تو نے استفادہ نہیں کیا۔

رُمْتَ دَفْعَ الْحُتُوْفِ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ   مَالِمَنْ رَامَ ذَاكَ بِالْحَتْفِ طَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے تو نے موت کو دفع کرنا چاہا تھا لیکن جس نے یہ ارادہ کیا تھا اس میں موت سے مقابلے کی سکت نہ تھی۔

وَخَرُوْسِ السُّرَى تَرَكْتَ رَذِيًّا   بَعْدَ جِدٍّ وَحِدَّةٍ وَرَشَاقَةْ

کوشش اور سخت کوشش اور تیز زنی کے بعد چپ چاپ چلی چلنے والی (اونٹنی) کو تو نے مبتلائے مصیبت چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ شامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سامہ بن لوی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''الشاعر'' کیا وہی سامہ جو شاعر تھا۔ تو آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے۔

رُبَّ كَأْسٍ حَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ   حَذَرَالْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَةْ

فرمایا ہاں۔

عوف بن لؤی کے حالات اور اس کے نسب کا تغیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ عرب کے ادعا کے لحاظ سے قریش کے ایک قافلے کے ساتھ عوف بن لؤی نکلا اور جب غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان کی سرزمین میں پہنچا تو وہ قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس کی قوم

کے جولوگ اس کے ساتھ تھے' چلے گئے تو ثعلبہ بن سعد جونسب کے لحاظ سے عوف بن لؤی کا بھائی تھا اس کے پاس آیا کیونکہ ثعلبہ سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا بیٹا ہے۔ اور عوف سعد[1] بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا وہ اس کے پاس آیا۔ اور اس کو روک لیا اور بہت اصرار کر کے اس سے بھائی چارہ قائم کیا اور وہیں اس کی شادی کر دی اس واقعے کے بعد سے وہ نسبًا بنی ذبیان سے متعلق ومشہور ہو گیا۔ جب عوف پیچھے رہ گیا اور اس کو اس کی قوم نے چھوڑ دیا تو لوگوں کے خیال کے موافق ثعلبہ ہی نے عوف سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا تھا۔

اِحْبِسْ عَلَيَّ ابْنَ لُؤَيٍّ جَمَلَكَ　　تَرَكَكَ الْقَوْمُ وَلَا مَتْرَكَ لَكْ

اے ابن لؤی اپنا اونٹ میرے پاس روک تجھے تیری قوم نے چھوڑ دیا لیکن تو چھوٹ کہاں سکتا ہے (یعنی ہم تو تجھے نہ چھوڑیں گے)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر یا محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں عرب کے کسی قبیلے سے متعلق ہونے یا اس کو ہم میں ملا لینے کا دعویدار ہوتا تو بنی مرۃ بن عوف کے متعلق دعویٰ کرتا۔ کیونکہ ہم ان میں بہت کچھ مماثلت پاتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص کہاں اور کس حیثیت سے جا پڑا ہے (یعنی عوف بن لؤی۔ کس خاندان سے تھا اور کس طرح وہ دوسرے خاندان میں جا پڑا ہے سب کچھ ہمیں معلوم ہے)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ نسبًا غطفانی ہے کیونکہ مرۃ عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا بیٹا ہے اور جب ان لوگوں سے اس نسب کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اس نسب سے انکار نہیں یہ نسب تو ہمیں بہت محبوب ہے اور حارث بن ظالم بن جذیمہ[2] بن یربوع نے یہ شعر کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ وہ بنی مرۃ بن عوف میں کا ایک شخص ہے جب وہ نعمان بن منذر سے ڈر کر بھاگ گیا تو جا کر قریش میں مل گیا۔

فَمَا قَوْمِيْ بِثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدٍ　　وَلَا بِفَزَارَةَ الشُّعْرِ الرِّقَابَا

میری قوم نہ تو بنی ثعلبہ بن سعد میں سے ہے اور نہ بنی فزارہ میں سے ہے جن کی گردنوں پر بہت بال ہیں۔ (یا شیر ببر کی طرح سخت وقوی ہیں)۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

وَقَوْمِیْ اِنْ سَأَلْتَ بَنُوْ لُؤَیٍّ بِمَکَّۃَ عَلَّمُوْا مُضَرَ الضِّرَابَا

اگر تو دریافت کرے (تو میں بتاؤں گا کہ) میری قوم بنی لؤی ہے جنہوں نے مکے میں بنی مضر کو شمشیر زنی کی تعلیم دی ہے۔

سَفِھْنَا بِاتِّبَاعِ بَنِیْ بَغِیْضٍ وَتَرْکِ الْاَقْرَبِیْنَ لَنَا انْتِسَابَا

ہم نے بنی بغیض کی پیروی کرنے اور اپنے قرابت داروں سے اپنے انتساب کو ترک کرنے میں بے وقوفی کی۔

سَفَاھَۃَ مُخْلِفٍ لَمَّا تَرَوّٰی ھَرَاقَ الْمَاءَ وَاتَّبَعَ السَّرَابَا

جس طرح پانی کے طالب نے بے وقوفی کی تھی کہ سوچ سمجھ کر پانی بہا دیا اور سراب کے پیچھے لگ گیا (کہ پانی حاصل کرے)۔

فَلَوْطُوِّعْتُ عَمْرَکَ کُنْتُ فِیْھِمْ وَمَا اُلْفِیْت اَنْتَجِعُ السَّحَابَا

(اے نعمان!) تیری عمر کی قسم! اگر میں خود کو ان کا (قریش کا) مطیع ومنقاد بنائے رکھوں تو میں ہمیشہ انہیں میں رہ سکتا ہوں اور چارہ پانی کی تلاش میں کسی اور سرزمین کی طرف جانے کا خود کو محتاج نہ پاؤں گا۔

وَخَشَّ[۱] رَوَاحَۃُ الْقُرَشِیُّ رَحْلِی بِنَاجِیَۃٍ وَلَمْ یَطْلُبْ ثَوَابَا

میری سواری کو قریشی رواحہ نے تیز اونٹنی سے آراستہ کیا اور اس نے اس کا کچھ معاوضہ بھی طلب نہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو ابوعبیدہ نے اس کے اشعار میں سے مجھے سنائے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ الحصین بن الحمام المری جو بنی سہم بن مرۃ میں سے تھا حارث بن ظالم کی تردید اور خود کو بنی غطفان کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے۔

اَلَا لَسْتُمْ مِنَّا وَ لَسْنَا اِلَیْکُمْ بَرِئْنَا اِلَیْکُمْ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ

سن لو کہ تم ہم میں کے نہیں اور نہ ہمیں تم سے کوئی تعلق ہے لؤی بن غالب سے نسبت رکھنے میں ہم تم سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

اَقَمْنَا عَلَی عِزِّ الْحِجَازِ وَاَنْتُمْ بِمُعْتَلِجِ الْبُطْحَاءِ بَیْنَ الْاَخَاشِبِ

ہم حجاز کی عزت واکرام پر قائم ہیں اور تم لوگ پہاڑوں کے درمیان رتیل وادی کی محنتوں میں پڑے ہوئے ہو۔

---

[۱] (الف) حش بحاء حطی وشین معجمہ (ب ج د) خش بخاء معجمہ وفسر ابمعنی واحد۔ (احمد محمودی)۔

مندرجہ بالا اشعار سے شاعر کی مراد قریش ہے اس کے بعد حصین ان اشعار کے کہنے پر پچھتایا اور حارث بن ظالم[1] نے جو بات کہی تھی اس کے سمجھ میں آ گئی تو اس نے قریش سے اپنے انتساب کا اظہار کیا اور خود اپنی بات کی تردید کی اور کہا۔

نَدِمْتُ عَلَى قَوْلٍ مَضٰى كُنْتُ قُلْتُهٗ تَبَيَّنْتُ فِيْهِ اَنَّهٗ قَوْلُ كَاذِبِ

میں نے جو ایک بات زمانۂ گزشتہ میں کہہ دی تھی اس پر مجھے افسوس و ندامت ہے اور اب مجھے اچھی طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ بات جھوٹی تھی۔

فَلَيْتَ لِسَانِىْ كَانَ نِصْفَيْنِ مِنْهُمَا بُكَيْمٌ وَنِصِفٌ عِنْدَ مَجْرَى الْكَوَاكِبِ

کاش میری زبان کے دو حصے ہو جاتے اور اس میں کا ایک حصہ گونگا اور چپ چاپ ہوتا (کہ قریش کی مذمت نہ کر سکتا) اور ایک حصہ (قریش کی مدح و ستائش میں اس قدر بلند ہوتا کہ) ستاروں کے گھومنے کے مقام پر پہنچ جاتا۔

اَبُوْنَا كِنَانِيٌّ بِمَكَّةَ قَبْرُهٗ بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَا بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

ہمارا باپ بھی بنی کنانہ ہی سے تھا جس کی قبر مکے میں دونوں پہاڑوں کے درمیان رتیل وادی کے محنت طلب مقام ہی میں ہے۔

لَنَا الرُّبْعُ مِنْ بَيْتِ الْحَرَامِ وِرَاثَةً وَرُبْعُ الْبِطَاحِ عِنْدَ دَارِ ابْنِ حَاطِبِ

بیت الحرام کا ربع حصہ وراثۃً ہمیں ملا ہے اور رتیل وادی کا ربع حصہ ابن حاطب کے گھر کے پاس ہے۔ یعنی بن لؤی چار شاخوں میں منقسم تھے۔ بنی کعب بنی عامر بنی سامہ اور بنی عوف۔

ابن[2] ہشام نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مرہ کے چند لوگوں[3] سے فرمایا کہ اگر تم اپنے نسب کی طرف لوٹنا چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ لوگ بنی غطفان میں کے شریف اور سرداران قوم تھے۔ انہیں میں ہرم بن سنان بن ابی حارثہ بن[4] مرۃ بن نشبہ اور خارجۃ بن سنان بن ابی حارثہ اور حارث بن عوف اور حصین بن الحمام اور ہاشم بن حرملہ بھی

---

۱ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) ابن ہشام (ب ج د) ابن اسحٰق۔ (احمد محمودی)۔

۳ (ب ج د) لرجال (الف) لرجل۔ نسخہ (الف) غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے کہ **و کان القوم اسرافا هم سادتهم وقادتهم**۔ (احمد محمودی)۔

۴ (ب ج د) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

تھا۔ جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

اَحْیَا[1] اَبَاہُ هَاشِمُ بْنُ حَرْمَلَهْ   یَوْمَ الْهَبَاءَ اتِ وَیَوْمَ الْیَعْمَلَهْ

سخاوت کے وقت اور جنگ یعملہ کے روز ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کر دیا۔

تَرَی الْمُلُوْکَ عِنْدَهٗ مُغَرْبَلَهْ   یَقْتُلُ ذَاالذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

بادشاہوں کو اس کے آگے اس قدر ذلیل دیکھو گے کہ وہ ان میں کے گنہگار اور بے گناہ دونوں کو قتل کر ڈالتا ہے۔ یعنی اس کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر خصفی کے یہ شعر مجھے ابوعبیدہ نے یوں سنائے ہیں۔ اور خصفہ قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

احیا اباه هاشم بن حرملة
یوم الحباآت و یوم الیعمله
تری الملوك عنده مغربه یقتل
ذاالذنب ومن لاذنب له
ورمحه[2] للوالدات مثلله

اور اس کا نیزہ ماؤں کو اپنے بچوں پر رلانے والا ہے۔ یعنی وہ اپنے دشمنوں کو قتل کر کے ان کی ماؤں کو رلاتا ہے۔

ابن[3] ہشام نے کہا کہ مجھ سے اس نے یہ بھی بیان کیا کہ ہاشم نے عامر سے کہا کہ میری تعریف میں کوئی بہترین شعر کہہ تو میں تجھے اس کا صلہ دوں گا تو عامر نے پہلا شعر کہا۔ لیکن ہاشم نے اس کو پسند نہ کیا۔ پھر اس نے دوسرا شعر کہا۔ وہ بھی اس کو پسند نہ آیا۔ اس نے تیسرا کہا۔ تو اس کو بھی اس نے پسند نہ کیا۔ جب اس نے چوتھا[4] شعر کہا یقتل ذاالذنب و من لا ذنب له تو اس کو پسند کیا۔ اور اس پر اس کو انعام دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے اپنے اس شعر میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

---

1. (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔
2. آخری مصرع (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
3. (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
4. (الف) میں الرابع نہیں ہے اور مصنف نے ہر ایک مصرع کو ایک بیت لکھا ہے۔ حالانکہ لغت کی کتابوں میں بیت الشعر هو ما الشتمل من النظم علی مصراعین صدرا و عجزا لکھا ہے۔ بیت وہ ہے جس میں دو مصرعے صدر و عجز کے ساتھ ہوں۔ (احمد محمودی)

وَهَاشِمُ مُرَّةِ الْمُفْنِيْ مُلُوْكًا بِلَاذَنْبٍ اِلَيْهِ وَمُذْنِبِيْنَا

بنی مرۃ میں کا ہاشم وہ شخص ہے جو بے گناہ اور گنہگار بادشاہوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے اور عامر کا وہ شعر جس میں یوم الھبا آت ہے ابوعبیدہ کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیک نامی اور شہرت تمام بنی غطفان اور بنی قیس میں ہے یہ لوگ اپنے طریقوں پر قائم رہے۔اور بسل بھی انہیں میں کا ایک شخص تھا۔

حالات بَسل

لوگوں کا خیال ہے کہ بسل ہی وہ شخص ہے جس نے عرب کے لئے ہر سال میں آٹھ مہینے احترام کے قابل مقرر کیے تھے۔اس کا یہ حکم عربوں نے اپنے لئے مفید پایا۔عرب اس حکم سے نہ انکار کرتے ہیں اور نہ اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے۔اس حکم کے موافق وہ عرب کے جس شہر کی طرف چاہتے ہیں سفر کرتے ہیں ان مہینوں میں وہ کسی سے ذرا بھی نہیں ڈرتے۔بنی مرۃ کے زہیر بن ابی سلمٰی نے کہا ہے[1]

ابن ہشام نے کہا کہ زہیر بنی مزینۃ بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر میں سے ہے بعضوں نے زہیر بن ابی سلمٰی کو بنی غطفان سے بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ بنی غطفان کا حلیف تھا وہ کہتا ہے۔

تَاَمَّلْ فَاِنْ تُقْوِالْمَرْوَرَاةُ مِنْهُمْ وَدَارَاتُهَا لَا تُقْوِمِنْهُمْ اِذْ اَنَخْلَ

(اے مخاطب) غور سے دیکھ کہ مقام مرورات اور اس کے محلات ان سے کبھی خالی نہیں رہتے اگر وہ ان سے خالی بھی ہوں تو مقامات نخل تو ان سے خالی نہ ہوں گے۔

بِلَادٌ بِهَا نَادَمْتُهُمْ وَاَلِفْتُهُمْ فَاِنْ تُقْوِيَا مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ بَسْلُ

وہ ایسے شہر ہیں کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ان شہروں میں رہا ہوں اور ان سے دوستی کی ہے۔ اگر وہ مقامات ان لوگوں سے خالی بھی ہوں (اور وہ اپنے محفوظ مقامات چھوڑ کر کہیں باہر نکلیں بھی تو ان کو کچھ خوف نہیں) کہ وہ خود (از سرتاپا) حرام یعنی قابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں شعر اسی کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی قیس بن ثعلبہ میں کے اعشٰی نے یہ شعر کہا ہے۔

---

[1] شعر بعد میں آ رہا ہے۔لیکن ابن ہشام نے زہیر کا نسب درمیان میں بیان کر دیا ہے۔(احمد محمودی)

اَجَارَتُكُمْ بَسْلٌ عَلَيْنَا مُحَرَّمٌ وَجَارَتُنَا حِلٌّ لَكُمْ وَحَلِيْلُهَا

تمہیں بسل نے پناہ دی جو ہمارے لئے قابل احترام ہے اور ہم نے جس کو پناہ دی ہے وہ تمہارے لئے حلال اور نا قابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن لوی کے تین لڑکے ہوئے۔ مرۃ ابن کعب عدی بن کعب اور ہصیص بن کعب۔ ان کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر تھی۔ مرۃ بن کعب کے تین لڑکے تھے۔ کلاب بن مرۃ تیم بن مرۃ۔ اور یقظہ بن مرۃ۔ کلاب کی ماں تو ہند بنت سریر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمہ تھی۔ اور یقظہ کی ماں بارقیہ تھی۔ جو یمن والے بنی اسد کی شاخ بنی بارق سے تھی بعض کہتے ہیں کہ یہ تیم کی ماں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ تیم' ہند بنت سریر کا لڑکا تھا جو کلاب کی بھی ماں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بارق بنی عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ ابن امرئ القیس بن ثعلبۃ بن مازن بن الازد[۱] بن الغوث میں سے تھا جو بنی شنوءۃ کی شاخ ہے الکمیت بن زید نے کہا ہے۔

وَاَزْدُ شَنُوءَةَ انْدَرَوْا[۲] عَلَيْنَا بِجُمٍّ يَحْسِبُوْنَ لَهَا قُرُوْنَا

ازدشنوءہ اپنے بے سینگ سروں سے ہم پر ٹوٹ پڑے وہ خیال کر رہے تھے کہ انہیں سینگ ہیں (باوجود عدم استطاعت کے انہوں نے خود کو قوی خیال کیا)۔

فَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ قَدْ أَسَأْتُمْ وَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ أَعْتِبُوْنَا

تو ہم نے بنی بارق سے کبھی نہیں کہا کہ تم نے برا کیا۔ اور نہ ہم نے ان سے کبھی یہ کہا کہ ہم پر غضبناک نہ ہوں اور ہمیں معاف کر دیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے قصیدے کے ہیں۔

ان کا نام بارق اس لئے ہوا کہ انہوں نے[۳] برق کی تلاش کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کلاب بن مرۃ کے دو لڑکے ہوئے۔ قصی بن کلاب اور زہرہ[۴] بن کلاب ان دونوں

---

[۱] (ب ج د) میں الاسد ہے۔ (احمد محمودی)۔

[۲] (الف) میں انذروا ہے۔ جو نہ وزن شعر کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتا ہے نہ معنی کے لحاظ سے۔ (احمد محمودی)

[۳] محی الدین عبدالحمید کے نسخہ میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ برق کی تلاش سے مراد سرسبز مقامات کی تلاش ہے کیونکہ برق یعنی بجلی بارش کا پتہ دیتی ہے اور بارش ہی سے سرسبزی ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)۔

[۴] (الف د) خثعمہ (ب ج) جعثمہ۔ (احمد محمودی)۔

کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل تھی ۔اور سیل بنی خثعمہ کے بنی جدرہ میں سے ایک شخص تھا۔اور خثعمہ یمن والے بنی ازد میں سے تھا جو بنی الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانۃ کے حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ خثعمہ (۲) الاسد اور خثعمہ (۲) الازد کہتے ہیں اور یہ خثعمہ (۲) یشکر بن مبشر بن صعب بن دہمان بن نصر بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔ بعضوں نے سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے خثعمۃ بن یشکر بن مبشر بن صعب بن نصر بن زہران بن الاسد بن الغوث ۔ یہ لوگ جدرۃ کے نام سے اس لئے مشہور ہوئے کہ عامر بن عمرو بن خزیمۃ بن خثعمہ نے حارث بن مضاض جرہمی کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اور بنی جرہم مجاورین کعبۃ اللہ تھے اس لئے اس نے کعبۃ اللہ کی دیوار کی تعمیر کی۔اس لئے عامر کو جادر کہنے لگے اور اس کی اولاد کو جدرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سعد بن سیل کی مدح وستائش میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

مَا نَرَى فِي النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا　　مَنْ عَلِمْنَاهُ كَسَعْدِ بْنِ سَيَلْ

ہمیں جن لوگوں کے حالات معلوم ہیں، تو ان میں کسی شخص کو سعد بن سیل کے جیسا نہ پائے گا۔

فَارِسًا اَضْبَطَ فِيْهِ عُسْرَةٌ　　وَاِذَا مَا وَاقَفَ الْقِرْنَ نَزَلْ

تو اسے ایسا شہسوار پائے گا (کہ شیر کی طرح) دونوں ہاتھوں سے کام کرتا ہے اس میں بائیں ہاتھ سے کام کرنے کی بھی عادت ہے۔اور جب وہ اپنے کسی ہمسر کو مقابلے کے لئے ٹھہراتا ہے تو گھوڑے سے اتر پڑتا ہے۔

فَارِسًا يَسْتَدْرِجُ الْخَيْلَ كَمَا　　اسْتَدْرَجَ الْحَرُّ الْقَطَامِيَّ الْحَجَلْ

اس کو ایسا شہسوار پائے گا جو خراماں (دشمن کے) رسالے کے قریب ہو جاتا ہے جس طرح گوشت کے بھوکے شکرے کو گرم رفتار چینی مرغ سے نزدیک کر دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ استدرج الحر جس شعر میں ہے وہ بعض اہل علم سے مروی ہے۔

ابن ہشام نے کہا اور کلاب کی ایک بیٹی نعم نامی بھی تھی اور یہ سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی کے دونوں بیٹوں سعد[1] وسعید کی ماں تھی اور اس نعم کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد بن سیل تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قصی بن کلاب کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں ۔عبد مناف بن قصی عبدالعزیٰ بن قصی اور عبد بن قصی اور تخمر بنت قصی اور برۃ بنت قصی ۔ان کی ماں کا نام حبی بنت حلیل بن حبشیۃ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھا۔

---

1 (ب ج د) میں اسعد ہے۔(احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے حبیشہ بن سلول کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد مناف بن قصی کے، جس کا نام المغیرۃ تھا چار لڑکے ہوئے ہاشم بن عبد مناف عبد شمس بن عبد مناف المطلب بن عبد مناف اور ان کی ماں عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال بن فالج بن[1] ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ تھی چوتھا لڑکا نوفل بن عبد مناف تھا جس کی ماں واقدہ بنت عمرو مازنیہ تھی۔ اور مازن منصور بن عکرمہ کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اسی نسب کی وجہ سے عتبۃ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب[2] بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ نے ان[3] سے مخالفت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعمرو، تماضر، قلابہ، حیہ، ریطہ، ام الاثم، اور ام سفیان، یہ سب کے سب عبد مناف ہی کی اولاد ہیں۔ ابوعمرو کی ماں تو ریطۃ تھی جو بنی ثقیف میں کی عورت تھی۔ اور مذکورہ تمام عورتوں کی ماں عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال تھی جو ہاشم بن عبد مناف کی بھی ماں تھی۔ اور عاتکہ کی ماں صفیہ بنت حوزۃ بن عمرو بن سلول بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن تھی۔ اور صفیہ کی ماں عائذ اللہ بن سعد العشیرہ بن مذحج کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہاشم بن عبد مناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ عبد المطلب[1] بن ہاشم اسد بن[2] ہاشم اور ابا صیفی بن[3] ہاشم اور نضلۃ[4] بن ہاشم اور شفاء[1]۔ خالدۃ[2]۔ ضعیفۃ[3]۔ رقیہ[4]۔ اور حیہ[5]۔ عبد المطلب اور رقیہ کی ماں سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی۔ اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبۃ بن عمرو بن الخزرج بن حارثۃ بن ثعلبۃ ابن عمرو بن عامر تھا سلمٰی کی ماں عمیرۃ بنت صخر بن الحارث بن ثعلبۃ بن مازن ابن النجار تھی۔ عمیرہ کی ماں سلمٰی بنت عبد الاشہل نجاریہ تھی۔ اسد کی ماں کا نام قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی تھا۔ ابوصیفی اور حیہ کی ماں ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ تھی۔ نضلہ اور شفاء کی ماں بنی قضاعہ کی ایک عورت تھی۔ خالدہ اور ضعیفہ کی ماں کا نام واقدۃ بنت ابی عدی المازنیہ تھا۔

اولاد عبد المطلب بن ہاشم

ابن ہشام نے کہا کہ عبد المطلب بن ہاشم کے دس لڑکے اور چھے لڑکیاں تھیں۔ العباس[1]۔ حمزۃ[2]۔

---

[1] (ج د) فالخ۔ (احمد محمودی)۔ [2] (ج د) سیب۔ (احمد محمودی)۔

[3] شاید ''ان'' سے مراد قصی اور ہاشم اور عبد شمس اور المطلب ہیں جو نوفل کے علاتی بھائی ہیں۔ (احمد محمودی)

۱۔ صاحب اولاد۔ ۲۔ لاولد۔

عبداللہ[۳]۔ ابوطالب[۴] جس کا نام عبدمناف تھا۔ زبیر[۵]۔ الحارث[۶]۔ حجل[۷]۔ المقوم[۸]۔ ضرار[۹] اور ابولہب[۱۰] جس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ لڑکیاں صفیہ[۱۱]۔ ام حکیم[۱۲] البیضاء۔ عاتکہ[۱۳]۔ امیمہ[۱۴]۔ اروی[۱۵]۔ اور برۃ[۱۶]۔

العباس اور ضرار کی ماں نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو ابن عامر بن زید مناۃ بن عامر جس کا لقب ضحیان تھا بن سعد بن الخزرج بن تیم اللات بن النمر ابن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار۔ بعض کہتے ہیں کہ افصی بن دعمی بن جدیلۃ اور حمزہ' مقوم' حجل اور صفیہ کی ماں کا لقب اس کی نیکیوں کی کثرت اور مال کی[۱۷] وسعت کے سبب سے غیداق پڑ گیا تھا۔ اور صفیہ کا نام حالہ بنت اہیب بن عبدالمناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی تھا۔ اور عبداللہ۔ ابوطالب۔ زبیر۔ اور صفیہ کے سوا تمام لڑکیوں کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ[۱۸] ابن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ اور فاطمہ کی ماں صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم ابن یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھی اور صخرہ کی ماں تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ حارث بن عبدالمطلب کی ماں کا نام سمراء بنت جندب جحیر بن رئاب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر ابن ہوازن بن منصور بن عکرمہ تھا۔ اور ابولہب کی ماں لبنی بنت ہاجر بن عبدمناف ابن ضاطر بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب[۱] سے اولاد آدم کے سردار اللہ کے رسول اللہ ﷺ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب تولد ہوئے صلوات اللہ وسلامہ ورحمۃ وبرکاتہ علیہ وعلی آلہ۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبدمناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ تھا۔ آمنہ کی والدہ کا نام برۃ بنت عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر' برۃ کی ماں کا نام ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر۔ ام حبیب کی نانی کا نام برۃ بنت عوف بن عبید بن عویج بن

۳۔ صاحب اولاد۔ ۴۔ صاحب اولاد۔ ۵۔ اولاد کی اولاد نہ رہی۔ ۶۔ صاحب اولاد۔ ۷۔ صاحب اولاد۔ ۸۔ اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ ۹۔ لاولد۔ ۱۰۔ صاحب اولاد۔ ۱۱۔ باولد۔ ۱۲۔ باولد۔ ۱۳۔ باولد۔ ۱۴۔ باولد۔ ۱۵۔ باولد۔ ۱۶۔ باولد۔ نسخہ (الف) میں نشان زدہ ناموں کے اوپر مذکورہ بالا کیفیت لکھی ہوئی ہے۔ باقی دوسرے نسخوں میں اس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے۔

۱۷۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔

۱۸۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں۔ (احمد محمودی)

۱۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا۔

ابن ہشام نے[1] کہا کہ رسول اللہ ﷺ حسب ونسب کے لحاظ سے والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولاد آدم میں افضل واشرف تھے۔ ﷺ وشرف وکرم مجد وعظم۔ اجزائے (سیرت) ابن ہشام کا پہلا جز ختم ہوا۔

ذکر ولادت رسول اللہ ﷺ

زمزم کی کھدائی کے بیان کی جانب اشارہ

(زہری نے[2]) کہا کہ ہم سے ابومحمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ زیادہ ابن عبداللہ بکائی نے محمد ابن اسحٰق مطلبی سے جو رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے ان میں سے یہ بھی ہے۔ انہوں نے کہا عبدالمطلب بن ہاشم ایک وقت جب حجر میں سو رہے تھے ایک آنے والا آیا اور انہیں زمزم کے کھودنے کا حکم دیا اور وہ قریش کے دو بت اساف ونائلہ کے درمیان قریش کی قربان گاہ کے پاس پٹا ہوا تھا۔ اور اس کو بنی جرہم نے مکہ سے اپنے سفر کرتے وقت پاٹ دیا تھا۔ اور یہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی باوَلی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وقت سیراب کیا تھا جب وہ صغر سنی میں پیاسے ہو گئے تھے اور ان کی والدہ نے بہت کچھ پانی کی تلاش کی تھی اور نہ پایا تھا اور کوہ صفا پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسمٰعیل کے لئے بارش برسا دے پھر کوہ مروہ پر آئیں اور اسی طرح دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام[3] کو بھیجا اور انہوں نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا تو اس جگہ پانی ظاہر ہو گیا اور ان کی والدہ نے درندوں کی آواز سنی اور بچے کے لئے درندوں سے خطرہ محسوس کر کے دوڑتی اس کی طرف آئیں تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرید رہا اور پانی کو ٹٹول کر پی رہا ہے جو اس کے رخسار کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ تو ان کی والدہ نے اس کو چشمہ بنا دیا۔

جرہم کے حالات اور زمزم کا پاٹ دیا جانا

ابن ہشام نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے جو روایت کی ہے اس میں بنی

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

جرہم کے حالات اور ان کے زمزم کو پاٹ کر مکہ سے نکل جانے اور بنی جرہم کے بعد عبدالمطلب کے زمزم کو کھودنے تک مکہ پر کس کی حکومت رہی ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ انہوں نے کہا جب اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما[۱] السلام کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی تولیت آپ کے فرزند نابت بن اسمٰعیل سے اس وقت تک متعلق رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے بعد بیت اللہ کا متولی مضاض بن عمرو جرہمی ہوا۔ بعض مضاض بن عمرو جرہمی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسماعیل اور بنی نابت اور ان کا نانا مضاض بن عمروؔ اور جو لوگ بنی جرہم میں سے رشتے میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور بنی جرہم اور بنی قطوراءؔ یہی لوگ اس زمانے میں مکہ کے باشندے تھے۔ بنی جرہم اور بنی قطوراء آپس میں عمزاد بھائی تھے۔ اور یہ دونوں ایک قافلے کی شکل میں یمن سے سفر کرتے آئے تھے۔ بنی جرہم پر مضاض بن عمرو اور بنی قطوراء پر السمیدع جو انہیں میں کا ایک شخص تھا حاکم تھے۔ یہ لوگ جب کبھی یمن سے نکلتے تو ان پر ایک بادشاہ ہوتا جو ان کا ہر طرح سے نگران رہتا۔ جب یہ دونوں مکہ میں اترے اس کو سرسبز اور شاداب شہر پایا تو انہیں پسند آ گیا اور دونوں یہیں رہ گئے۔ مضاض بن عمرو اور اس کے جرہمی ساتھی مکہ کے بلند مقام قعیقعان اور اس کے حوالی میں رہنے لگے۔ اور السمیدع اور بنی قطوراء مکہ کے نشیبی حصے اجیاد اور اس کے حوالی میں جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے مضاض محصول عشر لیتا۔ اور جو لوگ مکہ کی نشیبی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے السمیدع عشر لیتا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی قوم میں رہتا۔ ایک دوسرے کے پاس نہ جاتا۔ پھر بنی جرہم اور بنی قطوراء نے ایک دوسرے سے بغاوت کی اور ہوس حکومت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔ اور اس وقت مضاض کے ساتھ بنی اسمٰعیل اور بنی نابت ہی کے ہاتھ بیت اللہ کی تولیت تھی۔ اور السمیدع کو یہ بات حاصل نہ تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف حملہ آورانہ بڑھے۔ مضاض بن[۲] عمرو قعیقعان سے اپنے لشکر کو لئے السمیدع کی طرف اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ لشکر کا پورا سامان نیزے سپریں تلواریں اور ترکش وغیرہ ایک دوسرے سے ٹکراتے۔ اور کھڑ کھڑاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قعیقعان کو قعیقعان اسی لئے کہا جاتا ہے۔ (قعقع کے معنی ہیں کھڑ کھڑایا) اور السمیدع اجیاد سے اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ سوار اور پیادہ لشکر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اجیاد کو اجیاد اس سبب سے کہا جاتا ہے کہ السمیدع کے ساتھ بہترین گھوڑے تھے۔ (جیاد کے معنی بہترین گھوڑے ہیں)۔ ان کا مقابلہ مقام فاضح میں ہوا اور نہایت سخت جنگ ہوئی اور السمیدع قتل اور

---

۱ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔ ۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

بنی قطوراء ذلیل ورسوا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ فاضح کو فاضح اسی سبب سے کہتے ہیں (فاضح کے معنی ذلیل ورسوا کرنے والے کے ہیں) پھران لوگوں نے ایک دوسرے سے صلح کی خواہش ظاہر کی اور مقام مطابخ میں جو مکہ کے بلند حصے میں واقع ہے ان قبیلوں کی تمام شاخیں جمع ہوئیں۔ اور وہیں صلح کر لی۔ اور حکومت مضاض کے حوالے ہوئی۔ جب مکہ کی حکومت متفقہ طور پر مضاض کے ہاتھ آئی۔ اور وہاں وہ بادشاہ ہوگیا تو لوگوں کے لئے اس نے جانور ذبح کئے اور ان کی ضیافت کی تو وہاں لوگوں نے پکایا اور کھایا۔ اس لئے مطابخ کا نام مطابخ پڑ گیا۔ (طبخ کے معنی پکایا)۔ بعض اہل علم کا دعویٰ ہے کہ اس مقام کا نام مطابخ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں تبع نے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلایا تھا اور اسی مقام پر تبع نے منزل کی تھی۔ مضاض اور السمیدع کے درمیان جولڑائی جھگڑا ہوا لوگوں کے ادعا کے لحاظ سے پہلا جھگڑا تھا جو مکہ میں ہوا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلا دیا۔ لیکن بیت اللہ کے متولی اور حکام مکہ بنی جرہم ہی رہے جو اسمٰعیل (علیہ السلام) کے ماموں ہوتے تھے۔ اولاد اسمٰعیل نے بنی جرہم سے حکومت کے متعلق کبھی نزاع نہ کی اس لئے کہ ایک تو وہ قرابت میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ دوسرے مکہ معظمہ کی عظمت، حرمت اس بات سے مانع تھی کہ کہیں اس میں جنگ وجدال نہ ہو جائے۔ جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کو تنگی ہونے لگی تو وہ دوسرے شہروں میں منتشر ہو گئے۔ جس قوم سے بنی اسمٰعیل کی مخالفت ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کو ان کی دینداری کے سبب غلبہ دیا۔ اور انہوں نے ان کو پامال کر ڈالا۔

بنی کنانۃ اور بنی خزیمۃ کا بیت اللہ پر تسلط اور جرہم کا اخراج

اس کے بعد مکہ میں بنی جرہم نے سرکشی شروع کی اور وہاں کی عظمت وحرمت کا لحاظ نہ رکھا۔ وہاں کے رہنے والوں کے سوا دوسرے جو لوگ وہاں جاتے ان پر ظلم شروع کر دیا اور کعبۃ اللہ کے لئے جونذرانے گزرانے جاتے اس کو کھا جانے لگے تو ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ جب بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانۃ اور غبشان نے جو بنی خزاعہ میں سے تھے ان حالات کو دیکھا ان سے جنگ کرنے اور ان کو مکہ سے نکال دینے پر متفق ہو گئے اور انہیں پیام جنگ دیا اور ان سے جنگ ہونے لگی۔ بنی بکر اور غبشان نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں جلا وطن کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کی یہ حالت تھی کہ جو اس میں ظلم وزیادتی کرتا اس میں نہ رہ سکتا جو شخص اس میں خودسری کرتا مکہ اسے اپنے اندر سے نکال دیتا۔ اسی لئے اس کا نام ناسہ[1] مشہور تھا۔

---

[1] نسّ کے معنی ہانکا اور ڈانٹا ہیں۔ (احمد محمودی)

کوئی بادشاہ اس کی بے حرمتی کا ارادہ کرتا تو فوراً برباد ہو جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام بکہ اس لئے مشہور ہوا کہ وہ ان سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ جو اس میں کسی برائی کی داغ بیل ڈالتے (بک کے معنی گردن توڑ دینا ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابوعبیدہ نے بتلایا ہے کہ بکہ مکہ کے اندر کی ایک وادی کا نام ہے اور چونکہ لوگوں کا وہاں بہت ہجوم ہوتا تھا۔ اس لئے اس کو بکہ کہنے لگے (بک کے معنی ہجوم کیا)۔

ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

اِذَا الشَّرِيْبُ اَخَذَتْهُ أَكَّهْ فَخَلِّهِ حَتّٰى يَبُكَّ بَكَّهْ

جب کوئی ہم مشرب تختی پر اتر آئے تو اس کو چھوڑ دے حتیٰ کہ تختی اس سے مزاحمت کرے۔

یعنی اس کو چھوڑ دو کہ اس کے اونٹ پانی کی طرف جائیں اور وہاں ہجوم کریں۔

بکہ خاص طور پر کعبۃ اللہ کی جگہ اور مسجد ہی کو کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں شعر (یعنی دونوں مصرع) عامان بن کعب بن عمر بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے کعبے کے دونوں ہرن[1] اور حجر اسود کو نکال کر زمزم میں دفن کر دیا۔ اور بنی جرہم کو ساتھ لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ اور تولیت مکہ اور وہاں کی حکومت کے چھوٹنے کے سبب انہیں بہت غم ہوا چنانچہ عمرو بن حارث بن مضاض نے اس بارے میں کہا ہے اور یہ مضاض وہ مضاض نہیں ہے جس کو مضاض اکبر کہتے ہیں۔

وَقَائِلَةٍ[2] وَالدَّمْعُ سَكْبٌ سُبَادِرُ وَقَدْ شَرِقَتْ بِالدَّمْعِ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ

بعض کہنے والوں کی یہ حالت ہے کہ آنسو تیزی سے بہہ رہے ہیں اور آنکھوں کے حلقے آنسوؤں سے چمک رہے ہیں اور وہ یہ کہتی ہیں۔

كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحُجُوْنِ اِلَى الصَّفَا أَنِيْسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

گویا مقام حجون سے کوہ صفا تک نہ کوئی مونس تھا اور نہ مکہ میں کوئی رات میں بیٹھ کر چین سے بات کرنے والا۔

فَقُلْتُ لَهَا وَالْقَلْبُ[3] مِنِّیْ كَأَنَّمَا يُلَجْلِجُهُ بَيْنَ الْجَنَاحَيْنِ طَائِرُ

---

[1] کعبۃ اللہ کی طرف نذر گزرانی ہوئی چیزوں میں سے دو سونے کے ہرن بھی تھے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ (احمد محمودی)
[2] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [3] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

میں عورت سے کہا اور میرے دل کا (تردد کے سبب) یہ عالم تھا کہ گویا اس کو کوئی پرندا اپنے دونوں بازوں کے درمیان حرکت دے رہا ہے۔

(یعنی کبھی تو جرأت سے اس کا جواب دینے کو تیار ہو جاتا تھا اور کبھی ہمت و جرأت صاف جواب دے دیتی اور کچھ نہ کہ سکتا تھا) آخر میں نے کہا۔

بَلٰی نَحْنُ كُنَّا أَهْلَهَا فَأَزَالَنَا صُرُوْفُ اللَّيَالِيْ وَالْجُدُوْدُ الْعَوَاثِرُ

(یہ کس نے کہا کہ وہاں کوئی بستا ہی نہ تھا) کیوں نہیں۔ ہم ہی تو وہاں کے رہنے والے تھے زمانے کی گردشوں اور ناکام مساعی نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔

وَكُنَّا وُلَاةَ الْبَيْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ نَطُوْفُ بِذَاكَ الْبَيْتِ وَالْخَيْرُ ظَاهِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کے متولی ہمیں تو تھے جو اس (اللہ تعالیٰ کے) گھر کے گرد گھومتے رہتے تھے (ہماری) بھلائی تو (بالکل) ظاہر ہے۔

وَنَحْنُ وَلِيْنَا الْبَيْتَ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ بِعِزٍّ فَمَا يَحْظٰى لَدَيْنَا الْمُكَاثِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کی تولیت عزت وجلال کے ساتھ ہمیں نے تو کی ہے۔ ہماری نظروں میں کثرت مال پر فخر کرنے والوں کی کیا قدر ومنزلت ہو سکتی ہے۔

مَلَكْنَا فَعَزَّزْنَا فَأَعْظِمْ بِمَلْكِنَا فَلَيْسَ لِحَيٍّ غَيْرِنَا ثَمَّ فَاخِرُ

ہم نے وہاں حکومت کی تو کس عزت وشان کی حکومت کی ہمارے سوا کسی اور قبیلے کو وہاں فخر کی گنجائش ہی نہیں۔

أَلَمْ تُنْكِحُوْمِنْ خَيْرِ[۱] شَخْصٍ عَلِمْتُهٗ فَأَبْنَاؤُهٗ مِنَّا وَنَحْنُ الْأَصَاهِرُ

(اے بنی جرہم) کیا تم نے (اپنی لڑکی) اس شخص کے نکاح میں نہیں دی ہے جو ان تمام لوگوں میں بہترین تھا جن کو میں جانتا ہوں یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اس کی اولاد ہمیں میں سے تو ہے اور ہمارا ہی قبیلہ تو اس کا سسرال ہے۔

فَإِنْ تَنْثَنِيَ[۲] الدُّنْيَا عَلَيْنَا بِحَالِهَا فَإِنَّ لَهَا حَالًا وَفِيْهَا التَّشَاجُرُ

اگر دنیا اپنے حالات وتغیرات میں کسی وقت ہماری طرف بھی متوجہ ہو جائے (تو کیا تعجب ہے)۔

---

۱ (الف) میں بجائے خیر کے غیر ہے جس کے کوئی معنی بنتے نظر نہیں آتے غالباً کاتب کی تحریف ہے۔

۲ (الف) میں بجائے تنثنی کے تنثن ہے جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر دنیا نے ہم دوستوں کو چھوڑ کر غیروں کو دوست بنا لیا ہے تو الیٰ آخرہ۔ (احمد محمودی)

کہ اس میں تغیرات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور انہیں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے۔

فَاَخْرَجْنَا مِنْهَا الْمَلِيْكُ بِقُدْرَةٍ   كَذٰلِكَ يَا لَلنَّاسِ تَجْرِى الْمَقَادِرُ

ہمیں وہاں سے باقوت بادشاہ نے نکال دیا لوگو تقدیریں اسی طرح جاری ہوتی ہیں۔

اَقُوْلُ اِذَا نَامَ الْخَلِىُّ وَلَمْ اَنَمْ   اِذَآ الْعَرْشِ لَا يَبْعَدْ سُهَيْلٌ وَعَامِرُ

جب فارغ البال لوگ سو گئے تو میں نہ سویا اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے عرش اعظم کے مالک سہیل و عامر (تیری رحمت سے) دور نہ کردیئے جائیں۔

وَ بُدِّلْتُ مِنْهَا اَوْجُهًالَا اُحِبُّهَا   قَبَائِلَ مِنْهَا حِمْيَرٌ وَ يُحَابِرُ

ان لوگوں کا قائم مقام تو نے ایسے لوگوں کو کردیا ہے جو مجھے محبوب نہیں۔ ان میں کچھ تو حمیری قبیلے کے ہیں اور کچھ یحابری۔

وَصِرْنَا اَحَادِيْثًا وَكُنَّا بِغِبْطَةٍ   بِذٰلِكَ عَضَّتْنَا السِّنُوْنَ الْغَوَابِرُ

کبھی ہم بھی قابل رشک تھے لیکن اب تو ہم گذشتہ قصے اور کہانیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ ہماری اس قابل رشک حالت ہی کی وجہ سے گذشتہ زمانے نے ہمیں کاٹ کھایا ہے۔

فَسَحَّتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ تَبْكِى لِبَلْدَةٍ   بِهَا حَرَمٌ اَمْنٌ وَفِيْهَا الْمَشَاعِرُ

اس بلدۂ محترم کے لئے جس میں امن و امان اور (اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی) یادگاریں ہیں آنکھیں روتی اور آنسو بہاتی ہیں۔

وَتَبْكِى لِبَيْتٍ لَيْسَ يُؤْذَى حَمَامُهٗ   يَظَلُّ بِهٖ اَمْنًا وَفِيْهِ الْعَصَافِرُ

آنکھیں اس گھر کے لئے روتی ہیں جہاں کے رہنے والے کبوتر کو بھی تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ وہ اور چھوٹے چھوٹے پرند ہمیشہ اس میں بے خوف رہا کرتے ہیں۔

وَفِيْهِ وُحُوْشٌ لَا تُرَامُ اَنِيْسَةٌ   اِذَا خَرَجَتْ مِنْهُ فَلَيْسَتْ تُغَادَرُ

اور اس میں جنگلی جانور بھی ہیں جن (کے شکار) کا کوئی قصد نہیں کرتا اس لئے وہ (آدمیوں سے) مانوس ہیں۔ جب وہ اس میں سے نکل کر چلے بھی جاتے ہیں (تو پھر واپس آتے ہیں) بے وفائی نہیں کرتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فابناء ہ منا جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن الحارث ہی نے عمرو و غبشان اور ان مکہ[1] والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر

---

[1] (ب ج د) ساکنی مکۃ الذین (الف) ساکن مکۃ الذین۔ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہورہا ہے کیونکہ الذین جمع ساکن واحد کی صفت کیسے بن سکے گا۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

کہے ہیں جو بنی جرہم کے مکہ سے چلے جانے کے بعد وہاں چھوٹ رہے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ سِيْرُوْا إِنَّ قَصْرَكُمْ   أَنْ تُصْبِحُوْ اِذَاتَ يَوْمٍ لَا تَسِيْرُوْنَا

(مکہ میں چھوٹے ہوئے) لوگو (مکہ سے) چلے جاؤ تمہارے محل کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی روز صبح سویرے حملہ ہو جائے تو تم نکل بھی نہ سکو گے۔

حُثُّوا الْمَطِيَّ وَاَرْخُوْا مِنْ اَزِمَّتِهَا   قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُّوْا مَا تَقَضُّوْنَا

موت کے پہلے سواریوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ کر انہیں تیز دوڑاؤ اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرلو۔

كُنَّا أُنَاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرَنَا   دَهْرٌ فَأَنْتُمْ كَمَا كُنَّا تَكُوْنُوْنَا

ہم لوگ بھی تمہاری ہی طرح تھے۔ پھر زمانے نے ہماری حالت بدل دی پس (ہوشیار ہو جاؤ کہ) تمہاری بھی وہی حالت ہوگئی جو ہماری ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار میں سے یہ وہ شعر ہیں جن کی نسبت اس کی طرف کرنا صحیح ثابت ہوا ہے۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ بعض علماء شعر نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ شعر وہ ہیں جو عرب میں سب سے پہلے کہے گئے ہیں۔ اور یہ شعر یمن میں ایک پتھر پر کندہ ملے۔ لیکن اس کے راوی کا نام مجھے بتایا نہ گیا۔

تولیت بیت اللہ پر بنی خزاعہ میں کے بعض لوگوں کا مستقل قبضہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد بنی خزاعہ میں غبشان بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ اور بنی بکر بن عبد مناۃ نہ ہو سکے۔ اور ان میں کے متولی کا نام عمرو بن الحارث الغبشانی تھا۔

بنی کنانہ کے قریش ان دنوں اپنی قوموں میں' متفرق جماعتوں' ٹکڑیوں' اور خاندانوں' میں رہا کرتے تھے۔ بیت اللہ کی تولیت بنی خزاعہ میں وراثۃً یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی یہاں تک کہ ان کا آخری متولی حلیل بن حبشیہ بن سول بن کعب بن عمرو خزاعی ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حبشیہ بن سلول کہتے ہیں۔

قُصَیّ بن کلاب کا حُبّیٰ بنت حُلَیل سے ازدواج

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قصی بن کلاب نے حلیل بن حبشیہ کے پاس اس کی بیٹی حبیٰ کے متعلق اپنا پیغام

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

بھیجا تو اس نے اس پیغام کو بخوشی منظور کر لیا۔ اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا۔ اس جوڑے سے چار لڑکے ہوئے۔ عبدالدار عبد مناف عبدالعزیٰ اور عبد پھر جب قصی کی اولاد پھیلی اور عزت و مال میں ترقی ہوئی۔ اور حلیل مر گیا تو کعبۃ اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کے لئے قصی نے خود کو بنی خزاعۃ اور بنی بکر سے زیادہ مستحق پایا۔ اس لئے کہ قریش خاص اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد اور ان سب میں منتخب[۱] تھے۔ قصی نے قریش اور بنی کنانۃ سے اس امر میں مشورہ کیا۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی انہیں ترغیب دی۔ اور انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔ اس سے پہلے کے حالات یہ تھے کہ ربیعہ بن حرام جو بنی عذرہ بن سعد بن زید میں سے تھا کلاب کی وفات کے بعد مکہ آ کر فاطمہ بنت سعد بن سیل سے نکاح کیا تھا۔ اس نکاح کے وقت فاطمہ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا زہرۃ تو جوان تھا اور ایک لڑکا قصی دودھ پیتا۔ ربیعہ فاطمہ اور[۲] اس کے شیر خوار بچے قصی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور زہرہ یہیں رہا۔ فاطمہ کو اس نئے شوہر ربیعہ سے ایک اورلڑکا رزاح نامی تولد ہوا۔ جب قصی جوان ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو مکہ آیا اور یہیں رہنے لگا۔ اور جب قصی کی قوم نے اس کے مشورے اور ترغیب کو قبول کیا (اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے اخراج کے لئے سب متفق ہو گئے)۔ تو قصی نے اپنے ماں شریک بھائی رزاح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لئے لکھ بھیجا کہ وہ آ کر یہاں رہے اور اس کی امداد کرے۔ تو رزاح بن ربیعہ اپنے دوسرے بھائیوں حن بن ربیعہ محمود بن ربیعہ اور جلہمۃ بن ربیعہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر آیا جو اس کے علاتی بھائی تھے اور فاطمہ کے علاوہ دوسری عورت سے تھے۔ اور ان کے علاوہ بنی قضاعہ کے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لایا جو حج کے ارادے سے نکلے تھے۔ اور یہ سب کے سب قصی کی امداد کے لئے متفق و متحد تھے۔ لیکن بنی خزاعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ حلیل بن حبشیہ کی بیٹی سے قصی کو جب بہت اولاد ہوئی تو حلیل نے قصی کے لئے تولیت کعبہ کی وصیت کی اور کہا کہ بنی خزاعہ کی بہ نسبت تولیت و انتظام کعبہ اور حکومت مکہ کے لئے تم زیادہ موزوں و مستحق ہو۔ قصی نے اسی لئے طلب تولیت کی جرأت کی لیکن یہ روایت بنی خزاعہ کے سوا دوسرے کسی سے ہم نے نہیں سنی۔ واللہ اعلم کہ ان دونوں میں کونسی بات سچی ہے۔

غوث بن مُرّ کا ٗلوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مامور ہونا

الغوث بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر اور اس کی اولاد عرفہ کے بعد[۳] لوگوں کو وہاں سے نکلنے

---

[۱] (ب ج د) قرعہ جس کے معنی منتخب کے ہیں (الف) فرعہ جس کے معنی اعلیٰ شان وشوکت والا (احمد محمودی)

[۲] (الف ب) فاحتملها یعنی فاطمہ کو لے گیا (ج د) فاحتملهما یعنی فاطمہ اور اس کے بچے دونوں کو لے گیا۔ (احمد محمودی)

[۳] بعد کا لفظ (ج د) میں ہے۔ اور (الف ب) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کی اجازت دینے پر ماموراور اس کی متولی تھی اور اس کو اور اس کی اولاد کو صوفہ کہا جاتا تھا۔ اور یہ تولیت اس کو اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اس کی ماں جرہم میں کی ایک عورت تھی۔ اور اس کو اولاد نہ ہوتی تھی۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی کہ اگر اسے لڑکا ہو تو اس کو وہ کعبۃ اللہ کے لئے وقف کر دے گی کہ وہ اس کی عبادت و خدمت وانتظام میں لگا رہے۔ اس کو لڑکا پیدا ہوا جس کا نام غوث رکھا گیا۔ اور یہ ابتدا میں اپنے ماموں بنی جرہم کے ساتھ انتظام کعبۃ اللہ میں رہا کرتا تھا۔ اس لئے عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے کا کام بھی اسی سے متعلق ہو گیا۔ کیونکہ اس کو کعبۃ اللہ کی قربت کے سبب ایک خاص قدر و منزلت حاصل ہو گئی تھی۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد کی بھی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ بھی چل بسے غوث بن مر بن اد اپنی ماں کی نذر کے پورا کرنے کے متعلق کہتا ہے۔

اِنِّیْ جَعَلْتُ رَبِّ مِنْ بَنِیَّهْ رَبِیْطَةً بِمَكَّةَ الْعَلِیَّهْ

اے پروردگار میں نے اپنے بچے کو مکہ مشرفہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔

فَبَارِكَنَّ لِیْ بِهَا اِلَیَّهْ · وَاجْعَلْهُ لِیْ مِنْ صَالِحِ الْبَرِیَّهْ

پروردگار میرے لئے اس کو وہاں برکت دے اور اسے تمام مخلوقات میں سے بہتر بنا۔

لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب غوث ابن مر لوگوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا تو یہ کہا کرتا تھا۔

لَا هُمَّ اِنِّیْ تَابِعٌ تبَاعَهْ اِنْ كَانَ اِثْمٌ فَعَلٰی قُضَاعَهْ

یا اللہ میں تو بس پوری طور پر پیروی کرنے والا ہوں اگر کوئی گناہ ہے تو اس کا وبال بنی قضاعہ پر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت کی اس نے کہا کہ صوفہ کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مقام عرفہ سے لے کر نکلتے تھے اور جب منیٰ سے مکہ کے طرف جانے کا لوگ قصد کرتے تو یہی لوگ دوسرے لوگوں کو اجازت دیتے حتیٰ کے جب منیٰ سے مکہ کو جانے کا روز ہوتا اور لوگ جمروں کو پتھر مارنے کے لئے آتے تو قبیلۂ صوفہ ہی میں سے کوئی ایک شخص (پہلے) پتھر مارتا اور دوسرے لوگ پتھر نہ مارتے جب تک کہ وہ پہلے نہ مارتا۔ ضرورت مند لوگ جنہیں جلد جانا ہوتا اس کے پاس آتے اور اس سے کہتے کہ چلئے آپ پہلے پتھر ماریں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ پتھر ماریں۔ وہ کہتا خدا کی قسم میں ابھی پتھر نہ ماروں گا حتیٰ کہ سورج نہ ڈھل جائے۔ اور ضرورت مند عجلت کے خواہاں لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ خود اسی کو پتھر مارتے اور جلدی کرتے اور کہتے کہ کمبخت چل پتھر مار لیکن وہ انکار ہی کرتا رہتا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو اٹھتا اور پتھر مارتا اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پتھر مارتے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب لوگ جمروں کو پتھر مارنے سے فارغ ہوتے اور منیٰ سے نکل کر مکہ جانے کا

ارادہ کرتے تو قبیلۂ صوفہ کے لوگ گھاٹی کی دونوں جانب کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو جانے سے روک دیتے۔ اور کہتے اے گروہ صوفہ گزر جاؤ پھر دوسرے لوگ نہ گزرتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتے اور جب قبیلۂ صوفہ کے لوگ منیٰ سے مکہ کی جانب جانے کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور چلے جاتے تو دوسرے لوگوں کے لئے راستہ صاف ہو جاتا۔ اور وہ ان کے بعد نکلتے۔ غرض یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ لوگ چل بسے اور جدی رشتے کی قربت کے سبب سے ان کے بعد ان کے وارث بنوسعد بن زید مناۃ بن تمیم ہوئے اور پھر آل صفوان بن الحارث بن شجنہ ہوئے جو بنوسعد ہی کی ایک شاخ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ صفوان جناب بن شجنہ بن عطارد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفوان ہی لوگوں کو حج کے وقت عرفہ سے نکلنے کی اجازت دیا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد اجازت[1] دیا کرتی یہاں تک کہ ان میں کا آخر شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا وہ کرب بن صفوان تھا۔ اوس[2] بن تمیم بن مغراء السعدی کہتا ہے۔

لَا يَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوْا مُعَرَّفَهُمْ حَتّٰى يُقَالُ اَجِيْرُوْا آلَ صَفْوَانَا

جب تک لوگ حج کرتے رہیں گے اپنے مقام عرفہ سے نہیں ہٹیں گے۔ یہاں تک کہ اے بنی صفوان ہمیں اجازت دو نہ کہا جائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اوس بن مغراء کے قصیدے میں کا ہے۔

عدوان کی مقام مزدلفہ سے روانگی کی حالت

اور ذوالاصبع العدوانی نے جس کا نام حرثان بن عمرو تھا اور ذوالاصبع اس کا نام اس لئے مشہور ہو گیا کہ اس نے اپنی ایک انگلی کاٹ لی تھی یہ شعر کہے ہیں۔

عَذِيْرَ الْحَيِّ مِنْ عَدْوَا نَ كَانُوْ ا حَيَّةَ الْاَرْضِ

بنی عدوان کے اس قبیلے کی جانب سے کون عذر کر سکتا ہے کہ وہ تو زمینی اژدہوں کی مانند ذی

---

[1] (ب ج د) یجیز۔ (الف) یخیز یہ دوسرا نسخہ بالکل بے معنی ہے یا تو یجیز اجازت دینے کے معنی میں ہوتا یا یخیر آخر میں رائے مہملہ سے ہوتا کہ اختیار دینے کے معنی میں ہوتا۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں اوس بن تمیم نہیں ہے صرف ابن مغراء السعدی ہے۔ (احمد محمودی)

ہیبت وشان ہے۔

بَغْیٌ بَعْضُهُمْ ظُلْمًا فَلَمْ یُرْعَ عَلٰی بَعْضٍ

وہ آپس میں ایک دوسرے پر بھی ظلم وزیادتی کرتے ہیں تو کبھی ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتا۔

وَمِنْهُمْ كَانَتِ السَّادَا تُ وَالْمُوْفُوْنَ بِالْقَرْضِ

لیکن ان میں ایسے سردار صفت لوگ بھی ہیں جو کبھی قرض لیتے ہیں تو پورا پورا ادا کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ یُجِیْزُ النَّا سَ بِالسُّنَّةِ وَالْفَرْضِ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو سنت اور فرض یعنی احکام حج کی اجازت دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حَكَمٌ یَقْضِیْ فَلَا یُنْقَضُ مَا یَقْضِیْ

ان میں ایسے بھی ہیں (جو فیما بین کے اختلاف میں) حکم بنا کرتے ہیں اور جو فیصلہ وہ کر دیتے ہیں وہ ٹوٹتا نہیں۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

(ذوالصبع کے ان اشعار اور اوس کے مذکورہ بالا شعر میں ظاہراً تخالف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی صفوان کو اجزت دینے والا بتاتا ہے اور یہ بنی عدوان کو لیکن دراصل ان میں تخالف نہیں ہے بلکہ) ذوالاصبع نے جس اجازت کا ذکر اپنے شعر میں کیا ہے وہ مزدلفے سے نکلنے کے متعلق ہے جو بنی عدوان سے متعلق تھی جس طرح زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بنی عدوان کی وراثت میں یہ اجازت ان کے باپ دادا سے برابر چلی آئی ہے۔ ان میں کا آخری شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا ابوسیارہ عمیلہ بن الاعزل تھا۔ اور اسی کے متعلق عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ دَفَعْنَا عَنْ اَبِیْ سَیَّارَہْ وَعَنْ مَوَالِیْهِ بَنِیْ فَزَارَہْ

ہم نے ابوسیارہ اور اس کے عمزاد بھائیوں بنی فزارہ سے لوگوں کو ہٹایا ہے۔

حَتّٰی اَجَازَ سَالِمًا حِمَارَہْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یَدْعُوْ جَارَہْ

یہاں تک کہ ابوسیارہ نے گدھی کو شرارت کرنے سے روک کر روبقبلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لئے دعا کر کے لوگوں کو اجازت دی۔

ابوسیارہ اپنی ایک گدھی پر بیٹھے لوگوں کو ہٹا رہا تھا۔ اسی لئے شاعر نے سالما حمارہ کہا ہے۔

عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن یشکر بن عدوان کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ یقضی حکما مذکورہ بالا شعر میں جو آیا اس سے مراد عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن[1] یشکر بن عدوان العدوانی ہے۔ عرب میں کوئی فساد یا کسی فیصلے میں کوئی دشواری پیش آتی تو اسی کی طرف رجوع کرتے اور وہ جو کچھ فیصلہ کر دیتا اس سے سب کے سب راضی ہوتے۔ ایک مقدمہ اس کے پاس پیش ہوا۔ جو ان میں مختلف فیہ تھا۔ ایک خنثیٰ تھا جس میں وہ علامت بھی تھی جو مردوں کی ہے اور وہ بھی جو عورتوں میں ہوتی ہے لوگوں نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا کہ اس کو تم مرد شمار کرو گے یا عورت۔ اس مسئلے سے زیادہ دشوار اس کے پاس کوئی مسئلہ نہیں آیا تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ میں تمہارے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ اے گروہ عرب خدا کی قسم تمہارے اس معاملے کے جیسا میرے پاس اور کوئی معاملہ نہیں آیا۔ ان لوگوں نے اس کو مہلت دی اور اس نے اپنی رات بیداری میں اس طرح گزاری کہ اپنے اس معاملے میں الٹی سیدھی رائیں قائم کرتا اور اسی معاملے میں غور کرتا رہا لیکن اس کے متعلق کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ سخیلہ نامی اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کی بکریاں چرایا کرتی تھی وہ اس لونڈی پر ہمیشہ عتاب کیا کرتا۔ جب صبح بکریاں چرنے کے لئے چھوڑتی تو کہتا اے سخیل خدا کی قسم تو نے بہت دن چڑھا دیا اور جب چراگاہ سے بکریاں واپس لاتی تو کہتا اے سخیل خدا کی قسم تو نے بہت رات کر دی اور اس کا یہ عتاب اس لئے تھا کہ وہ بکریوں کو چراگاہ کی جانب چھوڑنے میں ہمیشہ دیر کیا کرتی تھی یہاں تک کہ بعض لوگ اس سے پہلے ہی چراگاہ کو چلے جاتے اور واپس لانے میں بھی ہمیشہ تاخیر کیا کرتی حتیٰ کہ واپسی میں بھی بعض لوگ اس سے پہلے ہی واپس ہو جاتے تھے۔ جب اس لونڈی نے عامر کی اس کے بستر پر بیداری اور بے چینی بیقراری دیکھی کہا تیرا باپ مر جائے تجھے کیا ہوا ہے آج رات تجھے کون سی مشکل پیش آئی ہے۔ عامر نے کہا اری کمبخت جس معاملے سے تجھے کوئی سروکار نہ ہو اس میں مجھے اپنے حال پر چھوڑ۔ سخیلہ نے دوبارہ اس سے ویسا ہی سوال کیا تو عامر نے اپنے دل میں کہا ممکن ہے کہ جس معاملے میں میں حیران ہوں اس کا کوئی حل یہ پیش کر دے اور کہا اری کمبخت میرے پاس خنثیٰ کی میراث کا معاملہ پیش ہوا ہے میں اسے مرد قرار دوں یا عورت خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں کوئی معقول وجہ اس میں مجھے نظر نہیں آتی ہے سخیلہ نے کہا سبحان اللہ یہ بھی کوئی دشوار بات ہے فیصلے کا مدار پیشاب کے مقام سے کیجئے خنثیٰ کو پیشاب

---

[1] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کروائیے اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہے اور اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے عورتیں پیشاب کرتی ہیں تو وہ عورت ہے عامر نے کہا اے سخیل اس فیصلے کے بعد اب تو بکریوں کو چاہے دیر سے لایا کر یا دیر سے لے جایا کر تجھے معاف ہے خدا کی قسم تو نے اس معاملے کو حل کر دیا پھر جب صبح ہوئی ان لوگوں کے پاس گیا اور وہی فیصلہ کیا جس کا سخیلہ نے اسے مشورہ دیا تھا۔

قصی بن کلاب کا حکومت مکہ پر غلبہ پانا اور اس کا قریش کو متحد کرنا اور بنی قضاعہ کا اس کی امداد کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مذکورۂ بالا سال آیا اور بنی صوفہ نے حسب عادت وہی کام کئے جو ہمیشہ وہ کیا کرتے تھے اس حال میں کہ تمام عرب ان کی تولیت اور ان کے حقوق سے واقف تھے اور ان کے دلوں میں وہ تمام کام بنی جرہم اور بنی خزاعہ کے وقت سے بطور مذہب جاگزیں تھے۔ تو قصی بن کلاب اپنی قوم قریش اور بنی کنانۃ اور بنی قضاعہ کو ساتھ لئے عقبہ کے پاس آیا۔ اور کہا اس کام کی تولیت کا ہم تم[1] سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تو بنی صوفہ نے قصی سے جنگ شروع کی اور خوب جنگ ہوئی بنی صوفہ نے شکست کھائی اور جو جو چیزیں رسوم حج سے متعلقہ ان کے ہاتھوں میں تھیں ان سب پر قصی نے غلبہ حاصل کر لیا۔ جب یہ دیکھا تو بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی قصی سے کترانے لگے۔ اور انہوں نے جان لیا کہ عنقریب کعبۃ اللہ اور امور مکہ میں وہ انہیں بھی مانع ہوگا جس طرح بنی صوفۃ کو اس نے منع کر دیا اور جب وہ قصی سے کترانے لگے تو قصی نے ان سے بھی جنگ کرنے کی تیاری کی اور ان سے لڑائی کی اپنی جانب سے ابتدا کر دی۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی اس سے مقابلے کے لئے نکلے دونوں لشکر ملے۔ اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی۔ اور عرب ہی میں سے کسی ایک شخص کو حکم بنانے کی ٹھہری۔ اور یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم بنایا۔ یعمر نے ان میں فیصلہ یہ کیا کہ کعبۃ اللہ اور امور مکہ کے متعلق بنی خزاعہ کی بہ نسبت قصی زیادہ حقدار ہے اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ان کا خون ساقط اور پامال اور قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کے جن لوگوں کا خون بنی خزاعہ اور بنی بکر نے کیا اس کی دیت دینا ان پر لازم ہوگا۔ اور کعبۃ اللہ اور مکہ

---

[1] (ب ج د) میں لنحن اولی بھذا منکم ہے جس کے معنی ہم نے ترجمہ میں لکھے ہیں (الف) میں لا نحن اولی بھذا منکم ہے اس کے معنی یوں ہوں گے کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ (احمد محمودی)

کے معاملات میں قصی آزاد ہوگا۔ اسی روز سے یعمر بن عوف کا نام شداخ ہوگیا کیونکہ اس نے بہت سے خون اس روز ساقط اور پامال کر دیے۔ (شدخ کے معنی پیٹ میں بچہ مکمل ہونے سے پہلے گر گیا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے شداخ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد سے بیت اللہ اور امور مکہ اور اپنی قوم کے گھروں سے مکہ تک تمام امور کے انتظام کا سرپرست قصی ہی بن گیا۔ اور اپنی قوم اور مکہ والوں کا بادشاہ ہوگیا اور اس کی قوم نے اس کو بادشاہ تسلیم بھی کر لیا لیکن قصی نے عرب کو ان کی اسی حالت پر برقرار رکھا جس حالت میں وہ تھے اور ایسا اس نے اس لئے کیا کہ وہ خود بھی ان تمام باتوں کو اپنے دل میں ایسا ہی مذہبی سمجھتا تھا کہ ان میں کسی قسم کا ردوبدل نہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نے آل صفوان اور آل عدوان اور نسأہ اور مرہ بن عوف کو ان ہی حالات پر قائم رکھا جن حالات پر وہ تھے۔ یہاں تک کہ اسلام آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان (کی حکومت کے) تمام عمارات کو ڈھا دیا۔ بنی کعب بن لؤی میں، قصی پہلا شخص تھا، جس نے ایسی حکومت حاصل کی جس کے سبب سے اس کی قوم نے اس کی اطاعت کی۔ اور عہدہائے حجابہ وسقایہ ورفارہ وندوہ ولواء سب کے سب قصی ہی سے متعلق تھے۔ اور وہ مکہ میں ہر طرح کی رفعت ومنزلت کا جامع تھا۔ (حجابہ۔ خدمت پردۂ کعبۃ اللہ۔ سقایہ۔ حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت۔ رفادہ۔ حاجیوں کی ضیافت۔ ندوہ۔ مجلس شوریٰ۔ لواء۔ پرچم باندھنے کی خدمت)۔ اس نے مکہ کے چار حصے کئے اور اپنی قوم میں بانٹ دیئے۔ اور قریش میں کے ہر ایک قبیلہ کو اس نے وہ منزلت دی جس پر وہ پہلے سے تھے۔ لوگوں کا ادعا ہے کہ قریش نے حرم کے ان درختوں کے کاٹنے سے خوف کیا جو ان کے گھروں میں تھے تو قصی نے اور اس کے مددگاروں نے اپنے ہاتھ سے انہیں کاٹا۔

قریش نے اس کا نام مجمع رکھ دیا۔ اس لئے کہ وہ مکہ کی ہر طرح کی رفعت ومنزلت کا جامع تھا۔ اور انہوں نے اس کی حکومت کو مبارک پایا۔ اس لئے قریش کی کسی عورت کا نکاح اور کسی مرد کی شادی نہ ہوتی اور نہ وہ کسی نازل شدہ کسی دشوار معاملے میں مشورہ کرتے اور نہ کسی قوم[1] سے جنگ کے لئے پرچم باندھتے مگر اسی کے گھر میں۔ ان کے پرچم، قصی کا کوئی لڑکا باندھ دیا کرتا۔ قریش کی کوئی لڑکی چولی پہننے کی عمر کو پہنچ کر چولی نہ پہنتی مگر اسی کے گھر میں۔ اسی کے گھر میں اس لڑکی کے جسم پر چولی بیونتی جاتی اور پہنائی جاتی اس کے بعد وہ

---

[1] (الف)۔ لحرب قوم فی غیرھم (ب ج د) لحرب قوم من غیرھم پہلے نسخے میں فی کا جو استعمال کیا گا ہے وہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اپنے لوگوں کے پاس جاتی۔ اس کی قوم قریش میں اس کے احکام کا یہ حال اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی حکم مذہبی کی طرح ضروری الاتباع ہو گیا تھا کہ اس کے خلاف نہ کیا جاتا۔ اور اس نے اپنے لئے ایک مشورہ گھر بنوایا۔ اور اس کا دروازہ کعبۃ اللہ کی مسجد کی طرف رکھا اسی میں قریش اپنے معاملات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ شاعر کہتا ہے

قُصَیٌّ لِعَمْرِیْ کَانَ یُدْعَی مُجَمِّعًا ۔۔۔ بِہٖ جَمَعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِھْرِ

میری عمر کی قسم قصی جو مجمع کے نام سے مشہور تھا اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبدالملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے سائب بن خباب حجرے والے کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کی خلافت کے زمانے میں ایک شخص قصی بن کلاب کے حالات بیان کر رہا تھا جس میں اس کے اپنی قوم کو متحد کرنے' اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے نکال دینے اور بیت اللہ کی تولیت' اور مکہ کی حکومت' حاصل کرنے' کا ذکر تھا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تردید و انکار نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قصی اپنی جنگ سے فارغ ہوا تو اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم کے ان لوگوں کو لے کر جو اس کے ساتھ تھے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا۔ اور رزاح نے قصی کی استدعا کو قبول کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا اَتٰی مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلُ ۔۔۔ فَقَالَ الرَّسُوْلُ اَجِیْبُو الْخَلِیْلَا

جب قصی کے پاس سے قاسد آیا اور قاصد نے کہا کہ ایک دوست کی استدعا کو قبول کرو۔

نَھَضْنَا اِلَیْہِ نَقُوْدَ الْجِیَادَ ۔۔۔ وَنَطْرَحُ عَنَّا الْمَلُوْلَ الثَّقِیْلَا

تو ہم اس کی طرف جانے کے لئے گھوڑوں کو کھینچ لائے اور اپنی انتہائی سستی کو پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

نَسِیْرُ بِھَا اللَّیْلَ حَتَّی الصَّبَاحِ ۔۔۔ وَنَکْمِی النَّھَارَ لِئَلَّا نَزُوْلَا

ہم ان گھوڑوں پر رات تمام چلتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور دن میں چھپ رہتے تاکہ ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔

فَھُنَّ سِرَاعٌ کَوِرْدِ الْقَطَا ۔۔۔ یَجِبْنَ بِنَا مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلَا

وہ گھوڑے جو قصی کے پاس سے ہمارے پاس قاصد کو لائے ایسے تیز تھے جیسے اپنی پینے جاتے وقت مرغ سنگ خوار۔

جَمَعْنَا مِنَ السِّرِّ مِنْ اَشْمَذَيْنِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ جَمَعْنَا قَبِيْلَا

ہم نے اشمذ ین (نامی پہاڑوں یا قبیلوں) سے اور ہر ایک بڑے قبیلے میں سے بہترین افراد کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جمع کر لیں۔

فَيَالَكِ حَلْبَةَ مَالَيْلَةٍ تَزِيْدُ عَلَى الْاَلْفِ سَيْبًا رِ يلَا

اے گھڑ دوڑ کے گھوڑو تمہیں کیا ہو گیا کہ دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں تیز چھوڑنے کے باوجود تم نے ایک رات میں ایک ہزار (میل یا فرسخ) سے زیادہ مسافت طے نہ کی۔

فَلَمَّا مَرَرْنَ عَلَى عَسْجَرٍ[1] وَاَسْهَلْنَ مِنْ مُسْتَنَاخٍ سَبِيْلَا

پھر جب وہ گھوڑے مقام عسجر پر گزرے اور منزل کے راستے میں سے (کچھ حصے طے کر کے) آسانی پیدا کر لی۔

وَجَاوَزْنَ بِالرُّكْنِ مِنْ وَرِقَانٍ وَجَاوَزْنَ بِالْعَرْجِ حَيًّا حُلُوْلَا

اور مقام ورقان کے ایک حصے پر سے گزر کر وادی عرج پر گزرے جہاں ایک قبیلہ اترا ہوا تھا۔

مَرَرْنَ عَلَى الْحَلِيِّ مَا ذُقْنَهُ وَعَالَجْنَ مِنْ مَرَّ لَيْلًا طَوِيْلَا

تو وہ گھوڑے حلی نامی نبات پر سے گذرے لیکن اس کو چکھا تک نہیں (یا نشیب کے جمع شدہ پانی پر سے گزرے اور اس کو پیا تک نہیں اور (مقام) مر (الظہران کی مسافت) یہ کوشش رات کے ایک بڑے حصے میں طے کی۔

نُدَنِّيْ مِنَ الْعُوْذِ اَفْلَاءَ هَا اِرَادَةً اَنْ يَسْتَرِقْنَ الصَّهِيْلَا

ہم جنی ہوئی اونٹنیوں کے قریب ان کے بچوں کو رکھنا چاہتے تھے کہ وہ ان کی آواز سکھ جائیں۔

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى مَكَّةَ اَبَحْنَا الرِّجَالَ قَبِيْلًا قَبِيْلَا

پھر جب ہم مکہ پہنچے تو بہادروں کے بہت سے قبیلوں کا خون ہم نے مباح کر دیا۔

نُعَاوِرُهُمْ ثُمَّ حَدَّ السُّيُوْفِ وَفِيْ كُلِّ اَوْبٍ خَلَسْنَا الْعُقُوْلَا

وہاں ہم نے ان کے مقابلے میں تلواروں کی باڑھ سے مدد لے کر ہر پیترے اور وار میں ان کی عقلیں چھین لیں۔

---

[1] (ب ج) عسجر نام مقام (الف) عسجد سونے جواہرات کے معنی ہیں جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ (احمد محمودی)

نُخَبِّرْ هُمْ بِصَلَابِ النُّسو رِ خَبْزَ الْقَوِيِّ الْعَزِيْزِ الذَّلِيْلَا

ہم انہیں سخت گدھوں (کے جیسے گھوڑوں) کے ذریعے اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ایک قوت وعزت والا ذلیلوں کو ہانکتا ہے۔

قَتَلْنَا خُزَاعَةَ فِيْ دَارِهَا وَبَكْرًا قَتَلْنَا وَجِيْلًا فَجِيْلَا

ہم نے بنی خزاعہ کو ان کے گھر میں قتل کیا اور بنی بکر اور ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کو قتل کیا۔

فَفَيْنَا هُمْ مِنْ بِلَادِ الْمَلِيْكِ كَمَا لَا يَحُلُّوْنَ اَرْضًا سُهُوْلَا

شاہی شہروں سے ہم نے انہیں اس طرح جلاوطن کر دیا گویا وہ (یہاں کی) کسی نرم زمین میں (کبھی) اترے ہی نہ تھے۔

فَاَصْبَحَ سَبِيُهُمْ فِى الْحَدِيْدِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ شَفَيْنَا الْغَلِيْلَا

نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں کے قیدی صبح صبح لوہے میں جکڑے گئے اور ہر ایک قبیلے کے کینہ وروں کو کینہ وبغض کی بیماری سے ہم نے چنگا کر دیا۔

اور ثعلبہ بن عبداللہ بن ذبیان بن الحرث بن سعد بن ہذیم القضاعی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ قصی نے جب انہیں بلایا تو انہوں نے اس کی استدعا قبول کی۔

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مُضْمَرَةً تَغَالَى مِنَ الْاَعْرَافِ اَعْرَافِ الْجِنَابِ

ہم مقام جناب کی سطح مرتفع کے قیمتی دبے پتلے گھوڑے لے کر۔

اِلَى غَوْرَى تِهَامَةَ فَالْتَقَيْنَا مِنَ الْفَيْفَاءِ فِىْ قَاعٍ يَبَابِ

تہامہ کے نشیبی سرزمین کی طرف چلے اور ایک بے آب وگیاہ بنجر میدان میں پہنچے۔

فَاَمَّا صُوْفَةُ الْخُنْثٰى فَخَلَّوْا مَنَازِلَهُمْ مُحَاذَرَةَ الضِّرَابِ

اور نامرو بنی صوفہ نے تو جنگ کے خوف سے اپنے گھر خالی کر دیئے۔

وَقَامَ بَنُوْ عَلِيٍّ اِذْ رَاَوْنَا اِلَى الْاَسْيَافِ كَالْاِبِلِ الطِّرَابِ

اور بنی علی نے جب ہم کو دیکھا تو اپنی تلواروں کی طرف اس طرح لپکے جس طرح اپنے گھر کی طرف اونٹ تیزی سے جاتے ہیں۔

اور قصی بن کلاب نے کہا ہے۔

اَنَا ابْنُ الْعَاصِيْنَ بَنِىْ لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ مَنْزِلِىْ وَبِهَا رَبِيْتُ

میں بنی لوئی کے معصوموں کا بیٹا ہوں مکہ میں میرا گھر ہے اور یہیں میری نشو ونما ہوئی۔

اِلَی الْبُطْحَاءِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ وَمَرْوَتُهَا رَضِیْتُ بِهَا رَضِیْتُ

(یہاں سے) بطحاء تک بنی معد نے مجھے خوب جان لیا ہے اور مکہ کا کہ مروہ ایسا پہاڑ ہے جس سے میں خوب راضی ہو گیا۔

فَلَسْتُ لِغَالِبٍ اِنْ لَمْ تَأَثَّلْ بِهَا اَوْلَادُ قَیْذَرَ وَالنَّبِیْتِ

مجھے بنی غالب میں سے نہ سمجھنا اگر اس میں اولا دقیذ رونبیت کی جڑیں نہ جم گئیں۔

رِزَاحٌ نَاصِرِیْ وَبِهٖ اُسَامِیْ فَلَسْتُ اَخَافُ ضَیْمًا مَا حَیِیْتُ

میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں جب تک میں زندہ رہوں کسی ظلم سے میں نہیں ڈرتا۔

پھر جب رزاح بن ربیعہ یہاں سے جا کر اپنی بستیوں میں رہنے لگا۔ اللہ نے اس کی اور حن کی اولاد کو خوب پھیلایا اور آج جو بنی عذرۃ کے دو قبیلے ہیں انہی دونوں کی اولاد ہیں رزاح بن ربیعہ جب اپنے وطن کو آیا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حوتکہ بن اسلم کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا تو اس نے انہیں ڈرایا حتیٰ کہ وہ یمن چلے گئے اور بنی قضاعہ کی بستیوں سے جلاوطن ہو گئے اور وہ آج بھی یمن ہی میں ہیں۔ قصی بن کلاب نے جو بنی قضاعہ سے محبت رکھتا تھا۔ اور ان کی ترقی کو اور ان کی بستیوں میں ان سب کے ایک جگہ رہنے کو پسند کرتا تھا۔ اور جو برتاؤ رزاح نے ان کے ساتھ کیا اس کو ناپسند کرتا تھا اسی نے یہ اشعار کہے ہیں۔ کیونکہ قصی اور رزاح میں رشتہ داری تھی۔ اور قصی نے جب رزاح وغیرہ کو اپنی امداد کے لئے بلوایا تو انہوں نے اس کی استدعا قبول کی اور اس کے لئے انہوں نے آفتیں اٹھائیں تھی۔

اَلَامَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ رِزَاحًا فَاِنِّیْ قَدْ لَحَیْتُكَ فِی اثْنَتَیْنِ

کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو میری جانب سے رزاح کو یہ پیام پہنچا دے کہ میں تجھے دو باتوں پر ملامت کرتا ہوں۔

لَحَیْتُكَ فِیْ بَنِیْ نَهْدِ بْنِ زَیْدٍ كَمَا فَرَّقْتَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنِیْ

ایک تو بنی نہد بن زید کے مقابلے میں تجھے ملامت کرتا ہوں جس طرح تو نے ان میں اور مجھ میں جدائی ڈال دی۔

وَحَوْتَكَةُ بْنُ اَسْلُمَ اِنَّ قَوْمًا عَنَوْهُمْ بِالْمَسَاءَ ةِ قَدْ عَنَوْنِیْ

دوسرے حوتکہ کے بارے میں جن لوگوں نے بنی حوتکہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا انہوں نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ان اشعار کی نسبت زہیر بن جناب الکلبی کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قصی زیادہ عمر والا ہوگیا اور اس کی ہڈیاں (گھل گھل کر) پتلی ہوگئیں۔ اور عبدالدار اس کا پہلوٹا لڑکا تھا۔ لیکن عبدمناف نے اپنے باپ ہی کے زمانے میں عزت ورفعت حاصل کر لی تھی۔ اور ہر طرح کے تجربات حاصل کر لئے تھے اور اس کے دو اور لڑکے بھی تھے جن کا نام عبدالعزیٰ اور عبد تھا۔ تو قصی نے عبدالدار سے کہا پیارے بچے سن لے۔ خدا کی قسم میں تجھے ان لوگوں سے پیچھے نہ رہنے دوں گا اگرچہ انہوں نے تجھ پر برتری حاصل کر لی ہے ان میں کا کوئی شخص کعبۃ اللہ میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ تو خود اس کے لئے دروازہ نہ کھولے قریش کی کسی جنگ کا پرچم نہ باندھا جائے گا جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے نہ باندھے مکہ میں تیرے کٹورے کے بغیر کوئی (زمزم کا پانی) نہ پیئے گا۔ اور نہ حاجیوں میں سے کوئی شخص تیرے کھانے کے سوا دوسروں کا کھانا کھائے گا۔ قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں گے مگر تیرے ہی گھر میں اور اس نے اپنا گھر جس کا نام دارالندوہ تھا اسے دے دیا جس کے سوا کسی دوسرے گھر میں قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے۔ اور حجابہ ولواء وسقایہ و رفادہ سب کچھ اسی کے حوالے کر دیا رفادہ ایک طرح کا خراج تھا جو ہر موسم حج میں قریش اپنے مال میں سے قصی بن کلاب کے حوالے کیا کرتے تھے اور وہ اس رقم سے حاجیوں کے لئے کھانا تیار کرواتا اور اس کو وہ لوگ کھاتے جو تونگر نہ ہوتے اور جن کے پاس زادراہ نہ ہوتا۔ اس خراج کو قصی نے قریش پر لازمی گردانا تھا۔ جب اس نے انہیں اس کا حکم دیا تو کہا تھا اے گروہ قریش تم اللہ کے پڑوسی ہو اور اس کے گھر والے ہو اور حرم میں رہنے والے ہو اور حجاج اللہ کے مہمان ہیں اور اس کے گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور تمام مہمانوں میں سب سے زیادہ وہ عزت واکرام کے حق دار ہیں۔ اس لئے حج کے زمانے میں ان کے لئے کھانا پانی تیار رکھو اس وقت تک کہ وہ تمہارے پاس سے واپس چلے جائیں۔ انہوں نے اس کی بات مان لی اور ہر سال اپنے مال میں سے اس کے لئے مال نکالتے اور وہ قصی کے حوالے کرتے۔ وہ منیٰ میں حاجیوں کے رہنے کے زمانے میں اس سے کھانا تیار کرواتا۔ اور اس کا یہ حکم زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کی قوم پر برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسلام آیا۔ پھر اسلام میں بھی آج تک وہی طریقہ جاری ہے سلطان ہر سال منیٰ میں حج سے فارغ ہونے تک لوگوں کے لئے جو کھانا تیار کرواتا ہے یہ وہی کھانا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قصی بن کلاب کے یہ حالات اور اس نے اپنے تمام اختیارات عبدالدار کو دیتے وقت جو کچھ کہا تھا اس کی روایت میرے والد اسحٰق بن یسار نے حسن بن محمد بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے سن کر مجھ سے بیان کی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے حسن سے یہ واقعات اس وقت سنے جب وہ بنی

عبدالدار کے ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس کا نام نبیہ بن وہب بن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔ حسن نے کہا کہ قصی نے ہر وہ چیز جو اس کی قوم کے متعلق اس کے ہاتھ میں تھی اس کے حوالے کر دی۔ اور قصی کا یہ حال تھا کہ وہ اس کے کئے ہوئے کسی کام کو نہ رد کرتا اور نہ اس کے خلاف کرتا۔

قصی کے بعد قریش کا اختلاف اور حلف المطیبین

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر قصی بن کلاب کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی قوم کے اور[1] اس کی قوم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے انتظامات پر اس کے لڑکے قائم ہوئے انہوں نے مکہ چار حصوں میں تقسیم کر لیا جس کو قصی نے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا تھا یہ لوگ اپنے اپنے حصوں میں سے اپنی قوم کو اور اپنی قوم کے علاوہ اپنے حلفا میں سے دوسروں کو دیتے بھی تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔ قریش اسی حالت پر ان کے ساتھ چند روز رہے۔ اور ان میں کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہوا۔ پھر چند روز کے بعد بنی عبد مناف بن قصی عبد شمس ہاشم مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بنی عبدالدار بن قصی کے ہاتھوں میں جو عہد ہائے حجابہ ولواء وسقایہ ورفادہ میں جن کو قصی نے عبدالدار بن قصی کے حوالے کیا تھا وہ ان سے لے لیں۔ انہوں نے بہ نسبت ان کے خود کو ان کاموں کا زیادہ حق دار خیال کیا کیونکہ ان کو ان کی قوم پر برتری اور فضیلت حاصل تھی۔ اس وقت قریش متفرق ہو گئے ایک گروہ تو بنی عبد مناف کے ساتھ ان کی رائے کے موافق ہو گیا جن کی رائے یہ تھی کہ اس کام کے لئے بنی عبدالدار کی بہ نسبت یہ لوگ زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ان کی قوم میں ان لوگوں کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اور ایک گروہ بنی عبدالدار کے ساتھ ہو گیا۔ ان کا خیال تھا کہ قصی نے جو عہدے ان لوگوں کے سپرد کر دیئے تھے وہ ان کے ہاتھوں سے نکال لئے جائیں۔

بنی عبد مناف کی حکومت عبد شمس بن عبد مناف کے ہاتھ میں تھی اس لئے کہ وہ بنی عبد مناف میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا۔ اور بنی عبدالدار کی حکومت عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کے ہاتھ میں اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ بن کعب اور بنی الحارث بن فہر بن مالک بن نضر بنی عبد مناف کے ساتھ تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب بنی عبدالدار کے ساتھ تھے۔ اور عامر بن لؤی اور محارب بن فہر ان دونوں سے

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

خارج تھے یہ لوگ فریقین میں سے کسی کے طرف دار نہ تھے۔

فریقین میں سے ہر ایک فریق کے قبائل نے اس معاملے میں تاکیدی قسمیں کھائیں کہ جب تک سمندر کے پانی میں کسی صوف کے ٹکڑے کو تر کرنے کی خاصیت ہے ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہوگا۔ اور بنی عبد مناف نے عطر سے بھرا ہوا ایک کٹورا نکالا۔ بعض کا دعویٰ ہے کہ بنی عبد مناف کی ایک عورت ان کے لئے وہ کٹورہ نکال لائی۔ اور انہوں نے اس کو مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس ان کو قسمیں دینے کے لئے رکھا۔ اور بنی مناف اور ان کے طرف داروں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور آپ میں معاہدہ کیا۔ اور اس کے بعد کعبۃ اللہ کو بھی نے چھوا کہ ان پر یہ قسمیں تاکیدی ہو جائیں۔ یہ معاہدین مطیبین کے نام سے مشہور ہوئے۔

اور بنی عبدالدار اور ان کے طرف داروں نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس تاکیدی قسمیں کھائیں اور معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا اور ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہوگا۔ اور ان معاہدین کا نام احلاف پڑ گیا۔ پھر ان قبائل میں طرف داریاں پیدا ہوگئیں اور ان میں کے بعض بعض کے سر ہو گئے بنی عبد مناف نے سہم کے لئے اور بنی اسد نے بنی عبدالدار کے لئے اور بنی زہرہ نے بنی جمح کے لئے اور بنی تیم نے بنی مخزوم کے لئے اور بنی حارث بن فہر نے بنی عدی بنی کعب کے لئے تیاریاں شروع کیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہر قبیلے کو چاہئے کہ اپنے مقابل والے قبیلے کے خلاف دوسروں کو ابھارے[۱] لوگ ان حالات میں جنگ کے لئے مستعد ہو گئے تھے کہ یکا یک دونوں جانب سے صلح کی استدعا ان شرائط پر ہوئی کہ بنی عبد مناف کے ذمہ سقایہ و رفادہ کر دیا جائے اور حجابہ ولواء وندوہ بنی عبدالدار کے پاس ویسا ہی رہے جیسا اب تک تھا۔ اور صلح ہوگئی اور اس پر فریقین راضی ہو گئے اور لوگ جنگ سے رک گئے اور جو جس کے حلیف تھے اسی حالت پر رہے۔ اور وہ اسی حالت پر برقرار رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَا كَانَ مِنْ حَلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً.

''جاہلیت میں جو کچھ معاہدہ تھا اسلام نے اس کے استحکام ہی کو بڑھا دیا ہے''۔

---

۱ (ب ج د) لتغو (الف) لتغن جس کے معنی کافی ہو جائے (ب) کے حاشیہ پر ایک تیسرا نسخہ ہے لتعن جس کے معنی بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

حِلف الفضول

(ابن ہشام نے کہا کہ) حلف فضول کے متعلق زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق سے روایت بیان کی کہا کہ قریش کے بعض قبائل نے ایک دوسرے کو ایک حلف کے لئے طلب کیا اور سب کے سب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی کے گھر اس کی عزت اور اس کی عمر کے سبب جمع ہوئے اور اس کے پاس بنی ہاشم بنی مطلب اور اسد بن عبدالعزیٰ اور زہرہ بن کلاب نے قسمیں کھائیں اور اس بات پر معاہدہ منعقد ہوا کہ مکہ میں وہ کسی مظلوم کو پائیں گے تو اس کی امداد کو کھڑے ہو جائیں گے خواہ وہ مظلوم مکہ کا رہنے والا ہو یا دوسرے لوگوں میں سے کوئی وہاں آیا ہو۔ اور جس نے ظلم کیا ہے اس کا مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ وہ مظلوم کو اس کا حق لوٹا دے قریش نے اسی معاہدے کا نام حلف الفضول رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ تیمی نے بیان کیا اس نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف زہری سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ شَهِدْتُ فِیْ دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِهٖ حُمُرَ النَّعَمِ وَلَوْ اُدْعَی بِهٖ فِی الْاِسْلَامِ لَاَجَبْتُ.

''عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک حلف کے وقت میں موجود تھا۔ اس کے معاوضہ میں بہت سے سرخ اونٹوں کے ملنے کو بھی میں پسند نہ کروں گا۔ اگر اس معاہدے کی رو سے اسلام میں بھی کوئی دعویٰ ہو تو ضرور میں اس کو قبول کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد اللیثی نے بیان کیا کہ محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی نے ان سے بیان کیا کہ حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما۔ اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کچھ مالی جھگڑا تھا جو ذی المروۃ میں واقع تھا اور ولید ان دنوں مدینہ پر حاکم تھا اس کے چچا معاویہ بن ابی سفیان نے اس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا اور ولید نے اپنی حکومت کے سبب حسین رضی اللہ عنہ پر آپ کے حق میں ظلم و زیادتی کی تھی۔ تو حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے میرے حق میں انصاف کرنا ہوگا ورنہ میں اپنی تلوار لوں گا اور مسجد رسول اللہ ﷺ میں کھڑا ہو کر حلف الفضول کی رو سے امداد طلب کروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے وقت عبداللہ بن زبیر ولید کے پاس ہی تھے انہوں نے کہا میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے حلف الفضول کی رو سے امداد طلب کی تو میں بھی اپنی تلوار لے کر ان کے

ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہاں تک وہ ان کے حق میں انصاف کرے یا ہم سب کے سب مر جائیں راوی کہتا ہے کہ یہ خبر مسور بن مخرمۃ[۱] بن نوفل الزہری کو پہنچی تو اس نے بھی وہی کہا اور عبدالرحمٰن بن عثمان ابن عبیداللہ التیمی کو یہ معلوم ہوا تو اس نے بھی وہی کہا اور یہ بات جب ولید ابن عتبہ تک پہنچی تو اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصاف کیا یہاں تک آپ اس معاملے پر راضی ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد اللیثی نے محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابن زبیر کے قتل کے وقت جب لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہوئے تو محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف بھی جو قریش میں سب سے زیادہ عالم تھے آئے اور جب عبدالملک بن مروان بن الحکم کے پاس گئے تو اس نے کہا اے ابوسعید کیا ہم اور تم یعنی بنی عبدشمس بن عبدمناف اور بنی نوفل بن عبدمناف حلف الفضول میں نہ تھے تو انہوں نے کہا آپ کو خوب معلوم ہے عبدالملک نے کہا اے ابوسعید تمہیں چاہئے کہ اس میں جو سچ ہو وہ مجھے بتا دو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم اور آپ دونوں کے دونوں اس عہد سے خارج ہو چکے اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ (قصہ[۲] حلف الفضول ختم ہو گیا)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رفادہ اور سقایہ کی دیکھ بھال ہاشم بن عبدمناف سے متعلق ہو گئی اس لئے کہ عبدالشمس بڑا سیاح تھا مکہ میں کبھی نہیں ٹھہرتا تھا۔ کم آمدنی اور کثیر الاولاد بھی تھا۔ اور ہاشم مالدار تھا لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا[۳] تو قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا اے گروہ قریش تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ اور اس کے گھر والے ہو۔ زمانہ حج میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والے اور اس کے گھر کا قصد کرنے والے آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں لہٰذا ان کے لئے چندہ جمع کرو جس سے ان کے لئے تم اتنے دنوں کا کھانا تو تیار کر سکو جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری[۴] ہے خدا کی قسم اگر میری آمدنی اس کے لئے کافی ہوتی تو تم پر میں اس کا بار نہ ڈالتا۔ پس قریش کا ہر شخص اپنی اپنی استطاعت کے موافق اپنی آمدنی میں سے مدخرچ نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لئے کھانا تیار کیا جاتا یہاں تک وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ ان لوگوں کے دعوے کے لحاظ سے ہاشم

---

۱ (الف ب) مخرمہ بارائے مہملہ۔ (ج د) مخزمہ بازائے معجمہ۔ (احمد محمودی)

۲ خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

۳ (ب ج د) الحج (الف) الحاج یعنی جب حجاج آتے۔ (احمد محمودی)

۴ (ب ج د) الاقامہ (الف) التیامہ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

ہی پہلا شخص تھا جس نے قریش کے لئے سرما و گرما کے دوسفروں کا طریقہ نکالا۔ اور وہی پہلا شخص ہے جس نے حجاج[۱] کو مکہ میں ثرید کھلائی۔ اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چور کر کھلانے کے سبب اس کا نام ہاشم مشہور ہوگیا۔ (ہشم کے معنی ہیں توڑا چورا چورا کیا)۔

قریش کے یا عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

عَمْرُوالَّذِیْ هَشَمَ الثَّرِیْدَ لِقَوْمِهٖ　　قَوْمٍ بِمَکَّةَ مُسْنَتِیْنَ[۲] عِجَافِ

عمرو ہی وہ شخص ہے جس نے روٹی چور کر ثرید اپنی اس قوم کو کھلائی جو مکہ میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہوگئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ حجاز والوں میں سے بعض علماء شعر نے مجھے اس طرح شعر سنایا قوم بمکہ مسنتون[۳] عجاف۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تاجرانہ کاروبار کی حالت میں غزہ نامی بستی میں جو سرزمین شام میں واقع ہے ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد سقایہ ورفادہ کی نگرانی مطلب بن عبد مناف سے متعلق ہوگئی جو عبد شمس کا چھوٹا بھائی تھا۔ اور اس کی قوم میں اس کو عزت وشرف بھی حاصل تھا۔ اور قریش نے اس کی سخاوت کے سبب سے اس کا نام فیض رکھ دیا تھا۔ اور ہاشم بن عبد مناف مدینہ بھی آیا تھا اور بنی عدی بن نجار کی ایک عورت سلمٰی بنت عمرو سے شادی کی تھی جو اس سے پہلے احیحہ بن الجلاح بن الحریش[۴] کی زوجیت میں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ الحریس[۵] بن جحجبی[۶] بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کہتے ہیں جس سے اس کے ایک لڑکا ہوا جس کا نام عمرو بن احیحہ تھا۔ اور یہ عورت اپنے رتبے کی برتری کے سبب سے کسی سے نکاح کے لئے اس وقت تک راضی نہ ہوتی تھی جب تک کہ وہ یہ شرط نہ کر لیتی کہ اس کی طلاق کا اختیار خود اسی کو ہوگا۔ جب وہ اپنے شوہر سے ناراض ہوگئی تو اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اس کو ہاشم سے عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ سلمٰی نے عبدالمطلب کا نام شیبہ رکھا۔ ہاشم نے اس لڑکے کو سلمٰی ہی کے پاس ہوش سنبھالنے بلکہ اس سے بھی زیادہ بالغ ہونے تک چھوڑ دیا۔ چند روز بعد ان کا چچا المطلب انہیں لینے اور

---

۱ حجاج کا لفظ (الف) میں نہیں ہے جو سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ (الف) ب ج د) میں یہی مصرع ہے (ب د) کے حاشیہ پر در جال مکہ مستون عجاز ہے۔ (احمد محمودی)۔

۳ (الف) میں مسنتون ہے اور یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اصل میں بھی مسنتین اور پھر دوسری روایت میں بھی مسنتین ہو تو دوسری روایت کے کیا معنی ہوں گے۔ (ب ج د) میں مسنتین ہے۔ (احمد محمودی)

۴ (ج د) الجریش۔ ۵ (ج د) الحریش ۶ (ج د) حجبی۔ (احمد محمودی)

اپنے شہر اور اپنی قوم میں لے آنے کے لئے نکلا سلمٰی نے اس سے کہا میں اس کو تیرے ساتھ نہیں بھیجتی مطلب نے کہا میں جب تک اس کو اپنے ساتھ نہ لے لوں گا واپس ہی نہ ہوں گا۔ وہ میرا بھتیجا ہے اور بالغ ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ اور ہم اپنی قوم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں اپنی قوم کے بہت سے معاملات کی سرپرستی ہمیں حاصل ہے۔ اس لڑکے کے لئے اس کی قوم اور اس کا شہر اور اس کا خاندان غیروں میں رہنے کی بہ نسبت بہتر ہے۔ یہی الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ لوگوں کا دعوی ہے کہ شیبہ نے اپنے چچا المطلب سے کہا کہ میں اپنی ماں کو جب تک وہ مجھے اجازت نہ دے نہ چھوڑوں گا۔ تو سلمٰی نے ان کو اجازت دے دی۔ اور شیبہ کو المطلب کے حوالے کر دیا۔ اور وہ انہیں اپنے ہمراہ لایا۔ اور شیبہ کو لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوا تو شیبہ اس کے اونٹ پر اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (یہ دیکھتے ہی) قریش نے کہا کہ یہ المطلب کا غلام ہے جس کو وہ خرید لایا ہے اسی واقعہ کے سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔ المطلب نے کہا بھی کہ کم بختو یہ تو میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں۔ اس کے بعد المطلب کا انتقال رومان نامی بستی میں ہو گیا جو سرزمین یمن میں واقع ہے۔ کسی عرب نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔

قَدْ ظَمِئَ الْحَجِيْجُ بَعْدَ الْمطَّلِبْ بَعْدَ الْجِفَانِ وَالشَّرَابِ الْمُنْثَعِبْ
لَيْتَ قُرَيْشًا بَعْدَهٗ عَلٰى نَصَبْ

حجاج چھلکتے اور لبریز پیالوں کے پینے کے بعد المطلب کے مر جانے سے پیاسے ہو گئے کاش قریش اس کے بعد کسی ایک جھنڈے پر (متفق ہوتے)۔

مطرود بن کعب الخزاعی نے المطلب اور بنی عبد مناف دونوں کا مرثیہ کہا ہے' جب اسے نوفل بن عبد مناف کے موت کی خبر پہنچی جو موت کے لحاظ سے بنی عبد مناف میں سب سے آخری شخص تھا۔

يَا لَيْلَةً هَيَّجْتِ لَيْلَاتِ اِحْدَى لَيَالِيَّ الْقَسِيَّاتِ

اے سخت راتوں میں کی ایک رات تو نے بہت سی راتوں کو ہیجان اور پریشانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

وَمَا اُقَاسِيْ مِنْ هُمُوْمٍ وَمَا عَالَجْتُ مِنْ رُزْءِ الْمَنِيَّاتِ

اور اے وہ غم واندوہ جن کو میں سہ رہا ہوں۔ اور اے وہ موتو جن کی تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں۔

اِذَا تَذَكَّرْتُ اَخِيْ نَوْفَلًا ذَكَّرَنِيْ بِالْاَوَّلِيَّاتِ

جب میں اپنے بھائی نوفل کو یاد کرتا ہوں تو اس کی یاد مجھے بہت سے اولیات کی یاد دلاتی ہے۔

ذَكَّرَنِيْ بِالْاُزُرِ الْحُمْرِ وَالْ اَرْدِيَةِ الصُّفْرِ الْقَشِيْبَاتِ

اس کی یاد مجھے سرخ تہمدوں اور زرد پاک صاف چادروں کی یاددلاتی ہے۔

اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ سَيِّدٌ اَبْنَاءُ سَادَاتٍ لِسَادَاتِ

چار شخص ایسے تھے کہ وہ چاروں کے چاروں سردار تھے سرداروں کی اولاد تھے اور سردارانہ صفات کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

مَيْتٌ بِرَدْمَانَ وَمَيْتٌ بِسَلْمَانَ وَمَيْتٌ بَيْنَ[1] غَزَّاتِ[2]

وہ نعش جو مقام ردمان میں گاڑی گئی اور وہ نعش جو مقام سلمان میں دفن کی گئی اور وہ نعش جو مقام غزات کے درمیان سونپی گئی۔

وَمَيِّتٌ اُسْكِنَ لَحْدًا لَدَى الْمَحْجُوْبِ شَرْقِيَّ الْبَنِيَّاتِ

اور وہ نعش جو اس لحد میں ہے جو کعبۃ اللہ کے مشرقی مقام میں چھپی ہوئی ہے۔

اَخْلَصُهُمْ عَبْدُ مَنَافٍ فَهُمْ مِنْ لَوْمِ مَنْ لَامَ بِمَنْجَاةِ

ان سب کا خلاصہ اور ان سب میں ممتاز ہستی تو عبد مناف کی ہے لیکن وہ سب کے سب ملامت گروں کی ملامتوں سے بالکل الگ تھلک ہیں۔

اِنَّ الْمُغِيْرَاتِ وَاَبْنَاءَ هَا مِنْ خَيْرِ اَحْيَاءٍ وَ اَمْوَاتِ

بنی مغیرہ اور اس قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں (دونوں) میں بہترین ہیں۔

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ عبد مناف کے لڑکوں میں سب سے پہلے ہاشم کا انتقال سرزمین شام میں بمقام غزہ ہوا۔ پھر سرزمین یمن کے ایک مقام ردمان میں المطلب کا۔ پھر نواحی عراق کے سلمان نامی مقام میں نوفل کا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مطرود کے مذکورہ بالا اشعار کے متعلق کسی نے کہا کہ تم نے شعر تو اچھے کہے لیکن اگر اس سے بہتر شعر ہوتے تو اور بہتر ہوتا اس نے کہا اچھا مجھے چند راتوں کی مہلت دو۔ پھر چند روز کے بعد یہ شعر کہے۔

يَا عَيْنُ جُوْدِيْ وَ اَذْرِى الدَّمْعَ وَانْهَمِرِىْ وَابْكِىْ عَلَى السِّرِّ مِنْ كَعْبِ الْمُغِيْرَاتِ

اے آنکھ سخاوت کر آنسو بہا اور انڈیل اور بنی مغیرہ کے شرف وشان پر چھپ چھپ کر رو۔

---

[1] (الف) عند۔

[2] اصل میں مقام کا نام غزہ ہے لیکن عرب کی عادت ہے کہ شہر کے ہر ایک حصے کو وہی نام دے کر اس کی جمع بھی استعمال کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

يَا عَيْنُ وَاسْحَنْفِرِيْ بِالدَّمْعِ وَاحْتَفِلِيْ وَابْكِيْ خَبِيْئَةَ[۱] نَفْسِيْ فِي الْمُلِمَّاتِ

اے آنکھ خوب تیزی سے آنسوؤں کا تار باندھ دے اور آفات میں جو لوگ میرے دل میں رہتے ہیں ان پر رو۔

وَابْكِي عَلٰى كُلِّ فَيَّاضٍ اَخِيْ ثِقَةٍ ضَخْمِ الدَّسِيْعَةِ وَهَّابِ الْجَزِيْلَاتِ

رو ہر ایسے شخص پر جو فیاض اور بھروسہ کے قابل بڑی بڑی عطاؤں اور بڑے بڑے انعامات دینے والا ہے۔

مَحْضِ الضَّرِيْبَةِ عَالِيْ الْهَمِّ مُخْتَلَقٍ جَلْدِ النَّحِيْزَةِ نَابٍ بِالْعَظِيْمَاتِ

خالص (فطری) طبیعت والا عالی ہمت مکمل انسان قوی مزاج بڑی بڑی آفتوں میں بار بار جانے والا یا بڑے بڑے کاموں کے لئے اٹھ کھڑا ہونے والا۔

صَعْبِ الْبَدِيْهَةِ لَانِكْسٍ وَّلَا وَكِلٍ مَا ضِي الْعَزِيْمَةِ مِتْلَافِ الْكَرِيْمَاتِ

پہلی نظر میں نہایت سخت معلوم ہونے والا نہ کمزور نہ اپنے کام دوسروں کے حوالے کرنے والا مضبوط ارادے والا اچھی اچھی قیمتی چیزوں کو بے قدری کے ساتھ لٹانے والا۔

صَقْرٍ تَوَسَّطَ مِنْ كَعْبٍ اِذَا نُسِبُوْا بُحْبُوْحَةَ الْمَجْدِ وَالشُّمَّ الرَّفِيْعَاتِ

بنی کعب کے وسط فضا کا شہباز نسب پوچھا جاتے تو خاندان شرافت اور بلند واعلیٰ بستیوں میں کا منتخب۔

ثُمَّ انْدُبِى الْفَيْضَ وَالْفَيَّاضَ مُطَّلِبًا وَاسْتَخْرِطِي بَعْدَ فَيْضَاتٍ بِجَمَّاتِ

پھر فیاض مطلب اور سرتا پا فیض پر ماتم کر اور فیوض کثیرہ کے جاتے رہنے کے بعد خوب رو۔

اَمْسٰى بِرَدْمَانَ عَنَّا الْيَوْمَ مُغْتَرِبًا يَالَهْفَ نَفْسِيْ عَلَيْهِ بَيْنَ اَمْوَاتِ

آج وہ ہم سے دور غریب الدیار رومان میں پڑا ہے مجھے دلی افسوس ہے کہ وہ مردوں کے درمیان پڑا ہے۔

وَابْكِيْ لَكِ الْوَيْلُ اِمَّا كُنْتِ بَاكِيَةً لِعَبْدِ شَمْسٍ بِشَرْقِيِّ الْعَبِيَّاتِ[۲]

اے کمبخت (آنکھ) اگر تجھے رونا ہے تو عبد شمس کے لئے رو جو کعبۃ اللہ کے مشرق میں (سو رہا) ہے۔

وَهَاشِمٍ فِيْ ضَرِيْحٍ وَسْطَ بَلْقَمَةٍ تَسْفِى الرِّيَاحُ عَلَيْهِ بَيْنَ غَزَّاتٍ

---

۱ (ب ج د) خبیئۃ یعنی جو شخص میرے دل میں رہتا ہے اس پر رو۔

۲ (الف) السفات (ج د) الثنیات یعنی جو مشرقی گھاٹیوں میں سو رہا ہے۔ (احمد محمودی)

اور ہاشم کے لئے رو جو مقام بلقمہ کے وسط میں ایک قبر میں (سو رہا) ہے غزت کے درمیان ہوائیں اس پر ریت اڑاتی رہتی ہیں۔

وَنَوْفَلٍ كَانَ دُوْنَ الْقَوْمِ خَالِصَتِیْ   اَمْسٰی بِسَلْمَانَ فِیْ رَمْسٍ بِمَوْمَاةِ

اور نوفل کے لئے رو جو میرے خالص دوستوں میں مذکور بالا لوگوں سے کچھ ہی کم تھا اور مقام سلمان کے چٹیل میدان میں زمین دوز قبر میں چلا گیا۔

لَمْ اَلْقَ مِثْلَهُمْ عُجْمًا وَلَا عَرَبًا   اِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِمْ اُدْمُ الْمَطِيَّاتِ

جب گندمی رنگ کی اونٹنیوں نے انہیں اٹھایا (یعنی جب وہ اونٹنیوں پر سوار تھے۔ تو ان لوگوں کا سا نہ عجم میں مجھے کوئی ملا نہ عرب میں۔

اَمْسَتْ دِيَارُهُمْ مِنْهُمْ مُعَطَّلَةً   وَقَدْ يَكُوْنُوْنَ زَيْنًا فِی السَّرِيَّاتِ

اب تو ان کی بستیاں ان سے خالی ہوگئی ہیں۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ وہ منتخب لشکر کی زینت ہوا کرتے تھے۔

اَفْنَا هُمُ الدَّهْرُ اَمْ كَلَّتْ سُيُوْفُهُمْ   اَمْ كُلُّ مَنْ عَاشَ اَزْوَادُ الْمَنِيَّاتِ

زمانے نے انہیں فنا کر دیا یا ان کی تلواریں کند ہوگئیں یا ہر ایک زندگی والے کے لئے روز موت کا زادراہ ہوتا ہے۔

اَصْبَحْتُ اَرْضَى مِنَ الْاَقْوَامِ بَعْدَ هُمْ   بَسْطَ الْوُجُوْهِ وَ اِلْقَاءَ التَّحِيَّاتِ

ان لوگوں کے (مر جانے کے) بعد میں نے صرف لوگوں سے خندہ پیشانی اور علیک سلیک پر اکتفا کر لی ہے۔

يَا عَيْنُ فَابْكِیْ اَبَا الشُّعْثِ الشَّجِيَّاتِ   يَبْكِيْنَهُ حُسَّرًا مِثْلَ الْبَلِيَّاتِ

اے آنکھ ابوالشعث الشجیات پر رو کہ عورتیں بے چادر یا کھلے منہ قبر پر بندھی ہوئی اونٹنیوں[1] کی طرح اس پر رو رہی ہیں۔

يَبْكِيْنَ اَكْرَمَ مَنْ يَمْشِیْ عَلٰى قَدَمٍ   يُعْوِلْنَهُ بِدُمُوْعٍ بَعْدَ عَبَرَاتِ

عورتیں روتی ہیں اس شخص پر جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا تھا وہ

---

[1] عرب میں رواج تھا کہ جس اونٹنی کا مالک مر جاتا اس کی اونٹنی اس کی قبر پر باندھ دی جاتی' کہ وہ بھی مر جائے۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ حشر میں وہ اسی اونٹنی پر سوار ہوگا۔ (احمد محمودی)

اس کے غم میں آنسو بہاتی اور چیخنے لگتی ہیں۔

بَبْكِيْنَ شَخْصًا طَوِيْلَ الْبَاعِ ذَا فَجَرٍ   آبِى الْهَضِيْمَةِ فَرَّاجَ الْجَلِيْلَاتِ

وہ عورتیں ایسے شخص پر روتی ہیں جو کشادہ دست اور صاحب جود وسخا تھا۔ ظلم کو برداشت نہ کرنے والا بڑی بڑی مہموں کا سر کرنے والا تھا۔

بَبْكِيْنَ عَمْرَو الْعُلَا اِذْحَانَ مَصْرَعُهٗ   سَمْحَ السَّجِيَّةِ بَسَّامَ الْعَشِيَّاتِ

بلند مرتبہ عمرو پر روتی ہیں جو نہایت وسیع اخلاق اور مہمان نواز تھا جبکہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔

يَبْكِيْنَهٗ مُسْتَكِيْنَاتٍ عَلٰى حَزَنٍ   يَا طُوْلَ ذٰلِكَ مِنْ حُزْنٍ وَ عَوْلَاتٍ

اس کے غم میں وہ دھاڑھیں مار مار کر روتی ہیں ہائے یہ چیخیں اور یہ غم کس قدر دراز ہے۔

يَبْكِيْنَ لَمَّا جَلَا هُنَّ الزَّمَانُ لَهٗ   خُضْرَ الْخُدُوْدِ كَأَمْثَالِ الْحَمِيَّاتِ

جب زمانے نے ان عورتوں کو اس (پر ماتم کرنے) کے لئے گھر سے نکالا تو وہ اس حالت میں روتی ہیں کہ ان کے گال (منہ پیٹ لینے کے سبب سے) نیلے اور سیاہ مشکوں کی طرح (پھول گئے) تھے۔

مُحْتَزِمَاتٍ عَلٰى اَوْسَاطِهِنَّ لِمَا   جَرَّ الزَّمَانُ مِنْ اُحْدَاثِ الْمُصِيْبَاتِ

جب زمانے نے (ان پر) نئی نئی مصیبتیں ڈالیں تو وہ بھی اپنی کمریں باندھ کر تیار ہو گئیں۔

اَبِيْتُ لَيْلِىْ اُرَاعِى النَّجْمَ مِنْ اَلَمٍ   اَبْكِىْ وَ تَبْكِىْ مَعِىَ[1] شَجْوِى بُنَيَّاتِىْ[2]

رنج والم میں تارے گن کر رات گزارتا ہوں خود بھی روتا ہوں اور میرے غم میں شریک ہو کر میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی روتی ہیں۔

مَا فِى الْقُرُوْمِ لَهُمْ عِدْلٌ وَلَا خَطَرٌ   وَلَا لِمَنْ تَرَكُوْا شَرْوٰى بَقِيَّاتٍ

سرداران قوم میں نہ ان لوگوں کا برابر والا ان کی شان وشوکت والا کوئی ہے نہ ان لوگوں کا جن کو انہوں نے (اپنا جانشین) چھوڑا ہے کوئی ہم رتبہ باقی ہے۔

اَبْنَا وُهُمْ خَيْرُ اَبْنَاءٍ وَاَنْفُسُهُمْ   خَيْرُ النُّفُوْسِ لَدٰى جَهْدِ الْاَلِيَّاتِ

کوششوں کی کوتاہیوں کے وقت ان کے بچے تمام بچوں میں بہتر ہیں اور وہ خود تمام اشخاص میں بہتر ہیں یعنی کوشش کرنے سے جب دوسرے تھک جائیں تو یہ نہیں تھکتے۔

---

[1] (ج د) مع۔ [2] (الف) بنیات۔ (احمد محمودی)

كَمْ وَهَبُوْا مِنْ طِمِرٍّ سَابِحٍ اَرِنٍ   وَمِنْ طِمِرَّةٍ نَهْبٍ فِيْ طِمِرَّاتِ

انہوں نے کتنے بہترین چست و چالاک تیز دوڑنے والے گھوڑے اور لوٹ مار میں کام آنے والی تیز گھوڑیاں اور عالی شان محل خیرات کر دیئے۔

وَمِنْ سُيُوْفٍ مِنَ الهِنْدِيِّ مُخْلَصَةٍ   وَمِنْ رِمَاحٍ كَاَشْطَانِ الرَّكِيَّاتِ

اور کتنی ٹھیٹ ہندی تلواریں اور باولیوں کی رسیوں کے سے (لمبے لمبے سیدھے) نیزے۔

وَمِنْ تَوَابِعَ مِمَّا يُفْضِلُوْنَ بِهَا   عِنْدَ الْمَسَائِلِ مِنْ بَذْلِ الْعَطِيَّاتِ

اور لونڈی غلام جن پر لوگ فخر کیا کرتے ہیں۔ مطالبوں کے وقت دے دیئے۔

فَلَوْ حَسَبْتُ وَاَحْصَى الْحَاسِبُوْنَ مَعِيَ   لَمْ اَقْضِ اَفْعَالَهُمْ تِلْكَ الْهَنِيَّاتِ

اگر میں اور میرے ساتھ دوسرے محاسب مل کر ان کے پسندیدہ افعال کا شمار کرنا چاہیں تو پورا شمار نہ کر سکیں گے۔

هُمُ الْمُدِلُّوْنَ اِمَّا مَعْشَرٌ فَخَرُوْا   عِنْدَ الْفَخَارِ بِاَنْسَابٍ نَقِيَّاتِ

اگر لوگ فخر کریں تو ایسے فخر کے وقت یہ لوگ ایسے نسبوں پر ناز کریں گے جو بالکل پاک صاف ہیں۔

زَيْنُ الْبُيُوْتِ الَّتِيْ حَلُّوْا مَسَاكِنَهَا   فَاَصْبَحَتْ مِنْهُمْ وَحْشًا خَلِيَّاتِ

جن جگہوں میں وہ بستے تھے ان گھروں کی وہ لوگ زینت تھے اب وہ مقامات ان لوگوں سے خالی ہو کر ڈراونے ہو گئے ہیں۔

اَقُوْلُ وَالْعَيْنُ لَا تَرْقَى مَدَامِعُهَا   لَا يُبْعِدِاللّٰهُ اَصْحَابَ الرَّزِيَّاتِ

یہ باتیں میں اس حالت میں کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آفت رسیدہ لوگوں کو (اپنی رحمت سے) دور نہ فرمائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فجر کے معنی عطاء کے ہیں۔ ابوخراش ہزلی نے کہا ہے۔

عَجَّفَ اَضْيَافِيْ جَمِيْلُ بْنُ مَعْمَرٍ   بِذِيْ فَجَرٍ تَأْوِيْ اِلَيْهِ الْاَرَامِلُ

جمیل بن معمر نے جو صاحب جود و سخا ہے جس کے پاس بیوائیں پناہ لیتی ہیں باوجود کھانے کی خواہش کے خود نہ کھا کر میرے مہمانوں کو ترجیح دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالشعث الشجیات ہاشم بن عبد مناف ہی کا نام ہے۔

پھر سقایہ اور رفادہ کی تولیت عبدالمطلب بن ہاشم کے سپرد ہوئی جو ان کے چچا مطلب سے متعلق تھی۔ عبدالمطلب لوگوں کے لئے سقایہ و رفادہ کا انتظام اور ان تمام معاملات قوم کا انتظام جو ان کے باپ دادا کیا

کرتے تھے کرتے رہے۔ اور اپنی قوم میں اس قدر بلند رتبہ حاصل کرلیا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی اس رتبہ پر نہ پہنچا تھا۔ ان کی قوم ان سے بہت محبت کیا کرتی تھی۔ اور قوم میں ان کی عزت بہت بڑھ گئی تھی۔

زمزم کی کھدائی

عبدالمطلب ایک وقت مقام حجر میں سو رہے تھے کہ (خواب میں) کوئی آیا اور زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے کھودنے کی جو ابتدا عبدالمطلب نے کی اس کے متعلق یزید بن ابی حبیب مصری نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن زریر غافقی سے روایت بیان کی کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو حدیث زمزم بیان کرتے سنا جس میں عبدالمطلب کو اس کے کھودنے کا حکم دیئے جانے کا ذکر ہے۔

(علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: عبدالمطلب نے کہا کہ میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا طیبہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا طیبہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں پھر اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور وہاں سو گیا تو اس نے کہا برہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا برہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور وہاں سو گیا تو پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا مضنونہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو پھر میرے پاس آیا اور کہا زمزم کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے اس نے کہا جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا وہ بڑے بڑے حج کرنے والوں کو سیراب کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم کے گڑھے کے پاس چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب انہیں اس کے حالات بتلا دیئے گئے اور اس کے مقام کی رہنمائی کردی گئی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ بالکل سچ ہے۔ تو صبح اپنی کدال لی۔ اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ اور کھودنا شروع کیا۔ اور جب عبدالمطلب پر وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں تو انہوں نے تکبیر کہی اور قریش نے جان لیا کہ عبدالمطلب نے اپنا مقصد پالیا اور وہ ان کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا اے عبدالمطلب یہ باولی تو ہمارے باپ اسمٰعیل کی ہے اور ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے۔ ہمیں بھی اس میں اپنے ساتھ شریک کرلو۔ انہوں

نے کہا ایسا تو میں نہ کروں گا یہ چیز تو ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تم کو تم سب میں سے مجھی کو یہ امتیاز عطا کیا گیا ہے۔

انہوں نے عبدالمطلب سے کہا ذرا ہمارے ساتھ انصاف سے کام لو۔ ہم تو اس معاملے میں جھگڑا کئے بغیر تمہیں نہ چھوڑیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تمہارے میرے درمیان کسی ایسے شخص کو جس کو تم چاہو (حکم) مقرر کرو کہ اس کے سامنے میں تمہارا مقدمہ پیش کروں۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن ہذیل کی کاہنہ (کو ہم اس معاملے کے لئے منتخب کرتے ہیں) انہوں نے کہا منظور۔

روای نے کہا کہ وہ کاہنہ شام کے بلند حصوں میں رہتی تھی۔ اس لئے عبدالمطلب اور بنی عبدمناف میں سے عبدالمطلب کے ہم جد اور قریش کے ہر ایک قبیلے میں سے ایک ایک شخص سب کے سب سوار ہو کر چلے راوی نے کہا کہ اس زمانے میں (راستے میں) بے آب وگیاہ میدان تھے غرض یہ لوگ نکلے اور جب یہ لوگ حجاز وشام کے درمیان ان میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس کا پانی ختم ہو گیا اور سب کے سب پیاسے ہو گئے یہاں تک کہ سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا قریش کے بعض قبیلوں میں سے کسی کے پاس پانی تھا بھی تو انہوں نے دوسروں کے مانگنے پر انہیں دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم خود بھی تو بے آب وگیاہ جنگل میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہوا ہے جو تم پر اس وقت پڑی ہے پھر جب عبدالمطلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کے لئے خوف وخطر دیکھا تو کہا اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ جو آپ مناسب خیال فرمائیں ہم اس رائے کی پیروی کریں گے آپ ہمیں جو مناسب خیال فرمائیں حکم دیں۔ انہوں نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لئے اس قوت سے جو اس وقت اس میں موجود ہے ایک ایک گڑھا کھود لے۔ کہ جب کوئی شخص مرے تو اس کے ساتھی اس کو اس کے گڑھے میں ڈال کر اس کو چھپا سکیں۔ یہاں تک کہ آخر میں تم میں سے ایک شخص رہ جائے گا۔ بہ نسبت تمام قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا (بے گور وکفن) برباد ہونا زیادہ آسان ہے' انہوں نے کہا اچھا آپ جو حکم دیں غرض ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھود لیا اور پھر سب کے سب موت کا انتظار کرتے پیاسے بیٹھ گئے۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا خدا کی قسم ہمارا اس طرح اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا اور دوڑ دھوپ نہ کرنا اور اپنے لئے کچھ نہ تلاش کرنا بڑی کمزوری ہے کوچ کر کے کسی اور طرف چلو کہ شاید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بستی میں پانی دلا دے۔ آخر وہ سب کے سب وہاں سے نکلے۔ یہاں تک کہ جب وہ اور ان کے ساتھ قبائل قریش کے جو لوگ تھے وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ اب دیکھیں انہیں کیا کرنا ہو گا تو عبدالمطلب اپنی سواری کی طرف بڑھے اور جب سوار ہو

چکے اوران کی اونٹنی انہیں لے کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ بہہ نکلا تو عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں نے تکبیر کہی اور پھر وہ اتر پڑے اورانہوں نے خود بھی اوران کے سارے ساتھیوں نے بھی پانی پیا۔اور بھر بھی لیا یہاں تک کہ اپنے پانی کے تمام برتن بھر لئے ۔اور پھر قریش کے تمام قبائل کو بلایا اور کہا کہ لوہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عنایت فرمادیا۔ پیواور بھرلو۔تب تو وہ بھی آئے اور پانی پیا اور بھرلیا پھرانہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف تمہارے موافق فیصلہ کر دیا۔اے عبدالمطلب اللہ تعالیٰ کی قسم اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی نہ جھگڑیں گے۔جس ذات نے اس بے آب وگیاہ جنگل میں اس پانی سے سیراب کیا بے شبہ اسی نے تمہیں زمزم عنایت فرمایا ہے پس اپنے چشمے کی طرف سیدھے لوٹ چلو۔ پھرتو وہ بھی لوٹے اوران کے ساتھ سب کے سب لوٹ آئے ۔اور کاہنہ کے پاس کوئی نہ گیا اور وہ عبدالمطلب اور زمزم کے درمیان حائل ہونے سے باز آ گئے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ روایت تھی جو مجھے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے ذریعے زمزم کے بارے میں پہنچی۔بعض لوگوں کوعبدالمطلب سے اس طرح روایت کرتے بھی میں نے سنا ہے کہ عبدالمطلب کو جب زمزم کے کھودنے کا حکم دیا گیا تو ان سے یوں کہا گیا۔

ثُمَّ ادْعُ بِالْمَاءِ الرَّوِیْ غَیْرِ الْکَدُرِ یَسْقِیْ حَجِیْجَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَبَرِّ
لَیْسَ یَخَافُ مِنْهُ شَیْءَ مَا عَمَرْ

پھر پانی کے بہت ہونے اور گدلا نہ ہونے کی دعا کر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حجاج کو مناسک حج میں سیراب کرتا رہے گا اوراس کے سبب سے عمر بھر کسی چیز کا خوف نہ رہے گا۔

جب عبدالمطلب سے مذکورۂ بالا کلام کہا گیا تو وہ قریش کی طرف سے نکلے اور کہا تم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جانا چاہئے کہ مجھے تمہارے لئے زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔انہوں نے دریافت کیا۔کیا تمہیں بتلایا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے عبدالمطلب نے کہانہیں۔انہوں نے کہا تو آپ اپنی اس آرام گاہ کی جانب پھر جائیے جہاں آپ کواس کے متعلق بتایا گیا۔اگر چہ کچھ بتایا گیا ہے وہ صحیح ہے اوراللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کی اور بھی وضاحت کی جائے گی۔اوراگر وہ شیطان کی جانب سے ہوگا تو وہ دوبارہ لوٹ کر نہ آئے گا۔تو عبدالمطلب اپنی آرام گاہ کی جانب گئے اور وہیں سو گئے پھر وہ آیا اوران سے کہا گیا زمزم کھودا گر تو نے اس کو کھودلیا تو تو نادم نہ ہوگا۔اور یہ تیرے جداعلیٰ کی میراث ہے۔ وہ نہ کبھی سوکھے گا اور نہ اس کا پانی کبھی کم ہوگا۔ وہ بڑے بڑے ایسے حجاج کو سیراب کرے گا جولوگوں سے الگ رہنے والے شتر مرغ کے سے ہوں گے۔ جو تقسیم نہیں کیا جاتا۔اس کے پاس نذر کرنے والے فقراء کے لئے اپنی نذریں گذرانیں گے۔ وہ

(تیری اولاد کے لئے) میراث ہوگی جس سے (تجھے) مضبوط تعلق ہوگا۔ یہ ان دوسری چیزوں کا سا نہیں ہے جن کوتو جانتا ہے۔ اور وہ لید اور خون کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ کلام اور اس سے پہلے کا کلام جو زمزم کے کھودنے کے متعلق علی رضوان اللہ علیہ سے منقول ہے جس کی ابتداء ''جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا'' سے آپ کے قول ''چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے'' تک ہے۔ یہ ہمارے پاس سجع کہلاتا ہے اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب ان سے یہ کہا گیا تو انہوں نے کہا وہ کہاں ہے تو ان سے کہا گیا چیونٹیوں کی بستی کے پاس ہے جہاں کوا کل چونچ مارے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات حقیقت میں ہوئی تھی۔ پھر جب عبدالمطلب صبح میں اٹھے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بھی تھا۔ اور اس وقت اس لڑکے کے سوا اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ تو چیونٹیوں کی بستی انہوں نے پائی اور اس کے پاس ہی کوے کو چونچ مارتے دیکھا اور یہ مقام اساف و نائلہ دونوں بتوں کے درمیان تھا جہاں قریش اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے تو انہیں یقین آ گیا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاں کھودنے کا انہیں حکم ملا ہے وہاں کھودیں اور جب ان کا یہ اہتمام دیکھا تو قریش بھی وہاں آ کھڑے ہوئے اور کہا اللہ کی قسم ہمارے ان دونوں بتوں کے درمیان جہاں ہم قربانی کیا کرتے ہیں تمہیں کھودنے نہ دیں گے۔ تو عبدالمطلب نے اپنے لڑکے حارث سے کہا انہیں میرے پاس سے دفع کرو کہ میں کھودوں۔ اللہ کی قسم میں تو اس حکم کی تعمیل کروں گا جو مجھے دیا گیا ہے۔ اور جب انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ٹلنے والے نہیں تو انہوں نے انہیں کھودنے کے لئے چھوڑ دیا اور ان سے دست کش ہوگئے انہوں نے زیادہ نہ کھودا تھا کہ اس کے اندر کی چیزیں ان پر ظاہر ہوگئیں تو انہوں نے تکبیر کہی اور سب نے جان لیا کہ انہوں نے سچ کہا تھا اور جب وہاں زیادہ کھدائی ہوئی اور اس میں انہوں نے دو سونے کے ہرن پائے۔ اور یہ دونوں ہرن وہ تھے جن کو جرہم نے مکہ سے نکلتے وقت دفن کر دیا تھا۔ اور انہوں نے اس میں نہایت سفید تلواریں اور زرہیں بھی پائیں تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک اور حقدار ہیں۔ انہوں نے کہا ایسا نہیں۔ بلکہ تم میں مجھ میں کسی منصفانہ معاملے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس پر تیر[1] ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا یہ تم کس طرح کرو گے انہوں نے کہا کعبۃ

---

[1] کعبۃ اللہ کے پاس تیروں کے ذریعے قرعہ اندازی کرنا ان کا عام دستور تھا۔ جس کے متعلق ارشاد باری جل اسمہ ہے۔ حرمت علیکم..... وان تستقسموا بالاز لام ۔ ازلام کے ذریعہ تقسیم کر لینا تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور ارشاد ہے انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل شیطان فاجتنبوہ۔ شراب اور جوا اور ازلام ایک قسم کی گندگی ہے اس لئے اس سے بچو اگر چہ اس مقام پر قداع کا لفظ ہے۔ اور کلام مجید میں ازلام کا لفظ ہے۔ لیکن طحطاوی نے لکھا ہے ''القداح ہی الازلام۔ قداح اور ازلام ایک ہی چیز ہیں۔ (احمد محمودی)

اللہ کے لئے دو تیر مقرر کروں گا اور اپنے لئے دو تیر اور تمہارے لئے دو تیر۔ پھر جس کے دو تیر جس کسی چیز پر نکلیں وہ چیز اس کی ہوگی اور جس کے لئے دو تیر نہ نکلیں اس کو کچھ نہ ملے گا۔ انہوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی پھر انہوں نے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لئے اور دو کالے تیر عبدالمطلب کے لئے اور دو سپید تیر قریش کے لئے مقرر کیے۔ پھر انہوں نے وہ تیر والے کو دیئے جو ہبل کے پاس تیر ڈالا کرتا تھا۔ اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک بت تھا جو ان کے بتوں میں سب سے بڑا تھا اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ احد کے روز اسی بت کو پکارا تھا اور کہا تھا'' (اعل هبل) ''یعنی اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ اور عبدالمطلب اللہ عزوجل سے دعا کرتے کھڑے ہو گئے اور تیر والے نے تیر ڈالے تو دونوں زرد تیر تو دونوں ہرنوں پر کعبۃ اللہ کے لئے نکلے اور عبدالمطلب کے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرہوں پر نکلے اور قریش کے دونوں تیر کسی چیز پر نہ نکلے عبدالمطلب نے تلواروں کو تو کعبۃ اللہ میں دروازے کے طور پر لگا دیا اور دروازے میں سونے کے دونوں ہرن نصب کر دیئے ان کے دعوے کے لحاظ سے یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا۔ پھر عبدالمطلب نے حجاج کو زمزم کے پانی پلانے کا انتظام کیا۔

قبائل قریش کی مکہ کی باؤلیوں کا بیان

ابن ہشام نے کہا زمزم کے کھودے جانے کے پہلے قریش نے مکہ میں بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں۔ جیسا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت ہم سے بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا عبد شمس بن عبد مناف نے الطوی نامی باولی کھودی جو مکہ کے بلند حصے میں محمد بن یوسف الثقفی کے گھر البیضاء کے پاس ہے اور ہاشم بن عبد مناف نے بذر نامی باولی مقام المستنذر کے پاس کوہ خندمہ کے نکڑ اور شعب ابی طالب کے دہانے پر کھودی۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب اس نے باؤلی کھودی تو کہا تھا کہ اس باولی کو میں ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ[1] سکے۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

سَقَى اللّٰهُ اَمْرَاهًا عَرَفْتُ مَكَانَهَا ۔۔۔ جُرَابًاوَ مَلْكُوْمًا وَ بَذّرَ وَالْغَمْرَا

اللہ تعالیٰ ان باولیوں سے (یا ان باولیوں کو) سیراب کرے جن کے مقامات تم جانتے ہو جن کے نام جراب ملکوم بذر اور غمر ہیں۔

---

[1] (ب ج د) میں بلا غا للناس ہے جس کے معنی ترجمہ میں اختیار کئے گئے ہیں (الف) میں بلاعا عین مہملہ سے ہے جس کے کوئی مناسب مقام معنی مجھے معلوم نہیں۔

اور ایک باولی سجلہ نامی بھی کھودی گئی جو المطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی ہے جس کا آج بھی لوگ پانی پیتے ہیں۔ بنی نوفل خیال کرتے ہیں کہ مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا۔ بنی ہاشم کا خیال ہے کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باؤلی اسے بطور تحفہ دے دی تھی۔ اور بنی ہاشم اس کی وجہ سے ان تمام باؤلیوں سے بے نیاز ہو گئے۔ اور امیہ بن عبد شمس نے اپنے لئے الحضر (نامی) ایک کنواں کھودلیا تھا۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ نے شفیۃ[1] نامی باؤلی کھدوائی جو بنی اسد کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی عبدالدار نے ام اخراد نامی کنواں کھدوایا۔ بنی جمح نے السنبلۃ نامی باولی کھدوائی جو حلف[2] بن وہب کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی سہم نے الغمر نامی کنواں کھودا جو سہم کا کنواں مشہور ہے۔ اور چند ایسی باولیاں بھی تھی جو مکہ کے باہر کھدی ہوئی تھیں جو مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ نے قریش کے پرانے بڑے بوڑھوں کے زمانے سے بھی پہلے کی ہیں جن میں رم نامی ایک باؤلی ہے جو مرۃ بن کعب بن لوی کی باؤلی کہلاتی ہے۔ اور خم نامی ایک باولی بنی کلاب بن مرۃ کی طرف منسوب ہے۔ اور الحضر نامی بھی ایک باولی ہے۔ حذیفۃ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوی کے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام ابوابی جہم بن حذیفہ تھا۔

وَقِدْمًا غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً ۔۔۔ وَلَا نَسْتَقِيْ اِلَّا نُجِمٍّ اَوِالْحَفَرِ

ہم یا تو خم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باولی سے اس سے سینکڑوں سال پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی احتیاج نہیں رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ اس کے مقام پر ذکر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر زمزم اپنے پہلے کے تمام کنوؤں سے بڑھ گیا حجاج اسی سے پانی پینے لگے لوگ اسی کی طرف رجوع ہو گئے کہ وہ مسجد حرام میں تھا۔ اور اپنے سوا تمام پانیوں میں برتری رکھتا تھا۔ اور اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما[3] السلام کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔

چونکہ بنی عبد مناف ایک ہی خاندان ایک ہی گھرانے کے لوگ تھے ان میں کی کسی شاخ کی برتری ان کی دوسری شاخوں کے لئے بھی برتری تھی اور ان کی کسی شاخ کی فضیلت دوسری شاخوں کے لئے بھی وجہ

---

1. (الف) میں شفیۃ (ب ج د) میں سعیۃ ہے۔
2. (ب ج د) میں خلف باخاء منقوطہ ہے۔ (احمد محمودی)
3. (الف) میں نہیں ہے۔

فضیلت تھی۔ اس لئے مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف نے قریش پر اور سقایہ اور رفادہ کی تولیت وانتظام اور ان کے ہاتھوں زمزم کے ظہر پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ آبَا ئِنَا فَنَمَی بِنَا صُعُدَا

ہم نے اپنے بزرگوں سے بزرگی ورثے میں پائی ہے اور ہمارے پاس آ کر اس بزرگی کی بلندی اور زیادہ ہوگئی ہے۔

اَلَمْ نَسْقِ الْحَجِیْجَ وَنَنْحَرُ الدَّلَّافَةَ الرُّفُدَا

کیا ہم حجاج کو پانی پلاتے نہیں رہے ہیں کیا ہم موٹی تازی بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح کرتے نہیں رہے۔

وَنُلْفیٰ[1] عِنْدَ تَصْرِیْفِ الْمَنَایَا شُدَّدًا رُفُدًا

موت کی حکومت کے مقام پر تو ہم سخت اور دوسروں کو سہارا دینے والے پائے جائیں گے۔

فَاِنْ نَهْلِكْ فَلَمْ نُمْلَكْ وَمَنْ ذَا خَالِدٌ اَبَدَا[2]

اگر ہم ہلاک بھی ہوجائیں (تو کوئی ہرج نہیں) کیونکہ ہم (اپنی جان کے) مالک تو ہیں نہیں اور کون ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَ زَمْزَمُ فِیْ اَرُوْمَتِنَا وَنَفْقَاَ عَیْنَ مَنْ حَسَدَا

اور زمزم (کی تولیت) ہمارے ہی بزرگوں میں (رہی ہے) جو شخص (ہم سے) حسد کرے ہم (اس کی) آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفۃ بن غانم جو بنی عدی بن کعب بن لوی میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے۔

وَ سَاقِی الْحَجِیْجِ ثُمَّ لِلْخُبْزِ[3] هَاشِمٌ وَعَبْدُ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّیِّدُ الْفِهْرِیُ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو (زمزم) پلانے والا اور روٹی کو چور (کر ثرید بنا کر کھلانے) والا ہے۔

---

[1] (ب ج د) میں تلفی یعنی تو ہمیں ایسا پائے گا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں خالد خلدا ہے خلدا مفعول مطلق ہوگا اور معنی وہی ہوں گے لیکن (ب ج د) کا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف ب) میں للخیر ہے تو اس کے معنی نیکی کی عظمت کرنے والا ہوں گے۔ (احمد محمودی)

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَأَصْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخْرًا عَلَى كُلِّ ذِي فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار میں حذیفۃ بن غانم نے عبدالمطلب ابن ہاشم کی مدح کی ہے اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا

ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا جانے یہ کہاں تک صحیح ہے لیکن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم نے زمزم کے کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو نذر مانی کہ اگر انہیں دس لڑکے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک لڑکے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے ذبح کر دیں گے۔ جب انہیں پورے دس لڑکے ہوئے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے تو ان سب کو جمع کیا۔ اور اپنی نذر کی انہیں خبر دی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نذر کے پورے کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے ان کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے عبدالمطلب نے کہا تم میں کا ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب کے پاس آئے عبدالمطلب انہیں لے کر کعبۃ اللہ کے اندر ہبل کے پاس آئے اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک باؤلی پر تھا اور یہ باولی وہ تھی جس پر کعبۃ اللہ کی نذر و نیاز میں جو جو چیزیں آئیں وہاں جمع رہتی تھیں۔ اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا ایک تیر پر خون بہا لکھا تھا۔ جب کسی خوں بہا کی ادائی میں کوئی ایسا اختلاف ہوتا کہ اس کی ادائی ان میں سے کسی پر ہو گی تو ان ساتوں تیروں کو حرکت دی جاتی اور خوں بہا کی ادائی اس میں جس کے نام پر نکلتی اس پر خوں بہا کا بار ڈالا جاتا ایک تیر پر ''ہاں'' کسی کام کے کرنے کے لئے لکھا ہوا تھا۔ جب کسی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو اس تیر کو دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر حرکت دیجاتی اگر ''ہاں'' لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کے موافق عمل کرتے۔ ایک تیر پر ''نہیں'' لکھا تھا جب کوئی کام کرنا چاہتے تو اس کو بھی دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر جنبش دی جاتی اگر یہی تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے۔

ایک تیر پر ''تمہیں میں سے'' لکھا تھا۔ ایک تیر پر ''تم میں ملا ہوا'' لکھا تھا ایک تیر پر ''تم میں سے نہیں'' لکھا تھا۔ ایک تیر پر پانیوں کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ جب وہ پانی کے لئے کوئی کنواں کھودنا چاہتے ان

تیروں کو اوران میں اس پانی کے متعلقہ تیر کو بھی رکھ دیتے۔ پھر جس طرح نکلتا اس کے موافق عمل کرتے۔ اور جب وہ کسی لڑکے کا ختنہ کرنا یا کوئی نکاح کرنا یا کسی میت کو دفن کرنا چاہتے یا کسی شخص کے نسب میں انہیں کچھ شک ہوتا تو اس کو اوراس کے سو درہم اور ذبح کرنے کے کچھ جانور بھی ہبل کے پاس لے جاتے۔ اور یہ سب کچھ تیروں والے کو دیتے جو تیروں کو ہلا کر نکالا کرتا تھا۔ اوراس شخص کو بھی اس کے پاس لے جاتے جس کے متعلق وہ کوئی کام کرنا چاہتے۔ پھر کہتے اے ہمارے معبود فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں جو بات حق ہو وہ ہمارے لئے ظاہر کر۔ پھر تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے۔ اگر اس شخص کے لئے ان تیروں میں سے وہ تیر نکلتا جس پر ''تمہیں میں سے'' لکھا ہے تو وہ ان میں نہایت شریف سمجھا جاتا۔ اوراگر اس کے لئے وہ تیر نکلتا جس پر ''تم میں ملا ہوا'' لکھا ہوتا تو اس شخص کا جو درجہ ان میں پہلے سے تھا وہ اسی مرتبے پر رہتا لیکن وہ شخص نہ کسی کے نسب میں شامل ہو سکتا تھا نہ کسی کا حلیف شمار ہوتا۔ اوراگر اس قرعہ اندازی میں اس کے علاوہ اور کوئی معاملہ ہوتا جس کو وہ کرنا چاہتے اوراس میں ''ہاں'' نکلتا تو ویسا ہی عمل کرتے۔ اوراگر ''نہیں'' نکلتا تو اس معاملے کو اس سال ملتوی کر دیتے یہاں تک کہ اس کو پھر دوبارہ لاتے اوراس وقت تک اپنے معاملات رو کے رکھتے جب تک اس پر تیر نکلے عبدالمطلب نے بھی تیروں والے کے پاس آ کر کہا کہ میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو۔ اور جو نذر انہوں نے مانی تھی اس کی کیفیت بھی اسے سنا دی ان میں سے ہر ایک لڑکے نے اپنا تیر اس کو دیا جس پر اس کا نام لکھا تھا۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد کے تمام لڑکوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ اور زبیر اور ابوطالب فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عائذ بن عمران بن مخزوم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوگوں کے خیال کے موافق عبداللہ عبدالمطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے۔ اور عبدالمطلب یہی دیکھ رہے تھے کہ اگر تیر ان پر سے نکل گیا تو گویا وہ خود بچ گئے۔ اور یہ بات بھی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے (ہونے والے) والد بھی تھے۔ جب تیر والے نے تیر لئے تا کہ انہیں حرکت دے کر نکالے تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہوئے اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اور تیروں والے نے تیروں والے نے تیر ہلائے اور عبداللہ کے نام تیر نکلا۔ پھر تو عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چھری لی۔ اور انہیں لے کر اساف و نائلہ کے پاس آئے۔ تا کہ انہیں ذبح کریں تو قریش اپنی مجلسوں سے اٹھ کر ان کے پاس آئے۔ اور کہا عبدالمطلب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اسے ذبح کر دینا چاہتا ہوں تو قریش اور ان کے دوسرے لڑکوں نے کہا خدا کی قسم اس کو ہرگز ذبح نہ کیجئے جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر آپ

ایسا کریں گے تو ہر ایک شخص ہمیشہ اپنے بچے کو لایا کرے گا کہ اس کو ذبح کرے اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہے گی۔ اور مغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن لقظہ نے جوان لوگوں کی بہن کے لڑکے کا لڑکا تھا کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ کیجئے جب تک کہ آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر ان کا عوض ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم ان کا فدیہ اپنے مال سے دیں گے۔ اور قریش اور ان کے دوسرے بچوں نے کہا ان کو ذبح نہ کیجئے بلکہ انہیں حجاز لے چلئے وہاں ایک عرافہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے۔ اس سے آپ دریافت کیجئے۔ اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو ان کے ذبح کر ڈالنے کا پورا اختیار ہوگا۔ اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لئے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اس کو قبول کر لیں تو پھر وہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں انہیں معلوم ہوا کہ وہ خیبر میں ہے تو پھر وہاں سے سوار ہو کر خیبر میں آئے اور اس عورت سے دریافت کیا اور عبدالمطلب نے اپنے اور اپنے لڑکے کے حالات اسے سنائے اور ان کے متعلق اپنی نذر اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ اس عورت نے کہا آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کرلوں۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ اور عبدالمطلب اس کے پاس سے آ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کھڑے رہے۔ اور دوسرے روز سویرے سب اس کے پاس گئے۔ اس عورت نے کہا ہاں تمہارے متعلق مجھے کچھ معلومات ہوئے ہیں۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے سب نے کہا دس اونٹ اور واقعۃً یہی مقدار تھی۔ اس عورت نے کہا تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ اور تم اپنے اس آدمی کو (یعنی اپنے لڑکے کو) اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو اور ان دونوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈالو اگر تیر تمہارے اس لڑکے پر نکلے تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارا پروردگار راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کے بجائے اونٹ ذبح کر دو۔ کہ تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو گیا اور تمہارا یہ لڑکا بھی بچ گیا۔ (یہ سن کر) وہ وہاں سے نکل کر مکہ پہنچے۔ اور جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے۔ تو عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور عبداللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے اس حالت میں کہ عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ پر نکلا۔ تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد تیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد چالیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ

تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد پچاس ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ پر ہی نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد ساٹھ ہوگئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد ستر ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ ہو کئے اور اونٹوں کی تعداد اسی ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد نوے ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو اب کے تیر اونٹوں پر نکلا۔ تو قریش اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے سبھی نے کہا اے عبدالمطلب اب تم اپنے رب کی رضامندی کو پہنچ گئے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبدالمطلب نے کہا اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین وقت اونٹوں ہی پر تیر نکلے۔ پھر عبداللہ اور اونٹوں کے لئے تیر نکالے اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے کہ تیر اونٹوں ہی پر نکلا۔ پھر مکرر یہ عمل کیا اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو تیر اونٹوں ہی پر نکلا پھر تیسری بار اس عمل کی تکرار کی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کررہے تھے پھر تیر نکالا تو تیر اونٹوں ہی پر نکلا پھر تو اونٹ ذبح کئے گئے اور اس طرح رکھ چھوڑا کہ کسی شخص کو ان کے گوشت سے نہ محروم کیا جاتا تھا اور نہ کسی کو روکا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تو یہ کہا ہے کہ نہ کسی انسان کو روکا جاتا تھا اور نہ کسی درندے کو۔

ابن ہشام نے کہا اس واقعے کی بہت سی روایتوں میں سے بعض روایتوں میں رجز یہ اشعار بھی ہیں جن کی روایت علماء شعر میں سے کسی سے ہم تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچی۔

اس عورت کا بیان جو عبداللہ بن عبدالمطلب سے نکاح کرنے کیلئے آئی

ابن اسحٰق نے کہا پھر تو عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لوٹے اور لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انہیں ساتھ لئے بنی اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی بن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کی بہن تھی اور کعبۃ اللہ کے قریب ہی تھی اس عورت نے جب عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو ان سے کہا اے عبداللہ کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا اپنے والد کے ساتھ جارہا ہوں۔ اس نے کہا تمہیں اتنے ہی اونٹ دوں گی جتنے تمہارے فدیے میں ذبح کئے گئے ہیں تم اس وقت میرے ساتھ ہمبستر ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ ہوں وہ جس راستے جا

رہے ہیں میں نہ اس راستے کے خلاف دوسرے راستے جا سکتا ہوں اور نہ انہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ عبدالمطلب انہیں (ساتھ) لے کر چلے (اور) وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے پاس انہیں لائے۔ اور وہب ان دنوں بنی زہرۃ میں عزت ونسب[۱] دونوں کے لحاظ سے سردار تھے انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ بنت وہب کو ان کے نکاح میں دے دیا جو ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب اور رتبے کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ اور برۃ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان ابن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ اور ام حبیب برہ بنت عوف بن عبد عویج بن[۲] کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی بیٹی تھیں لوگوں کا بیان ہے کہ جب وہب نے عبداللہ کی زوجیت میں آمنہ کو دے دیا تو انہوں نے وہیں ان سے ہمبستری کی اور آمنہ نے رسول اللہ ﷺ کو حمل میں لے لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر عبداللہ اس عورت کے پاس آئے جس نے آپ کے آگے اپنی ذات کو پیش کیا تھا۔ اور اس سے کہا وہ اونٹ جو تو نے کل پیش کئے تھے (کیا) آج بھی دے گی؟ اس نے کہا آج وہ نور تمہارے پاس نہیں رہا جو کل تھا اس لئے اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور اگلی کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہا کرتا تھا سنا کرتی تھی کہ اس قوم میں ایک نبی ہونے والا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے بیان کیا کہ عبداللہ اپنی ایک بی بی کے پاس جو آمنہ بنت وہب کے علاوہ تھیں کیچڑ کا کچھ کام کر کے گئے اور آپ کو کچھ کیچڑ بھی لگی ہوئی تھی انہیں اپنے پاس بلایا تو کیچڑ کے آثار دیکھ کر انہوں نے آنے میں دیر کی تو آپ ان کے پاس سے چلے اور وضو کیا اور جو کیچڑ لگی تھی وہ دھوڈالی پھر آمنہ کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے اور اس بی بی کے پاس سے گذرے۔ انہوں نے آپ کو اپنی طرف بلایا تو آپ نے ان کے پاس جانے سے انکار فرما کے آمنہ کی جانب قصد فرمایا ان کے پاس آئے اور ہمبستری کی۔ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا حمل ہو گیا۔ پھر عبداللہ اس بی بی کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا تمہیں کچھ رغبت ہے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ جب میرے پاس سے گزرے تو آپ کے آنکھوں کے درمیان ایک چمک تھی اس لئے میں نے آپ کو بلایا تھا لیکن آپ نے میرے پاس آنے سے انکار فرمایا اور آپ آمنہ کے پاس چلے گئے اس چمک کو انہوں نے لے لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ کی نسبت وہ بی بی بیان کیا کرتی تھیں کہ عبداللہ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی آنکھوں کے درمیان اس طرح کی سفیدی تھی جس طرح گھوڑے کی پیشانی میں

---

[۱] (الف) میں بجائے نسبا کے سنا ہے یعنی عمر کے لحاظ سے۔ (احمد محمودی)۔ [۲] (الف) میں بن عویج نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

سفیدی ہوتی ہے۔انہوں نے کہا اس لئے میں نے ان کو بلایا کہ وہ مجھ میں آ جائے لیکن انہوں نے میرے پاس آنے سے انکار کیا۔اور آمنہ کے پاس چلے گئے۔اور ان سے ہم صحبت ہوئے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کا حمل ہوگیا۔

غرض رسول اللہ ﷺ اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر اور عزت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر تھے اپنے والد کی جانب سے بھی اور والدہ کی جانب سے بھی اللہ[1] تعالیٰ آپ پر برکات و سلام نازل فرمائے۔

اجزائے ابن ہشام میں سے دوسرا جز ختم ہوا۔

❀ ❀ ❀

آمنہ سے رسول اللہ ﷺ کے حمل میں آنے کے وقت جو باتیں کہی گئیں

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن لوگ تو اپنی گفتگو میں اس بات کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب بیان کیا کرتی تھیں کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہوئیں تو آپ کے پاس کوئی آیا اور آپ سے کہا گیا کہ تو اس امت کے سردار کی حاملہ ہے۔جب وہ زمین پر آئے تو اس طرح کہہ ''ہر ایک حاسد کی برائی سے میں اسے ذات یکتاء کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کا نام محمد رکھ''۔اور جب آپ حاملہ ہوئیں تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے اندر سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں مقام بصریٰ کے محل جو سرزمین شام میں ہیں آپ نے دیکھے اس کے بعد عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے والد زیادہ مدت نہ رہے۔رسول اللہ ﷺ کی والدہ حاملہ ہی تھیں کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

رسول ﷺ کی ولادت (باسعادت) اور رضاعت

کہا کہ[2] ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔انہوں نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت دوشنبے کے روز ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی۔

---

۱ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔(احمد محمودی)۔

۲ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔(احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے والد اور اپنے دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہا کہ میری اور رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سنہ فیل میں ہوئی ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یحییٰ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد[1] بن زرارۃ الانصاری کی روایت سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت کی روایت مجھ سے میری قوم کے ان لوگوں نے بیان کی جن کا بیان مجھے مطلوب تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں سات یا آٹھ سال کا قریب البلوغ لڑکا تھا جو بات سنتا تھا اسے سمجھتا تھا۔ کہ اچانک میں نے ایک یہودی کو یثرب کے ایک بلند مقام پر بلند آواز سے اے گروہ یہود چیختے[2] سنا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے اس سے کہا کمبخت تجھے ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا آج رات احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس میں وہ پیدا ہو گیا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت[3] سے دریافت کیا ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت حسان بن ثابت کس عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا ساٹھ سالہ اور رسول اللہ ﷺ کی عمر تشریف آوری کے وقت ترپن سال کی تھی اس لئے حسان نے جو کچھ سنا وہ ساٹھ سال کی عمر میں سنا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ پیدا ہوئے ﷺ تو آپ کے دادا عبدالمطلب کو اطلاع کی گئی کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آیئے اور اس کو دیکھئے۔ وہ آئے اور آپ کو دیکھا اور آپ کی والدہ نے جو کچھ اسے حمل کے زمانے میں دیکھا تھا اور جو کچھ کہا گیا تھا اور جو نام رکھنے کا حکم ملا تھا سب ان سے بیان کیا لوگوں کا خیال ہے کہ عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا لیا۔ اور آپ کو لے کر کعبۃ اللہ میں گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی عطاء پر اس کا شکر ادا کرتے کھڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے گئے۔ اور آپ کو آپ کی والدہ کے حوالے کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے رضعاء یعنی دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الرضعاء کے معنی المراضع ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتیں۔ اللہ تبارک[4] وتعالیٰ کی

---

[1] (الف) میں اسعد ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں بجائے یصرخ کے یصرج ہے جو اس مقام پر بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[4] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ''وحرمنا علیه المراضع'' ہے یعنی ہم نے اس پر دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) کو حرام کردیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے دودھ پلانے کے لئے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا مقرر کیا۔ اور ابوذویب کا نام عبداللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن رزام بن ناصرۃ بن قصیۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان تھا اور آپ کے رضاعی والد جن (کی بی بی) کا دودھ آپ نے پیا صلی اللہ علیہ وسلم الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ بن ملان بن ناصرۃ بن قصیۃ[1] بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ہلال بن ناصرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کا نام عبداللہ بن الحارث اور انیسۃ بنت الحارث اور خذامۃ بنت الحارث تھا جس کا اصلی نام الشیماء تھا لیکن خذامۃ کے نام کا غلبہ ان کے اصلی نام پر ہوگیا اور وہ اپنے خاندان میں اسی نام سے مشہور ہوگئی تھیں۔ اور یہ سب حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحارث ہی کے بچے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کے پاس رہتے تو الشیماء آپ کی والدہ کے ساتھ مل کر آپ کی پرورش اور دیکھ بھال کرتیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جہم بن ابی جہم مولیٰ الحارث بن حاطب الجمحی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی روایت سے یا کسی اور شخص کی روایت سے جس نے ان سے بیان کیا ہے حدیث بنائی کہا کہ حلیمہ بنت ابی ذویب السعد یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ اپنی بستی سے اپنے شوہر اور اپنے ایک شیر خوار بچے کو لیکر بنی سعد بن بکر کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں انہوں نے کہا کہ وہ زمانہ قحط کا تھا۔ اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ کہا کہ میں ایک بھوری سبزی مائل گدھی پر نکلی اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس سے خدا کی قسم ایک قطرہ دودھ بھی نہ مل سکتا تھا۔ ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے اس بچے کے' بھوک سے رونے سبب' جو ہمارے ساتھ تھا تمام رات نہ سو سکتے تھے۔ میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہو۔ اور نہ ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا جو اس کے ناشتے کے کام آئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ناشتے کے کام آئے کے بعد بعض نے ان الفاظ کی بھی روایت کی ہے لیکن ہم

---

[1] (ب ج) میں قصیۃ بالفاء ہے۔ (احمد محمودی)

بارش اور خوش حالی کے امیدوار تھے۔

غرض میں اپنی اس گدھی پر نکلی تو وہ تھک گئی اور قافلے سے پیچھے رہ گئی (اور) اس کی کمزوری اور دبلا پن ان لوگوں پر بار ہو گیا یہاں تک کہ ہم دودھ پینے والے بچوں کی تلاش کرتے مکہ آئے۔ ہم میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اس سے کہا جاتا تھا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کرتی۔ اس لئے کہ ہم لوگ بچے کے باپ کی طرف سے نیک سلوک کی امید رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ وہ یتیم ہے تو اس کی ماں اور دادا سے حسن سلوک کی کیا امید ہے۔ اس لئے ہم آپ کے لینے کو پسند نہ کرتے تھے۔ میرے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے بجز میرے کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے کوئی شیر خوار[۱] نہ لے لیا ہو۔ پھر جب ہم چلنے کے لئے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا بخدا میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیر خوار کو لئے بغیر میں اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں خدا کی قسم میں تو اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور لے لوں گی۔ انہوں نے کہا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اسی میں برکت دے دے۔ انہوں نے کہا پس میں اس کے پاس گئی اور اسے لے لیا۔ اور میرے اس فعل کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ملا۔ انہوں نے کہا جب میں نے آپ کو لے لیا تو آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف لوٹی۔ اور جب میں نے آپ کو اپنی گود میں بٹھا لیا تو آپ کے لئے میری چھاتیوں میں حسب خواہش دودھ اتر آیا۔ آپ نے پیا اور سیر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے حالانکہ اس سے پہلے اس کے ساتھ ہم سوتے بھی نہ تھے۔ اور میرا شوہر اپنی اس بوڑھی اونٹنی کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ تو اس نے اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس نے خود بھی پیا اور اس کے ساتھ میں نے بھی پیا یہاں تک کہ ہماری سیری اور سیر آبی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آرام سے وہ رات گزاری۔ انہوں نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا کہ اے حلیمہ خدا کی قسم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تم نے ایک ذات مبارک کو پایا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے یہی امید تھی۔ (حلیمہ نے) کہا پھر ہم نکلے۔ اور میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی۔ اور آپ کو بھی اپنے ساتھ اس پر سوار کرا لیا۔ خدا کی قسم پھر تو وہ گدھی قافلے سے آگے ہو گئی۔ قافلے والوں کے گدھوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ میری ساتھ والیاں مجھ سے کہنے لگیں۔ اے ابوذویب کی لڑکی تجھ پر افسوس ہے ہماری خاطر سے ذرا درمیانی چال چل۔ کیا یہ تیری وہ

---

۱ (الف) میں بجائے رضیعا کے ضرلیا لکھا ہے جو اس مقام پر بالکل مہمل سا معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گدھی نہیں ہے جس پر تو گھر سے نکلی تھی میں ان سے کہتی کیوں نہیں یہ وہی تو ہے۔ وہ کہتیں خدا کی قسم اس کی تو حالت ہی کچھ اور ہے۔ کہا پھر ہم بنی سعد کی بستیوں میں اپنے گھر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں کسی ایسی سرزمین کو میں نہیں جانتی جو اس سے زیادہ قحط زدہ ہو (لیکن باوجود اس کے) جب ہم آپ کو اپنے ساتھ لائے تو میری بکریاں چراگاہ سے شام میں دودھ سے خوب بھری ہوئی اور سیر واپس آئیں اور ہم دودھ دوھتے اور پیتے اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص (اپنی بکریوں کے) دودھ کا ایک قطرہ تک نہ دوھتا۔ اور نہ تھنوں میں ایک قطرہ پاتا تھا۔ ہماری قوم کے جو لوگ ہمارے قریب ہی رہا کرتے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے کم بختو ابوذویب کی لڑکی کا چرواہا جہاں بکریاں چرنے چھوڑتا ہے تم بھی وہیں چھوڑو۔ لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی ہی واپس آتیں۔ ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی اور سیر لوٹتیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت ہی دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دو سال گزر گئے۔ اور دودھ بڑھائی ہوگئی آپ کا نشو ونما ایسا ہوا کہ اس کو دوسرے بچوں کے نشو ونما سے کوئی مشابہت نہ تھی آپ کی عمر دو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ بڑے لوگوں کی طرح موٹے تازے ہوگئے پھر ہم آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے اور چونکہ ہم آپ کے برکات کو دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ہم آپ کو اپنے پاس ہی رکھنے کے بہت آرزومند تھے۔ ہم نے آپ کی والدہ سے بات چیت کی۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ میرے بچے کو میرے پاس کچھ دنوں اور چھوڑ دیں کہ خوب موٹا تازہ ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی وبا سے اس کے لئے ڈر لگتا ہے۔ کہا کہ ہم یہاں تک اس بات پر اصرار کرتے رہے۔ کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے ساتھ لوٹا دیا۔ پھر تو ہم آپ کو لے کر لوٹے۔ خدا کی قسم آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہمارے آنے کے چند ماہ بعد آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں ہمارے گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پاس آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا میرا جو قرشی بھائی ہے اس کو دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پکڑ لیا۔ اور اس کو لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ اور اس کو مار رہے ہیں (انہوں نے) کہا (یہ سنتے ہی) میں اور آپ کے والد آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ آپ کے چہرے کا رنگ سیاہ تھا میں نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور آپ کے والد نے بھی آپ کو گلے سے لگایا۔ اور ہم نے آپ سے کہا میرے پیارے بیٹے تجھے کیا ہوا۔ فرمایا میرے پاس دو شخص جو سفید کپڑے پہنے تھے آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا۔ اور انہوں نے اس میں کوئی چیز تلاش کی میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی (انہوں نے)۔ کہا کہ پھر ہم آپ کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے کہا آپ کے والد نے مجھ سے کہا اے حلیمہ مجھے خوف ہے کہ اس لڑکے پر کہیں کوئی اثر نہ ہو گیا ہو۔ اس پر اس اثر کے ظاہر

ہونے سے پہلے اس کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ کہا پھر تو ہم نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا انا تم اس کو (ابھی) کیوں لائیں حالانکہ تم تو اس کو اپنے پاس رکھنے کی بہت آرزومند تھیں میں نے کہا جی ہاں اللہ تعالیٰ نے اب اسے سن تمیز کو پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے وہ میں نے ادا کر دیئے۔ اور مجھے اس پر حوادث کا خوف ہوا۔ اس لئے میں نے آپ کی مرضی کے موافق اسے آپ تک پہنچا دیا۔ (حضرت آمنہ نے) کہا نہیں تمہاری حالت ایسی تو نہیں ہے۔ اپنا حال مجھ سے سچ سچ کہو (حلیمہ نے) نے کہا کہ جب تک میں نے نہ بتایا انہوں نے مجھے نہ چھوڑا۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں اس پر شیطانی اثر کا خوف ہوا میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا خدا کی قسم شیطان کا اس پر کچھ بس نہ چلے گا۔ میرے بچے کی عجیب شان ہے۔ کیا میں اس کے کچھ حالات بیان کروں کہا ضرور بیان فرمایئے (حضرت آمنہ نے) کہا جب مجھے اس لڑکے کا حمل ہوا تو میں نے دیکھا کہ مجھ میں سے ایک نور نکلا جس کی روشنی سے سرزمین شام کی بصریٰ نامی بستی کے محل مجھ پر روشن ہو گئے۔ اور جب مجھے اس کا حمل ہوا تو خدا کی قسم اس سے زیادہ سبک اور اس سے زیادہ آسان حمل میں نے کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ اور جب آپ کی پیدائش ہوئی تو یہ حالت دیکھی کہ آپ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ (پھر آپ کی والدہ نے حلیمہ سے کہا) تم اپنے یہ خیالات چھوڑ دو۔ اور سیدھی اپنی راہ لو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے آپ سے کہا اے اللہ کے رسول اپنے کچھ حالات بیان فرمایئے۔ فرمایا:

(نعم) اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ[1] اِبْرٰهِيْمَ، وَبُشْرٰى اَخِیْ عِيْسٰى، وَرَاَتْ اُمِّیْ حِيْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا قُصُوْرُ الشَّامِ وَاسْتُرْضِعْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ فَبَيْنَا اَنَا مَعَ اَخٍ لِیْ خَلْفَ بُيُوْتِنَا نَرْعٰى بَهْمًا لَنَا اِذْ اَتَانِیْ[2] رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ بِطَسْتٍ[3] مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ ثَلْجًا فَاَخَذَانِیْ فَشَقَّا بَطْنِیْ، وَاسْتَخْرَجَا قَلْبِیْ فَشَقَّاهُ، فَاسْتَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ فَطَرَحَاهَا، ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِیْ وَبَطْنِیْ بِذٰلِكَ الثَّلْجِ حَتّٰى اَنْقَيَاهُ).

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) اتانا (ب ج د) اتانی۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) بطشت (ب ج) بطست (د) بسطت۔ آخری نسخہ بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

قَالَ: ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنَنِیْ بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِائَةٍ مِنْ اُمَّتِهٖ، فَوَزَنَنِیْ بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِاَلْفٍ مِنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنَنِیْ بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ، فَقَالَ: دَعْهُ عَنْكَ، فَوَاللّٰهِ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَوَزَنَهَا.

''اچھا (سنو) میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اور جب میں اپنی ماں کے بطن میں آیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہو گئے۔ اور بنی سعد بن بکر کے قبیلے ہیں۔ دودھ پی کر میں نے پرورش پائی۔ میں اپنے گھروں کے پیچھے اپنے ایک بھائی کے ساتھ تھا اور ہم اپنی بکریاں کے بچوں کو چرا رہے تھے کہ دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس برف سے بھرا ہوا ایک سونے کا طشت لے کر آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور میرا پیٹ چاک کیا اور میرے دل کو نکالا اور اسے بھی چاک کیا اور اس میں سے ایک کالا گوشت کا ٹکڑا نکالا اور پھینک دیا۔ پھر انہوں نے میرا دل اور پیٹ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اس کو پاک کر دیا فرمایا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا انہیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو۔ پس اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے وزن میں بڑھ گیا۔ پھر اس نے کہا ان کی امت کے سو شخصوں کے ساتھ تولو جب اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے بھی وزن میں بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے ہزار افراد کے ساتھ تولو۔ اس نے مجھے ہزار کے ساتھ وزن کیا تو جب بھی میں وزن میں بڑھ گیا (یہ دیکھ کر) اس نے کہا ان کو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم اگر تو انہیں ان کی (پوری) امت کے مقابل بھی تولے گا تو یہ بڑھ جائیں گے''۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَی الْغَنَمَ قِیْلَ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَاَنَا

''کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے بھی فرمایا (ہاں) میں نے بھی''۔

ابن[1] اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

اَنَا اَعْرَبُكُمْ اَنَا قُرَشِیٌّ وَاسْتُرْضِعْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

''میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔ میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے''۔

ابن[1] اسحٰق نے کہا بعض حدیثوں میں لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ کی والدہ سعدیہ جب آپ کو لے کر مکہ آئیں اور آپ کو لئے آپ کے خاندان میں آ رہی تھیں تو آپ ان سے چھوٹ کر لوگوں (کی بھیڑ) میں گم ہو گئے انہوں نے آپ کو (بہت) ڈھونڈا لیکن (کہیں) نہ پایا۔ تو عبدالمطلب کے پاس آئیں اور ان سے کہا میں آج رات محمد (ﷺ) کو لے کر آئی۔ اور جب میں مکہ کے بلند حصے میں تھی تو مجھ سے الگ ہو کر (وہیں) کھو گیا۔ خدا کی قسم مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ تو عبدالمطلب آپ کے لوٹ آنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ورقہ بن نوفل بن اسد اور ایک دوسرے شخص کو آپ مل گئے۔ اور (وہ دونوں) آپ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا یہ آپ کا بچہ مکہ کے بلند حصے میں ہمیں ملا۔ تو عبدالمطلب نے آپ کو لے کر اپنی گردن پر بٹھا لیا۔ آپ کو لئے کعبۃ اللہ کے گرد گھومتے جاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے اور پناہ مانگتے جاتے تھے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ آمنہ کے پاس بھجوا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کی والدہ سعدیہ کو آپ کی والدہ (آمنہ) کے پاس آپ کو واپس پہنچا دینے کے محرکات میں سے علاوہ ان کے جو انہوں (سعدیہ) نے آپ کی والدہ (آمنہ) سے بیان کیا جس کا ذکر میں نے آپ (رسول اللہ ﷺ) کے متعلق کر دیا ہے۔ یہ بھی ایک محرک تھا کہ حبشہ کے چند نصرانیوں نے آپ کو ان کے ساتھ اس وقت دیکھا جب آپ کی دودھ بڑھائی کے بعد آپ کو لے کر وہ لوٹیں، تو انہوں نے آپ کو غور سے دیکھا اور خوب جانچا اور آپ کے متعلق بی بی حلیمہ سے سوالات کئے پھر ان سے کہا کہ ہم اس لڑکے کو لے لیں گے اور اسے ہم اپنے ملک اور شہر کو لے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایسا لڑکا ہے جس کی بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں۔

جس نے یہ روایت مجھ سے بیان کی اس کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ حلیمہ کا آپ کو لے کر ان سے الگ ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

حضرت آمنہ کی وفات اور رسول اللہ کا اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ رہنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب اور اپنے دادا عبدالمطلب بن ہاشم

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ جس عظمت و بزرگی تک آپ کو پہنچانا چاہتا تھا اس کے لئے آپ کی بہترین پرورش فرما رہا تھا۔ جب آپ کی عمر (شریف) چھے سال کو پہنچی تو آپ کی والدہ آمنہ بنت وہب انتقال فرما گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ چھے سال کے تھے کہ آپ کی والدہ آمنہ جب آپ کو لے کر بنی عدی بن النجار کے قبیلے میں آئیں کہ آپ کی ملاقات آپ کے ماموں سے کرائیں تو وہاں سے مکہ کی جانب واپسی میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمٰی بنت عمرو نجاریہ تھیں۔

ابن اسحٰق نے بنی نجار کا رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہونے کا جو رشتہ[۱] بتایا ہے وہ یہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب بنی ہاشم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عبدالمطلب کے لئے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا۔ اور ان کے لڑکے ان کے اس فرش کے اطراف بیٹھے رہتے یہاں تک وہ خود اس کی طرف آتے ان کے لڑکوں میں سے کوئی بھی ان کی عظمت کے خیال سے اس پر نہ بیٹھتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں کہ سن شعور کو پہنچ چکے تھے (آپ جب) تشریف لاتے اس فرش پر بیٹھ جاتے آپ کو وہاں سے ہٹا دینے کے لئے آپ کے چچا آپ کو پکڑ لیتے تو عبدالمطلب کہتے میرے بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم اس کی تو بہت بڑی شان ہے اور آپ کو اپنے ساتھ اس فرش پر بٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ کو جو کام بھی کرتے دیکھتے انہیں خوشی ہوتی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آٹھویں سال میں قدم رکھا تو عبدالمطلب بن ہاشم رحلت کر گئے۔ اور یہ واقعہ واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد ہوا۔

عبدالمطلب کی وفات اور آپ کے مرثیے کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی کہ جب عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آٹھ سال کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبدالمطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی لڑکیوں کو جو چھے تھیں جمع کیا جن کے نام صفیہ، برہ،

---

[۱] یعنی بنی نجار میں رسول اللہ ﷺ کے دادا کا ننھیال تھا۔ (احمد محمودی)

عاتکہ' ام الحکیم البیضاء امیمہ' اور اروی تھیں۔ اور ان سے کہا تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تا کہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں کہ تم کیسے بین کرو گی اور) کیا کہو گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو ان اشعار کو جانتا ہو لیکن ان کی روایت محمد بن سعید بن المسیب نے کی ہے جس طرح ہم نے لکھ دیا۔

صفیہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ عَلٰى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيْدِ

رات میں ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی۔

فَفَاضَتْ عِنْدَ ذٰلِكُمْ دُمُوْعِىْ عَلٰى خَدِّىْ كَمُنْحَدِرِ الْفَرِيْدِ

اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْمٍ غَيْرِ وَغْلٍ لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ عَلَى الْعَبِيْدِ

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعوے دار نہ تھا جس کو بندگان خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِى الْمَعَالِىْ اَبِيْكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُوْدِ

شیبہ جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا۔ اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

صَدُوْقٍ فِى الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ وَلَا شَخْتِ الْمَقَامِ وَلَا سَنِيْدِ

اس پر' جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا' اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

طَوِيْلِ الْبَاعِ اَرْوَعَ شَيْظَمِىٍّ مُطَاعٍ فِىْ عَشِيْرَتِهٖ حَمِيْدِ

اس پر' جو بہت ہی کشادہ دست عجیب حسن و شجاعت والا بھاری بھرکم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

رَفِيْعِ الْبَيْتِ اَبْلَجَ ذِىْ فُضُوْلٍ وَغَيْثِ النَّاسِ فِى الزَّمَنِ الْحُرُوْدِ[1]

اس پر' جو عالی خاندان روشن چہرہ اقسام کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

---

[1] (الف) الجرود بالجیم معنی اسی کے قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

كَرِيْمِ الْجَدِّ لَيْسَ بِذِىْ وَ صُوْمٍ يَرُوْقُ عَلَى الْمُسَوَّدِ وَالْمَسُوْدِ

اس پر' جو اعلیٰ شان والا۔ ننگ و عار سے بری۔ سرداروں اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

عَظِيْمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ خَضَارِمَةٍ[۱] مَلَاوِثَةِ الْاُسُوْدِ

اس پر' جو بڑے حلم والا اعلیٰ شان والوں میں کا ایک فرد دوسروں کے بار اٹھانے والا سردار شیروں کے لئے پشت پناہ تھا۔

فَلَوْ خَلَدَ امْرُوٌ لِقَدِيْمِ مَجْدٍ وَلٰكِنْ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْخُلُوْدِ

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا۔

لَكَانَ مُخَلَّدًا اُخْرَى اللَّيَالِىْ لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسْبِ التَّلِيْدِ

تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا۔ لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔ اور برہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَعَيْنَىَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ دُرَرْ عَلٰى طَيِّبِ الْخِيْمِ وَالْمُعْتَصَرْ

اے میری آنکھو نیک سیرت اور سخی پر موتیوں کے سے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

عَلٰى مَاجِدِ الْجَدِّ وَارِى الزِّنَادِ جَمِيْلِ الْمُحَيَّا عَظِيْمِ الْخَطَرْ

اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر حسین چہرے اور بڑے رتبے والے پر۔

عَلٰى شَيْبَةِ الْحَمْدِ ذِى الْمَكْرُمَاتِ وَذِى الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمُفْتَخَرْ

بزرگیوں والے شیبۃ الحمد پر عزت و شان والے اور افتخار والے پر۔

وَذِى الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِى النَّائِبَاتِ كَثِيْرِ الْمَكَارِمِ جَمِّ الْفَجَرْ

آفات میں فضل و عطا و حلم کرنے والے پر بہت خوبیوں والے' بڑے سخی مالدار پر۔

لَهٗ فَضْلُ مَجْدٍ عَلٰى قَوْمِهٖ مُنِيْرٌ يَلُوْحُ كَضَوْءِ الْقَمَرْ

اپنی قوم پر اسے بڑے فضیلت حاصل تھی وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی روشنی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

اَتَتْهُ الْمَنَايَا فَلَمْ تُشْوِهٖ بِصَرْفِ اللَّيَالِىْ وَرَيْبِ الْقَدَرْ

زمانہ کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لئے ہوئے موتیں اس کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

اور عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

---

۱ (الف) خضارمۃ بجاء حطی دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (احمد محمودی)۔

اَعَيْنَيَّ جُوْدَا وَلَا تَبْخَلَا بِدَمْعِكُمَا بَعْدَ نَوْمِ النِّيَامْ

اے میری آنکھو سونے والوں کے سوجانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْحَنْفِرَا وَاسْكُبَا وَشُوْبَا بُكَاءَ كُمَا بِالتِّدَامْ[1]

اے میری آنکھو خوب تیز جھڑی لگا دو اور یہ پڑھ اور اپنے رونے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْتَخْرِطَا وَاسْجُمَا عَلٰى رَجُلٍ غَيْرِ نِكْسٍ كَهَامْ

اے میری آنکھو خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

عَلَى الْجُحْفَلِ الْغَمْرِ فِى النَّائِبَاتِ كَرِيْمِ الْمَسَاعِىْ وَفِيِّ الذِّمَامْ

بزرگ سردار پر آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر بزرگانہ کوششوں والے پر ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

عَلٰى[2] شَيْبَةِ الْحَمْدِ وَارِى الزِّنَادِ وَذِى مَصْدَقٍ بَعْدَ ثَبْتِ الْمَقَامْ

مہمان نواز شیبۃ الحمد پر اور (اپنے) مقام پر جمے رہ کر صحت حملہ کرنے والے پر۔

وَسَيْفٍ لَدِى الْحَرْبِ صَمْصَامَةٍ وَمُرْدِى الْمَخَاصِمِ عِنْدَ الْخِصَامْ

اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وَسَهْلِ الْخَلِيْقَةِ طَلْقِ الْيَدَيْنِ وَفِىٍّ عُدْ مُلِيٍّ صَمِيْمٍ لُهَامْ

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

تَبَنَّكَ فِىْ بَاذِخٍ بَيْتُهٗ رَفِيْعِ الذُّوَابَةِ[3] صَعْبِ الْمَرَامْ

اس پر جس کے گھر کی اساس علو شان پر مستحکم تھی بلند طرے والے اعلیٰ مقاصد والے پر۔

اور ام حکیم البیضاء نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَلَا يَا عَيْنُ جُوْدِىْ وَاسْتَهِلِّىْ وَبَكِّىْ ذَا النَّدٰى وَالْمَكْرُمَاتِ

ہاں اے آنکھ سخاوت اور آہ و فغاں کر۔ اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

---

[1] (الف) الثدام ثاء مثلثہ سے یعنی ایک نقطہ زیادہ ہو گیا ہے جو غالباً کاتب کی غلطی ہے جس کے کوئی مناسب معنی اس مقام پر نہیں سمجھ میں آتے۔

[2] یہ شعر (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] (الف) میں ''الدوابة'' ذال مہملہ سے لکھا ہے' جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَكِ اَسْعِفِیْنِی[۱] بِدَمْعٍ مِنْ دُمُوْعٍ هَاطِلَاتِ
ہاں اے کمبخت آنکھ لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر۔

وَبَكِّی خَیْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَایَا اَبَاكِ الْخَیْرَ تَیَّارَ الْفُرَاتِ
سواریوں پر سوار ہونے والوں میں جو سب سے اچھا تھا اس پر آہ وفغاں کر۔ اپنے اچھے باپ پر جو میٹھے پانی کا موج زن دریا تھا۔

طَوِیْلَ الْبَاعِ شَیْبَةَ ذَا الْمَعَالِیْ كَرِیْمِ الْخِیْمِ مَحْمُوْدَ الْهِبَاتِ
شیبہ پر جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا نیک سیرت سخاوت میں قابل مدح وستائش تھا۔

وَصُوْلًا لِلْقَرَابَةِ هِبْرِزِیًّا وَغَیْثًا فِی السِّنِیْنَ الْمُمْحِلَاتِ
صلہ رحمی کرنے والے پر اس پر جس کے چہرے سے شرافت وجمال ظاہر ہوتا تھا۔ جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

وَلَیْثًا حِیْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِیْ تَرُوْقُ لَهٗ عُیُوْنُ النَّاظِرَاتِ
جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا۔ جس کے لئے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔

عَقِیْلُ بَنِیْ كِنَانَةَ وَالْمُرَجِیَّ اِذَا مَا الدَّهْرُ اَقْبَلَ بِالْهَنَاتِ
جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت امیدوں کا آسرا تھا۔

وَ مَفْزَعُهَا اِذَا مَا هَاجَ هَیْجٌ بِدَاهِیَةٍ وَخَصْمُ الْمُعْضِلَاتِ
جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کے خوف کو وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

فَبَكِّیْهِ وَلَا تَسمَی بِحُزْنٍ وَبَكِّی[۲] مَا بَقِیْتِ الْبَاكِیَاتِ
پس ایسے شخص پر آہ وفغاں کر اور غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ جب تک تو باقی رہے۔ اور امیمہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَلَا هَلَكَ الرَّاعِی الْعَشِیْرَةِ ذُوالْفَقَدْ وَسَاقِی الْحَجِیْجِ وَالْمُحَامِیْ عَنَ[۳] الْمَجْدِ

---

۱ (الف) میں اسعدینی ہے معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) ا بکی معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)۔

۳ (الف) میں عن کے بجائے من ہے' حالانکہ حمی کا صلہ عن سے آتا ہے تو اس کے معنی مدافعت کرنے اور حفاظت کرنے کے ہوتے ہیں اور من سے آتا ہے تو اس کے معنی نفرت کرنے کے ہوتے ہیں اس لئے محامی من المجد کے معنی عزت سے نفرت کرنے کے ہوتے ہیں۔ (الف) کا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

سن لو کہ خاندان کا محافظ خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا حاجیوں کا ساقی عزت و شان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

وَمَنْ يُؤْلِفُ الضَّيْفَ الْغَرِيْبَ بُيُوْتُهُ　　　اِذَا مَا سَمَاءُ النَّاسِ تَبْخَل بِالرَّعْدِ

جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

كَسَبْتَ وَلِيْدًا خَيْرَ مَا يَكْسِبِ الْفَتَى　　　فَلَمْ تَنْفَكِكْ تَزْدَادُ يَا شَيْبَةِ الْحَمْدِ

جو خوبیاں ایک جواں مرد حاصل کیا کرتا ہے اے شیبۃ الحمد تو نے ان خوبیوں میں کی بہترین صفتیں اپنی کم سنی ہی میں حاصل کر لیں اور پھر ان میں تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

اَبُو الْحَارِثِ الْفَيَّاضُ خَلَّى مَكَانَهٗ　　　فَلَا تَبْعَدَنُ[1] فَكُلُّ حَيّ اِلَى بُعْدِ

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی پس تو (اسے اپنے دل سے) دور نہ کر کہ ہر زندہ (کسی نہ کسی روز) دور ہونے والا ہے۔

فَاِنِّیْ لَبَاكٍ[2] مَا بَقِيْتُ، وَمُرْجَعٌ　　　وَكَانَ لَهٗ اَهْلًا لِمَا كَانَ مِنْ وَجْدِیْ

میں تو جب تک رہوں گا آبدیدہ اور غمگین ہی رہوں گا۔ اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔

سَقَاكَ وَلِيُّ النَّاسِ فِی الْقَبْرِ مُمْطِرًا　　　فَسَوْفَ اُبَكِّيْهِ وَاِنْ كَانَ فِی اللَّحْدِ

قبر میں بھی تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (خدا) تجھ کو (اپنی رحمت کی) بارش سے سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتا ہی رہوں گا۔ اگر چہ وہ قبر ہی میں رہے۔

فَقَدْ كَانَ زَيْنًا لِلْعَشِيْرَةِ كُلِّهَا　　　وَكَانَ حَمِيْدًا حَيْثُمَا كَانَ مِنْ حَمْدِ

وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا۔ اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

اور اروی بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

بَكَتْ عَيْنِیْ وَحُقَّ لَهَا الْبُكَاءِ　　　عَلٰى سَمْحٍ سَجِيَّتُهُ الْحَيَاءُ

میری آنکھ ایک سرتاپا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لئے رونا ہی سزاوار ہے۔

---

[1] (الف) میں یبعدن یائے تحتانیہ سے ہے معنی ''وہ دور نہ ہو جائے'' ہوں گے۔ (احمد محمودی)

[2] اگر چہ کہ بیان تو یہ کیا گیا ہے کہ یہ اشعار عبدالمطلب کی بیٹی کے ہیں لیکن باک اور موجع مذکر کے صیغے ہیں اس لئے ہم نے بھی مذکر ہی کے صیغوں سے ترجمہ کیا ہے فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

عَلٰى سَهْلِ الْخَلِيْقَةِ اَبْطَحِيٍّ كَرِيْمِ الْخِيْمِ نِيَّتُهُ الْعَلَاءُ

نرم خو بطاح کے رہنے والے بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِى الْمَعَالِىْ اَبِيْكِ الْخَيْرِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ

بلندرتبوں والے فیاض شیبہ پر جو تیرا بہترین باپ تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

طَوِيْلِ الْبَاعِ اَمْلَسَ شَيْظَمِيٍّ اَغَرَّ كَاَنَّ غُرَّتَهٗ ضِيَاءُ

کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھر کم سفید پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

اَقَبِّ الْكَشْحِ اَرْوَعَ ذِىْ فُضُوْلٍ لَهُ الْمَجْدُ الْمُقَدَّمُ وَالسَّنَاءُ

پتلی کمر والے عجیب حسن وشجاعت والے بہت سی فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح وثنا کا مالک ہے۔

اَبِى الضَّيْمِ اَبْلَجَ هِبْرِزِيٍّ قَدِيْمِ الْمَجْدِ لَيْسَ بِهٖ خِفَاءُ

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے روشن چہرے والے پر جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جس کی بزرگی اور شرف قدیم ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

وَمَعْقِلِ مَالِكٍ وَرَبِيْعِ فِهْرٍ وَ فَاصِلُهَا اِذَالْتُمِسَ الْقَضَاءَ

جو بنی مالک کے لئے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لئے بہار کی بارش اور جب جھگڑوں کے فیصلے کے لئے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وَكَانَ هُوَ الْفَتٰى كَرَمًا وَجُوْدًا وَبَاْسًا حِيْنَ تَنْسَكِبُ الدِّمَاءُ

جود وسخا میں وہ ایک جواں مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا جبکہ خون بہتے تھے۔

اِذَا هَابَ الْكُمَاةُ الْمَوْتَ حَتّٰى كَاَنَّ قُلُوْبَ اَكْثَرَ هِمْ هَوَاءُ

اور جب کہ زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں کے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا کہ گویا وہ ہوا ہیں۔

مَضٰى قُدُمًا بِذِىْ رُبَدٍ خَشِيْبٍ عَلَيْهِ حِيْنَ تُبْصِرُهٗ الْبُهَاءُ

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

ابن[۱] اسحٰق نے کہا کہ محمد بن سعید بن میتب نے دعوی سے بیان کیا ہے کہ جب زبان بند ہو گئی تو عبدالمطلب نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں مجھ پر ایسے ہی بین کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ میتب' حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفۃ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوئی والا عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف پر روتا اور اس کی فضیلت اور قریش پر قصی کی۔ اور پھر اس کے لڑکوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اور یہ مدح وستائش اس نے اس لئے کی کہ وہ چار ہزار درہم کے بدلے پکڑ لیا گیا اور مکہ میں روک لیا گیا تھا تو اس کے پاس سے ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب گزرا اور اس نے اس کی ادائی کی۔ وہ شعر یہ ہے۔

اَعَیْنَیَّ جُوْدَا بِالدُّمُوْعِ عَلَی الصَّدْرِ وَلَا تَسْاَمَا اسْقِیْتُمَا سَبَلَ الْقَطْرِ

اے میری آنکھو آنسوؤں سے میرے سینے پر سخاوت کرو اور سستی نہ کرو خدا تمہیں بارش کے ان قطروں سے سیراب کرے جو زمین پر نہ گرے ہوں۔

وَجُوْدَا بِدَمْعٍ وَاسْفَحَا کُلَّ شَارِقٍ بُکَاءَ امْرِئٍ لَمْ یُشْوِہ نَائِبُ الدَّهْرِ

آنسوؤں سے سخاوت کرو اور ہر صبح ایسے شخص کی سی فریاد کرو جس کو زمانے نے کاری ضرب لگا کر ختم نہ کیا ہو۔

وَسُحَّا[۲] وَجُمَّا وَاسْجُمَا مَا بَقِیْتُمَا عَلٰی ذِیْ حَیَاءٍ مِنْ قُرَیْشٍ وَذِیْ سِتْرِ

اے آنکھو قریش میں کے شرم وحجاب والے پر آنسو بہاؤ اور جب تک تم رہو اپنے پیمانے بھر بھر کر اونڈیلتے رہو۔

عَلٰی رَجُلٍ جِلْدِ الْقُوَی ذِیْ حَفِیْظَةٍ جَمِیْلِ الْمُحَیَّا غَیْرِ نِکْسٍ وَلَا هَذْرِ

ایسے شخص پر جو مضبوط قویٰ والا اور لوگوں کا ہر قسم کا حساب رکھنے والا خوب صورت ہے۔ ناقص و ناکارہ نہیں ہے۔

عَلَی الْمَاجِدِ الْبُهْلُوْلِ ذِی الْبَاعِ[۳] وَاللُّهَا رَبِیْعِ لُؤَیٍّ فِی الْقُحُوْطِ وَفِی الْعُسْرِ

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ یہ شعر (الف) میں ہے اور (ب) کے حاشیہ پر بھی ہے (ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۳ (الف) میں الندی ہے معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

ایسے شخص پر جو عظمت اور شان والا ہے ہر قسم کی بھلائیوں کا جامع ہے۔کشادہ دست اور انعام و اکرام والا ہے۔تنگدستی اور قحط کے زمانوں میں بنی لوی کے لئے ابر بہار ہے۔

عَلٰی خَیْرِ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَفَاعِلٍ کَرِیْمِ الْمَسَاعِیْ طَیِّبِ الْخِیْمِ وَالنَّجْرِ

ایسے شخص پر جو بنی معد کے ننگے پاؤں چلنے والے اور جوتا پہن کر چلنے والے دونوں میں کا بہترین ہے شریفانہ کوششوں والا نیک سیرت نیک فطرت ہے۔

وَخَیْرِهِمْ اَصْلًا وَفَرْعًا وَمَعْدِنًا وَاُحْظَاهُمْ بِالْمَکْرُمَاتِ وَبِالذِّکْرِ

اصل وفرع اور معدن کے لحاظ سے ان میں سب سے بہتر ہے بزرگیوں اور شہرت کے لحاظ سے بھی ان سب میں اسی کا بڑا حصہ ہے۔

وَاَوْلَا هُمْ بِالْمَجْدِ وَالْحِلْمِ وَالنُّهَی وَبِالْفَضْلِ عِنْدَ الْمُحْجِفَاتِ مِنَ الْغُبْرِ

عظمت وشان اور حلم وعقل کے لحاظ سے بھی ان سب سے بڑھ کر ہے۔اور کینہ جو مصیبتوں میں فضل وکرم کے لحاظ سے بھی وہی سب میں بلند ہے۔

عَلٰی شَیْبَةِ الْحَمْدِ الَّذِیْ کَانَ وَجْهُهٗ یُضِیْءُ سَوَادَ اللَّیْلِ کَالْقَمَرِ الْبَدْرِ

شیبۃ الحمد پر جس کا چہرہ رات کی تاریکی کو چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگا دیتا ہے۔

وَسَاقِی الْحَجِیْجِ ثُمَّ لِلْخُبْزِ[1] هَاشِمٌ وَعَبْدِ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّیِّدُ الْفِهْرِیْ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو (زمزم پلانے والا اور روٹی کو چور کر (ثرید بنا کر کھلانے) والا ہے۔

طَوَی زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَاَصْبَحَتْ سِقَایَتُهٗ فَخْرًا عَلَی کُلِّ ذِیْ فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

لِیَبْكِ عَلَیْهِ کُلُّ عَانٍ بِکُرْبَةٍ وَآلُ قُصَیٍّ مِنْ مُقِلٍّ وَذِیْ وَفْرِ

ہر ایک آفت میں پھنسے ہوئے کو چاہئے کہ اس پر روئے اور بنی قصی کے تو محتاجوں اور مالداروں سب کو اس پر رونا چاہئے۔

بَنُوْهُ سَرَاةٌ کَهْلُهُمْ وَشَبَابُهُمْ تَفَلَّقَ عَنْهُمْ بَیْضَةُ الطَّایِرِ الصَّقْرِ

---

[1] (الف ب) للخبر یعنی نیکی کی عظمت کرنے والا۔ (احمد محمودی)

اس کے لڑکے خواہ وہ نوعمر ہوں یا عمر رسیدہ سب کے سب جواں مرد ہیں گویا شہباز کا انڈا پھٹ کر وہ سب کے سب نکل آئے ہیں۔

قُصَيٌّ الَّذِىْ عَادَى كِنَانَةَ كُلَّهَا　　　وَرَابَطَ بَيْتَ اللّٰهِ فِى الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

قصی وہ شخص ہے جس نے تمام بنی کنانہ سے دشمنی کر لی اور تنگدستی اور خوشحالی میں بیت اللہ سے دائمی تعلق رکھا۔

فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا يَا وَصَرْفُهَا　　　فَقَدْ عَاشَ مَيْمُوْنَ النَّقِيْبَةِ وَالْاَمْرِ

اگر موتوں کی گردش نے اس کو مار ڈالا (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ اس نے اطمینان نفس کے ساتھ کامیاب زندگی گزاری ہے۔

وَاَبْقَى رِجَالًا سَادَةً غَيْرَ عُزَّلٍ[۱]　　　مَصَالِيْتَ اَمْثَالَ الرُّدَيْنِيَّةِ[۲] السُّمْرِ

اور ایسے جوانمردوں سرداروں کو باقی چھوڑ گیا ہے جو کمزور یا نہتے نہیں (بلکہ ہر معاملے میں) گندمی رنگ کے ردینی نیزوں کی طرح گھس پڑنے والے ہیں۔

اَبُوْ عُتْبَةَ الْمُلْقِى اِلَىَّ حِبَاءَهٗ　　　اَغَرُّ هِجَانُ اللَّوْنِ مِنْ نَفَرٍ غُرِّ

ابوعتبہ جس سے مجھے فیض پہنچا ہے نورانی پیشانی والا سرخ وسفید رنگ والا نیک لوگوں میں سے ہے۔

وَحَمْزَةُ مِثْلُ الْبَدْرِ يَهْتَزُّ لِلنَّدٰى　　　نَقِى الثِّيَابِ وَالذِّمَامِ مِنَ الْغَدْرِ

اور حمزہ بدر کی طرح روشن جبیں ہے' اور سخاوت کر کے سرور میں جھومنے لگتا ہے اور اس کا لباس اور اس کی ذمہ داریاں بے وفائی کے دھبوں سے پاک وصاف ہیں۔

وَعَبْدُ مَنَافٍ مَاجِدٌ ذُوْحَفِيْظَةٍ　　　وَصُوْلٌ لِذِى الْقُرْبٰى رَحِيْمٌ بِذِى الصِّهْرِ

اور عبد مناف بزرگیوں والا اور لوگوں کے اعمال کا نگران ہے۔ نسبی رشتے کو مضبوط کرنے والا اور سمدھیانے کے تعلقات میں مہربانی سے پیش آنے والا ہے۔

كُهُوْلُهُمْ خَيْرُ الْكُهُوْلِ وَنَسْلُهُمْ　　　كَنَسْلِ الْمُلُوْكِ لَا تَبُوْرُوَلَا تَحْرِىْ

ان کے بڑے بوڑھے تمام بڑے بوڑھوں میں بہترین اور ان کی اولاد بادشاہوں کی اولاد کی طرح نہ ہلاک ہوتی ہے نہ گھٹتی ہے۔

---

۱ (الف) غزل با غین معجمۃ ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)

۲ ردینیہ ایک عورت کا نام تھا' جو خطۂ ہجر (واقع البحرین) میں رہتی تھی۔ اور وہ خود اور اس کا شوہر نیزوں کی اصلاح کیا کرتے تھے۔ اس لئے نیزے اس کی جانب منسوب ہوا کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

مَتَی مَاتُلَاقِیْ مِنْھُمْ الدَّھْرَنَاشِئًا تَجِدْہُ بِاِجْرِیَّا اَوَائِلِہٖ یَجْرِیْ

زمانہ بھر میں جب کبھی ان میں کے کسی نو عمر جوان سے تو ملے گا تو اس کو اس کے اسلاف ہی کی عادتوں پر پائے گا۔

ھُمْ مَلَاؤُا الْبُطْحَا مَجْدًا وَعِزَّۃً اِذَا سْتُبِقَ الْخَیْرَاتُ فِیْ سَالِفِ الْعَصْرِ

اگلے زمانے میں جب لوگوں نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کی تو یہی نکلے جنہوں نے بطحا کو عزت و شان سے بھر دیا۔

وَفِیْھِمْ بُنَاۃٌ[1] لِلْعُلَا وَ عِمَارۃ وَعَبْدُمَنَافٍ جَدُّھُمْ جَابِرُ الْکَسْرِ

اور ان ہی میں غرو شرف کے بانی بھی ہیں اور بستیوں کے بانی بھی اور عبد مناف جو ان کا دادا تھا'

بِاِنْکَاحِ عَوْفٍ بِنْتَہٗ لِیُجِیْرَنَا مِنْ اَعْدَائِنَا اِذْ اَسْلَمَتْنَا بَنُوْ فِھْرٍ

اپنی بیٹی کو عوف کے نکاح میں دے کر ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ دینے والا تھا تا کہ وہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں ہمیں پناہ دے جب بنو فہر نے ہماری امداد چھوڑ دی۔

فَسِرْنَا تَھَامِیَّ الْبِلَادِ وَ نَجْدَھَا بِاَمْنِہٖ حَتّٰی خَاضَتِ الْعِیْرُ فِی الْبَحْرِ

تو ہم تہامہ اور نجد کے شہروں میں اس کے امن و امان میں سفر کرنے لگے یہاں تک کہ قافلے سمندر میں رواں ہوگئے۔

وَھُمْ حَضَرُوا والنَّاسُ بَادٍ فَرِیْقُھُمْ وَلَیْسَ بِھَا اِلَّا شُیُوْخُ بَنِیْ عَمْرٍو

ان ہی لوگوں نے تمدن اختیار کیا جب لوگوں کا ایک گروہ دیہاتی زندگی ہی میں تھا۔ اور وہاں بنی عمرو کے چند شیوخ کے سوا کوئی نہ تھا۔

بَنُوْھَا دِیَارًا جَمَّۃً وَطَوَوْابِھَا بِنَارًا تَسِحُّ الْمَاءَ مِنْ ثَبَجِ الْبَحْرِ[2]

اور ان شہروں کو بڑی آبادی والے شہر بنا دیئے ان میں ایسی پختہ باولیاں بنائیں کہ ان میں سمندر کے بیچ سے پانی رس رس کر آتا تھا۔

لِکَیْ یَشْرَبَ الْحَجَّاجُ مِنْھَا وَغَیْرُھُمْ اِذَا ابْتَدَرُوْھَا صُبْحَ تَابِعَۃِ النَّحْرِ

تا کہ حجاج اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سیراب ہوں جب وہ قربانی کے دوسرے روز صبح سویرے وہاں آئیں۔

---

[1] (الف) میں بناہ ہے جس کے معنی۔ اور ان ہی میں ایسے بھی ہیں جو عالی مرتبہ کے لئے شرف و تاج ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) بحر پر مالف لام تعریف نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ تَظَلُّ رِكَابُهُمْ مُخَيِّسَةً بَيْنَ الْاَخَاشِبِ وَالْحِجْرِ

تا کہ ان کے سدھے ہوئے اونٹ تین روز تک پہاڑوں اور باولیوں کے درمیان گزاریں۔

وَقِدْمًا غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً وَلَا نَسْتَقِي اِلَّا نُجَّمَ اَوِ الْحِفْرِ

ہم یا تو خم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باولی سے آج سے سینکڑوں برس پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی کچھ پروانہیں رہی ہے۔

وَهُمْ يَغْفِرُوْنَ الذَّنْبَ يُنْقَمُ دُوْنَهٗ وَيَعْفُوْنَ عَنْ قَوْلِ السفَاهَةِ وَالْهُجْرِ

اور یہ لوگ ایسے ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن سے کمتر گناہوں کا دوسرے لوگ انتقام لیا کرتے ہیں اور بیہودگی اور بے وقوفی کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

وَهُمْ جَمَعُوْا حِلْفَ الْاَحَابِيْشِ كُلِّهَا وَهُمْ نَكَّلُوْا عَنَّا غُوَاةَ بَنِيْ بَكْرِ

ان ہی لوگوں نے تمام حبش والوں کو معاہدہ کے لئے جمع کیا اور ان ہی لوگوں نے بنی بکر کے گمراہوں کو ہم سے دفع کیا۔

فَخَارِجَ اِمَّا اَهْلِكَنَّ فَلَا تَزَلْ لَهُمْ شَاكِرًا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الْقَبْرِ

پس اے خارجہ اگر میں مر بھی جاؤں تو تو ان لوگوں کا ہمیشہ شکر گزار رہ یہاں تک کہ تو قبر میں غائب ہو جائے۔

وَلَا تَنْسَ مَا اَسْدَى ابْنُ لُبْنٰى فَاِنَّهٗ قَدْ اَسْدَى يَدًا مَحْقُوْقَةً مِنْكَ بِالشُّكْرِ

ابن لبنٰی نے جو احسان کیا ہے اس کو بھول نہ جا کیونکہ اس نے ایسا احسان کیا ہے جو تیری شکر گزاری کا طالب ہے یعنی تجھ پر اس کی شکر گزاری لازم ہے۔

وَاَنْتَ ابْنَ لُبْنٰى مِنْ قُصَيٍّ اِذَا انْتَمَوْا بِحَيْثُ انْتَهٰى قَصْدُ الْفُؤَادِ مِنَ الصَّدْرِ

اے ابن لبنٰی جب لوگ بزرگوں کی جانب منسوب ہوں تو تو بنی قصی میں شمار ہوگا۔ جہاں سینوں میں رہنے والے دلوں کے مقاصد منتہی ہوتے ہیں۔

وَاَنْتَ تَنَاوَلْتَ الْعُلَا فَجَمَعْتَهَا اِلٰى مَجْدٍ لِلْمَجْدِ ذِي ثَبَجٍ جَسْرِ

تو نے برتری حاصل کر لی اور اس برتری کو ایک ایسی اصل خالص تک ملا دیا ہے جو بزرگی کے لئے عظمت و جرأت والی ہے۔

سَبَقْتَ وَفُتَّ الْقَوْمَ بَذْلًا وَنَائِلًا وَسُدْتَ وَلِيْدًا كُلَّ ذِيْ سُوْدَ دغمْرِ

تو جود وسخا میں تمام لوگوں سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ سب کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور تو کم سنی

ہی میں سیادت میں ڈوبے ہوئے بڑے بڑے سرداروں کا سردار بن گیا۔

وَاُمُّكَ سِرٌّ مِنْ خُزَاعَةَ جَوْهَرٌ اِذَاحَصَّلَ الْاَنْسَابَ يَوْمًا ذُوْ والْخَبِرِ

علم انساب کے ماہروں نے جب نسب دیکھے تو معلوم ہوا کہ تیری ماں خزاعہ میں کا ایک بہترین جوہر ہے۔

اِلَى سَبَا الْاَبْطَالِ تُنْمٰى وَتَنْتَمِىْ فَاَكْرِمْ بِهَا مَنْسُوْبَةً فِىْ ذُرَا الزُّهْرِ

اس کو سبا کے مشاہیر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور وہ حقیقۃً یہ نسبت رکھتی بھی ہے۔ تو وہ کیسی کچھ عظمت والی ہوئی جو رونق (یا پھول) کی انتہائی چوٹی سے نسبت رکھنے والی ہے۔

اَبُوْشَمِرٍ مِنْهُمْ وَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَذُوْجَدَنٍ مِنْ قَوْمِهَا وَاَبُوالْجَبْرِ

ابوشمر اءعمرو بن مالک بھی انہیں میں کے ہیں اور ذوجدن اور ابوالجبر بھی اسی کی قوم کے افراد ہیں۔

وَ اَسْعَدُ قَادَ النَّاسَ عِشْرِيْنَ حِجَّةً يُؤَيَّدُ فِىْ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ بِالنَّصْرِ

اور اسعد جس نے جس حجوں میں تمام لوگوں کی قیادت کی ان مقامات میں اس کی امداد اور حمایت کی جاتی رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "امك سر من خزاعة" سے شاعر کی مراد ابولہب ہے اس کی ماں لبنیٰ ہاجر خزاعی کی بیٹی تھی۔ اور باجریا اوانلہ[1] کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مطرود بن کعب الخزاعی نے عبدالمطلب اور بنی عبد مناف کا مرثیہ لکھا ہے۔

يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ رَحْلَهُ هَلاَّ سَاَلْتَ عَنْ آلِ عَبْدِ مَنَافِ

اے سفر کرنے والے شخص تو نے عبد مناف کے خاندان والوں کا پتا کیوں نہ پوچھ لیا۔

هَبَلَتْكَ اُمُّكَ لَوْحَلَلْتَ بِدَارِهِمْ ضَمِنُوْكَ مِنْ جُرْمٍ وَمِنْ اِقْرَافِ

تیری ماں تجھ پر آہ وزاری کرے۔ اگر تو ان کے محلہ میں اترتا تو تیرے جرموں کی وہ ضمانت کرتے اور دوغلے پن سے وہ تجھ کو بچاتے۔ (یعنی تیری بیٹیوں کو ذلیل خاندانوں میں بیاہے جانے سے جس کی وجہ سے تیری نسل دوغلی ہو جائے وہ بچا لیتے)۔

اَلْمُنْعِمِيْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَيَّرَتْ وَالظَّاعِنِيْنَ لِرِحْلَةِ الْاِيْلَافِ

وہ ناز ونعم میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے جو (صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی بیسواں شعر جس کے دوسرے مصرع میں "تجدہ یا جوبا اوانلہ تجری" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے کی ہے۔ ابن اسحٰق نے نہیں کی۔ (احمد محمودی)

وَالْمُطْعِمِيْنَ اِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ فِى الرَّجَّافِ

جب مختلف ہوائیں چل رہی ہوں یہاں تک کہ آفتاب بھی بحرطوفان تیز میں غائب ہو جائے وہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ یعنی یہ لوگ سخت قحط کے اندھیری راتوں میں بھی مسافروں کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

اَلْخَالِطِيْنَ غَنِيَّهُمْ بِفَقِيْرِهِمْ[1] حَتّٰى يَعُوْدَ فَقِيْرُهُمْ كَالْكَافِىْ

اوران میں کے مالداروں کوان میں کے تنگ دستوں کے ساتھ میل جول کرانے والے ہیں تاکہ ان میں کا تنگدست بھی دولتمندوں کی طرح ہوجائے۔

اِمَّا هَلَكْتَ اَبَا الْفِعَالِ فَمَا جَرٰى مِنْ فَوْقِ مِثْلِكَ عَقْدُ ذَاتِ نِطَافِ

اے نیک کردار شخص خدا کرے تجھ کوموت نہ آئے کیونکہ کسی نطفے والی کے عقد نے تیرے جیسے افراد سے برتر افراد کو پیدا نہیں کیا۔

اِلَّا اَبِيْكَ اَخِى الْمَكَارِمِ وَحْدَهٗ وَالْفَيْضِ مُطَّلِبٍ اَبِى الْاَضْيَافِ

بجز تیرے باپ مطلب کے جو کریمانہ صفات میں یکتا اور سرتاپا سخاوت اور ایسا مہمان نواز (تھا) کہ گویا مہمانوں کا باپ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب عبدالمطلب بن ہاشم کا انتقال ہوگیا۔ تو زمزم اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت پر ان کے بعد العباس بن عبدالمطلب متولی ہوئے۔ حالانکہ وہ اس وقت اپنے تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اور یہ تولیت اسلام کے ظہور اور قوت حاصل کرنے تک بھی انہیں سے وابستہ اور انہیں کے ہاتھ میں رہی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی دیرینہ تولیت کو برقرار رکھا۔ اور آج تک بھی عباس کے سبب سے وہ تولیت آل عباس ہی میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ابوطالب کی سرپرستی میں رہنا

اور رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب ہی کے ساتھ رہتے تھے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے چچا ابوطالب کو عبدالمطلب اس بات کی وصیت بھی کرتے رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ اور ابوطالب دونوں ماں اور باپ کی طرف سے ایک تھے یعنی حقیقی بھائی بھائی تھے۔ ان کی نانی فاطمہ عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کی بیٹی تھیں۔

---

[1] یہ شعر (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ عائذ عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دادا کے بعد آپ کی سرپرستی ابوطالب ہی کیا کرتے تھے۔ آپ انہیں کے پاس اور انہیں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بنی لہبؔ میں کا ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ لہب ازد شنوءہ کی اولاد میں سے تھا۔ جو پیش گوئی کرنے والا تھا۔ جب وہ مکہ آتا تو لوگ اس کے پاس اپنے لڑکوں کو لاتے۔ وہ انہیں دیکھتا اور لوگوں سے ان کے متعلق پیش گوئیاں کرتا۔ راوی نے کہا کہ آپ جب کم عمر تھے تو ابوطالب ان لڑکوں کے ساتھ جن کو اس کے پاس لا رہے تھے آپ کو بھی لائے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور پھر بعض مصروفیتوں نے اس کو آپ کی جانب سے دوسری طرف مصروف کر دیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو کہا کہ اس لڑکے کو تو میرے پاس لاؤ۔ ابوطالب نے جب آپ کی جانب اسے متوجہ دیکھا تو آپ کو اس کے پاس سے الگ کر دیا۔ وہ کہنے لگا ارے تم لوگوں پر افسوس ہے اس لڑکے کو جس کو میں نے ابھی دیکھا تھا میرے پاس لوٹا لاؤ۔ خدا کی قسم اس کی تو بڑی شان ہوگی۔ راوی نے کہا کہ پھر تو ابوطالب آپ کو لے گئے۔

قصہ بحیرا [۱]

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوطالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ اور سامان سفر باندھا گیا۔ تو لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا ابوطالب کا دل بھر آیا اور کہا خدا کی قسم ضرور انہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ یہی یا اسی کے مثل الفاظ انہوں نے کہے۔ غرض انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اور جب قافلہ سرزمین شام کے مقام بصریٰ میں اترا جہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کلیسا میں رہتا تھا۔ اور وہ نصرانیوں کے علم کا مرجع تھا۔ اور جب سے اس نے رہبانیت اختیار کی اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی اس کلیسا میں ایک کتاب تھی جس کا علم اسی راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آ رہی تھی۔ جب اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اترے۔ حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھی اس کے پاس ان لوگوں کا گزر رہا۔ وہ ان سے نہ کسی قسم کا

---

[۱] یہ سرخی (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تعارض کرتا تھا نہ ان سے کوئی بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سال آیا۔ اور یہی لوگ اس کے کلیسا کے قریب اترے تو ان کے لئے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعوت کی یہ وجہ تھی کہ جب وہ اپنے کلیسا میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے ایک چیز دیکھی ان کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آ رہے تھے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو قافلے میں اس حال میں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے۔ راوی[1] نے کہا کہ یہ لوگ آ کر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایے میں اترے تو اس نے ابر کے ٹکڑے کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ درخت پر سایہ فگن تھا۔ اور درخت کی ڈالیاں رسول اللہ ﷺ پر جھک گئی تھیں۔ کہ آپ اس کے نیچے سایہ میں تشریف فرما ہوں۔ جب بحیرا نے یہ دیکھا تو اپنے کلیسا سے اترا۔ اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہوا۔ اور اس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ۔ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا غلام ہو یا آزاد۔ ان میں کے ایک شخص نے اس سے کہا آج تو تمہاری حالت ہی کچھ اور ہے۔ ہم تو تمہارے پاس سے بارہا گزرے ہیں۔ تم ایسا برتاؤ تو ہمارے ساتھ کرتے نہ تھے۔ آج کونسی غیر معمولی بات ہے۔ بحیرا نے کہا تو نے سچ کہا۔ جو کچھ تو کہہ رہا ہے حالت تو ویسی ہی تھی۔ لیکن تم لوگ مہمان ہو۔ میری خواہش ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لئے کھانا تیار کروں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وہ صفت' جو اس کے خیال میں تھی' اور جس کو وہ جانتا تھا' نہ دیکھی تو کہا اے گروہ قریش تم میں کا کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انہوں نے کہا اے بزرگ تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا جس کو تیرے پاس آنا چاہئے تھا۔ وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو۔ اس کو بھی بلواؤ کہ وہ بھی اس کھانے میں تم سب کے ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے انہیں کے ساتھ تھا کہا لات وعزیٰ کی قسم ہمارے لئے باعث ذلت ہے کہ ہم میں کا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپ کے پاس گیا۔ اور آپ کو گود میں اٹھا لایا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ آپ کو بٹھا دیا۔ اور جب آپ کو بحیرا نے دیکھا تو نہایت ہی غور سے آپ کو دیکھنے لگا۔ اور آپ کے جسد مبارک کے ان خاص خاص حصوں کا معائنہ کرنے لگا جن کے صفات

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور اِدھر اُدھر چلے گئے تو وہ اٹھ کر آپ کے پاس آیا۔ اور کہا اے لڑکے لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ جو جو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتا جا اور بحیرانے ایسا آپ سے اس لئے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَسْاَلْنِیْ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی شَیْئًا فَوَاللّٰهِ مَا اَبْغَضْتُ شَیْئًا قَطُّ بُغْضَهُمَا.

''لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی بھی نہیں رہا۔ تو بحیرانے آپ سے کہا اللہ کی قسم کہ آپ مجھے وہ بتلائیے جو آپ سے میں پوچھتا جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا:

سَلْنِیْ عَمَّا بَدَالَكَ. جو تمہیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے دریافت کرو پھر وہ آپ سے آپ کے حالات آپ کی نیند[1] آپ کی ہیئت اور آپ کے معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کو اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ اور وہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے موافق ہوتی گئیں۔ جو اس کے پاس تھیں پھر اس نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا اس نے دیکھا کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت (کا نشان) اسی مقام پر موجود ہے جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس (مرقوم) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سینگیوں کے نشان کا سا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ کے چچا ابوطالب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے۔ انہوں نے اس سے کہا میرا بیٹا ہے۔ بحیرانے ان سے کہا یہ تمہارا بیٹا نہیں۔ اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ اس نے کہا پھر اس کے باپ نے کیا کیا۔ یعنی وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا اس وقت انتقال ہوا جب اس لڑکے کی ماں حاملہ تھیں۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا تم اپنے بھتیجے کو لیکر اس کے شہر کو واپس جاؤ۔ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو خدا کی قسم اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا۔ اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ کیونکہ تمہارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لئے ہوئے اس کے شہر جلد چلے جاؤ آپ کے چچا

---

[1] (ب ج د) میں من اشیاء من حاله من نومه ہے (الف) میں فی نومه ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ نیند میں کیا حالت رہتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابو طالب جب اپنی شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے اپنی روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ زریر اور تمام اور دریس نے بھی جو اہل کتاب ہی میں سے تھے اسی سفر میں جس میں آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تھے انہیں نظروں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا جس[1] نظر سے بحیرا نے دیکھا تھا۔ اور انہوں نے آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا لیکن بحیرا نے ان کو آپ سے باز رکھا اور انہیں اللہ کی[2] یاد دلائی اور انہیں وہ سب باتیں یاد دلائیں جن کو وہ اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف اور تذکرہ میں پاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی جتائی کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں متفق بھی ہو گئے تو وہ آپ تک بے روک نہ پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے جو کچھ کہا اس کی انہوں نے بھی تصدیق کی۔ اور انہوں نے آپ کو چھوڑ[3] دیا۔ اور آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جوانی کے میدان میں اس طرح قدم رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نگرانی اور حفاظت فرما رہا ہے اور آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے کہ کہیں جاہلیت کی گندگی آپ کو نہ چھو جائے۔ اس لئے کہ وہ آپ کا اعزاز اور آپ کی رسالت چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ سن بلوغ کو پہنچے تو اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین' اخلاق میں ان سب سے اچھے' حسب و نسب میں ان سب سے زیادہ شریف' پڑوس کے اعتبار سے ان سب میں بہترین' حلم میں ان سب سے بڑھ کر بات چیت میں ان سب سے زیادہ سچے' امانت داری میں ان سب سے بڑھے ہوئے' پاک دامنی اور عزت نفس کے لحاظ سے فحش اور ان اخلاق سے جو مشہور لوگوں کے دامن کو ناپاک کر دیتے ہیں' ان سب سے کوسوں دور تھے۔ یہاں تک کہ آپ میں تمام بھلائیوں کو اکٹھا کر کے آپ کی قوم میں آپ کا نام ہی امین مشہور کر دیا۔ مجھ تک جو روایتیں پہنچی ہیں ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کم سنی اور ناواقفیت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے آپ کو بچاتا رہا اس کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ:

لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ فِىْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ نَنْقُلُ حِجَارَةً لِبَعْضِ مَا يَلْعَبُ بِهِ الْغِلْمَانُ، كُلُّنَا قَدْ تَعَرّٰى وَاَخَذَ اِزَارَهٗ فَجَعَلَهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ يَحْمِلُ عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ، فَاِنِّىْ لَاُقْبِلُ مَعَهُمْ كَذٰلِكَ وَاُدْبِرُ

---

[1] یعنی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو علامات سے پہچان لیا تھا۔

[2] یعنی خوف خدا سے ڈرایا۔

[3] یعنی آپ کو ضرر پہنچانے کے خیال کو۔ (احمد محمودی)

اِذْ لَكَمَنِیْ لَا كِمَ مَا اَرَادَهٗ لَكْمَةً وَجِيْعَةً، ثُمَّ قَالَ: شُدَّ عَلَيْكَ اِزَارَكَ.

''میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لئے پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم میں کا ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہمد لیکر اس کو گردن پر رکھ لیا ہے تا کہ اس پر پتھر اٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکا یک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا کہ اپنا تہمد باندھ لے''۔

فرمایا:

فَاَخَذْتُهٗ وَشَدَدْتُهٗ عَلَیَّ، ثُمَّ جَعَلْتُ اَحْمِلُ الْحِجَارَةَ عَلٰى رَقَبَتِیْ وَاِزَارِیْ عَلَیَّ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِیْ.

''تو میں نے اسے لے کر باندھ لیا پھر پتھر اپنی گردن پر اٹھانے لگا اور میرے تمام ساتھیوں میں میرا تہمد ہی بندھا ہوا تھا''۔

جنگ فجار

ابن ہشام نے کہا کہ ان روایتوں میں سے جن کو مجھ سے ابوعبیدہ نحوی نے ابوعمرو بن العلاء کی روایت سے بیان کیا یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چودہ یا پندرہ سال کی عمر ہوئی قریش اور بنی کنانہ میں سے جو لوگ ان کے ساتھ تھے اور بنی قیس عیلان میں لڑائی چھڑ گئی۔ اور اس کے چھڑنے کا سبب یہ تھا کہ عروۃ الرحال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نے نعمان بن المنذر کے سامان کے اونٹوں کو پناہ دی تھی تو البراض بن قیس نے جو بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھا کہنے لگا کیا تو بنی کنانہ کے مقابلے میں تو عروۃ الرحال اس معاملے میں دلچسپی لے کر نکلا۔ اور البراض بھی اس کی غفلت کا موقع تلاش کرتا نکلا۔ یہاں تک کہ جب وہ ذی طلال میں مقام تیمن کے بلند مقام پر تھا تو عروہ غافل ہو گیا اور البراض نے اس پر حملہ کر کے اس کو حرمت والے مہینوں میں قتل کر ڈالا اسی لئے اس جنگ کا نام جنگ فجار رکھا گیا۔ البراض نے اسی کے متعلق یہ شعر کہے ہیں۔

وَدَاهِيَةٍ تُهِمُّ النَّاسَ قَبْلِیْ شَدَدْتُ لَهَا بَنِیْ بَكْرٍ ضُلُوْعِیْ

اے بنی بکر میں نے ایسی آفت کے لئے، جس کو مجھ سے پہلے والے نہایت اہم سمجھتے تھے، کمر ہمت باندھ لی۔

هَدَمْتُ بِهَا بُيُوْتَ بَنِیْ كِلَابٍ وَاَرْضَعْتُ الْمَوَالِیَ بِالضُّرُوْعِ

میں نے اس ہمت کے ذریعے بنی کلاب کے گھر ڈھا دیئے اور غلاموں کو ان کی ماں کی چھاتیوں کا دودھ پلا دیا (یعنی انہیں ان کی چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ ان پر سخت آفت ڈھائی۔ انہیں خوب ذلیل کیا)۔

رَفَعْتُ [1] لَهٗ يَدَيَّ بِذِیْ طِلَالٍ فَخَرَّ يَمِيْدُ كَالْجِذْعِ الصَّرِيْعِ

مقام ذی طلال میں میں نے اپنے ہاتھ اس پر اٹھائے تو وہ گھوم کر شہتیر کی طرح زمین پر اوندھا گرا۔

اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب نے کہا ہے۔

اَبْلِغَ اِنْ عَرَضْتَ بَنِيْ كِلَابٍ وَعَامِرَ وَالْخُطُوْبُ لَهَا مَوَالِيْ

اے شخص اگر تو بنی کلاب سے ملے تو یہ پیام پہنچا دے اور بنی عامر اور بنی الخطوب تو ان کے غلام ہی ہیں۔ یا ان کے چچا زاد بھائی اور رشتہ دار ہی ہیں۔

وَ بَلِّغْ اِنْ عَرَضْتَ بَنِيْ نُمَيْرٍ وَاَخْوَالَ الْقَتِيْلِ بَنِيْ هِلَالٍ

اور بنی نمیر سے تو ملے تو انہیں بھی یہی پیام پہنچا دینا اور مقتول کے ماموں یعنی بنی ہلال سے ملاقات ہو تو ان سے بھی یہی کہہ دینا۔

بِاَنَّ الْوَافِدَ الرَّحَّالَ اَمْسَى مُقِيْمًا عِنْدَ تَيْمَنَ ذِیْ طِلَالٍ

کہ وافد الرحال ذی طلال کے مقام تیمن میں سر شام آ کر ٹھہر گیا ہے (یعنی تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہے)۔

ابن ہشام نے اس کی جن ابیات کا ذکر کیا ہے ان میں یہ ابیات موجود ہیں پھر ایک شخص نے قریش کے پاس آ کر کہا کہ البراض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے اور حرمت والے مہینوں میں مقام عکاظ (میں آنے) کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو انہوں نے ایسی حالت میں کوچ کیا کہ ہوازن کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر انہیں خبر پہنچی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے حرم میں داخل ہونے سے پہلے انہیں ملا لیا ان میں جنگ ہوئی یہاں تک کہ رات ہو گئی اور وہ حرم میں داخل ہو گئے تو ہوازن نے ان سے ہاتھ روک لیا اس آج کی جنگ کے بعد کئی بار آپ میں جھڑپیں ہوئیں اور لوگوں کے مختلف جتھے ہو گئے قریش اور کنانہ کے ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک ایک اور قیس کے ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک شخص ہو گیا۔ ان کی بعض جنگوں میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی ہے آپ کے چچاؤں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (ب ج د) میں ''رفعت لہ بذی طلال کفی'' ہے جس میں ضرورت شعری کے سبب سے طلال کی لام مشدد کی گئی ہے۔ (احمد محمودی)

كنت انبل على اعمامى.

''میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر دیتا جاتا تھا جو ان کے دشمنوں کی جانب سے آتے تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ فجار چھڑی تو رسول اللہ ﷺ بیس سال کے تھے۔ اس جنگ کا نام فجار اس وجہ سے پڑا کہ اس جنگ میں ان دونوں قبیلوں کنانہ اور قیس عیلان نے اپنے درمیانی تعلقات میں بعض حرام کاموں کو بھی حلال قرار دے لیا تھا قریش و کنانہ کا قائد حرب بن امیہ ابن عبدالشمس تھا۔ اس روز دن کے پہلے حصے میں تو بنی کنانہ پر فتح یاب رہے۔ اور جب دن کا درمیانی حصہ شروع ہوا تو بنی کنانہ کو بنی قیس پر فتح حاصل ہوگئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ جتنا میں نے جنگ فجار کا بیان کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ طویل ہے۔ سیرت رسول اللہ ﷺ کے بیان کا انقطاع مجھے اس کے مکمل بیان کرنے سے مانع ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خدیجہ رضی اللہ عنہا[1] سے عقد

ابن ہشام نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب سے عقد فرمایا اور یہ ان واقعات میں سے ہے جس کی روایت ابوعمرو المدنی سے متعدد اہل علم نے مجھ سے کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد ایک شریف مالدار اور تاجر عورت تھیں۔ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیتیں اور ان کے ساتھ شریک تجارت ہوتیں اور ان کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ مقرر کر دیتیں۔ اور خود قریش کے لوگ بھی تاجر ہی تھے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی سچائی اور اعلیٰ امانتداری' شرافت اخلاق کے (حیرت انگیز) واقعات کی خبر پہنچی' تو آپ کو بلوا بھیجا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ ان کا مال لے کر ان کے ایک غلام کے ساتھ۔ جس کا نام میسرہ تھا تجارت کے لئے آپ شام تشریف لے جائیں۔ اور وہ آپ کو معاوضہ اس معاوضے سے زیادہ دیں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کا وہ مال لے کر نکلے۔ اور آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی نکلا۔ اور شام پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے راہبوں میں سے ایک راہب کے کلیسا کے قریب ایک درخت کے سائے میں نزول فرمایا۔ اس راہب نے اوپر سے میسرہ کو دیکھ کر اس سے کہا کہ یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے میسرہ نے اس سے کہا کہ یہ شخص حرم والے قریشیوں میں سے ہے راہب نے اس سے کہا اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں اترا

---

[1] (الف) میں رحمہا اللہ ہے۔ (احمد محمودی)

ہے۔غرض رسول اللہ ﷺ نے اس سامان کو فروخت فرمایا جس کو لے کر آپ نکلے تھے۔اور جو سامان خریدنا چاہا خرید فرمالیا۔ پھر واپس مکہ تشریف لائے اور میسرہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔لوگ کہتے ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہوتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لئے دوفرشتے آپ پر سایہ فگن رہتے اور آپ اونٹ پر بیٹھے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ پھر جب آپ خدیجہ کے پاس ان کا مال لے کر تشریف لائے تو جو مال آپ لائے تھے اس کو انہوں نے بیچا تو مال دگنا یا اس کے قریب قریب ہوگیا۔اور میسرہ نے راہب کی باتیں اور آپ پر فرشتوں کا سایہ فگن ہونا جو کچھ دیکھا کرتا تھا ان سے بیان کیا اور جناب خدیجہؓ عقل مند شریف اور ہوشیار عورت تھیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لئے بھی سرفرازیاں چاہتا تھا۔تو جب میسرہ نے انہیں وہ عظیم الشان خبریں سنائیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ کے ساتھ رشتہ داری اپنی قوم میں آپ کی بے مثلی آپ کی امانت داری آپ کے حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے پھر آپ سے اپنے نکاح کی استدعا کی اور جناب خدیجہ ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب وشرف کے لحاظ سے افضل واعلیٰ اور مال کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مالدار تھیں۔ان کی قوم میں سے ہر ایک آرزومند تھا کہ کاش اس کو اس امر پر قدرت ہوتی۔آپ کا نسب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن غالب بن فہر ہے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ بن الاعصم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر۔ فاطمہ کی ماں کا نام ہالۃ بنت عبد مناف بن الحارث بن عمرو[1] بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر۔ ہالۃ کی ماں کا نام قلابۃ بنت سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر تھا۔

مذکورہ بالا پیام جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا حمزۃ بن عبدالمطلب رحمہ اللہ نکلے۔اور خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہ سے آپ کی نسبت قرار دی۔اور ان سے آپ کا عقد ہوگیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔اور یہ پہلی بی بی تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے عقد فرمایا۔ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔اللہ تعالیٰ ان[2] سے راضی رہے۔

---

[1] (الف) میں پہلا بن عمرو نہیں ہے۔(ب ج د) میں ہے۔(احمد محمودی)۔
[2] (الف) میں نہیں ہے۔(احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے فرزند ابراہیم کے سوا آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی سے ہوئی القاسم جس کے نام سے آپ کنیت فرمایا کرتے تھے۔اور طاہر۔طیب۔زینب۔رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام (حضرت خدیجہ ہی سے) تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے قاسم تھے ان کے بعد طیب ان کے بعد طاہر اور صاحب زادیوں میں سب سے بڑی رقیہ ان کے بعد زینب ان کے بعد ام کلثوم ان کے بعد فاطمہ تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قاسم' طیب اور طاہر کی تو اسلام سے پہلے ہی وفات ہوئی صاحب زادیاں سب کی سب زمانہ اسلام تک رہیں اور اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ تھیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے ابن لہیعہ کی حدیث بیان کی کہا کہ ابراہیم کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خواص ماریہ تھیں جن کو مقوقس نے آپ کے پاس بطور ہدیہ روانہ کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جناب خدیجہ نے ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ سے اس کا ذکر کیا تھا۔اور یہ ان کے چچا زاد بھائی نصرانی تھے۔اور کتب بینی میں انہوں نے زمانہ گزارا تھا۔اور لوگوں کے معلومات میں سے ان واقعات کو بھی جانتے تھے۔جو جناب خدیجہ کے غلام میسرہ نے راہب کی باتیں اور اپنے چشم دید حالات کا ان سے ذکر کیا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ افگن رہا کرتے تھے۔تو ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں۔اور میں جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے اس امت کے لئے ایک نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے اور یہی اس کا زمانہ ہے۔یا جیسا کچھ انہوں نے کہا۔راوی نے کہا کہ ورقہ اس معاملے کی نسبت خیال کرتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہوگئی ہے۔اور کہتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہوگئی ہے۔اور کہتے تھے کہ آخر کب تک انتظار کیا جائے۔اس کے متعلق ورقہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

لَجِجْتَ وَكُنْتَ فِي الذِّكْرِى لُجُوْجَا   لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيجَا

میں نے ایک ایسے اہم معاملے کا بہت کچھ انتظار کیا ہے جس نے بے فکری سے گانے والے اور تانیں لگانے والے (یا رو رو کر گلو گرفتہ ہو کر بیٹھ جانے والے) کو بھی اکثر مستعد بنا دیا ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ میں پند و نصیحت کا ہمیشہ سے منتظر ہی رہا ہوں۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ   فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِيْ يَا خَدِيْجَا

خدیجہ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا اے خدیجہ میرا انتظار بہت دراز ہوگیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِىْ حَدِيْثَكِ اَنْ اَرٰى مِنْهُ خُرُوْجَا

اے خدیجہ میں سمجھتا اور امید رکھتا ہوں کہ تمہاری بات کا ظہور مکہ کے دونوں بطنوں کے درمیاں ہوگا۔

بِمَا خَبَّرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍّ مِنَ الرُّهْبَانِ اُكْرَهُ اَنْ يَعُوْجَا

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ راہبوں میں سے قس نامی راہب کی جس بات کی تم نے ہمیں خبر دی وہ ٹیڑھی یا غلط ہو جائے۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ فِيْنَا[۱] وَنَخْصِمُ مَنْ يَكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجَا

کہ محمد (ﷺ) ہم میں عنقریب سردار ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث کرے گا وہی غالب رہے گا۔

وَ يَظْهَرُ فِى الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُوْرٍ يُقِيْمُ بِهِ الْبَرِيَّةَ اَنْ تَمُوْجَا

اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی۔ جو خلق خدا کو سیدھا چلائے گی۔ اور منتشر ہونے سے بچائے گی۔

فَيَلْقَى مَنْ يُحَارِبُهٗ خَسَارًا وَيَلْقَى مَنْ يُسَالِمُهٗ فُلُوْجَا

اس کے بعد جو آپ سے جنگ کرے گا نقصان اٹھائے گا اور جو آپ سے مصالحت کرے گا فتح مند رہے گا۔

فَيَالَيْتِىْ اِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ شَهِدْتُ وَكُنْتُ اَكْثَرُهُمْ[۲] وُلُوْجَا

کاش میں بھی اس وقت رہوں جب تمہارے آگے ان واقعات کا ظہور ہو۔ اور کاش اس میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حصے دار رہوں۔

وَلُوْجًا فِى الَّذِىْ كَرِهَتْ قُرَيْشٌ وَلَوْعَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجَا

اس دین میں داخل ہو جاؤں جس سے قریش کو کراہت رہے گی۔ اگر چہ وہ اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ پکار کریں (اور لبیک لبیک پکاریں)۔

---

۱ (الف) میں فینا کے بجائے قوما ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ (الف) اولهم ہے۔ (احمد محمودی)

اُرَجِّیْ بِالَّذِیْ کَرِھُوْا جَمِیْعًا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ اِنْ سَفَلُوْا عُرُوْجًا

جس چیز سے قریش کو یقیناً کراہت ہوگی میں اسی چیز سے مالک عرش کے پاس سے سرفرازی کا امیدوار ہوں جبکہ ان کو ذلت ہوگی۔

وَھَلْ اَمْرُ السَّفَالَۃِ غَیْرُ کُفْرٍ بِمَنْ یَخْتَارُ[۱] مِنْ سَمَکِ الْبُرُوْجَا

جس نے بلندی کو برجوں کے لئے منتخب فرمایا ہے اس سے انکار و کفر کے سوا کیا کوئی اور ذلت بھی ہے۔

فَاِنْ یَبْقَوْا وَاَبْقَ تَکُنْ اُمُوْرٌ یَضِجُّ الْکَافِرُوْنَ لَھَا ضَجِیْجًا

اگر وہ بھی رہیں اور میں بھی رہوں تو وہ دیکھ لیں گے کہ ایسے ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ کافر ان سے سخت آہ وزاری کریں گے۔

وَاِنْ اَھْلِکْ فَکُلُّ فَتًی سَیَلْقٰی مِنَ الْاَقْدَارِ مَتْلَفَۃً خُرُوْجًا

اور اگر میں مر جاؤں تو (تعجب کا مقام نہیں کہ) ہر جوان مرد قضا و قدر کے حکم کے بموجب ہلاکت (اور اس دنیا سے) نکل جانے کے وقت سے قریب میں ملاقات کرنے والا ہے۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر اور رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کے معاملے میں حکم بننا

ابن اسحٰق[۲] نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے تعمیر کعبہ پر اتفاق کیا۔ وہ اس بات کی فکر میں تھے کہ اس پر چھت ڈالیں اور کعبۃ کو ڈھانے سے ڈرتے بھی تھے۔ اور وہ آدمی کے قد سے کچھ اونچا سنگ بستہ تھا۔ انہوں نے چاہا کہ اس کو بلند کریں اور اس پر چھت ڈالیں۔ یہ خیال انہیں اس وجہ سے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے کعبہ میں سے خزانہ چرالیا تھا۔ جو کعبہ کے اندر ایک چہ بچہ میں رہا کرتا تھا۔ اور یہ خزانہ جس شخص کے پاس پایا گیا اس کا نام دویک تھا جو بنی ملیح بن عمرو خزاعی کا غلام تھا۔

ابن[۳] ہشام نے کہا کہ قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا حالانکہ قریش کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کو جن لوگوں نے چرایا تھا انہوں نے اس کو دویک کے پاس رکھا تھا۔

روم کے ایک تاجر کی ایک کشتی سمندر نے ساحل جدہ پر لا ڈالی تھی اور وہ ٹوٹ پھوٹ گئی تھی تو ان لوگوں نے اس کی لکڑی لے لی اور کعبہ کی چھت بنانے کے لئے اس کو تیار کیا۔ اور مکہ میں ایک قبطی بڑھئی رہتا تھا۔ اس

---

۱ (الف) میں یختار جمع متکلم کا صیغہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۳ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

نے انہیں میں رہ کر بعض ایسی چیزیں تیار کر دیں جو اس کے قابل تھیں اور ایک سانپ تھا جو کعبہ کے چہ بچہ سے نکلا کرتا تھا۔ جہاں وہ تمام چیزیں رکھی جاتی تھیں جو کعبہ کے لئے روزانہ بطور نذرانہ آتی تھیں یہ سانپ دھوپ کھانے کے لئے کعبہ کی دیواروں پر آ بیٹھتا اور لوگ اس سے ڈرتے اس لئے کہ جب کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ اپنا سر اٹھاتا اور منہ کھولتا اور پھنکاریں مارتا۔ تو لوگ اس سے ڈر جاتے۔ ایک روز جب وہ اپنی عادت کے موافق۔ کعبہ کی دیواروں پر دھوپ کھانے کے لئے بیٹھا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک پرند کو اس کی طرف بھیجا اور وہ اس کو اڑا لے گیا تو قریش نے کہا کہ اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہو گیا ہے جس کا ہم ارادہ رکھتے ہیں ہمارے پاس کام کرنے والا ساتھی ہے اور ہمارے پاس چوبینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانپ کے شر سے بھی بچا دیا۔ پھر تو اس کو ڈھا کر نئی تعمیر کرنے کے لئے سب کے سب متفق ہو گئے۔ اور ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا ابن ہشام نے کہا کہ عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا اور کعبہ میں کا ایک پتھر نکالا تو پتھر اس کے ہاتھ میں سے اچھل کر پھر اپنی جگہ جا بیٹھا تو اس نے کہا اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگے۔ سود کی کمائی نہ شریک ہو لوگوں میں کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی شئے نہ داخل ہو۔ لوگ اس بات کی نسبت ولید بن مغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن نجیح مکی نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی سے روایت کی کہ انہوں نے جعدۃ بن ہبیرۃ بن ابی وہب بن عمرو کے ایک لڑکے کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس کے متعلق دریافت کیا کہا گیا کہ وہ جعدۃ بن ہبیرہ کا بیٹا ہے اس وقت عبد اللہ بن صفوان نے کہا کہ اس شخص کا دادا یعنی ابو وہب ہی وہ شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا جب قریش اس کے ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے تو پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر اپنی جگہ جا بیٹھا تھا تو اس نے اس وقت کہا تھا کہ اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ۔ سود کی کمائی نہ شریک کرو کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز نہ داخل کرو۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو وہب رسول اللہ ﷺ کے والد کے ماموں اور شریف آدمی تھے انہیں کی مدح میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَلَوْبِاَبِیْ وَهْبٍ اَنَخْتُ مَطِيَّتِیْ غَدَتْ مِنْ نَدَاهُ رَحْلُهَا غَيْرُ خَائِبِ

اگر ابو وہب کے پاس میں اپنی اونٹنی کو بٹھاؤں تو ان کی سخاوت سے اس کی سواری محروم نہ رہے گی (یعنی اس کا سوار محروم نہ رہے گا)۔

بِاَبْيَضَ[1] مِنْ فَرْعَیْ لُوَیِّ بْنِ غَالِبٍ   اِذَاحُصِّلَتْ اَنْسَابُهَا فِی الذَّوَائِبِ

اگر میں اپنی اونٹنی اس گورے شخص کے پاس بٹھاؤں جس کے طرہائے امتیاز کو دیکھا جائے تو وہ لوی بن غالب کی دونوں شاخوں میں شمار ہوگا۔

اَبِیٌّ لِاَخْذِ الضَّيْمِ يَرْتَاحُ لِلنَّدَى   تَوَسَّطَ جَدَّاهُ فُرُوْعَ الْاَطَايِبِ

وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا اور سخاوت سے راحت حاصل کرنے والا ہے اس کے دونوں[2] دادا محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

عَظِيْمُ رَمَادِ الْقِدْرِ يَمْلَا جِفَانَهٗ   مِنَ الْخُبْزِ يَعْلُوْهُنَّ مِثْلُ السَّبَائِبِ

(وہ ایسا سخی تھا کہ) اس کی دیگوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں ہوتی۔ وہ اپنے بڑے کاسے روٹی سے اتنے بھرتا کہ ان پر (روٹی اس طرح بلند ہوتی تھی کہ) گویا وہ عید کا روز ہے۔

پھر قریش نے کعبے کے ٹکڑے ٹکڑے ٹھہرا لئے۔ دروازے کا حصہ بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کا۔ رکن اسود رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم اور قریش کے ان قبیلوں کا جوان سے مل گئے تھے۔ کعبے کا پچھلا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کا جو عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کے دو بیٹے تھے۔ حجر کا حصہ بنی عبدالدار بن قصی اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن[3] قصی اور بنی عدی ابن کعب بن لوی کا جس کو حطیم بھی کہتے ہیں۔

پھر لوگوں کو کعبہ ڈھانے میں ڈر لگا اور اس سے گھبرانے لگے۔ تو ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اس کے ڈھانے میں میں تم سے پہل کرتا ہوں۔ پھر اس نے کدال لی اور اس پر جا کھڑا ہوا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ اللّٰھم لم ترع۔ یا اللہ تو ڈرایا نہ جائے۔ یا تجھے کوئی خوف نہیں بعض کہتے ہیں کہ اس نے لم نزغ[4] ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی ہے۔ یا اللہ ہم تو بھلائی ہی کے طالب ہیں کہا پھر اس نے رکن کی جانب سے کچھ حصہ ڈھایا۔ لوگ رات بھر منتظر رہے۔ اور کہا کہ ہم انتظار کریں گے۔ اگر اس پر کوئی آفت آئی تو اس کا کوئی حصہ ہم نہ ڈھائیں گے اور جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر کوئی آفت نہ آئی تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام سے راضی ہو گیا ہے ہم اسے ڈھائیں گے دوسرے روز رات کا کچھ حصہ باقی رہنے ہی کے وقت

---

[1] (الف) میں بابیض کے بجائے صرف ابیض ہے جس سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)۔

[2] یعنی نانا دادا۔ (احمد محمودی)

[3] (ب ج د) میں عبد کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[4] (الف) میں لم ترع ہے اس صورت میں فعل باب افعال سے ہوگا لیکن اس کے کوئی مناسب مقام معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)۔

سے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور اس نے بھی ڈھایا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ڈھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب وہ اساس ابراہیم علیہ السلام تک ڈھا چکے تو ایسے پتھروں تک پہنچے جو سبز رنگ اور اونٹ کے کوہان کے سے اور ایک دوسرے کو گرفت کئے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض حدیث کی روایت کرنے والوں نے کہا کہ قریش کے ایک شخص نے جو اس کو ڈھا رہا تھا اس کے دو پتھروں کے درمیان سبل داخل کیا تا کہ ان دونوں پتھروں میں سے ایک کو اکھیڑے تو جیسے ہی اس پتھر نے حرکت کی تمام مکہ میں ایک کڑاکا سنائی دیا اور لوگ ابراہیمی اساس کے ڈھانے سے رک گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو اس کونے میں ایک تحریر ملی (یا کتبہ) یا سریانی میں لکھی ہوئی تھی لوگوں نے اس کو دیکھا تو کچھ نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ ایک یہودی نے اسے انہیں پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا میں مکہ[1] کا مالک اللہ ہوں میں نے اس کو اس وقت پیدا کیا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور چاند سورج کو صورت بخشی میں نے اس کے اطراف سات موحد فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے وہ اس کی اس وقت تک حفاظت کرتے رہیں گے جب تک کہ اس کے دونوں پہاڑ باقی رہیں وہ اس کے رہنے والوں کے پانی اور دودھ کے لئے مبارک ہے۔

ابن[2] ہشام نے کہا کہ اخشباہا کے معنی اس کے دونوں پہاڑ کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے المقام (یعنی مقام ابراہیم) میں ایک تحریر پائی (یا کتبہ) جس میں لکھا تھا یہ اللہ کی حرمت والا گھر ہے اس کا رزق اس کے پاس تین راستوں سے آئے گا جس نے اس کو پہلے پہل (اس حرمت کا) سزاوار بنایا وہ اس کو حلال نہیں کرے گا (بے حرمت نہیں کرے گا)۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ لیث بن ابی سلیم نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ لوگوں نے کعبہ میں نبی ﷺ کی بعثت سے چالیس سال پہلے ایک پتھر پایا جس میں۔ اگر ان کا دعویٰ صحیح ہے۔ لکھا تھا جو شخص کسی نیکی کی کھیتی بوئے گا تو اس کا پھل رشک حاصل کرے گا۔ (یعنی قابل رشک بن جائے گا) اور جو بدی کی کاشت کرے گا۔ اس کا پھل ندامت حاصل کرے گا۔ (کیا) تم لوگ برائیاں کرو گے اور اس کی جزا اچھی پاؤ گے ہاں

---

1. (ب ج د) میں بکہ ہے۔
2. (الف) میں نہیں ہے۔
3. (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہاں (ایسا نہیں ہو سکتا) ببول کے پیڑ سے انگور نہیں توڑے جا سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس کی تعمیر کے لئے قریش کے قبیلوں نے پتھر جمع کئے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پھر انہوں نے اس کی تعمیر شروع کی یہاں تک کہ جب تعمیر رکن (یعنی حجر اسود) کے مقام تک پہنچی تو قبائل میں جھگڑا ہوا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ اس کے مقام پر اس کو خود رکھے نہ کہ دوسرا یہاں تک کہ آپ میں اختلاف ہو گیا اور جتھے جتھے بن گئے اور معاہدے ہو گئے۔ اور سب کے سب جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور بنی عبدالدار نے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ لا رکھا اور وہ اور بنی عدی بن کعب بن لوئی نے مرنے تک لڑنے کا عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس کٹورے میں ڈالے۔ ان لوگوں کا نام "لعقة الدم"۔ یعنی خون چاٹنے والے رکھا گیا۔ غرض قریش چار پانچ روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر وہ سب مسجد میں جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ اور انصاف پر اتر آئے۔ بعض راویوں کا دعویٰ ہے کہ ابوامیہ ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم نے جو اس سال (یعنی اس وقت) قریش میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا کہا کہ اے گروہ قریش اس مسجد کے دروازے سے جو پہلا شخص داخل ہو اس کو اپنے آپس کے اختلافی مسئلہ میں فیصلہ کرنے والا بناؤ۔ انہوں نے رائے مان لی پھر ان کے پاس پہلا آنے والا شخص رسول اللہ ﷺ تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا یہ تو وہ امین ہے جس کو سب جانتے ہیں۔ یہ محمد ہے ہم راضی ہیں۔ اور جب آپ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ کو اس فیصلہ کے قابل جھگڑے کی خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ تو آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ نے اس رکن (حجر اسود) کو لیا۔ اور اپنے ہاتھ سے اس کپڑے میں رکھا۔ اور فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ اس کپڑے کا ایک ایک کونا پکڑے اور سب کے سب مل کر اس کو اٹھاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو لے کر اس کے مقام تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو رکھ دیا اور اس پر تعمیر ہونے لگی۔ قریش رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو امین (کہہ کے) پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تعمیر سے فارغ ہوئے اور جیسا چاہا اسے تعمیر کیا تو زبیر بن عبدالمطلب نے سانپ کے واقعہ کے متعلق جس کے سبب سے قریش تعمیر کعبہ سے ڈرتے تھے یہ اشعار کہے۔

عَجِبْتُ لَهَا نَصَوَّبَتِ الْعُقَابَ ۔۔۔ اِلَى الثُّعْبَانِ وَهِيَ لَهَا اضْطِرَابُ

مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا حالانکہ سانپ تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وَقَدْ كَانَتْ يَكُوْنُ لَهَا كَشِيْشُ ۔۔۔ وَاَحْيَانًا يَكُوْنُ لَهَا وِثَابُ

اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز ہوا کرتی تھی اور کبھی وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

اِذَاقُمْنَا اِلَى التَّاْسِيسِ شَدَّتْ ۔۔۔ تُهَيِّبُنَا الْبِنَاءِ وَ قَدْ تُهَابُ

جب کعبہ کی از سر نو تعمیر کے لئے ہم اٹھے تو وہ ہمیں ڈرانے کے لئے اس عمارت پر سے حملہ کرتا اور وہ خود بھی ڈرتا تھا۔

فَلَمَّا اَنْ خَشِیْنَا الرِّجْزَجَاء َتْ عُقَابٌ تَتْلَئِبُّ لَهَا انْصِبَابُ

پھر جب ہم اس تکلیف دہی یا نقصان رسانی سے ڈر گئے تو ایک عقاب آیا جس کا نزول راست اسی کے لئے ہوا تھا۔

فَضَمَّهَا آ اِلَیْهَا ثُمَّ خَلَّتْ[1] لَنَا الْبُنْیَانَ لَیْسَ لَهٗ حِجَابُ

اس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور ہمارے لئے کعبۃ اللہ کو خالی کر دیا کہ اس (کے پاس جانے) کے لئے کوئی روک نہ رہے۔

فَقُمْنَا حَاشِدِیْنَ اِلٰی بِنَاءٍ لَنَا مِنْهُ الْقَوَاعِدُ وَالتُّرَابُ

پس ہم سب کے سب متفق ہو کر جلد تعمیر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اس کی بناء اور مٹی کا کام ہمارے ذمہ تھا۔

غَدَاةً نَرْفَعُ التَّاْسِیْسَ مِنْهُ وَلَیْسَ عَلٰی مُسَوِّیْنَا ثِیَابُ

جس روز ہم اس کی بنیاد کی تعمیر کر رہے تھے ہم میں کے درست کرنے والے پر کپڑے نہ تھے (یا ہماری شرمگاہوں[2] پر کپڑے نہ تھے یعنی ہم ننگے ہو کر اس کی تعمیر کر رہے تھے زمانہ جاہلیت میں ننگے ہو کر کام کرنے کا بڑا ثواب اور مستعدی اور چستی کا کام سمجھا جاتا تھا)۔

اَعَزَّ بِهِ الْمَلِیْكُ بَنِیْ لُؤَیٍّ فَلَیْسَ لِاَصْلِهٖ مِنْهُمْ ذَهَابُ

مالک نے اس کام کے ذریعہ بنی لوی کو اعزاز سرفراز فرمایا پس اس عزت کی جڑ ان کے پاس جا نہیں سکتی۔

وَقَدْ حَشَدَتْ هُنَاكَ بَنُوْ عَدِیٍّ وَمُرَّةُ قَدْ تَقَدَّ مَهَا كِلَابُ

اس مقام پر بنی عدی بھی جمع تھے اور تیزی سے کام کر رہے تھے اور بنی مرۃ بھی۔ لیکن بنی کلاب تو ان سب سے آگے تھے۔

تَبَوَّاَنَا الْمَلِیْكُ بِذَاكَ عِزًّا وَعِنْدَ اللّٰهِ یُلْتَمَسُ الثَّوَابُ

اس کام کے سبب سے مالک نے ہمیں عزت کا سزاوار بنا دیا۔ اور جزا اور ثواب کی طلب تو اللہ

---

۱ (الف) میں خلت حائے حطی ہے جس کو بتکلف صحیح کہا جا سکتا ہے یعنی بیت اللہ کے ڈھانے کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔ (احمد محمودی)

۲ دوسری روایت مساد ینا کے لحاظ سے قوسین کے درمیان کا ترجمہ ہے جس کا ذکر ابن ہشام نے آگے کیا ہے۔ (احمد محمودی)

تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مساو ینا ثیاب کی روایت بھی آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کعبۃ اللہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ اور اس پر سفید سوتی کپڑا ڈالا جاتا تھا۔ پھر دھاری دار لمبی چادریں ڈالی گئیں اور پہلا شخص جس نے اس کو دیبا (ریشمی کپڑا جس کا تانا بانا ریشمی ہو) ڈالا وہ حجاج بن یوسف تھا۔

بیان حمس [1]

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش نے حمس (کا لقب اختیار کرنے) کی ایک رسم ایجاد کی جس کو انہوں نے غور وخوض کے بعد مناسب سمجھا تھا مجھے خبر نہیں کہ یہ ایجاد واقعہ فیل سے پہلے کا تھا یا اس کے بعد کا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور حرم میں رہنے والے اور بیت اللہ کے متولی مکہ کے ساکنین اور متوطنین ہیں سارے عرب میں سے کسی کو نہ ہمارا سا حق ہے نہ ہمارا سا مرتبہ ومنزلت۔ اور خود عرب بھی اپنی ایسی قدر و منزلت نہیں سمجھتے جیسی قدر ومنزلت وہ ہماری جانتے ہیں۔ پس اے حرم کے رہنے والو تم حرم کے باہر کی کسی چیز کی ایسی عزت نہ کرو جیسی تم حرم کی عزت کرتے ہو۔ اگر تم نے (خارج حرم کی چیزوں کا بھی) ایسا ہی احترام کیا تو دوسرے عرب تمہارے پاس کی حرمت والی چیزوں کو سبک سمجھنے لگیں گے۔

انہوں نے کہا کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی لوگوں نے ایسی عزت کرنی شروع کی ہے جیسے حرم کی چیزوں کی۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ انہوں نے عرفات کے میدان میں ٹھہرنا اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے اور اس امر کا انہیں اقرار بھی تھا کہ وہ مشاعر حج اور دین ابراہیمی میں سے ہے اور اپنے سوا دوسرے عربوں کے وہاں ٹھہرنے اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنے کو لازمی بھی سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم والے ہیں ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم حرم سے نکلیں اور نہ ہمیں یہ مناسب ہے کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی ایسی تعظیم کریں جیسی تعظیم حرم کی ہم کرتے ہیں۔ ہم حمس یعنی حرم والے ہیں اس کے بعد انہوں نے عرب کے ان تمام قبیلوں کے لئے بھی جو ان کی اولاد میں سے تھے۔ خواہ وہ حرم کے رہنے والے ہوں یا غیر حرم کے ان کی اولاد میں ہونے کے سبب سے وہی حقوق قرار دیئے جو ان کے تھے۔ ان کے لئے بھی وہی بات حلال ہوتی جو ان کے لئے حلال ہوتی اور ان کے لئے بھی وہی چیز حرام ہوتی جو ان

---

[1] حمس کے معنی بہادر خاندانی دلیر۔ اور دینی امور کی سخت پابندی کرنے والے کے ہیں۔ قریش کنانہ اور بنی جدیلہ اور ان کے تابعین نے اپنے لئے یہ لقب اختیار کیا تھا۔ ان کا یہ لقب اختیار کرنا یا تو امور دینداری کی سخت پابندی کی وجہ سے تھا یا اس وجہ سے تھا کہ وہ حمساء یعنی کعبۃ اللہ شریف کی پناہ میں رہنے والے تھے کذا فی منتہی الارب۔ (احمد محمودی)

کے لئے حرام ہوتی۔ اور بنی کنانہ اور بنی خزاعہ بھی مذکورہ امور کے لحاظ سے انہیں میں داخل ہو گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نحوی نے بیان کیا کہ بنی عامر ابن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن بھی مذکورہ امور میں انہیں کے ساتھ ہو گئے تھے۔ عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر بھی مجھے اسی نے سنایا۔

اَعَبَّاسُ لَوْکَانَتْ شِیَارًا جِیَادُنَا　　بِتَثْلِیْثَ مَانَاصَیْتَ بَعْدِی الْاَحَامِسَا

اے عباس جنگ تثلیث کے روز اگر ہمارے گھوڑے موٹے تازے اچھے ہوتے تو تو میرے بعد پھر حمس کا لقب رکھنے والوں (یعنی بنی عامر) سے جھگڑا نہ کرتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تثلیث ان کے شہروں میں ایک مقام کا نام ہے اور شیار کے معنی السمان الحسان ہیں۔ اور لفظ احامس سے شاعر کی مراد بنی عامر ابن صعصعۃ اور عباس سے مراد عباس بن مرداس السلمی ہے جس نے بنی زید پر مقام تثلیث میں لوٹ مار کی تھی۔ اور یہ بیت عمرو کے قصیدے کی ہے۔ اور اسی نے لقیط بن زرارۃ الدارمی کا یہ شعر جنگ جبلہ کے متعلق سنایا۔

اَجْذِمْ اِلَیْکَ اِنَّهَا بَنُوْعَبْس　　اَلْمَعْشَرُ الْجِلَّةُ[1] فِی الْقَوْمِ الْحُمس

تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ بنی عبس ہیں حمس کا لقب اختیار کرنے والے لوگوں میں بڑے گھرانے والے ہیں۔

شاعر نے یہ شعر اس لئے کہا کہ جنگ جبلہ کے روز بنی عبس بنی عامر بن صعصعۃ میں خلفاء تھے۔ اور جنگ جبلہ وہ جنگ تھی جو بنی حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم اور بنی عامر بن صعصعۃ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس جنگ میں بنی عامر بن صعصعۃ کو بنی حنظلہ پر فتح ہوئی تھی اس جنگ میں لقیط ابن زرارہ بن عدس قتل ہوا۔ اور حاجب بن زرارہ بن عدس قید ہوا اور عمرو بن عمرو بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ شکست کھا کر بھاگا اسی جنگ کے متعلق جریر فرزوق سے کہتا ہے۔

کَاَنَّکَ لَمْ تَشْهَدْ لَقِیْطًا وَحَاجِبًا　　وَعَمْرَو بْنَ عَمْرٍو اِذْ[2] دَعَوْایَا لَدَارِم

گویا تو نے لقیط و حاجب و عمرو بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا ہی نہیں جبکہ وہ پکار رہے تھے کہ اے بنی دارم ہماری امداد کو آؤ۔

---

[1] (الف) میں الحلۃ ہے باحاء حلی ہے جس کے معنی یہ ہوں گے ''باوجود ساکن حل یعنی خارج حرم ہونے کے حمس میں داخل ہیں''۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں دعا بصیغہ واحد اس صورت میں ضمیر صرف عمرو کی جانب پھرے گی یعنی جبکہ وہ پکار رہا تھا۔ (احمد محمودی)

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ پھران کا مقابلہ ذی نجب میں ہوا تو بنی حنظلہ کو بنی عامر پر فتح ہوئی۔ اوراس روز حسان بن معاویہ الکندی جس کی کنیت ابو کبشہ تھی قتل کیا گیا۔ اور یزید بن الصعق الکلابی قید ہوا۔ اور طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب ابو عامر بن الطفیل شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے متعلق فرزدق کہتا ہے۔

وَمِنْهُنَّ اِذْنَجّٰى طُفَيْلُ بْنُ مَالِكٍ   عَلٰى قُرْزُلٍ رَجْلًا رَكُوْضَ الْهَزَائِمِ

جنگوں میں سے وہ بھی ایک جنگ تھی جبکہ طفیل بن مالک اپنے قرزل نامی گھوڑے پر سوار شکست کی ایڑ لگاتا ہوا بھاگا جارہا تھا۔

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا هَامَةَ ابْنِ خُوَيْلد   يَزِيْدَ عَلٰى اُمِّ الْفِرَاخِ الْجَوَاثِمِ

اور ہم نے یزید بن خویلد کی اس کھوپڑی پر ضرب لگائی جس سے کوئی پرند نہیں اڑا (یعنی اس کا انتقام نہیں لیا گیا)۔[1]

یہ دونوں بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔ تو (اس کے جواب میں) جریر نے کہا۔

وَنَحْنُ خَضَبْنَا لِا بْنِ كَبْشَةَ تَاجَهٗ   وَلَا قَىْ اُمْرًافِىْ ضَجَّةِ الْخَيْلِ مِصْقَعَا

ہم نے ابن کبشہ کے تاج کو رنگ دیا اس نے گھوڑوں کے خول میں ایک بلند آواز فصیح و بلیغ شخص سے ملاقات کی تھی۔ (یعنی میرے مقابلے میں آیا تھا)۔ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

جنگ جبلہ اور جنگ ذی نجب کے واقعات میں نے جو کچھ بیان کئے وہ اس سے بہت زیادہ طولانی ہیں ان کے مکمل بیان سے مجھے اسی بات نے روک دیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انہوں نے اس رسم حمس میں ایسی ایسی بہت سی باتیں ایجاد کیں جو ان کے پاس نہ تھیں انہوں نے کہا کہ حمس کو اپنی غذا میں پنیر کا استعمال کرنا اور مسکے کو گرم کر کے گھی بنا کر استعمال کرنا ایسی حالت میں نہ چاہئے جبکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں۔ اور نہ انہیں کمبل کے خیموں میں داخل ہونا چاہئے۔ اور جب تک وہ احرام میں ہوں چمڑے کے خیموں کے سوا کسی اور کے سایہ میں نہ داخل ہوں۔ پھر انہوں نے اس معاملے میں اور ترقی کی اور کہا کہ حرم کے باہر والوں کو چاہئے کہ جب وہ حج و عمرہ کے لئے حرم میں آئیں تو اپنے ساتھ لایا ہوا باہر کا کھانا حرم میں کھائیں۔ اور جب وہ آئیں اور بیت اللہ کا پہلا طواف

---

[1] عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرند نکل کر چلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے قتل کا انتقام لیا جائے۔ (احمد محمودی)

کریں تو حمس کے کپڑوں کے سوا دوسرے کپڑوں میں طواف نہ کریں۔ اگر حمس کے کپڑوں میں انہیں کوئی کپڑا نہ ملے تو ننگے بیت اللہ کا طواف کریں۔ اگر ان میں کے کسی ذی عزت مرد یا عورت کو حمس کا کوئی کپڑا نہ ملے اور وہ اپنی عزت کا خیال کر کے اپنے انہیں کپڑوں میں طواف کرلے جس کو وہ حرم کے باہر سے لایا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے طواف کے بعد اسے اتار پھینکے اور پر ان کپڑوں سے کوئی شخص بھی استفادہ نہ کرے اور نہ اسے کبھی کوئی شخص چھوے نہ خود وہ اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی شخص۔ عرب ان کپڑوں کو لقی کہتے تھے انہیں احکام پر انہوں نے عربوں کو ابھارا اور انہوں نے ان کی اطاعت کی دوسرے لوگ عرفات پر ٹھہرتے اور وہیں سے طواف کے لئے مکہ آتے اور بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے تھے۔ مرد ننگے طواف کرتے۔ لیکن عورتیں چاک والے کرتوں کے سوا سب کپڑے اتار دیتیں اور اسی ایک کرتی میں طواف کرتیں۔ ایک عورت نے اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے۔

اَلْیَوْم یَبْدُوْ بَعْضَهٗ اَوْکُلَّهٗ   وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلَّهٗ

آج اس چیز کا کچھ حصہ یہ پورا حصہ بے پردہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کا جو حصہ بھی بے پردہ ہو میں اس کو حلال (یا وقف برائے عام) نہیں کروں گی۔

اور اگر حرم کے باہر کا کوئی شخص اپنے انہیں کپڑوں میں طواف کر لیتا جس کو پہنے ہوئے وہ بیرون حرم آیا تھا۔ تو وہ ان کو اتار پھینکتا اور ان سے کوئی شخص استفادہ نہ کرتا۔ نہ وہ اور نہ اس کے سوا کوئی اور عرب کا ایک شخص اپنے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ذکر کرتا ہے جس کو اس نے اتار پھینکا تھا۔ اور وہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ حالانکہ اسے وہ کپڑا بے انتہا پسند تھا وہ کہتا ہے۔

كَفٰى حَزَنًا كَرِّىْ عَلَيْهَا كَاَنَّهَا[1]   لُقًى بَيْنَ اَيْدِى الطَّايِفِيْنَ حَرِيْمُ

میرا اس کے پاس سے بار بار گزرنا غم کھانے کے لئے کافی ہے گویا وہ طواف کے بعد کا پھینکا ہوا کپڑا ہے جو طواف کرنے والوں کے سامنے پڑا ہے لیکن لوگوں کا ہاتھ لگنے سے محروم ہے۔

شاعر نے (حریم کا جو لفظ استعمال کیا ہے اس سے اس) کی مراد یہ ہے کہ وہ چھوا نہیں جاتا۔ عرب کا یہی حال رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور جب اس نے آپ کا دین مستحکم فرمایا اور آپ کے لئے سنن حج مشروع فرمائے تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

---

[1] (الف) میں کالہا ہے۔ (احمد محمودی)

''پھر وہیں سے تم بھی چلو جہاں سے (تمام) لوگ چلتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شبہ اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے''۔

یہاں تم سے مراد قریش ہیں۔ اور الناس سے مراد تمام عرب کے لوگ ہیں۔ پس آپ حج کے سال سب کو عرفات لے گئے اور وہیں ٹھہرے رہے اور وہیں سے (طواف کے لئے مکہ) تشریف لائے اور اہل حرم نے لوگوں پر جو ان کی غذاؤں اور ان کے لباس کو بیت اللہ کے پاس استعمال کرنا حرام قرار دیا تھا کہ وہ ننگے طواف کرتے تھے اور ان کے حرم کے باہر سے لائے ہوئے کھانے کو حرام کر دیا تھا ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احکام نازل فرمائے:

﴿ يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ؟ قُلْ: هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ' كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾

''اے آدم کے بچو ہر مسجد (میں آنے) کے وقت اپنی زینت (کی چیز لباس پہن) لو اور حرم کے باہر سے لائی ہوئی کھانے پینے کی چیزیں) کھاؤ پیو اور (ان چیزوں کو بے کار پھینک کر) اسراف نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (اے نبی) ان سے کہو کہ اللہ کی زینت جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمایا ہے اور رزق میں کی پاک صاف چیزوں کو حرام کس نے کیا۔ (ان سے) کہو یہ چیزیں اس دنیوی زندگی میں ان لوگوں کے لئے (بھی) ہیں جو ایمان لائے ہیں اور قیامت کے روز (تو) خالص (انہیں کے لئے) ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں ہم ان کو ایسی ہی تفصیل سے احکام بتاتے ہیں''۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جب مبعوث فرمایا تو اسلام کے ذریعے حمس کی رسم کو اور لوگوں کے ساتھ قریش کے اس برتاؤ کو جس کا انہوں نے ایجاد کیا تھا پست اور ذلیل کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اور انہوں نے عثمان بن ابی سلیمان[1] بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے چچا نافع بن جبیر سے انہوں نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ کو آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ایک اونٹ پر عرفات میں تمام لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو جو توفیق عطا فرمائی تھی اس کے سبب آپ وہاں سے انہیں سب کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ ﷺ تسلیما کثیرا۔

---

1 (الف) میں سلمان ہے اور (ب ج د) میں سلیمان۔ (احمد محمودی)

رجم شیاطین کا حادثہ اور کاہنوں کا رسول اللہ ﷺ کے ظہور سے خوف دلانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی جب آپ کا زمانہ بعثت قریب ہو گیا تو یہود میں کے احبار (علما) اور نصاریٰ میں کے راہب (پرہیز گار) اور عربوں میں کے کاہن آپ کے متعلقہ حالات کی خبریں دیا کرتے تھے۔ یہود کے احبار اور نصاریٰ میں کے راہبوں کے علم کا ذریعہ تو وہ تھا جو انہوں نے اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور آپ کے زمانے کی صفت کے متعلق پایا تھا اور ان کے انبیا نے آپ کے متعلق ان سے جو عہد لیا تھا۔ اور عرب کے کاہنوں کے علم کا ذریعہ جنوں میں کے شیطان تھے جو ان کے پاس خبریں چرا کر لاتے تھے جب کہ ان کی حالت یہ تھی کہ انہیں نجوم سے مار کر ان خبروں سے روکا نہ جاتا تھا۔ کاہن مرد اور کاہنہ عورتوں کی جانب سے ہمیشہ آپ کے متعلق بعض امور کا ذکر ہوتا رہا ہے جس کی عرب کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وہ تمام باتیں جن کا وہ ذکر کیا کرتے تھے واقعہ بن گئیں۔ تب انہوں نے اس کو جانا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا زمانہ قریب ہو گیا اور آپ مبعوث ہو گئے تو شیاطین (اخبار کے) سننے سے روک دیئے گئے۔ اور ان کے ان مقامات کے درمیان جہاں وہ بیٹھ کر خبریں سنا کرتے تھے روک پیدا کر دی گئی اور ان پر تارے برسائے گئے۔ تو جنوں نے بھی جان لیا کہ خدائے تعالیٰ کے احکام میں سے کسی خاص حکم کے سبب سے یہ واقعات ہو رہے ہیں جو اس کے بندوں میں جاری ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جب مبعوث فرمایا اور جب جنوں کو خبروں کے سننے سے روک دیا گیا۔ اور انہوں نے اس عظیم الشان خبر کو جان لیا اور بڑی بڑی علامتیں دیکھ لیں پھر بھی انہوں نے اس میں سے بعض چیزوں کا انکار کر دیا تو ان واقعات کی خبر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان الفاظ میں دیتا ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ[1] يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَّاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾

''(اے نبی) کہہ دو میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں کے ایک گروہ نے (قرآن) کو سنا تو کہا کہ ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور (اب) ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کریں گے اصل یہ ہے کہ ہمارے

---

[1] خط کشیدہ آیات قرآنیہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

پروردگار کی شان بہت برتر ہے اس نے نہ کسی کو شریک زندگی بنا لیا ہے نہ کسی کو بیٹا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں کا بے وقوف شخص اللہ پر دور از کار باتیں بنایا کرتا تھا۔ ہمیں تو یہی خیال رہا کہ انس و جن (میں سے کوئی بھی) اللہ پر جھوٹے الزامات ہرگز نہ لگائے گا''۔

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾

''بات یہ ہے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کو جہالت، سرکشی اور افترا پردازی میں بڑھا دیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کے اس قول تک)

اور ہم (خبریں) سننے کے لئے اس (آسمان) کے چند مقاموں پر بیٹھا کرتے تھے اور اب جو سننا چاہتا ہے وہ اپنی گھات میں شہاب کو پاتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ (اس تغیر سے) زمین والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کی رہنمائی کا ارادہ فرمایا ہے''۔

پھر جب جنوں نے قرآن سنا تو جان لیا کہ قرآن کے نزول سے پہلے اسی وجہ سے ان کو (اخبار سماوی کے) سننے سے روکا گیا ہے کہ کہیں وحی دوسری سماوی خبروں سے مشتبہ نہ ہو جائے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی میں آئی ہیں وہ زمین والوں کے پاس مشکوک نہ ہو جائیں۔ تاکہ حجت قائم رہے اور شبہوں کا ایسا خاتمہ ہو۔ کہ لوگ ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ اس وحی الٰہی کو سننے کے بعد جن اپنی قوم کو ڈرانے کے لئے لوٹ گئے۔

﴿ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔۔ الآية ﴾

''انہوں نے کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے۔ اور اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے حق اور سیدھے راستے کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ آخر آیت تک''۔

جن جو یہ کہا کرتے تھے کہ ''انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کو جہالت، سرکشی اور افترا پردازی میں بڑھا دیا'' اس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ

قریش اور ان کے علاوہ دوسرے بھی جب سفر کرتے اور رات گزارنے کے لئے کسی وادی میں اترتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ میں آج رات اس وادی میں غلبہ رکھنے والے جن کی پناہ لیتا ہوں اس برائی سے جو اس وادی میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رہق کے معنی طغیان وسفہ کے ہیں۔ رؤبۃ بن العجاج نے کہا۔

اِذْ تَسْتَبِی الْهَيَّامَةَ الْمُرَهَّقَا

''اس وقت کا خیال کرو جبکہ وہ عورت سرگشتہ اور نادان نوجوان کو پھانس لیتی تھی''۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار میں کی ہے۔ رہق کے معنی کسی چیز کی ایسی تلاش کرنے کے بھی ہیں کہ تم اس سے قریب ہو جاؤ خواہ اسے حاصل کرلو یا نہ حاصل کرو۔ رؤبۃ بن العجاج[1] گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بصبصن وَاقْشَعْرَرْنَ مِنْ خَوْفِ الرَّهَقْ

''شکار کی تلاش کرنے والے کے قریب ہونے کے ڈر سے وہ دم ہلاتے اور کانپنے لگتے ہیں''۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار کی ہے۔ اور رہق مصدر بھی ہے (جس کے معنی تکلیف جھیلنا اور بار اٹھانا ہے) ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے۔ رَهِقْتُ الْإِثْمَ اَوِالْعُسْرَ الَّذِی اَرْهَقْتَنِیْ رَهَقًا شَدِيْدًا۔ میں نے اس گناہ یا اس سختی کو برداشت کرلیا۔ جس کا سخت بار تو نے مجھ پر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔ ہم نے خوف کیا کہ کہیں وہ ان دونوں (ماں باپ) پر سرکشی اور کفر کا بار نہ ڈالے۔ اور[2] فرمایا:

وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا۔ ''میرے معاملے میں مجھ پر سخت بار نہ ڈالنا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے کہا کہ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب تاروں سے (جنوں کو) مارا گیا تو تو عرب کا پہلا شخص جو تاروں کو ٹوٹتا دیکھ کر گھبرایا وہ بنی ثقیف میں کا تھا اور وہ لوگ انہیں میں کے ایک شخص عمرو بن امیہ نامی کے پاس گئے جو بنی علاج[3] میں سے تھا۔ راوی نے کہا کہ رائے کے لحاظ سے وہ تمام عرب میں سب سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا۔ انہوں نے اس سے کہا

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] وقولہ کے بجائے (الف) میں الی قولہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (ب ج د) میں احد بنی العلاج ہے اور (الف) میں امیة بن العلاج ہے۔ (احمد محمودی)

اے عمرو کیا تو نے یہ تارے پھینکے جانے کا آسمان کا نیا واقعہ نہیں دیکھا اس نے کہا کیوں نہیں (دیکھا تو ہے)۔
لیکن انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ تارے وہی ہیں جن سے بر و بحر میں رہنمائی حاصل ہوتی اور جن سے موسم گرما و سرما کی شناخت ہوتی ہے جس سے لوگ اپنی زندگی کے وسیلوں کی درستی کر لیتے ہیں اور یہ وہی تارے ہیں جو پھینکے جا رہے ہیں تو خدا کی قسم بساط دنیا اب لپیٹی جا رہی ہے اور یہ اس مخلوق کی بربادی کا سامان ہے جو اس دنیا میں رہتی ہے۔ اور اگر یہ تارے ان تاروں کے سوا اور ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ پر قائم اور بحال خود ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص ارادہ ہے جو اس مخلوق سے ہے۔ لیکن وہ کیا ہے (خدا ہی جانے)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے علی بن حسین ابن علی بن ابی طالب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے اور انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے اور انہوں نے چند انصار کے لوگوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا النَّجْمِ الَّذِيْ يُرْمٰى بِهٖ.

''تم ان تاروں کے متعلق جن کو پھینکا جاتا ہے کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی جب ہم انہیں پھینکے جاتے ہوئے دیکھتے تو کہتے تھے کوئی بادشاہ مر گیا۔ کوئی بادشاہ برسر حکومت ہوگا۔ کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ کوئی لڑکا مر گیا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى كَانَ اِذَا قَضٰى فِيْ خَلْقِهٖ اَمْرًا سَمِعَهٗ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، فَسَبَّحُوْا فَسَبَّحَ مَنْ تَحْتَهُمْ فَسَبَّحَ لِتَسْبِيْحِهِمْ مَنْ تَحْتَ ذٰلِكَ فَلَا يَزَالُ التَّسْبِيْحُ يَهْبِطُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسَبِّحُوْا، ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: سَبَّحَ مَنْ فَوْقَنَا فَسَبَّحْنَا لِتَسْبِيْحِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَا تَسْاَلُوْنَ مَنْ فَوْقَكُمْ مِمَّ سَبَّحُوْا، فَيَقُوْلُوْنَ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى حَمَلَةِ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ: لَهُمْ: مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: قَضَى اللّٰهُ فِيْ خَلْقِهٖ كَذَا وَكَذَا، لِلْاَمْرِ الَّذِيْ كَانَ، فَيَهْبِطُ بِهِ الْخَبَرُ مِنْ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ، حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَتَحَدَّثُوْا بِهٖ فَتَسْتَرِقُهُ الشَّيَاطِيْنُ بِالسَّمْعِ عَلٰى تَوَهُّمٍ وَاخْتِلَافٍ ثُمَّ يَاْتُوْا بِهِ الْكُهَّانُ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَيُحَدِّثُوْهُمْ بِهٖ، فَيُخْطِئُوْنَ وَيُصِيْبُوْنَ، فَيَتَحَدَّثُ بِهِ الْكُهَّانُ فَيُصِيْبُوْنَ بَعْضًا وَّيُخْطِئُوْا بَعْضًا، ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَجَبَ الشَّيَاطِيْنَ بِهٰذَا النُّجُوْمِ الَّتِيْ يُقْذَفُوْنَ بِهَا، فَانْقَطَعَتِ الْكَهَانَةُ الْيَوْمَ، فَلَا كَهَانَةَ.

''وہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے متعلق جب کوئی فیصلہ فرماتا تو حاملان عرش اس کو سن کر تسبیح کرتے تو ان کے نیچے والے بھی تسبیح کرتے۔ اوران کی تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت والے بھی تسبیح کرتے۔ اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے تم نے کیوں تسبیح کی وہ کہتے ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح کی۔ وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی۔ پھر وہ بھی اسی طرح کہتے یہاں تک کہ حاملان عرش تک پہنچ جاتے اور ان سے پوچھا جاتا کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی تو وہ کہتے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا فیصلہ فرمایا ہے۔ تو وہ خبر ایک ایک آسمان سے ہوتی ہوئی اترتی یہاں تک کہ دنیوی آسماں تک پہنچتی اور وہ اس کو بیان کرتے۔ تو شیاطین اسے چوری سے تو ہم واختلاف کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمیں پر رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے اوران سے بیان کرتے تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتا دیتے پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے تو بعض (خبریں) صحیح بتاتے اور بعض میں غلطی کر جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تاروں کے ذریعے جو ان پر پھینکے جاتے تھے شیاطین کو روک دیا۔ اور کہانت ختم ہوگئی اور اب کہانت باقی نہ رہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن ابو جعفر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ سے اورانہوں نے علی بن حسین بن علی رضوان اللہ علیہ سے ابن شہاب کی حدیث ہی کی طرح انہیں (علی بن حسین) سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی سہم میں کی ایک عورت جس کو العیطلہ کہا جاتا تھا جاہلیت میں کاہنہ تھی۔ ایک رات اس کے پاس اس کا ساتھی (جن) آیا اور دھڑام سے اس کے نیچے کی جانب گر پڑا۔ پھر کہا۔

ادر[1]ما ادر یوم عقر و نحر

''میں ایک عظیم الشان واقعہ کو جانتا ہوں کہ وہ زخمی کرنے اور گلے کاٹنے کا روز ہے''۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے پھر وہ دوسری رات آیا اور دھڑام سے اس کے نیچے کی جانب گر گیا۔ اور کہا۔

---

[1] غالباً اس کے آخر سے یا تخفیف یا قافیہ کے لئے حذف کردی گئی ہے یعنی اصل میں ادوی ما ادری تھا ورنہ کوئی اور معنی سمجھ میں نہیں آتے (احمد محمودی)۔

شُعُوْبٌ مَا شُعُوْبٌ تُصْرَحِ فِيْهِ كَعْبٌ لِجُنُوْب

''درے درے کیا چیز ہیں وہ جب میں کعب اپنے پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے''۔

اور جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انہوں نے کہا ان سے اس کا کیا مقصد ہے یہ واقعہ تو ضرور ہونے والا ہے۔ پس خبر کرو کہ آخر وہ ہے کیا۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ جب واقعہ بدر و احد دروں میں واقع ہوئے تو انہوں نے جانا کہ یہی وہ بات تھی جس کی خبر اس (جن) نے اپنی ساتھ والی عورت کو دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ الفیطلۃ مدلج بن مرۃ کی برادری میں سے بنی مرۃ ابن عبدمناہ بن کنانہ میں کی تھی۔ اور یہی ام الفیاطل ہے جن کے متعلق ابوطالب نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے۔

لَقَدْ سَفِهَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا   بَنِىْ خَلَفٍ قَيْظًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں جنہوں نے ہمارے اور بنی غیطلہ کے بجائے بنی خلف کو اختیار کرلیا ہے۔

اس عورت کی اولاد کو غیاطل کہا جاتا تھا اور لوگ بنی سہم بن عمرو بن ہصیص میں سے ہیں۔ اور یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدے میں کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں عنقریب ان کے مقام پر ذکر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے علی بن نافع الجرشی نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے ایک قبیلہ کا ایک کاہن تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی حالت کا شہرہ ہوا اور تمام عرب میں پھیل گیا تو راوی نے کہا کہ قبیلہ جنب نے اس کاہن سے کہا کہ ہم پر مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو اور اس شخص کے پاس اس کے پہاڑ کے نیچے سب کے سب جمع ہوئے۔ جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اتر آیا۔ اور اپنی ایک کمان پر سہارا دے کر ان کے لئے سوچتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ بہت دیر تک اپنا سر آسمان کی جانب اٹھائے رہا۔ پھر وہ کودنے لگا پھر کہا۔ لوگو اللہ نے محمد کو بزرگی عنایت فرمائی اور آپ کو انتخاب فرمالیا ہے آپ کے دل کو پاک صاف کر کے اسے (نور سے) بھر دیا ہے لوگو ان کا قیام تم میں چندروز کے لئے ہے پھر وہ اپنے پہاڑ میں جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا عثمان بن عفان کے غلام عبداللہ بن کعب سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں عمر ابن الخطاب بیٹھے ہوئے تھے کہ عرب کا ایک شخص مسجد میں عمر بن الخطاب کی تلاش میں آیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ[1] نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اپنے شرک ہی پر قائم ہے اس نے شرک کو ابھی تک نہیں چھوڑا یا یہ فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ کیا تو نے اسلام اختیار کرلیا ہے اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا۔ اور آپ نے مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز فرمایا ہے کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنی رعایاء میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی آپ نے فرمایا اللہ مغفرت فرمائے ہم زمانۂ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے بتوں کی پوجا کرتے اور مورتوں سے چمٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اور اسلام کے ذریعے عزت بخشی۔ اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں بے شک کاہن تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ (جن) نے تمہیں کیا خبر دی تھی۔ انہوں نے کہا اسلام سے ایک ماں یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا۔

اَلَمْ تَرَاِلَی الْجِنِّ وَاِبْلَاسِهَا، وَاِيَاسِهَا مِنْ دِيْنِهَا، وَلُحُوْقِهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهَا.

کیا تو نے جنوں اور ان کے حزن و ملال اور ان کی اپنے دین سے ناامیدی اور ان کے اونٹوں اور ان کے پالانوں کو لازم کر لینے (یعنی تیاری سفر) پر غور نہیں کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام سجع ہے شعر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن کعب نے کہا کہ اس کے بعد عمر ابن الخطاب نے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت کے پاس قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ تھا کہ عرب کے ایک شخص نے اس کے لئے ایک بچھڑا ذبح کیا اور ہم اس کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ اس میں سے ہم پر تقسیم کرے گا۔ یکایک میں نے اس بچھڑے کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی کہ اس سے زیادہ بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی اور یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے کچھ ہی دنوں پہلے کا ہے ایک مہینہ یا کچھ دنوں کا ہے وہ آواز کہہ رہی تھی۔

يَا ذَرِيْحُ، اَمْرٌ نَجِيْحٌ، رَجُلٌ يَصِيْحٌ، يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

اے (خون میں نہائے ہوئے) لال (بچھڑے)۔ ایک کامیابی کا معاملہ ہے ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے لا الہ الا اللہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں۔

رَجُلٌ يَصِيْحٌ، بِلِسَانٍ فَصِيْحٌ، يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

''ایک شخص بزبان فصیح بلند لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے'' بعض اہل علم نے مجھ سے ان شعروں کی بھی روایت کی ہے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَاِبْلَاسِهَا ۔۔۔ وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِأَحْلَاسِهَا

میں نے جنوں۔حزن و ملال اور ان کے اونٹوں پر زینیں کسنے پر تعجب کیا۔

تَهْوِىْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى ۔۔۔ مَا مُوْمِنُوا الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

جو مکہ کی جانب ہدایت کی تلاش میں چلے جارہے تھے (کیوں نہ جاتے کہ) ایماندار جن نجس جنوں کے سے تو ہو نہیں سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ خبریں تھیں جو عرب کے کاہنوں کے متعلق ہمیں پہنچی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند لوگوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی ہدایت کے ساتھ ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام کی جانب متوجہ کیا وہ باتیں تھی جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے ہم تو مشرک اور بت پرست تھے۔اور وہ اہل کتاب تھے۔ان کے پاس ایک قسم کا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ان میں ہم میں ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔جب ہم ان سے کوئی چیز لے لیتے جس کو وہ ناپسند کرتے تو وہ ہم سے کہتے۔کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔اور اب وہ مبعوث ہوں گے اور ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو اس طرح قتل کریں گے جیسے عاد و ارم کو قتل کیا گیا۔اور یہ بات ہم ان سے اکثر سنا کرتے تھے۔اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی تو ہم نے اس کو قبول کیا۔اور ہم نے اس چیز کو جان لیا جس سے وہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے اور اس کی جانب ہم نے ان سے سبقت کی ہم اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کا انکار کیا تو ہمارے اور ان کے بارے میں (سورۂ) بقر کی یہ آئتیں نازل ہوئیں۔

﴿ وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾

''اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسی کتاب آئی جو اس چیز کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے امداد طلب کرتے تھے ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان بھی لیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور حق

پوشی کی پس انکار وحق پوشی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

ابن ہشام نے کہا یستفتحون کے معنی یستنصرون کے ہیں یعنی امداد طلب کرتے۔ اور یستفتحون کے معنی یتحاکمون کے بھی ہیں۔ یعنی حکم بناتے یا دعویٰ دائر کرتے یا فیصلہ طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ﴾

''اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان تو حق کے موافق فیصلہ فرما۔ اور تو تو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف[1] نے بنی عبدالاشہل والے محمود بن لبید سے اور انہوں نے سلمہ ابن سلامۃ بن وقش سے روایت کی اور سلمہ اصحاب بدر میں سے تھے انہوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا انہوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر ایک روز ہمارے پاس آیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی اشہل کے (محلّہ کے) پاس آ کر کھڑا ہو گیا سلمہ نے کہا میں ان دنوں ان سب میں جو وہاں تھے کم عمر تھا۔ اپنے لوگوں کے صحن میں اپنی ایک چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ قیامت بعث' حساب' میزان' جنت' اور دوزخ کا ذکر ہوا۔ راوی نے کہا کہ اس نے یہ باتیں ان لوگوں سے کہیں جو مشرک بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے وہ قائل نہ تھے تو انہوں نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ لوگ مر جانے کے بعد ایسے گھر جانے کے لئے زندہ کئے جائیں گے جس میں جنت ودوزخ ہے اور انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ایسا ہی ہوگا۔ اور وہ شخص (اس وقت) تمنا کرے گا کہ اس کے لئے اس آگ کے حصے کے بجائے گھر کا کوئی بڑے سے بڑا تنور ہوتا اور اس کو گرم کر دیا جاتا اور اس شخص کو اس میں ڈال کر اس کے اوپر سے گلابہ کر دیا جاتا۔ اور وہ اس آگ سے بچ جاتا جو کل (اس کو نصیب ہونے والی) ہے انہوں نے اس سے کہا اے فلاں شخص تجھ پر افسوس ہے اچھا یہ تو بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے۔ اس نے کہا انہیں شہروں کی جانب سے ایک نبی اٹھایا جائے گا۔ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا۔ تو انہوں نے کہا وہ کب' اور اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے راوی نے کہا کہ اس نے میری جانب دیکھا اور میں ان سب میں کمسن تھا۔ تو اس نے کہا اگر اس لڑکے کی عمر نے اس کو باقی رکھ چھوڑا تو یہ اس نبی کو

---

[1] (الف) میں عوف بن محمود بن لبید ہے اور (ب ج د) میں عوف عن محمود بن لبید ہے۔ (احمد محمودی)

پالے گا۔ سلمہ نے کہا کہ زمانہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد[1] صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس حال میں وہ (لڑکا یعنی خود) زندہ اور ہمارے درمیان ہے۔ پس ہم تو آپ پر ایمان لائے اور وہ گھمنڈ اور حسد کے سبب سے آپ کا منکر ہی رہا۔ راوی نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس ہے کیا تو وہی نہیں جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہی تھیں اس نے کہا کیوں نہیں (میں تو وہی ہوں) لیکن وہ شخص وہ نہیں (جس کے متعلق میں نے کہا تھا)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ میں کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی اور کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عبید اور بنی قریظہ والے بنی ہذل میں کی ایک جماعت کے اسلام کا سبب کیا تھا جو جاہلیت میں ان کے ساتھی تھے اور اسلام میں وہ ان کے سردار ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا واللہ نہیں انہوں نے کہا شام کے یہودیوں میں کا ایک شخص جو ابن الہیبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام سے کچھ سال پہلے ہمارے پاس آیا اور ہمیں میں اترا۔ تمہیں اللہ کی قسم ہم نے پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (یعنی غیر مسلموں) میں اس سے بہتر کسی کو کبھی نہیں دیکھا وہ ہمارے ہی پاس ٹھہرا تھا۔ جب مینہ نہ برستا تو ہم اس سے کہتے اے ابن الہیبان باہر چلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا اللہ کی قسم (اس وقت تک) ایسا نہ کروں گا جب تک کہ تم اپنے باہر نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو ہم کہتے کتنا وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔ راوی نے کہا تو ہم صدقہ دیدیتے اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے کھیتوں سے باہر نکلتا اور ہمارے لئے بارش کی دعاء کرتا۔ تو اللہ کی قسم وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتا یہاں تک کہ ابر آتا اور ہمیں بارش نصیب ہوتی۔ اس نے ایسا ایک دو تین بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ کیا۔ روای نے کہا پھر ہمارے ہی پاس اس کی موت ہوئی۔ جب اسے اپنے مرنے کا علم ہوا تو کہا اے گروہ یہود تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے شراب وخمیر والی سرزمین سے تکلیف اور بھوک کی سرزمین کی طرف کونسی چیز نکال لائی ہے۔ راوی نے کہا ہم نے کہا تم ہی خوب جانتے ہو اس نے کہا کہ میں اس شہر میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کروں جس کا زمانہ قریب آچکا ہے۔ اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔ اسی لیے مجھے امید تھی کہ وہ مبعوث ہو اور اس کی پیروی کروں۔ اب تمہارے لیے اس کا زمانہ قریب ہے۔ پس اے گروہ یہود ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی اور تم سے سبقت کر جائے۔ وہ ذات مبارک خون ریزی اور اپنے مخالفوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کرنے کے لئے بھیجی جائے گی تو اس کا یہ برتاؤ تم کو اس پر ایمان لانے سے کہیں نہ روک دے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور بنی قریظہ کا محاصرہ فرمالیا تو

---

[1] (الف) میں نام مبارک نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ان نوجوانوں نے (جن کو ابن الہیبان نے نبی منتظر کی خبر دی تھی) جو شباب اور کم عمری کی حالت میں تھے کہا اے بنی قریظہ اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے تم سے عہد لیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں ان نوجوانوں نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم اس کے صفات کے لحاظ سے تو وہی ہے پھر وہ اتر آئے اور اسلام اختیار کیا اور اپنے مال اور اہل وعیال اور اپنے خونوں کی انہوں نے حفاظت کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری نے محمود بن لبید سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں فارسی اصبہان والا وہاں کے جبی[1] نامی قریہ کا رہنے والا تھا۔ اور میرے والد اپنے قریہ کے ایک کسان تھے اور میں انہیں تمام مخلوق خدا سے زیادہ پیارا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی محبت مجھ سے ہمیشہ رہی۔ یہاں تک کہ وہ مجھے اپنے گھر میں اس طرح مقید رکھتے جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی یہاں تک آگ کے ان خادموں میں سے ہو گیا جو اس کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لئے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔ اور میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی اور وہ ایک روز اپنے ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا اے میرے پیارے بیٹے آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے اپنی زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تم وہاں جاؤ اور اسے دیکھ آؤ اور انہوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا جو وہ وہاں چاہتے تھے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا مجھے چھوڑ کر کہیں تم وہاں رہ نہ جانا کیوں کہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رک گئے تو مجھے اپنی زمین سے بھی زیادہ تمہاری فکر ہو جائے گی اور مجھ سے میرے تمام کام چھڑا دے گی انہوں نے کہا کہ جب میں ان کی زمین کو جانے کے لئے نکلا جس کی جانب انہوں نے مجھے روانہ کیا تھا۔ تو میرا گزر نصاریٰ کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا پر سے ہوا۔ میں نے اس میں ان کی نماز پڑھنے کی آوازیں سنیں اور میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا کیونکہ میرے والد مجھے اپنے گھر ہی میں بند رکھتے تھے جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے کاموں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہوئی میں نے کہا اللہ کی قسم اس دین[2] سے جس میں ہم ہیں یہ بہتر ہے۔ پھر تو خدا کی

---

[1] (ج د) میں جی با حائے حطی ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں دین کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

قسم میں ان کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور اپنے والد کی زمین کو نہ جا سکا پھر میں نے ان سے کہا اس دین میں ملنے کے لئے مجھے کہاں جانا ہوگا انہوں نے کہا شام کو۔ پھر میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا جبکہ وہ میری تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر بھیج چکے تھے۔ اور میں نے ان سے ان کے تمام کام چھڑا دیئے پھر جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا بیٹا کہاں تھے کیا میں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے ان کی دین کی وہ باتیں جو میں نے دیکھیں بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انہیں کے پاس رہا ان کے والد نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے والد سے کہا ایسا نہیں ہے اللہ کی قسم بے شبہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے کہا کہ پھر تو وہ مجھے دھمکانے لگے اور میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور گھر میں مجھے قید کر دیا اور میں نے نصاریٰ کی طرف کہلا بھیجا کہ جب تمہارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے تو اس کی مجھے اطلاع دینا کہا کہ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کی مجھے اطلاع دی میں نے ان سے کہا کہ جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لیں اور اپنے شہروں کو لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا کہا پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے جانے کی مجھے اطلاع دی تو میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل بھاگا یہاں تک کہ شام پہنچا اور جب میں وہاں گیا تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہترین ہے انہوں نے کہا کہ کلیسا کا اسقف کہا کہ پھر تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں اور تمہارے کلیسا میں تمہاری خدمت کروں۔ اور تم سے کچھ سیکھ لوں۔ اور تمہارے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا اندر آؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا کہا کہ وہ شخص برا آدمی تھا لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انہیں اس کی رغبت دلاتا اور جب وہ لوگ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کر کے لاتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لئے جمع کر رکھتا اور مسکینوں کو نہ دیتا یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا کہ جب میں نے اس کو ایسا کرتے دیکھا تو اس سے سخت نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اور نصاریٰ اس کے دفن کرنے کے لئے اس کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو برا آدمی تھا۔ تمہیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقہ لاتے تو اس کو اپنے لئے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو اس میں سے کچھ نہ دیتا تھا۔ کہا تب تو وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے تجھ کو اس کی کیا خبر کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو وہ خزانہ ہمیں بتاؤ۔

کہا کہ میں نے ان کو اس خزانے کی جگہ بتلا دی انہوں نے اس میں سے ساتھ گھڑے سونے چاندی سے بھرے ہوئے نکالے۔ کہا کہ جب ان لوگوں نے ان گھڑوں کو دیکھ لیا تو کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کو ہرگز دفن نہ کریں گے۔ کہا کہ پھر تو انہوں نے اس کو سولی چڑھا دیا اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ اور ایک دوسرے شخص کو لائے۔ اور اس کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ راوی نے کہا کہ سلمان کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی کسی غیر مسلم کو) نہیں دیکھا جس کو میں نے اس سے بہتر اور اس سے زیادہ دنیا سے روکش اور اس سے زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو کہا کہ میں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی سے نہیں کی۔ کہا کہ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں تیرے ساتھ رہا اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ تجھ سے پہلے اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کونسی بات کا مجھے حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں آج کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو۔ جس پر میں تھا۔ لوگ تو چل بسے اور (اب جو رہ گئے ہیں) انہوں نے اس کو بدل دیا اور جن حالات پر وہ تھے ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا ہے۔ بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے۔ اور وہ (دین کی) اسی حالت پر ہے جس پر میں تھا۔ پس تم اسی کے پاس جاؤ۔

پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا اے فلاں فلاں شخص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی ہے کہ میں تیرے پاس جاؤں اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ تو بھی اسی کا ہم خیال ہے۔ کہا کہ اس نے کہا کہ میرے پاس رہو میں اس کے پاس رہ گیا تو میں نے اس کو اس کے ساتھی کا بہترین ہم خیال پایا وہ بھی کچھ زیادہ نہ رہا کہ مر گیا جب اس کی موت قریب پہنچی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں فلاں نے مجھے تیری طرف جانے اور تیرے پاس رہنے کی وصیت کی تھی۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا ہے۔ جس کو تو دیکھ رہا ہے تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو جس پر ہم تھے بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے اسی سے جا کر ملو۔ پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا اور اپنے حالات اس سے بیان کئے اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا اس کی بھی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا میرے پاس رہو۔ میں اسی کے پاس رہ گیا۔ میں نے اسے بھی اس کے دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔

اللہ کی قسم کچھ دن نہ رہا تھا کہ اسے بھی موت آ گئی۔ جب اس کی موت قریب ہوئی تو میں نے کہا اے فلاں فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی مجھے وصیت کی تھی اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس چیز کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو جو ہمارا ہم خیال ہو کہ میں تجھے وہاں جانے کا حکم دوں بجز ایک شخص کے جو روم کی سرزمین عموریہ میں رہتا ہے کہ وہی اس (دین) پر ہے جس پر ہم تھے۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا اور اپنے واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا میرے پاس رہ جا میں اس کے پاس رہ گیا جو اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ کہا کہ پھر میں کمانے دھمانے لگا یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہو گئیں پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں فلاں کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی پھر فلاں نے فلاں کے پاس اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس (دین) پر صبح کی ہو جو اس کا سا ہو جس پر ہم تھے کہ میں تجھ کو اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے وہ سرزمین عرب سے ظاہر ہو گا۔ اس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہو گی ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے۔ اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی جو چھپ نہ سکیں گی وہ ہدیہ کھائے گا۔ اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ کہا کہ پھر وہ شخص بھی مر گیا اور دفن کر دیا گیا اور میں عموریہ میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا رہا۔ پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو اور میں تم کو یہ اپنی گائیں اور اپنی بکریاں دیدیتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو میں نے انہیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا یہاں تک کہ جب وہ وادی القریٰ کو پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا اور میں نے نخلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہو گئی کہ یہ وہی شہر ہو گا جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا لیکن اس بستی نے میرے دل میں اثر نہیں کیا۔ اور اسی حالت میں کہ میں اس کے پاس[1] تھا

---

[1] (الف) میں انا عندہ ہے اور (ب ج د) انا عبدہ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ میں اس کا غلام تھا۔ (احمد محمودی)

اس کا ایک چچازاد بھائی جو بنی قریظہ میں کا تھا مدینہ سے اس کے پاس آیا اس نے مجھے اس سے خرید لیا۔اور مجھے مدینہ لایا پس اللہ کی قسم جیسے ہی میں نے اس کو دیکھا اپنے دوست کے بیان کئے ہوئے صفات سے فوراً پہچان لیا۔اور وہیں رہنے لگا۔رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے اور میں نے اپنی غلامی کے دھندوں کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا باوجود اس کے کہ میں وہیں (یعنی مدینہ میں) تھا۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔اللہ کی قسم میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر اس کا کچھ کام کر رہا تھا۔اور میرا مالک میرے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔یکا یک اس کا ایک چچازاد بھائی آیا۔یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اے فلاں بنی قیلیے کو اللہ برباد کرے اللہ کی قسم وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قیلہ کاہل بن عذرۃ بن سعد بن زید بن لیث ابن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کی بیٹی اور اوس وخزرج کی ماں تھی۔النعمان بن بشیر انصاری[1] نے اوس وخزرج کی مدح میں کہا ہے۔

بِهَا لِيْلُ مِنْ اَوْلَادِ قَيْلَةَ لَمْ يَجِدْ ۔۔۔ عَلَيْهِمْ خَلِيْطٌ فِيْ مُخَالَطَةٍ عَتْبَا

وہ لوگ صفات حسنہ کے جامع سردار ہیں قیلہ کی اولاد میں سے ہیں۔ان کا شریک کار ان کے ساتھ شرکت میں کوئی ناراضی نہیں پاتا۔

مَسَامِيْحُ اَبْطَالٌ يُرَاحُوْنَ لِلنَّدَى ۔۔۔ يَرَوْنَ عَلَيْهِمْ فِعْلَ اٰبَائِهِمْ نَحْبَا

کشادہ دل مشاہیر ہیں سخاوت سے انہیں راحت ہوتی ہے۔اپنے بزرگوں کی خوبیوں کو اپنے لئے بھی لازمی سمجھتے ہیں۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری[2] نے محمود بن لبید سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ سلمان نے کہا پھر جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر کپکپی طاری ہونے لگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ العرواء کے معنی الرعدہ من البرد والا نتفاض[3] ہیں۔سردی کی کپکپی یا پھریری۔

---

[1] (الف) میں الانصاری نہیں ہے۔(احمد محمودی)

[2] (الف) میں الانصاری نہیں ہے۔(احمد محمودی)۔

[3] (الف) میں الا نتقاض قاف سے ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فان کان[۱] مع ذلك عرق فهي الرحضاء وكلاهما ممدود.

''اگر اس کے ساتھ پسینہ بھی ہو تو وہ رحضاء یعنی جاڑہ ہے۔ اور یہ دونوں لفظ بھی الف ممدودہ سے ہیں''۔

یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میں اب اپنے مالک پر گر پڑوں گا پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اترا اور میں اس کے چچازاد بھائی سے کہنے لگا تم کیا کہتے[۲] ہو تو میرا مالک غصے ہوا اور مجھے زور سے ایک مکا مارا اور کہا تجھے کیا کام اسی لئے تو میں تیرے کام کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا میں نے کہا کچھ بھی نہیں میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ (سرمایہ) تھا جس کو میں نے اکٹھا کر رکھا تھا جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ اور آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور آپ سے عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجت مند ہیں میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا۔ کہا کہ میں نے وہ چیز آپ کے نزدیک کر دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ''کلوا'' کھاؤ اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا۔ اور اس نہ کھایا۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک (علامت) ہے۔ پھر آپ کے پاس سے چلا گیا۔ اور پھر کچھ جمع کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ تبدیل مکان فرما کر مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے ہیں اس لئے یہ ہدیہ آپ کے شایان شان حاضر ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اپنے صحابہ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انہوں نے بھی کھایا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ دو (علامتیں) ہوئیں پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ بقیع الغرقد میں تھے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ مجھ پر میری دو چادریں تھیں۔ اور آپ اپنے صحابیوں کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے گیا کہ کیا میں اس خاتم کو جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا دیکھ سکتا ہوں (یا نہیں)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شئے کی تحقیق کر رہا ہوں جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے تو آپ نے اپنی پشت مبارک سے چادر نیچے گرا دی میں نے مہر نبوت دیکھی اور اس کو پہچان

---

۱ (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ (الف) میں ماذا تقول مکرر ہے۔ (احمد محمودی)

بھی لیا اور روتے ہوئے اس کو بوسہ دینے کے لئے اس پر گرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تحول'' ہٹو تو میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا اور اے ابن عباس میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کئے جس طرح (ابھی ابھی) تم سے بیان کئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں۔ پھر سلمان کو ان کی غلامی نے مصروف رکھا یہاں تک کہ بدر و احد (کی جنگیں) بھی ان سے چھوٹ گئیں۔ سلمان نے کہا کہ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''کاتب یا سلمان'' اے سلمان مکاتبت کرلو (یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزادی حاصل کرلو) تو میں نے اپنے مالک سے چالیس اوقیے[۱] (سونا) اور تین سو کھجور کے درخت اس کے لئے گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوالی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی امداد کرو۔ تو انہوں نے کھجور کے درختوں سے امداد کی۔ کسی شخص نے تیس کھجور کے پودوں سے کسی نے بیس سے کسی نے پندرہ سے کسی نے دس سے ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے اس سے امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لئے تین سو کھجور کے پودے اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِيْ اَكُنْ اَنَا اَضَعُهَا بِيَدِيْ.

''سلمان جاؤ اور ان کے لئے گڑھے کھودو اور جب (گڑھے کھودنے سے) فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں نصب کروں''۔

کہا کہ پھر تو میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے اسے نصب فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم فارغ ہو گئے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی نہیں سوکھا۔ پس میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے کر دیئے۔ اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتِبُ.

''فارسی مکاتب نے کیا کیا (یعنی اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا یا نہیں)''۔

---

[۱] اوقیہ رطل کا بارھواں حصہ ہوتا ہے اور رطل تقریباً پونڈ کے مساوی۔ (احمد محمودی)

کہا کہ۔ پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا آپ نے فرمایا:

خُذْ هٰذِهٖ فَاَدِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ.

''اے سلمان یہ لو اور جو قرض تم پر ہے اس کے عوض میں یہ دے دو''۔

کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ کس شمار میں ہوگا (یعنی میرا قرض تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت (ہی) نہیں فرمایا:

خُذْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَدِّيْ بِهَا عَنْكَ.

''یہ لے تو لو۔ اللہ اسی کے ذریعے تمہاری طرف سے ادا کر دے گا''۔

تو میں نے اس کو لے لیا۔ اور اس کو انہیں تول دیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے (وہ پورا) چالیس اوقیے (تھا) پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا۔ اور سلمان آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں آزاد ہو کر حاضر ہوا اس کے بعد آپ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے عبدالقیس میں کے ایک شخص سے اور اس نے سلمان سے روایت بیان کی کہ انہوں نے کہا جب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ کسی شمار میں ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اور اپنی زبان پر اس کو الٹا پلٹا پھر فرمایا۔

خُذْهَا فَأَوْفِهِمْ مِنْهَا.

''یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دو''۔

تو میں نے اس کو لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اس نے عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ کو سلمان فارسی سے روایت پہنچی کہ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے حالات کی خبر سنائی تو یہ کہا کہ عموریہ والے شخص نے ان سے کہا کہ تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے ہر سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس کے راستے میں آ جاتے ہیں اور وہ جس کے لئے دعا کرتا ہے وہ شفا پاتا ہے جس دین کی تم کو تلاش ہے اس سے پوچھو وہ تمہیں اس کے متعلق اطلاع دے گا۔ سلمان نے کہا پس میں نکلا یہاں تک میں اس جگہ آیا جس جگہ کا مجھے پتا دیا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر وہاں جمع ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ

اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے۔وہ جس کے لئے دعا کرتا وہ شفا پاتا۔لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی۔اس لئے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔کہا کہ میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ ہوا تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے طریقۂ حنیفیہ دین ابراہیمی سے آگاہ کیجئے۔اس نے کہا کہ تم ایسی بات پوچھتے ہو جس کو آج کوئی نہیں پوچھتا۔حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہوگا جس کا زمانہ تم سے قریب ہوگیا ہے۔تم اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس پر چلائے گا۔کہا کہ پھر وہ شخص اندر چلا گیا کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر سلمان سے فرمایا:

لَئِنْ كُنْتَ صَدَقْتَنِيْ يَا سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيْتَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ.

''اے سلمان! اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی''۔

ان چار شخصوں کا بیان جو بتوں کی پوجا چھوڑ کر تلاش ادیان میں اِدھر اُدھر چلے گئے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش ایک روز اپنی ایک عید میں اپنے بتوں میں سے ایک بت کے پاس جمع ہوئے جس کی وہ تعظیم کرتے' اس کے لئے قربانیاں کرتے' اس کے پاس معتکف رہتے اور اس کے گرد گھومتے تھے۔ان کی یہ عید ہر سال ایک روز ہوا کرتی تھی۔ان لوگوں میں سے چار شخصوں نے تنہائی میں گفتگو کی۔اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ سچائی (کا عہد) کرو اور اپنے آپس کے معاملوں کو دوسروں سے چھپاؤ۔سبھی نے کہا اچھا۔یہ لوگ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور عبیداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جس کی ماں امیہ بنت عبدالمطلب تھی اور عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح[1] بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی تھے۔انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ علم حاصل کرو۔اللہ کی قسم تمہاری قوم کسی ٹھیک راستے پر نہیں ہے۔وہ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو بھول چکے ہیں۔پتھر کیا چیز ہے جس پر نجاست ڈالی جاتی ہے۔نہ وہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے۔نہ نقصان دیتا نہ نفع

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔(ب ج) میں ریاح یائے تحتانیہ سے ہے اور (ہ) میں رباح بائے موحدہ سے۔(احمد محمودی)

پہنچاتا ہے۔ لوگو اپنے لئے کوئی دین ڈھونڈو۔ کیونکہ اللہ کی قسم تم کسی صحیح طریقے پر نہیں ہو ملکوں میں طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم کی تلاش میں پھیل جاؤ۔ پس ورقہ بن نوفل نے تو نصرانیت میں استحکام اختیار کیا۔ اور علماء سے علوم کتبیہ حاصل کرنے میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اہل کتاب کے علوم کا بڑا حصہ حاصل کرلیا۔ اور عبیداللہ بن جحش شک کی اسی حالت پر جس پر وہ تھا قائم رہا یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ایسی حالت میں ہجرت کی کہ اس کے ساتھ اس کی مسلمہ بیوی ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں۔ پھر جب وہ وہاں پہنچا تو نصرانیت اختیار کر کے اسلام سے الگ ہو گیا۔ اور وہیں نصرانیت ہی کی حالت میں مر گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ عبیداللہ بن جحش جب نصرانی ہو گیا تو اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے پاس سے گزرتا جو وہیں سرزمین حبشہ میں تھے۔ تو وہ اس سے کہتے۔ ''فقحنا و صا صاتم'''' ہم نے تو آنکھیں کھول دیں اور تم ابھی چوندھیائے ہوئے ہو''۔

یعنی ہم نے تو بینائی حاصل کر لی اور تم بینائی کو ٹٹول رہے ہو اور اب تک تم نے اس کو نہیں دیکھا۔ اور یہ الفاظ اس لئے کہے گئے کہ کتے کا بچہ جب آنکھیں کھولنا چاہتا ہے تو وہ دیکھنے کے لئے آنکھیں نیم باز کرتا ہے۔ (اور اسی حرکت کو صاء صاء کہتے ہیں) اور فقح کے معنی فتح کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن حرب کو اس کے بجائے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمیری کو روانہ فرمایا تو نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کا پیام انہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اس نے انہیں چار سو دینار مہر کے دیئے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان کا عورتوں کے مہر کی حد بندی کے لئے چار سو دینار مقرر کرنا اسی سبب سے تھا اور جس نے نبی ﷺ کو ان (ام حبیبہ) کا مالک بنایا وہ خالد بن سعید بن العاص تھے۔) یعنی خالد کی ولایت یا وکالت سے ان کا عقد سرانجام پایا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن الحویرث شاہ روم کے پاس چلا گیا اور نصرانیت اختیار کر لی اور اس کے پاس اس کی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا عثمان بن الحویرث کی قیصر کے پاس (رہنے یا قدر و منزلت حاصل کرنے کے متعلق) ایک قصہ ہے جس کے بیان کرنے سے مجھے اس بات نے روک دیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار

کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن عمرو بن نفیل نے توقف کیا تھا۔ نہ یہودیت اختیار کی (اور) نہ نصرانیت۔ انہوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا۔ بتوں' مردار خون اور ان ذبیحہ جانوروں سے علیٰحدگی اختیار کر رکھی تھی جو بتوں کے پاس ذبح کئے جاتے تھے۔ اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے روکتے تھے وہ کہتے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ ان کی قوم نے ان سے کھلم کھلا مخالفت اس وجہ سے کی کہ وہ ان حالات کی عیب جوئی کرتے تھے جس حالت پر ان کی قوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ہشام بن عمرو نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر[1] رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل' کو بہت بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اپنی پیٹھ کو کعبہ کا سہارا دیئے ہوئے کہتے تھے اے گروہ قریش اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ آج میرے سوا تم میں کا کوئی شخص دین ابراہیم پر نہیں رہا ہے۔ پھر وہ کہتے یا اللہ اگر میں جانتا کہ کونسا طریقہ تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسی طریقے کے موافق میں تیری پرستش کرتا۔ لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر اپنی ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا بیٹا سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل اور عمر بن الخطاب جو ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ زید ابن عمر کے لئے آپ دعائے مغفرت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا:

نَعَمْ فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ اُمَّةً وَّاحِدَةً .

''ہاں (اس کے لئے دعا کی جائے گی)''۔

کیونکہ وہی ایک تو اچھی حالت پر (یا ایسی حالت میں جو اکیلا ایک امت کے برابر ہو) زندہ کیا جائیگا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے اور اس دین کے ترک کرنے سے جو تکلیفیں ان کے ہاتھوں اٹھائیں اس کے متعلق کہتا ہے۔

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ   اَدِيْنُ اِذَا تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرُ

جب حکومتیں تقسیم ہوگئیں تو میں ایک ہزار ارباب کی پرستش کروں یا ایک پروردگار کی۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا   كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑ دیا۔قوت والا اور مستقل مزاج شخص ایسا ہی کرتا ہے۔

فَلَا عُزّٰى اَدِيْنُ وَلَا ابْنَتَيْهَا وَلَا صَنَمَیْ بَنِیْ عَمْرٍو اَزُوْرُ

پس میں نہ عزیٰ کی پوجا کرتا ہوں نہ اس کی دونوں بیٹیوں کی اور نہ میں بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت کرتا ہوں۔

وَلَا غَنْمًا اَدِيْنُ وَكَانَ رَبًّا لَنَا فِی الدَّهْرِ اِذْحِلْمِیْ يَسِيْرُ

اور نہ غنم (نامی بت) کی پوجا کرتا ہوں جو اس زمانے میں ہمارا پروردگار (سمجھا جاتا) تھا جبکہ میری عقل کم تھی۔

عَجِبْتُ وَفِی اللَّيَالِیْ مُعْجَبَاتٌ وَفِی الْاَيَّامِ يَعْرِفُهَا الْبَصِيْرُ

مجھے تعجب ہوا۔اور دیکھو تو دن رات میں بہت سی حیرت انگیز چیزیں ہیں جن کو آنکھ والا ہی پہچانتا ہے۔

بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْنٰى رِجَالًا كَثِيْرًا كَانَ شَانَهُمُ الْفُجُوْرُ

کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو فنا کر ڈالا جن کی حالت سرتاپا نافرمانی تھی۔

وَاَبْقٰى آخَرِيْنَ بِبِرٍّ قَوْمٍ فَيَرْبِلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِيْرُ

اور دوسرے بہتوں کو بعضوں کو نیکی کے سبب سے باقی رکھا کہ ان میں کے چھوٹے چھوٹے بچے نشوونما پاتے اور تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَبَيْنَا الْمَرْءُ يَعْثُرُ[1] ثَابَ يَوْمًا كَمَا يَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمَطِيْرُ

اور ایسے حال میں کہ آدمی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کسی دن اس کی حالت ایسی درست ہو جاتی ہے جیسے بارش سے سرسبز و شاداب ٹہنی۔

وَلٰكِنْ اَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّیْ لِيَغْفِرَ ذَنْبِیَ الرَّبُّ الْغَفُوْرُ

لیکن میں تو اپنے پروردگار رحمٰن کی عبادت کرتا ہوں تا کہ میرا ڈھانک لینے والا پروردگار میرے گناہ کو ڈھانک لے۔

فَتَقْوَى اللّٰهِ رَبِّكُمُ احْفَظُوْهَا مَتٰى مَا تَحْفَظُوْهَا لَا تَبُوْرُ

پس اے لوگو تم اپنے پروردگار کے تقوے کی حفاظت کرو جب تم اس کی حفاظت کرو گے تو رائیگاں نہ جائے گا۔

---

[1] (الف) میں یفتر یعنی اس حال میں کہ آدمی سست و کاہل ہوتا ہے پھر درست ہو جاتا ہے اگر اس مصرع میں ثاب کے بجائے تاب تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہوتا تو معنی زیادہ بہتر ہو جاتے۔ (احمد محمودی)

تَرَى الْاَبْرَارَ دَارُ هُمْ جِنَان وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيْرُ

تو دیکھ لے گا کہ نیکوں کا گھر جنت ہے۔اور کافروں کے لئے گرم بھڑکتی ہوئے آگ۔

وَخِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ وَاِنْ يَمُوْتُوْا يُلَاقُوْا مَا تَضِيْقُ بِهِ الصُّدُوْرُ

اور زندگی میں رسوائی۔اور اگر وہ مر گئے تو ایسی حالت سے دوچار ہوں گے جس سے دل تنگ ہو جائیں گے۔

اور زید بن عمرو بن نفیل نے یہ ابیات کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت کی یہ بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔بجز پہلی دو بیتوں اور پانچویں بیت اور آخری بیت کے دوسرے مصرع کے کیونکہ اس کی روایت ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے (کی گئی) ہے۔

اِلَى اللّٰهِ اُهْدِيْ مِدْحَتِي وَثَنَائِيَا وَقَوْلًا رَصِيْنًا لَايَنِي الدَّهْرَبَاقِيَا

اللہ تعالیٰ کی جناب میں میں اپنی مدح وثنا اور ایک ایسی محکم بات کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جو باقی زمانہ یعنی ابد تک کمزور نہ ہو۔

اِلَى الْمَلِكِ الْاَعْلَى الَّذِيْ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِلٰه وَلَا رَبٌّ يَكُوْنُ مُدَانِيَا

اس شہنشاہ اعظم کی جناب میں جس کے اوپر کوئی معبود نہیں ہے۔اور نہ کوئی ایسا رب ہے جو اس کے قریب قریب یعنی اس کی سی صفتیں رکھنے والا ہو۔

اَلَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِيَّاكَ وَالرَّدَى فَاِنَّكَ لَا تُخْفِيْ مِنَ اللّٰهِ خَافِيًا

خبردار اے انسان اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا۔کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی بھید بھی چھپا نہیں سکتا۔

وَاِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَهٗ فَاِنَّ سَبِيْلَ الرُّشْدِ اَصْبَحَ بَادِيًا

(اے انسان) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرنے اپنے کو بچا کہ سیدھی راہ تو نمایاں ہو چکی ہے۔

حَنَانَيْكَ اِنَّ الْجِنَّ كَانَتْ رَجَاءَ هُمْ وَاَنْتَ اِلٰهِيْ رَبُّنَا وَرَجَائِيَا

اے میرے معبود میں تیرے الطاف وکرم کا طالب ہوں دوسرے لوگوں کے لئے تو جن امید ورجا کے مرجع بنے ہوئے ہیں اور ہم سب کا پالنے والا اور میرے امید ورجا کا مرجع تو تو ہی ہے۔

رَضِيْتُ بِكَ اَللّٰهُمَّ رَبًّا فَلَنْ اُرَى اَدِيْنُ اِلٰهًا غَيْرَكَ اللّٰهُ ثَانِيًا

یا اللہ میں تیری ربوبیت سے راضی ہوں۔ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو پرستش کے لائق کبھی نہ سمجھوں گا۔

وَاَنْتَ الَّذِیْ مِنْ فَضْلٍ مَنٍّ وَّ رَحْمَةٍ بَعَثْتَ اِلٰی مُوْسٰی رَسُوْلًا مُنَادِیًا

تو ہی وہ ذات ہے جس نے (اپنے) بے انتہا احسان ومہربانی سے موسیٰ علیہ السلام کی جانب (رشدو ہدایت کی) منادی کرنے والے پیامبر (عامل وحی فرشتہ) کو بھیجا۔

فَقُلْتُ لَهٗ یَا اذْهَبْ وَهٰرُوْنَ فَادْعُوْا اِلَی اللّٰهِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ کَانَ طَاغِیًا

اور تو نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ تم ہارون کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس فرعون کو جو سرکش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ سَوَّیْتَ هٰذِهٖ بِلَاوَتِدٍحَتّٰی اطْمَاَنَّتْ کَمَاهِیَا

اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ کیا تو نے اس (زمین) کو بغیر کسی میخ کے قائم رکھا کہ وہ اس حالت پر برقرار ہوگئی جیسی کہ وہ (اب تمہیں نظر آ رہی) ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ رَفَّعْتَ هٰذِهٖ بِلَا عَمَدٍ اَرْفِقْ اِذًا بِكَ بَانِیًا

اور تم دونوں اس سے پوچھو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کو بے کھمبوں کے اونچا کر دیا ہے۔ (اگر ایسا ہی ہے) تو تو بڑا نازک کاریگر ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ سَوَّیْتَ وَسْطَهَا مَنِیْرًا اِذَا مَا جَنَّتْهَاالَّیْلُ هَادِیَا

اور اس سے سوال کرو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کے بیچ میں روشن (چاند) بنایا ہے کہ جب اس پر رات چھا جاتی ہے تو وہ رہنمائی کرتا ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّرْسِلُ الشَّمْسَ غُدْوَةً فَیُصْبِحَ مَا مَسَّتْ مِنَ الْاَرْضِ ضَاحِیَا

اور اس سے کہو کہ صبح سویرے اس آفتاب کو کون بھیجتا ہے جس سے زمین کے جس حصے تک روشنی پہنچتی ہے وہ روشن ہو جاتا ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّنْبِتُ الْحَبَّ فِی الثَّرٰی فَیُصْبِحَ مِنْهُ الْبَقْلُ یَهْتَزُّ رَابِیًا

اور اس سے کہو دانے کو گیلی مٹی میں کون اگاتا ہے کہ اس سے ساگ پات لہلہاتی ہوئی ابھر آتی ہے۔

وَیُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهٗ فِیْ رُؤُوْسِهٖ وَفِیْ ذَاكَ آیَاتٌ لِّمَنْ کَانَ وَاعِیَا

اور ان ترکاریوں میں سے ان کے سروں پر اس کے بیج نکل آتے ہیں۔ غور کرنے والے کے

لئے ان چیزوں میں (ہزاروں) نشانیاں ہیں۔

وَاَنْتَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ نَجَّبْتَ يُوْنُسًا   وَقَدْ بَاتَ فِيْ اَضْعَافِ حُوْتٍ لَيَالِيَا

اور تو نے ہی اپنی مہربانی سے یونس علیہ السلام کو بچالیا حالانکہ انہوں نے مچھلی کے (پیٹ میں) بہت سے پردوں کے اندر کئی راتیں بسر کیں۔

وَاِنِّىْ لَوْ سَبَّحْتُ بِاُسْمِكِ رَبَّنَا   لَا كثر اِلَّا مَا غَفَرْتَ خَطَائِيَا

اے ہمارے پروردگار اگرچہ میں نے تیرے نام کی تسبیح کی (تیری عبادت کرتا رہا)۔ مگر بہت ہی خطا کار رہوں۔ (مجھے اپنے اعمال کے لحاظ سے بخشش کی امید نہیں) مگر یہ کہ تو (اپنے فضل و کرم سے) بخش دے۔

فَرَبَّ الْعِبَادِ اَلقِ سَيْبًا وَرَحْمَةً   عَلَيَّ وَبَارِكَ فِيْ نَبِيَّ وَمَالِيَا

اے بندوں کے پالنے والے مجھ پر رحمت کا مینہ برسا اور میرے اولاد اور میرے مال میں برکت دے۔

اور زید بن عمرو نے اپنی عورت صفیہ بنت الحضرمی پر غصہ ہوتے ہوئے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحضرمی کا نام عبداللہ بن عباد بن اکبر[1] تھا جو بنی صدف میں کا ایک شخص تھا اور الصدف کا نام عمرو بن مالک تھا جو بنی السکون بن اشرس بن کندی میں کا ایک شخص تھا کہا جاتا ہے کہ کندۃ بن ثور بن مرتع بن عفیر بن عدی بن الحارث بن المرۃ بن ادد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مرتع بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن عمر نے مکہ سے نکل جانے کا (اس لئے) ارادہ کرلیا تھا۔ کہ طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم[2] کی طلب میں مسافروں کی طرح گھومتا رہے۔ اور صفیہ بنت الحضرمیہ کی یہ حالت تھی کہ جب اس کو دیکھتی کہ سفر کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور نکلنے کے لئے تیار ہوگیا ہے تو الخطاب بن نفیل کو اس کی اطلاع کر دیتی۔ اور الخطاب بن نفیل اس کا چچا بھی تھا اور مادری بھائی بھی۔ اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے پر وہ اسے ہمیشہ لتاڑا کرتا اور الخطاب نے صفیہ کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جب تو اسے اس کام کا ارادہ کرتے دیکھے تو مجھے اس کی اطلاع کر دیا کر۔ تو اس وقت زید بن عمرو نے یہ بیتیں کہیں۔

---

۱ (ب ج د) میں بن اکبر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

لَا تَحْبِسِنِیْ فِی الْهُوَا نِ صَفِیُّ مَا دَاْبِیْ وَدَاْبُهٗ

اے صفیہ مجھے ذلت میں نہ روک رکھ میری حالت کو اس کی حالت سے کیا نسبت ہے۔

اِنِّیْ اِذَا خِفْتُ الْهَوَا نَ مُشَیَّعٌ ذُلُلٌ رِكَابُهٗ

مجھے کسی ذلت کا خوف ہو تو میں (اس کا) پیچھا کرنے والا ہوں اور اس کے لئے سواریاں (مجھے) آسانی سے مل جانے والی موجود ہیں۔

دُعْمُوْصُ اَبْوَابِ الْمُلُو كِ وَجَائِبٌ لِلْخَرْقِ نَابُهٗ

میں بادشاہوں کے دروازوں کا کیڑا ہوں اور وسیع میدانوں کی مسافت طے کرنے والی اونٹنیاں موجود ہیں۔

قَطَّاعَ اَسْبَابٍ تَذِلُّ بِغَیْرِ اَقْرَانٍ صِعَابُهٗ

میں راستوں کا ایسا قطع کرنے والا ہوں کہ دشوار گزار راہیں بھی بغیر کسی ساتھی کے (میرے لئے) آسان ہو جاتی ہیں۔

وَاِنَّمَا اَخَذَ الْهَوَا نِ الْعَیْرَ اِذْ یُوْهَی اِهَابُهٗ

ذلت تو صرف گدھے کو اپنی گرفت میں رکھ سکتی ہے جبکہ اس کی جلد بدن (اس کو) کمزور کر دیتی ہے۔

وَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اَذِ لُّ بِصَكِّ جَنْبَیْهِ صِلَابُهٗ

اور وہ کہتا ہے کہ میں سخت افراد کے خم ٹھونکنے (اور مقابلہ پر آنے) پر بھی اطاعت قبول نہیں کرتا۔

وَاَخِی ابْنُ اُمِّیْ ثُمَّ عَمِّ یْ لَا یُوَاتِیْنِیْ خِطَابُهٗ

اس کی بات مجھ سے موافقت نہیں کرتی حالانکہ وہ میری ماں کا بیٹا (مادری بھائی) بھی ہے اور میرا چچا بھی۔

وَاِذَا یُعَاتِبُنِیْ بِسُوْ ءٍ قُلْتُ اَعْیَانِی جَوَابُهٗ

اور جب وہ بری طرح مجھ پر غصہ ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کے جواب نے مجھے عاجز کر دیا ہے یعنی میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

وَلَوْا شَاء لقلت ما عندی مفاتحه وبابه

اور اگر میں چاہوں تو (اس کے جواب میں) ایسی ایسی باتیں کہوں کے جس کی کنجیاں اور دروازے میرے (ہی) پاس ہیں یعنی ان باتوں تک کسی کی بھی رسائی نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ زید جب مسجد کے اندر کعبۃ کے سامنے جاتا تو کہتا۔

لَبَّیْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا ورِقاعُذتُ بِمَا عاذبه ابراهیم مستقبل الکعبة.

''عجز وانکسار کے ساتھ حاضری غلامانہ ذلت کے ساتھ حاضری واقعی تیرے ہی دربار کی حاضری ہے میں اس ذات کی پناہ کا طالب ہوں جس کی پناہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ابراہیم نے طلب کی تھی''۔ اور وہ کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اَنفِی لَكَ اَللّٰهُمَّ عَانٍ رَاغِمُ مَهْمَا تُجَشِّمْنِیْ فَاِنِّیْ جَاشِمُ

یا اللہ میری ناک تیرے لئے ذلت کے ساتھ مٹی کو رگڑ رہی ہے۔ (میں تیرے سامنے سر بسجدہ ہوں) جو جو تکلیفیں تو مجھ پر ڈالے میں ان کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

الْبِرَّ اُ بغی لَا الْخَالَ لَیْسَ مهجرٍ کمنٍ قال

میں نیکی کا طلب گار ہوں تکبر کا نہیں۔ وطن کا چھوڑنے والا دوپہر میں آرام سے سونے والے کا سا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

اَلْبِرّ ابقَی لَا الْخَالَ لَیْسَ مُهَجِّرْ كَمَنْ قَالَ

میں نیکی کو باقی رکھنے والا ہوں تکبر کو نہیں الخ

کہا (ابن ہشام نے) کہ الفاظ'' مستقبل الکعبة'' کعبہ کی جانب منہ کیا ہوا'' کی روایت بعض اہل علم نے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے (یہ بھی) کہا ہے۔

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیْ لِمَنْ اَسْلَمَتْ لَهُ الْاَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثِقَالًا

میں نے اپنی گردن اس ذات کے آگے جھکا دی جس کے آگے بھاری چٹانوں کو اٹھانے والی زمین نے سر خم کیا۔

دَحَاهَا فَلَمَّا رَآهَا اسْتَوَتْ عَلَى الْمَاءِ اَرْسٰی عَلَیْهَا الْجِبَالَا

اس نے اس زمین کو بچھا دیا اور جب دیکھا کہ وہ پانی پر ٹھیک طور پر استوار ہوگئی تو اس نے اس پر پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے۔

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیْ لِمَنْ اَسْلَمَتْ لَهُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذْبًا زَلَالًا

میں نے اس ذات کے آگے اپنا سر جھکا دیا جس کے آگے صاف میٹھا پانی اٹھانے والے بادلوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اِذَاهِیَ سِیقَتْ اِلٰی بَلْدَةٍ اَطَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَیْهَا سِجَالَا

جب وہ (بادل) کسی سرزمین کی طرف ہانکے گئے تو انہوں نے اطاعت کی اور اس پر (ان گنت) ڈول انڈیل دیے۔

الخطاب نے زید کو بہت تکلیف دی یہاں تک کہ ان کو مکہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا وہ مکہ کے مقابل حرا میں اتر پڑے اور خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا۔ اور ان سے کہہ دیا کہ اس کو مکہ میں داخل ہونے نہ دو۔ پس وہ مکہ میں چوری چھپے کے سوا داخل نہ ہوتے اور جب ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو وہ الخطاب کو خبر کر دیتے اور وہ سب مل کر انہیں وہاں سے نکال دیتے اور انہیں تکلیفیں پہنچاتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور کہیں ان میں سے کوئی الگ ہو کر ان کا پیرو نہ ہو جائے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت وحرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے اس کی حرمت کا پاس نہیں کیا تھا انہوں نے کہا۔

لَاهُمَّ اِنِّیْ مُحْرِمٌ لَا حِلَّهْ وَاِنَّ بَیْتِیْ اَوْسَطَ الْمَحِلَّهْ

عِنْدَ الصَّفَا لَیْسَ بِذِیْ مَضَلَّهْ

یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں' اس کی حرمت توڑنے والا نہیں ہوں میرا گھر محلّہ کہ بیچ میں صفا کے پاس ہے۔ گمراہ کن مقام نہیں ہے۔

پھر وہ دین ابراہیم علیہ السلام[1] کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے رہبان' احبار' علماء اور نصاریٰ کے مشائخوں سے پوچھتے ہوئے موصل اور الجزیرہ تک پہنچ گئے۔ پھر آ کر شام کے تمام مقاموں میں دوڑ دھوپ کی یہاں تک کہ سرزمین بلقاء کے مقام میفعہ میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ جس کے پاس ان کے دعوے کے لحاظ سے نصرانیوں کا انتہائی علم تھا۔ اس سے انہوں نے ابراہیمی دین کے طریقہ حنفیہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا تم ایسے دین کی تلاش میں ہو جس پر چلانے والا تم کو آج کل کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن ایک نبی کا زمانہ قریب آ چکا ہے جس کا ظہور تمہارے انہیں شہروں میں ہوگا جن سے تم نکل آئے ہو۔ وہ دین ابراہیم حنیفیہ پر مبعوث ہوگا۔ پس تم انہیں شہروں میں جا بسو۔ کیونکہ وہ اب مبعوث ہونے کو ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور وہ یہودیت اور نصرانیت کا اندازہ تو کر ہی چکے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی انہیں پسند نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے فوراً مکہ کے ارادے سے نکلے۔ جب اس راہب نے ان سے مذکورہ باتیں کیں۔ اور جب وہ بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا ورقہ بن نوفل بن اسد نے ان کا مرثیہ کہا۔

رَشِدْتَ وَاَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَاِنَّمَا تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيًا

اے ابن عمرو تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور راہ تو نے بڑے سوچ بچار کے بعد اختیار کی اور تو بھڑکتی ہوئی آگ کے تنور سے بچ گیا۔

بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ وَتَرْكِكَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِيْ كَمَاهِيَا

تیرے اس پروردگار کا دین اختیار کرنے کے سبب سے جس کا کوئی مثل نہیں، اور سرکشوں کی مورتوں کو ان کی اسی (ذلیل) حالت پر چھوڑ دینے کے سبب سے جس حالت میں کہ وہ تھیں، تو نے نجات پائی۔

وَ اِدْرَاكِكَ الدِّيْنَ الَّذِيْ قَدْ طَلَبْتَهٗ وَلَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِيْدِ رَبِّكَ سَاهِيَا

جس کی تو تلاش میں تھا اس دین کو پالینے کے سبب سے اور اس سبب سے کہ تو اپنے رب کی توحید کو بھولنے والا نہ تھا۔

فَاَصْبَحْتَ فِيْ دَارٍ كَرِيْمٍ مُقَامُهَا تُعَلِّلُ فِيْهَا بِالْكَرَامَةِ لَاهِيَا

پس تو ایسے گھر میں جا پہنچا جہاں کا رہنا عزت ہے۔ جہاں اعزاز کے ساتھ تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر (اپنی کوششوں کا) پھل پاتا رہے گا۔

تُلَاقِيْ خَلِيْلَ اللّٰهِ فِيْهَا وَلَمْ تَكُنْ مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا اِلَى النَّارِ هَاوِيَا

تو وہاں خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا تو سرکش لوگوں اور آگ میں گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

وَقَدْ تُدْرِكُ الْاِنْسَانَ رَحْمَةُ رَبِّهٖ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ وَادِيَا

اگر چہ انسان ستر وادیوں کی گہرائی میں زمین کے نیچے ہو پھر بھی پروردگار کی رحمت اس تک پہنچ جاتی ہے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) پہلی دو بیتیں امیہ بن ابی الصلت کے قصیدے میں بھی روایت کی گئی ہیں۔ آخر کی بیت بھی اسی کے قصیدے کی ہے اور اوثان الطواغی جس بیت میں ہے اس کی روایت ابن اسحٰق سے نہیں بلکہ دوسروں سے ہے۔

انجیل میں رسول اللہ ﷺ کی صفتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبریں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ[1] السلام نے انجیل میں اہل انجیل کے لئے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ جس کو یحنس حواری نے ان کے لئے انجیل لکھتے وقت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا اہل انجیل سے یہ عہد لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے پروردگار سے دشمنی کی۔ اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کئے۔ تو ان کی کچھ خطا نہ ہوتی لیکن وہ آج سے اترانے لگے ہیں۔ اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کرلیں گے۔ لیکن وہ بات جو ناموس (الٰہی) میں ہے اس کا پورا ہونا ضروری ہے کہ انہوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا۔ پس کاش منحمنا آگئے ہوتے جن کو اللہ تمہاری طرف (اپنی) پاک[2] روح (مرتبہٗ) ربوبیت سے بھیجے گا۔ یہ وہ ہوگا جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے اور تم بھی (میرے گواہ ہو) کیونکہ تم قدیم سے میرے ساتھ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہہ دی ہے کہ تم شک نہ کرو یا (عدم تبلیغ کی) تمہیں شکایت نہ رہے۔

اور منحمنا سریانی زبان میں محمد (کا ہم معنی) ہے اور رومی زبان میں برقلیطس کے ﷺ۔

(اس عہد کا ذکر جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول کے متعلق تمام انبیاء علیہم السلام اجمعین سے لیا)۔

(زہری[3] نے) کہا کہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق مطلبی سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم کے لئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی سے جس کو آپ سے پہلے مبعوث فرمایا۔ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے اور آپ کے مخالفوں کے مقابل آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ اور ان سے یہ بھی وعدہ لیا تھا کہ ان پر جو لوگ ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کریں ان تک بھی یہ بات پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق اس بارے میں

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

۲ (ب ج د) میں روح القدس ہے اور الف میں روح القسط ہے یعنی انصاف کی روح۔ (احمد محمودی)

۳ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

ان پر جو حق تھا انہوں نے پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ (اَىْ ثِقْلَ مَا حَمَلْتُمْ مِنْ عَهْدِىْ) قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

''اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے انبیا سے پکا وعدہ لیا (اور ان الفاظ میں حکم دیا کہ اے نبیو) میں نے تم کو جو کتاب و حکمت دی ہے (تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ) پھر تمہارے پاس کوئی رسول اس چیز کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے ساتھ ہے آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ پھر فرمایا کیا تم نے اس کو تسلیم کیا اور میرا عہد (یا میرے عہد کا بار اٹھایا) قبول کر لیا۔ انہوں نے کہا ہم نے تسلیم کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ کی تصدیق اور آپ کے مخالفوں کے مقابلے میں آپ کی امداد کا عہد لیا اور انہوں نے اس عہد کو ان لوگوں تک پہنچا دیا جو ان دونوں کتاب والوں (یعنی اہل انجیل اور اہل توریت) میں سے ان انبیا پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی تھی۔

ان سچے خوابوں کا بیان جس سے نبی ﷺ کی نبوت کی ابتدا ہوئی

ابن اسحٰق نے کہا کہ زہری نے عروۃ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے جس کو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا[1] سے روایت کی ہے کہ ام المومنین نے ان سے بیان کیا کہ پہلی چیز جس سے رسول اللہ ﷺ کی (رسالت کی) ابتدا کی گئی وہ سچے خواب تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی (کا اظہار) اور آپ کے ذریعے بندوں پر رحمت نازل کرنی چاہی تو رسول اللہ ﷺ نیند میں جو خواب دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتے ام المومنین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہائی آپ کے لئے محبوب بنا دی تھی اور کوئی چیز آپ کو تنہائی میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ نہ رہی تھی۔

پتھروں اور درختوں کا نبی ﷺ کو سلام کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان ابن العلاء بن جاریۃ الثقفی نے جو

---

1. (الف) میں نہیں ہے۔

خوب یادرکھنے والے تھے؛ بعض اہل علم سے روایت کی رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لئے نکلتے تو دور چلے جاتے ۔ یہاں تک کہ بستی سے آپ دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے اور جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپ گذرتے وہ اسلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے بائیں اور پیچھے توجہ فرماتے ۔ درختوں اور پتھروں کے سوا کسی کو نہ دیکھتے (غرض اس حالت پر آپ) اتنی مدت تک رہے جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حراء جبریل آئے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز و اکرام کی وہ عظمت وہ شان والی چیز لائے جس کو سب جانتے ہیں ۔

جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے آل زبیر کے غلام وہب بن کیسان نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الزبیر کو کہتے سنا وہ عبید بن عمر بن قتادۃ اللیثی سے کہتے تھے کہ اے عبید رسول اللہ ﷺ کے پاس جب جبرئیل علیہ[1] السلام آئے تو نبوت کی ابتدا کا ظہور کس طرح ہوا۔ راوی نے کہا کہ میں موجود تھا۔ تو عبید نے عبداللہ بن زبیر اور ان لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک مہینہ حراء میں اعتکاف[2] کیا کرتے تھے ۔ اور یہ (بات) ان (عادتوں) میں سے تھی جس کو جاہلیت میں بھی قریش عبادت کے طور پر (تحنث) کیا کرتے تھے ۔ اور تحنث کے معنی تبرر (نیکی) کے ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو طالب کہتے ہیں ۔

وَثَوْرٍ وَّ مَنْ اَرْسٰی ثَبِیْرًا مَّکَانَهٗ   وَرَاقٍ لِیَرْقٰی فِیْ حِرَاءٍ وَنَازِلِ

اور جبل ثور کی (پناہ لیتا ہوں) اور اس ذات کی (پناہ لیتا ہوں) جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ لنگر انداز کر دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی (پناہ لیتا ہوں) جو کوہ ثبیر سے اس لئے اترتا ہے) تا کہ کوہ حراء پر۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

[2] اصل میں اعتکاف کا لفظ نہیں ہے بلکہ ''یجاور'' ہے جس کے معنی تقریباً اعتکاف ہی کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی دنیا کے مشغلے چھوڑ کر مسجد میں بیٹھے تو اس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اور مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ بیٹھے تو اسے مجاورۃ کہتے ہیں یعنی اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط ہے اور مجاورۃ کے لئے مسجد کی شرط نہیں چونکہ اردو میں مجاورۃ کا لفظ مستعمل نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اعتکاف کا لفظ استعمال کیا ہے تا کہ عام فہم ہو۔ (مترجم از سہیلی)

چڑھ جائے[1]

ابن ہشام نے کہا کہ عرب تحنث وتحنف دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں اور ان دونوں لفظوں سے ان کی مراد حنیفیہ اختیار کرنا (ہی) ہوتی ہے۔ وہ فے کو ثے سے بدل دیتے ہیں۔ جس طرح جدف اور جدث دونوں لفظوں سے مراد قبر ہوتی ہے۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

''لو کان احجاری مع الاجداف[2]'' ''اگر میرے پتھر قبروں کے ساتھ ہوتے''۔

اجداف سے مراد اجداث ہے جس کے معنی قبریں ہیں۔ یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے۔ اور ابوطالب کی بیت بھی ان کے ایک قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اس کے موقع پر کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے کہا کہ عرب ثم کے بجائے فم کہتے ہیں اور ثے کو فے سے بدل دیتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ عبیدہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی مہینے ہر سال اعتکاف فرماتے اور جو مسکین آتا اسے کھانا کھلاتے اور جب رسول اللہ ﷺ اپنے اس مہینے کا اعتکاف پورا فرما لیتے اور لوٹتے تو اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کعبۃ اللہ کا سات بار یا اللہ جس قدر چاہتا طواف فرماتے اس کے بعد اپنے گھر لوٹتے۔ یہاں تک کہ اس سال جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ جب وہ مہینہ آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا اور وہ مہینہ رمضان کا تھا تو جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنے اعتکاف کے لئے نکلا کرتے تھے حراء کی جانب نکلے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی تھیں۔ یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور اس کے ذریعے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبرئیل علیہ[3] السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لئے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مذکورہ بالا شعر کے سمجھانے کے لئے سہیلی نے ابن عبدالبر کا یہ بیان لکھا ہے کہ کوہ حراء حرم کے ان پہاڑوں میں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا تھا کہ یا رسول ﷺ آپ میری جانب تشریف لائیے۔ جبکہ آپ کوہ ثبیر پر تھے۔ اور کوہ ثبیر نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھ پر سے اتر جائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ مجھ پر قتل نہ کر دیئے جائیں کہ مجھ پر بھی عذاب ہوگا۔ (مترجم از سہیلی)۔

[2] اس مصرع کا ماقبل اور مابعد کیا ہے نہیں ملا۔ اس لئے اس کا مطلب بھی سمجھ میں نہ آیا۔

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

فَجَاءَ نِیْ جِبْرِیْلُ وَاَنَا نَائِمٌ بِنَمَطٍ مِنْ دِیْبَاجٍ فِیْهِ کِتَابٌ.

''میرے پاس جبرئیل اس وقت جب میں سو رہا تھا۔ اور ایک ریشمی کپڑا لائے جس پر کچھ لکھا تھا''۔

فَقَالَ: اِقْرَأْ قَالَ: قُلْتُ: مَا اَقْرَأُ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اِقْرَأْ قَالَ: قُلْتُ: مَا اَقْرَأُ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اِقْرَأْ قَالَ: قُلْتُ مَاذَا[1] اَقْرَأُ؟ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اِقْرَأْ قَالَ فَقُلْتُ: مَاذَا اَقْرَأُ مَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ اِلَّا افْتِدَاءً مِنْهُ اَنْ یَّعُوْدَ لِیْ بِمِثْلِ مَا صَنَعَ بِیْ فَقَالَ: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ.

''پھر کہا پڑھیے۔ فرمایا میں نے کہا میں پڑھا نہیں کرتا (یعنی مجھے پڑھنا نہیں آتا) تو انہوں نے مجھے اس (کے پڑھنے) پر مجبور کیا یا تنگ کیا (یا مجھے اس کے لئے پکڑ کر بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے پھر میں نے کہا میں پڑھا نہیں کرتا۔ فرمایا پھر انہوں نے مجھے اس (کے پڑھنے) پر تنگ کیا (یا مجھے بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھیے۔ فرمایا میں نے کہا کیا پڑھوں فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھے تنگ کیا (یا بھینچا) حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے فرمایا میں نے کہا کیا پڑھوں میں یہ بات صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ اون سے چھوٹ جاؤں کہ کہیں پھر ویسا ہی نہ کریں جیسا انہوں نے (پہلے) میرے ساتھ کیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا۔ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے تخلیق کی یا اندازہ کیا (اور) انسان کو ذرا سی چیز سے یا ایک تعلق کی وجہ سے یا بستہ خون سے یا جونک کی سی شکل سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا پروردگار تو بڑی شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی انسان کو وہ باتیں سکھلائیں جن سے وہ ناواقف تھا''۔

﴿ فَقَرَأْتُهَا ثُمَّ انْتَهٰی فَانْصَرَفَ عَنِّیْ وَهَبَبْتُ مِنْ نَوْمِیْ فَكَاَنَّمَا كُتِبَتْ فِیْ قَلْبِیْ كِتَابًا قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ فِیْ وَسَطٍ مِنَ الْجَبَلِ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ یَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلَی السَّمَاءِ اَنْظُرُ فَاِذَا جِبْرِیْلُ فِیْ صُوْرَةِ رَجُلٍ

---

[1] لفظ ذا (الف) میں اس جگہ نہیں ہے۔

صَافٍ قَدَمَيْهِ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَمَا أَتَقَدَّمُ وَمَا أَتَأَخَّرُ وَجَعَلْتُ أُصَرِّفُ وَجْهِيْ عَنْهُ فِيْ آفَاقِ السَّمَاءِ قَالَ فَلَا أَنْظُرُ فِيْ نَاحِيَةٍ مِنْهَا إِلَّا رَأَيْتُهُ كَذٰلِكَ فَمَا زِلْتُ وَاقِفًا مَا أَتَقَدَّمُ أَمَامِيْ وَمَا أَرْجِعُ وَرَائِيْ حَتّٰى بَعَثَتْ خَدِيْجَةُ رُسُلَهَا فِيْ طَلَبِيْ فَبَلَغُوْا أَعَلٰى مَكَّةَ وَرَاجَعُوْا إِلَيْهَا وَ أَنَا وَاقِفٌ فِيْ مَكَانِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنِّيْ وَانْصَرَفْتُ رَاجِعًا إِلٰى أَهْلِيْ حَتّٰى أَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَجَلَسْتُ إِلٰى فَخِذِهَا مُضِيْفًا إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَيْنَ كُنْتَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ بَعَثْتُ رُسُلِيْ فِيْ طَلَبِكَ حَتّٰى بَلَغُوْا عَلٰى مَكَّةَ وَرَجَعُوْا إِلَيَّ ثُمَّ حَدَّثْتُهَا بِالَّذِيْ رَأَيْتُ فَقَالَتْ أَبْشِرْ يَا ابْنَ عَمِّ وَاثْبُتْ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ خَدِيْجَةَ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ نَبِيَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴾

''پھر میں نے انہیں پڑھا اور پھر یہ بات ختم ہوگئی تو وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ اور میں اپنی نیند سے بیدار ہوگیا اور گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا تھا فرمایا۔ پھر میں نکلا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے وسط میں تھا تو ایک آواز سنی وہ آواز کہہ رہی تھی اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ فرمایا۔ تو میں نے دیکھنے کے لئے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر ایک آدمی کی شکل میں جبرئیل ہیں جن کے پاؤں صاف ہیں وہ کہہ رہے ہیں اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں فرمایا میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا نہ آگے بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال رہا ہوں۔ فرمایا تو آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں تو انہیں کو اسی حالت میں دیکھتا ہوں پس میں اسی حالت میں کھڑا ہوگیا نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں اور نہ اپنے پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں یہاں تک کہ میری تلاش میں خدیجہ نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے بلند مقام تک پہنچے اور پھر وہ واپس ہو گئے اور میں اپنی اسی جگہ تھا پھر وہ (جبرئیل) میرے پاس سے چلے گئے اور میں بھی اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا۔ یہاں تک کہ خدیجہ کے پاس پہنچا۔ تو ان کے زانو کے پاس بیٹھ گیا۔ اور ان کی طرف جھک پڑا تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ کہاں تھے۔ اللہ کی قسم میں نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلند حصہ تک پہنچ کر میری طرف واپس بھی آ گئے۔ پھر میں نے ان سے اس چیز کا بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو انہوں نے کہا اے میرے چچا کے فرزند خوش ہو جائیے اور ثابت قدمی اختیار فرمائیے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے۔ بے شک میں اس

بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے''۔

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے کپڑے پہن لئے اور ورقہ ابن[1] نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی جانب چلی گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔ اور ورقہ نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا اور کتابیں پڑھی تھیں اور توریت وانجیل والوں کی باتیں سنتے رہے تھے پھر جناب خدیجہ نے ان سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ تو ورقہ بن نوفل نے کہا۔ قدوس قدوس پاک ہے پاک ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ اے خدیجہ اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر جو موسیٰ ؑ کے پاس آیا کرتا تھا وہ ان کے پاس آ پہنچا۔ اور بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔ تو خدیجہ رسول اللہ ﷺ کی جانب لوٹ آئیں۔ اور آپ سے ورقہ بن نوفل کی باتیں بیان کیں پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا اعتکاف پورا فرمالیا تو لوٹے اور ویسا ہی کیا جیسا آپ کیا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ سے ابتدا کی۔ اس کا طواف فرمایا۔ تو ورقہ بن نوفل آپ سے اسی حالت میں ملے کہ آپ کعبۃ اللہ کا طواف فرما رہے تھے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے تو بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیان فرمایا تو ورقہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا جو موسیٰ کے پاس آتا تھا۔ اور اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور آپ کو تکلیف پہنچائی جائے گی اور آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی اور اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ پھر انہوں نے اپنا سر جھکایا اور آپ کے تالو کو بوسہ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے۔ (یہاں سے روایت کا تھوڑا حصہ بمصالح خاص حذف کیا گیا ہے)۔

قرآن کے اترنے کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نازل ہونے کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ﴾

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کے لئے (سرتاسر) ہدایت بنا کر اور (حق کو باطل سے) ممتاز کرنے والی اور راستہ بتانے والی روشن دلیلوں کے ساتھ اتارا گیا''۔

---

[1] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾

''ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ہے تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار راتوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر (ایسے) حکم کے ساتھ اترتے ہیں کہ وہ سلامتی ہے' طلوع فجر تک''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴾

''حم روشن کتاب کی قسم ہم نے اسے مبارک رات میں اتارا ہے۔ بے شبہ ہم (برے انجام سے) ڈرانے والے رہے ہیں۔ اس (رات) میں حکمت والی ہر ایک ایسی بات جو ہمارے پاس کی ہوتی ہے واضح اور ممتاز کر دی جاتی ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے پیام بھیجنے والے ہی رہے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ﴾

''اگر تم اللہ اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز۔ جس روز دو جماعتیں مقابل ہوگئی تھیں۔ نازل فرمایا (تو جان لو کہ غنیمت کے احکام مذکورۂ بالا ہیں اور اس کی تعمیل کرو)''۔

اور ان (دونوں جماعتوں) سے مراد رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کا بدر کے روز کا مقابلہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کا مقابلہ مقام بدر میں جمعہ کے روز سترہ رمضان کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب وحی آتی رہی' اور آپ اللہ پر ایمان رکھنے والے اور جو کچھ اس کی جانب سے آپ پر آیا۔ اس کو سچا جاننے والے تھے۔ آپ نے اس کو اپنی پوری توجہ سے قبول فرمایا۔ اور جو بار اس کی جانب سے آپ پر ڈالا گیا اس کو باوجود بعض لوگوں کی رضامندی اور بعض لوگوں کی ناراضی کے برداشت فرمایا قوم کے اس مخالفانہ سلوک اور اس طرز عمل کے سبب سے' جو انبیاء کے پیام کے رد عمل کے طور پر اس سے ظاہر ہوتا ہے' نبوت کے بوجھ اور ذمہ داری کے اٹھانے کی استطاعت اور برداشت

کی قوت بجز اولوالعزم اور صاحب قوت رسولوں کے دوسروں میں نہیں ہوا کرتی۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی امداد اور توفیق سے۔ راوی نے کہا کہ غرض رسول اللہ ﷺ خدائی احکام پر باوجود اپنی قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی کے چل پڑے۔

خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ کا اسلام اختیار کرنا

خدیجہ بنت خویلد آپ پر ایمان لائیں اور ان چیزوں کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ عزوجل کے پاس سے آئی تھیں اور آپ کے معاملے میں انہوں نے آپ کی امداد کی۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہوئی چیزوں پر تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلی وہی تھیں۔ انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے کام میں آسانی پیدا کر دی مخالفوں کی تکذیب اور ناپسندیدہ باتوں کے سننے سے آپ کو صدمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حزن و ملال کو انہیں کے ذریعے دور فرماتا۔ جب آپ جناب خدیجہ کی طرف تشریف لاتے تو وہ آپ کو ثابت قدمی کی جانب متوجہ کرتیں۔ اور آپ کے بار کو ہلکا کرتیں۔ وہ آپ کی تصدیق کرتیں تو لوگوں کا مذکورہ برتاؤ آپ پر آسان ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اور انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو ایک قصب (کھوکھلے موتی کے گھر) کی خوش خبری دوں جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔ (ابن ہشام نے کہا کہ) مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ خدیجہ کو ان کے رب کی طرف کا سلام پہنچا دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبرئیل ہیں۔ تمہارے پروردگار (کا سلام تمہیں پہنچا رہے ہیں تو جناب خدیجہ نے کہا کہ اللہ تو خود سلام ہی ہے اور سب کو) سلامتی۔ اسی کی جانب سے ملتی ہے۔ جبرئیل پر بھی سلام ہو۔

وحی کا چند دن کے لئے رک جانا اور سورۃ ضحیٰ کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ سے کچھ مدت کے لئے وحی رک گئی یہاں تک کہ آپ کو یہ بات بہت شاق گزری اور آپ کو اس سے صدمہ ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبرئیل سورہ ضحیٰ لے کر آئے۔ جس میں آپ کا پروردگار آپ سے قسم کھا کر خطاب فرماتا ہے حالانکہ اس نے اس شاندار چیز کے ذریعے آپ کو

اعزاز و اکرام کے مراتب عنایت فرمائے۔ کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا نہ آپ سے ناراض ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ﴾

''آفتاب کی بلندی کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جب کہ وہ سنسان ہوگئی تجھ سے پروردگار نے علیحدگی اختیار کی نہ ناراض ہوا فرماتا ہے کہ نہ اس نے تجھ سے تعلق ترک کیا کہ تجھ کو چھوڑ دے نہ وہ تجھ سے ناراض ہوا۔ جب سے کہ تجھ سے محبت کی ہے''۔

﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴾

''اور بے شک تیرے لئے بعد کی حالت بہتر ہے پہلی حالت سے یعنی تیری جو حالت میرے پاس لوٹ کر آنے کے بعد کی ہوگی وہ تیرے لئے بہتر ہوگی بہ نسبت اس اعزاز و اکرام کے جو میں نے دنیا میں تجھے عنایت فرمایا ہے''۔

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ﴾

''اور بے شک عنقریب تیرا پروردگار تجھ کو (اتنا یا ایسا) دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ یعنی دنیا کی وسعت، فتح مندی اور آخرت کا ثواب''۔

﴿ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰی وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ﴾

''کیا اس نے تجھ کو یتیم پایا تو پناہ نہیں دی اور تجھ کو سرگرداں پایا تو رہنمائی نہیں کی اور تجھ کو نادار پایا تو بے نیاز نہیں بنا دیا''۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ابتدائی حالت کا اظہار فرماتا ہے کہ سر دست بھی اس نے آپ کو کیسا اعزاز عنایت فرمایا ہے آپ کی یتیمی ناداری اور سرگردانی میں اس کا کیا احسان رہا اور مذکورہ تمام حالات سے اس نے اپنی رحمت کے ذریعے کیسے نجات دلائی۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) سجی کے معنی سکن کے ہیں (خاموش بے حرکت سنسان ہوا)۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

اِذَ اَتَی مَوْهِنًا وَقَدْ نَامَ صَحْبِیْ ۔۔۔ وَسَجَی اللَّيْلُ بِاالظَّلَامِ الْبَهِيْمِ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ وہ آدھی رات کے بعد آیا اور میرے ساتھی سو گئے تھے۔ اور رات اندھیرا گھپ ہو جانے سے سنسان ہوگئی تھی۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ اور آنکھ کی جب ٹکٹکی بندھ جاتی ہے اس کو

ساجیہ اور سجی طرفھا کہتے ہیں۔ جریر نے کہا ہے۔

وَلَقَدْ رَمَيْنَكَ حِيْنَ رُحْنَ بِاَعْيُنٍ   يَقْتُلْنَ مِنْ خَلَلِ السُّتُوْرِ سَوَاجِيْ

جب وہ عورتیں جانے لگیں تو (انہوں نے) پردے کی درزوں میں سے ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھوں سے ایسے تیر مارے جو مار ہی ڈالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور عائل کے معنی فقیر کے ہیں۔ ابوخراش ہذلی نے کہا ہے۔

اِلٰى بَيْتِهٖ يَاْوِى الضَّرِيْكُ اِذَاشَتَا   وَ مُسْتَنْبِحٌ بَالِى الدر يسين عَائِلُ[1]

جب قحط ہوتا ہے تو بدحال فقیر مافر میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑوں والے نادار اسی کے گھر میں پناہ لیتے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر کروں گا۔ اور عائل اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کنبے کی دیکھ بھال اور پرورش کرتا ہے۔ اور ڈرنے والے کو بھی عائل کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴾

''ان احکام کی فرماں برداری زیادہ نزدیک کرنے والی ہے اس حالت سے کہ تم عیال دار اور گرنبار نہ ہو جاؤ''۔

ابوطالب نے کہا ہے:

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا يُخِسُّ شَعِيْرَةً   لَهٗ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهٖ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ایسی ترازو میں تول کر جو جو بھر کی کمی بھی نہیں کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس کے موقع پر کروں گا اور[2] عائل کے معنی بار ڈالنے والے اور عاجز کر دینے والے کے بھی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں قد عالنی هذا الامر۔ یعنی یہ کام مجھ پر بار ہو گیا۔ اس نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ فرزوق کہتا ہے۔

تَرَى الْغُرَّ الْجَحَاجِحَ مِنْ قُرَيْشٍ   اِذَا مَا الْاَمْرُ فِى الْحِدْثَانِ عَالَا

جب کوئی معاملہ کم عمروں نوجوانوں پر بار ہو جائے تو قریش کے چمکتے چہرے والوں کو اس کی جانب جھپٹتے ہوئے دیکھے گا۔

---

[1] عائل کی جمع عالۃ اور عیل ہے۔ [2] ملاحظہ ہو صفحہ (۲۸۶) نسخہ (ب)۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

لیکن یتیم (وہ تو ایسی قابل رحم ہستی ہے کہ) تم اس کو مجبور نہ کرو اور لیکن مانگنے والا' اس کو کبھی نہ جھڑکو۔

یعنی اپنی قوت اور بڑائی جتانے والے اول جلول بکنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کمزوروں پر سخت ولی کرنے والے نہ ہو جاؤ۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور لیکن اپنے پروردگار کی نعمت (یعنی قرآن و نبوت) وہ تو ایسی چیز ہے کہ تم (انہیں لوگوں سے خوب) بیان کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نبوت کی جو نعمت اور عزت آپ کو ملی ہے اس کو بیان کیجئے اور اس کی جانب لوگوں کو بلایئے۔ پس رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی نبوت کے ذریعے تمام بندوں پر انعامات فرمائے تھے۔ تنہائی میں ان لوگوں سے بیان فرمانے لگے۔ جو آپ کے پہچاننے والوں میں سے آپ پر بھروسہ کرنے والے تھے۔

فرض نماز کی ابتداء

اور جب آپ پر نماز فرض ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (اور ختم کر کے) سلام پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت' برکت اور سلام آپ پر بھی ہو اور ان سب پر بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے عروہ بن الزبیر سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا[1] سے بیان کیا۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب پہلے پہل نماز فرض ہوئی تو ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا کر کے حضر میں چار مقرر فرمایا۔ اور سفر میں ان کی ابتدائی فرضیت دو رکعت برقرار رکھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ نماز جب رسول اللہ ﷺ پر فرض ہوئی تو جبرئیل آئے۔ ایسے وقت میں کہ آپ مکہ کے بلند حصے پر تھے پھر وادی کے ایک کنارے اپنی ایڑی سے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

ٹھکرایا۔ تو وہاں ایک چشمہ بہ نکلا۔ جبرئیل علیہ السلام نے وضوفرمایا اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے تا کہ آپ کو بتلائیں کہ نماز کے لئے طہارت کس طرح کی جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وضو فرمایا۔ جس طرح جبرئیل کو وضو کرتے ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر آپ کو لے کر جبرئیل کھڑے ہو گئے اور آپ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جبرئیل علیہ[1] السلام لوٹ گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے (سامنے) اسی طرح وضوفرمایا جیسا کہ آپ کو جبرئیل نے بتایا تھا تا کہ خدیجہ کو بتائیں کہ نماز کے لئے طہارت کیسے کی جاتی ہے۔ خدیجہ نے بھی اسی طرح وضو کیا جیسا آپ نے وضوفرمایا تھا۔ پھر خدیجہ کو لے کر آپ نے نماز پڑھی جس طرح آپ کو لے کر جبرئیل نے نماز پڑھی تھی۔ پس خدیجہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عتبہ بن مسلم بنی تمیم کے غلام نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا اور نافع ابن عباس سے بہت روایتیں کیا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو ساتھ لے کر نماز ظہر پڑھی جب کہ آفتاب (سمت الراس سے) مائل ہو چکا تھا پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر مغرب کی نماز پڑھی جب کہ سورج ڈوب گیا پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عشاء پڑھی جب کہ شفق نہ رہی۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر صبح کی نماز پڑھی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر وہ آپ کے پاس آئے[2] اور آپ کو لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (آپ کے طول کا) دونا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز مغرب پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا۔ اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر اس کے بعد والی عشا کی نماز (اس وقت) پڑھی جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر چکا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر (اس وقت) صبح کی نماز پڑھی جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی اور سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ پھر کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم وقت نماز) آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔

مردوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا مرد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی تھی۔ علیؓ بن ابی طالب ابن

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم تھے آپ پر اللہ کی رضا مندی اور سلام ہو اور آپ کی عمر اس وقت دس سال کی تھی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کئے ان میں سے یہ بھی ایک تھا کہ آپ اسلام کے پہلے ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابن ابی الحجاج سے یہ روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ایک نعمت یہ تھی کی جب قریش پر قحط کی آفت آئی اور ابو طالب بہت بال بچوں والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے فرمایا:

يَا عَبَّاسُ اِنَّ اَخَاكَ اَبَاطَالِبٍ كَثِيْرُ الْعِيَالِ وَقَدْ اَصَابَ النَّاسَ مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الْاَزْمَةِ فَانْطَلَقَ بِنَا اِلَيْهِ فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ مِنْ عِيَالِهِ آخُذُ مِنْ بَنِيْهِ رَجُلًا وَ تَاْخُذُ اَنْتَ رَجُلًا فَنَكْلُهُمَا عَنْهُ.

''اے عباس تمہارا بھائی ابو طالب بہت بال بچوں والا ہے اور اس قحط کی وجہ سے لوگوں پر جو مصیبت آئی ہے وہ تو تم دیکھ رہے ہو پس ہمارے ساتھ چلو کہ ان کے بوجھ کو کچھ ہلکا کریں۔ ان کے بچوں میں سے ایک کو میں لئے لیتا ہوں اور ایک کو تم لے لو کہ ہم ان کی جانب سے ان کی دیکھ بھال کریں''۔

تو عباس نے کہا۔

اچھا اور دونوں ابو طالب کے پاس آئے۔ دونوں نے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے بچوں کے بار میں سے آپ پر سے کچھ ہلکا کر دیں۔ اس وقت تک کہ اس آفت سے لوگ نجات پائیں جس میں وہ مبتلا ہیں انہوں نے ان سے کہا تم عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو (اور) جو چاہو کرو۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عقیل ہی کو طالب بھی کہا جاتا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ اور انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ اور عباس نے جعفر کو لیا اور اپنے ساتھ رکھا۔ پس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک[1] وتعالیٰ نے آپ کے پاس نبوت کا پیام بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

اسلام اختیار کیا اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے اور اپنے والد ابو طالب اور اپنے تمام چچاؤں اور اپنی قوم سے چھپ کر علی ابن ابی طالب بھی آپ کے ساتھ ہو جاتے اور وہیں آپ دونوں نمازیں پڑھا کرتے پھر جب شام ہوتی تو دونوں لوٹ آتے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں تک چاہا یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ ایک روز جب یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے ابو طالب نے دیکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ کون سا دین ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے فرمایا:

اَیْ عَمِّ هٰذَا دِیْنُ اللّٰهِ وَ دِیْنُ مَلَائِکَتِهٖ وَ دِیْنُ رُسُلِهٖ وَ دِیْنُ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ اَوْکَمَا قَالَ ﷺ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلاً اِلَی الْعِبَادِ وَ اَنْتَ اَیْ عَمِّ اَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ لَهُ النَّصِیْحَةَ وَ دَعَوْتُهٗ اِلَی الْهُدٰی وَاَحَقُّ مَنْ اَجَابَنِیْ اِلَیْهِ وَاَعَانَنِیْ عَلَیْهِ.

''چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ یا جن[1] الفاظ میں آپ نے فرمایا ﷺ نے مجھے اس دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے چچا جان جن جن لوگوں کی میں نے خیر خواہی کی ہے اور جن کو سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے ان سب میں آپ زیادہ حق دار ہیں اور اس دعوت پر مجھے قبول کرنے اور اس پر میرے امداد کرنے کے آپ زیادہ سزاوار ہیں''۔

یا آپ نے جن الفاظ میں فرمایا راوی کہتا ہے کہ ابو طالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے آباواجداد کے دین اور اس طریقے کو جس پر وہ تھے چھوڑ نہیں سکتا لیکن اللہ کی قسم جب تک میں رہوں تم پر کوئی بات نہ آئے گی۔ جس کو تم ناپسند کرو۔ اور لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ انہوں نے علی سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے یہ کون سا دین ہے جس پر تم ہو تو انہوں نے کہا بابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو چیزیں آپ نے پیش کی ہیں میں ان میں آپ کو سچا جانا ہے اور میں نے اللہ کے لئے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ اور آپ کی پیروی کی ہے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ انہوں نے تمہیں بھلائی ہی کی جانب دعوت دی ہے تم اس پر جمے رہو۔

---

[1] راوی کو ٹھیک الفاظ یاد نہ ہونے کے سبب سے شک کا اظہار کیا گیا ہے (مترجم)

دوسرا از ید بن حارثہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب ابن عبدالعزیٰ بن امری القیس الکلبی رسول اللہ ﷺ کے غلام نے اسلام اختیار کیا اور یہ پہلے مرد تھے جنہوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے بعد اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) زید بن حارثہ بن شرجیل بن عبدالعزیٰ بن امریٔ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرۃ بن زید الات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ کے بیٹے تھے۔ حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے جن میں کم عمر زید بن حارثہ بھی تھے ان کے پاس ان کی پھپّی خدیجہ بن خویلد گئیں ان دنوں میں جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھیں۔ تو حکیم نے ان سے کہا پھپّی جان آپ ان چھوکروں میں سے جسے چاہیں انتخاب فرمالیں وہ آپ کا ہوگا۔ تو جناب خدیجہ نے زید کو منتخب کیا اور لے لیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں خدیجہ کے پاس دیکھا تو زید کو ان سے مانگ لیا خدیجہ نے انہیں آپ کے حوالے کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور متبنّٰی بنا لیا۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی (نازل) ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان کے والد حارثہ نے جب انہیں کھو دیا تو بہت بے چین ہوئے اور بہت آہ و زاری کی اور کہا۔

بَكَيْتُ عَلٰى زَيْدٍ وَلَمْ اَدْرِ مَا فَعَلَ ‏ اَحَيٌّ فَيُرْجٰى اَمْ اَتٰى دُوْنَهُ الْاَجَلُ

میں نے زید پر آہ وزاری کی خبر نہیں وہ کیا ہوگیا آیا وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے یا موت اس کے راستے میں حائل ہوگئی۔

فَوَ اللّٰهِ مَا اَدْرِىْ وَ اِنِّىْ لَسَائِلٌ ‏ اَغَالَكَ بَعْدِى السَّهْلُ اَمْ غَالَكَ الْجَبَل

اللہ کی قسم میں واقف نہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ میرے بعد (میری نظروں سے غائب ہونے کے بعد) تجھے میدان نے چرا لیا یا پہاڑ نے۔

وَ يَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ لَكَ الدَّهْرَ اَوْبَةٌ ‏ فَحَسْبِى مِنَ الدُّنْيَا رُجُوْعَكَ لِىْ بَجَلْ

کاش مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ کبھی تو لوٹ کر بھی آئے گا تو تیرا لوٹنا دنیا میں میری خوشی کے لئے کافی ہوتا۔

تُذَكِّرُنِيْهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِهَا ‏ وَ تَعْرِضُ ذِكْرَاهُ اِذَا غَرْبُهَا اَفَلَ

سورج اپنے نکلنے کے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب ڈوبنے کے وقت چھپنے کو ہوتا ہے تو

اسی کی یاد دلاتا ہے۔

وَاِنْ هَبَّتِ الْاَرْوَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهٗ　　فَيَاطُوْلَ مَا حُزْنِیْ عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو اسی کی یاد کو ابھارتی ہیں اور اس پر خوف کھانے اور اس کے لئے غم کرنے کا زمانہ کس قدر دراز ہو گیا ہے۔

سَاُعْمِلُ نَصَّ الْعِيْسِ فِی الْاَرْضِ جَاهِدًا　　وَلَا اَسْاَمُ التَّطْرَاقَ اَوْ تَسْاَمَ الْاِبِلُ

(اس کی تلاش میں) اونٹوں کو روئے زمین پر کوشش کے ساتھ دوڑاتا رہوں گا اور گردش سے اکتاؤں گا نہیں حتیٰ کہ اونٹ بے زار ہو جائیں۔

حَيَاتِیَ اَوْ تَاْتِیْ عَلَیَّ مَنِيَّتِیْ　　فَكُلُّ امْرِئٍ فَانٍ وَاِنْ غَرَّهُ الْاَمَلُ

زندگی بھر دوڑاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری موت آ جائے ہر شخص فنا ہونے والا تو ہے ہی اگرچہ آرزوئیں اس کو دھوکے میں رکھیں۔

پھر حارثہ زید کے پاس آیا جبکہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ تو زید نے کہا میں تو آپ کے پاس ہی رہوں گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کیا۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے ''ادعوھم لآبائھم'' ''انہیں ان کے باپ کے نام سے پکارو'' فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میں زید بن حارثہ ہوں (نہ کہ زید بن محمد)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام اور آپ کی شان

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوبکر بن ابی قحافہ نے اسلام اختیار کیا آپ کا نام عتیق تھا اور ابوقحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب ابن فہر تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق لقب تھا اور یہ لقب ان کی خوب صورتی اور شرافت کے سبب سے مشہور ہو گیا (عتیق کے معنی خوب صورت اور شریف کے ہیں۔)

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی جانب لوگوں کو دعوت دینا بھی شروع فرما دیا اور ابوبکر اپنی قوم میں بہت تعلقات رکھنے والے اور ان میں محبوب، اور نرم اخلاق، قریش میں سب سے بہترین نسب والے، اور قریش کے انساب کا

تمام قریش سے زیادہ علم رکھنے والے اوران کی بھلائی برائی کواس سب سے زیادہ جاننے والے تھے تاجر تھے خوش مزاج تھے ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔آپ کے علم تجارت اور حسن معاملات کے سبب سے آپ کی قوم کے تمام افراد آپ کے پاس آتے۔ اور آپ سے تعلقات رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کے ایسے افراد کو جن پر آپ بھروسہ کرتے تھے۔ اور جو آپ کے پاس آتے جاتے اور آپ کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ[1] اور اسلام کی جانب بلانا شرع کردیا مجھے جو خبریں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ میں سے ان لوگوں کا بیان جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا

کہ جن لوگوں نے آپ کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام اختیار کیا ان میں عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیۃ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب اور زبیر بن العوام بن خویلد ابن اسد بن عبد العزیٰ قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور عبد الرحمٰن ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب تھا انہیں میں سے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بھی تھے۔ جب ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا تو آپ انہیں ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی مجھے جو چیزیں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ

مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلاَّ كَانَتْ فِيْهِ عِنْدَهٗ كَبْوَةٌ وَنَظَرٌ وَ تَرَدُّدٌ اِلاَّ مَاكَانَ مِنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ قَحَافَةَ مَا عَكَمَ عَنْهُ حِيْنَ ذَكَرْتُهٗ لَهٗ وَمَا تَرَدَّدَ فِيْهِ.

"میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس کے پاس اسلام کے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر اور سوچ بچار اور پس و پیش تھا۔ بجز ابوبکر بن ابی قحافہ کی حالت کے کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو نہ انہوں نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس و پیش کیا"۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عکم کے معنی تلبث یعنی توقف کیا کے ہیں۔ روبۃ[2] بن العجاج نے کہا ہے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

فَانْصاع وثّابٌ بھا وَمَا عَكَمْ

وہاں کود پھاند کرنے والا تیزی سے لوٹ آیا اور ٹھہرا نہیں۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) روایت میں ''بدعایه'' کا لفظ جو مذکور ہے وہ ابن اسحٰق کی روایت میں نہیں ہے بلکہ ان کے سوائے دوسروں کی روایت میں کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ آٹھ آدمی تھے جنہوں نے اسلام لانے میں سب لوگوں سے سبقت کی اور نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس کی تصدیق کی۔

ان کے بعد سابقین الاولین رضی اللہ عنہم کا اسلام

اس کے بعد ابو عبیدہ نے اسلام قبول کیا جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر تھا۔ اور ابو سلمہ نے جن کا نام عبداللہ بن الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی تھا اور ارقم نے ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابو جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ ابن مرۃ بن کعب بن لوی تھی اور عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ ابن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کے دونوں بھائیوں قدامہ اور عبداللہ نے جو مظعون بن حبیب کے بیٹے تھے اور عبیدہ بن الحارث ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی نے اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کی بیوی فاطمہ بن الخطاب بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب ابن لوی' عمر بن الخطاب کی بہن نے اور اسماء بنت ابی بکر نے۔ اور عائشہ بنت ابی بکر نے جو اس وقت کمسن تھیں۔ اور خباب بن الارت بنی زہرہ کے حلیف نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خباب بن الارت بنی تمیم میں کے تھے اور بعض کہتے ہیں وہ بنی خزاعہ میں کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمیر بن ابی وقاص۔ سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا) اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔ بنی زہرہ کے حلیف نے۔

اور مسعود بن القاری نے جو مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد ابن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ جو القارۃ میں سے تھے اسلام قبول کیا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) القارۃ ان لوگوں کا لقب تھا انہیں لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔

قَدْ اَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا

جس نے گروہ قارہ سے تیراندازی میں مقابلہ کیا اس نے انصاف کیا (اس لئے کہ یہ لوگ تیرانداز تھے)۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر اور ان کے بھائی حاطب بن عمرو نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا)۔ اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرہ بن کعب بن لوئی اور ان کی عورت اسماء بنت سلامتہ بن مخربۃ التمیمیہ نے اور خنیس بن حذافۃ بن قیس ابن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے۔ اور عامر بن ربیعۃ نے جو بنی غز بن وائل میں سے تھے اور آل خطاب بن نفیل ابن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) غز بن وائل بکر بن وائل[1] کا بھائی تھا جو بنی ربیعہ ابن نزار میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ ابن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ اور ان کے بھائی ابواحمد بن جحش یہ دونوں (بھائی) بنی امیۃ بن عبد شمس کے حلیف تھے۔ اور جعفر بن ابی طالب نے۔ اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب ابن مالک بن قحافۃ بنی خثعم میں کی۔ اور حاطب بن الحارث بن المعمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے اور ان کی بیوی فاطمۃ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر نے۔ اور ان کے بھائی خطاب بن الحارث نے۔ اور ان کی زوجہ فکیہہ بنت یسار نے اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو ابن ہصیص بن کعب بن لوی نے اور السائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب ابن وہب نے۔ اور المطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی نے اور ان کی بیوی رملۃ بنت ابی عوف بن حبیرۃ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی نے اور النحام نے۔ جس کا نام نعیم بن عبداللہ بن اسید تھا' یہ بنی عدی والوں میں کا وہ عدی ہے جو کعب بن لوئی کا بیٹا تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) وہ نعیم بن عبداللہ بن اسید بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی کعب بن[2] لوئی ہے۔ ان کا نام نحام اس لئے مشہور ہو گیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ سَمِعْتُ نَحْمَهٗ فِی الْجَنَّةِ ''میں نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی''۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) تحمة کے معنی ''صوته حسه'' کے ہیں یعنی ان کی آواز اور ان کی آہٹ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن فہیرة ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عامر بن فہیرة (بنی) اسد کے مولدین[1] میں سے ایک مولد تھے سیاہ فام تھے۔ ابوبکر[2] رضی اللہ عنہ نے ان کو ان لوگوں (بنی اسد) سے خرید لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا' اور خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو نے جو بنی خزاعة میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہمینہ بنت خلف بتایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر نے۔ اور ابوحذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ نے ان کا نام ابن ہشام نے مہشم بتلایا ہے۔ ابن عتبہ بن ربیعة ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناة بن تمیم بن حلیف بن عدی بن کعب نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ان کو باہلہ نے لاکر الخطاب بن نفیل کے لوگوں کے ہاتھوں بیچا تھا۔ تو انہوں نے ان کو متبنّٰی بنا لیا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے۔ ادعو هم لآبائهم'' نازل فرمایا۔ یعنی ان (متبناوں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو ابوعمر والمدنی کے قول کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ میں واقد بن عبداللہ ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد و عامر و عاقل و ایاس۔ بنوالبکیر بن عبد یالیل ابن ناشب بن غیرة کے بچوں نے۔ جو بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ اور عمار بن یاسر۔ بنی مخزوم بن یقظة کے حلیف نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عمار بن یاسر عنسی (بنی) مذحج میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور صہیب بن سنان نے۔ جو (بنی) النمر بن قاسط میں کے تھے اور بنی تمیم بن مرة کے حلیف تھے۔

---

[1] ہر نئی شیء کو مولد کہا جاتا ہے جیسے شاعر مولد کلام مولد لفظ مولد۔

[2] ([illegible]) [illegible] نہیں [illegible] ہے۔ (احمد محمودی)

(ابن ہشام نے کہا کہ) النمر قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کا بیٹا تھا۔ بعض نے افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بتلایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب۔ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے غلام تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی النمر بن قاسط میں سے تھے۔ سرزمین روم میں قیدی بن گئے۔ تو ان لوگوں سے خرید لیا گیا تھا۔ حدیث میں نبی ﷺ سے روایت آئی ہے'' صهيب ساق الروم ''صہیب رومیوں میں سے سب سے سابق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تبلیغ اسلام کی ابتدا اور مشرکوں کی جانب سے اس کا جواب

ابن اسحٰق نے کہا۔ اس کے بعد مرد اور عورتیں تمام لوگ بے روک ٹوک اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا۔ اور ہر طرف اسی کا چرچا ہونے لگا۔ اور اللہ عزوجل نے اپنے رسول حکم دیا کہ اسلام کی جو تعلیمات آپ کے پاس پہنچی ہیں ان کو کھلم کھلا بیان کیا جائے۔ اور کسی کی مخالفت کی پروا کئے بغیر اس کے حکم کا اظہار کیا جائے۔ اور اس کی طرف دعوت دی جائے۔ مجھے جو چیزیں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور خفیہ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے آپ کو اعلان دین کا حکم دینے کے درمیان کی مدت تین سال کی تھی (یعنی آپ نے بعثت سے تین سال تک خفیہ تبلیغ فرمائی اور اس کے بعد علانیہ) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

''(اے نبی) جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسے علانیہ اور تفصیل کے ساتھ بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ پھیر لو''۔

اور فرمایا:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قُلْ اِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴾

''اور اپنے خاندان کے قریب کے لوگوں کو (مال بد سے) ڈراؤ اور ایمانداروں میں سے جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے ان کے لئے اپنا بازو نرم کر دو۔ (ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور کہو کہ میں (تو برے نتیجوں سے) صاف صاف ڈرانے والا ہوں''۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) فاصدع کے معنی ''افرق بين الحق و الباطل'' حق و باطل کو ممتاز کر دو

کے ہیں۔ابوذوئب الہذ لی نے جس کا نام خویلد بن خالد تھا جنگلی گدھیوں اوران کے نر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَكَاَنَّهُنَّ رِبَابَةٌ وَكَاَنَّهُ يَسَرٌ يَفِيْضُ عَلَى الْقِدَاحِ وَيَصْدَعُ

گویا وہ جنگلی گدھیاں جوے کے تیروں کی تھیلی ہیں اور گویا وہ نر جواری ہے جو تیروں پر چھا جاتا۔اور انہیں الگ الگ کرتا ہے یعنی وہ تیروں کو الگ الگ کرتا ہے اوران کے حصوں کی تفصیل کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور روبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

اَنْتَ الْحَلِيْمُ وَالْاَمِيْرُ الْمُنْتَقِمْ تَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَ تَنْفِی مَنْ ظَلَمْ

تو ایسا امیر ہے کہ جلد غصہ ہونے والا نہیں (لیکن جب غضب ناک ہوتا ہے تو) انتقام لینے والا ہے حق کو ممتاز کر کے بیان کرتا ہے اور ظالم کے ظلم کو دور کر دیتا ہے۔

یہ دونوں بیتیں اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی حالت یہ تھی کہ جب نماز پڑھنا ہوتا تو گھاٹیوں میں چلے جاتے اور اپنی قوم سے چھپ کر نماز پڑھتے ایک وقت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے۔مشرکوں کی ایک جماعت ان کے پاس آ پہنچی۔اورانہوں نے ان سے نفرت ظاہر کی اوران کے اس کام پر عیب لگایا یہاں تک کہ آخر وہ ان سے لڑنے لگے تو سعد بن ابی وقاص نے اس روز ان کے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور سر کو زخمی کر دیا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر اسلام کا اظہار کیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اس کا اظہار مفصل اور علانیہ فرمایا تو مجھے جہاں تک معلوم ہے آپ کی قوم نے آپ سے نہ دوری اختیار کی نہ آپ کا رد کیا۔یہاں تک کہ آپ نے ان کے بتوں کی حالت بیان فرمائی اور ان کی برائیاں بتائیں۔جب آپ نے ایسا کیا تو انہوں نے اس معاملے کو اہمیت دی اور آپ سے اجنبیت برتنے لگے۔اور آپ کی مخالفت اور دشمنی میں ایک دل ہو گئے۔بجز ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اسلام کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔اور ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے اور آپ کے چچا ابوطالب نے آپ پر مہربانی کا اظہار کیا اور آپ کی حفاظت کی (آپ کی امداد کے لئے) سینہ سپر ہو گئے۔اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس کے احکام کا اعلان کرتے۔اس طرح نکلے کہ آپ کو اس کام سے کوئی چیز لوٹا نہ سکتی تھی۔

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور آپ کی جو بات انہیں ناپسند تھی اس سے معذرت خواہ نہیں ہوتے اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے چچا ابوطالب آپ پر مہربان اور آپ کے لئے سینہ سپر ہیں اور آپ کو ان کے حوالے نہیں کرتے تو قریش کے بڑے بڑے سردار ابوطالب کے پاس گئے جن میں یہ لوگ بھی تھے۔عتبہ۔شیبہ۔ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب کے دونوں بیٹے اور ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب[1] بن فہر۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوسفیان کا نام صخر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔اور ابوالبختری کا نام العاص بن ہشام بن الحارث ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوالبختری کا نام العاص بن الہاشم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔اور الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور ابوجہل بن ہشام[1] جس کا نام عمرو اور کنیت ابوالحکم بن ہشام بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ ابن کعب بن لوی اور الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ ابن کعب بن لوی اور نبیہ اور منبہ' الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم بن عمرو ابن ہصیص بن کعب بن لوی کے دونوں بیٹے۔اور العاص بن وائل۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) العاص وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اور بھی ان میں کے جو جو لوگ ہوں (گئے) اور ان سے کہا۔اے ابوطالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا۔لہٰذا اب یا تو اس کو ہم سے روک دیجئے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے۔کیونکہ آپ بھی اس کے خلاف اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کرلیں گے تو ابوطالب نے ان سے نرمی سے باتیں کیں اور انہیں حسن تدبیر سے واپس کردیا تو وہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔اور رسول اللہ ﷺ اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

اشاعت اوراس کی جانب دعوت دیتے رہے اس کے بعد بعض معاملوں کے سبب سے آپ کے اور کافروں کے درمیانی تعلقات اور زیادہ سخت ہو گئے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے لگا اور ایک دوسرے سے کینہ رکھنے لگا۔ اور قریش کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ عام طور سے رہنے لگا وہ آپ کے متعلق ایک دوسرے پر ملامت کرتے اور آپ کے خلاف ایک دوسرے کو ابھارتے۔ پھر وہ سب مل کر ابوطالب کے پاس دوبارہ گئے اوران سے کہا اے ابوطالب! آپ ہم میں بلحاظ عمر ونسب ورتبہ ایک خاص درجہ رکھتے ہیں اور ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں لیکن آپ نے انہیں ہم سے نہیں روکا اور واللہ ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا پھر اس سے مقابلے کی ٹھہرائیں گے۔ اور پھر آپ اس میں دخل نہ دینا۔ یہاں تک کہ دونوں گروہ میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے۔ یا ان لوگوں نے جن[۱] الفاظ میں ان سے کہا ہو اس کے بعد وہ تو لوٹ گئے لیکن ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اوران کی دشمنی بہت شاق گزری اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کرنے اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دینے کو بھی دل گوارا نہ کرتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور آپ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تمہاری قوم میرے پاس آئی تھی اور انہوں نے مجھ سے اس طرح کی باتیں کیں اور وہ باتیں بیان کیں جو انہوں نے ان سے کہی تھیں۔ پس مجھ پر بھی رحم کرو اور خود اپنی جان پر بھی رحم کرو اور مجھ پر ایسا بار نہ ڈالو جس جو میں برداشت نہ کر سکوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیال فرمایا کہ آپ کے چچا کی کچھ ایسی رائے ہوگئی ہے کہ وہ آپ کی امداد ترک کر دیں گے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیں گے اور اب وہ آپ کی امداد اور حمایت سے عاجز ہو چکے ہیں راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَمِّ وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَ فِيْ يَسَارِيْ عَلَى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلِكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهُ.

''چچا جان واللہ اگر میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو غلبہ دے یا میں مر جاؤں تو بھی اسے نہ چھوڑوں گا''۔

۱؎ راوی کی جانب سے شک کے اظہار کے لئے یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

راوی نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ آب دیدہ ہوئے۔ پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپ وہاں سے واپس ہو گئے تو ابو طالب نے آپ کو پکارا اور کہا۔ بابا[1] ادھر آؤ۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا بابا جاؤ اور جو چاہو کہو۔ اللہ کی قسم کسی معاوضے پر بھی میں تمہیں ان کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

قریش کا ابو طالب کے پاس تیسری بار عمارۃ ابن الولید المخزومی کے ساتھ جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب قریش نے یہ سمجھ لیا کہ ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی امداد نہ دینے سے بھی انکار کر دیا اور آپ کو ان کے حوالہ کرنے سے بھی اور اس معاملے میں ان سب سے الگ ہو جانے اور ان سب کی مخالفت پر ان کا عزم مصمم دیکھا تو عمارۃ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے ابو طالب یہ عمارۃ بن الولید ہے جو قریش میں سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے اس کو لے لیجئے کہ اس کا نفع ونقصان سارا آپ سے متعلق رہے گا اس کو اپنا بیٹا بنا لیجئے یہ آپ ہی کا ہے اور آپ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں۔ جس نے آپ کے اور آپ کے بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے اور آپ کی قوم کی جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ان میں کے عقلمندوں کو بیوقوف بنایا ہے۔ غرض آپ کو ایک شخص[2] کے عوض ایک شخص دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ تم کتنا برا معاملہ میرے ساتھ کر رہے ہو کیا تم مجھے اپنا لڑکا اس لئے دے رہے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر کھلاؤں پلاؤں اور تمہیں اپنا لڑکا دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ واللہ یہ تو ایسی بات ہے کہ کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا۔ واللہ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے اور جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اس سے بچنے کی انہوں نے پوری کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم ان کی کوئی بات بھی ماننا نہیں چاہتے۔ تو ابو طالب نے مطعم سے کہا واللہ انہوں نے تو میرے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا لیکن تو نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میرے خلاف اپنی قوم کی حمایت کرے اور میری طرف کی کوئی بات نہ کرے۔ اچھا تیرے جو جی میں آئے کر یا جیسا[3] کچھ انہوں نے کہا ہو۔

---

[1] اصل میں ابن اخی کے الفاظ ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (ب ج د) میں انما ھو رجل برجل ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں لکھے ہیں لیکن (الف) میں انما ھو رجل کرجل ہے یعنی وہ بھی دوسرے آدمی کے جیسا ایک آدمی ہے۔ (احمد محمودی)

[3] راوی کی جانب سے اظہار شک ہے کہ یہی الفاظ کہے یا اور کچھ۔ (احمد محمودی)

راوی نے کہا کہ اس کے بعد معاملے نے شدت اختیار کر لی اور گرما گرم جنگ ہوگئی اور آپ کے عہد توڑ دیئے گئے اور ایک دوسرے کے کھلے دشمن بن گئے تو مطعم بن عدی کے متعلق خاص طور پر اور بنی عبد مناف میں سے جن لوگوں نے ابو طالب کی حمایت سے دست برداری کی اور قریش کے قبیلوں میں سے جن وگوں نے ان سے دشمنی کی۔ ان کے متعلق عام طور پر تعریض کرتے ہوئے اور ان سوالوں کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے کئے اور جو دوراز کار باتیں انہوں نے کیں ان سب کا بیان کرتے ہوئے ابو طالب نے کہا۔

اَلَا قُلْ لِعَمْرٍو وَالْوَلِيْدِ وَمُطْعِمٍ[1]   اَلَا لَيْتَ حَظِّىْ مِنْ حَيَاطَتِكُمْ بَكْرُ

ہاں سن لو اور عمر وو ولید و مطعم سے کہہ دو کہ کاش تمہاری نگرانی میں کا ایک جوان اونٹ مجھے مل جاتا۔

مِنَ الْخُوْرِ حَبْحَابٌ كَثِيْرٌ رُغَاؤُهٗ   يُرَشُّ عَلَى السَّاقَيْنِ مِنْ بَوْلِهٖ قَطْرُ

جو کمزوری کے سبب سے (جھک کر) پست قد ہو گیا ہو اور جس کا بلبلانا بہت ہو اور اس کے پیشاب کے قطرے اس کی پنڈلی پر ٹپکے پڑتے ہوں۔

يُخَلِّفَ خَلْفَ الْوِرْدِ لَيْسَ بِلَاحِقٍ   اِذَا مَا عَلَا الْفَيْفَاءَ قِيْلَ لَهٗ وَبْرُ[2]

پانی پینے کو جانے والے اونٹوں سے پیچھے رہ گیا ہو اور انہیں ملا نہ سکتا ہو جب کسی وسیع میدان میں چلا جائے تو لوگ اسے بلی سمجھیں۔

اَرَى اَخَوَيْنَا مِنْ اَبِيْنَا وَ اُمِّنَا   اِذَا سُئِلَا قَالَا اِلَى غَيْرِنَا الْاَمْرُ

میں اپنے حقیقی بھائیوں کی حالت یہ دیکھتا ہوں کہ جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں (کہ اس معاملے میں ہمیں کوئی اختیار نہیں) یہ دوسروں کے اختیار کی چیز ہے۔

بَلٰى لَهُمَا اَمْرٌ وَلٰكِنْ تَجَرْجَمَا   كَمَا جُرْجِمَتْ مِنْ رَاْسِ ذِىْ عَلَقٍ صَخْرُ

کیوں نہیں اختیار تو ان دونوں کو ہے لیکن وہ دونوں (اپنے اختیارات کی چوٹی سے اس طرح) گر پڑے ہیں جس طرح کوہ ذی علق کی چوٹی سے کوئی بڑا پتھر لڑھکایا گیا ہو۔

اَخُصُّ خُصُوْصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا   هُمَا نَبَذَانَا مِثْلَ مَا يُنْبَذُ[3] الْجَمْرُ

میری شکایت خاص طور پر (بنی) عبد شمس اور (بنی) نوفل سے ہے کہ انہیں دونوں نے ہمیں ایسا

---

1 (الف) میں معطم لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔

2 وبر ایک جانور کا نام ہے جو بلی سے چھوٹا اور بلی ہی کے جیسا ہوتا ہے۔ منتہی الادب میں لکھا ہے کہ فارسی میں اسے دنک کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

3 (الف) نبذ ہے۔

الگ کر ڈالا جیسے کنکریاں علیحدہ کر ڈالی جاتی ہیں۔

[1] هُمَا اَغْمَزَا لِلْقَوْمِ فِیْ اَخْوَیْهِمَا فَقَدْ اَصْبَحَا مِنْهُمْ اَكُفُّهُمَا صِفْرُ

انہیں دونوں نے بر سر مجلس اپنے بھائیوں کی بے عزتی کی اور اب یہ حالت ہوگئی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کے بھائیوں سے خالی ہیں۔ یعنی خود ان کے بھائیوں سے ان کے تعلقات نہیں رہے۔

هُمَا اَشْرَكَا فِی الْمَجْدِ مَنْ لَا اَبَالَهٗ مِنَ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یُرَسَّ لَهٗ ذِكْرُ

انہیں دونوں نے ایسے شخص کو اعزاز و مفاخر میں شریک بنا لیا جس کا باپ مشہور لوگوں میں سے نہیں ہاں اس کی شہرت کچھ تھوڑی ہو تو ہو۔

وَتَیْمٌ وَ مَخْزُوْمٌ وَ زُهْرَةُ مِنْهُمْ وَكَانُوْا لَنَا مَوْلًی اِذَا بُغِیَ النَّصْرُ

بنی تیم بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی انہیں میں کے ہوگئے حالانکہ امداد کی طلب کے وقت تو ہمارے دوست تھے۔

فَوَ اللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا عَدَاوَةٌ وَلَا مِنْهُمْ مَا كَانَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

پس اللہ کی قسم جب تک کہ ہماری نسل میں کا ایک بھی رہے ہماری اور ان کی دشمنی نہ جائے گی۔

فَقَدْ سَفُهَتْ اَحْلَامُهُمْ وَ عُقُوْلُهُمْ وَكَانُوْا كَجَفْرٍ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ جَفْرُ

کیونکہ ان میں متانت رہی نہیں ہے اور ان کی عقلیں ماری گئی ہیں اور یہ لوگ جفر[2] کے سے ہو گئے اور جفر نے جو کچھ کیا وہ بہت برا کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قصیدے میں کی دو بیتیں ہم نے چھوڑ دی ہیں جن میں فحش گوئی کی گئی ہے۔

قریش کا ایمان داروں کو تکلیفیں دینا اور ایمان سے برگزشتہ کرنے کی کوشش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں کے ان افراد کے خلاف جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور قریش کے قبیلوں میں رہا کرتے تھے قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر ایک قبیلہ اپنے میں کے مسلمانوں پر پل پڑا اور وہ انہیں ایذائیں دینے لگے۔ اور ان کو ان کے دین سے

---

[1] (الف) میں اغمرا ہے۔ جس کے معنی انہوں نے قوم کو جری بنا دیا۔ ہوں گے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ اور یہ جفر کون تھی اور اس کا واقعہ کیا ہے ہمیں اس کے متعلق کوئی مواد نہیں ملا۔ (احمد محمودی)

برگزشتہ کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے چچا ابوطالب کے سبب سے محفوظ رکھا۔ جب ابوطالب نے قریش کی مذکورہ کاروائیاں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور آپ کے واسطے سینہ سپر ہونے کے لئے ان سب (یعنی بنی ہاشم) کو فراہم کیا جس پر وہ خود بھی جمے ہوئے تھے تو بجز اللہ کے دشمن ملعون ابولہب کے وہ سب کے سب ان کے پاس جمع ہو گئے۔ اور جس بات کے لئے انہوں نے دعوت دی تھی اس کو قبول کیا اور ان کے ساتھ ہو گئے۔ اور جب ابوطالب نے اپنی قوم کی اس حالت کو دیکھا جو ان کے لئے مسرت کا سبب تھی کہ وہ ان کے ساتھ کوشش کرنے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ تو ان کی مدح وستائش کی اور انہیں ان کے پرانے واقعات یاد دلائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا ان میں جو مرتبہ تھا اسے یاد دلایا تا کہ ان کو ان کی رائے میں مستقل بنائیں اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کرنے میں ان کے ساتھ ہوں چنانچہ انہوں نے کہا۔

اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا قُرَیْشٌ لِمَفْخَرٍ فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِیْمُهَا

جب کبھی قریش کسی قابل فخر کام کے لئے مستعد ہوئے تو ان میں (بنی) عبدمناف ان کی جان اور ان کی روح رواں رہے۔

فَاِنْ حُصِّلَتْ اَشْرَافُ عَبْدِ مَنَافِهَا فَفِیْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَ قَدِیْمُهَا

پھر جب ان میں سے (بنی) عبدمناف کے شریفوں کا شمار کیا گیا تو ان میں کے بڑے مرتبے والے اور آگے بڑھائے جانے کے قابل بنی ہاشم ہی میں کے لوگ نکلے۔

وَ اِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا هُوَالْمُصْطَفٰی مِنْ سِرِّهَا وَکَرِیْمُهَا

اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمد ہی منتخب اور اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبے والے نکلے۔

تَدَاعَتْ قُرَیْشٌ غَثُّهَا وَ سَمِیْنُهَا عَلَیْنَا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطَاشَتْ حُلُوْمُهَا

قریش کے اچھے اور برے تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو ہماری مخالفت میں ابھارا تاہم انہیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ ان کی متانت اور عقلیں چلیں گئیں۔

وَکُنَّا قَدِیْمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً اِذَا مَا ثَنَوْا صُعْرَ الْخُدُوْدِ نُقِیْمُهَا

ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم رہنے نہیں دیتے جب کبھی لوگوں نے تکبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا تو ہم انہیں سیدھا کرتے رہے۔

وَ نَحْمِیْ حِمَاهَا كُلَّ يَوْمِ كَرِيْهَةٍ   وَنَضْرِبُ عَنْ اَحْجَارِهَا مَنْ يَرُوْمُهَا

ہر خوفناک موقع' یا ہر جنگ کے وقت' اس قوم کے رمنوں کی نگرانی ہم ہی کرتے رہے ہیں اور اس کے حدود کی جانب جو کوئی ارادہ کرتا ہے' اس سے ان حدود کی مدافعت ہم ہی کرتے رہتے ہیں۔

بِنَا انْتَعَشَ الْعُوْدُ الذَّوَاءُ وَاِنَّمَا   بِاَكْنَافِنَا تَنْدَى وَ تَنْمِي اَرُوْمُهَا

سوکھی لکڑیاں ہمارے طفیل میں سرسبز ہوگئیں ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں کی جڑیں تروتازہ ہوتی اور نشوونما پاتی ہیں۔

قرآن کی توصیف میں ولید بن مغیرہ کی حیرانی

اس کے بعد ولید بن المغیرۃ کے پاس قریش کے چند لوگ جمع ہوئے کیونکہ وہ ان سب میں زیادہ عمر والا تھا۔ اور حج کا زمانہ قریب آ چکا تھا تو ولید نے ان سے کہا اے گروہ قریش یہ لو زمانہ حج تو قریب آ چکا ہے اور عنقریب عرب کے مہمان تمہارے پاس آئیں گے۔ اور انہوں نے تمہارے اس دوست (مراد نبی کریم ﷺ) کا حال تو سن ہی لیا ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ تم اس کے متعلق ایک متحدہ رائے قرار دے لو کہ تم میں آپس میں اختلاف نہ ہو کہ ایک دوسرے کو جھٹلانے لگے اور ایک دوسرے کی بات کا رد کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوعبدشمس تم ہی کچھ کہو اور ہمارے لئے ایک ایسی رائے دو' کہ ہم وہی کہیں۔ اس نے کہا نہیں تم ہی کچھ کہو' میں سنتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم کہیں گے۔ کہ وہ کاہن ہے اس نے کہا نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے وہ کاہنوں کا گنگنانا یا کاہنوں کی قافیہ پیمائی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تو ہم اسے دیوانہ کہیں گے۔ اس نے کہا نہیں وہ دیوانہ بھی نہیں ہے' ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور اس کو جانتے ہیں اس کی حالت اختناق کی نہیں اور نہ اختلاج کی سی کیفیت ہے اور نہ وہ شیطانی وسوسے کی سی کیفت ہے۔ انہوں نے کہا تم ہم اسے شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر کے تمام اقسام رجز و ہزج و قریض و مقبوض و مبسوط کو جانتے ہیں۔ وہ شاعر بھی نہیں۔ انہوں نے کہا تو جادوگر کہیں گے اس نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگروں اور ان کے جادو کو دیکھا ہے اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے نہ ان کی سی گرہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اے ابوعبدشمس پھر کیا کہیں۔ اس نے کہا واللہ اس کی بات میں ایک قسم کی شیرینی ہے اور اس کی جڑیں[1] بہت شاخوں والی یا زیادہ پانی والی ہیں۔ یا زمین سے چمٹی ہوئی مستحکم ہیں اور اس

---

[1] (الف ب) میں عذق ہے اور (ج) میں غدق ہے۔ (د) میں عزق ہے۔ عذق کے معنی کثیر الشعب یعنی زیادہ شاخوں والی۔ اور غدق کے معنی کثیر الماء یعنی زیادہ پانی والی۔ عزق کے معنی لصق یعنی چمٹی ہوئی۔ (احمد محمودی)

کی شاخیں پھلوں والی ہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض کی روایت لغدق ہے تم ان تمام باتوں میں سے جو کہو گے اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہو جائے گا ہاں اس کے متعلق صحت سے قریب تر بات یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کہو کہ وہ جادوگر ہے وہ اپنا ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے جس کے ذریعے باپ بیٹے' بھائی بھائی' میاں بیوی' اور فرد خاندان اور خاندان' کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ غرض سب کے سب اسی بات پر متفق ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ اس کے بعد جب حج کے زمانے میں لوگ آنے لگے تو یہ لوگ ان لوگوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو شخص ان کے پاس سے گزرتا اس کو آپ سے ڈراتے اور آپ کا حال اس سے کہتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے الولید ابن المغیرہ اور ان حالات کے متعلق یہ آئتیں نازل فرمائیں۔

﴿ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا (اَىْ خَصِيْمًا) ﴾

''جس کو میں نے پیدا کیا ہے اس کو اور مجھے تنہا چھوڑ دے میں نے اس کے لئے بہت سامال فراہم کر دیا ہے اور (اس کو) بیٹے (دیے جو اس کے احکام کی تعمیل کے لئے) حاضر (ہیں) اس کے لئے میں نے بڑی بڑی تیاریاں کیں۔ اس کے بعد بھی وہ خواہش رکھتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔ ایسا نہیں (ہوسکتا کیونکہ) وہ تو میری آیتوں کا مخالف ہے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ عنید کے معنی معاند اور مخالف کے ہیں۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

وَنَحْنُ ضَرَّابُوْنَ رَأْسَ[1] الْعُنَّدِ

ہم مخالفوں کے سر پر ضرب لگانے والے ہیں۔

یہ بیت (یا مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

﴿ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴾

''قریب میں میں اس پر سخت محنت کا بار ڈالوں گا صعود نامی پہاڑ کی (جو دوزخ میں ہے) چڑھائی پر مجبور کروں گا۔ بے شبہ اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر (سن لو کہ) وہ برباد ہو گیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اس نے غور کی۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور مکروہ صورت بنائی''۔

---

[1] (الف) میں راس کے بجائے ھام ہے۔ معنی ھام کے بھی سر ہی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بسر کے معنی کرہ وجھہ یعنی مکروہ صورت بنائی العجاج نے کہا ہے۔

مُضَبَّر اللَّحيَيْنِ بَسْرَاً مِنْهَسَا

وہ موٹے جبڑوں والا مکروہ صورت چہرے پر زخموں کے نشانات والا ہے۔

شاعر چہرے کی مکروہ حالت کا بیان کرر ہا ہے۔ اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

﴿ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴾

''پھر پیٹھ پھیری اور تکبر ظاہر کیا۔ پھر کہا یہ تو بس پرانے جادو کے آثار باقیہ ہیں۔ یہ آدمی کے کلام کے سوا اور کچھ نہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ان لوگوں کے متعلق جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور انہوں نے آپ کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو آپ اللہ کے پاس سے لائے تھے باتیں بنایا کرتے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

﴿ اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ فَوَ رَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''(اے محصنافا)۔ جن لوگوں نے قرآن کو قسم قسم کا بنا دیا قسم ہے تیرے پروردگار کی ہم ان تمام لوگوں سے۔ ان کے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے باز پرس کریں گے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ کہ عضین کا واحد عضۃ ہے۔ عضو محاورہ ہے جس کے معنی ''فرقوہ'' کے ہیں (یعنی الگ الگ کر ڈالا) رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

وَلَيْسَ دِيْنُ اللّٰهِ بِالْمُعَضَّى دین الٰہی قسم قسم کا نہیں ہے۔

اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو وہ لوگ وہی بات رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان تمام لوگوں سے جن سے وہ ملتے کہنے لگے۔ اس حج کے زمانے کے بعد جب لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہی خبر لے کر واپس ہوئے اور اس کی شہرت عرب کے تمام شہروں میں ہوگئی۔

ابوطالب کے شعر جو انہوں نے قریش کی دلجوئی کے لئے کہے اور ابوقیس بن الاسلت کے شعر اور قریش کا نبی ﷺ کو تکلیفیں دینا

اور جب ابوطالب کو عرب کے عام لوگوں کا خوف ہوا کہ کہیں وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے پیچھے

نہ پڑ جائیں تو انہوں نے وہ قصیدہ کہا جس میں انہوں نے حرم مکہ کی پناہ لی اور اپنے اس رتبے کی پناہ کی جوان کو اس کی سکونت کے سبب حاصل تھا۔ اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت جتائی اس کے علاوہ اپنے اشعار میں انہیں اور ان کے علاوہ دوسروں کو یہ بھی بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کرنے والے یا آپ کو کسی بڑی سے بڑی چیز کے معاوضے میں کبھی بھی چھوڑنے والے نہیں۔ حتیٰ کہ وہ آپ کی حفاظت میں خود بھی ہلاک ہو جائیں۔ پس ابو طالب[1] نے کہ۔

وَلَمَّا رَاَیْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِیْهِمْ　　وَقَدْ قَطَعُوْا کُلَّ الْعُرٰی وَالْوَسَائِلِ

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی اور انہوں نے تمام تعلقات اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔

وَقَدْ صَارَحُوْنَا بِالْعَدَاوَةِ وَالْاَذٰی　　وَقَدْ طَاوَعُوْا اَمْرَ الْعَدُوِّ الْمُزَائِلِ

انہوں نے ہمارے ساتھ کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی انہوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات مانی۔

وَقَدْ حَالَفُوْا قَوْمًا عَلَیْنَا اَظِنَّةً　　یَعَضُّوْنَ غَیظا خَلْفَنَا بِالْاَنَامِلِ

انہوں نے ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے معاہدے کئے جو ہماری پیٹھ پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

صَبَرْتُ لَهُمْ نَفْسِیْ بِسُمْرَاءَ سَمْحَةٍ　　وَ اَبْیَضَ عَضْبٍ مِنْ تُرَاثِ الْمُقَاوِلِ

تو میں بذات خود ایک لچکدار نیزہ اور شاہان سلف کی وارثت میں ملی ہوئی ایک چمکدار تلوار لے کر ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔

وَاَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَیْتِ رَهْطِیْ وَ اِخْوَتِیْ　　وَ اَمْسَکْتُ مِنْ اَثْوَابِهٖ بِالْوَصَائِلِ

اور میں نے اپنی جماعت اور اپنے بھائیوں کو بیت اللہ کے پاس بلوایا اور اس (بیت اللہ) کی سرخ دھاری دار چادروں کو پکڑ لیا۔

قِیَامًا مَعًا مُسْتَقْبِلِیْنَ رِتَاجَهٗ　　لَدٰی حَیْثُ یَقْضِیْ حَلْفَهٗ کُلُّ نَافِلِ

اس کے عظیم الشان دروازے کے مقابل اس مقام پر جہاں برات ثابت کرنے والا حلف اٹھاتا ہے۔ سب کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر (اس کی چادر کو پکڑ لیا)۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

وَحَيْثُ يُنِيْخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ بِمُقْضَى السُّيُوْلِ مِنْ اِسَافٍ وَنَائِلِ

جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں۔ اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ۔

مُوَسَّمَةُ الْاَعْضَادِ اَوْ قَصَرَاتِهَا مُخَيَّسَةٌ بَيْنَ السَّدِيْسِ وَ بَازِلِ

وہ اونٹ جن کے بازوؤں یا گردنوں کے جوڑوں کے پاس (قربانی کی) علامتیں ہیں یا جو قربانی کے لئے بندھے ہوئے ہوں اور آٹھ نو سال کی عمر کے درمیان ہیں۔

تَرَى الْوَدْعَ فِيْهَا وَالرُّخَام وَزِيْنَةً بِاَعْنَاقِهَا مَعْقُودة كَالْعَثَاكِلِ

تو ان کی گردنوں میں منکے اور سنگ رخام اور زینت کی دوسری چیزیں بندھی ہوئی کھجور کے خوشوں کے مانند دیکھے گا۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِنْ كُلِّ طَاعِنٍ عَلَيْنَا بِسُوْءٍ اَوْ مُلِحٍّ بِبَاطِلِ

میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر اس شخص سے جو ہم پر برائی کے الزامات لگانے والا اور ناحق پر اصرار کرنے والا ہے۔

وَ مِنْ كَاشِحٍ يَسْعٰى لَنَا بِمَعِيْبَةٍ وَمِنْ مُلْحِقٍ فِي الدِّيْنِ مَالَمْ نُحَاوِلِ

اور ایسے کینہ دار شخص سے جو ہم پر عیب لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیں ایسے دین میں ملا دیتا ہے جس کی جانب ہم نے کبھی قصد نہیں کیا۔

وَ ثَوْرٍ وَ مَنْ اَرْسَى ثَبِيْرًا مَكَانَهٗ وَ رَاقٍ لِيَرْقٰى فِيْ حِرَاءَ وَ نَازِلِ

اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ پر گاڑ دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی پناہ (جو کوہ ثبیر سے اس لئے اترتا ہے) تاکہ کوہ حرا پر چڑھ جائے (مراد نبی کریم ﷺ ہیں[1] (دیکھو باب بعثت)

---

[1] سہیلی نے لکھا ہے کہ "وراق لیرقی فی خراء ونازل" کے متعلق ہم نے پہلے تشریح کر دی ہے۔ لیکن یہاں ایک دوسری روایت بھی ہے جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور وہ "وراق لبرقی حراء ونازل" ہے۔ یعنی اس ذات کی پناہ جو نیکی حاصل کرنے کے لئے کوہ حرا پر چڑھنے والا اور پھر وہاں سے احکام الٰہی لے کر اترنے والا ہے۔ البرقی نے کہا ہے کہ ابن اسحٰق اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ پھر تو اس میں غلطی ابن ہشام کو ہوگئی ہے یا بکائی کو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم از سہیلی)

وَ بِالْبَيْتِ حَقِّ الْبَيْتِ مِنْ بَطْنِ مَكَّةٍ　　وَ بِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

اور بیت اللہ کی پناہ اور حق بیت اللہ کی پناہ جو مکہ کی وادی میں واقع ہے۔ اور اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ بے شبہہ اللہ غافل نہیں ہے۔

وَ بِالْحَجَرِ[1] الْمُسْوَدِّ اِذْ يَمْسَحُوْنَهٗ　　اِذَا اكْتَنَفُوْهُ بِالضُّحٰى وَالْاَصَائِلِ

اور حجر اسود کی پناہ کہ لوگ اس کو صبح وشام گھیرے رہتے اور (برکت حاصل کرنے کے لئے) اس پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں۔

وَ مَوْطِئُ اِبْرَاهِيْمَ فِى الصَّخْرِ رَطْبَةً[2]　　عَلٰى قَدَمَيْهِ حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اور ابراہیم علیہ السلام کے پامال پتھر کی پناہ جوان کے بے نعلین ننگے پاؤں کے لئے نرم تھا۔

وَ اَشْوَاطَ بَيْنَ الْمَرْوَتَيْنِ اِلَى الصَّفَا　　وَمَا فِيْهِمَا مِنْ صُوْرَةٍ وَ تَمَاثِلِ

اور کوہ صفا اور کوہ مروہ کی درمیانی دوڑ دھوپ کی اور ان دونوں کے درمیان جو تصویریں اور جو مورتیں ہیں ان کی پناہ۔

وَ مَنْ حَجَّ بَيْتَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ رَاكِبٍ　　وَ مِنْ كُلِّ ذِىْ نَذْرٍ وَمِنْ كُلِّ رَاجِل

اور ہر ایک سوار اور پیادہ پا بیت اللہ کا حج کرنے والے اور نذریں گزارنے والے کی پناہ۔

وَ بِالْمَشْعَرِ الْاَقْصٰى اِذَا عَمَدُوْا لَهٗ　　اِلَالٍ اِلٰى مُفْضَى الشِّرَاجِ الْقَوَابِلِ

اور میدان عرفات کی پناہ جبکہ لوگ اس کا قصد کریں اور کوہ[3] الال کے اس مقام تک کی پناہ جہاں نالے ایک دوسرے کے مقابل سے آ کر پھیل جاتے ہیں۔

وَ تَوْقَافِهِمْ فَوْقَ الْجِبَالِ عَشِيَّةً　　يُقِيْمُوْنَ بِالْاَيْدِىْ صُدُوْرَ الرَّوَاحِلِ

اور شام کے وقت کے پہاڑوں پر ان کے کھڑے ہونے کی پناہ جہاں سواریوں کے اگلے حصے کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے یا تھامتے ہیں۔

وَلَيْلَةِ جَمْعٍ وَالْمَنَازِلِ مِنْ مِنًى　　وَهَلْ فَقَهَا مِنْ حُرْمَةٍ وَمَنَازِلِ

اور اس رات کی پناہ جس میں لوگ منیٰ میں جمع ہوتے ہیں اور منیٰ کے ان مقامات کی پناہ جہاں لوگ اترتے ہیں کیا ان سے بڑھ کر بھی کوئی عظمت والی چیزیں اور مقامات ہیں۔

وَجمع اِذَا مَا الْمُقْرَبَاتُ اَجَزْنَهٗ　　سِرَاعًا لَمَّا يَخْرُجْنَ مِنْ وَقْعِ وَابِلِ

---

۱ (الف) میں الاسود ہے۔　۲ (الف) میں وطنۃ ہے۔ (احمد محمودی)

۳ کوہ الال جبل عرفات کے پاس ہے۔ (احمد محمودی)۔

اور عرفات کی پناہ جہاں شریف گھوڑے موقف میں جگہ حاصل کرنے کے لئے ایسی تیزی سے گزرتے ہیں جیسے موسلا دھار بارش ہوتے وقت اس سے بچنے کے لئے بھاگتے ہیں۔

وَ بِالْجُمْرَةِ[1] الْكُبْرٰى اِذَا صَمَدُوْالَهَا ۔۔۔ يَؤُمُّوْنَ قَذْفًا رَاْسَهَا بِالْجَنَادِلِ

اور بڑے جمرہ کی پناہ جبکہ لوگ اس کی جانب ارادہ کرتے اور اس کے سر کو پتھروں سے مارنا چاہتے ہیں۔

وَكِنْدَةَ اِذْهُمْ بِالْحِصَابِ عَشِيَّةً ۔۔۔ تُجِيْزُبِهِمْ حُجَّاجُ بَكْرُ بْنُ وَائِلِ

اور بنی کندہ کی پناہ جبکہ وہ شام کے وقت سنگ باری کے مقام پر ہوتے ہیں اور ان کے پاس سے بکر بن وائل کے حج کرنے والے لوگ گزرتے ہیں۔

حَلِيْفَانِ شَدَّا عَقْدَمَا اخْتَلَفَالَهٗ ۔۔۔ وَرَدَّا عَلَيْهِ عَاطِفَاتِ الْوَسَائِلِ

وہ دونوں ایسے حلیف ہیں کہ انہوں نے جس بات پر حلف کی اس کو مستحکم کیا اور تعلقات کی مہربانیوں کو اس کی جانب پھیر دیا۔

وَحَطْمِهِمْ سُمْرَالرِّمَاحِ وَ سَرْحَهُ ۔۔۔ وَ شِبْرِقَهُ وَخْدَ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

دامن کوہ کے موز کے درختوں اور درخت سرخ اور نبات شبرق کو تیز بھاگنے والے شتر مرغ کی سی تیز چال سے ان کے توڑ دینے کی پناہ۔

فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا مِنْ مُعَاذِ لِعَائِذِ ۔۔۔ وَهَلْ مِنْ مُعِيْذٍ يَتَّقِى اللّٰهَ عَادِلِ[2]

کیا پناہ لینے والے کے لئے ان پناہ ہوں کے علاوہ اور بھی کوئی پناہ گاہ ہے اور کیا کوئی عدل و انصاف کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔

يُطَاعُ بِنَا الْعُدّٰى وَ اودانا[3] ۔۔۔ تُسَدُّبِنَا اَبْوَابُ تُرْكٍ وَكَابَلِ

ہمارے متعلق ظالموں کی بات سنی جاتی ہے حالانکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے ترک و کابل کے دروازے بند ہوں۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةَ ۔۔۔ وَ نَظْعَنُ اِلَّا اَمْرُكُمْ فِىْ بَلَابِلِ

---

[1] اس کی جمع جمرات ہے اور یہ مناسک حج میں کے تین مقامات ہیں جہاں ستونوں کی جانب کنکریاں پھینکی جاتی ہیں انہیں میں سے ایک جمرۃ الکبری ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (ب ج د) میں عاذل ہے جس کے معنی کیا کوئی سلامت کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔ (احمد محمودی)

[3] الف کے سوا دوسرے نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔ یطاع بنا امر العداو داننا۔ ہمارے متعلق دشمنوں کی بات سنی جاتی ہے۔ الخ

بیت اللہ کی قسم ۔تم نے جھوٹ کہا یعنی یہ خیال غلط ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے سفر کر جائیں گے یہ صرف تمہارے خیالی وسوسے ہیں۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهُ وَ نُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمد کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لئے نہ نیزہ زنی کی ہے نہ تیراندازی۔

وَ نُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَ نُذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے ہرگز نہیں حتیٰ کے ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں گے اور ہم اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے۔

وَ يَنْهَضُ قَوْمٌ بِالْحَدِيْدِ اِلَيْكُمْ نُهُوْضَ الرَّوَايَا تَحْتَ ذَاتِ الصَّلَاصِلِ

تمہارے مقابلے کے لئے ہتھیار بند لوگ ایسے اٹھیں گے جیسے پانی پلانے والی اونٹنیاں آواز کرنے والی پکھالوں کے نیچے سے ان کو لے کر اٹھتی ہیں۔

وَحَتّٰى نَرٰى ذَا الضِّغْنِ يَرْكَبُ رَدْعَهُ مِنَ الطَّعْنِ فِعْلَ الْاَنْكَبِ الْمُتَحَامِلِ

حتی کہ ہم دیکھ لیں کہ کینہ ور برچھی کا زخم کھا کر ایک جانب جھوک دے کر شکل سے چلنے والے کی طرح خوں میں نہا کر منہ کے بل گر رہا ہے۔

وَ اِنَّا لَعَمْرُ اللّٰهِ اِنْ جَدَّ مَا اَرٰى لَتَلْتَبِسًا اَسْيَافُنَا بِالْاَمَاثِلِ

اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم جن واقعات کا میں خیال کرتا ہوں کہ سچ مچ وہی واقع ہوئے تو ہماری تلواریں بڑے بڑے لوگوں کو پہن لیں گی (یعنی ان کے پیٹوں میں ماردی جائیں گی) یا بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

بِكَفّٰى فَتًى مِثْلِ الشِّهَابِ سَمَيْدَعٍ اَخِىْ ثِقَةٍ حَامِى الْحَقِيْقَةِ بَاسِلِ

ایسے جواں مرد کے ہاتھوں میں ہوں گی جو شہاب کا سا (روشن چہرے والا یا بے دھڑک گھس پڑنے والا) سردار۔بھروسے کے قابل صداقت کی حمایت کرنے والا بہادر ہو۔

[1]شُهُوْرًا وَ اَيَّامًا وَ حَوْلًا مُجَرَّمًا عَلَيْنَا وَ تَاْتِىْ حِجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ

---

[1] (الف ج د) میں محرما حائے حطی سے ہے اور (ب) میں مجرما جیم سے ہے۔دوسرا نسخہ ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے کیونکہ شہور وایام تو محرم ہو سکتے ہیں لیکن پورا سال کس طرح محرم ہو جائے گا۔مجرم کے معنی کامل کے ہیں اور نسخہ (الف) میں حجۃ کی حا کو ضمہ بھی دیا ہے حالانکہ حا کو کسرہ ہونا چاہئے۔جس کے معنی حج کے ہیں۔(احمد محمودی)

اسی حالت میں ہم پر کئی دن اور کئی مہینے اور کئی پورے سال گزر جائیں گے اور آنے والے حج کے بعد اور حج آئیں گے۔

وَمَا تَرْكُ قَوْمٍ لَا اَبَالَكَ سَيِّدًا   بِحُوْطُ الذِّمَا رَغَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ

تیرا باپ مرجائے۔ ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے۔ جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے نہ فسادی ہے اور نہ اپنے کام کو دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔

وَ اَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ   ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور بیواؤں کی پناہ ہے۔

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ   فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ رَحْمَةٍ وَ فَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے پاس پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ اَجْرٰى اَسِيْدٌ وَ بَكْرُهٗ   اِلٰى بُغْضِنَا وَجَزَّآنَا لِاٰكِلِ

میری عمر کی قسم۔ اسید اور اس کے جوان لڑکے نے ہم سے دشمنی کرنی چاہی اور ہمیں کھانے والے کے لئے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

وَ عُثْمَانُ لَمْ يَرْبَعْ عَلَيْنَا وَقُنْفُذٌ   وَلٰكِنْ اَطَاعَا اَمْرَ تِلْكَ الْقَبَائِلِ

اور عثمان نے ہماری جانب توجہ ہی نہیں کی اور نہ قنفذ نے بلکہ انہوں نے ان ہی قبیلوں کے احکام کی اطاعت کی۔

اَطَاعَا اُبَيًّا وَابْنَ عَبْدِ يَغُوْثِهِمْ   وَلَمْ يَرْقُبَا فِيْنَا مَقَالَةَ قَائِلِ

انہوں نے ابی کی اور اپنے ابن عبد یغوث کی بات مانی اور ہمارے متعلق کسی کہنے والے کی بات کی جانب توجہ بھی نہ کی۔

كَمَا قَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَبِيْعٍ وَ نَوْفَلٍ   وَكُلٌّ تَوَلّٰى مُعْرِضًا لَمْ يُجَامِلِ

سبیع اور نوفل کا بھی ہم نے یہی برتاؤ پایا ہر ایک منہ پھیر کر پلٹ گیا کسی نے حسن سلوک نہیں کیا۔

فَاِنْ يُلْفَيَا[1] اَوْ يُمْكِنِ اللّٰهُ مِنْهُمَا   نَكِلْ لَهُمَا صَاعًا بِصَاعِ الْمُكَايِلِ

---

[1] یہاں ''یلفیا'' کے عوض (الف) میں ''یلعیا'' یعنی بجائے فے کی قاف ہے اگرچہ اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں۔ لیکن بہ تکلف۔ (احمد محمودی)

پھر اگر وہ کہیں پائے جائیں یا اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ لینے کی قدرت دے تو ہم بھی انہیں بازار کے بھاؤ سے سیر کو سیر ماپ دیں گے۔

وَذَاكَ اَبُوْعَمْرٍو اَبٰى غَيْرَ بُغْضِنَا لِيُظْعِنَا فِيْ اَهْلِ شَاءٍ وَجَامِلِ

اس ابوعمرو کی تو یہ حالت ہے کہ ہماری دشمنی کے سوا ہر چیز کا منکر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بکریاں والوں اور اونٹوں والوں میں جا بسنے پر مجبور کرے۔

يُنَاجِيْ بِنَا فِيْ كُلِّ مُمْسًى وَ مُصْبَحٍ فَنَاجِ اَبَا عَمْرٍو بِنَا ثُمَّ خَاتِلِ

صبح و شام ہمارے متعلق کانا پھوسی کرتا رہتا ہے اے ابوعمرو ہمارے متعلق خوب کانا پھوسی کر لے اور پھر دھوکہ بازی کر۔

وَ يُؤْلِىْ لَنَا بِاللّٰهِ مَا اِنْ يَغُشُّنَا بَلٰى قَدْ تَرَاهُ جَهْرَةً غَيْرَ حَائِلِ

ہم سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ دغا بازی نہیں کرے گا کیوں نہیں ہم تو بے پرواہ علانیہ یہی دیکھ رہے ہیں۔

اَضَاقَ عَلَيْهِ بُغْضُنَا كُلَّ تَلْعَةٍ مِنَ الْاَرْضِ بَيْنَ اَخْشَبٍ فَمَجَادِلِ

کوہ اخشب و کوہ مجادل کی درمیانی زمین کی ہر وادی ہماری دشمنی میں اس کے لئے تنگ ہوگئی ہے۔

وَ سَائِلَ اَبَا الْوَلِيْدِ مَاذَا حَبَوْتَنَا بِسَعْيِكَ فِيْنَا مُعْرِضًا كَالْمُخَاتِلِ

ابوالولید سے دریافت کرو کہ دھوکہ بازوں کی طرح منہ پھیر کر ہمارے خلاف کوشش کر کے تو نے ہمیں کیا نقصان پہنچایا۔

وَكُنْتَ امْرَاً مِمَّنْ يُعَاشُ بِرَاْيِهٖ وَ رَحْمَتَهٗ فِيْنَا وَ لَسْتَ بِجَاهِلِ

تو اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہم سے متعلقہ معاملات میں تیری حالت اس شخص کی سی ہوگئی ہے جو خودرائی اور جذبات کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فَعُتْبَةُ لَا تَسْمَعْ بِنَا قَوْلَ كَاشِحٍ حَسُوْدٍ كَذُوْبٍ مُبْغِضٍ ذِىْ دَغَاوِلِ

اے عتبہ ہمارے متعلق ایسے کپٹ رکھنے والوں کی بات کی جانب توجہ نہ کر جو حاسد جھوٹے دشمنی رکھنے والے اور فسادی ہیں۔

وَمَرَّ اَبُوْسُفْيَانَ عَنِّىَ مُعْرِضًا كَمَا[1] مَرَّ قَيْلٌ مِنْ عِظَامِ الْمَقَاوِلِ

---

[1] (الف) میں کمامر کے بجائے کانہ ہے جس کے معنی تو ٹھیک ہوتے ہیں لیکن وزن شعر میں کسر آ جاتی ہے۔

اور ابوسفیان میرے پاس سے منہ پھیر کر اس طرح گزر گیا جس طرح بڑے نوابوں میں کا کوئی نواب۔

يَفِرُّ اِلٰى نَجْدٍ وَ بَرْدِ مِيَاهِهٖ وَ يَزْعُمُ اَنِّىْ لَسْتُ عَنْكُمْ بِغَافِلِ

اونچے مقامات اور سرد پانی کی جگہوں کی جانب بھاگ جاتا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ میں تم سے غافل نہیں ہوں۔

وَ يُخْبِرُنَا فِعْلَ الْمُنَاصِحِ اَنَّهٗ شَفِيْقٌ وَ يُخْفِىْ عَارِمَاتِ الدَّوَاخِلِ

اور خیرخواہوں کی طرح ہمیں بتاتا ہے کہ وہ مہربان ہے اور سخت فسادوں کو چھپائے رکھتا ہے۔

اَمُطْعِمُ لَمْ اَخْذُلْكَ فِىْ يَوْمِ نَجْدَةٍ وَلَا مُعْظِمٍ عِنْدَالْاُمُوْرِ الْجَلَا ئِلِ

اے مطعم! میں نے تجھے کبھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑا نہ خطروں کے وقت اور نہ بڑے بڑے اہم معاملوں میں۔

وَلَا يَوْمِ خَصْمٍ اِذْ اَتَوْكَ اَنِدَّةٍ[۱] اُوْلِىْ جَدَلٍ مِنَ الْخُصُوْمِ الْمَسَاجِلِ[۲]

اور نہ جھگڑے کے وقت جبکہ جھگڑالو ہٹی مقابلہ کرنے والے دشمن تیرے پاس آ گئے۔

اَمُطْعِمُ اِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْكَ خُطَّةً اِنِّىْ مَتٰى اُوْكَلْ فَلَسْتُ بِوَكَائِلِ

اے مطعم لوگوں نے تیرے ساتھ سخت برتاؤ کیا لیکن میں جب ہمہ تن تیرا پیچھا کروں گا تو تو چھوٹ نہ سکے گا۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا عُقُوْبَةَ شَرٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلِ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو ایسا بدلہ دے کہ اس سزا کی برائی فوری ہو آئندہ کے لئے باقی نہ چھوڑی جائے۔

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا يَخِسُّ شَعِيْرَةً لَهٗ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهٖ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ترازو میں تول کر جو جو بھر کمی بھی نہیں کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

لَقَدْ سَفُهَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا بَنِىْ خَلَفٍ قَيْضًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئیں جنہوں نے ہمارے بجائے بنی خلف اور بنی غیاطل کو اختیار کیا۔

وَ نَحْنُ الصَّمِيْمُ مِنْ ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ وَآلِ قُصَيٍّ فِى الْخُطُوْبِ الْاَوَائِلِ

---

۱ (الف) میں اشدۃ ہے۔ ۲ (الف) میں مساعل ہے جس کے معنی فصیح و بلیغ ہیں۔ (احمد محمودی)

ہم اہلِم معاملوں میں قدیم ہی سے بنی ہاشم اور بنی قصی میں کے اعلیٰ افراد اور ان کی جان رہے ہیں۔

وَ سَهْمٌ وَ مُخْزُوْمٌ تَهَالَوْا وَ اَلَبُوْا عَلَيْنَا الْعِدَا مِنْ كُلِّ طِمْلٍ وَخَامِلِ

بنی سہم و بنی مخزوم نے ہم پر کمینوں اور احمقوں کو اکسا کر فتنہ وفساد کیا۔

فَعَبْدَ مَنَافٍ اَنْتُمْ خَيْرُ قَوْمِكُمْ فَلَا تُشْرِكُوْا فِيْ اَمْرِكُمْ كُلَّ وَاغِلِ

اے بنی عبد مناف تم تو قوم میں کے بہترین افراد ہو اپنے معاملوں میں تم دوغلوں کو نہ شریک کرو۔

لِعَمْرِيْ لَقَدْ وَهَنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ وَجِئْتُمْ بِاَمْرٍ مُخْطِئٌ لِلْمَفَاصِلِ

میری عمر کی قسم تم کمزور اور عاجز ہو گئے ہو اور تم نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو جوڑ بند پر پڑنے والی ضرب نہیں (یعنی صحیح رویہ نہیں)۔

وَكُنْتُمْ حَدِيْثًا حَطْبَ قِدْرٍ وَاَنْتُمْ اَلَانَ حِطَابُ اَقْدُرٍ وَ مَرَاجِلِ

ابھی کچھ دن پہلے تم ایک دیگ کا ایندھن تھے اور اب تو تم بہت سی دیگوں کا ایندھن بن گئے ہو۔

لِيَهْنِ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ عُقُوْقُنَا وَخِذْلَانُنَا وَتَرْكُنَا فِي الْمَعَاقِلِ

ہماری مخالفت ہماری امداد سے علیٰحدگی اور ہمیں ڈنڈ بھرنے کے لئے تنہا چھوڑ دینا بنی عبد مناف کو مبارک ہو۔

فَاِنْ نَكُ قَوْمًا نَبْتَئِرْ مَا صَنَعْتُمْ وَ تَحْتَلِبُوْهَا لِقْحَةً غَيْرَ بَاهِلِ

اگر ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو (اس کا بدلہ نہ لے کر ہم) دل میں رکھتے ہیں تو تم لوگ وقوفہ اونٹنی کے دودھ کی طرح دودھ لیتے جاتے ہو۔

وَسَائِطَ[۱] كَانَتْ فِيْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبٍ نَفَاهُمْ اِلَيْنَا كُلُّ صَقْرٍ حُلَاحِلِ

جو تعلقات بنی لوی بن غالب میں تھے سمجھ والوں اور با مروت لوگوں نے ان کا انکار کر دیا۔

وَ رَهْطُ نُفَيْلٍ شَرُّ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى وَاَلْاَمُ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَ نَاعِلِ

بنی نفیل کی جماعت روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بدترین ہے اور بنی معد میں کے جوتے پہننے والوں اور ننگے پیر پھرنے والوں میں سب سے زیادہ کمینے ہیں۔

فَاَبْلِغْ[۲] قُصَيًّا اَنْ سَيُنْشَرُ اَمرنا وَ بَشِّرْ قُصَيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

بنی قصی کو یہ پیام پہنچا دو اور انہیں خوشخبری سنا دو کہ عنقریب ہمارے یہ تعلقات مشتہر ہوں گے اور

۱؎ یہ دونوں شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

۲؎ (الف) میں بلغ ہے۔ (احمد محمودی)

پھر ہماری جانب سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔

وَلَوْطَرَقَتْ لَيْلاً قُصَيًّا عَظِيْمَةٌ   اِذَا مَالَجَانَا دُوْنَهُمْ فِی الْمَدَاخِلِ

اگر راتوں رات بنی قصی پر کوئی بڑی آفت آ گئی تو ان کے بچاؤ کے لئے دخل دینے پر ہم مجبور نہ ہوں گے۔

وَلَوْ صَدَقُوْا ضَرْبًا خِلاَلَ بُيُوْتِهِمْ   لَكُنَّا اُسًى عَبْدَالنِّسَاءِ الْمَطَافِلِ

اور اگر لوگوں نے سخت حملہ کیا اور ان کے گھر میں گھس گئے تو ہم بچوں والی عورتوں کے پاس رہنے میں ایک دوسرے کے لئے نمونہ ہوں گے۔

فَكُلِّ صَدِيْقٍ وَابْنُ اُخْتٍ نَعُدُّهٗ   لَعَمْرِیْ وَجَدْنَا عِبَّهٗ غَيْرَ طَائِلِ

اپنی عمر کی قسم وہ شخص جس کو ہم بھانجا یا دوست سمجھتے ہیں اس کے ایک روز غائب ہو کر دوسرے روز آنے کو ہم نے بے فائدہ پایا۔

سِوَی اَنَّ رَهْطًا مِنْ كِلاَبِ بْنِ مُرَّةٍ   بَرَاءٌ اِلَيْنَا مِنْ مَعَقَّةِ خَاذِلِ

سوائے بنی کلاب بن مرۃ کی ایک جماعت کے وہ تو ہمارے پاس دوستی ترک کرنے کے الزام سے بری ہیں۔

وَهُنَا لَهُمْ حَتّٰی تَبَدَّدَ جَمْعُهُمْ   وَ يَحْسُرُ عَنَّا كُلُّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم نے انہیں ایسا کمزور کیا کہ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر طرح کا باغی اور جاہل ہمارے مقابلے سے کمزور ہو کر ہٹ جاتا ہے۔

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السَّقَايَةِ فِيْهِمْ   وَ نَحْنُ الْكُدٰی مِنْ غَالِبٍ وَالْكَوَاهِلِ

پانی پلانے کا ہمارا ایک حوض انہیں کی بستیوں میں تھا ہم تو بنی غالب میں بڑے پتھر کی چٹان (یعنی عزت والے) اور مرجع خاندان ہیں۔

شَبَابٌ مِنَ الْمُطَيَّبِيْنَ وَ هَاشِمٍ   كَبِيْضِ السُّيُوْفِ بَيْنَ اَيْدِی الصَّيَاقِلِ

ہم میں کے وہ نوجوان جنہوں نے عطر میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا اور بنی ہاشم میں کے جوان ایسے ہیں گویا صیقل گروں کے ہاتھ میں چمکتی تلواریں۔

فَمَا اَدْرَكُوْا ذَحْلًا وَلَا سَفَكُوْا دَمًا   وَلَا خَالَفُوْا اِلاَّ شِرَارَ الْقَبَائِلِ

نہ انہوں نے انتقام لیا نہ خون بہایا نہ انہوں نے قبیلے کے بدترین افراد کے سوا کسی سے مخالفت کی۔

---

[1] یہاں سے سات شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

بِضَرْبٍ تَرَى الْفِتْيَانَ فِيهِ كَأَنَّهُمْ ضَوَارِىْ أُسُوْدٍ فَوْقَ لَحْمٍ خَرَادِلِ

ایک ایسی ضرب سے جس میں جوان مردوں کوتو اس حال میں دیکھے گا گویا گوشت کے ٹکڑوں پر شیر درندہ ہیں۔

بَنِىْ أَمَةٍ مَحْبُوْبَةٍ هِنْدِكِيَّةٍ بَنِى جُمَحٍ عُبَيْدِ قَيْسِ بْنِ عَاقِلِ

اے ہندی محبوبہ چھوکری کے بچو! اے بنی جمح عبید قیس بن عاقل۔

وَلٰكِنَّنَا نَسْلٌ كِرَامٌ لِسَادَةٍ بِهِمْ نُعِىَ الْأَقْوَامُ عِنْدَ الْبَوَاطِلِ

لیکن ہم تو شریف سرداروں کی اولاد میں سے ہیں جن کے ذریعے غلط کاری کے وقت لوگوں کو موت کا پیام دیا جاتا ہے۔

وَنِعْمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ غَيْرَ مُكَذَّبٍ زُهَيْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ

زہیر قوم کا بہترین بھانجا ہے' سچا ہے جھٹلایا ہوانہیں ہے۔ گویا وہ حمائل سے الگ کی ہوئی تلوار ہے۔

أَشَمُّ مِنَ الشُّمِّ الْبَهَالِيْلِ يَنْتَمِى إِلٰى حَسَبٍ فِىْ حَوْمَةِ الْمَجْدِ فَاضِلِ

سر بلند سرداروں میں کا ایک سر بلند ہے۔ وہ ایسی شرافت کی جانب نسبت رکھتا ہے جو عزت کی بڑائی میں بڑھا ہوا ہے۔

لَعَمْرِىْ لَقَدْ كَلِفْتُ وَجْدًا بِأَحْمَدٍ وَإِخْوَتِهِ دَأْبَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے میں بھی احمد (ﷺ) اور ان کے بھائیوں[1] کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں۔

فَلَا[2] زَالَ فِى الدُّنْيَا جَمَالًا لِأَهْلِهَا وَ زَيْنًا لِمَنْ وَالَاهُ رَبُّ الْمَشَاكِلِ

ایک دوسرے سے مشابہ شکلیں بنانے والا پروردگار احمد (ﷺ) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لئے جمال دنیوی ہمیشہ رکھے۔ اور جن لوگوں کی اس نے سر پرستی کی ہے ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فَمَنْ مِثْلُهُ فِى النَّاسِ أَىُّ مُؤَمَّلٍ إِذَا قَاسَهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

احمد (ﷺ) کا سا لوگوں میں ہے کون فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے

---

[1] آپ کے بھائیوں سے مراد آپ کے چچا زاد بھائی ہوں گے۔ مثلاً حضرت علی وغیرہ۔ (احمد محمودی)۔

[2] یہ شعر بھی (الف) میں نہیں ہے۔

لئے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لئے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ عجیب قسم کی برتری پائی۔

حَلِيْمٌ رَشِيْدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ يُوَالِيْ اِلٰهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلِ

وہ بردبار سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے جلد باز نہیں ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے جو اس سے غافل نہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْ اَجِيَ بِسُبَّةٍ تَجُرُّ عَلٰى اَشْيَاخِنَا فِي الْمَحَافِلِ

واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر مجمعوں میں (یعنی میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف نہیں ہوتا (یعنی گمراہی کا الزام)۔

لَكُنَّا اتَّبَعْنَاهُ عَلٰى كُلِّ حَالَةٍ مِنَ الدَّهْرِ جِدًّا غَيْرَ قَوْلِ التَّهَازُلِ

تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے۔ خواہ زمانے کی کچھ ہی حالت کیوں نہ ہو اور یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی ہے۔

لَقَدْ عَلِمُوْ اَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ لَدَيْنَا وَلَا يُعْنٰى[1] بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

سب لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جا سکتی۔

فَاَصْبَحَ فِيْنَا اَحْمَدٌ فِيْ اَرُوْمَةٍ تُقَصِّرُ عَنْهُ سُوْرَةُ[2] الْمُتَطَاوِلِ

ہم میں احمد نے (ﷺ) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (یعنی ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اس کو ضرر پہنچانے سے قاصر ہیں یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

حَدِبْتُ بِنَفْسِيْ دُوْنَهٗ وَحَمَيْتُهٗ وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَا وَالْكَلَاكِلِ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (یعنی اپنے تمام اعضاء و جوارح سے)۔

فَاَيَّدَهٗ[3] رَبُّ الْعِبَادِ بِنَصْرِهٖ وَأَظْهَرَ دِيْنًا حَقُّهٗ غَيْرُ بَاطِلِ

---

۱ (الف) میں لا یغنی ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

۲ یہاں دو شکلیں ہیں فتح سین و بضم سین بصورت اول بمعنی شدت اور بصورت ثانی بمعنی منزلت۔ (احمد محمودی)

۳ یہ اور اس کے بعد کے دونوں شعر بھی (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

پس بندوں کی پالنے والی ذات نے اس کی امداد کی اور اپنے سچے دین کو جو جھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

رِجَالٌ كِرَامٌ غَيْرُ مِيلٍ نَمَا هُمُ　　اِلَى الْخَيْرِ آبَاءٌ كِرَامُ الْمَحَاصِلِ

یہ لوگ شریف ہیں بزدل نہیں ہیں ان کے آباواجداد نے جن کے مقاصد اعلیٰ تھے انہیں نیکی کی طرف متوجہ رہنے کی تربیت دی۔

فَاِنْ تَكُ كَعْبٌ مِنْ لُؤَيٍّ صَقِيْبَةً　　فَلَا بُدَّ يَوْمًا مَرَّةً مِنْ تَزَايُلِ

اگر بنی کعب کو بنی لوی سے قریب کا رشتہ ہے تو اس رشتے کا ٹوٹنا بھی ممکن ہے اور کسی نہ کسی دن اور کبھی نہ کبھی ان کے جتھے کا منتشر ہونا بھی ضروری ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو اس قصیدے میں سے میرے پاس صحیح ثابت ہوئے لیکن اکثر اہل علم ان میں سے بہت سے اشعار سے انکار کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جا کر بارش کے لئے دعا فرمائی پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ آس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر کی شکایت لے کر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

''یا اللہ ہمارے اطراف پانی برسا ہم پر نہ برسا''۔

پھر تو مدینہ پر سے ابر چھٹ گیا اور اس کے اطراف دائرے[1] کی شکل میں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ اَدْرَكَ اَبُوْطَالِبٍ هٰذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهٗ.

''اگر آج ابوطالب ہوتے تو انہیں اس سے خوشی ہوتی''۔

تو آپ سے بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ　　ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

آپ نے فرمایا۔ اجل۔ ہاں

ابن ہشام نے کہا دشبرقه جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

---

[1] یہاں لفظ الکلیل ہے اور اکلیل کے معنی سر پٹی یا اس گوشت کے ہیں جو ناخن کو اطراف سے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا الغیاطل بنی سہم بن عمرو بن ہصیص میں کے لوگ ہیں اور ابوسفیان کا باپ حرب بن امیہ ہے۔اور مطعم کا باپ عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زہیر کا باپ ابی امیہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور مطعم کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسید اور اس کا جوان لڑکا جس کا شعر میں ذکر ہے اس سے مراد عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور عثمان کا باپ عبید اللہ تھا جو طلحہ بن عبید اللہ التیمی کا بھائی تھا اور قنفذ کا باپ عمر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ اور ابوالولید عتبہ ربیعہ کا بیٹا تھا اور ابی الاخنس بن شریف الثقفی وہ ہے جو بنی زہرہ بن کلاب[1] کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابی کا نام اخنس اس لئے ہو گیا کہ وہ جنگ بدر کے روز لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔(خنس کے معنی پیچھے ہٹنا ہیں)اور یہ بنی علاج میں سے تھا اور علاج کے باپ کا نام ابوسلمہ بن عوف بن عقبہ تھا۔اور الاسود کے باپ کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب تھا اور سبیع خالد کا بیٹا اور بلحارث بن فہر والوں میں کا تھا اور نوفل کے باپ کا نام خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔اور اس کی ماں کا نام عدویہ تھا۔اور یہ قریش کے شیاطین میں سے تھا۔اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا جبکہ ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تھا۔اور اسی لئے ان دونوں کو قرینین کا لقب ملا تھا۔اور اس نوفل کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے جنگ بدر کے روز قتل کیا اور ابوعمرو قرظہ کے باپ کا نام عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھا۔''اور قوم علینا اظنہ''۔ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں'' سے مراد بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں یہ تمام ان لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر ابوطالب نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دعوے کی شہرت تمام عرب میں پھیل گئی اور تمام شہروں میں پہنچ گئی تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے اور قبیلہ اوس وخزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے متعلق زیادہ جاننے والا نہ تھا۔نہ اس شہرت کے وقت اور نہ اس سے پہلے۔اس لئے کہ وہ یہود کے عالموں سے' جو ان کے حلیف تھے' اور انہیں کے ساتھ انہیں کی بستیوں میں رہنے والے تھے' آپ کے حالات سنا کرتے تھے۔جب آپ کی شہرت مدینہ میں ہوئی اور قریش کی آپ سے مخالفت کا ذکر بھی ان سے بیان کیا گیا تو ابوقیس بن الاسلت بنی واقف کے قبیلے والے نے ذیل کا قصیدہ)کہا۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔(احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے یہاں تو ابوقیس کو بنی واقف کے نسب میں بتایا ہے اور حدیث فیل میں۔اس کا نسب خطمہ سے بتایا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ عرب بعض وقت دادا کے بھائی سے نسب بتا دیتے ہیں جبکہ دادا کا بھائی دادا سے زیادہ مشہور ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبیدہ نے بیان کیا کہ حکم بن عمرو الغفاری نعیلہ کی اولاد میں سے ہے۔ جو غفار میں کا شخص تھا اور اس غفار سے مراد غفار ملیل ہے اور نعیلہ کا باپ ملیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے عتبہ کو غزوان السلمی کا بیٹا بتایا ہے حالانکہ وہ مازن ابن منصور کی اولاد میں تھا اور سلیم بھی منصور کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا پس ابوقیس بن الاسلت بنی وائل میں سے ہے اور وائل اور واقف اور خطمہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور قبیلہ اوس میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوقیس بن الاسلت[۱] نے یہ (قصیدہ) کہا ہے حلانکہ وہ قریش سے محبت رکھتا تھا اور ان لوگوں کا داماد بھی تھا اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی ارنب اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی زوجہ کو لے کران کے پاس برسوں رہتا تھا۔ وہ اس قصیدے میں حرم کعبہ کی عظمت جتاتا ہے۔ اور قریش کو اس میں جنگ کرنے سے روکتا ہے۔ اور انہیں ایک دوسرے سے ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے۔ انہیں ان کی فضیلتوں اور عقلمندیوں کی یاددلاتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آفتیں ان پر آئیں اور جو آزمائشیں ان کی ہوئی ہاتھی والوں کو جواس نے ان سے دور کیا اور اس کی تدبیر (جو اس نے ان کے خلاف کی) تمام باتوں کی وہ انہیں یاددلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

يَا رَاكِبًا اِمَّا عَرَضْتَ[۲] فَبَلِّغًا مُغَلْغَلَةً عَنِّىْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبِ

اے سوار اگر حرم کی جانب تیرا جانا ہو تو بنی لوی ابن غالب کو میرا (یہ) پیام پہنچا دینا۔

رَسُوْلَ امْرِئٍ قَدْرَاعَهٗ ذَاتُ بَيْنِكُمْ عَلَى النَّاْئِ مَحْزُوْنٍ بِذٰلِكَ نَاصِبِ

اس شخص کا پیام جس کو تمہارے آپ کے تعلقات نے خوفزدہ کر دیا ہے جو ہجر میں غم زدہ ہے اس کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

وَقَدْ كَانَ عِنْدِىْ لِلْهُمُوْمِ مُعَرَّسٌ فَلَمْ اَقض مِنْهَا حَاجَتِىْ وَمَآرِبِىْ

میں فکروں میں گھرا رہا۔ لیکن نہ ان سے میری کوئی حاجت براری ہوئی نہ مقصد حاصل ہوا۔

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔

۲ (الف) میں اس مقام پر عرضت بتائے مشدد لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

نُبِّئْتُكُمْ شَرْجَيْنِ كُلُّ قَبِيلَةٍ — لَهَا اَزْمَلٌ مِنْ بَيْنِ مُذْكٍ وَحَاطِبِ

مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ دو جماعتیں ہو گئے ہو۔اور ہر جماعت میں ایک شور ہے کہ کوئی ایندھن جمع کر رہا ہے اور کوئی آگ بھڑکا رہا ہے۔

اُعِيْذُكُمْ بِا اللّٰهِ مِنْ شَرِّ صُنْعِكُمْ — وَ شَرِّ تَبَاغِيْكُمْ وَدَسِّ الْعَقَارِبِ

تمہارے اعمال کی برائی تمہاری آپس کی بغاوت اور بچھوں کی سی چھپی عداوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَ اِظْهَارِ اَخْلَاقٍ وَنَجْوٰى سَقِيْمَة — كَوَخْزِ[1] الْاَشَافِيْ وَقْعُهَا حَقٌّ صَائِبِ

اخلاق کے ظاہر کرنے اور ایسے جھگڑوں کی کانا پھوسی کرنے سے جن کی چبھن آریوں کی طرح سیدھی پڑتی ہے۔

فَذَكِّرْ هُمْ بِااللّٰهِ اَوَّلَ وَهْلَةٍ — وَ اِحْلَالِ اَحْرَامِ الظِّبَاءِ الشَّوَازِبِ

(اے سوار) پہلے انہیں اللہ کا نام لے کر نصیحت کر اور انہیں حرم کی سرحد میں رہنے والی پتلی کمر والی ہرنوں کے شکار حلال سمجھنے سے ڈرا۔

وَ قُلْ لَهُمْ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ حُكْمَهٗ — ذَرُوا الْحَرْبَ تَذْهَبْ عَنْكُمْ فِي الْمَوَاحِبِ

اور ان سے کہہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام دیتا ہے تم اپنی جنگ وسیع میدانوں کے لئے اٹھا رکھو (یعنی حرم کے حدود کے باہر جنگ کیا کرو حرم میں جنگ نہ ہونے دو۔

مَتٰى تَبْعَثُوْهَا تَبْعَثُوْهَا ذَمِيْمَةً — هِيَ الْغُوْلُ لِلْاَقْصَيْنَ اَوْلِلْاَقَارِبِ

جب کبھی بھی تم جنگ کرو گے وہ بری ہی ہوگی اپنوں سے ہو یا بیگانوں سے جنگ تو ایک چڑیل ہے۔

تُقَطِّعُ اَرْحَامًا وَتُهْلِكُ اُمَّةً — وَ تَبْرِى السَّيْفَ مِنْ سَنَامٍ وَغَارِبِ

وہ تو رشتوں کو قطع کر دیتی اور قوموں کو ہلاک کر دیتی ہے اور پیٹھ کے اوپر کے حصے اور کوہان کے گوشت کو کاٹ دیتی ہے۔

وَ تَسْتَبْدِلُوْا بِالْاَتْحَمِيَّهِ بَعْدَهَا — شَلِيْلاً وَ اَصْدَاءً ثِيَابَ الْمُحَارِبِ

جنگ چھڑ جانے کے بعد بجائے اعلیٰ درجے کے یمنی کپڑوں کے پہننے کے تمہیں زنگ لگی زرہیں اور زرہوں کے نیچے پہننے کے قابل جنگی کپڑے پہننا ہوں گے۔

---

[1] (الف) میں وجز جیم سے لکھا ہے جس کے کوئی معنی یہاں کے مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

وَ بِالْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ غُبْرًا سَوَابِغَا   كَانَ قَتِيْرِيْهَا عُيُوْنُ الْجَنَادِبِ

اور مشک و کافور کے بجائے سر سے پاؤں تک گرد و غبار کی لمبی لمبی زرہیں پہننا ہوں گی جن کے لئے ٹڈیوں کی آنکھوں کے سے ہوں گے۔

فَإِيَّاكُمْ وَالْحَرْبَ لَا تَعْلَقَنَّكُمْ   وَحَوْضًا وَخِيْمَ الْمَاءِ مُرَّ الْمَشَارِبِ

پس جنگ سے خود کو بچاؤ کہ کہیں وہ تمہیں چمٹ نہ جائے۔ جنگ ایک ایسا حوض ہے جس کا پانی پینے میں کڑوا اور خاصیت میں بدہضمی پیدا کرنے والا ہے۔

تَزَيَّنُ لِلْأَقْوَامِ ثُمَّ يَرَوْنَهَا   بِعَاقِبَةٍ إِذْ بَيَّنَتْ أُمَّ صَاحِبِ

جنگ لوگوں کے سامنے بن ٹھن کر آتی ہے۔ (تو وہ اس پر لٹو ہو جاتے ہیں) پھر جب وہ بے پردہ ہو جاتی ہے اور اس پر انجام کار کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں تو کسی دوست کی ماں کی طرح بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔

تُحَرِّقُ لَا تُشْوِىْ ضَعِيْفًا وَ تَنْتَحِىْ   ذَوِ الْعِزِّ مِنْكُمْ بِالْحُتُوْفِ الصَّوَائِبِ

جلاتی ہے' اور کمزور کو جلانے میں تو غلطی ہی نہیں کرتی اور عزت و جاہ والوں کی جانب تو نشانۂ موت بن کر پہنچتی ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ فِىْ حَرْبِ دَاحِسٍ   فَتَعْتَبِرُوْا اَوْكَانَ فِىْ حَرْبِ حَاطِبِ

جنگ داحس اور جنگ حاطب میں کیا کیا ہوا کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ تم اس سے سبق لو۔

وَكَمْ قَدْ اَصَابَتْ مِنْ شَرِيْفٍ مُسَوَّدٍ   طَوِيْلِ الْعِمَادِ ضَيْفُهٗ غَيْرُ خَائِبِ

اونچی اونچی ڈیوڑھیوں والے نوجوانوں پر جن کا مہمان کبھی محروم نہ جاتا تھا جنگ نے آفت ڈھائی۔

عَظِيْمِ رَمَادِ النَّارِ يُحْمَدُ اَمْرُهٗ   وَذِىْ شِيْمَةٍ مَحْضٍ كَرِيْمِ الْمَضَارِبِ

جس کی آگ کی راکھ ڈھیروں ہوتی (یعنی روزانہ اس کے پاس ڈھیروں کھانا پکتا اور کھلایا جاتا تھا) جس کے کاموں کی (ہر جگہ) تعریف ہوتی تھی جو بڑے خلق والا تلوار کا دھنی تھا۔

وَمَاء هُرِيْقُ[1] فِى الضَّلَالِ كَانَّمَا   اَذَاعَتْ بِهٖ رِيْحُ الصَّبَا وَالْجَنَائِبِ

اور جس کے پاس (پکوان میں) ایسا زیادہ پانی بہایا جاتا تھا گویا مشرقی اور جنوبی ہواؤں نے

---

[1] (الف) میں اھریق بہمزہ زائدہ ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا (احمد محمودی)

اونڈیل دیا ہے۔

يُخَبِّرُكُمْ عَنْهَا امْرُؤٌ حَقٌّ عَالِمٍ ... بِاَيَّامِهَا وَالْعِلْمُ عِلْمُ التَّجَارِبِ

ان جنگوں کی حالت کے متعلق تمہیں وہ شخص خبر دے رہا ہے جو ان کے متعلق پورے طور پر علم رکھتا ہے' حقیقت تو یہ ہے کہ تجربوں ہی کا نام علم ہے۔

فَبِيْعُو الْحِرَابَ مِلْمُحَارِبِ وَاذْكُرُوْا ... حِسَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَيْرُ مُحَاسِبِ

اس لئے جنگی آلات کو عبادت گاہوں کے بدلے میں بیچ ڈالو (یعنی جنگی آلات کو چھوڑ کر عبادت گاہوں کو اختیار کرو) اوراپنے حساب کتاب کو یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ بڑا حساب لینے والا ہے۔

وَلِيِّ امْرِئٍ فَاخْتَارَ دِيْنًا فَلَا يَكُنْ ... عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا غَيْرَ رَبِّ الثَّوَاقِبِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا سر پرست ہے جس نے دین داری اختیار کی پس تم اپنا نگرا نکار ستاروں کے پروردگار کے سوا کسی (ستارے) کو نہ بناؤ۔

اَقِيْمُوْا لَنَا دِيْنًا حَنِيْفًا فَاَنْتُمْ ... لَنَا غَايَةٌ قَدْ يُهْتَدَى بِالذَّوَائِبِ

ہمارے لئے دین ابراہیمی کو قائم کرو کیونکہ تم ہمارے نصب العین ہو اور بعض وقت چوٹیوں (کے بالوں) سے بھی راستہ مل جاتا ہے۔ (شاید اس سے مراد پیرو ہوں)

وَ اَنْتُمْ لِهٰذَا لِنَّاسِ نُوْرٌ وَعِصْمَةٌ ... تُؤَمُّوْنَ وَالْاَحْلَامُ غَيْرُ غَوَازِبِ

اورتم لوگ ان لوگوں کے لئے شمع (ہدایت) اور آفات سے بچاؤ کا سامان ہو۔تمہاری پیروی کی جاتی ہے۔ مجرد رہنا الگ چیز ہے اور عقل مند ہونا علیحدہ چیز ہے۔ (یعنی مجرد لوگ یا کم عمر بھی عقل مند ہو سکتے ہیں)۔

وَاَنْتُمْ اِذَا مَا حُصِّلَ النَّاسُ جَوْهَرٌ ... لَكُمْ سُرَّةُ الْبُطْحَاءِ شُمُّ الْاَرَانِبِ

جب لوگوں کے حالات دیکھے جائیں تو تم جوہر نکلو گے تم بطحاء میں سب سے اعلیٰ ہو اونچی ناکوں والے ہو۔ (یعنی عزت دار ہو)۔

تَصُوْنُوْنَ اَجْسَادًا كِرَامًا عَتِيْقَةً ... مُهَذَّبَةَ الْاَنْسَابِ غَيْرَ اَشَائِبِ

تم آزاد اور شریف اجسام کی حفاظت کرتے ہو جن کے نسب چھٹے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی دوسرا مخلوط نہیں۔

يَرَى[1] طَالِبُ الْحَاجَاتِ نَحْوَ بُيُوْتِكُمْ ... عَصَائِبَ هَلْكَى تَهْتَدِيْ بِعَصَائِبِ

---

[1] (الف) میں تری تائے فوقانیہ مفتوحہ سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک حاجت مند' تباہ کار گروہ تمہارے گھروں کی جانب ٹکٹکی باندھے ایک دوسرے کے پیچھے چلا آرہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَ الْاَقْوَامُ اَنَّ سَرَاتَكُمْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَيْرُ اَهْلِ الْجَبَاجِبِ

لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ تم میں کے سردار بہر حال تمام گھرانوں میں بہترین گھرانے والے ہیں۔

وَ اَفْضَلُهٗ رَاْيًا وَاَعْلَاهُ سُنَّةً وَ اَقْوَلُهٗ لِلْحَقِّ وَسْطَ الْمَوَاكِبِ

عقل ورائے کے لحاظ سے بھی سب میں بہترین اور طریقے کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر اور جماعتوں کے درمیان سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے۔

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوْا بِاَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو اپنے پروردگار کی نماز پڑھو۔ اور اس بیت اللہ کے ارکان کو چھوؤ جو اخشب نامی پہاڑوں کے درمیان ہے۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ وَ مَصْدَقٌ غَدَاةَ اَبِىْ يَكْسُوْمَ هَادِى الْكَتَائِبِ

اس بیت اللہ کے متعلق آزمودہ اور مسلمہ واقعات تمہارے حافظوں میں موجود ہیں اس روز کے واقعات جس روز ابو یکسوم یعنی ابرہہ لشکروں کی قیادت کر رہا تھا۔

كَتِيْبَتُهٗ بِالسَّهْلِ تَمْشِىْ وَ رَجْلُهٗ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِىْ رُءُوْسِ الْمَنَاقِبِ

جس روز اس کا ایک دستہ ہموار زمین پر چلا آرہا تھا اور اس کی پیادہ فوج پہاڑوں کی چوٹیوں پر راستوں کے دہانوں پر (ڈٹی ہوئی تھی)۔

فَمَا اَتَاكُمْ نَصْرُ ذِى الْعَرْشِ رَدَّهُمْ جُنُوْدُ الْمَلِيْكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی مدد آ پہنچی تو اس بادشاہ کی فوج نے جو دھول اڑانے والی اور پتھر برسانے والی تھی انہیں لوٹا دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِيْنَ وَلَمْ يَؤُبْ اِلٰى اَهْلِهٖ مِلْحَبْشِ[1] غَيْرُ عَصَائِبِ

پس وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں میں سے کوئی شخص ایسے گھر والوں کی جانب بحز تتر بتر ہوئے واپس نہیں ہوا۔

---

[1] (الف) میں ملجیش ہے جس کے معنی لشکر میں سے ہوں گے۔ (احمد محمودی)۔

فَاِنْ تَهْلِكُوْا نَهْلِكْ وَ تَهْلِكْ مَوَاسِمٌ   يُعَاشُ بِهَا قَوْلُ امْرِئٍ غَيْرِ كَاذِبِ

پھر اگر تم برباد ہو جاؤ گے تو ہم بھی برباد ہو جائیں گے اور حج کے زمانوں پر بھی بربادی آئے گی۔ جن کے ذریعے سچے آدمی کی بات پرورش پاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوزید انصاری وغیرہ نے مجھے اس کے وہ اشعار سنائے جن میں ''ماء هريق[1]'' نبيعوا الجواب ''ولی امرئ فاختار ''اور''علی القاذفات فی رؤس المناقب'' کے الفاظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اس کا قول ''الم تعلموا ما كان فی حرب داحس'' کے متعلق ابوعبیدۃ النحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ قیس بن زہیر حذیمہ ابن رواۃ بن ربیعہ بن الحرث بن مازن بن قطیعۃ بن عبس بغیض بن ریث ابن غطفان کا ایک گھوڑا ''داحس'' نامی تھا جس کو اس نے الغبراء نامی ایک گھوڑے کے ساتھ دوڑایا جو حذیفۃ بن بدر بن عمرو بن زید[2] بن جویۃ بن لوذان بن ثعلبۃ بن عدی بن فزارۃ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا تھا۔ حذیفہ نے چند لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا اور انہیں حکم دے رکھا تھا کہ اگر وہ داحس کو دوڑ میں آگے دیکھیں تو اس کے منہ پر ماریں۔ چنانچہ داحس دوڑ میں آگے نکل آیا تو ان لوگوں نے اس کے منہ پر مارا اور الغبراء نامی گھوڑا اول آ گیا۔ پھر جب داحس کا سوار آیا تو اس نے اس واقعے کی خبر قیس کو دی تو قیس کے بھائی مالک بن زہیر نے الغبراء پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر مارا تو حمل بن بدر اٹھا اور مالک کے منہ پر تھپڑ لگایا۔ پھر ابوالجنید بن العبسی عوف بن حذیفہ سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر بنی فزارۃ میں کا ایک شخص مالک سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ تو حمل بن بدر حذیفہ بن[3] بدر کے بھائی نے کہا۔

قَتَلْنَا بِعَوْفٍ مَالِكًا وَهُوَ ثَأْرُنَا   فَاِنْ تَطْلُبُوْا مِنَّا سِوَى الْحَقِّ تَنْدَمُوْا

ہم نے عوف کے بدلے میں مالک کو قتل کر ڈالا اور یہ ہمارا بدلہ تھا اب اگر تم حق کے سوا کسی اور چیز کے طالب ہو تو پچھتاؤ گے۔ یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

الربیع بن زیاد العبسی نے کہا۔

افبَعْدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ   تَرْجُو النِّسَاءُ عَوَاقِبَ الْاَطْهَارِ

کیا مالک بن زہیر کے قتل ہو جانے کے بعد بھی عورتیں طہرون کے نتیجوں یعنی اولاد کی بقا کی امید رکھ سکتی ہیں۔

---

[1] اس مقام پر بھی الف میں اهریق ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج) میں بن زید نہیں ہے۔ بلکہ عمرو بن جویۃ ہے۔ (ب د) میں بن زید زیادہ ہے۔

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

اس کے بعد بنی عبس اور بنی فزارہ میں جنگ چھڑ گئی اور حذیفۃ بن بدر اور اس کے بھائی نے حمل بن بدر کو قتل کر ڈالا تو قیس بن زہیر بن جذیمۃ[1] نے حذیفہ کے لئے بے قرار ہو کر مرثیہ لکھا۔

كَمْ فَارِسٍ يُدْعَى وَلَيْسَ بِفَارِسٍ   وَعَلَى الْهَبَاءَ ةِ فَارِسٌ ذُو مَصْدَقِ

کتنے لوگ ایسے ہیں جنہیں شہسوار کہا جاتا ہے حالانکہ وہ شہسوار نہیں۔ ہاں مقام الہباءۃ میں ایک بڑا شہسوار ہے۔

فَابْكُوْا حُذَيْفَةَ لَنْ تُرَثُّوْا مِثْلَهُ   حَتّٰى تَبِيْدَ قَبَائِلٌ لَمْ تُخْلَقِ

پس حذیفہ پر رو کہ مرثیہ کہنے کے لئے اس کا سا کوئی نہ ملے گا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مر جائیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں۔

عَلَى اَنَّ الْفَتَى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ   بَغٰى وَالظُّلْمُ[2] مَرْتَعُهٗ وَخِيْم

باوجود اس کے کہ جوانمرد حمل بن بدر نے زیادتی کی اور ظلم تو بدہضمی پیدا کرنے والی چراگاہ ہے۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

قیس بن زہیر[3] کے بھائی حرث بن زہیر نے کہا۔

تَرَكْتُ عَلَى الْهَبَاءَ ةِ غَيْرَ فَخْرٍ   حُذَيْفَةَ عِنْدَهٗ قِصَدُ الْعَوَالِيْ

میں نے حذیفہ کو مقام الہباءہ میں (مردہ کر) چھوڑا اس کے پاس ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے ہیں۔ اور (یہ واقعہ ہے) کوئی فخر کی بات نہیں۔ یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا خیال یہ ہے کہ قیس نے داحس اور الغبراء نامی گھوڑے بھیجے تھے اور حذیفۃ نے الخطار اور الحنفاء نامی گھوڑے۔ ان دونوں باتوں میں پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور اس کا قصہ بہت دراز ہے۔ حدیث سیرۃ رسول اللہ ﷺ کا انقطاع مجھے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے روکتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس بن الاسلت نے جو حرب حاطب کا ذکر کیا ہے اس سے اس کی مراد

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں والبغی ہے۔ (احمد محمودی) [3] (الف) میں نہیں ہے۔

حاطب بن الحارث بن قیس بن ہیشہ ابن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس ہے۔اس نے خزرج کے ایک یہودی پڑوسی کوقتل کر دیا تھا۔تو یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبۃ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج جو ابن فسحم کے نام سے مشہور تھا۔ فسحم اس کی ماں کا نام تھا اور وہ القین بن جسر میں کی ایک عورت تھی۔رات کے وقت بنی حارث بن الخزرج میں کے چندلوگوں کو لے کر نکلا اورانہوں نے اس کو(حاطب کو)قتل کر دیا۔اس لئے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔اوران میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔اوراوس پر خزرج کو فتح ہوئی۔اس روز سوید بن صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب ابن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس قتل ہوا۔اس کو المجذ ر بن زیادالبلوی نے قتل کیا اورالمجذ ر کا نام عبداللہ بن ذیادالبلوی تھا۔جو بنی عوف بن الخزرج کا حلیف تھا۔جنگ احد کے روز جب المجذر بن[1] زیاد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا اور الحارث بن سوید بن صامت بھی نکلا تو الحارث بن سوید نے المجذ ر کوغفلت میں پا کر اس کو اس کے باپ سمیت قتل کر ڈالا۔انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر اس کے مقام پر کروں گا۔اس کے بعد ان میں بہت سی لڑائیاں ہوئی۔ان کا ذکر کرنے اوران امور کو پوری طرح بیان کرنے سے مجھے وہی بات روکتی ہے جس کا ذکر میں نے جنگ داحس کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حکیم بن امیہ بن حارثۃ بن الاوقص السلمی نے جو بنی امیہ کا حلیف تھا اور جس نے اسلام اختیار کرلیا تھا رسول اللہ ﷺ کی دشمنی سے جس کا اس کی قوم نے ارادہ کرلیا تھا روکتے ہوئے کہا۔

هَلْ قَائِلٌ قَوْلاً مِنَ[2] الْحَقِّ قَاعِدٌ[3] عَلَيْهِ وَهَلْ غَضْبَانُ لِلرُّشْدِ سَامِعُ

کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس کو چھوڑ کر[4] بیٹھا بھی رہ سکتا ہے'اور کیا کوئی غصیلا سیدھی بات سن بھی سکتا ہے۔

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔

۲ (الف) میں من کی بجائے ھو ہے۔(احمد محمودی)۔

۳ مد علی بمعنی عن سمجھا گیا ہے۔(ب) کے حاشیے پر ایک نسخہ عاقد بھی ہے۔تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس پر مضبوطی سے جما رہنے والا بھی ہے۔پہلی صورت رسول اللہ ﷺ کی نعت شریف ہوگی کہ آپ حق بات فرمار ہے ہیں اس لئے اس کو چھوڑ کر بیٹھ نہیں سکتے دوسری صورت میں عام خطاب ہوگا کہ کوئی حق بات کو قبول کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا اس طرف متوجہ ہو۔(احمد محمودی)۔

۴ (الف) میں نہیں ہے۔(احمد محمودی)۔

وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُو الْعَشِيْرَةُ نَفْعَهٗ ... لِاَقْصَى الْمَوَالِيْ وَالْاَقَارِبِ جَامِعُ

اور کیا کوئی ایسا سردار ہے جس سے خاندان نفع رسانی کی امید کر سکے اور وہ دور والے دوستوں اور نزدیک کے رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے۔

تَبَرَّاْتُ اِلَّا وَجْهَ مَنْ يَّمْلِكُ الصَّبَا ... وَاهْجُرُكُمْ مَادَامَ مُدْلٍ وَنَازِعُ

بجز اس شخص کی رضا جوئی کے جو جذبات پر قابو رکھتا ہے میں نے ہر شخص سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جب تک تم میں کشمکش اور کھینچا تانی رہے گی میں تم سے الگ رہوں گا۔

وَ اُسْلِمُ وَجْهِيْ لِلْاِلٰهِ وَ مَنْطِقِيْ ... وَلَوْ رَاعَنِيْ مِنَ الصَّدِيْقِ رَوَائِعُ

اور میں اپنی ذات کو اور اپنی بول چال کو معبود حقیقی کے حوالے کرتا ہوں اگرچہ دوست کی جانب سے مجھے دھمکیاں دی جاتی رہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تو قریش کی بدنصیبی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان لوگوں کی دشمنی میں جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور سخت ہو گئی۔ انہوں نے اپنے یہاں کے کمینوں کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف اکسایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور تکلیفیں دیں اور آپ پر شاعری اور جادوگری اور کہانت و جنون کی تہمتیں لگائیں۔ اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم برابر احکام خداوندی کا اظہار فرماتے رہے اور کسی حکم کو آپ نے نہیں چھپایا۔ ان کے دین کی برائیاں کھلم کھلا ظاہر فرماتے رہے۔ جس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بتوں سے علیحدگی اور ان کے کفر کے حالات سے بے زاری کا اظہار فرماتے رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن[1] الزبیر نے اپنے والد عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ عروۃ نے کہا کہ میں نے عبداللہ سے کہا کہ قریش جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دشمنی کا اظہار کیا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ کس قدر تم نے انہیں آپ کو تکلیف پہنچاتے دیکھا عبداللہ نے کہا میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا کہ قریش کے بلند مرتبہ لوگ مقام حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو اس شخص کے متعلق اتنا صبر کیا کہ کسی دوسرے معاملے میں ہم نے کبھی اتنا صبر نہیں کیا اس نے ہمارے عقل مندوں کو احمق بنایا ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا (یہی الفاظ) یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ یکا یک رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے اور ٹہلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے اور جب آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے کچھ باتیں طعن کے طور کہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے اس کا اثر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ چلے گئے۔ اور جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گذرے تو انہوں نے اس طرح طعنہ زنی کی تو میں نے اس کا اثر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا پھر آپ ان کے پاس سے تیسری بار گزرے تو انہوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی تو آپ ٹھہر گئے۔ اور فرمایا:

اَتَسْمَعُوْنَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِی[1] بِیَدِہٖ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِالذَّبْحِ[2]

''اے گروہ قریش۔ کیا تم سن رہے ہو۔ سن لو۔ اس ذات کی قسم۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں''۔

پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو قابو میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے ہر ایک شخص کی یہ حالت تھی کہ گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ آبیٹھا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں کے وہ سخت افراد جو آپ کے متعلق لوگوں کو ابھارا کرتے تھے۔ وہ بھی بہتر سے بہتر الفاظ میں جو انہیں ملے آپ کی مدارات و دلجوئی کرنے لگے۔ حتی کہ وہ کہنے لگے۔ اے ابوالقاسم جائیے۔ واللہ آپ نے کبھی بھی نادانی کی باتیں نہیں کیں۔ راوی نے کہا۔ کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو وہ مقام حجر میں جمع ہوئے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اور ان میں کے بعضوں نے بعض سے کہا کچھ یاد ہے کہ تمہاری جانب سے کیا پیام دیا گیا اور اس کی جانب سے تمہیں کیا جواب ملا۔ حتیٰ کہ جب اس نے ڈنکے کی چوٹ وہ باتیں کہیں۔ جس کو تم ناپسند کرتے ہو تو تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ انہیں باتوں میں (مصروف) تھے کہ رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے اور ایک دم ان سبھی نے آپ پر حملہ کر دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے انہوں نے آپ کو گھیر لیا

---

۱ (الف) میں نفس محمد (ﷺ) ہے۔

۲ (الف ب) میں بالذبح ہے اور (ج د) میں بالذبیح ہے۔ میں نے ذبیح کے معنی مذبوح یا پاک صاف چیز سمجھے ہیں۔ مگر اس مقام کے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلی اور ظاہر چیز کے ہونا چاہئے لیکن لغت میں ذبح کے یہ معنی نہیں آئے ہیں اللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم بمرادہ۔ (احمد محمودی)

کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ان عیوب کے متعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دین اور ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذٰلِكَ.

''ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں''۔

راوی نے کہا کہ میں نے ان میں کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے (دونوں پلو) ملنے کی جگہ کو پکڑ لیا راوی نے کہا پھر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ[1] آپ کی مدافعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔اور وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ارے لوگو۔کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔پھر وہ سب لوٹ گئے۔پس یہی وہ حالت تھی جو میں نے قریش کو آپ پر سخت سے سخت غلبہ کبھی حاصل ہوتے ہوئے دیکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ام کلثوم بنت ابی بکر کے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ام کلثوم نے کہا کہ اس روز ابو بکر ایسی حالت سے لوٹے ہیں کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال جو انہوں نے کھینچے اس کے سبب سے آپ دردِ سر میں مبتلا تھے اور آپ زیادہ بال والے بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ سخت ترین اذیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے پائی وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ نکلے تو جو بھی آزاد یا غلام آپ سے ملا اس نے آپ کو جھٹلایا اور ایذا دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس ہوئے اور جو سختی آپ پر پڑی اس کے سبب سے آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔تو اللہ تعالیٰ نے (یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ) اے کملی اوڑھے ہوئے شخص اٹھ۔اور لوگوں کو برے نتیجوں سے) ڈرا۔آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمائی۔

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[2] رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے بنی اسلم کے ایک شخص نے جو بڑا یادرکھنے والا تھا بیان کیا کہ کوہ صفا کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ابو جہل گزرا تو اس نے آپ کو تکلیف دی اور سخت سست کہا اور آپ کے دین کی عیب جوئی اور آپ کے معاملے کو کمزور بتانے کا کچھ موقع پا لیا۔جس کو آپ ناپسند فرماتے تھے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرۃ کی ایک لونڈی جو اپنے

---

1. (الف) میں نہیں ہے۔ 2. (الف) میں نہیں ہے۔

گھر میں تھی اس کی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس کے بعد آپ اس کے پاس سے لوٹے تو آپ نے قریش کی مجلس کا قصد فرمایا جو کعبۃ اللہ کے پاس تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[1] کمان گلے میں ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آ گئے۔ وہ شکاری تھے تیر سے شکار کیا کرتے۔ اور اکثر شکار کے لئے نکل جایا کرتے تھے اور جب کبھی وہ شکار سے واپس ہوتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے۔ جب تک کہ کعبۃ اللہ کا طواف نہ کر لیتے اور جب طواف کر چکتے تو قریش کی مجلس میں ٹھہرتے اور سلام کرتے۔ اور ان سے بات چیت کئے بغیر نہ جاتے۔ اور وہ قریش میں اعزاز رکھنے والے جواں مرد اور سخت طبیعت تھے۔ جب وہ اس لونڈی کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر واپس ہو چکے تھے۔ تو اس لونڈی نے حمزۃ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابوعمارۃ کاش آپ اس آفت کو دیکھتے۔ جو آپ کے بھتیجے محمد پر ابوالحکم بن ہشام کی جانب سے آئی۔ اس نے انہیں یہاں بیٹھا ہوا پایا تو انہیں ایذا پہنچائی اور گالیاں دیں۔ اور جو باتیں انہیں ناپسند ان کی انتہا کر دی اور پھر چلتا بنا۔ اور محمد ﷺ[2] نے اس سے بات بھی نہ کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو با اعزاز رکھنا چاہتا تھا۔ حمزہ کو غصے نے برانگیختہ کر دیا اور وہ وہاں سے تیزی سے نکلے اور کسی کے پاس نہ رکے کہ ابوجہل کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور جب اس سے مقابلہ ہو تو اس سے چمٹ جائیں۔ پھر جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس کو دیکھا کہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو یہ اسی کی طرف چلے۔ اور جب اس کے سر پر پہنچ گئے تو کمان اٹھائی اور رسید کی۔ اور اس کا سر سخت زخمی کر دیا اور کہا کیا تو انہیں گالیاں دیتا ہے۔ لے میں بھی انہیں کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی برتاؤ مجھ سے بھی کر۔ پس بنی مخزوم کے لوگ حمزۃ کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے کہ ابوجہل کی امداد کریں۔ ابوجہل نے کہا۔ ابوعمارۃ کو جانے دو کیونکہ واللہ میں نے بھی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی ہیں۔ آخر حمزہ رضی اللہ عنہ[3] نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی زبان سے بھی کی۔

جب حمزہ نے اسلام اختیار کر لیا تو قریش کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اب قوی اور محفوظ ہو گئے۔ اور اب حمزہ ان کی جانب سے مدافعت کریں گے۔ تو آپ پر موقع پانے کے باوجود بھی وہ آپ کی ایذا رسانی سے دست کش رہنے لگے۔

---

۱ (الف) میں رحمہ اللہ ہے اور باقی خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۳ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتبہ بن ربیعہ کا قول

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ جو ایک سردار تھا۔ ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد میں تنہا تشریف رکھتے تھے اس نے کہا اے گروہ قریش میں اٹھ کر محمد سے کچھ گفتگو کیوں نہ کروں۔ اور اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کیوں نہ کروں جن میں سے کچھ نہ کچھ وہ قبول کر لے اور وہ ان میں سے جو رعایتیں چاہے ہم اسے دے دیں اور وہ ہم سے باز رہے۔ اور یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب حمزۃ نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ ہو رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ اے ابوالولید اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر گفتگو کر۔ تو عتبہ اٹھا اور آپ کی طرف چلا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھا اور کہا۔ بابا۔[2] تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم ہماری نظروں میں باعتبار خاندان بڑے رتبے والے ہو اور نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو تم اپنی قوم کے پاس بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو۔ جس کے ذریعے تم نے اس کی جماعت کو تتر بتر کر دیا ہے۔ ان میں کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا دیا ہے۔ ان کے معبودوں اور ان کے دین کو عیب دار کر دیا ہے۔ اور ان کے اگلے بزرگوں کو کافر بنا دیا۔ میری گفتگو سنو۔ میں چند باتیں تمہارے غور کرنے کے لئے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شاید کہ تم اس میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''قل یا اباالولید''۔ اسمع۔ اے ابوولید کہو میں سنتا ہوں۔ اس نے کہا۔ بابا۔ اگر تم اس مسئلے کے ذریعے جسے تم لائے ہو۔ صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں گے۔ کہ کوئی بات تمہارے بغیر قطعی نہ ہو۔ اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر یہ تمہارے پاس جو آتا ہے کوئی رئی[3] ہے جس کو تم دیکھتے ہو اور اس کو تم اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہو تو ہم تمہارے لئے جھاڑ پھونک کا انتظام کریں گے۔ اور اس کے لئے ہم اپنا مال خرچ کریں

---

[1] (الف) میں والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ [2] اصل میں یا ابن اخی ہے۔ (احمد محمودی)

[3] کسی شخص کے تابع جن یا موکل کو عرب رئی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ رائی سے فعیل کا وزن ہے بمعنی مفعول کے یعنی مرئی چیز' دیکھنے والی چیز۔ (احمد محمودی)

گے۔ کہ اس سے تمہیں نجات دلائیں کیونکہ بعض وقت تابع (موکل یا جن) آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کا علاج معالجہ کئے بغیر نہیں جاتا۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی قسم کے الفاظ اس نے آپ سے کہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کی باتیں سنتے رہے۔ اور جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا:

اَقَدْ فَرَغْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاسْتَمِعْ[1] مِنِّىْ۔ قَالَ اَفْعَلْ فَقَالَ.

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا[2] فِىْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ ﴾

اے ابوالولید کیا تم نے اپنی گفتگو ختم کر لی۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ میری بھی سن لو۔ اس نے کہا اچھا سناؤ آپ نے فرمایا۔

''رحم کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ حٰمٓ۔ (یہ) رحم کرنے والے مہربان کی جانب سے اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل کی گئی ہے۔ جاننے والے لوگوں کے لئے۔ صاف بیان مجموعہ ہے' خوش خبریاں سنانے والا۔ اور (انجام سے) ڈرانے والا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی (اور اس کی طرف توجہ نہیں کی) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ سنتے ہی نہیں۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ان (خرافات سے) جن کی جانب تو ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل غلافوں میں (محفوظ) ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ اسی صورت کو اس کے آگے پڑھتے چلے گئے اور جب عتبہ نے آپ کی تلاوت سنی خاموش سنتا رہا اور اپنے ہاتھ پیچھے رکھ لئے اور ان پر سہارا دیئے ہوئے آپ سے سنتا رہا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔ پھر فرمایا:

قَدْ سَمِعْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ مَا سَمِعْتَ فَاَنْتَ وَذَاكَ .

''اے ابوالولید جو تم نے سنا وہ تو سن ہی لیا۔ اب تم جانو اور وہ''۔

اس کے بعد عتبہ اٹھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا تو ان کے بعض نے بعض سے کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ابوالولید کا تمہارے پاس آنا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح کا جانا تھا۔ اور جب وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا تو انہوں نے کہا۔ اے ابوالولید وہاں کی کیا خبر ہے۔ اس نے کہا کہ وہاں کی خبر یہ ہے کہ

---

[1] (الف) میں فاسمع ہے۔ [2] خط کشیدہ کلام مجید کا حصہ (الف) میں نہیں ہے۔

میں نے ایسی بات سنی ہے کہ واللہ ایسی بات میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ واللہ وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے۔ اور نہ کہانت اے گروہ قریش۔ میری بات سنو۔ اور اس کام کو میری رائے کے موافق کرو۔ اور اس شخص کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔ اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ واللہ اس کی جو بات میں نے سنی ہے اس کو ایک بڑی اہمیت حاصل ہوگی پھر اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو اغیار نے تم کو اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی۔ اور تم اس کے طفیل سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے ابوالولید۔ واللہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا۔ اس نے کہا۔ میری رائے تو اس کے متعلق یہی ہے۔ تمہیں جو مناسب معلوم ہو تم کرو۔

رسول اللہ ﷺ اور قریش کے رئیسوں کے درمیان بات چیت اور سورۂ کہف کی تفسیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو اسلام مکہ میں قریش کے قبیلوں میں پھیلنے لگا مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ اور قریش کی یہ حالت ہوگئی کہ مسلمانوں میں سے جس پر ان کا بس چلتا اس کو قید کر لیتے۔ اور جس کو تکلیفیں دے سکتے اس کو تکلیفیں دیتے مجھ سے بعض اہل علم نے سعید بن جبیر سے اور ابن عباس کے غلام عکرمہ سے اور انہوں نے عبداللہ میں عباس رضی اللہ عنہما[1] کی روایت سے بیان کیا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان ابن حرب۔ النضر بن الحارث بن کلدہ بنی عبدالدار والا۔ ابوالبختری بنی ہشام۔ الاسود ابن المطلب بن اسد۔ زمعہ بن الاسود۔ الولید بن المغیرہ۔ ابوجہل بن ہشام مردود خدا۔ عبداللہ بن ابی امیۃ۔ العاص بن وائل نبیہ ومنبہ حجاج کے دونوں بیٹے۔ السمیان اور امیۃ بن خلف اور ان میں کے جو جو تھے جمع ہوئے راوی نے کہا کہ یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے پھر ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ محمد کو بلوا بھیجو۔ اور اس سے گفتگو کرو۔ اور اس کو قائل کرو۔ تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور سمجھے جاؤ۔ پھر انہوں نے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ تمہاری قوم کے بڑے بڑے لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں کہ تم سے گفتگو کریں۔ اس لئے تم ان کے پاس آؤ۔ تو رسول اللہ ﷺ فوراً تشریف لائے۔ اور آپ خیال فرما رہے تھے کہ جس معاملے میں آپ نے ان سے گفتگو فرمائی

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تھی اس میں ان کی کوئی نئی رائے ہوئی ہوگی۔ اور آپ ان کے متعلق بہت حریص اور ان کے راہ راست پر آنے کے بڑے مشتاق تھے۔ اور ان لوگوں کا آفت میں مبتلا ہونا آپ کو بہت ناگوار تھا (آپ آئے) یہاں تک کہ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے آپ سے کہا اے محمد (ﷺ)۔ ہم نے تمہیں اس لئے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ اور واللہ۔ ہم نے عرب میں کا کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو جو تم نے اپنی قوم پر ڈھائی ہے۔ تم نے (ہمارے) باپ دادا کو گالیاں دیں۔ تم نے دین پر عیب لگایا۔ تم نے معبودوں کو گالیاں دیں۔ تم نے عقل مندوں کو احمق بنایا۔ اور جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ تم نے اپنے اور ہمارے تعلقات میں کوئی (ایسی) برائی نہ چھوڑی۔ جسے تم نہ کر گزرے ہو۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی طرح کی باتیں انہوں نے آپ سے کیں اگر یہ بات اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمہارے لئے (بہت کچھ) جمع کر دیتے ہیں۔ کہ تم ہم سب میں زیادہ مال دار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اور اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ جو تمہارے پاس آتا ہے کوئی (دیکھنے والا) (موکل یا جن) ہے جس کو تم دیکھتے ہو وہ تم پر غالب آ گیا ہے۔ عرب والے اس جن کو جو کسی کا تابع ہوتا تھارئی کہتے تھے۔ اور بعض وقت ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ تو ہم اپنے مال خرچ کریں گے۔ اور تمہارے لئے جھاڑ پھونک کی تدبیر کریں گے کہ تم کو اس سے نجات دلائیں حتیٰ کہ ہم تمہارے متعلق مجبور ہو جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَا جِئْتُ بِمَا جِئْتُکُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَکُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِیْکُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَیْکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا وَ اَنْزَلَ عَلَیَّ کِتَابًا وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَکُوْنَ لَکُمْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَبَلَّغْتُکُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُکُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ.

"مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہئے جو تم کہتے ہو۔ جو کچھ بھی میں لایا ہوں وہ اس لئے نہیں کہ اس کے معاوضے میں تمہارے مال حاصل کروں۔ نہ میں تم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں نہ تم پر حکومت۔ لیکن (بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ اس نے مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے۔ اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے خوش خبری سنانے والا اور برے انجاموں سے) ڈرانے والا ہو جاؤں۔ میں نے تو اپنے (متعلقہ) پیام

پہنچا دیئے۔اور تم سے خیر خواہانہ بات کہہ دی۔اگر تم نے میری وہ باتیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں مان لیں تو یہ دنیا اور آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے۔اور اگر تم نے انہیں مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے''۔

(یہی الفاظ فرمائے) یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا۔ﷺ۔انہوں نے کہا۔اے محمد (ﷺ) ہم نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی چیز کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کو تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی ہم سے زیادہ تنگ شہر والا نہیں۔اور نہ پانی کی قلت میں ہم سے بڑھ کر کوئی ہے۔اور نہ کوئی ہم سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنے والا ہے لہٰذا اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا کرو جس نے تمہیں بھیجا ہے۔خواہ اس نے جو کچھ احکام دے کر بھیجا ہو کہ یہ پہاڑ جنہوں نے ہم پر تنگی کر دی۔وہ انہیں ہٹا کر ہم سے دور کر دے۔اور ہمارے شہر کشادہ بنا دے۔اور ہمارے لئے ان میں شام وعراق کی سی نہریں جاری کر دے۔اور ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں انہیں ہماری خاطر زندہ کر دے۔اور جن لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں۔کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے۔کہ تم جو کچھ کہتے ہو ہم ان سے پوچھ لیں۔کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔پس اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کی اور تم نے وہ چیزیں کر دیں جن کا ہم نے تم سے سوال کیا ہے تو پھر ہم تمہیں سچا جانیں گے۔اور اس کے سبب سے تمہاری قدر و منزلت جو اللہ کے پاس ہے اس کو جان لیں گے۔اور یہ بھی مان لیں گے کہ اس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔جیسا کہ تم کہتے ہو۔تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں اور اس کا سلام ہو۔فرمایا:

مَا بِهٰذَا بُعِثْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا جِئْتُكُمْ مِنَ اللّٰهِ بِمَا بَعَثَنِىْ بِهٖ وَقَدْ بَلَّغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْهُ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَىَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ.

''میں تمہارے پاس ان چیزوں کے ساتھ نہیں بھیجا گیا ہوں۔میں اللہ کے پاس سے صرف وہی چیز لایا ہوں جو چیز دے کر اس نے مجھے بھیجا۔اور میں نے وہ چیز تمہیں پہنچا دی جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا۔پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو وہ دنیا وآخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے''۔

انہوں نے کہا کہ جب تم یہ بات ہمارے لئے نہیں کرتے تو اپنی ذات کے لئے کچھ مانگ لو۔اپنے پروردگار سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ اس کی تصدیق کرے۔اور

تمہاری جانب سے وہ دوبارہ ہم سے کہہ دے اور اگر تم رسول ہو جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اس سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے لئے باغات محلات اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کر دے کہ ان خزانوں کے ذریعہ تم کو ان مشغلوں سے بے نیاز کر دے۔ جن کا ہم تمہیں محتاج دیکھتے ہیں۔ کہ تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو جس طرح ہم کھڑے رہتے ہیں۔ اور تم بھی معاش کی تلاش اسی طرح کرتے ہو جس طرح ہم کرتے ہیں۔ تاکہ ہم جان لیں کہ تمہارے رب کے پاس تمہاری قدر و منزلت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

مَا اَنَا بِفَاعِلٍ مَا اَنَا بِالَّذِیْ یَسْاَلُ رَبَّهٗ هٰذَا وَمَا بُعِثْتُ اِلَیْکُمْ هٰذَا وَلٰکِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا.

''میں تو ایسا نہ کروں گا۔ اور نہ میں ایسا شخص ہوں۔ جو اپنے پروردگار سے ان باتوں کی استدعا کرے۔ لیکن اللہ نے مجھے خوش خبری دینے والا اور (بڑے انجاموں) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے''۔

(یہی الفاظ فرمائے) یا جو الفاظ بھی آپ نے فرمائے ہوں۔

فَاِنْ تَقْبَلُوْا مَا جِئْتُکُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ.

''پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا جس کو لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں تو وہ دنیا و آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا جب تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے''۔

انہوں نے کہا (یہ بھی نہ ہو سکتا ہو) تو ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو جیسا کہ تم نے دعویٰ کیا ہے۔ تمہارا پروردگار اگر چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔ ہم بجز اس کے تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ کہ تم ایسا کرو۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذَالِكَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ اَنْ یَفْعَلَهٗ بِکُمْ فَعَلَ.

''یہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر اس نے تمہارے ساتھ یہی کرنا چاہا تو (یقین کر لو کہ) اس نے کر دیا''۔

انہوں نے کہا اے محمد (ﷺ) کیا تمہارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے۔ اور تم سے وہ سوالات کریں گے جو ہم نے

تم سے کئے۔ اور تم سے ہم ایسے مطالبے کریں گے جو ہم کر رہے ہیں کہ پہلے سے وہ تمہارے پاس آ جاتا۔ اور ہم نے آپ میں جو کچھ سوال و جواب کیئے اس کی تمہیں تعلیم دے دیتا اور تمہیں خبر دیتا کہ وہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ کیا کرنے والا ہے جب کہ ہم وہ بات نہ قبول کریں جو تم لائے ہو۔ ہمیں تو یہ خبر ملی ہے کہ تمہیں ان باتوں کی تعلیم یمامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے اور ہم تو واللہ رحمٰن پر کبھی بھی ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمد (ﷺ)۔ ہم نے تو اپنے عذر تم سے بیان کر دیے واللہ ہم تو تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔ خواہ جو کچھ اثر بھی تم ہم پر ڈالو۔ یہاں تک کہ ہم تمہیں مٹا ڈالیں گے۔ یا تم ہمیں نیست و نابود کر دو۔ اور ان میں سے بعضوں نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے نہ لے آئے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا تو آپ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جو آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا۔ اے محمد (ﷺ)۔ آپ کی قوم نے آپ پر بہت سی چیزیں پیش کیں آپ نے ان کی کسی چیز کو قبول نہیں کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے اپنے فائدہ کی بہت سی چیزیں طلب کیں تا کہ ان کے ذریعہ وہ آپ کی اس قدر و منزلت کو جانیں جو اللہ کے پاس ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ تا کہ وہ آپ کو سچا جانیں جو اللہ کے پاس ہے۔ اور آپ کی پیروی کریں آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ خود اپنے فائدہ کے لئے ایسی چیزیں حاصل کریں جن سے وہ جانیں کہ آپ کو ان پر کیا برتری ہے اور آپ کی قدر اللہ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے خواہش کی کہ وہ عذاب جس سے آپ انہیں ڈراتے ہیں۔ اس میں سے کچھ تھوڑا تو ان پر فوراً لایا جائے آپ نے یہ بھی نہ کیا (یہی الفاظ کہے) یا جیسا کچھ اس نے آپ سے کہا۔ واللہ میں تو آپ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل نہ کر لیں جو آسمان کی جانب لے جاتی ہو اور آپ اس پر اس طرح چڑھیں کہ میں دیکھتا رہوں۔ حتیٰ کہ آپ آسمان پر پہنچ جائیں۔ اور پھر آپ اپنے ساتھ ایک نوشتہ لائیں اور آپ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو آپ کے موافق گواہی دیں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم کہ اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرا خیال ہے کہ میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹ گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کی جانب غمگین اور اس امید کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتے ہوئے لوٹے۔ جو آپ کو اپنے قوم پر حریص ہونے کے سبب سے اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ جب انہوں نے آپ کو بلوایا اور جب آپ نے اپنے سے ان کے دور ہونے کو ملاحظہ فرما لیا (تو وہ امید افسوس سے بدل گئی)۔

ابو جہل کا نبی ﷺ کے ساتھ برتاؤ اور اللہ تعالیٰ کا اس کی چالبازیوں کو اس کے گلے کا ہار بنانا اور اس کو رسوا کرنا

پھر جب ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ اٹھے تو مردود خدا ابو جہل نے کہا۔ اے گروہ قریش۔ محمد (ﷺ) نے تو ہر بات سے انکار کر دیا۔ بجز ہمارے دین پر عیب لگانے اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینے اور ہمارے عقل مندوں کو احمق بنانے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے کے جو تم دیکھ رہے ہو اور میں تو اب عہد کر لیتا ہوں کہ کل کوئی ایسا بڑا پتھر جس کو میں اٹھا سکوں لے کر اس کے لئے بیٹھوں گا (یہی الفاظ کہے) یا اس کے مثل اور الفاظ کہے۔ پھر جب وہ اپنی نماز کے سجدے میں ہو تو اس سے اس کا سر پھوڑ دوں گا اس کے بعد خواہ تم میری امداد سے دست برداری کر دو یا میری حمایت کرو اور بنی عبد مناف میرے ساتھ اس کے بعد جو چاہیں سلوک کر لیں۔ انہوں نے کہا۔ واللہ ہم تیری امداد سے کبھی بھی کسی قیمت پر بھی دست برداری نہ کریں گے تو جو چاہے کر۔ پھر جب صبح ہوئی ابو جہل نے ایک پتھر ویسا ہی لیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی گھات میں بیٹھا رہا اور صبح سویرے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نکلا کرتے تھے نکلے اور جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے تو آپ کا قبلہ شام کی جانب تھا۔ پس جب آپ نماز پڑھتے تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبۃ اللہ اپنے اور شام کے درمیان کر لیتے پس رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور قریش بھی صبح سویرے اپنی مجلسوں میں انتظار کرتے آ بیٹھے کہ ابو جہل کیا کرنے والا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ فرمایا تو ابو جہل نے وہ پتھر اٹھایا اور آپ کی جانب چلا۔ یہاں تک کہ جب آپ سے قریب ہوا تو اس حالت سے لوٹا کہ اعضا پاش پاش چہرے کا رنگ سیاہ ہیبت زدہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے پتھر ہی پر شل تھے حتیٰ کہ اس نے پتھر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور قریش کے لوگ اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور اس سے کہا۔ اے ابو الحکم تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا کہ اس کے ساتھ میں وہ سلوک کروں جو تم سے کل رات کہہ چکا تھا اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو ایک اونٹ اس کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا واللہ میں نے اس کے ڈیل ڈول کا سا کوئی ڈیل ڈول دیکھا اور نہ اس کی گردن کی سی کوئی گردن اور نہ اس کے سے کسی اونٹ کے کبھی دانت دیکھے اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعضوں نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام[1] تھے اگر وہ پاس آتا تو وہ اس کو پکڑ لیتے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

قرآن پر افترا پردازی میں نضر بن الحارث کی حالت

پھر جب ابوجہل نے یہ بات ان سے کہی تو نضر بن الحارث بن کلدۃ ابن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی اٹھ کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض نے اسے النضر بن الحرث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبدمناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس نے کہا اے گروہ قریش واللہ تمہارے آگے ایک بڑا اہم معاملہ پیش ہے۔ تمہارے پاس اس کے مقابلے کے لئے اب کوئی تدبیر نہیں ہے محمد (ﷺ) کی تم میں یہ حالت تھی کہ وہ ایک نو عمر لڑکا تھا تم سب میں زیادہ پسندیدہ اور گفتگو کے لحاظ سے تم سب میں زیادہ سچا تم سب میں زیادہ امانت دار یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس ایک چیز لایا تو تم نے اس کو جادوگر بنا دیا نہیں واللہ وہ جادوگر نہیں۔ ہم نے جادوگروں کی جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ کاہن ہے نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہ دیا کہ وہ شاعر ہے۔ نہیں واللہ۔ وہ شاعر نہیں۔ ہم نے شعر دیکھے ہیں۔ اور اس کی تمام قسمیں ہزج و رجز' سنی ہیں۔ تم نے کہ دیا کہ وہ دیوانہ ہے۔ نہیں واللہ وہ دیوانہ نہیں۔ ہم نے دیوانگی بھی دیکھی ہے نہ وہ اختناقی حالت ہے اور نہ دیوانگی کی بے سروپا گفتگو ہے نہ جنونی ہذیان۔ اے گروہ قریش تم اپنی حالت پر غور کر لو۔ واللہ تمہارے سامنے ایک مہتم بالشان معاملہ پیش ہے۔ اور النضر بن الحارث شیاطین قریش میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا اور آپ کی دشمنی پر جما ہوا تھا۔ (یا آپ کے لئے دشمنی کے بیج بویا کرتا) اور وہ مقام حیرہ کو بھی گیا تھا اور وہاں ایرانی بادشاہوں کے واقعات اور رستم واسفندیار کے حالات کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے اور ان کو ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی ان آفتوں سے ڈراتے جو ان پر عذاب الٰہی کی وجہ سے نازل ہوئیں تو آپ کے اٹھ کر چلے جانے کے بعد آپ کی جگہ پر بیٹھ جاتا۔ اور کہتا اے گروہ قریش واللہ میں اس سے بہتر باتیں بیان کرنے والا ہوں۔ پس میرے پاس آؤ میں تم سے اس کی باتوں سے بہتر باتیں بیان کرتا ہوں۔ اور ایرانی بادشاہوں اور رستم واسفندیار کے قصے ان سے بیان کرتا اور پھر کہتا (بتاؤ تو) کون سی بات محمد (ﷺ) نے مجھ سے بہتر بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا "سانزل مثل ماانزل اللّٰه" میں بھی قریب میں ویسا ہی کلام اتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔ ابن

اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اس کے متعلق قرآن کی آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد:

﴿ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴾

''جب ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں اور جہاں جہاں قرآن میں اساطیر کا لفظ ہے وہ سب اسی کے متعلق ہیں''۔

قریش کا نضر وعقبہ کو یہود کے عالموں کے پاس رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کرنا

پھر جب النضر بن الحارث نے ان سے ایسا کہا تو ان لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھ عقبہ بن ابی معیط کو یہود کے علماء کے پاس مدینہ روانہ کیا اور ان دونوں سے کہہ دیا کہ یہود کے عالموں سے تم دونوں محمد (ﷺ) کے متعلق پوچھو اور اس کے حالات ان سے بیان کرو۔ اور اس کی باتیں ان کو سناؤ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہیں۔ اور ان کے پاس انبیا کا ایسا علم ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ پس وہ دونوں نکلے اور مدینہ پہنچے۔ اور یہود کے عالموں سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ انہیں آپ کے حالات اور آپ کی بعض باتیں سنائیں اور ان سے کہا کہ تم لوگ اہل توراۃ ہو ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے اس ساتھی کے متعلق کچھ باتیں بتاؤ تو ان سے یہود کے عالموں نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے متعلق دریافت کرو جو ہم تمہیں بتا دیتے ہیں۔ پس اگر ان تینوں چیزوں کی اس نے خبر دی تو وہ (خدا کی جانب سے) بھیجا ہوا نبی ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ لوکہ) وہ باتیں بنانے والا شخص ہے۔ اور اس کے متعلق تم جو چاہو رائے قائم کرلو۔ اس سے چند نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو جو پہلے زمانہ میں چلے گئے تھے۔ یا (غائب ہو گئے تھے) کہ ان کا کیا واقعہ تھا کیونکہ ان کا ایک عجیب واقعہ ہے اور اس سے اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا گھومنے والا یا بڑا سیاح تھا جس کی زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک رسائی ہو چکی تھی۔ کہ اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ اور اس سے روح کے متعلق پوچھو کہ اس کی ماہیت کیا ہے پھر اگر اس نے تمہیں ان چیزوں کے متعلق خبر دی تو اس کے پیرو ہو جاؤ کیونکہ بے شک وہ نبی ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ بڑا اباتونی ہے۔ اس کے متعلق تمہیں جو مناسب معلوم ہو کرو۔ پھر النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی دونوں مکہ کی جانب چلے اور قریش کے پاس مکہ پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! ہم تمہارے پاس تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیانی تعلقات

کے متعلق ایک قطعی فیصلہ لائے ہیں۔ ہمیں یہود کے عالموں نے بتایا ہے کہ ہم اس سے چند چیزوں کے متعلق پوچھیں جن کا انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے پھر اگر اس نے ان کے متعلق خبر دی تو وہ نبی ہے اور اگر اس نے ان کی خبر نہ دی تو وہ نرا باتونی ہے۔ پس اس کے متعلق جو چاہو رائے قائم کرلو۔ پس وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔ اے محمد (ﷺ) ہمیں ان جوانوں کے متعلق بتاؤ جو اگلے زمانہ میں چلے گئے تھے (یا غائب ہوگئے تھے) جن کا ایک عجیب واقعہ تھا اور اس شخص کا حال بتاؤ جو بڑا گھومنے والا (یا بڑا سیاح تھا) اور زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک پہنچ چکا تھا اور ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ راوی نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ غَدًا.

''تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے ان کے متعلق میں تمہیں کل خبر دوں گا''۔

اور آپ نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں فرمایا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد پندرہ روز تک ایسی حالت میں رہے کہ اس کے متعلق آپ کی جانب اللہ کی طرف سے نہ کوئی وحی آئی نہ آپ کے پاس جبرئیل آئے یہاں تک کہ مکہ والے فتنے پھیلانے لگے کہ محمد (ﷺ) نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور اس روز سے آج صبح تک پندرہ روز ہوگئے کہ ہم نے جس چیز کا اس سے سوال کیا تھا اس کے متعلق وہ کچھ نہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے وحی کی موقوفی نے آپ کو غمزدہ کر دیا اور آپ پر (یہ ایسا) گراں ہوگیا کہ مکہ والوں سے وحی کی (نسبت) کوئی گفتگو نہ فرماتے تھے اس کے بعد اللہ عزوجل کے پاس سے جبرئیل آپ کے پاس سورہ اصحاب کہف لے کر آئے جس میں ان پر آپ کے غمزدہ ہونے کے متعلق اللہ کی جانب سے تنبیہ بھی تھی۔ اور جن نوجوانوں اور سیاح اور روح کے متعلق انہوں نے آپ سے پوچھا تھا ان کی خبریں بھی تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل آئے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اے جبرئیل آپ اتنے دن میرے پاس آنے سے رکے رہے کہ مجھے بدگمانی ہونے لگی تو آپ سے جبرئیل نے کہا۔

﴿ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾

''ہم (دیر سے) نہیں اترتے مگر آپ کے پروردگار کے حکم سے جو کچھ ہمارے سامنے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ (سب) اسی کی ملک ہے''۔

(سب اس کے اختیار میں ہے اس کے حکم کے بغیر ہم کوئی کام کیسے کر سکتے ہیں) اور آپ کا پروردگار بھول جانے والا تو نہیں (پھر آپ کو ایسی بدگمانی کیوں ہوئی)۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ کی ابتدا اپنی تعریف سے فرمائی اور اپنے رسول کی نبوت کا ذکر فرمایا کیونکہ انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا تھا۔ پس فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ ﴾

''تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل فرمائی''۔

عبد سے اللہ تعالیٰ کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ تو میری جانب سے بھیجا ہوا ہے یعنی یہ ثبوت ہے اس کا جو انہوں نے تیری نبوت کے متعلق بعض باتوں کے متعلق سوال کیا تھا۔

﴿ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا ﴾

''اس کو ٹیڑھا نہیں بنایا (بلکہ) سیدھا اور معتدل بنایا یعنی ایسا معتدل کہ جس میں اختلاف نہیں''۔

﴿ لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ ﴾

''تاکہ وہ (بندہ) ڈرائے سخت خوف سے (جو) اس کی جانب سے (آنے والا ہے یعنی اس کی فوری سزا سے دنیا میں اور دردناک عذاب سے جو آخرۃ میں ہونے والا ہے۔ جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا''۔

﴿ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴾

''اور تاکہ وہ (بندہ) خوش خبری سنائے ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کر رہے ہیں کہ ان کے لئے ایک بڑا اچھا بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی وہ (ایسے) دائمی مکان (ہیں) جس میں وہ مریں گے نہیں جن لوگوں نے ان چیزوں کو سچا جانا۔ جن کو تو ان کے پاس لایا اور وہ چیزیں بھی انہیں میں کی ہیں جن کو ان کے غیروں نے جھٹلایا اور جن اعمال کا تو نے انہیں حکم دیا انہوں نے اس پر عمل کیا۔

﴿ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا[1] ﴾

---

[1] میری سمجھ میں آتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کا ڈرانا ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا لیکن صاحب کتاب اس سے فرشتے مراد لے رہے ہیں۔ اگر چہ ولد کے لفظ سے اولاد ذکور و اناث دونوں مراد ہو سکتے ہیں لیکن ولدا کی تنوین جو تنکیر کے لئے ہے اور جس سے وحدت غیر متعینہ مراد ہوتی ہے اس کو کیا کیا جائے گا۔ شاید صاحب کتاب نے اس سے عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کا مراد ہونا اس لئے نہیں خیال کیا کہ یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مخاطب مکہ کے مشرکین ہی ہو سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ کیوں اس سے اس قوم کے افراد مراد نہیں ہو سکتے جن تک قرآن مجید کی تبلیغ ہو چکی تھی۔ جن میں وہ علماء یہود بھی شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے قریش مکہ کو مذکورہ بالا سوالات سکھائے تھے وغیرہ۔ اور خود مکہ معظمہ میں بھی اگر چہ زیادہ تعداد میں نہ ہوں لیکن کچھ نہ کچھ افراد یہود و نصاریٰ موجود تھے ہی۔ (احمد محمودی)

''اور تا کہ وہ (بندہ) ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے ایک لڑکا بنالیا ہے۔
یعنی قریش کو ان کے اس قول کے متعلق کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

﴿ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ﴾

''نہ انہیں اس کے متعلق کوئی علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو جن سے علیحدگی اور ان کے دین کو عیب لگانا یہ لوگ بہت بڑی بات سمجھ رہے ہیں''۔

﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ﴾

''جو بات ان کی زبانوں سے نکل رہی وہ بڑی (خطرناک) ہے''۔
یعنی ان کا یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

﴿ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴾ ''جھوٹ کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں کہتے ہیں''۔

﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (يَا مُحَمَّدُ) عَلٰى آثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴾

''(اے محمد ﷺ) اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تو ان کے پیچھے کڑھ کڑھ کے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دینے والا ہے''۔

یعنی آپ کی ان پر غم خواری کے سبب سے کہ وہ موقع چلا گیا جس کی آپ ان سے امید رکھتے تھے۔
یعنی ایسا نہ کیجئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ نے جو باتیں مجھ سے بیان کیں ان میں یہ بھی بیان کیا کہ ''باخع'' کے معنی ''مہلک'' کے ہیں۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے۔

اَلَا اَيُّهٰذَا الْبَاخِعُ الْوَجْدِ نَفْسَهٗ　　لِشَیْءٍ تَحْتَهٗ عَنْ يَّدَيْهِ الْمُقَادِرُ

اے وہ شخص جس کی جان کو ایسی چیز کی محبت نے ہلاک کر دیا ہے جس کو قسمتوں نے اس کے ہاتھوں سے دور کر دیا ہے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے اور باخع کی جمع کی جمع باخعون اور نخعة دونوں آتی ہیں۔ اور عرب کہتے ہیں ''قد بخعت له نصحى ونفسى اى جهدت له'' میں نے اس کے لئے اپنی نصیحت اور اپنی جان برباد کر دی یعنی اس کے لئے بہت کوشش کی۔

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾

''جو چیزیں زمین پر ہیں ہم نے ان کو اس کے لئے زینت بنائی ہے تا کہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ سے کون بہترین ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی ان میں کون میرے حکم کو زیادہ بجا لانے والا ہے اور فرماں برداری کے کام کون زیادہ کرنے والا ہے۔

﴿ وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴾

''بے شک جو کچھ اس پر ہے ہم اس کو ضرور گرد اور پارہ پارہ کر دیں گے''۔

اس پر سے مراد زمین پر ہے اور جو کچھ اس پر ہے فنا ہو جانے والا اور باقی نہ رہنے والا ہے۔ اور یہ کہ سب کے پلٹ کر آنے کا مقام میری ہی جانب ہے۔ پس میں ہر شخص کو اس کے کام کی جزا دوں گا۔ لہٰذا آپ غمخواری نہ کریں اور آپ جو کچھ اس میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہ آپ کے غم کے سبب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصعید کے معنی الارض کے ہیں۔ اور اس کی جمع صعد ہے ذوالرمۃ نے ایک ہرن کے بچے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَاَنَّهٗ بِالضُّحٰى تَرْمِى الصَّعِيْدَ بِهٖ دَبَّابَةٌ فِىْ عِظَامِ الرَّاْسِ خُرْطُوْمُ

گویا سر کی ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی شراب اس کو دن چڑھے زمین پر ڈال دیتی ہے۔

اس شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور صعید کے معنی راستے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

اِيَّاكُمْ وَالْقُعُوْدَ عَلَى الصُّعُدَاتِ. ''اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ''۔

جس میں صعدات سے مراد راستے ہیں اور ''الجرز کے معنی اس زمین کے ہیں جو کسی دانے کو نہیں اگاتی اس کی جمع اجراز ہے سنة جرز اور سنون اجراز۔ وہ سال جن میں بارش نہ ہو اور قحط خشکی اور شدت ہو ذوالرمۃ نے ایک اونٹ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

طَوَى النَّحْزُ وَالْاَجْرَازُ مَافِىْ بُطُوْنِهَا فَمَا بَقِيَتْ اِلَّا الضُّلُوْعُ الْجُرَا شِعُ

---

[1] صعید کے معنی صاحب کتاب نے زمین کے بتائے ہیں اور جرز کے معنی بنجر زمین کے بے شبہ ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جنہیں میں نے آیت شریف کے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔ صعید کے معنی گرد و غبار کے بھی ہیں۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں وقال بعضهم الصعيد يقال للغبار الذى يصعد من الصعود و لهذا لا بدللتيمم ان يعلق بيده غبار وقوله كانما يصعد فى السماء اى يتصعد۔ وقال واصله من الصعود و هو الذهاب الى الا مكنة المرتفعة كالخروج من البصرة الى نجدوالى الحجاز۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ صعید غبار کو کہا جاتا ہے۔ جو اوپر چڑھتا ہے۔ اور صعید صعود ہی سے مشتق ہے۔ اور اسی لئے تیمم کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہاتھوں کو کچھ غبار لگ جائے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فتيمموا صعيدا طيبا۔ فرمایا ہے (یعنی پاک غبار کا قصد کرو) اور كانما يصعد فى السماء کے معنی بھی يتصعد کے ہیں۔ ==

(مہمیز کی) چبھن اور بنجر زمینوں نے (یعنی بے آب و گیاہ میدانوں کے سفروں نے) اس کے پیٹ میں کی تمام چیزوں کو لپیٹ دیا ہے۔ پس بجز ابھرے ہوئے سینہ کی ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان قصوں کی خبر دینے کی طرف توجہ فرمائی جس کو انہوں نے چند نو جوانوں کی حالت کے متعلق دریافت کیا تھا لہٰذا فرمایا:

﴿ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری آیتوں میں سے تعجب کے قابل تھے''۔

یعنی میری آیتیں جن کو میں نے اپنے بندوں پر اپنی حجتیں بنا رکھی ہیں۔ ان میں ان سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رقیم وہ نوشتہ ہے جس میں ان کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس کی جمع رقم ہے۔

= گویا کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اور راغب اصفہانی ہی نے لکھا کہ اس کی اصل صعود ہی سے ہے۔ اور صعود کے معنی بلند مقاموں کی طرف جانے کے ہیں۔ جیسے بصرے سے نکل کر نجد و حجاز کی طرف جانا۔ انتهى ملخصا وقال الله تعالىٰ اذ تصعدون ولا تلوٗنون علی احد۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم بلندیوں کی جانب چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ وقال الله تعالیٰ اليه يصعد الكلم الطيب۔ اچھی باتیں اسی کی جانب چڑھتی ہیں اور صعدات جو حدیث میں آیا ہے جس کے معنی راستے کے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی شاید گرد و غبار کا اڑنا مدنظر ہو۔

جرز کے معنی بنجر زمین کے بھی ہیں۔ لیکن اصل میں جرز کے معنی قطع کے ہیں چنانچہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے۔ قال عز وجل صعيدا جرزا ای منقطع النبات من اصله۔ یعنی اس لفظ کے معنی بنجر زمین کے لینے میں بھی اصلیت منقطع ہونے کی موجود ہے۔ اور صاحب تفسیر روح المعانی نے آیہ مابہ البحث کو اگلی آیتوں سے متصل کرنے کے لئے بعضوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہم نے زمین پر کی چیزوں کو زمین کے لئے زینت اس لئے بنایا ہے کہ انہیں آزمائیں اور کافر لوگ ہماری آیتوں کو چھوڑ کر اسی جانب مشغول ہو گئے۔ اور ہمارا شکر کرنا بھی بھلا بیٹھے اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا تو ہم نے بھی ان کی پروانہ کی۔ وانا لجاعلون ابدانهم جرزا لا سيافكم كما انا لجاعلون ما عليها صعيدا جرزا۔ یعنی ہم ان کے جسموں کو تمہاری تلواروں کے لئے قیمہ بنا دیں گے جس طرح ہم سب ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں غبار اور پارہ پارہ کر دینے والے ہیں۔

غرض میں نے صعید اور جرز کے اصلی معنی کی رعایت رکھی ہے۔ اگر چہ صاحب کتاب نے جو معنی بتائے ہیں وہ بھی ایک لحاظ سے قابل تسلیم ہیں۔ لیکن اصلیت اصلیت ہے۔ اگر چہ دوسرے معنی محاورے وغیرہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ والله اعلم وعلمه اتم۔ (احمد محمودی)

العجاج نے کہا ہے۔

وَ مُسْتَقَرِ الْمُصْحَفِ الْمَرْقُوْم

اور لکھے ہوئے مصحف کی قرارگاہ کو (اس نے دیکھا) یہ بیت اس کے بحر رجز قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلٰى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا (ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ﴾

''(اس وقت کو یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے ایک غار کی جانب پناہ لی۔ پھر کہا۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے معاملے میں ہمارے لئے سیدھی راہ پر ثابت قدمی مہیا فرما۔ تو ہم نے اس درے میں چند گنتی کے سالوں تک ان کے کانوں پر تھپکیاں دیں۔ (یا ان کے کانوں پر پردہ ڈال دیا یعنی ہم نے انہیں بے خبر کر دیا) پھر ہم نے ان کو اٹھا کر کھڑا کیا تا کہ جانیں کہ اس مدت کو جس میں وہ رہے ان دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ گھیر لینے والا ہے۔ (یعنی کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تجھ سے ان کا اہم واقعہ صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ یعنی صحیح حالات۔

﴿ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنَاهُمْ هُدًى ﴾

''وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور راست روی میں ہم نے انہیں اور بڑھا دیا تھا''۔

﴿ وَ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا ﴾

''اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا جب وہ (مستعد ہو کر) کھڑے ہو گئے۔ تو انہوں نے کہا ہمارا پالنے والا تو وہ ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے۔ اس کو چھوڑ کر ہم کسی اور معبود سے ہرگز استدعا نہ کریں گے اگر ایسا کیا تو بے شبہ ہم نے (حق سے) دور کی بات کہی''۔

یعنی انہوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ جس طرح تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطط کے معنی غلو اور حق سے تجاوز کرنے کے ہیں بنی قیس بن ثعلبۃ میں کے اعشیٰ

نے کہا ہے۔

لَا یَنْتَهُوْنَ وَلَا یَنْهٰی ذَوِیْ شَطَطٍ كَالطَّعْنِ یَذْهَبُ[1] فِیْهِ الزَّیْتُ وَالْفُتُلُ

حق سے تجاوز کرنے والے (اپنی شرارتوں سے کبھی باز نہیں رہتے اور انہیں برچھیوں کا ایسا زخم بھی باز نہیں رکھتا۔ جس میں تیل اور فتیلہ دونوں غائب ہو جائیں۔

یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

﴿ هٰٓؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَیِّنٍ ﴾

''ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے اس (خدا) کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں۔ وہ ان کے متعلق کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ''سلطان بین'' کے معنی ''حجۃ بالغۃ'' کے ہیں یعنی دل میں اثر کرنے والی دلیل۔

﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ﴾

''پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ پر جھوٹے الزام لگائے اور جب تم نے ان سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں کنارہ کشی کر لی ہے۔ تو کسی درے میں سر چھپا لو تمہارا پروردگار اپنی رحمت تمہارے لئے پھیلا دے گا۔ اور تمہارے لئے تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور (اے مخاطب) تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو ان کے درے کو سیدھی جانب چھوڑ کر جھکتا ہوا چلا جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہوتا ہے تو انہیں بائیں جانب چھوڑ کر کتراتا جاتا ہے۔ اور وہ ہیں کہ اس درے کے وسیع حصے میں ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تزاور کے معنی تمیل کے ہیں۔ جو زور سے متعلق ہے یعنی کتراتا ہے۔ انحراف کرتا ہے۔ امرؤالقیس بن حجر نے کہا ہے۔

وَاِنِّیْ زَعِیْمٌ اِنْ رَجَعْتُ مُمَلَّكًا بِسَیْرٍ تَرٰی مِنْهُ الْفُرَانِقَ اَزْوَرَا

میں سردار قوم ہوں مختار ہوں۔ اگر چاہوں تو ایسی رفتار سے لوٹوں کہ خطوط رساں بھی اس رفتار

---

[1] (الف) میں یذھب کے بجائے یھلك ہے۔ اور معنی اسی کے قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

سے کترائے (اور) اس رفتار کے اختیار کرنے سے حیلے حوالے کرے۔
یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ (ابوالزحف الکلیبی ایک شہر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

جَاُبُ الْمُنَدّٰی عَنْ هَوَانَا اَزْوَرُ　　　یُنْضِی الْمَطَایَا خِمْسُهُ الْعَشَنْزَرُ

اس شہر کے اونٹوں کے چرنے کی زمین سخت ہے ہماری خواہشوں سے کتراتی ہے۔ (یعنی ہمارے فطری مطالبوں کو پورا نہیں کرسکتی) پانچ روز میں ایک وقت پانی پلانے کی سخت حالت اونٹوں کو دبلا کردیتی ہے۔
یہ دونوں بیتیں[1] اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔
تقرضهم ذات الشمال کے معنی **تجاوز هم وتتركهم عن شمالها**۔ یعنی انہیں اپنی بائیں جانب چھوڑ کر ان سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے۔

اِلٰی ظُعُنٍ یَقْرِضْنَ اَقْوَازَ مُشْرِفٍ　　　شِمَالاً وَعَنْ اَیْمَانِهِنَّ الْفَوَارِسُ

(میرا میلان ہے) ان ہودہ کسے ہوئے اونٹوں کی جانب جو ریت کے بڑے بڑے اور بلند ٹیلے اپنے بائیں بازو چھوڑ کر کتراتے چلے جاتے ہیں۔ اوران کے سیدھے بازو بھی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
الفجوة کے معنی **السعة** یعنی کشادگی کے ہیں۔ اس کی جمع **الفجار** ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

اَلْبَسْتَ قَوْمَكَ مَخْزَاةً وَمَنْقَصَةً　　　حَتّٰی اَبِیْحُوْا وَخَلَّوْا فَجْوَةَ الدَّارِ

تو نے اپنی قوم کو رسوائی اور عیب کا لباس پہنا دیا (یعنی تو نے انہیں رسوا کردیا) یہاں تک کہ ہر شخص انہیں اپنے تصرف کے لئے جائز سمجھنے لگا۔ اور انہوں نے اپنے گھروں کے وسیع صحنوں کو چھوڑ دیا۔
﴿ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ﴾ ''وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے''۔
یعنی ان لوگوں پر حجت ثابت کرنے کے لئے جو اہل کتاب میں سے ہیں اور ان کے یہ حالات جانتے ہیں اور جنہوں نے آپ کی نبوت کی سچائی کے دریافت کرنے اور کفار نے جو خبر دی تھی اس کی تحقیق،

---

[1] مصنف نے شعر کے ہر ایک مصرع کو ایک ایک بیت شمار کیا ہے (احمد محمودی)

کے لئے ان کافروں کوان اصحاب کہف کے متعلق آپ سے ان سوالات کا حکم دیا تھا۔

﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا وَّتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ﴾

''جس کواللہ راہ پر لگا دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے۔ تو تو اس کے لئے کوئی سرپرست اور کوئی راہنما نہ پائے گا۔ تم لوگ انہیں جاگتا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سور ہے ہیں۔ اور ہم انہیں سیدھی اور بائیں (طرف) کو پلٹاتے رہتے ہیں۔ اوران کا کتا اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے صحن میں یا چوکھٹ پر یا دروازے میں ہے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ الوصید کے معنی الباب یعنی دروازے کے ہیں عبسی نے جس کا نام عبید بن وہب تھا کہا ہے۔

بِاَرْضِ فُلَاةٍ لَا يُسَدُّ وَصِيْدُهَا عَلَيَّ وَمَعْرُوْفِيْ بِهَا غَيْرُ مُنْكَرِ

(یہ واقعہ) ایک بے آب وگیاہ جنگل کا ہے جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا (یعنی وہاں جانے سے مجھے کوئی نہیں روکتا) اور جہاں میری نیکی مشہور ہے''۔

یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے۔

اور وَصِیْد کے معنی فناء یعنی صحن کے بھی ہیں اس کی جمع وصَائِد اور وُصُد اور وصْدان اور اُصُد اور اُصْدان ہے۔

﴿ لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (اِلٰى قَوْلِهٖ) قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ (اهل السلطان والملك منهم) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ـ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ (لا علم لهم) وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ﴾

''اگر تو انہیں اوپر سے دیکھ لے تو ان کے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا اوران سے رعب زدہ ہو جائے گا (اس کے فرمان) جن لوگوں نے ان کے معاملوں پر غلبہ پا لیا تھا انہوں نے کہا' (تک)۔ (اس سے مراد ان میں کے وہ لوگ ہیں جنہیں سلطنت وحکومت حاصل تھی) ہم ان پر

---

[۱] (الف) میں نہیں ہے۔

مسجد بنالیں گے۔عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اوران میں چوتھا ان کا کتا ہے۔اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ' ہیں اوران کا چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے دیکھے سنگ باری (یعنی انہیں اس کے متعلق کچھ علم نہیں) اور کہیں گے کہ وہ سات ہیں۔اوران کا آٹھواں ان کا کتا ہے (اے نبی کہہ دے میرا پروردگاران کی تعداد کو خوب جانتا ہے۔انہیں چندلوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔پس تو ان سے بجز ظاہری بات چیت کے کوئی بحث نہ کر۔یعنی اپنی برتری جتانے کی کوشش نہ کر''۔

﴿ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴾

''اورنہ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے کچھ دریافت کر کیونکہ انہیں ان کے متعلق کوئی علم نہیں''۔

﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴾

''اورانشاءاللہ (کہے) بغیر ہرگز کسی چیز کے متعلق (کچھ) نہ کہنا کہ میں اسے کل ضرور کروں گا۔ اور جب کبھی تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو (جب یاد آجائے) اپنے پروردگار کو یاد کر لے (یعنی انشاء اللہ کہہ لے) اور کہہ امید ہے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ حق سے قریب راستے کی جانب میری رہنمائی فرمائے گا''۔

یعنی ایسی چیز کی نسبت جس کے متعلق یہ لوگ تجھ سے پوچھیں ایسا نہ کہنا جس طرح تو نے (بغیرانشاء اللہ کہے کے) کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں اس کے متعلق کل خبر دوں گا۔اور جب کبھی تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کرلیا کر۔اوراللہ تعالیٰ کے ارادے کی صورتوں کو اس سے علیحدہ کردیا کراور یہ کہہ دیا کر امید ہے کہ جس چیز کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔اس سے بہتر راہ ہدایت مجھے میرا پروردگار بتادے گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ اس معاملے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔

﴿ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴾

''(وہ کہیں گے کہ) وہ اپنے درے میں تین سو سال رہے اورانہوں نے اس پر نو کی زیادتی کی۔یعنی قریب میں وہ لوگ ایسا کہیں گے''۔

﴿ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴾

''کہہ دے۔ کہ اللہ اس (حالت یا مدت) کو زیادہ جاننے والا ہے جس میں وہ لوگ رہے۔ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اسی کی ملک ہیں وہ انہیں خوب دیکھتا سنتا ہے۔اس کے سوائے ان کا کوئی سرپرست نہیں ہے۔اور نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دیتا ہے''۔

یعنی جن چیزوں کے متعلق ان لوگوں نے تجھ سے پوچھا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے۔

اور اس سیاح شخص کی نسبت جن کے متعلق انہوں نے آپ سے پوچھا تھا فرمایا:

﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴾

''اور لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے ابھی میں تمہیں اس کا حال پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر چیز کے ذریعے اس کو دیے تھے پس وہ ایک ذریعے کے پیچھے ہولیا''۔

یہاں تک کہ ان کے حالات کو آخر تک فرمادیا اور ذوالقرنین کے حالات یہ تھے کہ ان کو ایسی چیزیں دی گئی تھیں جو ان کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور انہیں وسیع اسباب دیے گئے تھے یہاں تک کہ وہ زمین کے مشرقی اور مغربی شہروں تک پہنچ گئے۔ کسی ایسی سرزمین پر انہوں نے قدم نہیں رکھا جس کے رہنے والوں پر ان کا تسلط نہ ہوگیا ہو۔جس سرزمین پر انہوں نے قدم رکھا اس کے رہنے والوں پر تسلط حاصل کرلیا یہاں تک کہ مشرق ومغرب کے ان مقاموں تک وہ پہنچ گئے جس کے پیچھے مخلوق خدا میں سے کوئی چیز نہ تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حالات بیان کرنے والے ایک شخص نے عجمیوں سے ان علوم کی روایت بیان کی جن کو انہوں نے ورثے میں پایا تھا کہ ذوالقرنین مصر والوں میں کے ایک صاحب تھے جن کا نام مرزبان[1] ابن مرزبہ الیونانی تھا جو یونان بن یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے خالد بن معدان الکلاعی سے روایت بیان کی ہے اور وہ ایسے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ملك مسح الارض من تحتها بالاسباب.

---

[1] سہیلی نے ان کا نام مرزبی زائے معجمہ سے اور ان کے والد کا مرذبہ ذال مفتوحہ سے لکھا ہے اور بہت کچھ اختلافات اس میں بتائے ہیں جو چاہے تفصیل وہاں دیکھے۔ (احمد محمودی)

''وہ ایک بادشاہ (یا فرشتہ) تھا) جس نے اسباب کے ذریعے زمین کو نیچے سے اس کی پیمائش کی تھی یا زمین کو نیچے سے چھوا تھا''۔

اور خالد نے یہ بھی کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ''اے ذوالقرنین'' پکارتے سنا تو فرمایا۔ یا اللہ عیب پوشی! انبیاء کے نام رکھنے سے تم لوگوں کی تسلی نہ ہوئی کہ تم نے زبردستی فرشتوں کے بھی نام رکھ لئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں ان میں سے کونسی بات تھی نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا یا نہیں غرض کہ اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حق ہے۔

ان لوگوں نے آپ سے روح کے متعلق جو پوچھا تھا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴾

''یہ لوگ تجھ سے روح کی نسبت پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے (اس سے زیادہ تم اور کیا سمجھ سکتے ہو کیونکہ) حالت یہ ہے کہ بجز تھوڑے سے علم کے تمہیں دیا ہی کیا گیا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن عباس کی روایت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے عالموں نے کہا۔ اے محمد کیا تم نے اپنے کلام ''بجز تھوڑے سے علم کے دیا ہی کیا گیا ہے'' پر غور بھی کیا ہے۔ اس سے تمہارا روئے سخن ہماری جانب ہے یا اپنی قوم کی جانب۔ فرمایا کلا ایسا نہیں ہے۔ (یعنی میرا روئے سخن نہ خاص تمہاری جانب ہے نہ خاص اپنی قوم کی جانب بلکہ عام ہے) انہوں نے کہا تم اس کتاب میں جو تمہارے پاس آئی ہے پڑھتے ہو کہ ''ہمیں تورات دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے''۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ قَلِيْلٌ وَعِنْدَكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَكْفِيْكُمْ لَوْ اَقَمْتُمُوْهُ.

''اللہ کے علم (کے مقابلے) میں تو وہ بھی تھوڑی ہی ہے اور تمہارے پاس اس میں سے صرف اسی قدر ہے جو تمہارے لئے کافی ہوا گر تم نے اس کو سیدھا رکھا یا اس پر ہمیشگی کی''۔

(ابن اسحٰق نے) کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو انہوں نے آپ سے دریافت کیا تھا آپ پر نازل فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

’’درخت کی قسم میں سے جو جو چیز زمین میں ہے اگر وہ (سب چیزیں) قلم بن جائیں اور سمندر اس کے لئے روشنائی اور اس کے بعد اور سات مندر (اس مداد کی امداد کے لئے) ہوں تو (بھی) اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے‘‘۔

یعنی تورات بھی اس خدائی (وسیع) علم میں کا ایک حصہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ سے جو اپنے فائدے کے لئے مطالبے کئے تھے کہ پہاڑوں کو چلایا جائے یا زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا ان کے باپ دادا میں سے جو لوگ مر چکے اور گزر چکے ہیں انہیں زندہ کیا جائے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ پر (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ﴾

’’اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ہوتے یا اس کے ذریعے مردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لئے جاتے لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے) بلکہ حکومت سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے‘‘۔

یعنی ان میں سے کوئی بات (بھی) نہیں ہو سکتی جب تک میں نہ چاہوں۔ ان لوگوں نے آپ کی ذات کے لئے بعض چیزوں کے حاصل کر لینے کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنے لئے باغات۔ محلات اور خزانے حاصل کر لیں اور اپنے ساتھ ایک فرشتے کو لائیں کہ آپ جو کچھ کہیں وہ آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی مدافعت کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال آپ پر نازل فرمائے:

﴿ وَ قَالُوْا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ ﴾

’’اور انہوں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کی جانب کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ وہ اس کے ساتھ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا یا اس کی جانب کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس میں سے کھاتا اور ظالموں نے تو کہہ دیا کہ (لوگو!) تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھ تو! انہوں نے

تیرے لئے کیسی کیسی مثالیں دیں۔ پھر وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ کسی راہ (پر چلنے) کی وہ سکت نہیں رکھتے۔ برکت والی ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو اس سے بہت اچھی چیزیں تیرے لئے مہیا کر دے''۔

یعنی ایسے بہترین حالات مہیا کر دے جو بازاروں میں چلنے اور معاش تلاش کرنے اور ان باغوں سے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور تیرے لئے محلات بنا دینے سے بہتر ہوں اور آپ پر اسی بارے میں ان کا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴾

''ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا مگر وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے اور ہم نے تم میں کے بعضوں کو بعضوں کے لئے بلا بنا دیا ہے کیا تم (ہماری بنائی ہوئی اس بلا پر) صبر کرو گے۔ تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے ہی''۔

یعنی میں نے تم میں کے بعض کو بعضوں کے لئے بلا اس لئے بنایا ہے کہ تم صبر کرو اور اگر میں چاہتا کہ تمام دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ ایسا کر دوں کہ وہ مخالفت نہ کریں تو کر دیتا۔

اور عبداللہ بن ابی امیہ نے جو کہا تھا اس کے متعلق آپ پر (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ ہم تو تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین میں سے چشمے جاری کر دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور پھر تو اس میں بہت سے چشمے بہا دے یا جس طرح تو نے دعویٰ کیا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے (بطور عذاب کے) ہم پر گرا دے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے کوئی سنہری مکان بن جائے یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر ایک کتاب اتار لائے کہ ہم اسے پڑھیں۔ تو کہہ دے کہ میرا پروردگار تو (ہر قسم کی مجبوری سے) پاک ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر) کیا میں بشر اور رسول کے سوا (کچھ اور) ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ینبوع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین وغیرہ سے ابلے اور اس کی جمع ینابیع ہے۔ ابن ہرمۃ نے جس کا نام ابراہیم بن عبدالفہری ہے کہا ہے۔

وَاِذَا هَرَقْتَ بِكُلِّ دَارٍ[1] عَبْرَةً نُزِفَ الشُّئُوْنُ وَدَمْعُكَ الْيَنْبُوْعُ

اور جب تو ہر گھر میں ایک ایک آنسو بہائے تو (تیری) آنکھوں کے گوشے تو سوکھ جائیں گے لیکن تیرے آنسو تو اُبلے جارہے ہوں گے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور کسف کے معنی عذاب کے ٹکڑوں کے ہیں اس کا واحد کسفة ہے۔ سدرة اور سدر کی طرح اور وہ کسف کا واحد بھی ہے اور قبیل کے وہی معنی ہیں جو مقابلہ کے ہیں۔ مقابلۃ ومعاینۃ ایک ہی معنی میں کہا جاتا ہے اس کے معنی وہی ہیں جو'' یَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلاً '' کے ہیں۔ یعنی عیاناً آنکھوں کے سامنے۔ روبرو۔ ابوعبیدہ نے اعشٰی بن قیس بن ثعلبہ کا یہ شعر مجھے بنایا:

اَصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْٓءُوْا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کرنے میں پیش قدمی کرتا ہوں تا کہ تم بھی اسی کے سے (سلوک) کے اہل بن جاؤ۔

یعنی صلح کے لئے تیار ہو جاؤ جس طرح حاملہ کی چیخ پکار کے وقت اس کی قابلہ اس کے لئے آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ قابلہ کو اسی لئے قابلہ کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ کے روبرو ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ اس کے بچے کی کفیل اور ضامن ہوتی ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور قبیل کے معنی جماعت کے بھی ہیں۔ جس کی جمع قبل ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔'' وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً '' ہر چیز کو جماعت جماعت بنا کر ہم نے ان کے پاس پیش کر دیا۔ پس قبل قبیل کی جمع ہے۔ جیسے سبل سبیل کی اور سرر سریر کی اور قمص قمیص کی اور قبیل کا لفظ کہاوت میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں'' مَا يُعْرَفُ قَبِيْلاً مِنْ دَبِيْرٍ '' وہ شخص آنے والے اور جانے والے میں تمیز نہیں کرتا۔ کمیت بن زید نے کہا ہے۔

تَفَرَّقَتِ الْاُمُوْرُ بِوَجْهَتَيْهِمْ فَمَا عَرَفُوا الدَّبِيْرَ مِنَ الْقَبِيْلِ

معاملے (ادھر ادھر) ان کی دونوں جانب ایسے پھیل گئے کہ وہ آنے والے اور جانے والے کو نہ پہچان سکے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

---

[1] (الف ب) میں دار اور (ج د) میں واد ہے۔ (احمد محمودی)

کہا جاتا ہے کہ شاعر کی مراد اس دبیر وقبیل سے رسی کا بٹنا ہے جو رسی ہاتھ کی جانب (یعنی اوپر کی طرف) بٹی جائے اس کو قبیل اور جو انگلیوں کی جانب بٹی جائے اس کو دبیر کہتے ہیں اور یہ اسی اقبال وادبار سے مشتق ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد تکلے کی بافت ہے۔ جب زانو کی جانب بٹی جائے تو وہ قبیل اور جب کولھے کی جانب بٹی جائے تو وہ دبیر کہلاتی ہے اور قبیل کے معنی آدمی کے قبیلے کے بھی ہیں اور زخرف کے معنی ذہب کے ہیں۔ یعنی سونا اور مزخرف کے معنی مزین بالذہب یعنی طلائی۔ عجاج نے کہا ہے۔

مِنْ طَلَلٍ اَمْسٰی تَخَالُ الْمَصْحَفَا رُسُوْمَهٗ وَالْمُذْهَبَ الْمُزَخْرَفَا

اس کھنڈر کے سنہری اور طلا کار نقش ونگار شام کے وقت مصحف کے سے معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ دونوں بیتیں[1] اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کی ہیں اور ہر زینت والی چیز کو بھی مزخرف کہا جاتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہیں یمامہ کا رہنے والا کوئی شخص تعلیم دیتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے۔ ہم تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اس کے متعلق اس نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴾

''اسی طرح ہم نے تجھے ایسی قوم میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو ان کو وہ چیزیں پڑھ کر سنائے جن کی وحی ہم نے تیری جانب کی ہے حالانکہ وہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں (اے نبی) کہہ دے کہ وہ تو میرا پروردگار ہے۔ اس کے سوا تو کوئی معبود ہی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے''۔

اور مردود خدا ابوجہل بن ہشام کی باتوں اور جو اس نے آپ کے ساتھ ارادہ کیا تھا اس کے متعلق آپ پر اتارا:

﴿ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى اَرَءَيْتَ اِنْ

---

[1] طحطاوی نے لکھا ہے کہ اس کو مشطور الرجز سے لیا جائے تو دو بیتیں ہوسکتی ہیں ورنہ دونوں مصرع مل کر بیت ایک ہی ہے۔ (احمد محمودی)

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴾

''کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے۔ جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ سیدھی راہ پر ہوتا یا (اس نے پرہیزگاری کا حکم دیا ہوتا (تو کس قدر بہتر ہوتا۔ اے مخاطب ذرا) تو یہ تو بتا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی تو کیا وہ (یہ بات بھی) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ یوں نہیں باز آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سختی سے کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطا کار ہے۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکار لے اور ہم (بھی) زبانیہ (دوزخ کے منتظمین) کو بلائیں گے۔ (پھر وہ دیکھے کہ غالب کون رہتا ہے)۔ خبردار (اے میرے بندے) اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (مجھ سے) نزدیک ہوتا چلا جا''۔

ابن ہشام نے کہا۔ لنسفعا کے معنی لنجذبن اور لناخذن کے ہیں۔ یعنی ہم ضرور پکڑیں گے اور کھینچیں گے۔ شاعر نے کہا ہے۔

قَوْمٌ اِذَا سَمِعُوا الصُّرَاخَ رَاَيْتَهُمْ مِنْ بَيْنِ مُلْجِمٍ مُهْرِهٖ اَوْ سَافِعٍ

وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انہوں نے کسی فریاد کی آواز سنی تو تو دیکھے گا وہ دو حالتوں کے درمیان ہوں گے اپنے بچھیرے کو لگام دے رہے ہوں گے یا اس کی ایال پکڑے ہوئے۔

یعنی فوری امداد کے لئے یا تو ایال کے بال پکڑ کر سوار ہو جائیں گے یا لگام چڑھا کر بغیر زین کے فوراً نکل جائیں گے۔

اور نادی کے معنی اس مجلس کے ہیں جس میں لوگ جمع ہوتے اور اپنے معاملوں کا فیصلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ﴾

''تم اپنی مجلسوں میں برے کاموں کے مرتکب ہوتے ہو اور ندی کے بھی یہی معنی ہیں''۔

عبید الابرص نے کہا ہے۔

اِذْهَبْ اِلَيْكَ فَاِنِّيْ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ اَهْلِ النَّدِيِّ وَ اَهْلِ الْجُوْدِ وَالنَّادِيْ

اپنے جا اپنا راستہ لے میں بنی اسد میں کا ہوں جو سخی مجلسوں والے اور مجلسوں میں جمع ہو کر مشوروں سے کام کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

"وَ اَحْسَنُ نَدِيًّا" وہ مجلس کے لحاظ سے بہترین ہے اور اس کی جمع اندیہ ہے فرماتا ہے۔

"فَلْيَدْعُ (اهل) نَادِيَهٗ" پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے۔ جس طرح فرمایا:

"وَاسْئَلِ الْقَرْيَه" بستی (والوں) سے پوچھ۔ مراد اہل قریہ یعنی بستی والے ہیں۔ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے شاعر [1] سلامۃ بن جندل نے کہا ہے۔

يَوْمَانِ يَوْمُ مَقَامَاتٍ وَاَنْدِيَةٍ وَيَوْمُ سَيْرٍ اِلَى الْاَعْدَاءِ تَاوِيْب

دن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دن تو مقام کرنے اور مجلسوں میں بیٹھنے کا ہوتا ہے اور ایک دن دشمنوں کی جانب (حملہ کرنے کے لئے) چلنے اور سارا دن چلنے رہنے کا ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

کمیت بن زید نے کہا ہے۔

لَا مَهَاذِيْرِ فِى النَّدِىِّ مَكَاثى رَوَلَا مُصْمِتِيْن بِالْاِفْحَامِ

وہ لوگ نہ مجلس میں بکواس کرنے والے اور بڑے باتونی ہیں اور نہ گفتگو سے عاجز ہونے کے سبب سے یا کسی کے غلبے کی وجہ سے خاموش رہنے والے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور نادی ہم نشینوں کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور زبانیہ کے معنی درشت خو جھلا اور سخت کے ہیں اور یہاں اس سے مراد دوزخ کے منتظمین ہیں۔ اور دنیا میں زبانیہ کے معنی معین اور مددگار کے ہیں جو کسی شخص کی خدمت بجالاتے اور امداد کرتے ہیں۔ اس کا واحد زبنیۃ ہے۔

ابن الزبعری نے کہا ہے۔

مَطَاعِيْمُ فِى الْمَقْرٰى مَطَاعِيْنُ فِى الْوَغٰى زَبَانِيَةٌ غُلْبٌ عِظَامٌ حُلُوْمُهَا

ضیافتوں میں کھانا کھلانے والے جنگوں میں نیزہ باز خدمت گذار۔ جھلے۔ بڑی عقلوں والے۔

کہتا ہے کہ وہ لوگ بدمزاج ہیں۔ یہ بیت اس کی ابیات میں کی ہے اور صخر بن عبداللہ الہذلی نے جو صخر الغی کہلاتا تھا کہا ہے۔

وَمِنْ كَبِيْرٍ [2] نَفَرٌ زَبَانِيَهْ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی) [2] (الف) میں کثیر ہے۔ (احمد محمودی)

بنی کبیر میں سے بھی چندلوگ ہیں جو خدمت گزار ہیں۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مشرکوں نے اپنے مال رسول اللہ ﷺ پر پیش کئے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا:

﴿ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴾

''اے نبی کہہ دے کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا وہ تمہارے ہی لئے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں وہ ہر چیز کے پاس حاضر ہے''۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ سچی چیز آئی جس کو انہوں نے پہچان لیا اور آپ کے بیان کی سچائی کو بھی جان لیا اور جب انہوں نے مختلف سوالات آپ سے کئے اور آپ نے جو غیبی باتیں ان کے سامنے بیان کیں۔ ان اہم خبروں کی سچائی کو بھی جان لیا تو ان کے حسد نے آپ کی پیروی اور تصدیق سے انہیں روک دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی کی اور اس کے احکام کو کھلم کھلا ترک کیا اور جس کفر میں وہ مبتلا تھے اس پر اڑے رہے۔ اور ان میں سے بعض نے تو کہا۔

﴿ لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾

''تم اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور اس (کی تلاوت کے وقت) میں چیخ پکار کیا کرو کہ شاید تم غالب آ جاؤ''۔

یعنی اس کو بھی بے معنی اور غلط چیزوں کی طرح سمجھو اور اسے ہنسی میں اڑا دو تو شاید تم اس تدبیر سے اس پر غالب آ ؤ گے۔ اور اگر تم نے اس سے مناظرہ کیا یا اس سے دلیل حجت کی تو وہ تم پر غالب آ جائے گا ایک روز ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کو اور اس سچی بات کو جس کو آپ لائے تھے ہنسی میں اڑانے کے لئے کہا کہ اے گروہ قریش! محمد کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ لشکر جو تم کو آگ میں عذاب دے گا اور تم کو اس میں گرفتار رکھے گا اس کی تعداد فقط انیس ہے اور تم لوگ تو گنتی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے ہو۔ پس تم میں کے ایک ایک سو آدمی تو ان میں کے ایک ایک شخص کو عاجز[1] کر ہی دیں گے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلٰئِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

---

[1] (الف) میں افیعجز ہے۔ یعنی کیا تم میں کے ایک ایک سو آدمی ان میں کے ایک ایک کو عاجز کر دیں گے؟ (احمد محمودی)

''دوزخ کے منتظمین فرشتوں کے سوا کسی اور کو ہم نے نہیں بنایا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے ان (فرشتوں) کی تعداد کو بھی بجز فتنہ و امتحان کے اور کچھ نہیں بنایا آخر قصہ تک''۔

جب ان میں سے بعض نے بعض سے یہ باتیں کہیں تو رسول اللہ ﷺ نماز میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرماتے' وہ لوگ آپ کے پاس سے ادھر ادھر ہو جاتے اور اس کے سننے سے انکار کرتے اور ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کے وقت آپ کی تلاوت قرآن میں سے کچھ سننا چاہتا تو وہ ان لوگوں سے ڈر کر ان سے چھپ کر آتا اور ان سے الگ ہو کر سنتا تھا اور جب کبھی دیکھ لیتا کہ ان لوگوں کو اس کے سننے کی اطلاع ہے تو وہ ان کی ایذا رسانی کے ڈر سے فوراً چلا جاتا اور آپ کی تلاوت کو سن نہ سکتا اور اگر رسول اللہ ﷺ اپنی آواز پست رکھتے اور سننے والا یہ سمجھتا کہ دوسرے لوگ آپ کی قرأت میں سے کچھ نہیں سن رہے ہیں اور ان کے سنے بغیر یہ کچھ نہ کچھ سن سکتا ہے تو وہ آپ کی تلاوت کی جانب کان لگا دیتا تا کہ آپ کی کوئی نہ کوئی بات سن لے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن عثمان کے غلام داؤد بن الحصین نے بیان کیا کہ ابن عباس کے غلام عکرمہ نے ان سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما[1] نے ان سے بیان کیا کہ یہ آیت:

﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴾

''تو اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اس کو پست آواز سے ادا کر (بلکہ) ان دونوں کی درمیانی ایک راہ اختیار کر''۔

انہیں لوگوں کے سبب سے اتری' فرماتا ہے کہ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ کہ سننے والے لوگ تیرے پاس سے ادھر ادھر ہو جائیں اور نہ ایسی پست آواز سے کہ جو شخص دوسروں سے الگ ہو کر ان کی آنکھ بچا کر سننا چاہے وہ بھی نہ سن سکے تا کہ وہ تائب ہو اور جو کچھ سنے اس سے مستفید ہو (رسول اللہ ﷺ کی جہری قرأت کے بعد پہلا شخص جس نے مکے میں قریش کے درمیان بلند آواز سے تلاوت کی)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن الزبیر نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ[2] ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ قریش نے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

اس قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہ سنا۔ پس ایسا کون شخص ہے جو انہیں قرآن سنائے تو عبداللہ ابن مسعود نے کہا میں (یہ کام انجام دیتا ہوں) سب نے کہا۔ ہمیں ان سے تم پر خوف ہے۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو خاندان والا ہو کہ اگر ان لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرنا چاہی تو اس کا خاندان اس کی ان سے حفاظت کر سکے۔ ابن مسعود نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود میری حفاظت فرمائے گا۔ راوی نے کہا کہ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابن مسعود دن چڑھے مقام (ابراہیم) کے پاس ایسے وقت آئے جبکہ قریش اپنی مجلسوں میں تھے اور مقام (ابراہیم) کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرحمٰن علم القرآن۔ پھر اس کو آگے (تک) پڑھتے چلے گئے۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے اس کو غور سے سنا پھر کہنے لگے۔ ابن ام عبد نے کیا کہا۔ راوی نے کہا۔ ان سبھی نے کہا کہ وہ تو وہی پڑھتا ہے جو محمد (ﷺ)[1] لایا ہے۔ پس وہ سب کے سب اس کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے منہ پر مارنے لگے اور وہ برابر پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اس سورۃ کے اس حصے تک پہنچ گئے جس تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی جانب اس حالت سے لوٹ آئے کہ ان کے چہرے پر انہوں نے نشانات ڈال دیے تھے۔ ابن مسعود کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ اسی چیز کا ہمیں تم پر ڈر تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج دشمنان خدا میری نظروں میں جتنے ذلیل ہیں اتنے ذلیل وہ کبھی نہ تھے اور اگر تم چاہو اسی طرح ان کے پاس کل سویرے بھی پہنچوں۔ انہوں نے کہا نہیں تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ تم نے انہیں وہ باتیں سنا دیں جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔

قریش کا نبی ﷺ کی قرأت سننے کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ ان سے بیان کیا گیا ابوسفیان بن حرب اور ابوجہل بن ہشام اور الاخنس بن شریق بن عمرو اور ابن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف یہ سب کے سب ایک رات رسول اللہ ﷺ کی (اس) تلاوت سننے کے لئے نکلے جو آپ اپنے گھر میں رات کو نماز میں کیا کرتے تھے اور ان میں کے ہر ایک شخص نے ایک ایک جگہ لی اور وہاں بیٹھا سنتا رہا اور ان میں کا ہر ایک شخص دوسرے سے بے خبر تھا۔ انہوں نے اسی سننے میں رات گزار دی یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کا ہر ایک دوسرے پر ملامت

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کرنے لگا اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے (یہ) کہا کہ دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اگر تمہارے بعض بے وقوف تمہیں دیکھ لیں تو تم ان کے دلوں میں بڑی اہمیت پیدا کر دو گے۔

پھر وہ سب کے سب لوٹ گئے اور جب دوسری رات ہوئی ان میں کا ہر شخص اپنی جگہ واپس آیا اور آپ کی تلاوت سننے میں رات گزار دی اور جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا گیا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے ویسا ہی کہا جیسا کہ پہلی مرتبہ کہا تھا اور وہ سب لوٹ گئے اور جب تیسری رات ہوئی تو ان میں کے ہر شخص نے اپنی جگہ لی اور آپ کی تلاوت سنتے ہوئے رات گزاری پھر جب صبح ہوئی تو ہر شخص الگ الگ چلا گیا اور راستے نے انہیں پھر (ایک جگہ) جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری یہ عادت چھوٹے گی نہیں۔ یہاں تک کہ ہم عہد (نہ) کر لیں کہ دوبارہ ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ انہوں نے اس بات پر آپس میں عہد کیا اور ادھر ادھر چلے گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو الاخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی لی اور ابوسفیان کے پاس ان کے گھر آیا اور کہا کہ اے ابوحنظلہ! محمد سے جو کچھ تم نے سنا ہے اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرو۔ انہوں نے کہا اے ابوثعلبہ! واللہ میں نے بہت سی باتیں سنیں جن کو میں جانتا ہوں اور ان سے مراد کیا ہے' اس کو بھی جانتا ہوں۔ اور بہت سی باتیں ایسی بھی سنیں جن کے نہ معنی جانتا ہوں اور نہ اس کی مراد سے واقف ہوں۔ الاخنس نے کہا کہ میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم تم نے کھائی ہے کہ حالت یہی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ ان کے پاس سے اٹھا اور ابوجہل کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کے گھر میں پہنچا اور کہا۔ اے ابوالحکم! محمد سے تم نے جو کچھ سنا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میں نے کیا سنا؟ ہم میں اور بنی عبد مناف میں علو مرتبت میں کھینچا تانی ہوئی۔ انہوں نے کھانا کھلایا۔ ہم نے بھی کھانا کھلایا انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں ہم نے بھی دیں۔ انہوں نے سخاوت کی ہم نے بھی کی یہاں تک کہ جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (یعنی خوب کشمکش کی) اور دونوں کی حالت شرط کے دو گھوڑوں کی سی ہوگئی تو انہوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے پس جب ہم ایسی حالت دیکھ رہے ہیں تو واللہ! ہم اس پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے۔ راوی نے کہا کہ پھر الاخنس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور انہیں اللہ کی جانب دعوت دیتے تو وہ اس پر ٹھٹھے لگاتے اور کہتے کہ تو جس جانب ہمیں بلاتا ہے اس کی جانب (مائل ہونے) سے ہمارے دل محفوظ ہیں۔ تو جو کچھ کہتا ہے ہم اسے سمجھتے ہی نہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے

کہ جو کچھ تو کہتا ہے ہم اسے سنتے ہی نہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے جو ہمارے اور تیرے درمیان حائل ہے پس تو اس طریقے پر عمل کرتا رہ جس پر تو ہے اور ہم اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے جس پر ہم ہیں۔ ہم تیری کوئی بات نہیں سمجھتے۔ پس اس بارے میں ان کا قول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

﴿ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (اِلٰى قَوْلِهٖ) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْآنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴾

''اور جب تو نے قرآن پڑھا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان' جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک مخفی پردے کی آڑ کر دی' اور جب تو نے قرآن میں صرف اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کیا تو وہ نفرت سے اپنی پیٹھوں کی جانب لوٹ گئے''۔

یعنی آپ نے جو اپنے پروردگار کی یکتائی بیان کی اس کو وہ کیسے سمجھیں گے جبکہ میں نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور تیرے اور ان کے درمیان انہیں کے دعویٰ کے لحاظ سے پردہ ہے یعنی میں نے ایسا نہیں کیا ہے یعنی پردہ میں نے نہیں ڈالا ہے:

﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴾

''ہم اس طریقے کو خوب جانتے ہیں جس طریقے سے وہ سنتے ہیں جب کہ وہ تیری جانب اپنے کان لگاتے ہیں اور اس حالت کو بھی ہم خوب جانتے ہیں جبکہ وہ (ایک دوسرے سے گفتگو کرتے وقت سرتاپا) سرگوشی بن جاتے ہیں جبکہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک سحر زدہ کی پیروی کرتے ہو''۔

یعنی ہم نے تجھ کو جو چیز دے کر ان کی جانب بھیجا ہے اس کو ترک کرنے کی یہ وہ نصیحت ہے جو وہ ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴾

''دیکھ تو! تیرے لئے انہوں نے کیسی کیسی مثالیں کہیں جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو گئے اور راستے پر چلنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے''۔

یعنی آپ کے متعلق انہوں نے غلط مثالیں دیں اس لئے وہ اس (قرآن) کے ذریعے نہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں ان کی کوئی بات ٹھیک ہے۔

﴿ وَقَالُوْا اَئِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا اَئِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (وہ بھی) بوسیدہ اور چورا ہو جائیں گی تو کیا ہم ضرور نئی خلقت میں اٹھائے جائیں گے''۔

یعنی تو ہمیں یہ خبر دیتے آیا ہے کہ ہمارے مرنے اور ہڈیاں (ہو کر رہ جانے) اور (ان کے) بوسیدہ اور چورا ہو جانے کے بعد ہم قریب میں اٹھائے جائیں گے جو ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

﴿قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾

''تو کہہ دے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا ایسی مخلوق جو تمہارے دلوں میں بہت بڑی معلوم ہو۔ پھر تو وہ فوراً ہی کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا۔ تو کہہ دے کہ وہ جس نے تم کو پہلی مرتبہ کیا''۔

یعنی جس نے تم کو اس چیز سے پیدا کیا جس کو تم جانتے ہو اس کے لئے تم کو مٹی سے پیدا کرنا کچھ اس سے زیادہ دشوار نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما[1] سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کے قول۔ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لی ہے تو انہوں نے کہا اس سے مراد موت ہے۔

کمزور مسلمانوں پر مشرکوں کا ظلم و ستم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کے ان صحابیوں پر جنھوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی ظلم و ستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے میں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انہیں بند رکھنے لگے اور انہیں بھوکے رکھنے اور پیاسے رکھنے اور تپتی ہوئی زمین (پر لٹا کر) انہیں تکلیفیں دینے لگے۔ ان میں سے بعض تو ان سخت آفتوں کے سبب سے اس فتنہ انگیزی میں پھنس جاتے اور ان میں کے بعض ان کے مقابلے میں سختیوں کو برداشت کر لیتے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے بچا لیتا ابو بکر رضی اللہ عنہ[2] کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ[3] کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ بنی جمح میں کے ایک شخص کے پروردہ غلاموں سے تھے۔ ان کا نام بلال بن

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

رباح تھا اور ان کی والدہ کا نام حمامہ۔ آپ پاک دل اور اسلام کی صداقت سے پر تھے۔ جب دوپہر کی گرمی خوب تیز ہوتی تو امیہ ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح آپ کو لے کر نکلتا اور مکہ پتھریلے مقام پر آپ کو چت لٹا دیتا اور کسی بڑی چٹان کے لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھ دی جاتی۔ پھر وہ آپ سے کہتا کہ تو اسی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ مر جائے یا محمد سے انکار کرے اور لات وعزیٰ کی پوجا کرے۔ آپ اس آفت میں (بھی) احد احد کہتے رہتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ ورقہ بن نوفل ان کے پاس سے ایسی حالت میں گزرتے کہ وہ اس طرح کی تکلیف میں مبتلا تھے اور وہ احد احد کہے جا رہے تھے تو ورقہ کہتے۔ واللہ اے بلال وہ ایک (ہی) ہے ایک (ہی) ہے پھر امیہ بن خلف اور بنی جمح کے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے ہیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو اسی حالت میں مار ڈالا تو میں اس کی قبر کو مقام رحمت بنالوں گا اور اس سے برکتیں حاصل کرتا رہوں گا ایک روز ان کے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ[1] گزرے اور وہ لوگ ان کے ساتھ وہی سلوک کر رہے تھے۔ اور ابوبکر کا گھر بنی جمح کے قبیلے ہی میں تھا تو آپ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ کیا تو اس بے چارے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا آخر یہ کب تک۔ اس نے کہا تمہیں نے تو اس کو بگاڑا ہے جو مصیبت تم دیکھ رہے ہو (تمہیں) اس سے اس کو چھڑالو تا تو ابوبکر نے کہا اچھا میں (ہی) انہیں چھڑائے لیتا ہوں۔ میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے جوان سے زیادہ مضبوط اور تیرے لئے دین پر پوری قوت سے قائم ہے میں اسے ان کے بدلے میں تجھے دیئے دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نے قبول کر لیا آپ نے فرمایا۔ بس وہ تیرا ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ[2] نے اپنا وہ غلام اس کو دے دیا اور بلال کو لے لیا اور انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کرنے سے پہلے اسلام کے لئے اور چھ غلام آزاد کئے۔ بلال ان میں کے ساتویں تھے۔ عامر بن فہیرہ جو جنگ بدر و احد میں شریک رہے اور جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اور ام عبیس[3] اور زنیرہ جب انہیں آپ نے آزاد کر دیا تو ان کی بینائی جاتی رہی (یہ دیکھ کر) قریش نے کہا کہ لات وعزیٰ ہی نے اس کو اندھا کر دیا ہے تو زنیرہ نے کہا بیت اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں۔ لات وعزیٰ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ (اس کا نتیجہ یہ نکلا) اللہ تعالیٰ نے

---

۱ (الف) میں رضی اللہ عنہ کی بجائے بن ابی قحافہ ہے۔

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۳ (الف ب) میں عمیس ہے اور (ج) میں (ر) میں عنیس ہے۔

ان کی بینائی پھر انہیں مرحمت فرمائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے النہد[1] یہ اور ان کی بیٹی کو بھی آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملک تھیں۔ ان کی مالکہ نے انہیں اپنا آٹا لانے کے لئے بھیجا تھا اور یہ کہہ رہی تھی۔ واللہ تم دونوں کو کبھی بھی آزاد نہ کروں گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے فلاں شخص کی ماں! قسم کا کفارہ دے دے اور قسم توڑ دے اس نے کہا قسم کا کفارے میں دوں۔ تمہیں نے تو ان کو برباد کیا ہے تمہیں ان کو آزادی دلا دو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو کتنے میں انہیں دے دوگی؟ اس نے کہا۔ اتنی رقم میں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ اچھا میں نے ان دونوں کو لے لیا اور وہ آزاد ہیں۔ اچھا اب تم دونوں اس کا آٹا اس کو واپس کر دو۔ ان دونوں نے کہا۔ اے ابو بکر! ابھی اس کو واپس کر دیں یا کام پورا کر کے اسے واپس دے دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا (اچھا) اگر تم چاہو تو کام پورا کر دو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بنی عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی موئل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو مسلمان تھی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام چھوڑنے کے اس کو تکلیفیں دے رہے تھے جس زمانے میں کہ وہ مشرک تھے۔ وہ اسے پیٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب تھک گئے تو کہا کہ میں تجھ پر افسوس کرتا ہوں۔ میں نے تجھ کو صرف بیزار ہو کر چھوڑا ہے وہ کہتی کہ اللہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ ابوبکر نے اس کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے عامر بن عبداللہ ابن زبیر سے اور انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے روایت کی۔ کہا کہ ابو قحافہ نے ابو بکر سے کہا کہ اے بیٹے! میں تم کو دیکھتا ہوں کہ کمزور بردے آزاد کرتے ہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اگر ایسا کرو کہ قوی افراد کو آزاد کرو تو وہ تم سے مدافعت کریں گے اور تمہارے لئے سینہ سپر ہوں گے۔ راوی نے کہا کہ ان کے جواب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ[2] نے کہا کہ بابا جان! میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اللہ عز وجل کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اسی لئے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیات آپ ہی کی شان میں اور آپ کے والد سے آپ کی جو گفتگو ہوئی اس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴾

''پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) دیا اور برے کاموں سے بچا اور بہترین بات (کلمہ توحید) کی تصدیق کی (تو اس کے لئے فلاں جزا ہے)۔

﴿ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴾

---

1 (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)   2 (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں کہ اس کا بدلہ اس کو دیا جا رہا ہو۔ صرف اپنے پروردگار برتر کی خوشنودی کی طلب ہے اور بے شک وہ (اس سے) عنقریب راضی ہو جائے گا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو مخزوم' عمار بن یاسر اور ان کے باپ اور ان کی ماں کو لے کر نکلتے تھے اور یہ سب کے سب اسلام کے گھرانے والے تھے جب دو پہر کے وقت گرمی خوب بڑھ جاتی تو ان لوگوں کو مکہ کی گرم زمین پر تکلیفیں دیتے مجھ کو خبر ملی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:

صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ.

''اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے''۔

ان کی ماں کو تو ان لوگوں نے مار ہی ڈالا اور حالت یہ تھی کہ بجز اسلام کے وہ ہر بات سے منکر تھیں اور بدکار ابو جہل جو قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب اس نے کسی شخص کے متعلق سن لیا کہ اس نے اسلام اختیار کیا ہے اور صاحب عز و جاہ اور حمایتیوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا اور اس کو رسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور اس سے کہتا کہ تو نے اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو تیری عقل کی سبکی کا چرچا کریں گے اور تیری رائے کی غلطی کو مشہور کریں گے اور تیری وجاہت و برتری کو پست کر دیں گے اور اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا کہ واللہ! ہم تیرے بیوپار کو مندا کر دیں گے اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے۔ اور اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اس کو مارتا اور اس پر لوگوں کو ابھارتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن جبیر نے سعید ابن جبیر سے (یہ) روایت بیان کی۔ کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا مشرکین اصحاب رسول اللہ ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے سبب سے وہ اپنے دین کو ترک کرنے میں معذور سمجھے جا سکتے تھے انہوں نے کہا ہاں واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے تھے کسی کو بھوکا پیاسا رکھتے یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ نہ سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اس سے جو چاہتے کہلا لیتے تھے یہاں تک کہ وہ اس سے کہتے اللہ نہیں بلکہ لات و عزیٰ تیرے معبود ہیں۔ تو وہ ہاں کہہ دیتا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا (رینگتا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے کہ تیرا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں ہے۔ تو وہ ان کی ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لئے جن میں وہ مبالغہ کیا کرتے تھے ہاں کہہ دیتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زبیر بن عکاشہ بن عبداللہ بن ابی احمد نے بیان کیا کہ کسی نے یہ بات بتائی کہ بنی مخزوم کے چند لوگ ہشام بن الولید ابن المغیرہ کے پاس گئے اور انہوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا

کہ ان میں کے چند نو جوانوں کو گرفتار کر لیں جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ انہیں میں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ہشام کا بھائی ولید بن ولید بن المغیرہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ راوی نے کہا۔ پس ان لوگوں نے ہشام کی بدمعاشی سے ڈر کر اس سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں ان نو جوانوں کو سرزنش کریں جنہوں نے یہ نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔ ان کے سوا دوسروں پر بھی اس کے اثر پڑنے کا ہمیں خوف ہے۔ ہشام نے کہا کہ یہ بات تو تم پر لازم ہے ضرور اس کو سرزنش کرو لیکن خبردار اس کی جان لینے سے اپنے کو بچاؤ پھر اس نے یہ شعر بھی کہا۔

اَلَا لَا يُقْتَلَنَّ اَخِيْ عُمَيْسٍ[1] فَيَبْقٰى بَيْنَنَا اَبَدًا تَلَاحِيْ

خبردار! میرے بھائی عمیس کو قتل نہ کرنا اور نہ ہمارے درمیان ہمیشہ دشمنی رہے گی۔

اس کی جان لینے سے بچو۔ پھر اس نے اللہ کی قسم بھی کھائی کہ اگر تم نے اس کو قتل کیا تو میں تم میں کے بہترین شخص کو قتل کر ڈالوں گا راوی نے کہا کہ پھر تو سبھی نے کہا کہ اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اس خبیث کے مقابلے کی کون جرأت کرے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا تو ضرور وہ ہمارے بہترین شخص کو قتل کر دے گا۔ پس انہوں نے ولید بن ولید کو چھوڑ دیا اور ان کے خیال سے باز رہے۔ راوی نے کہا کہ ان اسباب میں سے یہ چند تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حفاظت کی۔

حبشہ کی سرزمین کی جانب (مسلمانوں کی) پہلی ہجرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے اصحاب بلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں اور خود آپ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق کے سبب اور آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے ان آفتوں سے محفوظ ہیں اور یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ آپ ان کی محافظت بھی نہیں فرما سکتے تو آپ نے ان سے فرمایا:

لَوْخَرَجْتُمْ اِلٰى اَرْضِ الْحَبْشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ وَهِيَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِّمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ.

---

[1] (الف) میں عیس ہے اور (ب) میں عمیس ہے اور (ج د) میں عیش ہے۔ (احمد محمودی)

''اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ (تو بہتر ہو) کہ وہاں کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان آفتوں سے جن میں تم ہو کوئی کشایش پیدا کردے''۔

آپ کے اس فرمانے پر آپ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمین حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے کہ اپنے دین کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جائیں اور یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی۔

بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر میں کا پہلا شخص جو مسلمانوں میں سے ہجرت کے لئے نکلا وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی رقیہ۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بھی تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ یہ بنی عامر بن لوی میں کی ایک فرد تھی سرزمین حبشہ میں سہلہ سے ان کے ایک لڑکا محمد بن ابی حذیفہ ہوا۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔

اور بنی زہرۃ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحرث ابن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابوسلمۃ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی جمح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذاقہ بن جمح۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ جو آل خطاب کے حلیف تھے جو غز بن وائل کے قبیلے میں سے تھے۔ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ۔

اور بنی عامرہ بن لوی میں سے ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں (کہ ابوسبرہ نہیں) بلکہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص تھے جو وہاں پہنچے اور بنی الحرث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث تھا مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے یہ دس آدمی تھے جو مسلمانوں میں سے سرزمین حبشہ کی جانب چلے گئے تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ ان سب کے صدر عثمان بن مظعون تھے جس کا ذکر مجھ سے بعض اہل علم نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور مسلمان یکے بعد دیگرے جاتے رہے یہاں تک کہ سرزمین حبشہ میں سب کے سب جمع ہو گئے اور وہیں رہنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو اپنے گھر والوں کو ساتھ لے گئے تھے اور بعض ایسے تھے جن کے ساتھ ان کے گھر والے نہیں تھے۔

اور بنی ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے جن کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب بن مالک بن قحافۃ بن خثعم جن سے سرزمین حبشہ میں ان کے ایک لڑکا عبداللہ بن جعفر پیدا ہوا۔

اور بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابی امیہ بن عبد شمس جن کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ' جن کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخاج الکنانی اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ جن کے ساتھ ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو جو بنی خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ہمینہ بنت خلف بھی کہا ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ سرزمین حبشہ میں ان سے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد پیدا ہوئے۔ امۃ بعد میں زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں اور ان سے عمرو بن الزبیر اور خالد بن الزبیر پیدا ہوئے۔

اور ان کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور ان کے بھائی عبیداللہ بن جحش جن کے ساتھ ان کی بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ اور قیس بن عبداللہ جو بنی اسد بن خزیمۃ میں کے ایک شخص تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی برکہ بنت یسار ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی لونڈی تھیں اور معیقیب بن ابی فاطمہ اور یہ سب سعید بن العاص کے متعلقین سات آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا۔ معیقیب قبیلہ دوس کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص ابو حذیفۃ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور

ابوموسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا جو عتبہ بن ربیعہ والوں کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان جوان کا حلیف تھا۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے چار شخص زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد اور الاسود بن نوفل بن خویلد بن اسد اور یزید بن زمعۃ بن الاسود ابن المطلب بن اشد اور عمرو بن امیۃ بن الحرث بن اسد۔

اور بنی عبد بن قصی میں سے ایک شخص طلیب بن عمیر بن وہب ابی کثیر ابن عبد۔

اور بنی عبد دار بن قصی میں سے پانچ شخص مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف بن عبدالدار اور سویبط بن سعد بن حرملۃ بن مالک بن عمیلۃ بن السباق بن عبدالدار اور جہم بن قیس بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود بن خزیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضۃ بن سبیع بن خشعمۃ بن سعد بن ملیح بن عمرو۔ خزاعہ میں کا اور ان کے دو بچے عمر بن جہم اور خزیمۃ بنت جہم اور ابوالروم بن عمیر بن ہاشم ابن عبد مناف بن عبدالدار اور فراس بن النضر بن الحراث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے چھے شخص عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ اور عامر بن ابی وقاص اور ابووقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ ان کے ساتھ ان کی عورت رملۃ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم جس سے سر زمین حبشہ میں عبداللہ بن المطلب پیدا ہوئے۔

اور بنی ہذیل میں کے ان کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن مسعود بن الحرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہلہ بن کاہل بن الحرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود۔

اور بنی بہراء میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعۃ بن ثمامۃ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبۃ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن فائش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف ابن قضاعۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہزل بن فاس بن ذر و دہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ مقداد بن الاسود بن عبد یغوث بن عبد مناف ابن زہرہ کہلاتے تھے اور یہ اس لئے کہ اس نے انہیں جاہلیت میں متبنیٰ بنالیا تھا اور اس سے معاہدہ کیا تھا۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص الحرث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے

ساتھ ان کی بیوی ریطہ بنت الحرث بن حبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم جس سے سرزمین حبشہ میں موسیٰ بن الحرث اور زینب بنت الحرث اور فاطمہ بنت الحرث پیدا ہوئے اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرہ میں سے آٹھ شخص ابوسلمۃ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم جس سے سرزمین حبشہ میں زینب بنت ابی سلمۃ پیدا ہوئی اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور شماس بن عثمان بن عبدالشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور ان کا نام شماس اس لئے مشہور ہوگیا تھا کہ شماسہ[1] میں سے ایک شماس جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا تھا اور وہ بہت خوب صورت تھا۔ لوگ اس کی خوب صورتی (دیکھ کر) دنگ رہ گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں اس سے (بھی) زیادہ خوب صورت شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لے آیا تو ان کا نام بھی شماس مشہور ہوگیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ہبار بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمرو بن مخزوم اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان اور ہشام بن ابی حذیفہ ابن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم اور عیاس بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے حلیفوں میں سے معتب بن عوف بن عامر بن الفضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعہ میں کا اور یہی وہ شخص ہے جس کو عیہامہ کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کے خیال کے موافق حبشیہ بن سلول وہ شخص ہے جس کو معتب بن حمراء کہا جاتا تھا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے گیارہ شخص عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کا بیٹا السائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن الحرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے دونوں بیٹے محمد بن حاطب اور

---

[1] راہبوں کو شماسہ کہتے تھے اس لئے کہ وہ اپنے جسم کو تکلیف دینے کے لئے دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔ شمس آفتاب کو بھی اور دھوپ کو بھی کہتے ہیں (احمد محمودی)

الحرث بن حاطب یہ دونوں بھی المجلل کی بیٹی ہی سے تھے اوران کا بھائی خطاب بن الحرث ان کے ساتھ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسارہ اور سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اوران کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے جابر بن سفیان اور جنادہ ابن سفیان اوران کے ساتھ ان کی بیوی حسنہ جوان دونوں کی ماں تھی اوران دونوں کا مادری بھائی شرحبیل بن حسنہ جو بنی غوث میں کا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ شرحبیل بن عبداللہ بنی غوث بن مر میں کا ایک شخص جو تیم بن مر کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن ربیعہ بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح ۔

اور بنی سہم بن عمر بن ہصیص بن کعب میں کے چودہ شخص خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عبداللہ بن الحرث قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ہشام بن العاص بن الوائل بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ابو قیس بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور الحرث بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور معمر بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور بشر بن الحرث ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اوران کا ایک مادری بھائی بنی تمیم میں کا جس کو سعید بن عمرو کہا جاتا تھا اور سعید بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور السائب بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم بن سعید بن سہم اور محمیہ بن الجزء ان کا حلیف جو بنی زبید میں سے تھا۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے پانچ آدمی معمر بن عبداللہ بن فضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی اور عروۃ ابن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اور عدی بن نضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اوران کا بیٹا نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعۃ الخطاب والوں کا حلیف جو عنز بن وائل میں سے تھا اوران کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئی میں سے آٹھ شخص ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اوران کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اوران کے بھائی السکران ابن عمرو اور

ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ابوحاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سعد بن خولہ ان کا حلیف۔

ابن ہشام نے کہا۔ سعد بن خولہ یمن والوں میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی الحرث بن فہر میں سے آٹھ شخص ابوعبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث تھا اور صہیل بن بیضاء جن کا نام صہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن الحرث تھا لیکن ان کی ماں کا نام ان کے نسب پر غالب آ گیا اور وہ ماں ہی کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور ان کی ماں کا نام رعد بنت جحدم ابن امیہ ظرب بن الحرث بن فہر تھا اور بیضاء کے نام سے پکاری جاتی تھیں اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعۃ بن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحرث اور عیاض ابن زبیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبۃ بن الحرث بعض کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحرث اور عمرو بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک ابن ضبہ بن الحرث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث اور الحرث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث بن فہر۔

پس وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت کی اور سرزمین حبشہ میں پہنچ گئے ان بچوں کے سوا جن کو وہ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے اور کمسن تھے اور ان بچوں کے سوا جو وہیں پیدا ہوئے سب تراسی شخص تھے۔ اگر عمار بن یاسر کو بھی انہیں میں شمار کیا جائے حالانکہ ان کے متعلق شک ہے (کہ انہوں نے بھی ہجرت کی تھی یا نہیں)۔

حبشہ کی جانب ہجرت کے متعلق جو شعر کہے گئے

سرزمین حبشہ میں جو شعر کہے گئے ان کی تفصیل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے سرزمین حبشہ میں امن پایا اور نجاشی کے پڑوس کو قابل ستائش دیکھا اور کسی سے خوف کئے بغیر انہوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے تو نجاشی نے ان کے ساتھ پڑوس کا اچھا حق ادا کیا تو عبداللہ بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغًا عَنِّیْ مُغَلْغَلَةً مَنْ كَانَ يَرْجُوْ بَلَاغَ اللّٰهِ وَالدِّيْنِ

اے مسافر میری جانب سے ان لوگوں کو پیام پہنچا دے جو خدائی احکام اور دین کے مکمل ہونے کے آرزومند ہیں۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهِدٍ ۔۔۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٍ وَ مَفْتُوْنِ

اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے جو وادی مکہ میں مجبور۔ مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔

اَنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً ۔۔۔ تُنْجِي مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُوْنِ

کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے جو اہانت' ذلت اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔

فَلَا تُقِيْمُوْا عَلٰى ذُلِّ الْحَيَاةِ وَخِزْ ۔۔۔ يٍ فِي الْمَمَاتِ وَعَيْبٍ غَيْرِ مَأْمُوْنِ

پس زندگی اور موت کی ذلت' رسوائی اور بے امنی کے عیب میں نہ پڑے رہو۔

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا ۔۔۔ قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے تو اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی اور انہوں نے نبی کی بات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور حقوق کی ادائی میں خیانت کی۔

فَاجْعَلْ عَذَابَكَ فِي الْقَوْمِ الَّذِيْنَ بَغَوْا ۔۔۔ وَعَائِذٌبِكَ اَنْ يَعْلُوْا فَيُطْغُوْنِي

(یا اللہ) جن لوگوں نے سرکشی کی ہے ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔ ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے اس بات سے کہ یہ لوگ سربلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنا دیں۔

قریش نے اپنی بستیوں سے جن مسلمانوں کو نکال دیا ان کا بیان اور اپنی قوم کے بعض افراد سے ناراضی ظاہر کرتے ہوئے۔ عبداللہ بن الحرث نے یہ بھی کہا ہے۔

اَبَتْ كَبِدِيْ لَا اَكْذِبَنْكَ قِتَالَهُمْ ۔۔۔ عَلَيَّ وَتَابَاهُ عَلَيَّ اَنَامِلِيْ

میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا ان سے جنگ کرنے سے میرا دل بھی انکار کرتا ہے۔ اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں۔

وَكَيْفَ قِتَالِيْ مَعْشَرًا اَدَّبُوْكُمْ ۔۔۔ عَلَى الْحَقِّ اَنْ لَا تَاْشِبُوْهُ بِبَاطِلِ

میری جنگ ایسے لوگوں سے کیسے ہوسکتی ہے جنہوں نے تمہیں تعلیم دی کہ حق پر رہو اور اس کو باطل سے غلط ملط نہ کرو۔

نَفَتْهُمْ عِبَادُ الْجِنِّ مِنْ حُرِّ اَرْضِهِمْ ۔۔۔ فَاَضْحَوْا عَلٰى اَمْرٍ شَدِيْدِ الْبَلَابِلِ

جنوں کی پوجا کرنے والوں نے انہیں ان کی قابل عظمت سرزمین سے بے خانماں کر دیا جس

کے سبب سے وہ سخت رنج والم میں مبتلا ہو گئے۔

فَاِنْ تَكُ كَانَتْ فِىْ عَدِيٍّ اَمَانَةٌ ۔۔۔ عَدِيِّ بْنِ سَعْدٍ عَنْ تُقًى اَوْتَوَاصُلِ

بنی عدی۔ وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں اگر ان میں خوف خدا کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ کی وجہ سے کوئی دیانت رہی ہوتی۔

فَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنَّ ذٰلِكَ فِيْكُمْ ۔۔۔ بِحَمْدِ الَّذِىْ لَا يُطَّبٰى بِالْجَعَائِلِ

تو مجھے امید ہوتی کہ ضرور یہ صفت تم میں بھی ہوگی۔ اور اس ذات کا شکرادا کرتا جس سے کسی مزدوری کے معاوضے میں استدعا نہیں کی جاسکتی۔

وَ بُدِّلْتُ شِبْلاً شِبْلَ كُلِّ خَبِيْثَةٍ ۔۔۔ بِذِىْ فَجَرٍ مَاْوَى الضِّعَافِ الْاَرَامِلِ

خبیث عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد دے گئے ہیں جو سخی اور کمزور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

اور عبداللہ بن الحرث نے یہ بھی کہا ہے۔

تِلْكَ قُرَيْشٌ تَجْحَدُ اللّٰهَ حَقَّهٗ ۔۔۔ كَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَمَدْيَنُ وَالْحِجْرُ

قریش کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے انکار کرتے ہیں جس طرح عاد و مدین وحجر والوں نے انکار کیا (اور تباہ ہوئے)۔

فَاِنْ اَنَا لَمْ اُبْرِقْ فَلَا يَسْعَنَّنِىْ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْضِ بَرٌّ ذُوْ فَضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

پس اگر میں (انجاموں کی سزاؤں سے) نہ ڈروں تو مجھے نہ زمین کے فضا والے میدانوں میں (رہنے کے لئے) جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔

بِاَرْضٍ بِهَا عَبْدُالْاِلٰهِ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ اُبَيِّنْ مَا فِى النَّفْسِ اِذَا بَلَغَ النَّقْرُ

اس سرزمین جس میں خدا کا بندہ محمد (ﷺ) موجود ہے جب بحث کا موقع آ گیا ہے تو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن الحرث پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ان کے اس شعر کی وجہ سے (جس میں ابرق کا لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے) ان کا نام مبرق مشہور ہو گیا۔

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح جو عثمان بن مظعون کا چچیرا بھائی تھا اور ان کے اسلام کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتا تھا اور اس زمانے میں وہ اپنی قوم میں اعلیٰ رتبے والا تھا۔ اس پر غصے ہوتے ہوئے عثمان بن مظعون نے کہا ہے۔

اَتَيْمَ بْنَ عَمْرٍ لِلَّذِىْ جَاءَ بِغُضَةً وَمِنْ دُوْنِهِ الشَّرْمَانِ وَالْبَرْكُ اَكْتَعُ

اے بنی تیم بن عمرو! اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دشمنی رکھتا ہے حالانکہ اس کے (اور میرے) درمیان کھاری پانی اور میٹھے پانی کے سمندر اور بیٹھے ہوئے تمام اونٹ ہیں۔

(یعنی اس کے اور میرے درمیان اتنی مسافت ہے کہ اس کے طے کرنے کے لئے اونٹوں پر خشکی کا سفر کرنا اور میٹھے پانی کے دریاؤں کو کشتی سے پار کرنا اور کھاری پانی کے سمندر کو جہازوں سے طے کرنا ہے) یا اس کے اور میرے درمیان شرماں اور برک (نامی دونوں مقام) ہیں۔

اَاَخْرَجْتَنِىْ مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ آمِنًا وَاَسْكَنْتَنِىْ فِىْ صَرْحٍ بَيْضَاءَ تُقْذَعِ

کیا تو نے امن حاصل کرنے کے لئے وادی مکہ سے مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی سفید قابل نفرت عمارتوں میں رہنے پر مجھے تو نے مجبور کیا۔

تَرِيْشُ نِبَالاً لَا يُوَاتِيْكَ رَيْشُهَا وَتَبْرِىْ نِبَالاً رِيْشُهَا لَكَ اَجْمَعُ

تو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے جن کا درست کرنا تیرے لئے موافق نہیں اور تو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے۔جن کی درستی تیرے لئے سراسر نفع بخش ہے۔

وَحَارَبْتَ اَقْوَامًا كِرَامًا اَعِزَّةً وَاَهْلَكْتَ اَقْوَامًا بِهِمْ كُنْتَ تَفْزَعُ

تو نے شریف اور عزت دار لوگوں سے جنگ چھیڑ رکھی ہے اور ان لوگوں کو تو نے برباد کر دیا جن کی تو پناہ لیا کرتا تھا۔

سَتَعْلَمُ اِنْ نَابَتْكَ يَوْمًا مُلِمَّةٌ وَاَسْلَمَكَ الْاَوْبَاشُ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ

جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آ جائے گی اور کمزور اغیار تیری امداد سے دست کش ہو جائیں گے تو اس وقت تجھ کو معلوم ہو گا کہ تو کیا کرتا تھا۔

(یعنی تیرے یہ کام اچھے تھے یا برے)

تیم بن عمرو جس کو عثمان نے مخاطب کیا ہے وہ جمح ہے۔اس کا نام تیم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی سرزمین حبشہ میں مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور انہوں نے وہاں گھر بھی پا لیا اور چین بھی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان لوگوں کے متعلق خود اپنے میں سے قریش کے دو مستقل مزاج شخصوں کو نجاشی کے پاس (اس لئے) روانہ کریں کہ وہ انہیں ان کے حوالے کر دے ان کے دینی معاملوں میں یہ انہیں مصیبتوں میں مبتلا کریں اور انہیں ان کے گھروں سے نکال باہر کریں جن میں انہیں اطمینان اور امن حاصل ہو گیا تھا۔اس لئے انہوں نے عبداللہ

ابن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا نجاشی اور اس کے وزیروں کے واسطے ان دونوں کے ساتھ روانہ کرنے کے لئے بہت سے ہدیے جمع کئے اور ان لوگوں کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے ان دونوں کو اس کے پاس روانہ کیا۔ ابو طالب نے جب ان کی اس رائے اور ان ہدیوں کے متعلق غور کیا جو ان دونوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے تو نجاشی کو پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کی حفاظت پر آمادہ کرنے کے لئے یہ اشعار کہے۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ کَیْفَ فِی النَّاْیِ جَعْفَرٌ ... وَعَمْرٌ وَ اَعْدَاءُ الْعَدُوِّ الْاَقَارِبُ

اے کاش مجھے کوئی خبر ملتی کہ جعفر اور عمرو اور دشمنوں کے دشمن یعنی قریب کے لوگ دور پڑے ہوئے کس حالت میں ہیں۔

فَهَلْ نَالَ اَفْعَالُ النَّجَاشِیِّ جَعْفَرًا ... وَاَصْحَابَهٗ اَوْعَاقَ ذٰلِكَ شَاغِبُ

کیا نجاشی کے حسن سلوک نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو (اپنا مطلوب سمجھ کر حاصل کرلیا یا کسی شرانگیز نے اس میں کوئی رکاوٹ ڈال دی۔

تَعَلَّمْ اَبَیْتَ اللَّعْنَ اَنَّكَ مَاجِدٌ ... كَرِيْمٌ فَلَا يَشْقٰى لَدَيْكَ الْمُجَانِبُ

اللہ تعالیٰ آپ کو (برے کاموں اور اس کے سبب سے) بدنامی سے بچائے۔ یہ بات یاد رہے کہ آپ کی ہستی عظمت اور شرافت والی ہستی ہے' آپ کے پاس آپ کے سایہ میں پناہ لینے والے کو محرومی نہ نصیب ہونا چاہئے۔

تَعَلَّمْ بِاَنَّ اللّٰهَ زَادَكَ بَسْطَةً ... وَاَسْبَابَ خَيْرٍ كُلُّهَا بِكَ لَازِبُ

آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی فضیلت دی ہے اور بھلائی کے تمام ذریعے آپ کو حاصل ہیں۔

وَاَنَّكَ فَيْضٌ ذُوْسِجَالٍ غَزِيْرَةٍ ... يَنَالُ الْاَعَادِيْ نَفْعَهَا وَالْاَقَارِبِ

اور یہ بھی (آپ کو معلوم ہونا چاہئے) کہ آپ کی ذات لب ریز ڈولوں والا (سخاوت کا) ایک دریا ہے جس سے دشمن اور دوست دونوں فیض پاتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن ابن الحرث بن ہشام المخزومی سے روایت بیان کی اور انہوں نے محل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ بنت ابی امیۃ بن المغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیا اور ہمیں ہمارے دین میں امن نصیب ہوا اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا

اور نہ ہم کوئی بری بات سنتے تھے۔ اور جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورے کئے کہ ہمارے بارے میں نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمیوں کو روانہ کریں اور نجاشی کے پاس مکہ کے سامان میں سے نایاب سمجھی جانے والی چیزیں بطور ہدیہ کے روزنہ کریں مکہ سے حبشہ کو جانے والی چیزوں میں سے بہترین دباغت کئے ہوئے چمڑے تھے۔ انہوں نے اس کے لئے بہت سے چمڑے اکھٹے کئے اور انہوں نے اس کے وزیروں میں سے کسی وزیر کو نہیں چھوڑا جس کے لئے ہدیہ نہ بھیجا ہو انہوں نے اس کو عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو ابن العاص کے ساتھ روانہ کیا اور ان دونوں کو احکام دیے اور ان سے کہہ دیا کہ نجاشی سے ان کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے ہر ایک وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچا دو اور اس کے بعد نجاشی کے پاس اس کے ہدیے پیش کرو۔ اور اس کے بعد اس سے استدعا کرو کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنے سے پہلے ان کو تمہارے حوالے کر دے۔ لہٰذا وہ دونوں چلے اور نجاشی کے پاس پہنچے جب کہ ہم اس کے پاس بہترین جگہ اور بہترین ہمسایہ میں تھے۔ نجاشی سے گفتگو کرنے سے پہلے انہوں نے اس کے وزیروں میں سے ہر ایک وزیر کے پاس اس کا ہدیہ پہنچایا اور ان میں سے ہر ایک وزیر سے کہا کہ ہم میں کے چند کم عمر بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ تم۔ انہوں نے (تمہارے) بادشاہ کے ملک میں پناہ لی ہے۔ ان کے متعلق ہم نے بادشاہ کے پاس اپنی قوم کے معززین بھیجے ہیں تا کہ وہ انہیں ان کے حوالے کر دے۔ اس لئے جب ہم بادشاہ سے ان کے متعلق گفتگو کریں تو تم بادشاہ کو یہ مشورہ دینا کہ وہ انہیں ہمارے حوالے کر دے اور ان سے گفتگو نہ کرے۔ کیونکہ شرافت کے لحاظ سے ان کی قوم ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ آخر انہوں نے ان سے کہا۔ بہت اچھا پھر ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کئے اور اس نے ان کے وہ ہدیے قبول کر لئے۔ پھر انہوں نے اس سے گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ اور ہم نے آپ کے پاس ان کے متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے جن میں ان کے باپ۔ چچا اور ان کے لوگ ہیں تا کہ آپ انہیں ان کے پاس واپس روانہ کر دیں۔ کیوں کہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں اس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو اس بات سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی کہ نجاشی مسلمانوں کی گفتگو سنے۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس کے ان وزیروں نے جو اس

کے گرد موجود تھے کہا کہ اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا کہ ان کی قوم شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوف واقف ہیں لہٰذا انہیں ان دونوں کے سپرد کر دیجئے کہ وہ انہیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس واپس پہنچا دیں۔ محترمہ نے فرمایا کہ اس بات پر نجاشی غصے ہوا اور کہا نہیں! خدا کی قسم!! (جب ایسی حالت ہے) تو میں انہیں ہرگز ان دونوں کے سپرد نہیں کروں گا اور نہ ایسا ارادہ ان لوگوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے جنہوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے اور میری سرزمین میں بطور مہمان کے آئے ہیں اور (چونکہ) میرے سوا دوسروں کو چھوڑ کر انہوں نے مجھے (ہی) منتخب کیا ہے اس لئے میں انہیں بلاؤں گا اور ان دونوں نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کی نسبت ان سے دریافت کروں گا۔ پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو میں انہیں ان کے حوالے کروں گا۔ اور انہیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دوں گا اور اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو میں ان لوگوں سے ان کی حفاظت کروں گا جب تک کہ وہ میرے پڑوس میں رہیں۔ میں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کروں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ جب ان لوگوں کے پاس کا بھیجا ہوا آدمی پہنچا یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ جب تم اس کے پاس پہنچو گے تو آخر اس سے کیا کہو گے۔ انہوں نے کہا۔ واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اس میں چاہے جو ہونا ہو ہو جائے پھر جب یہ وہاں پہنچے دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بلا لیا ہے اور اس کے گرد انہوں نے اپنے صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ اس نے ان سے سوالات شروع کئے۔ اس نے کہا اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔ محترمہ نے فرمایا کہ اب جس نے اس سے گفتگو شروع کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے انہوں نے اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہماری قوم کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جاہل تھے' بتوں کی پوجا کرتے۔ مردار کھاتے۔ برے کاموں کے مرتکب ہوتے۔ رشتے ناتے توڑ دیتے۔ پڑوس سے برا سلوک کرتے اور ہم میں کا قوی کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جس کے نسب' سچائی' امانت اور پاک دامنی کو ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب (یہ) دعوت دی کہ ہم اسے یکتا مانیں اور اس کی عبادت کریں۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اس کو چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی جو پوجا اختیار کر رکھی تھی اس کو چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں سچی بات' امانت کی ادائی' رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے' پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے' حرام

باتوں اور قتل وخون ریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور ہمیں بری باتوں' جھوٹ بولنے' یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ خدائے یکتا کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اس نے ہمیں نماز' زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ محترمہ نے فرمایا غرض انہوں نے اس کے سامنے تمام اسلام کے احکام بیان کر دیئے اور کہا پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لایا ہم نے اس کی پیروی کی۔ پس ہم نے خدائے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا جو ہم پر حرام کی گئیں اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں تو ہماری قوم نے ہم پر ظلم وزیادتی کی اور انہوں نے ہمیں تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر کر بتوں کی پوجا کی جانب لوٹائیں اور تاکہ ہم ان تمام بری چیزوں کو حلال سمجھ لیں جن کو ہم حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے ہم کو مجبور کیا اور ظلم ڈھائے اور ہمارے لئے زندگی کا میدان تنگ کر دیا اور ہمارے دین کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے اور ہم نے آپ کو آپ کے سوا دوسرے لوگوں پر ترجیح دی اور آپ کی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ تو ان سے نجاشی نے کہا کہ کیا اس کلام میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے جس کو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے۔ محترمہ نے فرمایا کہ جعفر نے اس سے کہا ہاں! نجاشی نے ان سے کہا وہ مجھ پڑھ کر سناؤ۔ محترمہ نے فرمایا کہ انہوں نے اس کو کٓھٰیٰعٓصٓ کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ واللہ پھر تو نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر بتر ہوگئی اور جب اس کے علماء نے ان کے آگے پڑھا ہوا کلام سنا تو وہ بھی (ایسا) روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسیٰ لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی ہے تم دونوں چلے جاؤ۔ نہیں واللہ انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔ محترمہ نے فرمایا کہ جب وہ دونوں اس کے پاس سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا کہ واللہ! کل میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کی جماعت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالوں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ نے جو ہمارے متعلق ان دونوں میں زیادہ خوف خدا رکھنے والا تھا کہا ایسا نہ کرنا کیونکہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے اگرچہ انہوں نے ہماری مخالفت کی ہے۔ اس نے کہا واللہ میں اسے اس بات کی خبر دوں گا کہ ان لوگوں کا عقیدہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ایک بندے تھے۔ محترمہ نے فرمایا کہ دوسرے روز سویرے وہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں آپ نے انہیں بلوایئے اور ان سے دریافت کیجئے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس نے ان کو بلوا بھیجا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے۔ محترمہ نے فرمایا کہ ایسی آفت ہم پر کبھی نہیں آئی تھی۔ سب کے سب جمع ہوئے اور بعض نے بعض سے کہا کہ آخر عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم ان کے متعلق کیا کہو گے۔ انہوں نے کہا واللہ ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں۔ اس میں چاہے جو بھی ہو۔ فرمایا کہ جب یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ اس نے ان سے کہا عیسیٰ بن مریم کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو۔ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب نے کہا۔ ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے کنواری مریم کی جانب ڈال دیا۔ فرمایا کہ پھر تو نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم زیادہ نہیں۔ فرمایا۔ جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہہ دیئے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ ناک سے آوازیں نکالنے لگے (یعنی ناراضی ظاہر کی) تو نجاشی نے کہا خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو (ناخوشی کا اظہار کرو) یا کچھ اور واللہ! تم چلے جاؤ۔ فَاَنْتُمْ شُیُوْمٌ بِاَرْضِیْ۔ تم میری سرزمین میں ''شیوم ''ہو'' شیوم '' کے معنی آمنون کے ہیں۔ بے خوف ہو جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ '' مَااُحِبُّ اَنَّ لِی دَبْراً مِنْ ذَھَبٍ '' مجھے اس کی خواہش نہیں کہ مجھے ایک سونے کا پہاڑ مل جائے۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض نے دبرا من ذھب کہا اور بعض نے ''فانتم سیوم وانی آذیت رجلا منکم '' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔ تم بے خوف ہو میں نے تم میں کے بعضوں کو تکلیف دی۔ دبر کے معنی زبان حبشہ میں جبل یعنی پہاڑ کے ہیں۔ ان دونوں کے ہدیے انہیں واپس کر دو مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا کی قسم! جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو وہ دونوں اس کے پاس سے ملول یا ناراض ہو کر نکلے اور انہوں نے جو پیش کیا تھا وہ انہیں واپس کر دیا گیا اور ہم اس کے پاس بہترین پڑوس میں رہنے لگے۔ فرمایا کہ واللہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایکا ایکی ایک حبشی نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا اور اس کی حکومت سے کشمکش کرنے لگا۔ فرمایا واللہ میں نے اپنے لوگوں کو اس وقت سے زیادہ رنجیدہ

کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس ڈر سے کہ کہیں اس شخص نے نجاشی پر غلبہ پالیا تو ایسا شخص آئے گا۔ جو ہمارے وہ حقوق نہ سمجھے گا جو نجاشی سمجھتا تھا۔ فرمایا کہ پھر نجاشی اس کے مقابلے کے لئے چلا اور ان دونوں کے درمیان دریائے نیل کا عرض تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کون ایسا ہے جو باہر نکلے اور ان لوگوں کے واقعات کا مشاہدہ کر کے ہمیں آ کر خبر دے۔ فرمایا کہ زبیر بن العوام نے کہا کہ میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں)۔ ان لوگوں نے کہا تم (یہ کام کرو گے)۔ اور وہ سب سے زیادہ کمسن تھے فرمایا کہ سب نے ان کے لئے ایک مشک میں ہوا بھر دی۔ انہوں نے اس کو اپنے سینے کے نیچے رکھا اور اس پر تیرتے چلے یہاں تک کہ نیل کے اس کنارے پر پہنچے جہاں ان لوگوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ پھر وہ ان کے پاس پہنچے۔ فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے کہ نجاشی اپنے دشمن پر غلبہ پائے اور اپنے ممالک میں اس کو پوری قدرت حاصل رہے فرمایا واللہ ہم اسی حالت میں ہونے والی بات کے منتظر تھے کہ ایکا ایکی زبیر نکلے اور وہ دوڑتے چلے آ رہے تھے اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہے تھے کہ خوش ہو جاؤ کہ نجاشی نے فتح پائی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو برباد کر دیا اور اس کو اس کے ملکوں میں اقتدار حاصل ہو گیا۔ فرمایا واللہ! میں نے اپنے لوگوں کی اس وقت کی سی خوشی بھی کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا اس کے بعد نجاشی ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو برباد کر ڈالا تھا اور اس کو اس کے ملکوں میں پورا اقتدار حاصل ہو گیا اور حکومت حبشہ اس کے لئے مستحکم ہو گئی اور ہم اس کے پاس بڑی عزت سے رہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ مکہ میں تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں زہری نے کہا کہ میں نے عروۃ بن زبیر سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی حدیث نبی ﷺ کی بی بی ام سلمہ کی روایت سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں خبر ہے کہ نجاشی کے قول ''جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی'''' رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو'''' (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع ''نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق'''' (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں'' کے کیا معنی ہیں۔ زہری نے کہا میں نے کہا۔ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین عائشہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نجاشی کا باپ اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کو نجاشی کے سوا کوئی اولاد نہ تھی اور نجاشی کا ایک چچا تھا جس کے صلبی بارہ بیٹے تھے اور حبشیوں کی حکومت والے خاندان سے تھے تو حبشہ والوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو مار ڈالیں اور اس کے بھائی کو حکومت کا مالک بنائیں (تو بہتر ہو گا) کیونکہ اس کو بجز اس لڑکے کے اور کوئی اولاد نہیں اور اس کے بھائی کو اس کے صلبی بارہ لڑکے ہیں یہ اس کے بعد اس کی حکومت کے وارث ہوں گے تو حبشہ اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک رہے گا آخر انہوں نے

نجاشی کے باپ پر دست درازی کی اور اس قتل کر ڈالا اور حکومت اس کے بھائی کے حوالے کی۔ چند روز اس حالت میں بھی گزرے اور نجاشی نے اپنے چچا کے ساتھ نشو ونما پائی اور وہ لوگوں میں بڑا ہوشیار اور بڑا عقلمند تھا اس نے اپنے چچا کے حالات پر غلبہ حاصل کرلیا اور ہر جگہ اپنے چچا کے ساتھ رہنے لگا اور حبشہ والوں نے اس کے اقتدار کو دیکھا تو آپ میں کہا واللہ! اس لڑکے نے تو اپنے چچا کے حالات پر قابو پالیا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ اسے ہم پر حاکم نہ بنادے اور اگر اس نے اس کو ہم پر حاکم بنادیا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالے گا اسے معلوم ہے کہ ہم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے لہٰذا وہ سب مل کر اس کے چچا کے پاس گئے اور کہا یا تو اس چھوکرے کو قتل کر دو یا ہمارے درمیان سے نکال دو کیونکہ ہمیں اپنی جانوں کے بارے میں ڈر لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا کم بختو! کل تم نے اس کے باپ کو قتل کیا اور آج میں اس کو قتل کر دوں۔ (اس کو قتل تو نہیں کرسکتا) بلکہ اس کو تمہارے ملکوں سے نکال دیتا ہوں۔ جناب عائشہ نے فرمایا کہ وہ اس کو لے کر بازار گئے اور تاجروں میں سے ایک تاجر کے ہاتھ چھ سو درہم میں بیچ ڈالا۔ وہ اس کو کشتی میں لے چلا یہاں تک کہ جب اس دن کی شام ہوئی تو خریف کے ابر میں سے ایک ابر کے ٹکڑے میں جوش پیدا ہوا اور اس کا چچا بارش کی طلب کے لئے اس کے نیچے گیا تو اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو حبشہ والے اس کے لڑکوں کے لئے بے چین ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس کے سب لڑکے احمق تھے۔ اس کی اولاد میں کوئی بھی بھلا چنگا صحیح دماغ والا نہ تھا آخر حکومت حبشہ میں فساد ہو گیا اور جب وہ اس حالت سے تنگ ہو گئے تو ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ تم یہ سمجھ لو کہ واللہ! تمہارا بادشاہ جس کے بغیر تمہارے معاملوں کی درستی نہیں ہوسکتی وہی ہے جس کو تم نے سویرے بیچ ڈالا۔ اگر حبشہ کی حکومت کے لئے تمہیں کسی کی ضرورت ہے تو اس کو ڈھونڈ نکالو۔ فرمایا کہ پھر تو اس کی تلاش میں نکلے اور اس شخص کی تلاش کی گئی جس کے ہاتھ انہوں نے اس کو بیچا تھا یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا اور اس سے لے لیا اور اس کو لا کر اس کے سر پر تاج رکھا اور تخت شاہی پر بٹھایا اور حکومت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر ان کے پاس وہ تاجر آیا جس کے ہاتھ انہوں نے اس کو بیچا تھا۔ اس نے کہا یا تو میری رقم مجھے دے دو یا خود اسی سے اس معاملہ میں گفتگو کرنے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے کچھ رقم وغیرہ نہیں دیتے۔ اس نے کہا تب تو واللہ! میں خود اسی سے گفتگو کروں گا انہوں نے کہا جاؤ اسے پکڑو۔ فرمایا کہ وہ اس کے پاس آ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا اے بادشاہ میں نے فلاں کو فلاں لوگوں سے بازار میں چھ سو درہم میں خریدا اور انہوں نے غلام کو میرے قبضے میں دیا۔ اور مجھ سے میرے درہم لئے۔ آخر جب میں اپنے غلام کو لے کر چلا' تو انہوں نے پھر مجھے پکڑ لیا اور مجھ سے میرے غلام کو لے لیا اور میرے درہم انہوں نے روک رکھے (واپس نہیں کئے) فرمایا آخر نجاشی نے اس سے کہا کہ اس کے درہم انہیں دے

دینا چاہیں ورنہ اس کا غلام اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا اور وہ جہاں چاہے گا اس کو لے جائے گا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم اس کے درہم اس کو دیں گے۔فرمایا۔اس لئے نجاشی کہتا ہے کہ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔فرمایا کہ یہی اس کی پہلی بات تھی جس نے اس کی اپنے دین میں سختی اور اپنے احکام میں عدل وانصاف کی خبر دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے۔عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت بیان کی کہ آپ نے فرمایا جب نجاشی کا انتقال ہوا تو بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر پر نور نظر آیا کرتا تھا۔

حبشہ والوں کی نجاشی سے بغاوت

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔انہوں نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگ جمع ہوئے اور نجاشی سے کہا کہ تو نے ہمارے دین سے علیٰحدگی اختیار کر لی ہے (اس لئے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے چنانچہ) انہوں نے اس سے بغاوت کی۔فرمایا کہ اس نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا اور ان کے لئے کشتیاں تیار کر دیں اور کہا کہ آپ سب ان میں سوار ہو جائیں اور اسی حالت میں ٹھہرے رہیں۔اگر میں نے شکست کھائی تو آپ جہاں جی چاہے چلے جائیں اور وہاں پہنچ جائیں جہاں آپ چاہیں اور اگر میں نے فتح پائی تو آپ سب یہیں رہیں۔پھر اس نے ایک کاغذ منگوایا اور اس میں لکھا کہ وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ عیسیٰ بن مریم اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی جانب ڈالا ہے۔پھر اس نے اسے سیدھے بازو (کی طرف) قبا کے اندر رکھ لیا اور حبشہ کی جانب چلا اور وہ اس کے لئے صف بستہ ہو گئے۔نجاشی نے کہا۔اے گروہ حبشہ! کیا میں تم سب میں زیادہ حقدار نہیں ہوں۔انہوں نے کہا کیوں نہیں۔نجاشی نے کہا۔پھر تم نے میری سیرت کیسی پائی۔انہوں نے کہا بہترین۔نجاشی نے کہا پھر تمہیں ہوا کیا ہے۔انہوں نے کہا تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور تو نے اس بات کا اعادہ کیا کہ عیسیٰ ایک بندہ ہے۔نجاشی نے کہا۔اچھا تم عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو۔انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔تو نجاشی نے (اشارے سے) کہا اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر قبا کے اوپر رکھا یعنی وہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ عیسیٰ بن مریمؑ اس سے زیادہ کچھ

نہیں۔نجاشی کی مراد تو وہی تھی جو اس نے لکھا تھا۔(اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ہمارے عقیدے کو تسلیم کر لیا لہٰذا وہ راضی ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر (غائبانہ) نماز پڑھی اور اس کی بخشش کی دعا فرمائی۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے متعلق جس بات کے لئے وہ گئے تھے وہ نہیں ہوئی اور نجاشی نے انہیں اس طرح واپس کیا جسے وہ پسند نہ کرتے تھے اور عمر بن الخطاب نے بھی اسلام اختیار کر لیا جو ایسے شخص تھے کہ کسی کی کچھ مانتے نہ تھے اور اس کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ان کی وجہ سے اور حمزہ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے یہاں تک کہ قریش پر انہیں غلبہ ہونے لگا۔عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب عمر نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی آخر انہوں نے کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی اور عمر کے اسلام اختیار کرنے (کا واقعہ) اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حبشہ چلے جانے کے بعد کا ہے۔

ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے مسعر بن کدام نے سعد بن ابراہیم سے روایت بیان کی' انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ عمر کا اسلام ایک طرح کی فتح تھی اور ان کی ہجرت ایک قسم کی امداد تھی اور ان کا امیر ہونا ایک بڑی رحمت تھا۔ہم کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب انہوں نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی اور کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحرث بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ نے۔عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کی اور انہوں نے اپنی والدہ ام عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لئے گئے تھے کہ ایکا ایکی عمر بن الخطاب آ گئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے وہ حالت شرک ہی میں تھے۔ام عبداللہ نے کہا کہ ان کی طرف سے ہم پر ایذائیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ام عبداللہ نے کہا کہ عمر نے کہا اے ام عبداللہ! تو اب کوچ ہے۔ام عبداللہ نے کہا۔میں نے کہا ہاں۔تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں مجبور کر دیا واللہ! ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے تا کہ اللہ ہمیں

ان آفتوں سے بچالے ام عبداللہ نے کہا کہ اللہ تمہارا ساتھ دے اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی پھر وہ لوگ گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر کچھ غم کا اثر ہوا۔ کہا کہ پھر عامر اپنا وہ ضروری سامان لے کر آ گئے تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ! کاش تم عمر کو دیکھتے اور (ان کے) اس وقت کے رنج کو دیکھتے جو انہیں ہمارے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو۔ ام عبداللہ نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک خطاب کا گدھا اسلام اختیار نہ کرے جس کو تم نے دیکھا ہے وہ اسلام اختیار نہیں کرے گا۔ ام عبداللہ نے کہا کہ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ وہ ان سے ناامید تھے کیونکہ وہ اسلام کے متعلق ان کی سختی اور شدت مدت سے دیکھتے (چلے) آ رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمر کے اسلام کے متعلق جو واقعات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب جو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس (ان کے نکاح میں) تھیں انہوں نے اور ان کے شوہر سعید بن زید نے اسلام اختیار کر لیا تھا لیکن عمر سے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے اور نعیم بن عبداللہ النحام مکہ کا ایک شخص انہیں کی قوم یعنی بنی عدی بن کعب میں کا تھا۔ اس نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا اور اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے چھپاتا تھا اور خباب بن الارت' فاطمہ بنت الخطاب کے پاس آیا جایا کرتے اور انہیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز عمر اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے۔ جن کے متعلق انہیں معلوم ہوا تھا کہ کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوبکر صدیق بن قحافہ اور علی بن ابی طالب اور دوسرے وہ مسلمان بھی ہیں جو رسول اللہ کے ساتھ مکہ میں رہ گئے تھے اور سرزمین حبشہ کی جانب جو لوگ چلے گئے تھے ان کے ساتھ یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ آخر نعیم بن عبداللہ عمر سے ملے تو انہوں نے ان سے کہا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے۔ عمر نے کہا۔ اس بے دین شخص محمد (ﷺ) کی جانب جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ان میں کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور ان کے دین میں عیب نکالے ہیں اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو قتل کر دوں۔ تو نعیم نے ان سے کہا اے عمر! واللہ تمہارے نفس نے تم کو دھوکا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ محمد کو اگر تم نے قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تم کو (کیا) چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو تم اپنے گھر والوں کی جانب کیوں نہیں لوٹتے کہ ان کی پہلے اصلاح کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمہارا بہنوی۔ تمہارا چچا زاد بھائی سعید بن زید بن عمرو اور تمہاری

بہن فاطمہ بنت الخطاب' واللہ! ان دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور محمد ﷺ کے پیرو ہو گئے ہیں۔تم پر ان کی دیکھ بھال لازمی ہے۔راوی نے کہا کہ پھر تو عمر اپنی بہن اور بہنوی کی طرف (جانے) کا ارادہ کر کے لوٹے اور ان دونوں کے پاس خباب بن الارت موجود تھے اور ان کے ساتھ ایک کتاب تھی جس میں سورہ طٰه لکھی ہوئی تھی اور وہ انہیں سورہ طٰه پڑھا رہے تھے۔جب ان لوگوں نے عمر کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے کسی حصے یا حجرے کا اندرونی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا حالانکہ عمر جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انہوں نے خباب کی قرأت سن لی تھی جب وہ اندر آئے تو کہا۔یہ کس کے گنگنانے کی آواز تھی جو میں نے سنی۔بہن بہنوئی دونوں نے کہا نہیں تم نے کچھ نہیں سنا۔عمر نے کہا کیوں نہیں واللہ! (میں نے سنا ہے) اور مجھے یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ تم دونوں نے محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔اور اپنے بہنوئی سعید بن زید کو پکڑ لیا تو فاطمہ بنت الخطاب ان کی بہن اٹھیں کہ ان کو اپنے شوہر سے روکیں۔عمر نے فاطمہ کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے ان سے کہا ہاں ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ہم ایمان لا چکے ہیں تم جو چاہو کرو۔جب عمر نے اپنی بہن کے (سر سے) خون (نکلتا ہوا) دیکھا تو اپنے کئے پر پچھتائے اور مارنے سے رک گئے اور اپنی بہن سے کہا اچھا مجھے وہ کتاب تو دو جسے تم لوگ پڑھ رہے تھے اور میں نے ابھی ابھی تم کو پڑھتے سنا ہے میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو محمد (ﷺ) لایا ہے اور عمر لکھے (پڑھے) شخص تھے۔جب انہوں نے یہ کہا تو ان کی بہن نے ان سے کہا ہمیں اس کے متعلق تم سے ڈر لگتا ہے عمر نے کہا ڈرو نہیں اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھ کر وہ انہیں ضرور واپس کر دیں گے۔جب انہوں نے یہ کہا تو انہیں ان کے اسلام کی امید ہوئی اور کہا بھائی جان! آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا (کوئی) دوسرا چھو نہیں سکتا۔تو عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا جب ان کی بہن نے ان کو وہ کتاب دی اور اس میں سورہ طٰه تھی انہوں نے اس کو پڑھا۔جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے جب خباب نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے باہر نکل آئے اور ان سے کہا اے عمر! بخدا مجھے امید ہو گئی کہ اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے تم کو (اسلام کے لئے) منتخب کر لیا کیونکہ میں نے کل (ہی) آپ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِی الْحَکَمِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

''یا اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے اسلام کی تائید فرما''۔

لہٰذا اے عمر! اللہ سے ڈرو' تو عمر نے اس وقت ان سے کہا اے خباب! محمد (ﷺ) کے پاس مجھے

لے چلو کہ میں ان کے پاس پہنچوں اور اسلام اختیار کروں۔ خباب نے ان سے کہا کہ آپ کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں ہیں جس میں آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی ہیں۔ عمر نے اپنی تلوار لی اور اسے حمائل کر لیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف (جانے) کا قصد کیا۔ ان کے پاس آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب انہوں نے ان کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور دروازے کی دڑاڑوں میں سے انہیں دیکھا کہ تلوار حمائل کئے ہوئے ہیں تو وہ گھبرائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹے اور عرض کی عمر بن الخطاب ہیں اور تلوار حمائل کئے ہوئے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے کہا انہیں آنے کی اجازت دیجئے۔ اگر وہ کسی بھلائی کے ارادے سے آئے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائی ہی کا سلوک کریں گے اور اگر وہ کسی برائی کے ارادے سے آیا ہے تو اس کو اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ ائذن له۔ انہیں آنے دو۔ اس شخص نے انہیں آنے کی اجازت سنائی اور رسول اللہ ؐ ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے حجرے میں ملاقات کی اور ان کی کمر یا مجمع الرداء[1] کو پکڑ لیا۔ اور انہیں خوب بھینچا اور فرمایا۔

مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا اَرٰى اَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً.

''اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو کونسی چیز (یہاں) لائی ہے واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی آفت تجھ پر نازل فرمائے''۔

تو عمر نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ۔ اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ کے پاس سے وہ لایا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو رسول اللہ ﷺ نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس گھر میں رہنے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جان گئے کہ عمر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب اس مقام سے ادھر ادھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حمزہ کے اسلام کے ساتھ ساتھ عمر نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کریں گے اور مسلمان ان دونوں کے سبب سے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکیں گے۔ یہ عمر بن الخطاب کے اسلام کے متعلق مدینہ والے راویوں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح مکی نے اپنے دوستوں عطاء اور مجاہد سے یا کسی اور سے جس سے انہوں نے روایت کی ہے بیان کیا کہ عمر کے اسلام کا حال اس روایت کے لحاظ سے جو خود انہیں

---

[1] کپڑوں کے اوپر جو چیز بھی پہنی جائے اس کو رداء کہتے ہیں۔ عبا۔ جبہ۔ مالا۔ تلوار۔ کمان اور ہر ایک زینت کی چیز اور تر و تازگی اور رونق وغیرہ کو بھی رداء کہا جاتا ہے ممکن ہے کہ اس سے یہاں چادر کے دونوں سرے ملنے کی جگہ یا قبا یا جبے وغیرہ کی گھنڈیاں مراد ہوں۔ ممکن ہے کہ تلوار کی حمائل کے دونوں سرے جہاں ملتے ہیں وہ جگہ مراد ہو۔ (احمد محمودی)

سے کی گئی یہ ہے وہ کہا کرتے تھے کہ میں اسلام سے بہت دور بھاگنے والا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں شرابی تھا۔اس کا بڑا شوقین اور خوب پینے والا ہے۔ ہماری ایک مجلس مقام حزورۃ میں عمر بن عبد بن عمران المخزومی کے لوگوں کے گھروں کے پاس تھی کہا کہ ایک رات میں اپنے انہیں ساتھ (اٹھنے) بیٹھنے والوں کے پاس جانے کے ارادے سے ان کے جلسوں کی طرف چلا اور وہاں پہنچا تو وہاں ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔کہا۔ میں نے کہا اگر میں فلاں شراب فروش کے پاس جاؤں جو مکہ میں شراب بیچا کرتا تھا تو شاید اس کے پاس مجھے شراب مل جائے اور اس میں سے کچھ (میں) پی سکوں۔کہا پھر میں چلا اور اس کے پاس پہنچا تو اس کو بھی نہیں پایا۔کہا پھر میں نے کہا کہ اگر میں کعبۃ اللہ کو جاؤں اور اس کے ساتھ چکر یا ستر چکر لگاؤں۔(تو کیا بہتر ہو) کہا پھر میں مسجد میں آیا کہ کعبۃ اللہ کا طواف کروں تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ جب نماز پڑھا کرتے تو شام کی جانب منہ کرتے اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھتے اور آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود اور رکن یمانی دونوں کے درمیان کا (حصہ) تھا۔کہا جب میں نے آپ کو دیکھا تو (دل میں) کہا واللہ! اگر آج رات محمد (ﷺ) کی طرف توجہ کروں اور سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے (تو بہتر ہوگا)۔پھر میں نے کہا اگر میں سننے کے لئے اس سے نزدیک ہوا تو وہ ڈر جائے گا اس لئے میں حجر (اسود) کی جانب سے آیا اور کعبۃ اللہ کے غلاف کے اندر ہو گیا اور آہستہ آہستہ ہٹنے لگا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ میں آپ کے قبلے کی سمت میں آپ کے مقابل ہو گیا آپ کے اور میرے درمیان غلاف کعبے کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی کہا کہ جب میں نے قرآن سنا تو اس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوئی اور میں رو پڑا اور مجھ پر اسلام اثر کر گیا۔غرض میں اسی جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی اور لوٹ گئے۔اور آپ جب واپس تشریف لے جایا کرتے تو ابن ابی حسین کے گھر پر سے ہو کر تشریف لے جاتے تھے اور یہی آپ کا راستہ تھا اس کے بعد آپ مقام سعی[1] پر سے گزرتے اور پھر آپ عباس بن عبدالمطلب اور ابن ازہر بن عبدعوف الزہری کے گھروں کے درمیان سے الاخنس بن اشریق کے گھر پر سے ہوتے ہوئے اپنے بیت الشرف تشریف لے جاتے۔آنحضرت ﷺ کے رہنے کا مقام الدار الرقطاء میں تھا جو معاویہ بن ابی سفیان کے قبضے میں تھا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ کے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے بیچ میں پہنچے تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے میری آہٹ سنی تو مجھے پہچان لیا اور

---

[1] صفا و مروہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کا مقام جہاں حجاج دوڑتے ہیں۔(احمد محمودی)

آپ نے خیال فرمایا کہ صرف آپ کو ستانے کے لئے میں نے آپ کا پیچھا کیا ہے۔ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا:

مَاجَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هٰذِهِ السَّاعَةَ.

''اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو اس وقت کونسی چیز (یہاں) لائی ہے''۔

عرض کیا اللہ اور اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لانے کے لئے آیا ہوں جو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے کہا کہ پھر تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا شکر کیا اور فرمایا:

قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ.

''اے عمر! اللہ نے تجھے سیدھی راہ دکھادی''۔

پھر آپ نے میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے ثابت قدمی کی دعا فرمائی۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانے میں تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل واقعہ کونسا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے غلام نافع نے ابن عمر سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد عمر نے اسلام اختیار کیا تو کہا کہ قریش میں باتوں کو ادھر ادھر زیادہ پہنچانے والا کون ہے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ سے کہا گیا جمیل بن معمر الجمحی۔ راوی نے کہا تو آپ سویرے اس کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں بھی آپ کے نشان قدم پر آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں اور میں کم عمر تو تھا لیکن جو کچھ دیکھتا اس کو سمجھتا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس سے کہا اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد (ﷺ) میں داخل ہو چکا ہوں کہا کہ آپ نے اس بات کو دہرایا تک نہیں کہ وہ اپنا دامن کھینچتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور عمر بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اپنی انتہائی بلند آواز سے چیخا۔ اے گروہ قریش! اور کعبۃ اللہ کے دروازے کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھنے والو۔ سن لو کہ عمر بن الخطاب نے بے دینی اختیار کر لی۔ راوی نے کہا اور عمر اس کے پیچھے کہتے جا رہے تھے اس نے جھوٹ کہا (میں بے دین نہیں ہوا) بلکہ میں نے اسلام اختیار کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور ان لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی ان سے جنگ کرتے رہے اور وہ بھی آپ سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ان کے سروں پر آ گیا۔ راوی نے کہا کہ آپ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور وہ آپ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں تم جو چاہو کرو میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو جائیں تو ہم اسے (یعنی مکہ کو)

تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم اسے ہمارے لئے چھوڑ دو گے۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں کا ایک بوڑھا آیا جو یمنی کپڑے کا نیا لباس اور نقش ونگار کی قمیص پہنے ہوئے تھا وہ آ کر ان کے پاس کھڑا ہوگا اور کہا آخر تمہارا قصہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا (اگر ایسا ہوا ہے) تو کیا ہوا! ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک بات اختیار کر لی ہے پھر تم کیا چاہتے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ راوی نے کہا کہ واللہ! پھر تو وہ آپ سے اسی طرح الگ ہو گئے گویا کپڑا کھینچ کر پھینک دیا گیا کہا کہ مدینے کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان! وہ شخص کون تھا جس نے مکہ میں آپ کے اسلام اختیار کرنے کے دن لوگوں کو للکار کے آپ سے دور کر دیا تھا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل السہمی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے لوگوں کو ڈانٹ کر آپ سے دور کیا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل تھا۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحرث نے بعض عمر کے متعلقین سے یا ان کے گھر والوں سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ عمر نے فرمایا کہ جب میں نے اس رات اسلام اختیار کیا تو میں نے سوچا کہ مکہ والوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں سب سے (زیادہ سخت کون ہے کہ میں اسی کے پاس پہنچوں اور اس کو مطلع کروں کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا میں نے کہا وہ ابوجہل ہے اور عمر حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ کے (فرزند) تھے۔ فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا ابوجہل میری جانب آیا اور کہا اے میرے بھانجے! تو اپنے سزاوار مقام پر آیا۔ آ تیرے لئے وسیع جگہ موجود ہے۔ آخر کس لئے آنا ہوا۔ میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں مطلع کروں کہ میں اللہ پر اور اس کے رسول محمد (ﷺ) پر ایمان لا چکا ہوں اور میں نے ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جو وہ لائے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا کہ اللہ تجھ کو اور اس چیز کو جو تو لایا ہے برباد کرے۔

شعب ابی طالب کا واقعہ اور نوشتہ معاہدہ

ابن اسحٰق نے کہا جب قریش نے دیکھا کہ رسول ﷺ کے صحابہ ایسے ملک میں جا بسے ہیں جہاں

انہوں نے امن وچین حاصل کرلیا ہے اوران میں سے جس شخص نے نجاشی کے پاس پناہ لی۔اس نے ان کی حفاظت وحمایت کی ہے اورعمر نے بھی اسلام اختیار کرلیا ہے اور وہ اورحمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ ایک کاغذ لکھیں کہ جس میں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ نہ ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کئے جائیں اور نہ خرید وفروخت کے معاملے۔اس کام کے لئے جب وہ سب جمع ہوئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں اور سب نے مل کر اقرار کیا اوراس کے لئے ہرقسم کے استحکامات کر لئے اور اس کاغذ کو کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ خود اپنے خلاف پوری مضبوطی ہو (کہ اس معاہدے کے خلاف کوئی شخص کوئی بات نہ کر سکے)اوراس کاغذ کا لکھنے والا منصور ابن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔

ابن ہشام نے کہا۔بعض کہتے ہیں کہ اس کا لکھنے والا نضر بن الحرث تھا۔اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بد دعا کی تو اس کی چند انگلیاں بیکار ہو گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے اوران کے ساتھ شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے اور ان کے پاس جمع ہو گئے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب نکل کر قریش کی جانب ہو گیا اور انہیں کی امداد کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ نے بیان کیا کہ جب ابولہب اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور اپنی قوم کے خلاف قریش کی امداد کی اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا تو اس سے کہا۔اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات وعزیٰ کی مدد کی (یا نہیں) اور کیا میں نے ان لوگوں کو نہیں چھوڑ دیا جنہوں نے لات وعزیٰ کو چھوڑ دیا اوران کے خلاف دوسروں کی مدد کی۔ ہند نے کہا: ہاں' اے ابوعتبہ اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابولہب اپنی بعض وقت کی گفتگو میں کہا کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے جن کو میں نہیں پاتا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام باتیں موت کے بعد ہونے والی ہیں۔ان وعدوں سے اس نے میرے ہاتھ میں کیا دے دیا۔(مجھے اس سے کیا حاصل ہوا یہ کہتا اور) پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتا اور کہتا تم تباہ ہو جاؤ۔ میں تو ان چیزوں میں سے جو محمد (ﷺ) کہتا ہے کوئی چیز تم میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ سورہ) نازل فرمایا:

﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اور وہ خود بھی برباد ہو گیا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تبت کے معنی خسرت یعنی برباد و تباہ ہونے کے ہیں۔ حبیب بن خدرۃ الخارجی جو بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے۔

يَا طَيبُ اِنَّا فِیْ مَعْشَرٍ ذَهَبَتْ مَسْعَاتُهُمْ فِی التَّبَارِ وَالتَّبَتَ

اے طیب! ہم ایسے گروہ میں سے ہیں جن کی کوششیں رائے گاں ہو گئیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش اس معاہدے پر متفق ہو گئے اور اس کے متعلق انہیں جو جو کرنا تھا وہ کر چکے تو ابو طالب نے کہا۔

اَلَا اَبْلِغَا عَنِّیْ عَلٰی ذَاتِ بَیْنِنَا لُؤَيًّا وَخُصَّا مِنْ لُؤَیٍّ بَنِیْ كَعْبِ

سن لو! ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لوئی کو یہ پیام پہنچا دو اور بنی لوئی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا كَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْكُتُبِ

کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد کو ایسا نبی پایا ہے جو موسیٰ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔

وَاَنَّ عَلَيْهِ فِی الْعِبَادِ مَحَبَّةً وَلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهِ بِالْحُبِّ

(اللہ کے) بندوں کا میلان محبت انہیں کی جانب ہے (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے (اپنی) محبت کے لئے خاص کر دیا ہو (محبوب بنا دیا ہو) اسی سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وَاَنَّ الَّذِیْ اَلْصَقْتُمْ مِنْ كِتَابِكُمْ لَكُمْ كَائِنٌ نَحْسًا كَرَاغِيَةِ السَّقْبِ

اور تمہارا وہ نوشتہ جس کو تم نے (کعبۃ اللہ میں) چسپاں کیا ہے وہ تمہارے ہی واسطے منحوس ثابت ہوگا جس طرح (نوح علیہ السلام کی) اونٹنی کے بچے کی آواز۔

اَفِيْقُوْا اَفِيْقُوْا قَبْلَ اَنْ يُحْفَرَ الثَّرٰی وَيُصْبِحَ مَنْ لَمْ يَجْنِ ذَنْبًا كَذِی الذَّنْبِ

نم مٹی (یعنی قبر) کھودی جانے سے پہلے اور جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ گناہ گاروں کی طرح ہو جانے سے پہلے ہوش میں آ جائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلَا تَتْبَعُوْا اَمْرَا لُوُشَاةِ وَتَقْطَعُوْا اَوَاصِرَنَا بَعْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْقُرْبِ

چغل خوروں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی اور رشتہ داری کے اسباب، دوستی اور رشتہ داری

کے بعد قطع نہ کردو۔

وَتَسْتَجْلِبُوْا حَرْبًا عَوَانًا وَّرُبَّمَا امَرَّ عَلٰی مَنْ ذَاقَهٗ حَلَبُ الْحَرْبِ

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب نہ پیدا کرو کیونکہ اکثر جنگ کی دھمکیوں کا مزا جس شخص نے بھی چکھا ہے اس نے اسے کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَیْتِ نُسْلِمُ اَحْمَدًا لِعَزَّاءَ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا كَرْبِ

رب البیت کی قسم ! ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو زمانے کی کسی صبر طلب سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد (ﷺ) کی مدد سے دست کش ہوں۔

وَلَمَّا تَبَنْ مِنَّا وَمِنْكُمْ سَوَالِفٌ وَاَیْدٍ اُتِرَّتْ بِالْقُسَاسِیَّةِ[1] الشُّهُبِ

ہماری اور تمہاری گردنیں اور ہمارے تمہارے ہاتھ قساسی[1] چمکتی ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں۔ اب تک کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعْتَرَكٍ ضَیْقٍ تَرٰی كِسَرَ الْقَنَا بِهٖ وَالنُّسُوْرَا الطُّخْمَ یَعْكُفْنَ كَالشَّرْبِ

ایسے گتھے ہوئے معرکوں میں (بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے) جہاں ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تجھے نظر آئیں گے اور جہاں بھورے رنگ کے گدھ شرابیوں کے جتھوں کی طرح ڈیرا ڈالے پڑے ہیں۔

كَاَنَّ مُجَالَ الْخَیْلِ فِیْ حَجَرَاتِهٖ وَمعمة الاَبْطَال مَعْرَكَةُ الْحَرْبِ

جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

اَلَیْسَ اَبُوْنَا هَاشِمٌ شَدَّ اَزْرُهٗ وَاَوْصٰی بَنِیْهِ بِالطِّعَانِ وَبِالضَّرْبِ

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا اور اپنی اولاد کو نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

وَلَسْنَا نَمَلُّ الْحَرْبَ حَتّٰی تَمَلَّنَا وَلَا تَشْتَكِیْ مَا قَدْ یَنُوْبُ مِنَ النَّكْبِ

ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے اور جو آفت بھی آئے ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں ہیں۔

---

[1] ارمینیہ کے قساس نامی معدن کے لوہے کی بنی ہوئی تلواریں۔ (احمد محمودی)

وَلٰكِنَّنَا اَهْلُ الْحُفَائِظِ وَالنُّهٰى　　اِذَا طَارَ اَرْوَاحُ الْكُمَاةِ مِنَ الرُّعْبِ

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چھپے ہوئے بہادروں کی روحیں رعب اورخوف سے اڑی جارہی ہوں اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لئے غصے میں بھر جانے والے اور باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔

غرض وہ اسی حالت پر دو یا تین سال رہے یہاں تک کہ تنگ ہو گئے۔اگر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو قریش کی چوری چھپے بغیر ان تک کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی تھی۔کہا جاتا ہے کہ ابو جہل ابن ہشام۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے ملا۔جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔جو کچھ گیہوں اٹھائے لے جارہا تھا جو اپنی پھپی خدیجہ بنت خویلد کے لئے لے جانا چاہتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (یعنی آپ کی زوجیت میں) اور آپ کے ساتھ ہی شعب ابی طالب میں تھیں تو ابوجہل انہیں سے چمٹ گیا اور کہا کیا تو کھانا لے کر بنی ہاشم کے پاس آتا ہے۔واللہ! تو اور تیرا کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے جب تک کہ مکے میں تیری رسوائی نہ کر دوں۔اتنے میں اس کے پاس ابوالبختری بن ہشام بن الحرث بن اسد آ گیا۔اس نے کہا تجھے اس سے کیا غرض اس نے کہا کہ یہ بنی ہشام کے پاس کھانا لے جارہا ہے۔ابوالبختری نے کہا کہ اس کی پھپی کا کھانا جو اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اس کے پاس تھا تو کیا خود اس کا کھانا اس کے پاس جانے سے روکتا ہے۔اس کو چھوڑ دے ابوجہل نے انکار کیا اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر موقع مل گیا تو ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لی اور اس سے اس کو مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا اور اس کو خوب لاتیں لگائیں حالانکہ حمزۃ عبدالمطلب اس کے قریب ہی تھے اور یہ واقعہ دیکھ رہے تھے اور کفار اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ اس واقعے کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جائے گی تو آپ اور آپ کے صحابی ان (کی اس آپس کی لڑائی) پر خوشیاں منائیں گے۔باوجود ان حالات کے رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کو دن رات خلوت وجلوت میں اللہ کے حکم سے تبلیغ فرماتے رہے۔اس تبلیغ کے بارے میں لوگوں میں سے کسی سے بھی آپ خوف نہ کرتے تھے۔

جب قریش سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کے چچا اور آپ کی قوم بنی ہاشم اور بنی المطلب آپ کے لئے سینہ سپر ہوئے اور قریش نے جو ارادہ آپ کو اپنی گرفت میں لینے کا کیا تھا اس میں یہ لوگ آڑے آ گئے تو قریش نے آپ کے ساتھ طعنہ زنی۔تمسخر اور غلط حجتیں کرنا شروع کیں تو قرآن بھی ان کے نوجوانوں اور ان میں سے ان لوگوں کے متعلق اترنے لگا جنہوں نے آپ کی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی۔ ان میں سے بعض کے نام تو ہمیں بتائے گئے اور بعض کے متعلق قرآن کا نزول اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے

انہیں عام کافروں کے ذکر میں شامل فرمادیا۔

قریش میں سے جن لوگوں کے متعلق قرآن کا نزول ہوااوران کا نام بھی لیا گیا ان میں آپ کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی عورت ام جمیل بنت حرب بن امیہ حمالۃ الحطب ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حمالۃ الحطب اس لئے رکھا کہ وہ کانٹے اٹھالاتی۔جیسا کہ مجھ کومعلوم ہوا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جدھر سے آپ تشریف لے جاتے تھے (ادھر) ڈال دیتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے۔اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔اس کا مال اور اس نے جو کچھ کمایا۔اس کے کچھ کام نہ آیا۔عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی عورت تو لکڑ ہارن ہے۔اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے''۔

ابن ہشام نے کہاالجید العنق۔جید کے معنی گردن کے ہیں اعشٰی بنی قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے:

يَوْمَ تُبْدِيْ لَنَا قَتِيْلَةُ عَنْ جِيْدٍ اَسِيْلٍ تَزِيْنُهُ الْاَطْوَاقُ.

جس روز قتیلہ نرم و نازک گردن جس کی زینت ہنسلیاں ہوں ہم پر ظاہر کرے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور جید کی جمع اجیاد ہے اور مسد ایک درخت کا نام ہے جس کو کتان کی طرح کوٹا جاتا ہے اور اس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔النابغہ الذبیانی نے جس کا نام زیاد بن عمرو بن معاویہ تھا کہا ہے۔

مَقْذُوْفَةٍ بِدَخِيْسِ النَّحْضِ بَازِلُهَا لَهُ صَرِيْفٌ صَرِيْفَ الْقَعْوِ بِالْمَسَدِ

(شاعر بیل کی فربہی کا بیان کر رہا ہے وہ کہتا ہے) وہ بیلوں میں سب سے جوان گوسالہ ہے گوشت کی زیادتی سے وہ بھرا ہوا ہے۔اس کے بھس بھس کرنے کی آواز ایسی ہے جیسے مونج کی رسی بٹنے کے وقت پھرکیوں کے پھرنے کی آواز۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور مسد کا واحد مسدۃ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حمالۃ الحطب ام جمیل نے جب اس حصہ قرآن کو سنا جو اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق نازل ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے وقت آئی کہ آپ مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔اور آپ کے پاس ابوبکر صدیق بھی تھے اور اس کے

ہاتھ میں پتھر کا ایک بٹا تھا اور جب وہ آپ دونوں کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے سے اس کی بینائی کو روک دیا اس کی حالت یہ ہوگئی کہ بجز ابو بکر کے وہ اور کسی کو نہیں دیکھتی تھی پھر اس نے کہا۔ اے ابو بکر تمہارا دوست کہاں ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ واللہ! اگر میں اس کو پاتی تو اس کے منہ پر اسی بٹے سے مارتی۔ سن لو کہ واللہ! میں بھی شاعرہ ہوں۔ پھر اس نے یہ شعر کہا۔

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَاَمْرَهٗ اَبِيْنَا وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا

ہم نے ایک قابل مذمت شخص کی نافرمانی کی اور اس کی بات سے انکار کر دیا اور اس کے دین سے نفرت کی۔

پھر وہ لوٹ گئی تو ابو بکر نے کہا آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا:

مَارَاَتْنِیْ، لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ بِبَصَرِهَا عَنِّیْ.

''اس نے مجھے نہیں دیکھا اللہ نے اس کی بینائی مجھ سے پھیر دی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول ''و دینه قلینا'' ابن اسحٰق سے نہیں بلکہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کا نام مذمم رکھتے اور اسی نام سے گالیاں دیتے تو رسول اللہ فرماتے:

اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِمَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنِّیْ مِنْ اَذَی قُرَيْشٍ يَسُبُّوْنَ وَيهجون مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ.

''کیا تم لوگوں کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا جو اللہ نے قریش کی گالیاں مجھے پھر دیں کہ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم کی ہجو کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں (مذمت کے قابل شخص کی وہ مذمت کر رہے ہیں اور میں تو محمد ہوں جس کے معنی قابل تعریف اور سراہا ہوا ہیں)''۔

امیہ بن خلف الجمحی کا حال

اور امیہ بن خلف بن وہب حذافہ بن جمح ہے۔ جب یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ پر آوازے کستا اور اشارے کرتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۃ نازل فرمائی:

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ[1] لُّمَزَةِ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ﴾

---

[1] همز کے اصلی معنی کسر یعنی توڑنے کے ہیں اور لمز کے معنی عنر یعنی نچوڑنے بھیچنے اور دابنے اور طعن کے معنی چھونے کے ہیں لیکن یہاں یہ الفاظ استعارۃً کسر اعراض یعنی عزت ریزی اور طعنہ زنی اشارے سے کسی کے پیٹھ پیچھے برا بھلا کہنا اور عیب جوئی اور غیبت وغیرہ سب کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے اس کے متعلق روایتوں اور علماء ادب میں بہت کچھ اختلاف ہے جس کا بیان اس مقام کے لئے موزوں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

''خرابی ہے ہر ایسے آواز کسنے والے اور اشارے کرنے والے کے لئے جس نے مال جمع کیا ہے اور گن گن کر رکھا ہے آخر کب تک''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

هَمَزْتُكَ فَاخْتَضَعْتَ لِذُلِّ نَفْسٍ بِقَافِيَةٍ تَاَجَّجُ كَالشُّوَاظِ

میں نے تجھ پر ایسے قوافی سے آوازے کسے جو آگ کی طرح شعلہ زن تھے تو تو نے ذلت نفس کے سبب عاجزی اور اطاعت اختیار کی۔

یہ شعران کے ایک قصیدے میں کا ہے اور اسی کی جمع همزات ہے اور لمزة اس شخص کو کہتے ہیں جو چھپے طور پر لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہو۔

روبة الحجاج نے کہا۔

فِیْ ظِلِّ عَصْرِیْ بَاطِلِیْ وَلَمْزِیْ

میری خرافات اور میری عیب جوئیوں نے خود میرے زمانے کے زیر سایہ پرورش پائی ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے اور اس کی جمع لمزات ہے

عاص بن وائل السہمی کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا اور عاص بن وائل السہمی کا حال یہ ہے کہ خباب بن الارت رسول اللہ ﷺ کے صحابی مکہ کے لوہار تھے۔تلواریں بنایا کرتے تھے۔انہوں نے چند تلواریں عاص بن وائل کے لئے بنائیں اور اس کے ہاتھ بیچیں۔ جب اس کے پاس رقم آئی تو یہ اس کے پاس تقاضے کے لئے پہنچے تو اس نے ان سے کہا۔اے خباب! تمہارے دوست محمد جن کے دین پر تم ہو کیا ان کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ جنت میں سونا۔ چاندی۔ کپڑے خادم۔ ہر وہ چیز موجود ہے جو جنت والے چاہیں۔ خباب نے کہا کیوں نہیں بے شک سب کچھ موجود ہے۔اس نے کہا۔تو اے خباب! مجھے قیامت تک مہلت دو کہ جب میں اس گھر کی جانب لوٹوں تو وہاں تمہارا حق تمہیں ادا کر دوں کیونکہ اے خباب! واللہ! تم اور تمہارے ساتھی اللہ کے پاس بہشت کی ان نعمتوں' میں مجھ سے زیادہ مرجح اور مجھ سے زیادہ حصہ دار نہ ہوں گے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اَفَرَاَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ ضرور مجھ کو مال واولاد دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک''۔

﴿ وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴾

''جو چیزیں اس کو یہاں دی گئی ہیں اور ان پر اتراتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں اس کو وہاں بھی ملیں گی''

ان چیزوں کا اس کو وہاں ملنا تو رہا ایک طرف اس کے مرتے ہی سب اس سے چھین لی جائیں گی) اور وہ جو کچھ کہتا ہے ان سب چیزوں کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا (جس طرح اکیلا گیا تھا)۔

ابوجہل بن ہشام المخزومی کا حال

مردود ابوجہل بن ہشام کے متعلق مجھے جو خبر پہنچی ہے یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ سے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ! ہمارے معبودوں کو برا کہنا تجھے ضرور چھوڑنا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی تیرے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا ہے برا کہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمایا:

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

''اللہ کو چھوڑ کر جن کو وہ لوگ پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کہ دشمنی کے سبب۔ نادانی سے وہ اللہ کو برا کہنے لگیں''۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کو برا کہنے سے احتراز فرمانے لگے۔ صرف انہیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دینے لگے۔

نضر بن الحرث العبدری کا بیان

النضر بن الحرث بن کلدۃ بن علقمۃ بن عبد مناف بن عبد الدار قصی کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور قریش کو ان عذابوں سے ڈراتے جو اگلی امتوں پر آچکے ہیں اور آپ اپنے مقام سے اٹھ کر جاتے تو وہ آپ کی جگہ بیٹھ جاتا اور ان سے قوت ورستم اور اسفندار اور شاہان فارس کے حالات بیان کرتا اور پھر

کہتا واللہ! محمد (ﷺ) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے جس طرح میں نے لکھ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

''اور ان لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں انہیں اس نے لکھوا لینا چاہا ہے۔ پس وہی اس کو دن رات لکھائے جاتے ہیں تو کہہ دے کہ اس کو اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا ڈھانک لینے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا۔

﴿ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيَاتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾

''جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلے لوگوں کے قصے ہیں''۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا ہے۔

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يَّسْمَعُ اٰيَاتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''ہر ایک جھوٹے غلط کار شخص کی خرابی ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہوئی اللہ کی آیتیں سنتا ہے پھر تکبر سے ہٹ کرتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے''۔

ابن ہشام نے کہا الافاك الكذاب یعنی جھوٹا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

﴿ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ﴾

''سن لو! کہ وہ اپنی دروغ بیانی سے کہتے ہیں کہ اللہ کے ایک لڑکا ہوا ہے حالانکہ وہ جھوٹے ہیں''۔

اور رؤبہ نے کہا ہے۔

مَا لِامْرِئٍ اَفَّكَ لَآ اَفْكًا

کسی آدمی کو جھوٹی خلاف واقعہ بات کہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ النضر بن الحرث بھی آ گیا اور ان کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ گیا اور مجلس میں قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ باتیں کرنے لگے تو النضر بن الحرث بیچ میں آیا (یعنی کچھ کہنے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آپ نے اس کو اور ان سب کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾

''بے شک تم اور اللہ کو چھوڑ کر تم جس کی پوجا کرتے ہو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تم اس میں جانے والے ہو۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں نہ جاتے اور اس میں تم سب ہمیشہ رہنے والے ہو۔ ان کے لئے اس میں لمبی لمبی سانسیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ حصب جهنم۔ کل ما اوقدت به۔ ہر وہ چیز جس سے تو آگ سلگائے۔

ابوذویب الہذلی نے جس کا نام خویلد بن خالد تھا کہا ہے۔

فَاَطْفِئْ وَلَا تُوْقِدْ وَلَا تَكُ مُحْصِبًا   لِنَارِ الْعُدَاةِ اَنْ تَطِيْرَ شَكَاتُهَا

دشمنوں کی آگ کو بجھا۔ اس کو روشن کر کے اس کا ایندھن نہ بن کہ اس کی سختیاں اڑیں (اور تجھ پر بھی آئیں)۔

یہ بیت اس کی ابیات کی ہے اور بعض روایتوں میں ''لاتک محھا'' ہے جس کے معنی روشن کرنے والا ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

حَضَاْتُ لَهٗ نَارِىْ فَاَبْصَرَ ضَوْءَ هَا   وَمَا كَانَ لَوْلَا حَضْاَةُ النَّارِ يَهْتَدِىْ

میں نے اس کے لئے آگ روشن کی تو اس نے اس کی روشنی دیکھی۔ اگر آگ روشن نہ کی گئی ہوتی تو وہ راہ نہ پاتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور عبداللہ بن الزبعری السہمی آ کر بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے عبداللہ بن الزبعری سے کہا۔ واللہ! نضر بن الحرث ابن عبدالمطلب کے لئے آج نہ اٹھا اور نہ (اس کی جگہ اس کی تردید کے لئے) بیٹھا حالانکہ محمد (ﷺ) نے دعوے سے کہا کہ ہم اور ہمارے وہ

معبود جن جن کو ہم پوجتے ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا۔ سن لو! واللہ! اگر میں اسے پاتا تو اس کو قائل کر دیتا۔ محمد سے پوچھو کہ کیا اللہ کے سوا ہر وہ شئے جس کی پوجا لوگ کر رہے ہیں وہ پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہوگی۔ ہم فرشتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں اور یہود عزیر کی پرستش کرتے ہیں اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں تو ولید نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ اس مجلس میں تھے۔ عبداللہ بن الزبعری کی بات کو پسند کیا اور خیال کیا کہ اس نے حجت قائم کر دی اور بحث میں جیت لیا۔ اس کے بعد ابن الزبعری کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّعْبَدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهٗ اِنَّهُمْ اِنَّمَا يَعْبُدُوْنَ الشَّيَاطِيْنَ وَمَنْ اَمَرَتْهُمْ بِعِبَادَتِهٖ.

''ہر وہ شخص جس نے اس بات کو پسند کیا کہ اللہ کے بغیر اس کی پرستش کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس کی پرستش کی وہ تو صرف شیاطین اور ان کی پوجا کرتے ہیں جنہوں نے ان کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دے رکھا ہے''۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ ﴾

''بے شبہ وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے ہی سے اچھی حالت (مقدر) کر دی گئی ہے وہ اس (جہنم) سے دور کیے ہوئے ہیں اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی حالت میں ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی عیسیٰ بن مریم اور عزیر اور علماء ومشائخ میں کے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزر گئے اور انہیں ان کی پرستش کرنے والے گمراہوں نے اللہ کے بغیر رب بنا لیا۔

اور وہ جو کہتے تھے کہ وہ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کے متعلق (یہ) نازل ہوا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد[1] بنالی ہے وہ تو پاک ہے بلکہ (جن کو تم نے اس کی اولاد

---

[1] ولد کا لفظ مذکر مونث واحد۔ تثنیہ اور جمع سب پر بولا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

ٹھہرایا ہے)۔ وہ اس کے معزز بندے ہیں وہ تو اس (کی مشیت) سے پہلے بات تک نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے موافق (غلاموں کی طرح) کام کرتے ہیں''۔

الی قولہ خدائے تعالیٰ کے اس قول تک:

﴿ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰـهٌ مِنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اوران میں سے جو یہ کہے کہ اس کے بغیر میں معبود ہوں تو وہی وہ شخص ہے جس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں''۔

عیسیٰ بن مریم کے متعلق جو ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بھی اللہ کے بغیر پجتے ہیں اور ولید نے اور جو لوگ اس کے پاس تھے انہوں نے اس حجت اور اس دلیل سے غلبہ چاہا تھا۔ اس کے متعلق نازل ہوا:۔

﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴾

''اور جب ابن مریم کو بطور مثال پیش کیا گیا تو بس تیری قوم تو اس کے متعلق شور مچاتی ہے یا تیری قوم اس قول کے سبب سے تیری دعوت کے قبول کرنے سے اعراض کرتی ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور فرمایا:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾

''وہ تو بس ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا ہے اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنائی اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں میں سے ایسے فرشتے بنا دیں جو زمین میں (ہماری یا خود تمہاری) نیابت کریں۔ اور وہ تو قیامت کا ایک نشان ہے لہٰذا اس کے متعلق تم ہرگز شک نہ کرو''۔

یعنی جو معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر کئے گئے مثلاً مردوں کا زندہ کرنا اور بیماروں کو بھلا چنگا کرنا۔ یہ چیزیں قیامت پر یقین کرنے کے لیے کافی دلیلیں ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔

﴿ وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾

''اور میری پیروی کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے''۔

الاخنس بن شریف الثقفی کا ذکر

الاخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اور

ان لوگوں میں سے تھا جن کی باتیں مانی جاتی تھیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی باتوں کی گرفت کیا کرتا اور رد کیا کرتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ۔ اِلٰی قَوْلِهٖ زَنِيمٍ ﴾

''اور تو ہر ایسے شخص کی بات نہ مان جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل۔ طعنہ زن چغلخور رہو۔ اس کے قول زنیم تک''۔

(زنیم۔ ناکارہ زائد چیز' وہ شخص جو کسی قبیلے میں کا نہ ہو اور اس قبیلے میں شمار ہوتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ نے زنیم اس کے نسب کے عیب کی وجہ سے انہیں فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر نسب کی وجہ سے عیب نہیں لگایا کرتا بلکہ اس نے ایک اصلی صفت پہچان کے لئے بیان فرمائی۔ زنیم کے معنی کسی قوم میں شمار ہونے والا۔ الخطیم التیمی نے جاہلیت میں کہا ہے۔

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِيْ عَرْضِ الْاَدِيْمِ الْاَكَارِعُ

وہ ناکارہ زائد چیز ہے یا وہ افراد قوم میں سے نہیں اور ان میں شمار ہو رہا ہے اور سب لوگ اس کو زیادہ اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں جس طرح چمڑے کی چوڑائی میں پاؤں کے چمڑے کو بھی ملا لیا جائے۔

ولید بن المغیرہ کا ذکر

ولید بن المغیرہ نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ محمد پر تو وحی نازل ہو اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ میں قریش میں کا بڑا شخص ہوں اور سردار قریش ہوں اور ابو مسعود۔ عمرو بن حمیر الثقفی کو چھوڑ دیا جائے جو بنی ثقیف کا سردار ہے۔ پس ہم دونوں ان دونوں بستیوں کے بڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جیسا کہ مجھے علم ہوا ہے۔ یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول مما یجمعون تک''۔

ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط کا بیان

ابی بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح اور عقبۃ بن ابی معیط۔ ان دونوں میں گہرا دوستانہ تھا اور

عقبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ یہ خبر ابی کو پہنچی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ تو محمد (ﷺ) کے پاس بیٹھا کرتا ہے اور اس کی باتیں سنا کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تیری صورت دیکھنا میرے لئے حرام ہوگا اور اس کو بڑی سخت قسمیں دیں کہ اگر تو اس کے پاس بیٹھے یا اس کی بات سنے یا اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر نہ تھوکے (تو تجھے ایسی ایسی قسم) تو خدا کے دشمن عقبہ بن ابی معیط مردود خدا نے ایسا[1] ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں کے بارے میں (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾

''اور (اس روز کو خیال کرو) جس روز ظالم (افسوس سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا وہ کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ (چلنے کے لئے) راستہ اختیار کر لیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے قول للانسان خذولا تک''۔

اور ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی جو چورا چورا ہوگئی تھی لے گیا اور کہا اے محمد (ﷺ)! کیا تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کے گل سڑ جانے کے بعد اس کو اٹھائے گا پھر اس نے اس کو چورا چورا کر کے ہوا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف پھونک دیا تو رسول اللہ نے فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَاِيَّاكَ بَعْدَ مَاتَكُوْنَانِ هٰكَذَا ثُمَّ يُدْخِلُكَ اللّٰهُ النَّارَ.

''ہاں میں یہی بات تو کہتا ہوں کہ اللہ اس کو بھی اور تجھ کو بھی تم دونوں کے ایسی حالت میں ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھ کو بھی تم دونوں کے ایسی حالت میں ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھے اللہ آگ میں ڈال دے گا''۔

اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَّنَسِىَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِى الْعِظَامَ وَهِىَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِىْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمِ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَا اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴾

---

[1] ابوذر نقاش کی روایت سے لکھا ہے کہ جب اس نے تھوکا تو اس کا تھوک اسی کے منہ پر گر پڑا اور اس کے چہرے پر برص پیدا ہوگئی۔ (احمد محمودی)

''اور اس نے ہمارے لئے مثال بتا دی اور اپنی پیدائش کو تو بھول ہی گیا۔ اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا ایسی حالت میں کہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں (اے نبی) کہہ دے کہ اس کو وہ ذات زندہ کرے گی جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ذات تو ہر ایک مخلوق کو خوب جاننے والی ہے جس نے ہرے درخت سے آگ پیدا کی۔ پھر دیکھو کہ تم اسی (ہرے درخت) سے آگ روشن کرتے ہو''۔

رسول اللہ ﷺ اور مشرکین قریش میں گفتگو اور سورہ قُلْ یَاایُّھَا الْکَافِرُوْنَ کا نزول

مجھے جو اطلاع ملی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کا طواف فرماتے ہوتے ہیں کہ الاسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور العاص بن وائل السہمی جو انہی میں کے سن رسیدہ افراد تھے آپ کی راہ میں آڑے آ گئے اور کہا۔ اے محمد! اچھا آؤ (اس بات پر بھی غور کرلو کہ) ہم اس ذات کی بھی پرستش کریں جس کی پرستش تم کرتے ہو اور تم بھی ان چیزوں کی پرستش کرو جس کی ہم پرستش کرتے ہیں کہ ہم اور تم (باہم) معاملوں میں شریک ہو جائیں کہ اگر وہ پرستش جو تم کرتے ہو ہماری پرستش سے بہتر ہو تو ہم اس سے مستفید ہوں اور اگر وہ پرستش جو ہم کرتے ہیں تمہاری پرستش سے بہتر ہو تو تم اس سے مستفید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ''قُلْ یَا ایُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ'' کی پوری سورۃ نازل فرمائی۔ (اے نبی) کہہ دے کہ اے کافرو! میں تو اس کی پرستش نہیں کروں گا جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ یعنی اگر تم اللہ کی پرستش بجز اس صورت کے نہیں کرتے کہ تم جس کی پرستش کرتے ہو میں بھی اس کی پرستش کروں تو مجھے تمہاری ایسی پرستش کی ضرورت نہیں تم سب کو تمہارے کاموں کا بدلہ ملے گا تو مجھے میرے کاموں کا بدلہ۔

ابوجہل بن ہشام کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈرانے کے لئے درخت زقوم (تھوہڑ) کا ذکر فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو کہ درخت زقوم کیا ہے جس سے محمد تمہیں ڈرا رہا ہے تو انہوں نے کہا نہیں ہمیں علم نہیں۔ اس نے کہا کہ یثرب کی عجوہ کھجوریں مسکہ کے ساتھ۔ واللہ اگر ہمیں ان پر قدرت ہو تو لَنَتَزَقَّمَنَّھَا تَزَقُّمًا۔ ہم تو انہیں بڑے مزے سے نگل جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴾
''درخت زقوم تو نافرمانوں کا کھانا ہے۔ پگھلی ہوئی دھات کی طرح گرم پانی کے ابال کی طرح وہ پیٹوں میں جوش مارے گا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو تانبے یا سیسے یا اسی طرح کی کوئی چیز ہو اور اس کو گلا دیا جائے جس کی مجھے ابوعبیدہ نے خبر دی ہے۔

حسن بن ابی الحسن سے ہمیں خبر پہنچی۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کوفہ کے بیت المال پر عمر بن الخطاب کی جانب سے صوبہ دار تھے انہوں نے ایک روز چاندی کے گلانے کا حکم دیا اور وہ گائی گئی تو اس میں سے مختلف رنگ نمایاں ہوئے تو انہوں نے کہا کہ دروازے پر کوئی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا انہیں اندر بلاؤ لوگ اندر بلائے گئے تو کہا کہ مہل کی قریب ترین شبیہ ان چیزوں میں جن کو تم دیکھتے ہو یہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

يَسْقِيْهِ رَبِّيْ حَمِيْمَ الْمُهْلِ يَجْرَعُهُ ۔۔۔ يَشْوِي الْوُجُوْهَ فَهُوَ فِيْ بَطْنِهٖ صَهِرُ

اس کو میرا پروردگار پگھلی ہوئی گرم گرم دھات پلائے گا اور وہ اس کو گھونٹ گھونٹ نگلے گا جو اس کے منہ کو جھلس دے گی اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گی۔

اور عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے کہا ہے۔

فَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ عَاشَ عَبْدًا وَاِنْ يَمُتْ ۔۔۔ فَفِي النَّارِ يُسْقٰى مُهْلَهَا وَصَدِيْدَهَا

پس جو شخص ان میں سے زندہ رہے گا وہ غلامی کی حالت میں زندہ رہے گا اور اگر مرے گا تو دوزخ میں جائے گا تو اسے پگھلی ہوئی دھاتیں اور اس میں کی پیپ پلائی جائے گی۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مہل کے معنی جسمانی پیپ کے ہیں۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب پہنچا تو آپ نے دو استعمال چادروں کو دھو کر اسی کا کفن بنانے کے لئے حکم فرمایا تو صدیقہ عائشہ نے آپ سے عرض کی۔ بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان (مستعملہ چادروں) سے بے نیاز بنایا ہے۔ آپ کوئی کفن خرید فرمایئے تو آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ حَتّٰى يَصِيْرَ اِلَى الْمُهْلِ.

''وہ صرف کچھ مدت کا ہے۔ اس کے بعد تو وہ پیپ میں لتھڑ ہی جائے گا''۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

شَابَ بِالْمَاءِ مِنْهُ مُهْلًا كَرِيْهًا ۔۔۔ ثُمَّ عَلَّ الْمُتُوْنَ بَعْدَ النِّهَالِ

اس کی مکروہ پیپ میں پانی مل گیا اور پھر پیٹھ پہلی سیرابی کے بعد دوبارہ سیراب کی گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴾

''اور (ہم نے) مردود درخت (کا ذکر) قرآن میں (صرف آرائش کے لئے کیا) اور ہم انہیں (ایسی چیزوں سے) ڈراتے رہتے ہیں' تو یہ (ہمارا ڈرانا) ان کی بڑھی ہوئی سرکشی میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے''۔

ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتا کھڑا ہوا تھا اور آپ کو اس کے ایمان لانے کی امید بندھ رہی تھی۔ اور آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس سے ابن ام مکتوم نابینا گزرے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے باتیں کیں اور (وہ) آپ سے قرآن پڑھانے کی استدعا کرنے لگے تو ان کا یہ فعل رسول اللہ ﷺ پر (ایسا) شاق گزرا کہ آپ کو بیزار کر دیا اور یہ بیزاری اس لئے ہوئی کہ ولید کے اسلام اختیار کرنے کی امید کے سبب سے آپ اس کی طرف متوجہ تھے ابن ام مکتوم اس مصروفیت میں مخل ہوئے اور جب وہ آپ سے زیادہ گفتگو کرنے لگے تو ترشروئی کے ساتھ آپ ان کے پاس سے لوٹ گئے اور ان کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴾

''اس نے ترش روئی کی اور لوٹ گیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس اندھا آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قول **فی صحف مکرمة مرفوعة مطهره** تک''۔

یعنی میں نے تجھ کو بشارت سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا ہے کسی کو چھوڑ کر کسی خاص فرد کے لئے میں نے تجھے مخصوص نہیں کیا ہے پس جو شخص اس کا طالب ہو اس سے اس کو نہ روک اور جو شخص اس کو نہیں چاہتا اس کی طرف توجہ نہ کر۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوی میں کے ایک شخص تھے۔ ان کا نام عبداللہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی انہیں مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ اس خبر کے ملتے ہی مکہ واپس آ گئے اور جب مکہ سے قریب ہوئے تو انہیں اطلاع ملی کہ مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی خبر جو ان سے بیان کی گئی تھی وہ غلط تھی تو ان میں کا کوئی شخص مکہ میں نہ آیا بجز ان لوگوں کے جنہوں نے کسی کی پناہ لی یا چھپ کر آئے۔ ان میں سے

جو لوگ آپ کے پاس مکہ میں آ گئے اور مدینہ کو ہجرت کرنے تک وہاں رہے پھر آپ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر رہے اور جو لوگ آپ کے پاس جانے سے روک لئے گئے یہاں تک کہ ان سے جنگ بدر وغیرہ فوت ہو گئی اور جن لوگوں کا مکہ میں انتقال ہو گیا وہ حسب ذیل ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن شمس اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں اور ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھیں اور ان کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان جو قیس عیلان میں کے ان کے حلیف تھے اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف اور سویبط بن سعد بن حرملہ۔

اور بنی عبد بن قصی میں سے طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کبیر بن عبد۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور مقداد بن عمرو ان کے حلیف اور عبداللہ بن مسعود ان کے حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ جن کو ان کے چچا نے مکہ میں روک لیا تو وہ جنگ بدر واحد وخندق سے پہلے نہ آ سکے اور عباس بن ابی ربیعہ بن المغیرہ جنہوں نے آپ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی تھی لیکن ان کے دونوں مادری بھائیوں ابوجہل بن ہشام اور الحرث بن ہشام نے ان کو پالیا اور انہیں واپس مکہ لے گئے اور وہاں انہیں بند رکھا یہاں تک کہ جنگ بدر، احد، اور خندق گزر گئی اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر جن کے متعلق شک ہے کہ وہ حبشہ کو گئے تھے یا نہیں اور خزاعۃ میں سے معتب بن عوف بن عامر۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان اور قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافۃ بن قیس بن عدی اور ہشام بن العاص بن وائل جو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد مکہ میں قید رہے اور جنگ بدر، احد، اور خندق کے بعد آئے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف اور ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی قیس اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو جو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت کے وقت تو آپ کے ساتھ

جانے سے روک لئے گئے تھے لیکن جنگ بدر کے روز مشرکوں کے پاس سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے اور ابوسیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو اور السکر ان بن عمرو بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس جن کا انتقال رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے سے پہلے ہی مکہ میں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے ان کے بعد نکاح فرمایا اور ان کے حلیفوں میں سے سعد بن خولہ۔

اور بنی الحرث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر ابن عبداللہ بن الجراح تھا اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد اور سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال تھا اور عمرو بن ابی سرح ابن ربیعہ بن ہلال۔ غرض آپ کے جملہ اصحاب جو سرزمین حبشہ سے مکہ آئے وہ تینتیس مرد تھے۔

ان میں سے جو لوگ کسی کی پناہ میں آئے تھے ان میں سے ہمیں جن کے نام بتائے گئے ہیں ان میں عثمان بن مظعون بن حبیب الجمحی ہیں جو ولید بن المغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے۔

اور ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال المخزومی ہیں جو ابوطالب بن عبدالمطلب کی پناہ میں داخل ہوئے جو ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور ابوسلمہ کی ماں برہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عثمان بن مظعون کے متعلق تو مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اس شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا' جس نے عثمان کے متعلق ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب عثمان بن مظعون نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ان بلاؤں میں دیکھا جن میں وہ گرفتار تھے اور خود صبح۔ شام ولید بن المغیرہ کی امان میں (چلتے) پھرتے تھے تو کہا کہ واللہ! میرا صبح شام ایک مشرک کی پناہ میں (چلتے) پھرتے رہنا ایسی حالت میں کہ میرے دین والے اللہ کی راہ میں وہ بلائیں اور ایذائیں برداشت کر رہے ہوں جو مجھ پر نہ پڑ رہی ہوں میرے نفس کا ایک بڑا نقص ہے۔ اس لئے وہ ولید بن المغیرہ کے پاس گئے اور کہا اے ابا عبد شمس تم نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا اور اب میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کر دیتا ہوں۔ اس نے اس سے کہا بابا! شاید تمہیں میری قوم میں سے کسی نے ستایا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ میں رہوں اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور کی پناہ لوں اس نے کہا تو مسجد کو چلو اور میری پناہ مجھے سب کے سامنے لوٹا دو جس طرح میں نے اسے کھلم کھلا جاری کیا تھا۔ لہٰذا وہ دونوں نکل کر گئے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور ولید نے کہا یہ عثمان ہے جو اس لئے آیا ہے کہ میری پناہ مجھے لوٹا دے۔ انہوں نے کہا اس نے سچ کہا اور میں نے اس کو اپنی پناہ کا پورا کرنے والا اور جس کو پناہ دی اس کی عزت رکھنے والا پایا لیکن

میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ نہ لوں اس لئے میں نے اس کی پناہ اس کو واپس کر دی پھر عثمان وہاں سے لوٹے اور ولید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب قریش کی ایک مجلس میں لوگوں کو شعر سنا رہا تھا تو عثمان ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے اس کے بعد لبید نے کہا۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ.

''سن لو کہ خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے''۔

عثمان نے کہا تو نے سچ کہا۔ اس نے کہا۔

وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ.

''ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں''۔

عثمان نے کہا۔ یہ تم نے جھوٹ کہا جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی تو لبید بن ربیعہ نے کہا۔ اے گروہ قریش! تمہارے ہم نشینوں کو تو کبھی تکلیف نہیں دی جایا کرتی تھی۔ یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہو گئی تو انہیں لوگوں میں سے ایک نے کہا۔ چند کم ظرفوں میں سے جو اس کے ساتھ والے ہیں۔ یہ بھی ایک کم ظرف شخص ہے۔ جنہوں نے ہمارے دین سے علیٰحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کی بات سے تم اپنے دل پر کوئی اثر نہ لو تو عثمان نے بھی اس کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کا جھگڑا بڑھ گیا اور وہ شخص اٹھا اور ان کی آنکھ پر (ایسا) تھپڑ مارا کہ اسے نیلا کر دیا۔ ولید بن المغیرہ پاس ہی تھا اور عثمان کی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ سن بابا۔ واللہ! تیری آنکھ اچھی تھی کہ اس کو کوئی صدمہ نہ پہنچا اور تو محفوظ ذمہ داری میں تھا۔ راوی نے کہا کہ عثمان جواب دیتے ہیں کہ واللہ! بلکہ میری اچھی خاصی آنکھ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر بھی وہی آفت آئے جو اس کی بہن پر آئی اور اے ابا عبد شمس واللہ اس وقت میں ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے (کہیں) زیادہ عزت والی اور تجھ سے (کہیں) زیادہ قدرت والی ہے ولید نے ان سے کہا۔ آؤ بابا! اگر تم اپنی پہلی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ انہوں نے کہا نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الاسد کے متعلق مجھ سے ابو اسحٰق ابن یسار نے سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی کہ ان سے انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے ابو طالب کی پناہ لی تو بنی مخزوم کے چند آدمی ان کے پاس گئے اور کہا۔ اے ابو طالب! اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کو تو تم نے ہمارے آدمی کی حفاظت ہمارے مقابلے میں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے اور اگر میں اپنے بھانجے کی حفاظت نہ کروں گا تو اپنے بھتیجے کی بھی حفاظت نہ کروں گا تو ابولہب کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے گروہ قریش۔ واللہ! تم نے اس بڑے بوڑھے آدمی کی بہت مخالفت کی اس کی قوم میں کے اس کی

پناہ میں آئے ہوئے افراد پر ہمیشہ تم لوگ چھاپے مارتے رہے ہو۔ واللہ تمہیں اس طرح کے سلوک سے باز آنا ہوگا ورنہ ہر اس مہم میں جس میں وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو جائے۔ ہم بھی اس کے ساتھ صف بستہ ہو جائیں گے کہ وہ اپنے ارادوں کو پورا کر سکے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو سب کے سب کہنے لگے کہ اے ابوعتبہ! (اس قدر برہمی کی ضرورت نہیں) بلکہ ہم خود ان باتوں سے باز آ جائیں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف یہی شخص ان سب کا سرغنہ اور حمایتی تھا۔ پس انہوں نے اس کو اس حمایت پر قائم رکھنا چاہا اور ابوطالب نے جب اس سے ایسے الفاظ سے جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ اس کے متعلق بھی (یہ) امید کرنے لگے کہ شاید رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی وہ ان کی صف میں آ کھڑا ہو اس لئے ابوطالب نے ابولہب کو اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی مدد پر ابھارنے کے لئے یہ اشعار کہے۔

اِنَّ امْرَاً اَبُوْعُتَيْبَةَ عَمُّهٗ لَفِيْ رَوْضَةٍ مَا اِنْ يُسَامُ الْمَظَالِمَا

جس شخص کا چچا ابوعتیبہ ہے تو بےشبہ وہ شخص ایسی روش پر ہے کہ جس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

اَقُوْلُ لَهٗ وَاَيْنَ مِنْهُ نَصِيْحَتِيْ اَبَا مُعْتِبٍ ثَبِّتْ سَوَادَكَ قَائِمًا

میں اس سے کہتا ہوں کہ اے ابومعتب! اپنی قوم کے جتھے کو مستعدی سے مستحکم بنا لیکن میری نصیحت کہاں اور وہ کہاں۔

فَلَا تَقْبَلَنَّ الْاَمْرَ مَا عِشْتَ خُطَّةً تُسَبُّ بِهَا اِمَّا هَبَطْتَ الْمُوَاسِمَا

زمانے میں جب تک تو زندہ رہے ایسی چیز کو نہ قبول کر کہ اگر قومی مجمعوں میں سے کسی مجمع میں تو جائے تو اس چیز کی وجہ سے تجھ پر عیب لگایا جائے۔

وَوَلِّ سَبِيْلَ الْعِجْزِ غَيْرَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْزِ لَازِمَا

لوگوں میں سے جو لوگ مجبوریوں کے تحت کوئی راستہ اختیار کرتے ہیں وہ مجبوری کا راستہ ان کے لئے چھوڑ دے کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ تو تو مجبوری کا راستہ اختیار کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔

وَ حَارِبْ فَاِنَّ الْحَرْبَ نَصْفٌ وَلَنْ تَرٰى اَخَا الْحَرْبِ يُعْطِى الْخَسْفَ حَتّٰى يُسَالِمَا

اور جنگجو بنا رہ کیونکہ جنگ ہی انصاف (حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے۔ جنگجو کو کبھی تو ذلیل نہیں دیکھے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے صلح کے طالب ہوں۔

وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوْا عَلَيْكَ عَظِيْمَةً وَلَمْ يَخْذُلُوْكَ غَانِمًا اَوْمُغَارِمًا

تو اپنی قوم سے کسی طرح الگ ہوتا ہے حالانکہ انہوں نے کوئی بڑی غلطی کر کے تجھ پر اس کا بار نہیں ڈالا اور نہ انہوں نے تیری مدد سے کنارہ کشی کی خواہ تیری حالت غنیمت حاصل کرنے والے کی رہی یا ڈنڈ بھرنے والے کی۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلاً　　وَتَيْمًا وَ مَخْزُوْمًا عُقُوْقًا وَمَاْثِمَا

اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بنی عبد شمس۔ بنی نوفل۔ بنی تیم اور بنی مخزوم کو ان کی سرکشیوں اور ان کی غلطیوں کا بدلہ دے۔

بِتَفْرِيْقِهِمْ مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَاُلْفَةٍ　　جَمَاعَتَنَا كَيْمَا يَنَالُوا الْمَحَارِمَا

ممنوعہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ہماری جماعت کی محبت و الفت میں جو رکاوٹ ڈالی اللہ انہیں اس کا بدلہ دے۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا　　وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا لَدَى الشِّعْبِ قَاتِمَا

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (ﷺ) کو چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی تو تم نے راستہ کے پاس (دھواں دھار گرد و غبار کا) تاریک روز دیکھا ہی نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ نبزی کے معنی نسلب کے ہیں یعنی ہم سے چھین لیا جائے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس میں سے ایک بیت باقی رہ گئی ہے جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

ابوبکر کا ابن دغنہ کی پناہ لینا اور پھر اس کی پناہ کا واپس کر دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے عروہ سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت کی کہ جب ابوبکر صدیق پر مکہ میں سختی ہونے لگی اور وہاں آپ کو تکلیفیں پہنچنے لگیں اور قریش کی دست درازیاں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر حد سے زیادہ دیکھیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ ابوبکر ہجرت کر کے نکلے یہاں تک کہ جب مکہ سے ایک روز یا دو روز کی مسافت طے کی تھی کہ بنی الحرث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ والا ابن دغنہ آپ سے ملا جو ان دنوں احابیش کا سردار تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو الحرث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور الہون بن خزیمۃ بن مدرکہ اور خزاعہ میں کے بنو المصطلق کو احابیش کہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان لوگوں نے آپس میں معاہدہ کیا تھا ان کو اس حلف کے سبب سے احابیش

کہتے ہیں (اس[1] لئے کہ انہوں نے ایک وادی میں معاہدہ کیا تھا جس کا نام اجش (یا احابیش) تھا جو مکہ کے نشیبی حصہ میں واقع ہے) بعضوں نے (اس کا نام) ابن الدغینہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے عروہ سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت کی۔ ام المومنین نے فرمایا کہ ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر کہاں۔ ابوبکر نے فرمایا۔ میری قوم نے مجھے نکال دیا۔ انہوں نے مجھے تکلیفیں دیں اور مجھے تنگ کر دیا۔ اس نے کہا یہ کیوں واللہ! تم تو خاندان کی زینت ہو۔ آفتوں میں تم مدد کرتے ہو۔ تم نیکی کرتے ہو اور ناداروں کو کمائی پر لگاتے ہو۔ واپس چلو۔ تم میری پناہ میں ہو۔ پس آپ اس کے ساتھ واپس ہوئے یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابن الدغنہ کھڑا[2] اٹھوا اور کہا اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس بجز بھلائی کے کوئی شخص ان کی راہ میں حائل نہ ہو محترمہ نے فرمایا لہٰذا سب لوگ آپ سے الگ رہنے لگے فرمایا کہ بنی جمح کے محلّہ میں ابوبکر کے گھر کے دروازے کے پاس ہی آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ تھی جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ رقیق القلب تھے جب قرآن پڑھتے تو روتے اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے۔ غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور آپ کی اس ہیئت کو سب کے سب پسند کرتے۔ فرمایا۔ تو قریش کے چند لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ اے ابن الدغنہ! تو نے اس شخص کو اس لئے تو پناہ نہیں دی ہے کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز پڑھتا ہے اور نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جس کو محمد (ﷺ) لایا ہے تو اس کا دل بھر آتا اور (وہ) روتا ہے اور اس کی ایک خاص ہیئت اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے بچوں۔ اپنی عورتوں اور ہم میں کے کمزور لوگوں کے متعلق ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ انہیں فتنہ میں ڈال دے تو اس کے پاس جا اور اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور اس میں جو چاہے وہ کرے۔ فرمایا اس وجہ سے ابن الدغنہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہا۔ اے ابوبکر! میں نے تمہیں اس لئے پناہ نہیں دی ہے کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ۔ تمہاری قوم تمہارے اس مقام میں رہنے کو جہاں تم رہا کرتے ہو ناپسند کرتی ہے اور تمہارے اس مقام پر رہنے کے سبب سے اسے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تم اپنے گھر میں رہو اور اس میں تم جو چاہو کرو۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری پناہ واپس کر دوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہو جاؤں۔ اس نے کہا اچھا تو میری پناہ مجھے واپس کر دو۔

---

[1] قوسین میں کی درمیانی عبارت بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ بعض میں اجش کے بجائے احابیش ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] یورپ کے نسخے میں قال ابن الدغنہ فقال اور محی الدین عبدالحمید کے نسخہ میں قام ابن الدغنہ فقال ہے۔ یورپ کا نسخہ اس مقام پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (احمد محمودی)

آپ نے فرمایا میں نے تیری پناہ تجھ کو واپس کر دی۔صدیقہ نے فرمایا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے اب تم اپنے آدمی کے ساتھ جو چاہو برتاؤ کرو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد قاسم بن محمد سے روایت کی کہ قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں آپ کو ملا کہ آپ کعبۃ اللہ تشریف لے جا رہے تھے تو ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈال دی اور ابوبکر کے پاس سے ولید بن المغیرہ یا عاص بن وائل گزرا تو آپ نے فرمایا۔ان کمینوں کے کاموں کو کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو۔اس نے کہا۔یہ تو وہ چیز ہے جو تم اپنی ذات کے ساتھ خود کر رہے ہو۔راوی نے کہا۔آپ صرف یہ فرماتے اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔اے پروردگار تو کس قدر حلیم ہے۔

نوشتہ معاہدہ کا توڑنا اور ان لوگوں کے نام جنہوں نے اسے توڑا

ان پانچ شخصوں کے نام جنہوں نے بے انصافی پر مبنی نوشتہ کے توڑنے میں کوشش کی۔ہشام بن عمرو العامری۔زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی۔المطعم بن عدی۔ابوالبختری بن ہاشم۔زمعۃ بن الاسود بن المطلب ابن اسد ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب اپنی اسی حالت میں تھے کہ قریش نے ان کے خلاف معاہدہ کر رکھا تھا اور یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔اس کے بعد اس معاہدہ کو توڑنے کے لئے جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا تھا' قریش ہی میں کے چند آدمی آمادہ ہو گئے۔ہشام بن عمرو بن ربیعۃ بن الحرث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی نے جو کوشش اس معاملے میں کی وہ کسی اور نے نہیں کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ نضلۃ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھائی کا بیٹا اس کا اخیافی بھائی تھا اور ہشام بنی ہاشم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا اور وہ خود بھی اپنی قوم میں مرتبے والا تھا مجھے جو خبریں ملی ہیں ان میں سے (ایک) یہ ہے۔کہ وہ غلے کے اونٹ رات کے وقت لاد کر وہاں لاتا جہاں بنی ہاشم اور بنی المطلب شعب ابی طالب میں تھے یہاں تک کہ جب درہ کے دہانے پر آتا تو اونٹ کی نکیل نکال ڈالتا اور اس کے پہلو پر مارتا تو وہ اونٹ درہ کے اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتا پھر اونٹ پر کپڑے اور خانہ داری کا ضروری سامان لاد کر لاتا اور اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر وہ زہیر بن ابی امیۃ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم کے پاس گیا جس

کی ماں عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی تھی اور کہا اے زہیر! کیا تم اس حالت پر خوش ہو کہ تم تو کھانا کھاؤ' کپڑے پہنو' عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور تمہارے ماموؤں کی جو حالت ہے وہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچی جاتی ہے اور نہ ان سے کچھ خریدا جاتا ہے۔ نہ ان کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے اور نہ ان کے نکاح میں کوئی عورت دی جاتی ہے۔ سن لو! میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے ماموں ہوتے اور تم اسے اس بات کی طرف بلاتے جس کی طرف اس نے تمہیں ان کے متعلق دعوت دی ہے تو وہ تمہاری بات ہرگز قبول نہ کرتا اس نے کہا۔ افسوس اے ہشام! آخر کیا کروں۔ میں اکیلا ایک ہی ہوں۔ واللہ اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہوتا تو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہو جاتا یہاں تک کہ اس کو توڑ کر رکھ دیتا اس نے کہا۔ ایک شخص کو تو تم نے پا لیا ہے۔ اس نے کہا وہ کون۔ کہا۔ میں۔ زہیر نے اس سے کہا اپنے لئے ایک اور تیسرے شخص کی تلاش کی بھی ضرورت ہے تو وہ المطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ اے مطعم! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں اور تم اپنے سامنے یہ دیکھتے رہو اور اس معاملے میں قریش کے ساتھ خود بھی موافقت کرو۔ سن لو! واللہ اگر تم نے انہیں ایسا کرنے دیا تو تم دیکھ لوگے کہ وہ ان کے بارے میں تمہارے اس برتاؤ کے سبب اور تیز ہو جائیں گے۔

اس نے کہا۔ افسوس آخر میں کیا کروں۔ میں تو اکیلا ایک ہی ہوں اس نے کہا تم نے دوسرے کو بھی تو پا لیا ہے اس نے کہا۔ وہ کون۔ کہا۔ میں کہا ہمارے لئے تیسرے کی بھی تلاش چاہئے اس نے کہا۔ میں نے یہ بھی کر لیا ہے۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ۔ کہا۔ ہمارے لئے چوتھے کی بھی تلاش کرو پھر وہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس پہنچا اور اس سے بھی اسی طرح کہا جیسا مطعم بن عدی سے کہا تھا اس نے کہا کیا کوئی ایک شخص بھی ہے جو اس بات میں مدد کرے۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ اور المطعم بن عدی اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا ہمارے لئے پانچویں کو بھی ڈھونڈو۔ پس وہ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کی۔ اور اس سے ان لوگوں کی رشتہ داری اور حقوق کا ذکر کیا تو اس نے اس سے کہا۔ کیا جس معاملے کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اس میں اور کوئی شخص بھی ہے۔ کہا ہاں۔ پھر اس نے تمام کے نام بتائے تو خطم الحجون نامی مقام پر جو مکہ کی بلندی کے مقامات میں سے ہے۔ رات میں سب کے ملنے کا وعدہ ہوا اور رات (ہی) میں سب وہاں جمع ہوئے اور سب نے مل کر ایک رائے قرار دی اور اس نوشتہ معاہدہ کے توڑنے کی کوشش کا سب نے عہد کیا۔ زہیر نے کہا کہ میں تم سب سے سبقت کرتا ہوں کہ پہلا بولنے والا میں ہی ہوں گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب اپنی اپنی مجلسوں کی جانب روانہ ہوئے اور زہیر بن ابی امیہ سویرے ہی ایک قیمتی لباس پہن کر گیا اور بیت اللہ کا سات

بار طواف کیا اور پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا۔ اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں نہ ان سے کچھ خریدا جائے اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔

اللہ کی قسم میں (اس وقت تک) نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا نوشتہ چاک نہ کر دیا جائے۔ ابوجہل نے جو مسجد کے ایک کونے میں تھا کہا۔ تو جھوٹا ہے۔ واللہ وہ ہرگز چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا واللہ! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب وہ لکھا گیا ہے اس وقت ہم نے کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی۔ ابوالبختری نے کہا۔ زمعہ نے سچ کہا جو کچھ اس میں لکھا گیا نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ ہم اس پر قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے سوا جس شخص نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ کہا۔ ہم نے اس کاغذ اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ابوجہل نے کہا یہ معاملہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور مقام پر رات میں (اس کے بارے میں) مشورہ اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ ابوطالب بھی مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ پس مطعم اس نوشتہ کی جانب (اس لئے) بڑھا کہ اسے چاک کر ڈالے تو معلوم ہوا کہ ''**باسمك اللّٰهم**''[1] کے الفاظ کے سوا دیمک نے اس (سب) کو کھا لیا ہے اور اس نوشتہ کا لکھنے والا جو منصور بن عکرمہ تھا اس کا ہاتھ ان لوگوں کے دعوے کے موافق شل ہو گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے کہا۔

يَا عَمُّ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَلَّطَ الْأَرْضَةَ عَلٰى صَحِيْفَةِ قُرَيْشٍ فَلَمْ تَدَعْ فِيْهَا اِسْمًا هُوَ لِلّٰهِ اِلَّا اَثْبَتَهٗ فِيْهَا، وَنَفَتَ مِنْهَا الظُّلْمَ وَالْقَطِيْعَةَ وَالْبُهْتَانَ.

''اے چچا! اللہ نے دیمک کو نوشتۂ قریش پر غالب کر دیا۔ اس نے جتنے اللہ کے نام تھے وہ تو چھوڑ دیئے اور جتنی ظلم و زیادتی اور رشتے توڑنے اور بہتان کی باتیں تھیں اس نے اس میں سے سب نکال ڈالیں''۔

انہوں نے پوچھا۔ کیا آپ کے پروردگار نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے۔ فرمایا نعم (ہاں) کہا واللہ! پھر تو تم پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ نکل کر قریش کے پاس گئے اور کہا۔ اے گروہ قریش! میرے بھتیجے نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایسا ایسا ہے پس تم اپنے لکھے ہوئے معاہدے کو لاؤ۔ اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر ہمارے قطع تعلق سے باز آؤ اور جو کچھ اس میں لکھا ہے

---

[1] اسلام سے پہلے یہ الفاظ بجائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم لکھے جایا کرتے تھے۔ (احمد محمودی)

اس کو چھوڑ دو اور اگر وہ جھوٹا ہو تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تمام لوگوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں اور انہوں نے اسی بات پر عہد و پیماں بھی کر لیا۔ پھر سب نے اس کو دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ اس واقعہ نے ان کی بدسلوکی کو اور بڑھا دیا اور قریش ہی میں کی ایک جماعت نے اس نوشتہ کو تلف کرنے کی وہ کوششیں کیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ پھر جب وہ نوشتہ چاک کر دیا گیا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا سب بے کار ہو گیا تو ابوطالب نے ان لوگوں کی ستائش میں جنہوں نے اس معاہدہ کے توڑنے میں کوشش کی یہ اشعار کہے۔

اَلَا هَلْ اَتَى بَحْرِيِّنَا صُنْعُ رَبِّنَا ۔۔۔ عَلٰى نَأْيِهِمْ وَاللّٰهُ بِالنَّاسِ اَرْوَدُ

کیا ہمارے سمندر پار کے مسافروں کو ہمارے پروردگار کی کارسازی کی بھی کچھ خبر پہنچی ہے۔ کہ ان لوگوں کو دور دراز ملکوں میں ڈال دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ کیا (کوئی شخص ایسا) نہیں۔

فَيُخْبِرَ هُمْ اَنَّ الصَّحِيْفَةَ مُزِّقَتْ ۔۔۔ وَاَنْ كُلُّ مَالَمْ يَرْضَهُ اللّٰهُ مُفْسَدُ

جو ان لوگوں کو اس بات کی خبر دے دے کہ نوشتہ معاہدہ چاک چاک کر دیا گیا اور یہ کہ جس چیز میں اللہ کی رضامندی نہیں وہ برباد ہے۔

تَرَاوَحَهَا اِفْكٌ وَسِحْرٌ مُجَمَّعٌ ۔۔۔ وَلَمْ يُلْفَ سِحْرٌ آخِرَالدَّهْرِ يَصْعَدُ

اس نوشتہ کو بہتان اور جان بوجھ کر جھوٹ نے قوت دی تھی اور کوئی جھوٹ کبھی بھی ترقی کرتا ہوا نہیں پایا گیا۔

تَدَاعٰى لَهَا مَنْ لَّيْسَ فِيْهَا بِقَرْقَرٍ ۔۔۔ فَطَائِرُهَا فِيْ رَاْسِهَا يَتَرَدَّدُ

اس نوشتہ کے معاملے میں وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جو اس بات سے مطمئن نہ تھے اس لئے ان کی قسمت کی نحوست کے پرندان کے سر میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

وَكَانَتْ كِفَاءً وَقْعَةٌ بِاَثِيْمَةٍ ۔۔۔ لِيُقْطَعَ مِنْهَاسَاعِدٌ وَمُقَلَّدُ

یہ واقعہ ایسا بڑا گناہ تھا کہ اس کے عوض ہاتھ اور گردن کاٹی جاتی تو سزاوار تھا۔

وَيَظْعَنُ اَهْلُ الْمَكَّتَيْنِ فَيَهْرُبُوْا ۔۔۔ فَرَائِصُهُمْ مِنْ خَشْيَةِ الشَّرِّتُرْعَدُ

مکہ کے نیچے کے حصہ والے اور اوپر والے (دونوں وطن چھوڑ کر) سفر کئے جا رہے ہیں اور اس حالت سے بھاگے جا رہے ہیں کہ ان کے شانے (لوٹ۔ قتل۔ جنگ۔ ہر قسم کی) برائی کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

وَيُتْرَكُ حَرَّاثٌ يُقَلِّبُ اَمْرَهٗ　　اَيُتْهِمُ فِيْهَا عِنْدَ ذَاكَ وَيُنْجِدُ

اور کمانے والا شخص (بے روک ٹوک) چھوڑ دیا جاتا ہے کہ انہیں اوقات میں (جن میں بیت اللہ کے مجاور پریشان پھر رہے ہیں) وہ اپنے معاملے میں تدبیریں کیا کرے کہ وہ خواہ سرزمین حجاز کی پست زمین تہامہ میں جائے یا بلند حصہ نجد میں سفر کرے۔

وَ تَصْعَدُ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ كَتِيْبَةٌ　　لَهَا حُدُجٌ سَهْمٌ وَقَوْسٌ وَ مِرْهَدُ[1]

اور اخشبین (نامی مکہ کے دونوں پہاڑوں) کے درمیان ایسا لشکر چڑھ آئے جس کے کڑوے کثیر التعداد پھل۔ تیر۔ کمان اور نرم برچھا یا تلوار ہیں۔

فَمَنْ يَنْشَ مِنْ حُضَّارِ مَكَّةَ عِزُّهٗ　　فَعِزَّتُنَا فِيْ بَطْنِ مَكَّةَ اَتْلَدُ

پس اگر ایسا کوئی شخص ہے جس کی عزت نے سرزمین مکہ کی سکونت وطن میں نشو ونما پائی ہے تو پھر ہماری عزت (کا کیا پوچھنا کہ وہ) تو وادی مکہ میں پرانی سے پرانی ہے۔

نَشَانَا بِهَا وَالنَّاسُ فِيْهَا قَلَائِلٌ　　فَلَمْ نَنْفَكِكْ نَزْدَادُ خَيْرًا وَنُحْمَدُ

ہم نے اس میں اس وقت نشو ونما پائی ہے جبکہ اس میں تھوڑے سے لوگ تھے لہٰذا ہماری عزت ہمیشہ بھلائی میں بڑھتی ہی رہی اور ہمیشہ سراہی جاتی رہی ہے۔

وَنُطْعِمُ حَتّٰى يَتْرُكَ النَّاسُ فَضْلَهُمْ　　اِذَا جَعَلَتْ اَيْدِى الْمُفِيْضِيْنَ تُرْعَدُ

ہم (قحط کے اس زمانے میں) کھانا کھلاتے ہیں کہ لوگ اپنی فضیلت اور بڑائی چھوڑ دیتے ہیں

---

[1] خشنی نے اس مقام پر تین نسخے لکھے ہیں۔ مرہد۔ فرہد۔ مزہد۔ مرہد کے معنی رمح۔ لین۔ نرم برچھی اور فرہد کے معنی لکھے ہیں الرمح الذی اذا طعن به وسع الخرق۔ وہ برچھی جس کے وار سے زخم کشادہ لگے۔ تیسرا نسخہ جو میم اور زائے معجمہ سے ہے جس کو یورپ کے مطبوعہ نسخے میں اختیار کیا گیا ہے اس کے متعلق خشنی نے لکھا ہے۔ هو ضعيف لا معنى له الا ان يراد به الشدة على معنى الاشتقاق۔ وہ کمزور ہے (اس مقام پر اس کے) کچھ معنی نہیں بجز اس کے کہ اس کے اشتقاق کے معنی کے لحاظ سے اس سے شدت مراد لی جائے۔ سہیلی نے مرہد کے متعلق لکھا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ لفظ مہرد کا مقلوب ہو جو ہرد سے مفعل کا وزن ہے جس کے معنی مرزقہ یعنی اس کو پھاڑ ڈالا کے ہیں جس سے مراد برچھا یا تلوار ہو سکتی ہے اور غیر مقلوب ہونے کا بھی احتمال ہے۔ اس صورت میں رہید سے مشتق ہوگا جس کے معنی نرم کے ہیں۔ وفی بعض النسخ فرہد فان صحت الروایۃ به فمعناہ فرہد فی الحیاۃ وحرص علی الممات'' اگر فرہد کی یہ روایت صحیح ہو تو اس سے مراد زندگی سے بیزاری اور موت کی خواہش ہوگی غرض میں نے مرہد کے نسخے کو ترجیح دی ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

اور جوے کے تیر نکالنے والے کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔

جَزَى اللّٰهُ رَهْطًا بِالْحَجُوْنِ تَتَابَعُوْا عَلٰى مَلَإٍ يَهْدِىْ لِحَزْمٍ وَ يُرْشِدُ

اس جماعت کو اللہ جزائے خیر دے جس کے افراد مقام حجون سے ایک کے بعد ایک بر سر مجلس پہنچے جو عقل کی بات کی جانب رہنمائی کرتے اور سیدھی راہ بتلا رہے تھے۔

قُعُوْدًا لَدى حَطْمِ الْحَجُوْنِ كَاَنَّهُمْ مَقَاوِلَةٌ بَلْ هُمْ اَعَزُّ وَاَمْجَدُ

وہ (مقام) حطم الحجون کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا وہ رؤساء ہیں سچ تو یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بھی زیادہ عزت وشان والے ہیں۔

اَعَانَ عَلَيْهَا كُلُّ صَقْرٍ كَاَنَّهٗ اِذَا مَا مَشَىَ فِىْ رَفْرَفِ الدِّرْعِ اَحْرَدُ

اس معاملہ میں جنہوں نے مدد دی ان میں کا ہر فرد گویا کہ ایک شہباز تھا جب وہ اپنی لمبی لمبی زرہوں میں چلتا تو بہت آہستہ چلتا۔

جَرِىْءٌ عَلٰى جُلَّى الْمُخْطُوْبِ كَاَنَّهٗ شِهَابٌ بِكَفَّىْ قَابِسٍ يَتَوَقَّدُ

بڑے بڑے اہم معاملوں میں بڑی جرأت کرنے والا ہے گویا وہ ایک چنگاری ہے جو آگ لینے والے کے ہاتھوں پر بھڑک رہی ہے۔

مِنَ الْاَكْرَمِيْنَ مِنْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبٍ اِذَا سِيْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ يَتَرَبَّدُ

وہ ان شریفوں میں سے ہے جو لوی بن غالب کی اولاد میں سے ہیں جب کوئی ذلت کا برتاؤ کیا جائے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔

طَوِيْلُ النِّجَادِ خَارِجٌ نِصْفُ سَاقِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ تُسْقَى الْغَمَامُ وَ تَسْعَدُ

وہ دراز قد جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی ہوئی رہتی ہے اس کے چہرے کے طفیل میں ابر پانی برساتا اور سعادت حاصل کرتا ہے۔

عَظِيْمُ الرَّمَادِ سَيِّدٌ وَابْنُ سَيِّدٍ يَحُلُّ عَلٰى مَقْرَى الضُّيُوْفِ وَيَحْشُدُ

بڑا سخی۔ سردار اور سردار کا بیٹا مہمانوں کی ضیافت پر دوسروں کو بھی ابھارتا اور جمع کرتا ہے۔

وَيَبْنِىْ لِاَبْنَاءِ الْعَشِيْرَةِ صَالِحًا اِذَا نَحْنُ طفنا فِى الْبِلَادِ وَيَمْهَدُ

جب ہم ادھر ادھر شہروں میں گھومتے اور سیاحت کرتے پھرتے ہیں تو وہ خاندان کے بچوں کے لئے اچھی اچھی بنائیں ڈالتا اور ان کے لئے تمہیدیں اٹھاتا رہتا ہے۔

اَلَظَّ بِهٰذَا الصُّلْحِ كُلُّ مَبَرَّاٍ عَظِيْمِ اللِّوَاءِ اَمْرُهٗ ثُمَّ يُحْمَدُ

اس صلح کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے والوں میں کا ہر فرد بے عیب۔ بڑے جھنڈے والا اور وہ تھا جس کے کام کی وہاں تعریف ہوتی تھی۔

قَضَوْا مَا قَضَوْا فِیْ لَیْلِهِمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا عَلٰی مَهَلٍ وَ سَائِرِ النَّاسِ رُقَّدُ

انہوں نے جو مناسب سمجھا راتوں رات فیصلہ کر ڈالا اور باطمینان صبح سویرے مقام مطلوب پر پہنچ گئے اس حال میں کہ تمام لوگ سو ہی رہے تھے۔

هُمْ رَجَعُوْا سَهْلَ بْنَ بَیْضَاء رَاضِیًا وَسُرَّ اَبُوْبَکْرٍ بِهَا وَ مُحَمَّدُ

انہیں لوگوں نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا اور ابو بکر بھی اس سے خوش ہو گئے اور محمد (ﷺ) بھی۔

مَتٰی شَرَكَ الْاَقْوَامُ فِیْ جُلِّ اَمْرِنَا وَکُنَّا قَدِیْمًا قَبْلَهَا نَتَوَدَّدُ

ہمارے بڑے بڑے کاموں میں یہ (دوسرے) لوگ کب شریک رہے ہیں حالانکہ اس معاملہ سے پہلے بھی ہم (اور وہ لوگ جنہوں نے اس معاملے کا فیصلہ کیا) آپس میں دوستانہ تعلقات ہی سے رہے ہیں۔

وَکُنَّا قَدِیْمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً وَنُدْرِكُ مَا شِئْنَا وَلَا نَتَشَدَّدُ

ہماری یہ عادت قدیم سے رہی ہے کہ ظلم کو برقرار نہیں رہنے دیتے اور ہم جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں اور پھر سختی بھی نہیں کرتے۔

فَیَالَ قُصَیَّ هَلْ لَکُمْ فِیْ نُفُوْسِکُمْ وَهَلْ لَکُمْ فِیْمَا یَجِیْءُ بِهٖ غَدُ

پس اے نبی قصی! تم پر تعجب ہے!! کیا تم نے کبھی اپنے ذاتی نفع و نقصان پر بھی غور کیا ہے اور کیا کل پیش آنے والے واقعات پر بھی تم نے کبھی نظر ڈالی ہے۔

فَاِنِّیْ وَاِیَّاکُمْ کَمَا قَالَ قَائِلٌ لَدَیْكَ الْبَیَانُ لَوْتَکَلَّمْتَ اَسْوَدُ

میری اور تمہاری بس وہی حالت ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا ہے (میں تو کچھ بول نہیں سکتا) اے کالے[1] (پہاڑ)!

---

[1] یہ ایک ضرب المثل ہے اور ایسے موقع پر کہی جاتی ہے جہاں کوئی شخص کسی بات پر قادر ہونے کے باوجود اس بات کو نہ کرے۔ ابوذر خشنی نے لکھا ہے کہ اسود کسی شخص کا نام تھا محی الدین عبدالحمید نے لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہ ہے =

مطعم بن عدی کے مرنے پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا ہے جس میں نوشتہ معاہدے کے توڑنے میں مطعم کی کوشش کا ذکر بھی ہے۔

اَيَاعَيْنُ فَابْكِي سَيِّدُ الْقَوْمِ وَاسْفَحِيْ بِدَمْعٍ وَاِنْ اَنْزَفْتِهٖ فَاسْكُبِى الدَّمَا

اے آنکھ قوم کے سردار کی موت پر رو اور آنسو بہا اور اگر آنسوؤں کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا۔

وَبَكِّيْ عَظِيْمَ الْمَشْعَرَيْنِ كِلَيْهِمَا عَلَى النَّاسِ مَعْرُوْفًا لَهٗ مَا تَكَلَّمَا

اور دونوں مشعر میں کے بڑے شخص پر رو جس کے احسانات لوگوں پر اس وقت تک رہیں گے جب تک وہ بات کرتے رہیں گے۔

فَلَوْ كَانَ مَجْدٌ يُخْلِدُ الدَّهْرَ وَاحِدًا مِنَ النَّاسِ اَبْقٰى مَجْدَهُ الْيَوْمُ مُطْعِمًا

اگر کوئی عزت والوں میں سے کسی کو زمانہ میں ہمیشہ رکھتی تو مطعم کو اس کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔

اَجَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا عَبِيْدَكَ مَالَبّٰى مُهِلٌّ وَاَحْرَمَا

تو نے رسول اللہ (ﷺ) کو ان لوگوں سے پناہ دی لہٰذا جب تک کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہتا رہے اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے وہ سب تیرے احسان کے بندے بن گئے۔

فَلَوْ سُئِلَتْ عَنْهُ مَعَدٌّ بِاَسْرِهَا وَقَحْطَانُ اَوْبَاقِيْ بَقِيَّةِ جُرْهُمَا

تمام بنی معد بنی قحطان اور بنی جرہم میں کے باقی لوگوں سے تیرے متعلق دریافت کیا جائے۔

لَقَالُوْا هُوَالْمُوْفِى بِخُفْرَةِ جَارِهٖ وَذِمَّتِهٖ يَوْمًا اِذَا مَا تَذَمَّمَا

تو وہ کہیں گے کہ وہ تو اپنے پناہ گزینوں کی حمایت کو اور جب کسی روز کسی نے کسی چیز کی ذمہ داری طلب کی تو اس ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہے۔

فَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ الْمُنِيْرَةُ فَوْقَهُمْ عَلٰى مِثْلِهٖ فِيْهِمْ اَعَزَّ وَ اَعْظَمَا

پس لوگوں میں کسی ایسے شخص پر روشن سورج نہیں نکلتا جو ان میں ممدوح کا سا زیادہ عزت والا اور زیادہ عظمت والا ہو۔

= جو سہیلی نے لکھا ہے کہ ایک پہاڑ پر کوئی شخص مارا گیا اور اس پہاڑ کا نام اسود تھا جب مقتول کے وارثوں نے قاتل کا کوئی پتا نہ پایا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اے کالے پہاڑ قتل تجھی پر واقع ہوا ہے اور قاتل کو تو خوب جانتا ہے۔ کاش تو کچھ کہہ سکتا اس طرح خشنی کی بات بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ کسی گونگے کے سامنے قتل واقع ہوا ہو جس کا نام اسود ہو اور وہ کچھ بول نہ سکا ہو۔ (احمد محمودی)

وَآبٰی اِذَا یَأْبٰی وَاَعْظَمَ شِیْمَةً ۔۔۔ وَاَنْوَمَ عَنْ جَارٍ اِذَا اللَّیْلُ اَظْلَمَا

اور جب کسی بات سے انکار کر دے تو ممدوح کا سا زیادہ انکار کرنے والا اور بہترین خصلت و عادت والا اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت بھی اپنے پناہ گزینوں سے (بے فکری میں) زیادہ سونے والا ہو۔

(کیونکہ اس کی عظمت و شان کے سبب سے اس کے پناہ گزینوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کو ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بے فکر سو جاتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول ''کلیھما'' ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت میں کا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ ''اجرت رسول اللّٰہ منھم'' تو نے رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں سے پناہ دی۔

اس کا واقعہ یہ ہے (کہ) جب رسول اللہ ﷺ طائف والوں کے پاس سے لوٹ آئے اور انہیں اپنی تصدیق اور اپنی مدد کر دعوت دی تو انہوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی تو آپ حراء کی جانب (تشریف لے) چلے اور الاخنس بن شریق کے پاس پیام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ میں لے تو اس نے کہا میں ایک حلیف کی حیثیت رکھتا ہوں اور حلیف پناہ نہیں دیا کرتا تو آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس کہلا بھیجا اس نے کہا کہ بنی عامر بنی کعب کے مقابلے میں کبھی پناہ نہیں دیا کرتے تو آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیجا اس نے آپ کے پیام کو قبول کیا پھر مطعم اور اس کے گھر والوں نے ہتھیار لگائے اور نکل کر مسجد آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی کہلا بھیجا آپ بھی مسجد میں آئیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا اور اس کے پاس نماز ادا فرمائی اور اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔ حسان بن ثابت اسی واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے ہشام بن عمرو کی بھی تعریف۔ اسی نوشتہ۔ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی ہے۔

هَلْ یُوْفِیَنَّ بَنُوْ اُمَیَّةَ ذِمَّةً ۔۔۔ عَقْدًا كَمَا اَوْفٰی جِوَارُ هِشَامِ

کیا بنو امیہ (اپنی) ذمہ داری اور معاہدے کو پورا کریں گے جس طرح ہشام کے پڑوسیوں نے (اپنی ذمہ داری) پوری کی۔

مِنْ مَعْشَرٍ لَا یَغْدِرُوْنَ بِجَارِهِمْ ۔۔۔ لِلْحَارِثِ بْنِ حَبِیْبِ ابْنِ سُحَامِ

وہ حارث بن حبیب بن سحام کے خاندان سے ہے جو اپنے پناہ گزین سے بے وفائی نہیں کرتے۔

وَاِذَا بَنُوْ حِسْلٍ اَجَارُوْا ذِمَّةً   اَوْفُوْا وَاَدُّوْا جَارَهُمْ بِسَلَامِ

اور جب بنو حسل کسی کو پناہ دیتے اور (اس کا) ذمہ لیتے ہیں تو پورا کرتے ہیں اور اپنے پناہ گزین کو صحیح سلامت حوالہ کرتے ہیں۔

اور ابن ہشام بنی سحام ہی میں کا تھا۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ سخام کہتے ہیں۔

طفیل بن عمرو الدوسی کے اسلام کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ اپنی قوم کی حالت دیکھ کر انہیں نصیحت فرمایا کرتے اور جس آفت میں وہ مبتلا تھے اس سے نجات کی جانب بلاتے اور قریش کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ کر دیا تو لوگوں کو اور عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا اس کو آپ سے ڈراتے تھے۔ طفیل بن عمرو الدوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ ﷺ وہیں تشریف فرما تھے تو ان کی جانب قریش کے بہت سے لوگ گئے اور طفیل بلند پایہ لوگوں میں سے تھے۔ شاعر اور عقل مند تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے ان سے کہا اے طفیل! تم ہماری بستیوں میں آئے تو ہو لیکن دیکھو! اس شخص نے جو ہمیں میں سے ہے ہمیں سخت مشکل میں ڈال رکھا ہے ہماری جماعت کو اس نے پراگندہ کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پریشان کر ڈالا ہے اس کی (ایک ایک) بات جادو کی سی ہوتی ہے۔ بیٹے کو اس کے باپ سے بھائی کو بھائی سے۔ شوہر کو اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہاری اور تمہاری قوم کی نسبت اسی فتنہ کا خوف ہے جو ہم میں داخل ہو چکا ہے اس لئے تم اس شخص سے بات نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو انہوں نے کہا وہ لوگ میرے ساتھ یہاں تک لگے رہے کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ اس کی نہ کوئی بات سنوں گا اور نہ اس سے (کوئی) بات کروں گا جب سویرے میں مسجد کو گیا تو اپنے کانوں میں اس ڈر سے روئی ٹھونس لی کہ کہیں اس کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کان تک پہنچ جائے' باوجود اس کے کہ میں اس کے سننے کا ارادہ بھی نہ کروں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں سویرے مسجد پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کہا کہ میں آپ کے قریب ہی جا کھڑا ہوا اور اللہ نے تو آپ کی کوئی نہ کوئی بات سنا دینے کے سوا اور کوئی بات نہ چاہی کہا کہ میں نے ایک اچھا کلام سنا اور اپنے دل میں کہا میری ماں مجھ پر روئے۔ واللہ! میں ایک عقل مند اور شاعر ہوں۔ اچھا برا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز مجھے اس سے روکتی ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے سنوں پھر اگر جو بات وہ پیش کرتا ہے اچھی ہو تو اس کو قبول کروں اور اگر بری ہو تو اس کو چھوڑ دوں۔ کہا کہ پھر میں کچھ دیر ٹھہر گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

دولت خانہ کہ واپس تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ اپنے دولت خانہ کے اندر تشریف لے گئے تو میں بھی اندر چلا گیا اور کہا اے محمد! آپ کی قوم نے مجھ سے (آپ کے متعلق) ایسا ایسا کہا ہے اور وہ (سب) باتیں بیان کیں جو انہوں نے کہی تھیں۔ واللہ! وہ آپ کے معاملے سے اس قدر ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں اس لئے روئی ٹھونس لی کہ آپ کی (کوئی) بات نہ سنوں۔ مگر اللہ نے تو اس کے سوا کوئی بات نہ چاہی کہ آپ کی بات مجھ سنائے اور میں نے سنی اور اچھی بات سنی۔ پس آپ اپنے اصول مجھے بتایئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا اور میرے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تو واللہ نہیں! اس سے بہتر بات میں نے کبھی نہیں سنی۔ اور نہ ایسے معتدل اصول سنے۔ کہا پس میں نے اسلام اختیار کر لیا اور سچی بات کی گواہی دی اور کہا۔ اے اللہ کے نبی! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم میں لوگ میری بات مانتے ہیں اور میں اب ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں اور انہیں اسلام کی جانب دعوت دینے والا ہوں۔ پس اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے کہ وہ اس دعوت میں جس جانب میں انہیں بلاتا ہوں ان کے مقابلے میں میری مددگار ہو فرمایا۔ اللّٰھم اجعل له آیۃ' یا اللہ اس کے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ کہا پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا یہاں تک کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ میں تھا جہاں سے بستی مجھے نظر آتی تھی میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی سی روشنی پیدا ہو گئی کہا کہ میں نے کہا یا اللہ میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں (اس کو ظاہر فرما) میں ڈرتا ہوں کہ وہ کسی سزا کا خیال کرنے لگیں کے کہ ان کے دین کو چھوڑنے کے سبب سے مجھ میں بطور سزا کے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ کہا کہ پھر تو اس روشنی نے اپنی جگہ بدل دی اور میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہو گئی۔ کہا کہ پھر تو تمام بستی والے وہ نور میرے کوڑے میں قندیل کی طرح لٹکا ہوا دیکھنے لگے اور میں پہاڑوں کے درمیانی راستے سے ان کی جانب اتر رہا تھا۔ کہا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا اور وہیں صبح ہوئی' کہا کہ پھر جب میں اترا تو میرا باپ میرے پاس آیا اور وہ بڑا بوڑھا تھا۔ کہا کہ میں نے اس سے کہا بابا جان! مجھ سے دور رہئے کیونکہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں۔ اس نے کہا بیٹے! یہ کیوں میں نے کہا میں نے تو اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا۔ بیٹے! پھر تو جو تمہارا دین وہ میرا دین۔ میں نے کہا اچھا تو جایئے اور غسل کر لیجئے اور اپنے کپڑے پاک کر لیجئے اور پھر تشریف لایئے کہ آپ کو میں وہ بات سکھاؤں جو میں نے معلوم کی ہے کہا کہ وہ چلے گئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لئے کہا کہ پھر وہ آئے تو میں نے ان کے آگے اسلام پیش کیا تو انہوں نے اسلام اختیار کر لیا پھر میرے پاس میری بیوی آئی تو میں نے کہا مجھ سے دور رہ کیونکہ میں تیرا نہیں اور تو میرے اور تیرے درمیان اسلام نے

رکاوٹ ڈال دی ہے۔اور میں نے دین محمد ﷺ کی پیروی اختیار کی ہے۔اس نے کہا پھر تو جو تمہارا دین وہ میرا دین میں نے کہا کہ پھر تو تو (مقام) حمیٰ ذی الشریٰ کو جا اور اس (کے پانی) سے نہا دھو (اور) پاک صاف ہو جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حمیٰ ذی الشریٰ کہتے ہیں (حمی) کے معنی رمنہ یا محفوظ زمین کے ہیں) اور ذوالشری قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام تھا اور یہ محفوظ زمین ان کے سسرال کی تھی اس زمین میں ان کا ایک چشمہ بھی تھا جس میں کچھ اتھلا پانی بھی تھا جو پہاڑ میں سے آتا تھا۔انہوں نے کہا کہ میری بیوی نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ذی الشری میں بچوں کے لئے تو کچھ خوف نہیں۔میں نے کہا نہیں کوئی خوف نہیں میں اس کا ذمہ دار ہوں کہا پھر وہ چلی گئی اور نہا دھو کر آئی تو میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پس اس نے اسلام اختیار کر لیا۔پھر میں نے تمام بنی دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام اختیار کرنے میں دیر کی تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آیا اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! قبیلہ دوس کی نظارہ بازی یا عورتوں[1] کی محبت یا زنا مجھ پر (یعنی میرے تبلیغی کام پر) غالب آ گیا ہے۔پس آپ ان کے لئے بددعا فرمایئے تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا اِرْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ وَارْفُقْ بِهِمْ.

''یا اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر لگا۔اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انہیں اسلام کی جانب بلاتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ''۔

کہا کہ پھر تو میں بنی دوس کی سرزمین ہی میں انہیں دعوت اسلام دیتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر' احد' اور خندق بھی گزر گئے۔اس کے بعد اپنی قوم میں کے ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر جنہوں نے میرے ساتھ اسلام اختیار کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام خیبر میں پہنچا اور پھر ہم (سب) مدینہ میں پہنچے تو قبیلے دوس کے ستر یا اسی گھرانے وہاں بس گئے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ سے مقام خیبر میں ملے تو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں مال خیبر میں حصہ عنایت فرمایا۔

---

[1] نسخہ یورپ میں ہے۔''یا نبی الله انه قد بلغنی علی دوس الزنا'' اور دوسرے نسخوں میں ہے''قد بلغنی علی دوس الرنا'' الزنا ہو یا الرنا دونوں بامعنی لفظ ہیں اور دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔جس طرح ہم نے ترجمہ میں دونوں صورتوں کا اظہار کر دیا ہے۔لیکن بلغنی اور غلبنی کے دونوں نسخوں میں سے مجھے پہلا غلط معلوم ہوتا ہے یا بلغنی انه قد غلب علی دوس ہونا چاہئے تھا میں نے غلبنی کی صورت ترجمے میں اختیار کی ہے۔ فانظر هل تری فیه من وجه۔(احمد محمودی)

اس کے بعد میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے عمرو بن حممہ کے ذوالکفین نامی بت کی جانب جانے کی (اجازت مرحمت) فرمایئے تاکہ میں اس کو جلا ڈالوں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر توطفیل اس بت کی جانب چلے اور اس بت پر آگ روشن کرتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

يَا ذَالْكَفَيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا مِيْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِيْلَادِكَا

اِنِّيْ حَشَوْتُ النَّارَ فِيْ فُؤَادِكَا

اے ذوالکفین! میں تیری پوجا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے (کی) ہے۔ میں نے تیرے کلیجے میں آگ بھر دی ہے۔

کہا کہ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور وہ آپ کے ساتھ ہی مدینہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی نکلے اور ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ مقام طلیحہ اور تمام سرزمین نجد سے فراغت حاصل کر لی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کو گئے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا عمرو بن طفیل بھی تھا۔ وہ جس وقت یمامہ کی جانب جا رہے تھے تو انہوں نے ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر مجھے بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرند نکلا اور مجھے ایک عورت ملی۔ جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا اور میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا مجھے بڑی تیزی سے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ مجھ تک آنے سے روک دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ خواب تو اچھا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر دی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ خواب تو اچھا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر دی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ کیا کہا کہ سر کا مونڈا جانا تو اس کا کٹنا ہے اور جو پرند میرے منہ سے نکلا وہ میری روح ہے اور وہ عورت جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا وہ زمین ہے جو میرے لئے کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب ہو جاؤں گا اور میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا اور مجھ تک آنے سے روک دیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ آفتوں میں مبتلا ہو جائے گا لیکن جو آفت مجھ پر آئے گی وہ اس سے بچ جائے گا۔ پس اللہ ان پر رحمت کرے وہ یمامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہو گئے اور ان کا لڑکا سخت زخمی ہوا لیکن پھر وہ اس سے صحت یاب ہو گیا۔ پھر یرموک کے سال عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل اور شہید ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد السد وسی وغیرہ نے بنی بکر وائل میں کے بوڑھے جاننے والوں سے سن کر بیان کیا کہ بنی قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں کا اعشیٰ اسلام اختیار کرنے کے ارادے سے نکل کر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں (یہ) کہا۔

اَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ اَرْمَدَا   وَبِتَّ كَمَا بَاتَ السَّلِيْمُ مُسَهَّدَا

آشوب زدہ آنکھ کے رات میں بند نہ ہونے کی طرح' کیا تیری بھی آنکھ سے آنکھ نہیں لگی' اور تو نے (بھی) رات اس طرح گزاری جس طرح سانپ ڈسا ہوا آدمی' جس کو سونے سے روک دیا جاتا ہے۔

وَمَا ذَاكَ مِنْ عِشْقِ النِّسَاءِ وَاِنَّمَا   تَنَاسَيْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ خُلَّةَ مَهْدَدَا

اور یہ حالت کچھ عورتوں کے عشق کے سبب سے نہیں ہوئی مہدد کی محبت تو آج سے بہت پہلے بھول چکا ہوں۔

وَلٰكِنْ اَرَى الدَّهْرَ الَّذِيْ هُوَ خَائِنٌ   اِذَا صَلَحَتْ كَفَّایَ عَادَ فَاَفْسَدَا

لیکن بے ایمان زمانہ کی حالت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب میرے ہاتھ کسی چیز کو درست کرتے ہیں تو وہ دوبارہ اسے بگاڑ دیتا ہے۔

كُهُوْلًا وَشُبَّانًا فَقَدْتُ وَثَرْوَةً   فَلِلّٰهِ هٰذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدَا

بہت سے ادھیڑوں اور بہت سے جوانوں اور دولت وثروت کو میں نے کھودیا۔ خدا اس زمانے سے سمجھے۔ اس کا آنا جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔

وَمَا زِلْتُ اَبْغِي الْمَالَ مُذْاَنَا يَافِعٌ   وَلِيْدًا وَكَهْلًا حِيْنَ شِبْتُ وَ اَمْرَدَا

میں اپنے جوان ہونے کے پہلے ہی سے جبکہ میں بچہ اور بے داڑھی مونچھ کا تھا اور جب ادھیڑ ہوا اور بوڑھا ہو گیا ہمیشہ مال ہی کی جستجو میں رہا۔

وَاَبْتَذِلُ الْعِيْسَ الْمَرَاقِيْلَ تَغْتَلِيْ   مَسَافَةَ مَا بَيْنَ النُّجَيْرِ فَصَرْخَدَا

اور اب سفید سرخی مائل اونٹوں کو ایسی تیز چال کے ساتھ جس میں وہ ایک دوسرے سے بڑھتے جاتے ہیں پامال کر رہا ہوں۔

اَلَا اَيُّهٰذَا السَّائِلِيْ اَيْنَ يَمَّمَتْ   فَاِنَّ لَهَا فِيْ اَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدَا

اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والو کہ آخر ان اونٹوں نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ سن لو کہ ان کی

وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

فَاِنْ تَسْاَلِیْ عَنٰی فَیَارُبَّ سَائِلٍ　　حَفِیٍّ عَنِ الْاَعْشٰی بِهٖ حَیْثُ اَصْعَدَا

اگر تم میرے متعلق پوچھتی ہو (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) کیونکہ اعشٰی کے متعلق سوال کرنے والے اوراس کے کرم فرما بہت سے ہیں کہ وہ جہاں جاتا ہے اس کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں۔

اَجَدَّتْ بِرِجْلَیْهَا النَّجَاءَ وَرَاجَعَتْ　　یَدَاهَا خِنَافًا لَیِّنًا غَیْرَ اَحْرَدَا

اونٹنی نے اپنی تیز رفتاری میں پوری کوشش کی حتیٰ کہ اس کے اگلے پیر مڑ مڑ کر پڑنے لگے اور نرم ہو گئے لیکن وہ لنگڑاتی نہیں۔

وَفِیْهَا اِذَا مَا هَجَّرَتْ عَجْرَفِیَّةٌ　　اِذَا خِلْتَ حِرْبَاءَ الظَّهِیْرَةِ اَصْیَدَا

دوپہر کے سفر میں اس اونٹنی کی رفتار میں ایک بے نیازانہ انداز ہوتا ہے جبکہ تو دھوپ میں بیٹھے ہوئے گرگٹ کو گردن اکڑائے ہوئے دیکھے۔

وَآلَیْتُ لَا آوِیْ لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ　　وَلَا مِنْ حَفًی حَتّٰی تُلَاقِیْ مُحَمَّدًا

اور میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی تھکن یا کھر کے گھس جانے کے سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ جائے۔

مَتٰی مَاتُنَاخِیْ عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ　　تُرَاحِیْ وَتَلْقَیْ مِنْ فَوَاضِلِهٖ نَدٰی

جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائے گی تو راحت پائے گی اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا فیض حاصل کرے گی۔

نَبِیٌّ یَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَذِكْرُهٗ　　اَغَارَ لَعَمْرِیْ فِی الْبِلَادِ وَاَنْجَدَا

وہ ایسے نبی ہیں جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں جن کو تم لوگ نہیں دیکھتے اور آپ کی شہرت پست و بلند شہروں میں پھیل گئی ہے۔

لَهٗ صَدَقَاتٌ مَا تُغِبُّ وَنَائِلٌ　　وَلَیْسَ عَطَاءُ الْیَوْمِ مَانِعَهٗ غَدَا

آپ کی خیرات وعطا لگاتار اور بے وقفہ ہے آج کا دینا پھر کل دینے کے لئے مانع نہیں ہوتا۔

اَجِدَّكَ لَمْ تَسْمَعْ وَصَاةَ مُحَمَّدٍ　　نَبِیِّ الْاِلٰهِ حَیْثُ اَوْصٰی وَاَشْهَدَا

کیا تیری دوڑ دھوپ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصیحتوں کو نہیں سنا جس کی ہر نصیحت اور ہر گواہی اللہ کی اطلاع پر مبنی ہوتی ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقٰی　　وَلَا قَیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا

جب تو زادتقویٰ لے کر سفر نہ کرے اور موت کے بعد ان لوگوں سے ملے جو اپنے ساتھ توشہ لے گئے ہیں۔

نَدِمْتَ عَلٰی اَنْ لَا تَکُوْنَ کَمِثْلِہٖ فَتَرْصِدَ لِلْمَوْتِ الَّذِیْ کَانَ اَرْصَدَا

تو تو پچھتائے گا کہ تو ان کے سا نہ ہوگا اور موت کا منتظر رہے گا جو کبھی تیرے انتظار میں لگی ہوئی تھی۔

فَاِیَّاکَ وَالْمَیْتَاتِ لَا تَقْرَبَنَّھَا وَلَا تَاْخُذًا سَھْمًا حَدِیْدًا لِتَفْصِدَا

پس مردار چیزوں سے خود کو بچا اور ان کے قریب نہ جا اور خون بہانے کے لئے تیز تیر نہ لے (بتوں کے لئے قربانیاں نہ کر)۔

وَلَا النُّصُبَ الْمَنْصُوْبَ لَا تَنْسُکَنَّہٗ وَلَا تَعْبُدِ الْاَوْثَانَ وَاللّٰہَ فَاعْبُدَا

اور ان بتوں کے پاس قربانیاں نہ کر اور مورتوں کی پوجا چھوڑ دے اور اللہ کی پرستش کر۔

وَلَا تَقْرُبُنَّ حُرَّۃً کَانَ سِرُّھَا عَلَیْکَ حَرَامًا فَانْکِحَنْ اَوْ تَاَبَّدَا

کسی شریف عورت کے قریب نہ جا جس کی شرمگاہ تجھ پر حرام ہے پس شرعی شرطوں کے ساتھ نکاح کر یا عورتوں سے دور رہ۔

وَ ذَا الرَّحِمِ الْقُرْبٰی فَلَا تَقْطَعَنَّہٗ لِعَاقِبَۃٍ وَلَا الْاَسِیْرَ الْمُقَیَّدَا

اور قریبی رشتہ داروں سے بطور سزا کے تعلقات نہ توڑ اور نہ قیدیوں سے بدسلوکی کر۔

وَسَبِّحْ عَلٰی حِیْنِ الْعَشِیَّاتِ وَالضُّحٰی وَلَا تَحْمَدِ الشَّیْطَانَ وَاللّٰہَ فَاحْمَدَا

اور رات دن تسبیح میں مصروف رہ شیطان کی مدح سرائی نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر۔

وَلَا تَسْخَرًا مِنْ بَائِسٍ ذِیْ ضَرَارَۃٍ وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَالَ لِلْمَرْءِ مُخْلِدَا

حاجت مندوں اور معذوروں کی ہنسی نہ اڑا۔ مال کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمی کو ہمیشگی عطا کرے گا۔

اور جب وہ مکہ میں یا اس کے قریب آیا تو قریش کے مشرکوں میں کا ایک شخص راہ میں اسے ملا اور اس نے اس کے حالات دریافت کئے تو اس نے بتلایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا چاہتا ہے تا کہ اسلام اختیار کرے تو اس نے کہا اے ابوبصیر! اس شخص نے تو زنا کو حرام ٹھہرایا ہے تو اعشیٰ نے کہا واللہ! یہ چیز تو ایسی ہے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ اے ابوبصیر! اس نے شراب کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ تو اعشیٰ نے کہا ہاں اس کے متعلق تو نفس کی کچھ خواہشیں ہیں لیکن اب تو میں لوٹ جاتا ہوں اور اس سال اس

کے متعلق سوچ بچار کر لیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد آؤں گا اور اسلام اختیار کروں گا اور لوٹ گیا اور وہ اسی سال مر گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر نہ آیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ کا دشمن ابو جہل بن ہشام (اللہ اس پر لعنت کرے) باوجود رسول اللہ سے اس کی عداوت، دشمنی اور آپ سے سخت مخالفت کے جب آپ کو دیکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے سامنے ذلیل بنا دیتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی نے، جو خوب یاد رکھنے والے تھے، بیان کیا کہ اراش سے ایک شخص آیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اراشتہ کہا ہے، اور وہ مکہ میں چند اونٹ لایا تو ابو جہل نے ان اونٹوں کو اس سے خرید لیا لیکن ان کی قیمت کی ادائی کے لئے مدت بڑھاتا رہا تو وہ اراشی قریش کی مجلس میں آ کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ بھی مسجد کی ایک طرف تشریف رکھتے تھے۔ اس نے کہا اے گروہ قریش! ابوالحکم بن ہشام کے خلاف کوئی شخص میری مدد اور دادرسی کرنے والا ہے۔ میں تو ایک مسافر اور راہ رو ہوں اور اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس مجلس والوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتا کر اس سے کہا کیا تجھے وہ شخص نظر آ رہا ہے جو وہاں بیٹھا ہے۔ ان لوگوں کی غرض نبی کریم ﷺ کی ہنسی لیڈ الاتھی کیونکہ آپ میں اور ابو جہل میں جو عداوت تھی وہ جانتے تھے۔ تو اس شخص کے پاس جا وہ اس کے مقابلے میں دادرسی اور مدد کرے گا۔ راوی نے کہا کہ وہ اراشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے بندۂ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا ایک حق جو اس پر ہے دبا رکھا ہے اور میں ایک مسافر راہ گیر ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کسی ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اس کے مقابل میری دادرسی اور مدد کرے اور میرا حق اس سے مجھے دلائے تو انہوں نے مجھے آپ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے اس سے میرا حق دلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ''انطلق اليه'' چل اس کے پاس چلیں اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہو گئے اور جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ جانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو اپنے ساتھ والوں میں کے ایک شخص سے انہوں نے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ **محمد فاخرج الی**۔ میں محمد ہوں باہر آ۔ تو وہ نکل آیا اور حالت اس کی یہ تھی اس کے چہرے میں خون کا قطرہ (تک) نہیں اور رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ **اعط هذا الرجل حقه**۔ اس شخص کا حق اس کو دے دے۔ اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جایئے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دے

دوں۔ راوی نے کہا۔ پھر وہ گھر میں گیا اور اس کا جو کچھ حق تھا وہ لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے اور اس اراشی سے فرمایا۔ الحق بشانك۔ جا اپنا کام کر۔ پھر وہ اراشی آیا اور اسی مجلس والوں کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہا اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ اس نے میرا حق دلا دیا۔ راوی نے کہا کہ وہ شخص بھی آیا جس کو انہوں نے آپ کے ساتھ بھجوایا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا۔ افسوس تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا میں نے تو عجائبات میں کی ایک عجیب چیز دیکھی۔ اس نے تو کچھ نہ کیا۔ بس اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور وہ اس کی جانب نکلا تو یہ حالت تھی کہ اس کی جان اس میں نہ تھی اس نے اس سے کہا کہ اس کا حق دے دے تو اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دے دوں۔ اس نے کہا کہ وہ اندر گیا اور اس کا حق لے کر باہر آیا اور وہ اس کے حوالے کر دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر تھوڑی دیر نہ ہوئی کہ ابوجہل آیا۔ لوگوں نے کہا۔ ارے کمبخت تجھے کیا ہو گیا۔ واللہ ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ تو نے کیا۔ اس نے کہا۔ ارے کمبخو! واللہ!! وہاں کا واقعہ تو یہ تھا کہ اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو اس کے رعب سے میری حالت ایک پتلے کی (سی) ہو گئی۔ میں اس کی جانب چلا تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک نر اونٹ کھڑا ہے۔ اس کی (سی) کھوپڑی اور اس کی (سی) گردن اور اس کی (سی) کچلیاں میں نے کسی اونٹ کے نہیں دیکھیں۔ واللہ اگر میں انکار کرتا تو (وہ) مجھے کھا جاتا۔

رکانہ المطلبی کا حال۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کشتی

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف قریش میں کا قوی ترین شخص تھا۔ وہ ایک روز مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ سے تنہا ملا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

یار کانۃ الا تتّقی اللّٰہ وتقبلُ ما ادعوك الیه.

''اے رکانہ۔ کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اور جس طرف میں تجھ کو بلاتا ہوں اس کو قبول نہیں کرتا''۔

اس نے کہا کہ اگر میں اس بات کو جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو سچی ہے تو ضرور تمہاری پیروی کرتا۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَفَرَاَیتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتَعْلَمُ اَنَّ مَا اَقُوْلُ حَقٌّ.

''اچھا یہ تو بتا کہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے''۔

اس نے کہا۔ ہاں' آپ نے فرمایا:

فَقُمْ حَتّٰى اُصَارِعَكَ.

''تو اٹھ کہ میں تجھ سے کشتی لڑوں''۔

راوی نے کہا کہ رکانہ اٹھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ سے کشتی لڑی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پکڑا تو زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ وہ بالکل بے بس تھا۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد! دوبارہ کشتی لڑو تو آپ نے اس سے دوبارہ کشتی کی اور (پھر) اسے پچھاڑ دیا۔ راوی نے کہا کہ اس نے کہا۔ اے محمد! یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے (کہ) تم مجھے پچھاڑتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُرِيْكَهُ اِنِ اتَّقَيْتَ اللّٰهَ وَاتَّبَعْتَ اَمْرِىْ.

''اس سے بھی زیادہ عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں اس شرط سے کہ اللہ سے ڈرے اور میرا حکم مانے''۔

اس نے کہا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَدْعُوْلَكَ هٰذَا الشَّجَرَةَ الَّتِىْ تَرٰى فَتَاْتِيْنِىْ.

''تیری خاطر میں اس درخت کو جس کو تو دیکھ رہا ہے بلاؤں تو وہ آ جائے گا''۔

اس نے کہا اچھا بلایئے تو آپ نے اس کو بلایا تو وہ آیا اور آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اس سے فرمایا:

اِرْجِعِىْ اِلٰى مَكَانِكِ.

''اپنی جگہ لوٹ جا تو وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا''۔

راوی نے کہا کہ پھر رکانہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے بنی عبد مناف۔ روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ واللہ۔ میں نے اس سے زیادہ جادوگر کبھی کسی کو نہیں دیکھا پھر اس نے انہیں وہ واقعات سنائے جو اس نے دیکھے اور جو کچھ ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد حبشہ کے نصرانیوں میں سے جنہیں آپ کی خبر معلوم ہوئی تقریباً بیس آدمی آپ کے پاس اس وقت آئے جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے تو آپ کو مسجد ہی میں پایا۔ وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھے اور آپ سے گفتگو کی جبکہ قریش کے لوگ کعبۃ اللہ کے اطراف اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے جو جو سوالات کرنا چاہتے تھے کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ جب انہوں نے قرآن کی تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے اور انہوں نے دعوت الٰہیہ قبول کی اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی اور ان کی کتابوں میں آپ کے متعلق جو اوصاف درج تھے انہوں نے اس کو جان لیا اور پھر جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل ابن ہاشم قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے راہ میں آ ملا اور ان لوگوں سے اس نے کہا۔ اللہ تمہارے اس قافلے کو محروم رکھے جس کو تمہارے دین کے ان لوگوں نے تمہیں بھیجا ہے جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ تم ان کے لئے راہ کا نشیب وفراز دیکھو اور اس شخص کے حالات ان تک پہنچاؤ۔ تم اس شخص کے پاس اطمینان سے بیٹھے بھی نہیں کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور اس نے جو کچھ کہا اس پر تم نے آمنا و صدقنا کہہ دیا۔ تمہارا سا احمق قافلہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا یا اسی طرح کی باتیں انہوں نے ان سے کیں تو انہوں نے ان سے کہا تمہیں ہمارا سلام ہے۔ ہم تم سے جہالت میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہمیں ہمارا طریقہ اور تمہیں تمہارا طریقہ ہم نے اپنے لئے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ جو قافلہ آیا تھا۔ نجران کے نصرانیوں کا تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیتیں انہیں کے متعلق اتریں۔ واللہ اعلم

﴿ اَلَّذِیْنَ آتَیْنٰهُمُ الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْا آمَنَّا بِهٖ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاهِلِیْنَ ﴾

''اس سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے اس کو مان لیا۔ بے شبہ وہ حق ہے۔ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔ ہم تو اس سے پہلے ہی مطیع ہو گئے تھے۔ اس کے اس قول تک ہمیں ہمارے اعمال اور تمہیں تمہارے اعمال۔ ہمارا تمہیں سلام، ہم جاہلوں کو (اپنا مخاطب بنانا) نہیں چاہتے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے ان آیتوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے علماء سے یہی سنتا رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہیں اور سورہ مائدہ کی یہ آیتیں بھی:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰاهِدِیْنَ ﴾

''ان کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ ان میں کے بعض افراد علماء ہیں اور مشائخ ہیں اور بڑائی

نہیں چاہتے۔'' سے'' اس کے قول پس (صداقت اسلام پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمیں بھی لکھ لیجئے'' تک''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے نادار اصحاب خباب وعمار اور ابوفکیہہ۔ یسار۔ صفوان بن امیہ بن محرث کے غلام اور صہیب اور انہیں کے سے مسلمانوں کے ساتھ تشریف رکھتے تو قریش ان کی ہنسی اڑاتے اور ان میں کا ہر ایک دوسرے سے کہتا یہ لوگ اس شخص کے ساتھی ہیں یہ جیسے کچھ ہیں تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا اللہ نے ہم سب میں سے انہیں لوگوں کو ہدایت وحق کی نعمت دے دی محمد (ﷺ) جس چیز کو لایا ہے وہ اگر نیکی ہوتی تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور ہمیں چھوڑ کر اللہ انہیں اس نعمت سے مخصوص نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی توجہ طلب کرتے رہتے ہیں انہیں تو (اپنے پاس سے) دور نہ کر ان کے حساب میں سے تجھ پر (یعنی تیرے ذمہ) کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر (یعنی تیرے ذمہ) کچھ ہے تو انہیں (اپنے پاس سے) دور کردے گا تو (تیرا شمار) ظالموں میں ہوگا اور ہم اسی طرح لوگوں میں کے بعض کو بعض کے ذریعہ آزماتے ہیں تاکہ وہ (یہ) کہیں کہ کیا اللہ نے ہم میں سے انہیں لوگوں پر احسان فرمایا ہے۔ کیا شکر گزاروں سے اللہ خوب واقف نہیں ہے۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہہ کہ تم پر سلام ہو۔ تمہارے پروردگار نے رحم کرنا خود پر لازم کرلیا ہے کہ تم میں سے جو شخص نے نادانی سے کوئی برا کام کیا پھر اس نے توبہ کرلی اور درست طریقہ اختیار کرلیا تو بےشبہہ وہ بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم فرماتے والا ہے''۔

اس بات کا بھی مجھ کو علم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کوہ مروہ کے پاس ایک نصرانی لڑکے کی دوکان کے قریب تشریف فرما ہوا کرتے تھے جس کا نام جبر تھا اور ابن الحضرمی کا غلام تھا اس لئے لوگ کہا کرتے تھے کہ بہت سی باتیں جن کو محمد (ﷺ) پیش کرتا ہے وہ صرف ابن الحضرمی کے چھوکرے جبر نصرانی کی سکھائی

ہوئی ہیں اس لئے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کا قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا:

﴿ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴾

''(وہ کہتے ہیں) اس کو تو ایک آدمی تعلیم دیا کرتا ہے جس کی جانب ناحق ان کا میلان ہے وہ تو ایک عجمی شخص ہے اور یہ (قرآن) تو عربی واضح زبان ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یلحدون الیه کے معنی یمیلون الیه کے ہیں یعنی اس کی جانب میلان رکھتے ہیں اور الحاد کے معنی میل عن الحق کے ہیں یعنی ناحق میلان۔ روبہ نے کہا ہے۔

اِذَا تَبِعَ الضَّحَّاكَ كُلُّ مُلْحِدِ.

جبکہ ناحق کی جانب ہر میلان رکھنے والا ضحاک کا پیرو بن گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہاں ضحاک سے مراد ضحاک خارجی ہے اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو عاص بن وائل السہمی کہا کرتا تھا۔ اجی اس کا ذکر چھوڑو (بھی) وہ تو ایک بے اولادا ہے۔ اس کے بعد رہنے والا کوئی نہیں۔ یہ جب مر جائے گا تو اس کی کوئی نسل نہ رہے گی اور تمہیں اس (کے فتنوں) سے آرام مل جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ ''بے شبہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی ہے''۔

جو تیرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ الکوثر کے معنی العظیم کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا لبید بن ربیعہ الکلابی نے کہا ہے۔

وَصَاحِبِ مَلْحُوْبٍ فَجِعْنَا بِیَوْمِهٖ وَعِنْدَ الرَّدَاعِ بَیْتُ آخَرَ كَوْثَرِ

ملحوب والے شخص (کی موت) کے روز تو ہمیں بڑی تکلیف ہوئی اور مقام دواع کے پاس بھی ایک دوسرا گھر ہے جو بڑی عظمت والے کا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ بڑی عظمت والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ملحوب والے سے مراد عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام ملحوب میں مرا اور ''عندالرداع بیت آخر کوثر'' سے مراد شریح بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام رداع میں مرا اور کوثر سے مراد کثیر ہے اور یہ لفظ کثیر ہی سے نکلا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی تعریف میں کہا ہے۔

وَاَنْتَ كَثِيْرٌ يَا ابْنَ مَرْوَانَ طَيِّبٌ وَكَانَ اَبُوْكَ ابْنَ الْعَقَائِلِ كَوْثَرَا

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا ہے ہی لیکن تیرا باپ تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت بڑی عظمت والا تھا۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن عائذ الہذلی نے ایک گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَ يَحْمِى الْحَقِيْقَ اِذَا مَا احْتَدَمْ نَ حَمْحَمَ فِىْ كَوْثَرٍ كَالْجِلَالْ

قابل نگرانی کاموں کی وہ نگرانی کرتا ہے اور جب گورخر مادائیں تیزی کے ساتھ بہت دوڑنے لگتی ہیں تو کثرت غبار کی جھول میں وہ ہنہنانے لگتا ہے۔

شاعر نے کوثر سے کثرت غبار مراد لی ہے اور اس کی کثرت کے سبب سے اس کو جھول سے تشبیہ دی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ جعفر عمرو بن جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری کا بیٹا ہے۔ محمد بن شہاب الزہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم سے اور انہوں نے انس بن مالک سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سنا جب کہ آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کوثر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:

نَهْرٌ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ اِلٰى آيلَةَ آنِيَتُهٗ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ تَرِدُهٗ طَيْرٌ لَهَا اَعْنَاقٌ كَاَعْنَاقِ الْاِبِلِ.

''وہ ایک نہر ہے (جس کا طول) مقام صنعاء سے ایلہ (کے طول) کا سا ہے۔ اس کے (پانی پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی شمار میں ہوں گے۔ اس میں ایسے پرند پانی پینے کو آئیں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی''۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! وہ تو ضرور نرم و نازک ہوں گے۔ فرمایا:

آكِلُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا.

''ان کا کھانے والا ان سے زیادہ نازک ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم نے اسی حدیث میں یا اس کے سوا دوسری کسی حدیث میں سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا يَظْمَا اَبَدًا.

''جس شخص نے اس میں سے (پانی) پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سے گفتگو کی اور انہیں پیام بھی پہنچادیا تو زمعہ بن الاسود اور النضر بن الحرث اور الاسود بن عبد یغوث اور ابی بن خلف اور العاص بن وائل نے کہا۔ اے محمد! (ﷺ) کاش تمہارے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا اور تمہاری جانب سے لوگوں سے باتیں کرتا اور تمہارے ساتھ ساتھ نظر آتا رہتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴾

''انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے تو بس معاملہ کا فیصلہ ہی ہو جاتا (کہ فرشتہ کے دیکھنے کی ناقابلیت کے سبب' دیکھتے ہی دم نکل جاتا) پھر انہیں مہلت بھی نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم اسے (ان کے دیکھ سکنے کے قابل) کوئی فرشتہ بناتے تو اسے (رسول ہی کا سا) کوئی مرد بناتے' اور (اس صورت میں) ہم ان پر (اس صورت کے اقتضا سے) وہی شبہے کرتے' جن شبہوں میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور ابوجہل بن ہشام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی اور آپ کی ہنسی اڑانے لگے تو اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو غصہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سلوک کے متعلق آپ پر وحی نازل فرمائی:

﴿ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

''بے شک تجھ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی کی گئی تو جس چیز کے متعلق انہوں نے ہنسی اڑائی (یعنی عذاب) وہ چیز ان لوگوں میں سے ان (افراد) کو چمٹ گئی جنہوں نے مسخرا پن کیا تھا''۔

تَمَّتْ

سیرتِ نبی رحمتِ دو عالم ﷺ پر
معروف ترین و قدیم ترین مستند کتاب کا اُردو ترجمہ

سیرۃ النبی ﷺ

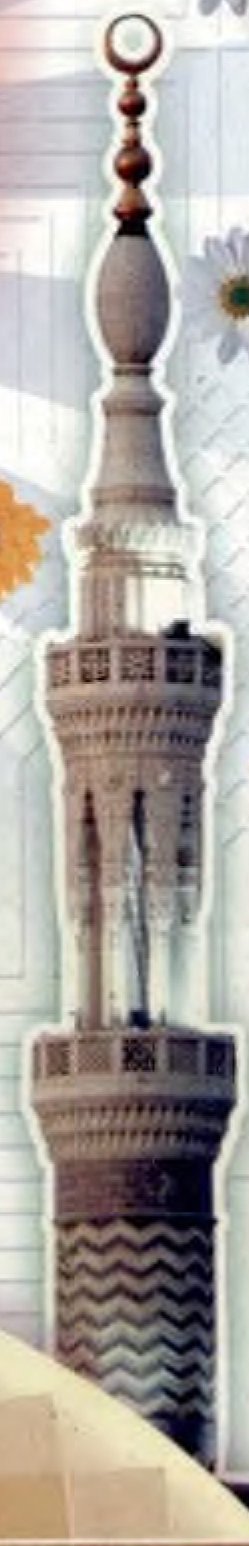
ابنِ ہشام

تالیف

محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی
المتوفی ۱۵۱ھ

ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافیری
المتوفی ۲۱۸ھ

مترجم
مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی







اسلامی کتب خانہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

حصہ دوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

مُترجم

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کاملِ تفسیر)
سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام ﴿ حصہ دوم ﴾

مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام

مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)

سابق لکچرار چاؤگھاٹ کالج بلدہ

ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ دوم

صفحہ	مضمون
۵۵	بیان عقبہ ثانیہ
۶۰	بارہ سرداروں کے نام اور قصۂ عقبہ کا اختتام
۶۵	سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو
۶۶	قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا
۶۹	عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ
۷۱	عقبۂ دوم کی بیعت کی شرطیں
۷۱	فصل۔ حاضرین عقبہ کے نام
۷۹	رسول اللہ ﷺ پر حکم جنگ کا نزول
۸۱	مدینے کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر
۸۷	(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینے کی طرف عیاش کے جانے کے حالات
۸۸	عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف
۸۹	ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لئے نکلنا
۹۰	مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے
۹۲	رسول اللہ ﷺ کی ہجرت
۹۲	قریش کے سربرآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا
۹۵	نبی ﷺ کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑنا
۹۷	رسول اللہ ﷺ کی مدینے کی جانب ہجرت کے واقعات
۹۹	رسول اللہ ﷺ کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ
۱۰۰	رسول اللہ ﷺ کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبریں
۱۰۱	ابوقحافہ کا اسماء کے پاس آنا
۱۰۲	سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جانا
۱۰۴	رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت کی منزلیں
۱۰۶	رسول اللہ ﷺ کا مدینے میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر
۱۰۹	مسجد کی تعمیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے[1] زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے (یہ) روایت (بیان) کی کہ:

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیاء میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبداللہ بن مسعود، ابوسعید خدری، محل نبی ﷺ (سیدتنا) عائشہ، معاویہ بن ابی سفیان، حسن بن ابی الحسن بصری، ابن شہاب زہری اور قتادہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اہل علم اور ابوطالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان کا ہر شخص رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپؐ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپؐ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمائش اور (کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عزوجل کی قدرت وسلطنت کے معاملوں میں کا ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عبرت ہے۔ ہدایت ورحمت ہے۔ اور ایمانداروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے۔

غرض آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرمالیا۔ غرض مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپؐ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا سم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے۔ آپ

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیمؑ موسیٰ اور عیسیٰ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپؐ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپؐ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَسَمِعْتُ قَائِلاً يَقُوْلُ حِيْنَ عُرِضَتْ عَلَيَّ إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ[۱] وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَ إِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوَى[۲] وَغَوَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ هُدِيَ[۳] وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُدِيْتَ وَ هُدِيَتْ أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ.

''جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے' تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا: کہ اگر اس نے پانی لیا' (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی اور اگر اُس نے شراب لی (تو خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی اور اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پالی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نے راہ راست پالی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی''۔

ابن اسحٰق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَ نِيْ جِبْرِيْلُ، فَهَمَزَنِيْ بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ[۴]، فَلَمْ أَرَشَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِيْ، فَجَاءَ نِي الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِيْ بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ فَلَمْ أَرَشَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِيْ، فَجَاءَ نِي الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِيْ بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ، فَأَخَذَ بِعَضُدِيْ، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَخَرَجَ بِيْ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضَ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فِيْ فَخِذَيْهِ جَنَاحَانِ يَحْفِرُ[۵] بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَضَعُ يَدَهُ فِيْ مُنْتَهَى طَرَفِهِ، فَحَمَلَنِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مَعِيْ لَا يَفُوْتُنِيْ وَلَا أَفُوْتُهُ.

---

۱ (الف) میں فغرق ہے۔ ۲ (الف) میں فغوی ہے۔ ۳ (الف) میں فهدی ہے۔ (احمد محمودی)

۴ (الف) میں فجسلت لکھ دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

۵ (ب) میں یحفز زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی میں دھکیل رہا ہے چھوڑ رہا ہے۔ (احمد محمودی)

''اس اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریلؑ آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لے کر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر و گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کو کریدر ہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے''۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِاَرْکَبَهٗ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِیْلُ یَدَهٗ عَلٰی مَعْرِفَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ: اَلَا تَسْتَحْیِیْ یَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ، فَوَاللّٰهِ مَا رَکِبَکَ عَبْدٌ لِلّٰهِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنْهُ، قَالَ: فَاسْتَحْیَا حَتّٰی ارْفَضَّ عَرَقًا، ثُمَّ قَرَّ حَتّٰی رَکِبْتُهٗ.

''جب میں اس پر سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا تو شوخی کرنے لگا تو جبریلؑ نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا اور کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی۔ اللہ کی قسم! محمدؐ سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو اس کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا''۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور جبریلؑ بھی آپؐ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لے کر بیت المقدس پہنچے تو اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو اور دوسرے چند انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپؐ نے فطرت کی راہ پالی اور آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپؐ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپؐ قریش کے پاس پہنچے تو اس واقعے کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو صاف خلاف (عقل) یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کر لے گا اور واپس مکہ بھی آ جائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا مرتد ہو گئے اور لوگ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکرؓ! کیا تمہیں تمہارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حسن ظن) ہے۔ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابوبکرؓ نے کہا: تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انہوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں۔ لو وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا: واللہ اگر انہوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمہیں اس میں حیرت کیوں ہے۔ واللہ انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی زیادہ (عقل سے) دور ہے۔ جس سے تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپؐ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپؐ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا: نَعَمْ، ہاں! عرض کی اے اللہ کے نبیؐ! اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمایئے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرُفِعَ لِیْ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْهِ.

''وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا''۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے جاتے تھے آپؐ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپؐ ان سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اَنْتَ یَا اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقُ.

''اے ابو بکر تم صدیق ہو''۔

غرض اسی دن آپؐ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے اللہ نے نازل فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴾

''جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے''۔

غرض رسول اللہ ﷺ کے رات کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم (مبارک مکہ سے) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے جب رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا خواب تھا اور حسن کے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ ﴾

''اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیمؑ کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا:

﴿ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ ﴾

بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے ذبح کر دیا ہے''۔

پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء علیہم السلام پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

تَنَامُ عَيْنِیْ وَقَلْبِیْ يَقْظَانُ.

''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے''۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔غرض آپ وہاں (یعنی بیت المقدس کو) تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو جو چیزیں دیکھیں خواہ وہ کسی حالت میں ہوں چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔غرض یہ واقعہ حق اور سچ ہے۔

زہری نے سعید بن المسیبؒ کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم و موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو جب اس رات دیکھا تو صحابہؓ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:

أَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَلَمْ أَرَرَجُلاً أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبَكُمْ أَشْبَهُ بِهٖ مِنْهُ وَ اَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ آدَمُ طَوِيْلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ أَقْنٰى كَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَأَمَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيْرِ وَالطَّوِيْلِ سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيْرُ خَيْلَانِ الْوَجْهِ كَأَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ تَخَالُ رَأْسَهٗ يَقْطُرُ[1] مَاءً وَلَيْسَ بِهٖ مَاءٌ أَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهٖ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ.

''ابراہیمؑ (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی بہ نسبت تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم ﷺ) سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔اور موسیٰ علیہ السلام تو ایک گندم گوں لمبے' دبلے پتلے' گھونگروالے بال والے بلند بنی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوہ کے لوگوں میں کی ایک فرد ہے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو ایک سرخ (وسپید) میانہ قد سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کرو گے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود ثقفیؓ ہیں''۔

---

[1] (الف) میں بجائے یقطر کے یقظر بظاء معجمہ لکھا ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔(احمد محمودی)

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حلیہ جس کا ذکر غفرہ کے آزاد غلام عمر نے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی ﷺ کا سراپا بیان کرتے تو کہتے کہ آپؐ نہ بہت دراز قامت تھے نہ بہت پستہ قد' میانہ قامت لوگوں میں تھے اور نہ بہت گھونگروالے بال والے تھے' اور نہ بہت موٹے اور نہ بہت دبلے پتلے' سفید رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی' سرگیں آنکھیں' پپوٹوں کے کنارے دراز' بڑے بڑے جوڑ بند' شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا' سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر' تمام جسم بالوں سے خالی ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت' رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں۔ جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ تھے۔

سخاوت میں سب سے زیادہ سخی' جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل' گفتگو میں سب سے زیادہ سچے' معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق' پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا مرعوب ہوگیا' اور جس نے آپؐ کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپؐ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا سا نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی سے' جن کا نام ہند تھا' رسول اللہ ﷺ کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی' اس میں یہ تھا۔ کہ وہ کہا کرتی تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات سفر کرایا گیا آپؐ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام فرمایا تھا۔ آپؐ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جگایا اور جب آپؐ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپؐ نے فرمایا:

يَا أُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا الْوَادِيْ، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ، ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ.

''اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز ابھی تمہارے ساتھ

پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو'۔

پھر آپ کھڑے ہو گئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپؐ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمائیے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّهُمُوهُ.

''واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا''۔

تو میں نے اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے جا تاکہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپؐ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) اس کی علامت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں آپؐ نے فرمایا:

آيَةُ ذٰلِكَ انِّي مَرَرْتُ بِعِيْرِ بَنِيْ فُلَانٍ بِوَادِيْ كَذَا وَكَذَا فَأَنْفَرَهُمْ حِسُّ الدَّابَّةِ فَنَدَّلَهُمْ بِعِيْرٌ فَدَلَلْتُهُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا مُوَجَّهٌ إِلَى الشَّامِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِضَجْنَانِ مَرَرْتُ بَعِيْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَوَجَدْتُّ الْقَوْمَ نِيَامًا وَلَهُمْ إِنَاءٌ فِيْهِ مَاءٌ قَدْ غَطَّوْا عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَكَشَفْتُ غِطَاءَهٗ وَشَرِبْتُ مَا فِيْهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ عِيْرَهُمُ الْآنَ تُصَوِّبُ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةِ التَّنْعِيْمِ يَقْدُمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ إِحْدَاهُمَا سَوْدَاءُ وَالْأُخْرٰى بَرْقَاءُ.

''اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جب کہ میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انہوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو جبز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہ تنعیم سے اتر چکا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر وہ

تھیلے ہیں جن میں کا ایک تو سیاہ اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے''۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپؐ نے بیان فرمادیا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان (قافلے والوں) سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک بھی دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آ چکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اوران نشانیوں کا بیان جنہیں رسول اللہ ﷺ نے معراج میں ملاحظہ فرمایا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے سنا:

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَ لَمْ أَرَشَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِيْ يَمُدُّ اِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَاَصْعَدَ فِيْ صَاحِبِيْ فِيْهِ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ إِلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ يُقَالُ لَهٗ بَابَ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهٗ اِسْمَاعِيْلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ اَلْفُ مَلَكٍ.

''بیت المقدس میں جو کچھ ہوا اس سے جب میں فارغ ہوا تو سیڑھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہے اس کے بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا یہاں تک کہ مجھے لے کر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہے جس کا نام اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں''۔

راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے تو فرمایا کرتے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِيْ قَالَ: مَنْ هُوَ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَالِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَهٗ.

''تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا: پھر جب وہ مجھے لے کر داخل ہوئے اس نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے۔ کہا محمد (ﷺ) اس نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تو اس نے میرے لیے بھلائی کی دعا کی اور بھلی بات کہی''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا:

تَلَقَّتْنِي الْمَلَائِكَةُ حِيْنَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَلَمْ يَلْقَنِي مَلَكٌ إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُوْلُ خَيْرًا وَيَدْعُوْ بِهٖ حَتّٰى لَقِيَنِيْ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُوْا بِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ اَرَمِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَارَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهٖ فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ قَالَ لِيْ كَمَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ اَرَمِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْهُمْ قَالَ: فَقَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ اَمَا اِنَّهٗ لَوْكَانَ ضَحِكَ اِلٰى اَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ اَوْ كَانَ ضَاحِكًا اِلٰى اَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّهٗ لَا يَضْحَكُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ وَهُوَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْمَكَانِ الَّذِيْ وَصَفَ لَكُمْ "مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ" اَلَا تَأْمُرُهٗ اَنْ يُرِيَنِي النَّارَ فَقَالَ وَبَلٰى يَا مَالِكُ اَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ، قَالَ فَكَشَفَ[1] عَنْهَا غِطَائَهَا فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتّٰى ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرٰى، قَالَ: فَقُلْتُ: لِجِبْرِيْلَ مُرْهُ فَلْيَرُدَّهَا اِلٰى مَكَانِهَا، قَالَ: فَأَمَرَهٗ، فَقَالَ لَهَا: اخْبِيْ فَرَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا الَّذِيْ خَرَجَتْ مِنْهُ فَمَا شَبَّهْتُ رُجُوْعَهَا اِلَّا وُقُوْعَ الظِّلِّ، حَتّٰى اِذَا دَخَلَتْ، مِنْ حَيْثُ خَرَجَتْ رَدَّ عَلَيْهَا غِطَاءَهَا.

''جب میں دنیوی آسماں میں داخل ہوا تو مجھ سے فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے اور خوشی خوشی ملتا' اچھی بات کرتا اور اچھی دعا دیتا تھا یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مجھ سے ملا اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریلؑ سے کہا اے جبریلؑ یہ کون سا فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام فرشتوں نے کی (لیکن) نہ اس نے مجھ سے ہنس کر (بات) کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے چہرے پر۔ فرمایا: تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو سچ ہے) لیکن اگر اس نے آپؐ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپؐ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو

---

[1] (الف) میں فکشف کے بجائے فکشق قاف سے لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ضرور آپؐ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنس کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں نے جبریلؑ سے کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے۔ کیا تم اسے حکم نہ دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا) اے مالک! محمد (ﷺ) کو دوزخ (کے عجائبات) دکھا۔ فرمایا تب تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں آ گیا اور بلند ہو گیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں کو جنھیں میں دیکھ رہا ہوں وہ ضرور پکڑے گا۔ میں نے جبریلؑ سے کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا تو انھوں اسے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا ڈھانک دیا''۔

اور ابوسعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ نے فرمایا:

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلاً جَالِسًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ اَرْوَاحُ بَنِي آدَمَ فَيَقُوْلُ لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَ يَسُرُّ بِهِ وَيَقُوْلُ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُوْلُ لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ اُفٍّ وَ يَعْبِسُ بِوَجْهِهٖ وَيَقُوْلُ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ. قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ آدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ اَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهٖ فَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ اَفَّفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ.

قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْاِبِلِ فِيْ اَيْدِيْهِمْ قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْاَفْهَارِ يَقْذِفُوْنَهَا فِيْ اَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ اَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا.

قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُوْنٌ لَمْ اَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيْلِ آلِ فِرْعَوْنَ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ كَالْاِبِلِ الْمَهْيُوْمَةِ حِيْنَ يُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ يَطَؤُوْنَهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يَتَحَوَّلُوْنَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا.

قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لَحْمٌ سَمِيْنٌ طَيِّبٌ اِلٰى جَنْبِهٖ لَحْمٌ غَثٌّ مُنْتِنٌ يَاكُلُوْنَ

مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتِنِ وَ یَتْرُکُوْنَ السَّمِیْنَ الطَّیِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَتْرُکُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَآءِ وَ یَذْهَبُوْنَ اِلٰی مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنْهُنَّ قَالَ ثُمَّ رَأَیْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِثَدْیِهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰؤُلَآءِ الّٰتِیْ اَدْخَلْنَ عَلَی الرِّجَالِ مَنْ لَّیْسَ مِنْ اَوْلَادِهِمْ.

''میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان میں کی بعض روحیں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے تھو ہے اور تیوری چڑھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے فرمایا: میں نے کہا اے جبریلؑ! یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے والد آدمؑ ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھ کر تھوتھو کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور وہ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

فرمایا: پھر میں نے چندلوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح ہیں وہ انھیں اپنے منہوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی مقعدوں میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا' اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ میں نے ان کے سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونیوں کے راستے میں ہیں وہ جب دوزخ پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے ہیں اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا' اے جبریلؑ یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا پھر میں نے چندلوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت ہے اور ان کے بازو دبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت ہے جس میں چکنائی نہیں اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دبلے جانور کا گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبریلؑ یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں

میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اوران میں سے جن کو ان پر حرام کیا ہے وہ انھیں کی جانب جاتے ہیں۔فرمایا پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہیں۔انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جوان کی اولاد میں سے نہ تھا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى امْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَاَكَلَ حَرَائِبَهُمْ وَاطَّلَعَ عَلٰى عَوْرَاتِهِمْ.

''اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔پھر اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھالیا اوران کی پوشیدہ چیزیں دیکھ لیں''۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے جانب مراجعت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاِذَا فِيْهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةَ فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهُ كَصُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَخُوْكَ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ فَسَأَلْتُهُ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ قَالَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِيْهَا كَهْلٌ اَبْيَضُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ عَظِيْمُ الْعُثْنُوْنِ لَمْ اَرَ كَهْلًا اَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْمُحَبَّبُ فِيْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ آدَمُ طَوِيْلٌ اَقْنٰى كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ هٰذَا يَاجِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا أَخُوْكَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا فِيْهَا كَهْلٌ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ إِلٰى بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَكٍ لَا يَرْجِعُوْنَ فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ اَرَ رَجُلًا اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ اَشْبَهَ بِهٖ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ بِيْ اِلَى الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ فِيْهَا جَارِيَةً فَسَأَلْتُهَا لِمَنْ اَنْتِ وَقَدْ أَعْجَبَتْنِيْ حِيْنَ رَأَيْتُهَا فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ.

''پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم

اور یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) موجود ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوبؑ ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں' میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: **ورفعناه مكانا عليا.** (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ سال' سفید' سر' سفید بڑی داڑھی والا۔ کسی میانہ سال شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت بلند بینی ہے۔ گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمرانؑ ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشابہ تمہارے دوست (یعنی خود ذات مبارک نبیؐ) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست سے مشابہ کسی اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی دادا) ابراہیم ہیں۔ فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا تو اس میں میں نے ایک چھوکری دیکھی اور جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ مجھے بہت بھلی معلوم ہوئی میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے۔ اس نے کہا زید بن حارثہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے زید ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریلؑ جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ کہتے تھے اے جبریل یہ (تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریلؑ کہتے۔ محمد ﷺ تو وہ کہتے کیا بلوائے گئے ہیں۔ یہ کہتے' ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر آپ کو آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعًا، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعْمَ الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِيْ كَمْ فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ إِنَّ الصَّلٰوةَ ثَقِيْلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ ضَعِيْفَةٌ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّيْ وَعَنْ أُمَّتِيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلَّمَا رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى أَنْ وَضَعَ ذٰلِكَ عَنِّيْ إِلَّا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى. فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّيْ وَسَاءَلْتُهُ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا أَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ أَدَّاهُنَّ مِنْكُمْ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا لَهُنَّ كَانَ لَهُ أَجْرُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً.

''پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمرانؑ کے پاس سے گزرا۔ اور وہ تمہارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے کہا روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا۔ نماز بڑی بوجھل چیز ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جائیے اور اس سے درخواست کیجیے کہ آپ پر سے اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے دس (نمازیں) کم کر دیں۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا۔ تو پھر میں لوٹ کر گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں۔ پھر جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ لوٹ جائیے اور اپنے پروردگار سے درخواست کیجیے یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست کی حتیٰ کہ مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا''۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ.

محمدؐ اور آل محمدؐ پر اللہ کی رحمتیں ہوں

ہنسی اُڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے جھٹلانے اور تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر سے حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب میں[1] سے الاسود بن المطلب بن اسد ابوزمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بد عا فرمائی تھی اور فرمایا تھا:

اَللّٰهُمَّ اَعْمِ بَصَرَهٗ وَاَثْكِلْهُ وَلَدَهٗ.

''یا اللہ! اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت پر لا''۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرۃ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام۔

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن بوی ابن ملکان۔

جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری:

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴾

''(اے نبی!) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف (ڈنکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹا لے۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)''۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علماء سے روایت کی کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب کہ وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آ کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپؐ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپؐ[1] نے یا جبریلؑ نے) اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کی چٹھی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپؐ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ جلند (کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ[2] پھول کر مرا) اور ولید بن مغیرہ آپؐ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ خراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہ اس کو لے کر ایک خاردار درخت پر بیٹھ گیا[3] تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور حارث بن الطلاطلہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مزا چکھا دیا۔

---

[1] رمی فعل ہے جس کی ضمیر غائب دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریلؑ نے پھینکی ہوگی۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں حبنا کے بجائے جبنا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

[3] (ب ج د) میں ربض ضاء معجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں بیٹھ گیا۔ (الف) میں ربصر صاد مہملہ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ موزوں ہے۔ (احمد محمودی)

ابواز یہر الدوسی کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ولید کا وقتِ موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید' ولید بن الولید اور خالد بن الولید۔ اوران سے کہا: اے میرے بچو! میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا[1] حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمہیں گالیاں دی جائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابواز یہر دوسی پر شرمگاہ کے متعلق جو میرا خونبہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابواز یہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خون بہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمہارے آدمی کے تیر نے اس کو مار ڈالا اور بنی کعب عبدالمطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے کہا:

إِنِّيْ زَعِيْمٌ أَنْ تَسِيْرُوْا فَتَهْرَبُوْا ۔۔۔ وَأَنْ تَتْرُكُوا الظَّهْرَانَ تَعْوِيْ ثَمَالِبُهْ

''میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ اور بھاگ جاؤ اور مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑو کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چیختی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وَأَنْ تَتْرُكُوْا مَاءً بِجِزْعَةِ أَطْرِقَا ۔۔۔ وَأَنْ تَسْأَلُوْ أَيُّ الْأَرَاكِ أَطَايِبُهْ

---

[1] (ب ج د) میں فلا قطلنه ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا' بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا قطلبته لکھ دیا جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آگے آنے والی عبارت کے بالکل خلاف ہیں۔ ولکنی اخشی ان تسبوا به. یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لو گے تو لوگ تم کو صلواتیں سنائیں گے۔ اور تمہیں بزدل کہا جائے گا اس لیے نسخہ (الف) غلط ہے۔ (احمد محمودی)

اور وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو اور پیلو کے درختوں کے مقامات میں سے کسی اچھے مقام کی تلاش کر لو۔

فَاِنَّا اُنَاسٌ لَا تُطَلُّ دِمَائُنَا[1] وَلَا یَتَعَالٰی صَاعِدًا مِنْ نَحَارِبُهٗ

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم برسر جنگ ہوتے ہیں وہ سر برآوردہ نہیں ہو سکتا''۔

اورظہران واراکہ۔ بنی خزاعہ کی شاخ' بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے۔ اس کے بعد اس کا جواب الجون بن ابی الجون' بنی کعب بن عمر والخزاعی کے ایک شخص نے دیا وہ کہتا ہے:

وَاللّٰهِ لَا نُؤْتِی الْوَلِیْدَ ظُلَامَةً وَلَمَّا تَرَوْا یَوْمًا تَزُوْلُ کَوَاکِبُهٗ

''ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض تو واللہ ہم نہیں دیں گے اور ابھی تم نے ایسا (سخت) معرکہ تو دیکھا ہی نہیں جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَیُصْرِعُ مِنْکُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ وَتُفْتَحُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَشَارِبُهٗ

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے پچھڑتا چلا جائے۔ اور (اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالا خانہ زبردستی کھولا جائے۔ یعنی اس کے محل پر دوسروں کا قبضہ ہو جائے۔

اِذَا مَا اَکَلْتُمْ خُبْزَکُمْ وَحَرِیْرَکُمْ مَاکُلُّکُمْ بَاکِی الْوَلِیْدِ وَنَادِبُهٗ

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھالو گے تو پھر تم میں کا ہر ایک ولید پر گریہ وزاری کرے گا''۔

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ صرف بدنامی سے ڈر (کر ایسا کر) رہے ہیں۔ اس لیے بنی خزاعہ نے انھیں خون بہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے اور جب ان لوگوں میں صلح ہو گئی۔ تو جون بن ابی الجون نے کہا:

وَ قَائِلَةٍ لَمَّا اصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِیْدِ وَقَائِلِ

''جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خون بہا کا) بار برداشت کیا۔

اَلَمْ تُقْسِمُوْا تُؤْتُوْا لُوَلِیْدَ ظُلَامَةً وَلَمَّا تَرَوْا یَوْمًا کَثِیْرَ الْبَلَابِلِ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو ناپسند کرو گے۔ اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و

---

[1] (الف) میں فان پر نے نہیں ہے۔ اس صورت میں وزن کے لیے واو عطف محذوف ماننا پڑے گا۔ (احمد محمودی)

اندوہ سے پر ہو۔

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسِّلْمِ فَاسْتَرَتْ فَأَمَّ هَوَاهُ آمِنًا كُلُّ رَاحِلِ

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور ہر ایک مسافر بے خوف وخطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا''۔

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا اور ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے اور بیان کیا کہ انھیں لوگوں نے اس کو قتل کیا حالانکہ یہ سب غلط بات تھی۔ غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اور اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی اور جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے:

أَلَا زَعَمَ الْمُغِيْرَةُ أَنَّ كَعْبًا بِمَكَّةَ مِنْهُمْ قَدْرٌ كَثِيْرُ

''سن لو! کہ بنی مغیرہ نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ مکہ میں بنی کعب کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فَلَا تَفْخَرْ مُغِيْرَةُ أَنْ تَرَاهَا بِهَا يَمْشِى الْمُعَلْهِجَ وَالْمِهِيْرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے پھرتے ہیں اور صحیح النسب (شریف لوگ) بھی۔

بِهَا آبَاؤُنَا وَبِهَا وُلِدْنَا كَمَا أَرْسَى بِمَثْبَتِهٖ ثَبِيْرُ

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی یہیں کی ہے جس طرح کوہ ثبیر اپنی جگہ پر لنگر انداز ہے۔

وَمَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ ذَاكَ إِلَّا لِيَعْلَمَ شَأْنَنَا أَوْ يَسْتَثِيْرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کا ہر شخص کو علم ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں کو) ابھارے۔

فَإِنَّ دَمُ الْوَلِيْدِ يُطَلُّ إِنَّا تُطِلُّ دِمَاءً اَنْتَ بِهَا خَبِيْر

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے اور ہم اسی طرح بہت سے خون مباح کر رہے ہیں جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الْفَاتِكُ الْمَيْمُوْنُ سَهْمًا ذُعَافًا وَهُوَ مُمْتَلِئٌ بَهِيْرُ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر آلود تیر (پیوست کر دیا) اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلَحِبًّا كَأَنَّهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيرُ

پس وہ وادی مکہ میں دراز ہوکر گرا اس کے گرتے وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِيْنِي مِطَالَ أَبِي هِشَامٍ صِغَارٌ جَعْدَةُ الْأَوْبَارِ خُورُ

ابو ہشام (کے خون بہا کی ادائی) کے وعدوں کو ٹالنے کے لیے چھوٹی چھوٹی گھونگروالے بال والی بہت دودھ دینے والی چند اونٹنیاں میرے لیے کافی ہو جائیں گی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے ان اشعار میں سے ایک شعر چھوڑ دیا ہے جس میں اس نے فحش گوئی کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر ہشام بن الولید نے ابواز یہر پر حملہ کر دیا جب کہ وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابواز یہر کی بیٹی ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابواز یہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے خون بہا کے بدلے میں قتل کر دیا جو شرم گاہ سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور جنگ بدر میں مشرکین قریش کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے تو یزید بن ابی سفیان نکلا اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد روانہ کی ہے اور وہ اس کا بدلہ لینے والے ہیں لیکن جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بڑے ہوشیار اور متین شخص تھے اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً مکہ آئے اور انھیں خوف ہوا کہ کہیں ابواز یہر کے متعلق قریش میں کوئی بڑا جھگڑا نہ ہو جائے اور اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطیبین میں مسلح ہو چکا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور کہا اللہ تیرا منہ کالا کرے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ دوس کے ایک شخص کے لیے قریش کو آپس میں لڑا دے اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خون بہا دے دیں گے اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ اس کے بعد حسان بن ثابتؓ اٹھے اور ابواز یہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو اُبھارا اور ابوسفیان پر ترک یاری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا:

غَدَا أَهْلُ ضَوْجَيْ ذِي الْمَجَازِ كِلَيْهِمَا وَجَارَ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُوْ

ذی المجاز کے دونوں نکڑ کے لوگ صبح سویرے نکل کھڑے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس ہی میں ہیں اور نکلتے نہیں۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرُ الضَّرُوْطُ ذِمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور پدوڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے

باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا۔

کَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثِيَابَهٗ　　قَابْلَ وَاخْلِفْ مِثْلَهَا جُدُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنائے ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہننا نصیب ہو)۔

قَضٰى وَطَرًا مِنْهُ فَاَصْبَحَ مَاجِدًا　　وَأَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تَخَبُّ وَمَا تَعْدُوْ

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور عزت و شان والا ہو گیا اور تو بے وقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے۔

فَلَوْ اَنَّ اَشْيَاخًا بِبَدْرٍ يُشَاهِدُوْا　　لَبَلَّ فِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرْدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اس کو دیکھتے تو تمام قوم کے جوتوں کو تازہ گلابی خون تر کر دیتا''۔

جب ابوسفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دوس کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کے بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے۔ یہ خیال جو اس نے کیا ہے بدترین خیال ہے۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر تھا گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے ڈرو' جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو' اس بیان کے آخر تک (جو اس بارے میں ہے)۔

اور ابواز یہر کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا جس کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ بجز ایک واقعہ کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو دوس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی کنگھی چوٹی کرتی اور دلہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابواز یہر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا تو ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے:

جَزَ اللّٰهُ عَنَّا اُمَّ غَيْلَانَ صَالِحًا　　وَنِسْوَتَهَا اِذْهُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ

''ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشاں بال اور بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهٖ　　وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِيْنَ الْمُقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةً دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا　　بِعِزٍّ وَ اَدَّتْهَا الشِّرَاجُ[1] الْقَوَابِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب بلایا تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمْرًا جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَمَاوَنَىْ　　وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَيَّ الْمَفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرد نہیں ہوئے یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَرَّدْتُ سَيْفِيْ ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهٖ　　وَعَنْ اَيِّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِيْ اُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا اور میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی اس کا نام ام جمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام غیلان تھا اور کہا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ پھر جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: مجھے اس سے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں ہے اور وہ غازی ہے۔ (پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے (یعنی ضرار بن الخطاب پر) میں اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا: ضرار، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (جنگ) اُحد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے

---

[1] (الف) میں السراج سین مہملہ سے ہے جس کی اس مقام سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

کے عرض سے مارنے لگے' اور کہا: اے ابن الخطاب! بچو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمران کے اسلام کے بعد انھیں پہچانتے تھے۔

ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے وہ ابولہب' الحکم بن ابی العاص بن امیہ' عقبہ بن ابی معیط' عدی بن حمراء الثقفی اور ابن الاصداء الہذلی تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن جب پکانے کے لیے رکھے جاتے تو اس میں ڈال دیتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرمالیا تھا کہ جب نماز ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر لے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے:

اَیْ عَبْدَ مَنَافٍ اَیُّ جَوَارٍ ھٰذَا[1]

''اے عبد مناف یہ کیسی ہمسائیگی ہے''۔

(یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے) پھر اسے راستے پر ڈال دیتے جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبداللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور ابوطالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہؓ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابوطالب کے انتقال کے سبب سے جو آپؐ کے لیے آپ کے کاموں میں قوت بازو اور نگران کار اور آپ کی قوم کے مقابلے میں محافظ اور مددگار تھے پے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔ اور یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقعے حاصل ہو گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں ان کی وہ امید بھی نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ قریش کے بے وقوفوں میں سے ایک بیوقوف آپ کے راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی۔ انھوں نے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کہا کہ جب اس بے وقوف نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر وہ مٹی ڈالی تو رسول اللہ ﷺ اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی بیت الشرف میں تشریف لائے تو صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ (کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے جاتے تھے:

لَا تَبْكِيْ يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ مَانِعٌ أَبَاكِ.

''اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے''۔

اور اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے:

مَا نَالَتْ مِنِّيْ قُرَيْشٌ شَيْئًا أُكْرَهُهُ حَتّٰى مَاتَ أَبُوْ طَالِبٍ.

''ابوطالب کے مرنے تک قریش میرے ساتھ ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے جو مجھے ناپسند ہوا ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ حمزہ اور عمر دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمدؐ کی تبلیغ پھیل چکی ہے۔ ہم کو چاہیے کہ ہم ابوطالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کچھ معاہدہ) لے کر اسے دیں کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہم سے ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اور انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں قوم کے سربرآوردہ عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوجہل بن ہشام' امیۃ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور سربرآوردہ افراد تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوطالب آپ سے ہمارے ایسے تعلقات ہیں جس کو آپ خوب جانتے ہیں اور اب آپ کے پاس وہ چیز آ چکی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں آپ کے متعلق (آپ کے مر جانے کا) خوف ہے۔ آپ کے بھتیجے اور ہمارے درمیان جس قسم کے تعلقات ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں اس لیے انھیں بلایئے اور ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجیے اور ہمارے لیے ان سے (عہد) لیجیے کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور وہ ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم انھیں ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ تو ابوطالب نے آپ کو بلوایا اور آپ ان کے پاس آئے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ لوگ تمہاری قوم کے سربراوردہ ہیں اور تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ تمہیں دیں۔ راوی نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُوْنِيْهَا تَمْلِكُوْنَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِيْنُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ.

''اچھا ایک بات (کا) تم مجھے (قول) دو جس کے عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے عجم بھی تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے''۔

راوی نے کہا: تو ابوجہل نے کہا بہت اچھا تمہارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتیں' فرمایا:

تَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ تَخْلَعُوْنَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ.

''(تو اقرار کرو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اس کو چھوڑ دو گے''۔

راوی نے کہا' تو وہ تالیاں بجانے لگے۔ پھر اس کے بعد کہا اے محمد! (ﷺ) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو۔ تمہاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمہیں قول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ ادھر اُدھر چلے گئے اور پھر ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بابا! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ کو خود ان کے متعلق امید ہو گئی راوی نے کہا' تو آپ ان سے کہنے لگے:

أَيْ عَمِّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا اسْتَحِلُّ لَكَ بِهَا الشِّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجیے تا کہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے''۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ ﷺ کی خواہش دیکھی تو کہا' بابا اگر میرے بعد تم پر اور تمہارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا خوف نہ ہوتا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیئے ہیں تو ضرور کہتا اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تم کو خوش کر دوں۔

راوی نے کہا کہ جب موت ابوطالب کے قریب ہو گئی تو راوی نے کہا کہ ان کے ہونٹوں کو عباس نے دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا' تو عباسؓ نے ان کی جانب اپنا کان لگا دیا۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد عباسؓ نے کہا' اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے

انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ أَسْمَعْ.

''میں نے نہیں سنا''۔

راوی نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

﴿ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ اِلٰی قَوْلِهٖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ﴾

''صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (ڈوبے ہوئے) ہیں'' سے۔ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی۔ تک

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ.

''یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے''۔ (ایجاد بندہ ہے)

اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔

بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی آمد ورفت

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو قریش کو رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا جو آپؐ کے چچا ابوطالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی محافظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپؐ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کرلیں اور آپؐ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے اور وہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں

قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے اور انھیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہ کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ اور تیسرے نے کہا کہ واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر جیسا کہ تو کہتا ہے حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ان سے فرمایا:

إِذْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوْا عَنِّیْ.

''جب کہ تم نے (ایسا جواب ادا کیا) جو کیا (جو تمھیں زیبا نہ تھا تو خیر) مجھ سے (جو کچھ سنا ہے اس کو) راز میں رکھو''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ آپؐ کے متعلق آپ کی قوم کو ایسی خبریں پہنچیں کہ وہ خبریں ان لوگوں میں آپؐ سے نفرت و برگشتگی پیدا کر دیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ يَذْئَرُهُمْ کے معنی يَحْرِشُهُمْ ہیں[1] یعنی منفرد و برگشتہ کر دے۔ عبید بن الابرص نے یہ شعر کہا ہے:

وَلَقَدْ اَتَانِیْ عَنْ تَمِیْمٍ اَنَّهُمْ ذَئِرُوْا لِقَتْلٰی عَامِرٍ وَ تَعَصَّبُوْا[2]

''مجھے بنی تمیم کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ وہ بنی عامر کے مقتولوں کے سبب سے متنفر و برگشتہ ہو گئے ہیں اور ان میں جماعت بندی ہو گئی ہے''۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انھوں نے اس گفتگو کے ذریعے سے اپنے یہاں کے شہدوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپؐ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے حتیٰ کہ

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھی کیونکہ عبید کا جو شعر آگے آ رہا ہے وہ (الف) میں موجود ہے جو یذئرھم کے معنی کی سند ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں تعصبوا کے بجائے تصعوا لکھا ہے یعنی انھوں نے اس معاملے کو ایک بھاری بوجھ سمجھا ہے۔ (احمد محمودی)

لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں اس وقت جانے پر آپ مجبور ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی ثقیف کے شہدے جو آپؐ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپؐ نے ایک انگور کے منڈوے کے سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ طائف کے شہدوں کے برتاؤ کو بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں) بنی جمح کی ایک عورت ملی تو آپؐ نے اس سے فرمایا:

مَا ذَا لَقِينَا مِنْ أَحْمَائِكِ.

''(تو نے دیکھا کہ) ہمیں تیری سسرال سے کیا ملا (کیسی آفت انھوں نے ہم پر ڈھائی)''۔

مجھ سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُرُ ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيْلَتِي وَهَوَانِيَ عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَأَنْتَ رَبِّي إِلٰى مَنْ تَكِلُنِي إِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ.

''یا اللہ! میں اپنی کمزوری' بے تدبیری اور لوگوں میں اپنی ذلت کی شکایت تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور تو میری بھی پرورش کرنے والا ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے (کیا) ایسے دور والے کے جو میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جس کو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو پھر میں کوئی پروا نہیں کرتا مگر تیرا احسان میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے دنیا و آخرت کا معاملہ درست ہو گیا۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضا مندی کی طلب ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی''۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ

کہا کہ جب ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اور آپؐ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو

دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا' اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپؐ سے کہا کہ کھایئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا: بسم اللہ' پھر تناول فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِيْنُكَ.

''اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور تیرا دین کیا ہے''۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نینویٰ کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

أَمِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

''کیا اس نیک شخص کی بستی کا جس کا نام یونس بن متی تھا''۔

تو عداس نے آپ سے کہا تمھیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ أَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ.

''وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں''۔

پس عداس رسول اللہ ﷺ پر جھک پڑا اور آپ کا سر ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہارے چھوکرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر' ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سردار! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کمبخت عداس! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ کا نزول

پھر رسول اللہ ﷺ جب بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے تو طائف سے مکہ تشریف لائے یہاں تک کہ جب آپ مقام نخلہ میں تھے اور رات میں آپؐ نماز پڑھنے لگے تو آپؐ کے پاس سے جنوں کی وہ

جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے۔ وہ آپ کی تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو اپنی قوم کو ڈرایا اور خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا اس کو قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ. إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾

''(اے نبیؐ!) اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔ سے اس کے قول: اور وہ تمھیں درد ناک عذاب سے پناہ دے گا''۔ تک

پھر فرمایا:

﴿ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ﴾ إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ مِنْ خبرهم في هذه السورة

''(اے نبیؐ!) کہہ کے میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا''۔ قصہ کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبیلے والوں پر پیش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی قوم کی حالت آپؐ کے خلاف اور آپؐ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوگئی تھی بجز چند کمزور لوگوں کے جو آپؐ پر ایمان لائے تھے اور رسول اللہ ﷺ جب کبھی کوئی مجمع حج وغیرہ کا ہوتا تو اپنے آپ کو قبیلے والوں کے آگے پیش فرماتے۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں اور ان سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام صاف صاف ان سے بیان کریں جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا' زید بن اسلم سے' اور انھوں نے ربیعہ بن عباد الدؤلی سے' بیان کیا اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابوزناد نے انھیں (ربیعہ) سے روایت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عباد کا بیٹا تھا[1]

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا اور رسول اللہ ﷺ عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھہرے ہوئے فرما رہے تھے:

يَا بَنِي فُلَانٍ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوْا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوْا بِيْ وَتُصَدِّقُوْا بِيْ وَ تَمْنَعُوْنِيْ حَتّٰى أُبَيِّنَ عَنِ اللّٰهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهٖ.

''اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھہرائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کے لیے ٹھہرائے ہوئے عہدوں سے معزول کر دو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دے کر مجھے بھیجا ہے میں اسے صاف صاف بیان کروں''۔

راوی نے کہا اور آپؐ کے پیچھے ایک ڈھیرا سرخ و سپید شخص تھا جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی چادریں زیب بدن، جب رسول اللہ ﷺ اپنی باتیں اور تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا، اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنی گردنوں سے لات وعزیٰ (کے جوے) کو نکال پھینکو اور بنی مالک بن اقیش کے جن، جو تمہارے حلیف ہیں ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا بابا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا رد کرتا جاتا ہے۔ میرے والد نے کہا یہ اس شخص کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نابغہ نے یہ شعر کہا ہے:

كَأَنَّكَ مِنْ جِمَالِ بَنِيْ أُقَيْشٍ   يُقَعْقَعُ خَلْفَ رِجْلَيْهِ بِشَنِّ

''گویا کہ تو بنی اقیش کے اونٹوں کا ایک اونٹ ہے جس کے پاؤں کے پیچھے مشک کھڑکھڑاتی رہتی ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو

انھوں نے بھی انکار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپؐ ان سے فرماتے تھے:

يَا بَنِيْ عَبْدَاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحْسَنَ اسْمَ اَبِيْكُمْ.

''اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے''۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جو جواب انھوں نے دیا عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ نکلا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا تو ان میں سے ایک شخص نے جو بحیرۃ بن فراس کہلاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فراس بن عبداللہ بن سلمہ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قریشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھالوں[1] یا فنا کردوں یا مطیع کرلوں۔ پھر اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کرلی اور پھر اللہ نے تمہیں ان لوگوں پر غلبہ دے دیا جنھوں نے تمہاری مخالفت کی ہے تو کیا تمہارے بعد حکومت ہمیں ملے گی۔ آپؐ نے فرمایا:

اَلْاَمْرُ اِلَی اللّٰهِ يَضَعُهٗ حَيْثُ يَشَاءُ.

''حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے''۔

راوی نے کہا تو اس نے کہا کیا ہم تمہاری حفاظت کے لیے اپنے گلوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بنا دیں اور پھر جب اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہم کو ملنے کے بجائے اغیار کو ملے۔ ہمیں تمہاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انہوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج کے مجمع سے) واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ

---

[1] (الف) میں لاکلت کے بجائے لآکلت مد کے ساتھ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی حتیٰ کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے (تو) جو کچھ حج کے موقع پر حادثے ہوتے اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس حج کے واقعات دریافت کیے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قریشی جوان جو بنی عبدالمطلب کا تھا آیا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ ہم اس کو اس کے دشمنوں سے بچائیں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کو ہم اپنی بستی میں لے آئیں۔ راوی نے کہا پھر تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیے اور کہا اے بنی عامر کیا اس (تمہاری کوتاہی) کی کوئی تلافی ممکن ہے۔ کیا اس کے انجام کا کوئی مطلب ہے۔ یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں فلاں شخص کی جان ہے۔[1] اب تک ایسا دعویٰ بنی اسمٰعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بے شبہ وہ سچا ہے۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

سوید بن الصامت کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سر برآوردہ ہے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج و عمرہ کے لیے مکہ آیا اور سوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی' اس کی شاعری' اس کا سر برآوردہ ہونا اور اس کا ذی نسب ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں:

اَلَا رُبَّ مَنْ تَدْعُوْ صَدِيْقًا وَلَوْ تَرَى   مَقَالَتَهٗ بِالْغَيْبِ سَاءَ كَ مَا يَفْرِى

''ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو تو درست (کہہ کے) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے اس کی باتوں کی تجھے خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو برا لگتا۔

---

[1] فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہونے سے فلاں کہا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

مَقَالَتُهٗ كَالشَّهْدِ مَاكَانَ شَاهِدًا وَبِالْغَيْبِ مَأْثُوْرٌ عَلٰى ثُغْرَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (نرم) اور پیٹھ پیچھے وگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسُرُّكَ بَادِيْهِ وَتَحْتَ أَدِيْمِهٖ نَمِيْصَةُ غِشٍّ تَبْتَرِيْ عَقِبَ الظَّهْرِ

اس کا ظاہر تجھ کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے نیچے غیر مخلصانہ سرکوشی ہے جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِيْنُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ مِنَ الْغِلِّ وَالْبُغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جنھیں کن آنکھیوں میں چھپائے رکھتا ہے۔ اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَرِشْنِيْ بِخَيْرٍ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِيْ وَخَيْرُ الْمَوَالِيْ مَنْ يَرِيْشُ وَلَا يَبْرِيْ

تو نے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا کچھ تو بھلائی سے میری امداد کر کیونکہ دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو امداد و اصلاح کرتا ہے اور کاٹ میں نہیں رہتا''۔

اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں (ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے کہ) بنی سلیم کی شاخ بنی زعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سواونٹوں کے متعلق عرب کے کاہنوں میں سے ایک کاہنہ کے پاس اس نے فیصلہ ثالثی طلب کیا تو اس کاہنہ نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے یہ اور وہ بنی سلیم کا شخص دونوں لوٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دے دے۔ اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو اس کو بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں' اس نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے جدا نہیں ہوسکتا پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بنی سلیم نے اس کا حق اس کو ادا کر دیا۔ اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں:

لَا يَحْسَبَنِّيْ يَا ابْنَ زِعْبِ بْنِ مَالِكٍ[1] كَمَنْ كُنْتَ تُرْدِيْ بِالْغُيُوْبِ وَتَخْتِلُ

''اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سا نہ سمجھ جن کو تو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا

---

[1] (الف) میں یابن بغیر الف کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَوَّلْتَ قِرْنًا إِذْ صَرَعْتُ بِعِزَّةٍ   كَذٰلِكَ إِنَّ الْحَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھالیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِهٖ إِبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ   عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَدُّهٗ هُوَ أَسْفَلُ

اس کو میں نے بائیں بغلی ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا''۔

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو اسلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا۔ شاید آپؐ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

وَمَا الَّذِیْ مَعَكَ. ''وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے''۔

تو اس نے کہا مجلّہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اَعْرِضْهَا عَلَیَّ. ''اسے میرے سامنے پیش کر''۔

تو اس نے اسے آپؐ کے سامنے پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ حَسَنٌ وَالَّذِیْ مَعِیَ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قُرْآنٌ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ هُوَ هُدًی وَ نُوْرٌ.

''بے شک یہ کلام تو اچھا ہے اور جو چیز میرے پاس ہے وہ اس سے (بھی) بہتر قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے وہ (سرتاپا) ہدایت و نور ہے''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپؐ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی الحسیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب ابوالحسیر انس ابن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی

تھے۔انھیں میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے خلاف قریش سے عہد و پیماں کرنے کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد کی خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان سے فرمایا:

هَلْ لَكُمْ فِيْ خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ.

''جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کسی چیز کی تمہیں توفیق ہے''۔

روای نے کہا وہ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا:

أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوْهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ.

''میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ میں اس امر کی جانب بلاؤں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے''۔

راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے کہا اے قوم! واللہ یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابوالحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر ندی کی مٹی دونوں ہاتھوں میں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا' ہمارے پاس سے نکل میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد اوس و خزرج میں جنگ بعاث ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید نے کہا کہ یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی جو ان کی قوم میں سے تھا اور ان کے انتقال کے وقت موجود تھا کہ لوگ مسلسل ان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ سنتے رہے حتیٰ کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مجلس میں جو کچھ آپ ؐ نے فرمایا سن لیا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبیؐ سے جو کچھ وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ اس زمانہ حج میں نکلے جس میں آپؐ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثناء میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا:

مَنْ اَنتُمْ۔

''تم کون ہو؟''۔

انھوں نے کہا بنی خزرج کے لوگ ہیں۔ فرمایا:

اَمِنْ مَوَالِیْ یَهُوْدَ[1]

''کیا یہودیوں کے دوست''۔

انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:

اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُكَلِّمُكُمْ.

''کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں''۔

انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپؐ سے گفتگو کریں گے) پھر وہ آپؐ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپؐ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھیں کہ یہود ان (مشرکوں) کے ساتھ انہیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اپنی بستیوں میں ہونے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے۔ جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک

---

[1] مولیٰ کے کئی معنی ہیں جیسے: رشتہ دار دوست' آزاد شدہ غلام' مالک' حلیف۔ میں یہاں اس کے معنی رشتہ دار یا دوست کے سمجھتا ہوں۔ (احمد محمودی)

نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آ چکا ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمہیں عاد وارم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان کے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو واللہ ضرور یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں۔ اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی۔ انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جو ان پر پیش کیا گیا اسے قبول کر لیا اور آپ سے عرض کی۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت وفتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔ شاید آپؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے۔ ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپؐ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے اور ان کے سامنے بھی (اس) آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپؐ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپؐ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج کے چھے آدمیوں کی جماعت تھی۔ ان میں بعض بنی النجار کے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے) اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو ابن عفراء کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عفراء عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بعض بنی زریق کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔ اس شاخ کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کے قطبہ بن عامر ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کا غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور معصب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات

کہا حتیٰ کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے اور مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے عورتوں[1] کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بنی النجار کے زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار بھی تھے جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و معاذ' حارث رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بھی تھے اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان مہاجری بھی ہیں اور انصاری بھی[2] اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے' جو قَوَاقِل کے نام سے مشہور تھے' عبادہ بن الصامت ابن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابوعبدالرحمٰن جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن احرم بن عمرو بن عمارہ تھا اور بنی غصینہ کی شاخ بَلِی کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قوقل به یثرب حیث شئت. اس تیر کو لے کر یثرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔

---

۱ یعنی اس بیعت میں مارنے مرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ عورتوں سے جیسی بیعت لینے کا کلام مجید میں ذکر ہے (کہ فلاں فلاں بری باتوں سے بچیں) اسی طرح کی بیعت لی گئی کیونکہ اس وقت تک جہاد فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (احمد محمودی)

۲ یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور جب نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو مکہ ہی میں رہنے لگے اور پھر نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن فضلہ بن مالک بن العجلان تھے اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی اسود بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

اور اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے جن کا نام مالک تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف وتشدید (یاء) دونوں طرح سے کہا جاتا ہے جس طرح میْت ومیّت دونوں طرح کہتے ہیں۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابومرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی سے انھوں نے عبادہ بن الصامت ؓ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں ہوں جو (بیعت) عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عورتوں کی سی بیعت کی اور یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے سزا دے اور چاہے تو بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب زہری نے ابوادریس عایذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عقبۃ الاولیٰ کی رات میں بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے' نہ چوری کریں گے' نہ زنا کریں گے' نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے' نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے' اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو گی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے (تو) سزا

دے (اور) چاہے (تو) بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف ابن عبد الدار بن قصی کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں۔ اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اسی لیے مصعب کا نام مقری المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابوامامہ' سعد بن زرارہ[1] بن عدس کے پاس تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ وہ انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے کہ اوس وخزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد ابوامامہ سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا جب ابوکعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ' سعد بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذاں سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذاں سنتے ہیں تو کیوں ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذاں سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام چشمہ نضمات تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے۔ کہا چالیس۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ۔ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے

---

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

لیے نکلے' اور سعد بن معاذ بن النعمان بن امرءالقیس بن زید بن عبدالاشہل کو لے کر' جو اسعد بن زرارۃ کے خالہ زاد بھائی تھے' بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں راویوں نے کہا کہ اس باولی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دنوں اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ[1] مر جائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں سے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انھیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارۃ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیرؓ سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تمہارے پاس آ رہا ہے لہٰذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا۔ یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعبؓ نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آ کر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم دونوں کو تمہاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعبؓ نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجیے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچایئے انھوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو۔

---

[1] لاابالك. کبھی بددعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس طرح اردو کے محاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام سن کر کہتے ہیں۔ کم بخت نے کیا خوب کہا ہے۔ (احمد محمودی)

دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجیے اور پاک صاف ہو جائیے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجیے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجیے اور پھر نماز ادا کیجیے تو اسید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعدؓ اور ان کی قوم کی جانب گئے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں واپس آتے دیکھا تو کہا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمہارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل جدا حالت میں آ رہا ہے۔ اور جب وہ آ کر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعدؓ نے ان سے کہا تم نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو ہم ویسا ہی کریں[1] گے اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہؓ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔ اس کو قتل کر کے تمہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔[2] راوی نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے اور جب انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسیدؓ نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہؓ سے کہا اے ابوامامہ سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہؓ نے (سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زہیر سے کہہ دیا تھا کہ مصعبؓ واللہ! تمہارے پاس ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمہاری پیروی کرے تو تم سے ان کے دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے۔ راوی نے کہا تو مصعبؓ نے ان سے کہا کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کر لیجیے اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدہ شئے کو دور کر

---

۱ (ب ج د) میں نفعل ما احببت ہے (الف) تفعل ما اجببت ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (ب ج د) میں لیحقروك ہے۔ (الف) میں لیخفروك جس کے معنی تا کہ تم سے بدعہدی کریں۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

دیں گے۔ سعدؓ نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واللہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا (تو) کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ تمہارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمہاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ آ کر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبد الاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں سے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اللہ کی قسم! پھر تو بنی عبد الاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارۃ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں بجز بنی امیہ بن زید' خطمہ' وایل اور واقف کے گھروں کے جو اوس اللہ[1] کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا اسلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابو قیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قائد بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر' اُحد اور خندق (کا زمانہ) بھی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے متعلق کہا:

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءُ أَلَمَّتْ　　يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُوْلِ

''اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں جن میں دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر

[1] اوس اللہ کے معنی عطاء اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)

دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَلْنَا فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوْفِ السَّبِيْلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُوْدًا وَمَا دِيْنُ الْيَهُوْدِ بِذِىْ شُكُوْلِ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارٰى مَعَ الرُّهْبَانِ فِىْ جَبَلِ الْجَلِيْلِ[1]

اور اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم نصرانی ہو جاتے اور راہبوں کے ساتھ کوہِ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰكِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا حَنِيْفًا دِيْنُنَا عَنْ كُلِّ جِيْلٍ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

نَسُوْقُ الْهُدٰى تَرْسُفُ مُذْعِنَاتٍ مُكَشَّفَةَ الْمَنَاكِبِ فِى الْجُلُوْلِ

''ہم قربانی کے جانوروں کو لے جاتے ہیں تو وہ جھولوں میں کھلے باز و اس طرح فرمان برداری سے چلتے ہیں گویا مقید ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار جن کی ابتدا **فلولا ربنا** اور **ولولا ربنا** اور **مکشفة المناکب** ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص نے مجھے سنائے۔

بیان عقبہ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے اور مسلم انصار میں سے حج کو جانے والے اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور مکہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیانی دن ملنے کی قرارداد کر لی (اور یہ جو کچھ ہوا اس وقت ہوا) جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے نبی کی مدد کرنا اور آپ کو معزز بنانا اور اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور شرک اور اہل شرک کو ذلیل کرنا چاہا۔

---

[1] سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبداللہ بن کعب جو نصاریٰ کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی اور ہمارے ساتھ براء بن معرور ہم میں بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے۔ جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میری ایک رائے ہے نہ معلوم تم سب اس سے موافقت کرتے ہو یا نہیں۔ راوی نے کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ انھوں کہا میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے۔

راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ راوی نے کہا تو ہم نے کہا لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے اور وہ کعبہ کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے۔ کہا کہ ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا لیکن وہ اس پر جمے رہے اور اس سے رجوع کرنے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا بابا ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو کہ اس سفر میں میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب میں نے اپنے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ سا) پیدا ہو گیا ہے۔ کہا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو ہم نے کہا ہاں' کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباسؓ بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے عباسؓ سے فرمایا:

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ.

''اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو''۔

انھوں نے کہا' جی ہاں' یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ!

میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا ''اَلشَّاعِرُ'' کیا (وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے) انھوں نے کہا' جی ہاں۔ کہا کہ پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبیؐ! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرما دی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ) پیدا ہو گیا پس اے اللہ کے رسولؐ! آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا.

''تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا''۔

کہا کہ پھر تو براء رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی۔ کہا کہ ان کے متعلقین کا دعویٰ ہے کہ وہ مرنے تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے:

وَ مِنَّا الْمُصَلِّيْ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلاً عَلٰى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ الْمَشَاعِرِ

''مقامات حج میں کعبۃ الرحمٰن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں سے ہے''۔

اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرورؓ ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرارداد کر لی۔ کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبداللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی۔ انھیں اس کی بھی خبر دی۔ کہا آخر

انھوں نے اسلام اختیار کرلیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال سے دبے پاؤں چھپتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے اور ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب' بنی مازن بن النجار کی عورتوں میں سے ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بنی سلمہ کی عورتوں میں سے ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا' پس ہم اس دوراہے پر جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے مفاد کی خاطر پکی کرنے کی خواہش تھی۔

پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباسؓ بن عبدالمطلب تھے۔ انھوں نے کہا' اے گروہ خزرج! راوی نے کہا کہ عرب انصار کے اس قبیلے کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے (خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس) محمد (ﷺ) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو اور ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان کے متعلق ہماری رائے کے موافق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تمہارے ساتھ مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ لو اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمہارا خیال ہو تو پھر اسی وقت سے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں (راوی نے) کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ گفتگو فرمائیے اور اپنی ذات کے متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجیے۔ کہا پس رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ پھر فرمایا:

اُبَایِعُکُمْ عَلٰی اَنْ تَمْنَعُوْنِیْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَاءَ کُمْ وَاَبْنَاءَ کُمْ.

''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو''۔

کہا تو براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو

سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے۔ جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لے لیجیے۔ واللہ ہم سپاہی اور ہتھیار بند لوگ ہیں۔ جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے کہا کہ براءؓ، رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم ان تعلقات کو ان سے قطع کر لیں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپؐ سے اس بات کی امید رکھیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا:

بَلِ الدَّمُ الدَّمَ وَالْهَدْمُ [1] الْهَدْمُ اَنَا مِنكُمْ وَاَنْتُمْ مِنِّيْ اُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَاُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ.

''(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متحد ہو جاؤ گے) اور میں تم سے۔

جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسر پیکار رہوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الھدم الھدم (بتحریک دال کہا ہے جس سے مراد عزت و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت و آبرو ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

أَخْرِجُوْا إِلَيَّ مِنكُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا لِيَكُوْنُوْا عَلٰى قَوْمِهِمْ بِمَا فِيْهِمْ فَأَخْرَجُوْا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا تِسْعَةٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوْسِ.

''تم لوگ اپنے میں سے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس

---

[1] سہیلی نے ابوقتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہدہ اور کسی کو پناہ دینے کے وقت کہا کرتے تھے کہ **دمی دمك وهدمی هدمك ای ماهدمت من الدماء هدمت انا**. اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور ہری کی تلاش میں اکثر سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہنا ہوتا وہاں خیمے گاڑ دیتے اور جب سفر کرنا ہوتا انھیں خیموں کو اکھیڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ھدم کے معنی سفر کے ہیں۔ یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔ (احمد محمودی)

میں (حکم) ہوں تو انھوں نے اپنے میں سے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے''۔

بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابوامامہ اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج تھا اور سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج اور عبداللہ بن رواحۃ بن امرء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج اور براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبۃ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج رضی اللہ عنہم۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور المنذر بن ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔

اور اوس میں سے اسد بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس۔

اور اسعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امر سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ امراء القیس بن مالک بن الاوس اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن

زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انھیں میں ابوالہیثم بن التیہان کا شمار کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کرتے اور ابوزید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

فَأَبْلِغْ أُبَيًّا أَنَّهُ قَالَ[1] رَأْيُهُ وَحَانَ غَدَاةُ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

''ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہوگیا اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے۔

اَبَی[2] اللّٰهُ مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ بِمِرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

''تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لیے) جن چیزوں کا آرزومند بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا۔ وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے' دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

وَ أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَالَنَا بِأَحْمَدَ نُوْرٌ مِّنْ هُدَ اللّٰهِ سَاطِعُ[3]

ابوسفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (ﷺ) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہوگیا ہے۔

فَلَا تُرْغَبَنْ فِي حَشْدِ أَمْرٍ تُرِيْدُهُ وَأَلِّبْ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر ابھار اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے۔ جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُوْنَكَ فَاعْلَمْ أَنْ نَقْضَ عُهُوْدِنَا أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّهْطُ حِيْنَ تَبَايَعُوْا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے۔ (ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

---

[1] (الف) میں قال قاف سے ہے (ب) میں فال فاء سے ہے۔ پہلی صورت میں قیلولہ سے لینا ہوگا یعنی اس کی رائے سوگئی لیکن فال جو بطل کے معنی میں ہے وہ بہتر ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کردیا۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زاید ہے اور وساطع لکھا ہے۔ جو وزن شعر میں فساد پیدا کرنے کے علاوہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔ (احمد محمودی)

أَبَاهُ الْبَرَاءُ وَابْنُ عَمْرٍو كِلَاهُمَا وَأَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَ سَعْدٌ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذٰلِكَ جَادِعُ

اور اس سعدؓ نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہوگا)۔

وَمَا ابْنُ رَبِيْعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ بِمُسْلِمِهٖ لَايَطْمَعَنْ ثُمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيْكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُوْنِهِ السَّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لیے زہر قاتل ہوگا۔

وَفَاءً بِهٖ وَالْقَوْ قَلِيٌّ ابْنُ صَامِتٍ بِمَنْدُوْحَةٍ عَمَّا تُحَاوِلُ يَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے تو قلی بن صامت کو بھی وسعت وقدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُوْهَيْثَمٍ أَيْضًا وَ فِيٌّ بِمِثْلِهَا وَفَاءً بِمَا أَعْطٰى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابو ہیثم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ إِنْ أَرَدْتَّ بِمَطْمَعٍ فَهَلْ أَنْتَ عَنْ أُحْمُوْقَةِ الْغَيِّ نَازِعُ

''اگر تو (کوئی چالبازی کرنا) چاہے تو ابن حضیر کے پاس بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی حمقی اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)

وَسَعْدٌ أَخُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهٗ ضَرُوْحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْأَمْرِ مَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُوْلَاكَ نُجُوْمٌ لَا يُغِبُّكَ مِنْهُمْ عَلَيْكَ بِنَحْسٍ فِيْ دُجَى اللَّيْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دیں گے''۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابوالہیثم بن التیہان ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا:

أَنْتُمْ عَلٰى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ كَكُفَالَةِ الْحَوَارِيِّيْنَ لِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلٰى قَوْمِي.

''تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی حادثہ) ہو اس کے متعلق تم اپنی قوم کے ذمہ دار ہو گئے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے پاس حواریین ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انھوں نے کہا بہت خوب''۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم ابن عوف والے عباس بن عبادۃ بن نضلۃ الانصاری نے کہا:

اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں سیاہ و سرخ سب کے خلاف جنگ کرو گے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا مال (کسی) آفت سے برباد ہو جائے اور تم میں بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کی امداد چھوڑ دو گے تو ابھی سے (چھوڑ دو) کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس طرف دعوت دی جا رہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی اور سربرآوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں۔ لیکن یا رسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا عباس رضی اللہ عنہ نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پسپا کر دے کہ شاید اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف ابن الخزرج کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت

کی وہ ابوامامہ اسعد بن زرارہؓ تھے اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابوالہیثم بن التیہانؓ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے سعید بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن المعرور رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے متعلق تمہیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا أَزَبُّ[1] الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ قَالَ أبنُ هِشَامٍ وَيُقَالُ أُزَيْبُ اسْتَمِعْ[2] أَىْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَفْرُغَنَّ لَكَ.

''یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازیب کہا ہے۔ اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے (یعنی تیری سرکوبی کے لیے بھی) وقت فرصت نکالوں گا''۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِرْفَضُّوْ إِلٰى رِحَالِكُمْ.

''اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ''۔

(راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔

(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنِ ارْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ.

''ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ''۔

(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

---

[1] ازب کے معنی کوتاہ قد یا بخیل کے ہیں۔ (احمد محمودی از سہیلی)

[2] (الف) میں اتسمع ہے یعنی اے دشمن خدا کیا تو سن رہا ہے۔ (احمد محمودی)

سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو

(راوی نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو قریش کے سر برآوردہ اصحاب سویرے ہی ہمارے پاس ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا' اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کو ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور اس لیے آئے تھے کہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں الجھار ہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں الجھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں سے ہماری قوم کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انہیں اس کا علم ہی نہ تھا۔

(راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جو نئی نعلیں (جوتی کا جوڑا) پہنے تھا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اس ارادے سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ قریش کے اس جوان مرد کی سی ایک نعلین بنوالو۔

(راوی نے) کہا حارث نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔

(راوی نے) کہا کہ ابو جابر نے کہا خاموش رہو واللہ! تم نے تو اس جوان کو غصے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھیر دو۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ اسے واپس نہ دوں گا واللہ یہ تو ایک نیک شگون ہے۔[1] واللہ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے (سب کچھ) چھین لوں گا۔

---

[1] (ب ج د) میں فاءل واللہ صالح ہے اور (الف) میں قال واللہ صالح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا واللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی خبر کی چھان بین میں لگ گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادۃ اور بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والوں نے منذر بن عمرو کو مقام اذاخر میں جا ملایا اور یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر نے تو ان لوگوں کو تنگ کر دیا لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا اور ان کی سواری کے تسمے سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دئے اور انہیں لے کر مکہ آئے ان کو مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے اور وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا کہ واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں (پھنسا ہوا) تھا کہ ایکا ایکی ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص پاک صاف گورا لمبا حسین لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لئے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انہیں میں سے ایک شخص نے مجھ پر ترس[1] کھایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے۔ ان سے انہیں بچاتا رہا ہوں اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچاتا رہا ہوں تو اس نے کہا ارے

---

[1] (ب ج د) میں اوی لی ہے جس کے معنی رحم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ (الف) میں اوی الی ہے جس کے معنی آنے یا مائل ہونے کے لئے جا سکتے ہیں لیکن پہلا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

کمبخت! تو پھر ان دونوں شخصوں کا نام لے کر انہیں پکار اور تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں انہیں یاد دلا۔

(راوی نے) کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انہیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادۃ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

(راوی نے) کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوئ کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا وہ ابوالبختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شعر جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیں ہیں جو بنی محارب بن فہر کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں۔

تَدَارَكْتُ سَعْدًا عَنْوَةً فَاَخَذْتُهٗ   وَكَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَكْتُ مُنْذَرًا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کرلیا اور اس کو پکڑ لیا اور (میرے دل کو) تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جا ملاتا۔

وَلَوْ نِلْتُهٗ طُلَّتْ هُنَاكَ جِرَاحُهٗ   وَكَانَ جَرًى[1] احًا اَنْ تُهَانَ وَتُهْدَرَا

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا)۔ اور وہ زخم تھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انہیں جائز کیا جائے (اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے۔)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ''وکان حقیقاً ان تھان[2] ویھدرا'' ہے۔

---

[1] (ب ج د) میں وکان حریا ان یھان یھدرا۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص ہے بھی اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون مباح کر دیا جائے اور یہی نسخہ مرجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو ذلیل کرنے کے الٹے معنی ہو سکتے ہیں کہ زخمی کرنے کو اہمیت نہ دی جائے۔ فلیتدبر (احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں یھان ویھدرا دونوں جگہ یائے تحتانی سے ہے (الف) میں تھان با حاء فوقانی اور یھدرا بایاء تحتانی ہے۔ جراحا کے ساتھ تھان باتاء فوقانی صحیح ہو سکتا تھا لیکن حقیقا کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکے گا۔ میری سمجھ میں تو نہ آ سکا۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ اِلٰی سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٍ ۔۔۔ اِذَا مَا مَطَایَا الْقَوْمِ اَصْبَحْنَ ضُمَّرًا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خاص کر جب کہ ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَوْلَا اَبُوْ وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدٌ ۔۔۔ عَلٰی شَرَفِ الْبُرْقَاءِ یَهْوِیْنَ حُسَّرًا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر ہم تک پہنچائے) تو (تیرے) قصیدے پتھر مٹی اور کیچڑ کی مسافت تک پہنچ کر تھک کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پا کر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

اَتَفْخَرُ بِالْکَتَّانِ لَمَّا لَبِسْتَهٗ ۔۔۔ وَقَدْ تَلْبَسُ الْاَنْبَاطُ رِیْطًا مُقَصَّرًا

کیا تو کتان۔ کا لباس پہن کر اتراتا ہے حالانکہ نبطی قوم کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں (کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَا تَكُ كَالْوَسْنَانِ یَحْلُمُ اَنَّهٗ ۔۔۔ بِقَرْیَةِ کِسْرٰی اَوْبِقَرْیَةِ قَیْصَرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ كَالثَّكْلٰی وَكَانَتْ بِمَعْزِلٍ ۔۔۔ عَنِ[1] الثُّكْلِ لَوْكَانَ الْفُؤَادُ تَفَكَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مر گیا ہو (اور وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج و غم میں مبتلا رہتی ہو) اگر اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم واندوہ کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ كَالشَّاةِ الَّتِیْ كَانَ حَتْفُهَا ۔۔۔ بِحَفْرِ ذَرَا عَیْنَهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا جس کی موت اس کے ہاتھوں سے کھودی ہوئی چیز[2] سے ہوئی اور وہ

---

[1] (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عزل کا صلہ علی سے نہیں آتا۔ (احمد محمودی)

[2] اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبح کرنے کے لئے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے زمین کھدی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبح کرنے میں کام آئی تو یہ قصہ ضرب المثل ہو گیا۔ (احمد محمودی)

(اپنے) کھودنے سے خوش نہ ہوئی۔

وَلَا تَكُ كَالْغَاوِيْ فَاَقْبَلَ نَحْرَهٗ وَلَمْ يَخْشَهُ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا

اوراس چھپے ہوئے بھونکنے والے کا سا نہ ہو جا جس سے تیروں میں سے کسی تیر نے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تر آ کر اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

فَاِنَّا وَمَنْ يُهْدِي الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا اِلَى اَرْضِ خَيْبَرًا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے طور پر فروخت کے لئے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعروشاعری کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کرسکتا ہے)۔

عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے اپنے دین (شرک) پر باقی تھے جن میں سے عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن مسلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کرلیا تھا اور عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سرداروں میں ایک سردار تھا اوران کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربرآوردہ افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اوراس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی مسلمہ کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو ابن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اوراسے اٹھا کر بنی مسلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں (جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں) اسے الٹا، سر کے بل ڈال دیتے اور جب عمرو صبح میں اٹھتا تو کہتا ارے کم بختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی۔ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا اور جب وہ اسے پالیتا تو اس کو دھوتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سویرے اٹھتا اوراس کو ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو اس کو دھوتا اور پاک وصاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔

پھر جب شام ہوتی تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انہوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لایا جہاں انہوں نے اسے ڈال دیا تھا تو اسے دھو دھلا کر خوشبو لگا کر رکھا اور ایک تلوار لا کر اس کے گلے میں لٹکا دی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کر رہا ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر چھاپہ مارا اور اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور اس کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو ڈھونڈنے نکلا یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا (جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا) شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ اِلٰهًا لَمْ تَكُنْ　　اَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِيْ قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

اُفٍّ لَمُلْقَاكَ اِلٰهًا مُسْتَدَنْ　　اَلْاٰنَ فَتَشْنَاكَ عَنْ سُوْءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تف ہے۔ تیرے متعلق اب ہمیں اپنی رائے کی بدترین غلطی کی تحقیق ہوگئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِی الْمِنَنْ　　اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ

تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَالَّذِیْ اَنْقَذَنِیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ　　اَكُوْنَ فِیْ ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ

وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔

عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیٰحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں رکھی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ و سرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لئے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لئے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادہ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے۔

حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تونگری اور خوشی اور مجبوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

فصل۔ حاضرین عقبہ کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس و خزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل جو منتخب سردار تھے۔

یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور سملۃ بن سلامہ بن وقش بن زغبۃ بن زعوراو بن عبدالاشہل۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ابوالہیثم بن التیہان جن کا نام مالک تھا بدر میں بھی یہ موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زَغْوَرَا کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ۔

اور ابو بردۃ بن نیاز جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دھمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم بن کاہل بن ذہل ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو ان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے۔

اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سعدؓ ابن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امراءالقیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے انہیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم کے تھے کیونکہ بعض وقت کوئی شخص کسی قوم میں متبنٰی ہوتا تھا تو وہ انہیں میں رہتا تھا اور انہیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعۃ عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے۔ اور اُحد کے روز شہید ہوئے اور عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور برک کا نام امراءالقیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تیراندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے امیۃ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معن بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعۃ جو ان کے حلیف بنی بلّی میں سے تھے بدر واحد وخندق اور رسول اللہ ﷺ کے تمام مشاہد میں حاضر رہے اور ابوبکر الصدیق کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویم بن ساعدۃ بدر واحد وخندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر و احد وخندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا۔

اور معاذ بن الحارث بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار بدر واحد وخندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفراء کے بیٹے تھے۔

اور ان کے بھائی عوف بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے اور یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔

اور ان کے (ایک دوسرے) بھائی معوذ بن الحارث تھے جو بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عفراء ہی کے فرزند تھے۔

اور ابن ہشام کے قول کے مطابق بعضوں نے کہا کہ رفاعۃ بن الحارث ابن سواد تھے۔

اور عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار بدر واحد وخندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک بن النجار جو منتخب سردار تھے بدر سے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی انتقال کیا اور یہ ابوامامہ سے مشہور تھے۔

اور بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن النجاء میں سے۔

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو جو بدر میں موجود تھے ایک ہی شخص۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے جو بنوحدیلہ کہلاتے ہیں دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں موجود تھے۔

اور ابوطلحہ جن کا نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انہیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

اور عمرو بن خزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار کے عقبہ میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبۃ بن عطیہ[۱] بن خنساء جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے وہ عمرو[۲] بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہے اس کا ذکر ابن[۳] خنساء نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبداللہ بن رواحہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث منتخب سردار بدر و احد و خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں میں موجود رہے اور جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ[۴] بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث ابی النعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبدربہ بن زید مناۃ بن الحارث بن الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنہیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظۃ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے

---

۱ اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے۔

۲ اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کا لفظ نہیں ہے۔

۳ خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ اصل مقصد ابن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے جو نسب نامہ بیان کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں ''ابن عطیہ'' اور ''عمرو بن'' کے الفاظ کے حذف اور ''اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے'' کی زیادتی سے عبارت کچھ بے ربط سی ہو گئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا اور (ب ج د) کا نسخہ بالکل واضح ہے۔ (احمد محمودی)

۴ خط کشیدہ اسماء (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ان پر چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لَهٗ لَاَجْرُ شَهِيْدَيْنِ.

''ان کے لئے دوشہیدوں کا اجر ہے''۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرۃ بن عسیرۃ بن جدارۃ بن عوف بن الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابومسعود تھی اور یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے وذفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر ابن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج میں سے چار شخص۔

رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق منتخب سردار تھے۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ صاحب (مدینہ سے) نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ اسی لئے انہیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبادۃ بن قیس بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق نے بدر میں حاضری دی۔

اور الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ بدر میں بھی حاضر رہے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنوسلمہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لئے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اور ان کے فرزند بشر بن البراء بدر' احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کے گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلمہ

سے جب دریافت فرمایا۔ من سیدکم۔ تم میں سے سردار کون ہے تو انہوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے اگر چہ کہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے متعلق فرمایا تھا۔

وَاَیُّ دَاءٍ اَکْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ، سَیِّدُ بَنِی سَلْمَةَ الْاَبْیَضُ الْجُعْدُ بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ.

''کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا سردار گورا۔ گھونگر والے بال والا بشر بن البراء ہے''۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے۔

اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور جباء بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الطفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں بھی تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔

اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔

سلیم بن عمرو بن حدیدج بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔

اور قطبۃ بن عامر بن حدیدۃ بن عمر بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔

اور ان کے بھائی یزید بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم جن کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔

اور ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر میں بھی تھے۔

اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد کا غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔

ثعلبہ بن غنمۃ بن عدی بن نابیٔ۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔

اور عمرو بن غنمۃ بن عدی بن نابیٔ۔

اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔

اور ان کے حلیف عبداللہ بن انیس جو قضاعہ میں سے تھے۔

اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔

اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود تھے۔ اور احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے فرزند جابر بن عبداللہ۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔

اور ثابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبۃ بن زید بن الحارث بن حرام۔ طائف میں شہید ہوئے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبۃ بن الحارث بن حرام بدر میں موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدۃ بن ثعلبۃ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف خدیج بن سلامۃ بن اوس بن عمرو ابن الفرافر جو قبیلے بلی میں سے تھے۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عمرو ابن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال مقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنوسلمہ نے انہیں اپنا متبنّیٰ کر لیا تھا اور یہ سہیل بن محمد بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی ابن غنم بن کعب بن سلمہ کے مادری بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمر دین ادی ابن سعد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عوف بن الخررج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

عبادۃ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم بن سالم ابن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن عبادۃ بن نضلۃ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں آپ کی جانب نکل آئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لئے انہیں مہاجر انصاری کہتے تھے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔

اور ان کے حلیف ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبۃ بن خزمۃ بن احرم ابن عمرو بن عمارۃ جو بنی عصنیہ کی شاخ بلی میں سے تھے۔

اور عمرو بن الحارث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قواقل کہلاتے تھے اور بنی سلیم ابن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جو بنی الحبلی کہلاتے تھے دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی نام پڑ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رفاعۃ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک الولید بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ ابن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اس لئے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں سے یہ) دو ہی شخص تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج میں سے دو ہی شخص سعد بن عبادۃ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبۃ بن طریف بن الخزرج بن ساعدۃ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ۔ سردار منتخب۔ بدر و احد میں حاضر رہے اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر مقرر فرمایا تھا اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اَعْنَقُ لِیَمُوْتَ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض منذر بن عمرو بن خنش کہتے ہیں۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعۃ العقبہ میں اوس وخزرج میں سے حاضر تھے تہتر مرد تھے اور انہیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہؐ (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کرلیتیں تو آپ فرماتے۔

اِذْهَبْنَ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ.

''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی''۔

(یہ دوعورتیں) بنی مازن بن نجار میں سے (ایک) نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارۃ تھی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید بھی حاضر رہے ہیں اور ان کے بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسیلمہ الکذاب الحنفی نے گرفتار کرلیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کا رسول ہے۔یہ کہتے ہاں۔پھر وہ کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے میں نہیں سنتا۔وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہوگیا اور وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔جب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب مسیلمہ کا ذکر آتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔غرض نسیبۃ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیلمہ کا قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے وہاں سے واپس ہوئیں کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انہیں لگے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسیبۃ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

اور بنی سلمہ میں سے (ایک عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ (شریک بیعۃ العقبہ تھیں)۔

رسول اللہ ﷺ پر حکم جنگ کا نزول

محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خون ریزی آپ کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی۔آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی جانب بلانے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگردانی کرنے کا حکم تھا تو قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم وزیادتی کرتے تھے حتیٰ کہ انہیں ان کے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے رہے اور انہیں بستیوں

سے نکالا۔ غرض آپ کے پیروؤں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے اور بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لئے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو سرزمین حبشہ میں چلے گئے تھے اور بعض مدینہ چلے گئے تھے اور ہر طرف[۱] (تتر بتر) تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عظمت دینا چاہا تھا انہوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی ﷺ کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی ﷺ کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو تھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انہیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بدلہ لینے کی اجازت دیدی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ کی اجازت دینے اور آپ کے لئے خون ریزی حلال ٹھیرانے اور ان پر ظلم کرنے والوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴾

''ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے (زبردستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شبہہ اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے''۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتیٰ کہ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ تک پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے ان کے لئے جنگ صرف اس لئے حلال کر دی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انہیں غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ قَاتِلُوْا هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ﴾

''ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے''۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھا سکیں۔

﴿ وَ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾

''اور دین صرف اللہ کے لئے رہے یعنی تا کہ قانون الٰہی بھاری ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی پرستش باقی نہ رہے''۔

---

[۱] (الف) میں فی کل وجه کے بجائے فی کل وخه لکھ دیا ہے جو نمایاں تحریف معلوم ہوتی ہے (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی اور انصار کے مذکورہ بالا قبیلوں نے فرماں برداری اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر آپ سے بیعت کی اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کے مہاجروں اور ان مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ اِخْوَانًا وَدَارًا تَاْمَنُوْنَ بِهَا.

''اللہ نے تمہارے لئے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے''۔

پھر تو ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں ہی اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر

رسول اللہ ﷺ کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم کے ابوسلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انہوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آ گئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں اور انہیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انہوں نے اپنی دادی ام سلمہ سے رسول اللہ ﷺ کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابوسلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لئے کجاوا کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے اور جب انہیں بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور انہوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا (کہ تم اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو جہاں چاہو رہو جو دین چاہو اختیار کر لو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمہاری بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انہوں نے اونٹ کی مہار[1] ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے

---

[1] (الف) میں خطام کے بجائے جطام جیم سے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)۔

لے لیا کہا کہ تب تو ابوسلمہ کی جماعت بنی عبدالاسد غصے میں آ گئی اور انہوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس (اس کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے ۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابوسلمہ مدینہ چلے گئے ۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے میں جدائی ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری یہ حالت ہوگئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی ۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ کا ایک شخص جو میرے چچا زاد بھائیوں میں سے تھا ۔ میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آ گیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ دلی[1] محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور اس کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا ۔ کہا کہ (جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو) اس وقت بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچے کو لے لیا ۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لئے نکل کھڑی ہوئی ۔ کہا اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا ۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو بھی مل جائے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی ۔ اس نے کہا ۔ اے ابوامیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے ۔ میں نے کہا ۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں ۔ اس نے کہا ۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں ۔ میں نے کہا ۔ واللہ اللہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں ۔ اس نے کہا واللہ تجھے (تنہا) چھوڑ ا بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور القرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انہیں کی زوجیت میں تھی ۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا ۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور

---

[1] (ب) تحرجون من هذه المسكينة حائے حطی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے لکھا ہے ۔ (الف ج) میں تخرجون خاء معجمہ سے ہے اور (الف) میں تو رائے مہملہ کو مشدد بھی کر دیا ہے جس کے معنی بمشکل بنا نا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لئے تم کوئی شکل کیوں نہیں نکالتے لیکن اس کے متن کا صلہ اس مشکل کو اور بڑھا دیتا ہے ۔ **فليتدبر** ۔ (احمد محمودی)

ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَاِنْ طَالَتْ سَلاَمَتُهَا　　يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوْبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آ گھیرے گی اگرچہ کہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی تو جع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابودؤاد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابو جہل نے کہا ایک[1] اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ وزاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قلّ کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

كُلُّ بَنِىْ حُرَّةٍ مَصِيْرُهُمْ　　قُلٌّ وَاِنْ اَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہونا ہے اگرچہ کہ وہ شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابوسلمہ بن عبدالاسد عامر بن ربیعہ' عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابواحمد بن جحش (محلّہ) بنی عمرو بن عوف میں' مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جوق در جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی اور احمد بن جحش۔ عکاشہ بن محصن۔ شجاع وعقبہ۔ وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حمیرۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حمیرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور منقذ بن نباتہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن فضلۃ یزید بن رقیش۔ قیس بن خابر۔ عمرو بن محصن۔ مالک بن عمرو ثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن اکثم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ سنجرہ بن عبیدہ۔ محمد بن

---

[1] اصل میں قلّ بن قلّ ہے۔ (احمد محمودی)

عبداللہ بن جحش اوران کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ام حبیب بنت جحش۔جدامہ بنت جندل۔ام قیس بنت محصن۔ام حبیب بنت تمامہ۔آمنہ بنت رقیش۔سخرۃ بنت تمیم حمنہ بنت جحش۔

ابواحمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ(کی) اپنی قوم کو چھوڑ کر اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے'اور جب انہیں ہجرت کی دعوت دی گئی توان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَلَوْ حَلَفَتْ بَيْنَ الصَّفَا ام احمَدٍ وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ يَمِيْنُهَا

اگرام احمد صفاومروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی۔

لَنَحْنُ الْاُوْلٰی کُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ بِمَکَّةَ حَتّٰی عَادَ غَثًّا سَمِيْنُهَا

کہ ہم وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے اس کواس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہاں کے موٹے دُبلے نہیں ہوگئے (یاعزت دار ذلیل نہیں ہوگئے)۔

بِهَا خَيَّمَتْ غَنَمُ بْنُ[1] دُوْدَانَ وَابْتَنَتْ وَمِنْهَا[2] غَدَتْ غَنْمٌ وَخَفَّ قَطِيْنُهَا[3]

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈال دئے اور گھر بنا لئے اور پھر بنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا اور وہاں کے رہنے والوں کوسفر کرنا آسان ہوگیا۔

اِلَی اللّٰهِ تَغْدُوْ بَيْنَ مَثْنٰی وَ وَاحِدٍ وَدِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْحَقِّ دِيْنُهَا

ایک ایک دودواللہ کی طرف (ہجرت کرکے) چلے جارہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔

اورابواحمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے۔

لَمَّا رَاَتْنِيْ اُمُّ اَحْمَدَ غَادِيًا بِذِمَّةِ مَنْ اَخْشٰی بِغَيْبٍ وَ اَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسے صبح سویرے سفر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا جس سے میں بے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُوْلُ فَاِمَّا کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنَاءَ يَثْرِبُ

---

[1] (الف) میں ابن کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔(احمد محمودی)

[2] (ب ج د) میں منها کے بجائے''وما ان''ہے۔اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ بنی غنم میں سے وہاں کوئی بھی نہ چھوٹا اور وہاں کے رہنے والوں کوسفر آسان ہوگیا۔(احمد محمودی)۔ [3] (الف) میں قطینها کے بجائے قطیتها لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔(احمد محمودی)

تو کہتی ہے کہ تمہیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ[1] وَجْهُنَا　　　وَمَا يَشَإِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم نہ جائیں گے) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبلہ کا ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

اِلَى اللّٰهِ وَجْهِيْ وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ يُقِمْ　　　اِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهٗ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيْمٍ مُنَاصِحٍ　　　وَنَاصِحَةٍ تَبْكِيْ بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گاڑھے دوستوں کو اور خیر خواہ آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرٰى اَنَّ وَتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا　　　وَنَحْنُ نَرٰى اَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہو جانا ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں۔

دَعَوْتُ بَنِيْ غَنَمٍ لَحِقْنِ دِمَائِهِمْ　　　وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی جانب اور حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لئے صاف راستہ ظاہر ہو گیا۔

اَجَابُوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمَّا دَعَاهُمْ　　　اِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَاَوْعَبُوْا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انہیں بلانے والے نے حق کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب کے سب نے اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّا وَ اَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدٰى　　　اَعَانُوْا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَ اَجْلَبُوْا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جنہوں نے حق سے علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفَوْجَيْنِ اَمَّا مِنْهَا فَمُوَفَّقٌ　　　عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبٌ

---

[1] ''بل يثرب اليوم وجهنا'' کے بجائے (الف) میں ''يثرب منامظنة'' ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے۔ (احمد محمودی)

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَغَوْا وَ تَمَنَّوْا كِذْبَةً وَاَزَلَّهُمْ   عَنِ الْحَقِّ اِبْلِيْسُ فَخَابُوْا وَخُيِّبُوْا

انہوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دیئے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دیئے گئے۔

وَرُعْنَا اِلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ   فَطَابَ وُلَاةَ الْحَقِّ مِنَّا وَطَيِّبُوْا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (ﷺ) کی بات کی طرف لوٹے اور حق کی سر پرستی کرنے والے پاک و صاف ہو گئے اور پاک وصاف کر دیئے گئے۔

تَمُتُّ بِاَرْحَامٍ اِلَيْهِمْ قَرِيْبَةٍ   وَلَا قُرْبَ بِالْاَرْحَامِ اِذْ لَا تُقَرَّبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَاَيُّ ابْنُ اُخْتٍ بَعْدَنَا يَاْمَنَنَّكُمْ   وَاَيَّةُ صِهْرٍ بَعْدَ صِهْرِيْ تُرْقَبُ

پھر اس کے بعد کون سا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا' اور میرے سمدھیانے کے (سے تعلقات کے) بعد کس سمدھیانے سے امید کی جا سکے گی۔

سَتَعْلَمُ يَوْمًا اَيُّنَا اِذْ تَزَايَلُوْا   وَ زُيِّلَ اَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ اَصْوَبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے تو اس روز تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے جن اشعار میں ''ولتناء یثرب'' اور ''اذلا تقرب'' ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے شعر میں جو ''اذ'' ہے اس کے معنی ''اذا'' کے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ ﴾

''یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا''۔

ابوالنجم العجلی نے کہا ہے۔

ثُمَّ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا اِذْ جَزٰى   جَنَّاتِ عَدْنٍ فِي الْعَلَالِيْ وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو بالا خانوں میں سدا بہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطاء فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف عیاش کے جانے کے حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے اپنے والد عمر بن الخطاب کی روایت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب ہم نے یعنی میں اور عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف سے اوپر بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناصب (میں ملنے) کا وعدہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو (سمجھ لینا چاہئے کہ) وہ گرفتار ہو گیا تو اس کے دونوں ساتھیوں کو چاہئے کہ چلے جائیں۔

آپ نے کہا کہ (دوسرے روز) صبح میں میں اور عیاش بن ربیعہ مقام تناصب پر پہنچ گئے اور ہشام ہم سے (ہمارے) پاس آنے سے روک لئے گئے اور بڑی آفتوں میں پھنس گئے اور کافروں کی باتیں قبول کر لیں اور ہم جب مدینہ پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے اور ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکلے اور عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے چچازاد بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔ وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ میں پہنچے اور رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ ہی میں تھے۔ ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے قسم کھالی ہے کہ وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کرے گی جب تک کہ تمہیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی جس تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا اے عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو تمہارے دین سے روگردان کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمہاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہو گی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔

(حضرت) عمر نے کہا کہ عیاش نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمر نے کہا کہ میں نے (ان سے) کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مال دار ہوں میں تمہیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ نہ جاؤ (حضرت) عمر نے کہا کہ انہوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور جب انہوں نے جانے کے

سوا کوئی دوسری صورت نہ اختیار کی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے تم اس کی پیٹھ پر سے نہ اترو اگر تمہیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بچ نکلو۔

اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابوجہل نے کہا بابا! واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لاد دیا ہے۔ کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لئے نہ بیٹھنے دو گے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیٹھو)۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے اونٹنی بٹھائی اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تا کہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے اور جب تینوں زمین پر اتر آئے تو ان دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انہیں رسی میں باندھ لیا اور انہیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انہیں بڑی تکلیفیں دیں تو انہوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انہیں لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انہیں باندھے ہوئے لائے تو انہوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحٰق نے کہا کہ نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عزوجل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

﴿ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا[1] مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

---

[1] خط کشیدہ حصہ کلام مجید (الف) میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ثم قرأحتی بلغ یأتیکم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون ہے۔(احمد محمودی)

لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بنو (ورنہ عذاب آنے کے بعد) پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور جو بہترین چیز تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کرلو کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو''۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا کہ ہشام ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انہیں مقام ذی طوی میں پڑھتا جاتا تھا اور (نشیب و فراز میں) چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہماری نسبت جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے اسی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ سے آملا۔

ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لئے نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں فرمایا:

مَنْ لِّيْ بِعَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَ هِشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

''عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کون میرے (یعنی میری امداد کے) لئے (تیار) ہے''۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انہیں لانے (کے لئے تیار) ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپ کر مکہ پہنچے اور ایک عورت سے ملے جو کھانا لے جارہی تھی تو انہوں نے اس عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں قید میں گرفتار شخصوں کے پاس

جا رہی ہوں اور اس نے انہیں دونوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس مقام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ان کے پاس پہنچے اور ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے ان پر مار کر انہیں کاٹ دیا۔ اسی لئے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرا لیا اور انہیں لئے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہو گئی تو کہا۔

مَا اَنْتِ اِلَّآ اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خوں بہہ گیا اور یہ جو تجھے (تکلیف) پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لئے اس سے کوئی ناخوش نہ ہونا چاہئے)

پھر ان دونوں کو لئے ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب، اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آ ملے، اور آپ کے قبیلے کے لوگ، اور آپ کے بھائی زید بن الخطاب، اور سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ، اور خنیس بن حذفۃ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے، جن کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت میں لیا، اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی، اور مالک بن ابی خولی۔ ابن ہشام نے کہا کہ ابوخولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر ابن وائل میں سے تھے۔ ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس ابن بکیر اور عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے، یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے۔ اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف کے پاس مقام سخ میں اترے۔

ابن[1] ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحٰق کی روایت جو مجھے سنائی اس میں یساف[2] بتایا۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ [2] (ب) میں یساف ہے اور (ج د) میں ساف ہے۔ (احمد محمودی)

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنونجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انہوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھیک منگوں (کی سی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مال دار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمہاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمہیں دے دوں پھر تو تم میری راہ میں حائل نہ ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمہیں دے دیا۔

راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ. ''صہیب فائدے میں رہے۔ صہیب فائدے میں رہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمزۃ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور حمزۃ ابن عبدالمطلب کے دونوں حلیف ابو مرثد کناز بن حصین غنوی۔ ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ انسہ اور ابو کبشہ بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزۃ بن عبدالمطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارۃ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف روایتیں ہیں اور عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور مسطح بن اثاثہ بن عبد ابن المطلب اور بنی عبدالدار والے سویبط بن سعد بن حریملۃ اور بنی عبد بن قصی والے طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بلعجلان والے عبداللہ بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے مہاجرین کے ساتھ۔ بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں اترے اور زبیر ب العوام اور ابو سبرہ بن ابی[1] رہم بن عبدالعزی۔ منذر بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح کے پاس مقام عصبہ میں بنی جحجبی کے احاطے میں اترے اور بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی[2] حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

---

[1] (الف) میں ابو سبرۃ بن ابن رہم لکھا ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ابن حذیفہ غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آ رہا ہے (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیۃ بنت یعار بن زید بن عبید ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انہیں آزاد کیا تو اس سے الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آ گئے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنی بنالیا اسی لئے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیۃ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لئے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبد الاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش کے پاس بنی عبد الاشہل کے احاطے میں اترے اور عثمان بن عفان۔ حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے۔ حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مہاجروں میں بن بیاہے افراد خثیمۃ کے پاس اترے اس لئے کہ وہ خود بھی بن بیاہے تھے۔ اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظام فرماتے رہے اور مہاجروں میں سے کوئی مکہ میں آپ کے ساتھ نہ رہا بجز ان لوگوں کے جو گرفتار کر لئے گئے یا صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کئے گئے مگر علی بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافۃ الصدیق رضوان اللہ علیہما۔ ابوبکر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا.

''جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے''۔

تو ابوبکر کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

قریش کے سربرآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہوگئی اور غیروں اور ان کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کر کے ان لوگوں سے جا ملے تو انہوں نے جان لیا کہ ان لوگوں

نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اور ان (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کر لی ہے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی چڑھائی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا ہے تو سب کے سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور یہ دارالندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انہیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن ابی نجیح سے اور انہوں نے ابوالحجاج مجاہد بن[1] جبیر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت سن کر مجھ سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دارالندوہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے مشورہ کرنے کی قرارداد کر لی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لئے قرارداد ہو چکی تھی تو اس دن کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا تھا اور ان لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آ ملا جو ایک موٹی چادر اوڑھے تھا اور دارالندوہ کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نجد والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لئے تم نے قردادا کی ہے اس لئے وہ بھی تمہارے ساتھ شریک ہو گیا ہے تا کہ جو کچھ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انہوں نے کہا اچھی بات ہے آؤ۔ آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا وہاں قریش کے پورے سر غنے جمع ہو گئے تھے۔

بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے نضر بن الحارث بن کلدۃ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انہیں میں سے تھے اور ان کے علاوہ قریش میں سے

---

[1] (الف) میں عن مجاہدین بن جبیر ابی الحجاج عن عبداللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اتھم عن عبداللہ ابن عباس ہے یعنی عبداللہ بن عباس کا نام غلطی سے مکرر ہو گیا۔

دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چلے ہو واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہو کر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لئے سب مل کر رائے سوچو! راوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے لوہے (کی ہتکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے (زہیر و نابغہ وغیرہ) گزر چکے ہیں موت آئی اس کو بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمہاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا۔ جس طرح تم کہہ رہے ہو تو جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی تعداد کو تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کر لیں یہ تمہارے لئے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری کوئی رائے سوچو۔ پھر انہوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلا وطن کر دیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کر لیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ نجدی نے کہا نہیں! واللہ! تمہاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں کیا تم نے اس کی شیرینی گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی پیش کردہ چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا اُن پر اپنے اس کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کر لے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ انہیں لے کر تم پر چڑھ آئے گا اور اس کے ذریعہ تمہیں پامال کرے گا اور تمہاری حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمہارے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے سوچو راوی نے کہا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔

اے ابوالحکم آخر وہ کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نوعمر قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کر دیں۔ تب ہم اس سے (بے فکر ہو سکیں گے اور) چین پا سکیں گے۔

کیونکہ جب یہ سب اس طرح کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کرسکیں گے اور ہم سے خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انہیں اس کا خون بہا دے دیں گے۔

(راوی نے) کہا تو شیخ نجدی نے کہا بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی ﷺ کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول ﷺ نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس (چادر) میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز پہنچ نہ سکے گی جو تمہیں ناپسند ہو اور رسول اللہ ﷺ جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی (روایت بیان کی) انہوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب وعجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے اوروں کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمہیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لئے آگ ہو گی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے باہر نکلے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ اَنْتَ اَحَدُهُمْ.

''ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انہیں میں سے ایک ہے (جو آگ میں جلائے جائیں گے)''۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

﴿ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (اِلٰى قَوْلِهٖ) وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾

''یٰسین (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم تو (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم نے ان کے آگے اور ان پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں''۔

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں سے نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (ﷺ) تمہارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں سے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے علی کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ! بے شبہ یہ محمد (ﷺ) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لئے جمع ہو گئے تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآيه ﴾

''(وہ دن یاد کر) جبکہ تیرے متعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک''۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴾

''بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے

نبی) تو کہہ دے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (کہ تمہاری موت کا وقت آ جائے)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے۔ ابوذویب ہذلی نے کہا ہے۔

اَمِنَ الْمَنُوْنِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ   وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَنْ يَجْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مال دار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا.

''جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے''۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ ﷺ کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابوبکر نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انہیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روکے رکھا۔

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب وہ دن آیا جس میں اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے کہ اس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابوبکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابوبکر آپ کے لئے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور

رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور ابوبکر کے پاس میں اور میری بہن اسماء بنت ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَخْرِجْ عَنِّیْ مَنْ عِنْدَكَ.

''جولوگ تمہارے پاس ہوں انہیں میرے پاس سے ہٹا دو''۔

تو ابوبکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ان کے رہنے میں کیا حرج ہے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ وَالْهِجْرَةِ.

''اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھ اجازت دے دی ہے''۔

کہا کہ ابوبکر نے عرض کی:

اَلصُّحْبَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

''اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے) ساتھ رہ سکتا ہوں۔

فرمایا:

اَلصُّحْبَةُ. ''(ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے''۔

ام المومنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی روتا ہے حتیٰ کہ میں نے اس روز (اپنے والد) ابوبکر کو دیکھا کہ وہ رورہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لئے لے رکھا تھا اس کے بعد آپ دونوں نے عبداللہ بن ارقط کو جو بنی وائل بن بکر کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لئے اجرت پر ٹھہرالیا اور دونوں نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے چرائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول ﷺ کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر کے سوا کسی اور کو نہیں ہوئی۔ علی کو تو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انہیں حکم دیا کہ آپ کے (جانے کے) بعد مکہ میں رہیں تا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کر دیں اور رسول اللہ ﷺ کی حالت تھی کہ مکہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا وہ اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لئے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کے حالات غار میں ابو بکر کے ساتھ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابو بکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابو بکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصہ فرمایا جو مکہ کے نشیبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے اور ابو بکر نے اپنے فرزند عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے فائدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لا دیں اور آپ نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سے پہلے ابو بکر اندر گئے اور غار کو یہ دیکھنے کے لئے (ادھر ادھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ ﷺ کو بچالیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ ابو بکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سو اونٹ اس شخص کے لئے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے اور عبداللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انہیں میں رہا کرتے تھے اور جو کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابو بکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابو بکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انہیں ذبح کرتے اور جب عبداللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تا کہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بے چینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کے چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن ان کا بندھن (یعنی رسی جس کو پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے) اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب

دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان لٹکانے گئیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطاق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لئے اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں جس کی توجیہ یہ ہے کہ جب انہوں نے چاہا کہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انہوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کو ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو بکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَا اَرْکَبُ بَعِیْرًا لَیْسَ لِیْ.

''میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو''۔

تو عرض کی۔ اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا:

لَا وَلٰکِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِیْ ابْتَعْتَهَا بِهٖ.

''نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے عرض کی اتنے میں فرمایا:

قَدْ اَخَذْتُهَا بِذٰلِكَ. ''میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا''۔

عرض کی۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہوگئی۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابو بکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر نکل گئے۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابو جہل بھی تھا اور وہ آ کر ابو بکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انہوں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے۔ تو ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بدمعاش خبیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالا گر پڑا۔

رسول اللہ ﷺ کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبریں

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ ﷺ

کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں کا ایک شخص[1] مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جارہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

جَزَا اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءِهٖ　　رَفِيْقَيْنِ حَلاَّ خَيْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ

اللہ لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزا دے جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلاَ بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا　　فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رَفِيْقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اور پھر شام ہوتے ہوتے چلے گئے۔ترقی اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا جو محمد (ﷺ) کا رفیق ہوگیا۔

لِيَعْضِیْ بَنِیْ كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاتِهِمْ　　وَمَقْعَدَهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہئے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھہرنے) کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ کی عورت تھی اور شاعر کا قول ''حَلاَّ خَيْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ'' اور ''هُمَا نَزَلاَ بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا'' ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس سمت کا رخ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ۔ ابوبکر۔ ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط آپ دونوں کو راہ بتانے والا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبداللہ بن اریقط کہتے ہیں۔

ابوقحافہ کا اسماء کے پاس آنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ ابوبکر بھی نکل گئے تو ابوبکر اپنا تمام مال اٹھا لے گئے۔آپ کے ساتھ ابوبکر بھی نکل گئے تو ابوبکر اپنا تمام مال

---

[1] دوسرے نسخوں میں ''رجل من الجن'' ہے۔(الف) میں نقطہ غائب ہوگیا ہے اور ''رحل من الجن'' لکھا ہے (احمد محمودی)

اٹھا لے گئے۔ آپ کے پانچ یا چھے ہزار درہم تھے آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اسماء نے کہا کہ میرا دادا ابوقحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمہیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لئے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بہت سے پتھر لئے اور انہیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے۔ کہا آخر انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔ بس یہ تمہارے لئے کافی ہے حالانکہ انہوں نے ہمارے لئے بخدا کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے[1] بوڑھے کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن ابن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی۔ سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سو اونٹ (انعام) اس شخص کے لئے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہم میں سے ایک شخص آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے کہا شاید (ایسا ہی ہو) پھر وہ خاموش[2] ہو گیا۔ کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھیرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔ اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور وہ بطن وادی میں لا کر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لئے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے جا کر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکال کر ان سے فال دیکھی تو وہ

---

[1] (الف) میں الشیخ کے بجائے الشیح لکھا ہے یعنی خاء منقوطہ کا نقطہ غائب ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ثم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں ثم سکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ (احمد محمودی)

تیر نکلا جس کو ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ ﷺ کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔

پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انہیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔

پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمہیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا:

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِيْ مِنَّا.

''اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے''۔

کہا تو ابوبکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:

اُكْتُبْ لَهُ يَا اَبَابَكْرٍ.

''اے ابوبکر اس کو لکھ دو''۔

کہا آخر ابوبکر نے کسی ہڈی یا کسی چٹھی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور

خاموش رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جعرانہ میں میں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور ہٹ جا ہٹ جا کہا (آخر) تو چاہتا کیا ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ! (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا) گویا میں آپ کے پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی (سفید اور نرم) ہے کہا میں نے اس تحریر کو لئے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جعشم ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ.

''(آج کا دن) وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے''۔

اس کو میرے قریب لاؤ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آتی تھی مگر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لئے بھر رکھا ہے کیا اگر میں انہیں پانی پلاؤں تو مجھے کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا:

نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى[۱] أَجْرٌ.

''ہاں۔ ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے''۔

کہا کہ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمٰن۔ حارث بن مالک بن جعشم کے فرزند تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ کو راہ بتانے والا عبداللہ بن ارقط آپ کو مکہ کے نشیبی حصے سے لے کر چلا تو آپ کو لئے ہوئے (سمندر کے) کنارے کنارے عسفان کے نیچے سے چلا۔

پھر امج کے نیچے سے ہوتے ہوئے لے گیا پھر قدید سے گزرنے کے بعد وہاں سے راہ کاٹ کے آپ کو لے نکلا اور خرار میں لایا پھر ثنیۃ المرۃ سے ہوتے ہوئے لقفا کو لے گیا۔

---

[۱] (الف) میں جرا جیم رائے مہملہ مشددہ اور ہمزہ سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا لفتا۔ معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے۔

نَزِيْعًا مُحْلِبًا مِنْ اَهْلِ لِفْتٍ لِحِيٍّ بَيْنَ اَثْلَةَ وَالنِّحَامِ

(میں مدح وستائش کرتا ہوں) اس پردیسی کی جس کو اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے جو دوسروں کی امداد کرنے والا اور مقام لفت کے رہنے والوں میں سے اس قبیلے کا ہے جو مقام اثلۃ اور نحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ آپ دونوں کو لئے ہوئے لقف کے وحشی جانوروں کے رہنے کے جنگل سے گزرا اور پھر مجاج کے وحشی جانوروں کے جنگل کے درمیان سے چلا ابن ہشام کے قول کے موافق بعض لوگ مجاح کہتے ہیں۔

پھر مجاح کے مقام مرنج سے ہوتے ہوئے مرنج کے مقام ذی الغضوین کے وسط میں لے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضوین کہتے ہیں۔

پھر ذی کشد[1] کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداجد پر لے گیا پھر الاجرد پر پھر انہیں بطن اعداد کے مقام ذی سلم میں لے گیا جو تعہین کے جنگلی جانوروں کا جنگل ہے۔ پھر عبابید پر۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر انہیں لئے ہوئے الفاجۃ پر سے گزرا اور ابن ہشام کے قول کے موافق بعض القاحۃ کہتے ہیں۔

پھر انہیں لئے ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے سواریوں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ ﷺ نے بنی اسلم کے ایک شخص کو جس کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ پر سوار کرا لیا جس کا نام ابن الرداء تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے اور اس کے ساتھ اس کے (یا اپنے) ایک چھوکرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ پھر آپ کا راہ بتلانے والا آپ کو لئے ہوئے عرج سے نکل کر عائر نامی پہاڑی پر لے گیا۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے غائر کہا ہے جو رکوبہ نامی پہاڑی کے سیدھی جانب ہے حتیٰ کہ آپ کو بطن رئم میں اتارا۔

پھر آپ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں لایا۔

ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا دن کی گرمی بہت بڑھ گئی تھی اور سورج معتدل ہونے (یعنی نصف النہار) کے قریب ہو گیا تھا۔

---

[1] (ب) میں ذی کشر ہے۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ ﷺ کا مدینہ میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ سے روایت بیان کی ۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے ۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ دھوپ ہمارے سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو پھر شہر میں چلے آتے اور یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا حتیٰ کہ جب وہ دن آیا جس دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم اس روز بھی اسی طرح (انتظار کرتے) بیٹھے رہے ۔ یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں آ گئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اور ہم جو کچھ کیا کرتے تھے اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہم اپنے پاس رسول اللہ ﷺ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں (اس لئے) ۔ وہ اپنی بلند آواز سے پکارا اے بنی قیلہ ! یہ تمہاری (منتظرہ) ذی شان ہستی آ گئی ۔

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ ﷺ کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور ابو بکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے ۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابو بکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے ۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے ۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں (سے ملنے)

کے لئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لئے کہ وہ مجرد تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مہاجرین صحابہ میں بن بیاہوں کی قیام گاہ انہیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خثیمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ ''بیت العزاب'' یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے ابوبکر الصدیق۔ بنی الحارث بنی الخزرج میں کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سخ میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے لوگوں کی جو جو امانتیں آپ کے پاس تھیں انہیں واپس دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہؐ سے آ ملے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔

اور علی بن ابی طالب فرمایا[1] کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں ایک[1] مسلمہ عورت کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ اور[1] آپ فرمایا کرتے تھے کہ قباء میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا اور یہ اس کو لے لیتی۔

فرمایا کہ مجھے اس کی حالت پر شبہہ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے اور وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا (دیتا) ہے۔ حالانکہ تو ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہیں انہیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپہ مارتے ہیں اور انہیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں ایندھن بنالو اور جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ ﷺ قباء میں بنی عمرو بن عوف (کی بستی) میں دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور

---

[1] خط کشیدہ الفاظ طبری کی روایت کے ہیں جو انہوں نے ابن اسحٰق سے کی ہے۔ اس کی تصریح (ب) کے حاشیے پر کی گئی ہے اور (ب) کے متن میں یہ الفاظ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

پنجشنبہ تشریف فرما رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا ادعا تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رابوناء کے درمیان ہے اور جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبان ابن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چندلوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف فرما ہوں۔ آپ نے اونٹنی کے متعلق فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر آئی تو آپ سے زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو بنی بیاضہ کے چندلوگ آ کر ملے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدۃ چندلوگوں کو لئے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے آپ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کی راہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے''۔

انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت عمرو انہیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابوسلیط۔ اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی ابن نکار چندلوگوں کے ساتھ آ کر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! اپنے ماموں کے پاس تشریف لائیے جو

زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:

خَلُّوْا سَبِيْلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ.

''اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللّٰہ) ہے''۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے اور جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں' پھر اس نے چھلانگ ماری اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ (کسی جانب) موڑا بھی نہیں آخر وہ اپنے پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے حرکت[1] کی اور جم کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ ﷺ اس سے اتریں[2]۔ اور ابوایوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھالیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کے پاس نزول فرمایا اور مذکورہ بالا کھجور سکھانے کی جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے جو میرے (زیر پرورش) یتیم ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کرلوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجئے۔

مسجد کی تعمیر

رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ کی مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ ﷺ ابوایوب کے پاس ہی اقامت پزیر رہے اور اس کے بنانے میں رسول اللہ ﷺ نے (خود بنفس نفیس) کام کیا کہ مسلمانوں کو اس کے بنانے میں ترغیب دلائیں۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار (دونوں) نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔

---

[1] چاروں نسخوں میں اس مقام پر ''تحلحت'' کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیل نے ابن قتیبہ کی روایت لکھی ہے جس میں ''تلحلت'' ہے جس کے معنی ہیں اپنے مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ معنی کے لحاظ سے موخر الذکر ہی زیادہ موزوں ہے لیکن ابن اسحٰق کی روایت مقدم الذکر ہی ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ینزل عنها ہے جس کا میں نے ترجمہ کیا (ب) میں فنزل ہے یعنی آپ اتر پڑے۔ (احمد محمودی)

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے وہ کہتے تھے:

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہْ.

زندگی تو صرف آخرۃ ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام (نثر) ہے رجز نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ.

مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین[1] گوئی کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی

راوی نے کہا کہ (بناء مسجد کے اثناء میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے ان کو اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اٹھاتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے اور وہ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے:

وَیْحَ ابْنِ اُمِّ سُمَیَّةَ لَیْسُوْا بِالَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَكَ اِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ.

''ابن ام سمیہ (کی سمجھ) پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ تمہیں تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی''۔

اور علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے:

لَا یَسْتَوِیْ مَنْ یَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا یَدْاَبُ فِیْھَا قَائِمًا وَقَاعِدًا

وَمَنْ یُرٰی عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

---

1. اصل کتاب میں ''شھادتہ'' ہے جس کا ترجمہ میں نے پیشین گوئی کیا ہے حالانکہ لفظ کے لحاظ سے گواہی ہونا چاہئے لیکن چونکہ اس موقع پر اردو میں گواہی نہیں کہی جاتی اس لئے پیشین گوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام وقعود کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد وغبار سے کتراتا نظر آتا ہے دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں (بھی) اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لئے اور بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب یہی الفاظ انہوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی۔ اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحٰق نے کہا تو اُس صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج (صبح) سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمہاری ناک کی خبر لوں گا اور اُس صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور فرمایا:

مَالَهُمْ وَ لِعَمَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةُ مَا بَيْنَ عَيْنِيْ وَاَنْفِيْ.

''ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے وہ تو انہیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔ سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے (یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے)''۔

اور جب انہیں (عمار کو) اُس صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انہوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے زکریا سے اور انہوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب کے گھر ہی میں (تشریف فرما) رہے یہاں تک کہ آپ کے لئے مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابوایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انہوں نے ابورہم

السماعی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں (رہنے لگے) تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لئے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ اَرْفَقَ بِنَا وَ بِمَنْ يَغْشَانَا اَنْ نَكُوْنَ فِيْ سُفْلِ الْبَيْتِ.

''ہمارے اور ان لوگوں کے لئے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں''۔

کہا اس لئے رسول اللہ ﷺ گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھڑ جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اوڑھنے کے لئے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے رات کا کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لئے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کا رات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا اور ہم نے آپ کے لئے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انہوں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا اس لئے میں ڈر کے مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لئے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:

اِنِّيْ وَجَدْتُ فِيْهِ رِيْحَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَاَنَا رَجُلٌ اُنَاجِيْ.

''میں نے اس میں اس درخت کو بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کی جاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)''۔

فَاَمَّا اَنْتُمْ فَكُلُوْهُ.

''لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لئے تم) اس کو کھاؤ''۔

انہوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھالیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لئے درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آ ملنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقید افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھر والوں کے جو بنی مظعون کہلاتے تھے اور بنی جمح میں سے تھے اور بنو جحش بن رئاب کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے۔

اور بنی بکیر کے' جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے مکے کے گھر بند پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان ابن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انہیں بنی عامر بن لؤی والے عمرو ابن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰی یَا عَبْدَاللّٰهِ اَنْ یُّعْطِیَكَ اللّٰهُ بِهَا دَارًا خَیْرًا مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِكَ لَكَ.

''اے عبداللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو گے کہ اللہ تمہیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔ عرض کی کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہوگی) فرمایا بس وہ تمہارے لئے ہے''۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمالیا تو ابواحمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابواحمد سے کہا اے ابواحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:

اَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ عَنْ ... اَمْـرٍ عَوَاقِبُـهٗ نَدَامَـهْ
دَارُ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا ... تَقْضِیْ بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَةْ
وَحَلِیْفُـكُمْ بِاللّٰهِ رَ ... بِّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَهْ
اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا ... طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَهْ

ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق پیام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچا زاد

بھائی کا گھر اس لئے بیچ ڈالا کہ اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدائے پروردگار عالم!
کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شاعر) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے اس گھر کی قیمت لیجا لیجا تو
نے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا طوق بنالیا ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لئے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کرلیا ہو بجز (بنی) خطمہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امیہ اور اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پر قائم رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ رسول اللہؐ نے دیا اور جو مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پہنچا ہے۔ اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو۔ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے اس کے بعد فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَيُصْعَقَنَّ اَحَدُكُمْ.

''حمد وثناء کے بعد لوگو! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے) پہلے (کچھ اچھے کام) کرالو۔ تمہیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا! تم میں سے ایک (ایک شخص) بیہوش ہوجائے گا''۔

((ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُوْنَهُ اَلَمْ يَأْتِكَ رَسُوْلِيْ فَبَلَّغَكَ وَآتَيْتُكَ مَالاً وَ اَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلَيَنْظُرَنَّ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَا يَرٰى شَيْئًا ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرٰى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ[1] مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْهُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى[2] رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ))

''(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائے گا کہ ان کا کوئی چرواہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس

[1] (الف) میں بشقۃ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)۔ [2] خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرمائے گا کے بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (تیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تو نے اپنی ذات کے لئے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ دائیں بائیں دیکھے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائے گا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک (دیا جائے گا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں''۔

رسول اللہ ﷺ کا دوسرا خطبہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ اَحِبُّوْا مَا اَحَبَّ اللّٰهُ اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهٗ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ وَ يَصْطَفِيْ فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ وَمِنْ كُلِّ مَا اُوْتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاتَّقُوْهُ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ وَ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ اَنْ يُّنْكَثَ عَهْدُهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ))

''کوئی شبہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لئے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس

(کتاب) کی خوبی جس کے دل نشیں کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی۔ بے شبہ وہ پھلا پھولا اور اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے سخت نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ جن جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے اس کا نام ''اعمال میں سے اپنا برگزیدہ'' اور ''بندوں میں سے اپنا منتخب'' اور ''کلام میں سے ''اچھا'' رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لئے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو۔ اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو''۔

(رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انہیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید رکھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ يَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ اِنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُوْنَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى.

وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ الْحَارِثِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ جُشَمٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ

عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَا قِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَنُو النَّبِيْتِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَنُوالْاَوْسِ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِىْ عَانِيْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَتْرُكُوْنَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ اَنْ يُعْطُوْهُ بِالْمَعْرُوْفِ فِىْ فِدَاءٍ اَوْعَقْلٍ.

''ابتداء رحمٰن ورحیم اللہ کے نام سے ہے یہ تحریر نبی محمد کی جانب سے ہے۔ ایمان داروں اور قریش اور یثرب کے اطاعت گزاروں کے درمیان اوران کے پیرووں کے درمیان جوان سے مل گئے اور جنہوں نے ان کے ساتھ (رہ کر) جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ) گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خون بہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات) میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنوعوف اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خون بہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام) مومنین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا اور بنوالحارث اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا۔ اور بنوساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنوجشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنوالنجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنوعمرو بن عوف اپنی اگلی

حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو النبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو الاوس اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر ایک جتھا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا خون بہا رواج کے موافق دینا (کبھی) نہ چھوڑیں گے"۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض و عیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُوَدِّیْ اَمَانَۃً ۔۔۔ وَتَحْمِلُ اُخْرٰی اَفْرَحُتْکَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسری امانت کا بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَاَنْ لَّا یُحَالِفُ[1] مُؤْمِنٌ مَوْلٰی مُؤْمِنٍ دُوْنَہٗ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ عَلٰی مَنْ بَغٰی مِنْھُمْ اَوِ ابْتَغٰی دَسِیْعَۃَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ اَیْدِیْھِمْ عَلَیْہِ جَمِیْعًا وَلَوْ کَانَ وَلَدَ اَحَدِھِمْ وَلَا یَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِیْ کَافِرٍ وَلَا یَنْصُرُ کَافِرًا عَلٰی مُؤْمِنٍ وَاِنَّ ذِمَّۃَ اللّٰہِ وَاحِدَۃٌ یُجِیْرُ عَلَیْھِمْ اَدْنَاھُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُھُمْ مَوَالِیْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ وَاِنَّہٗ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ یَھُوْدَ فَاِنَّ لَہُ النَّصْرُ وَالْاُسْوَۃُ غَیْرَ مَظْلُوْمِیْنَ وَلَا مُتَنَاصِرِیْنَ عَلَیْھِمْ وَاِنَّہٗ سِلْمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَۃٌ لَا یُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ مُؤْمِنٍ فِیْ قِتَالٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا عَلٰی سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَاِنَّ کُلَّ غَازِیَۃٍ غَزَتْ مَعَنَا یَعْقِبُ بَعْضُھَا بَعْضًا وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُبِیْئُ[2] بَعْضُھُمْ عَنْ[3] بَعْضٍ بِمَانَالَ دِمَاءَ ھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ

---

[1] (الف) میں یخالف خائے معجمہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)۔

[2] سہیلی نے یبئ کے معنی یساوی کے لئے ہیں اور (ب) کے حاشیہ پر یمنع و یکف کے پہلے اعتبار سے وہ معنی ہوں گے جو میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے کہ راہ خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایماندار ایک دوسرے کی حفاظت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی)۔

[3] (ب ج د) میں عن کے بجائے علی ہے۔ (احمد محمودی)

الْمُتَّقِيْنَ عَلٰى اَحْسَنِ هُدًى وَاَقْوَمِهِ وَاِنَّهٗ لَا يُجِيْرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحُوْلُ دُوْنَهٗ عَلٰى مُؤْمِنٍ وَاِنَّهٗ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَاِنَّهٗ قَوَدٌ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَرْضٰى وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ.وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ كَافَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَقَرَّ بِمَا فِيْ هٰذَا الصَّحِيْفَةِ وَآمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيْهِ وَاِنَّهٗ مَنْ نَصَرَهٗ اَوْ آوَاهُ فَاِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَاِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ وَاِنَّ يَهُوْدَ بَنِيْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَوَالِيْهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَوْ اَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْتِغُ اِلَّا نَفْسَهٗ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ.

''اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف بغیر اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور متقی ایماندار اپنے میں سے اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمربستہ رہیں گے) جو بغاوت کرے یا ظلم ۔ زیادتی ۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کر کے کوئی چیز حاصل کرنا چاہئے ۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے شخص کو مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ) ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں ادنیٰ شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہو گی دوسرے لوگوں کے برعکس ایمانداروں میں ایک کو دوسرے پر تولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہو گا کہ وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہو گی بجز آپس کی برابری اور مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگ راہ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہو گی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور پرہیز گار ایماندار ہدایت کی بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار کے خلاف کوئی مشرک قریش کو مال یا جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب (ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم) ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا

جائے گا بجز ایسی صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب اس (کی مخالفت) پر (کمربستہ رہیں گے) اور انہیں بجز اس (کی مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی اور جس ایماندار نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم و راہ مذہب) کے ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ (اس کو جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی لعنت و غضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب (ہونا چاہئے) اور یہود بھی جب تک جنگ میں شریک رہیں تو ایمانداروں کے ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی گروہ ہوگا۔ یہودیوں کے لئے ان کا دین اور مسلموں کے لئے ان کا دین۔ ان کی ذاتوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈی غلام (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم و زیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو گھر والوں کو برباد کریں گے''۔

وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا يَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ جُشَمَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ اَوْسٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ اِلاَّ مَنْ ظَلَمَ وَاَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْتِغُ اِلاَّ نَفْسَهٗ وَ اَهْلَ بَيْتِهٖ وَاِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ۔

''اور بنی نجار کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی حارث کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ساعدۃ کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے

لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں بجز ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم وزیادتی کی یا کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا سردار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (سمجھا جائے گا) ''۔

وَاِنَّ لِبَنِی الشُّطَیْبَۃَ مِثْلَ مَا لِیَھُوْدِ بَنِیْ عَوْفٍ وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ وَاِنَّ مَوَالِیَ ثَعْلَبَۃَ کَاَنْفُسِھِمْ۔ وَاِنَّ بِطَانَۃَ یَھُوْدَ کَاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ لَا یَخْرُجُ مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّ لَا یَنْحَجِزُ عَلٰی ثَارِ جَرْحٍ وَاِنَّہٗ مَنْ فَتَکَ فَبِنَفْسِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی اَبَرِّ ھٰذَا۔

''اور بنی شطیبۃ کے لئے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لئے ہیں اور وفائے عہد ارتکاب جرم کے لئے مانع ہوگا[1] اور بنی ثعلبہ کے آزاد کردہ لونڈی غلام خود انہیں کے مثل (سمجھے جائیں گے) اور یہودیوں کے احباب اور مددگار انہیں کی طرح (سمجھے جائیں گے) اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان کا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ بھگتنے سے پہلوتہی نہ کرے۔ اور جو شخص (کسی سے بدلہ لینے کے لئے اس کی) غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کردے یا جرأت بیجا کا مرتکب ہو تو (اس کی ذمہ داری) اس کی ذات اور اس کے گھر والوں پر (ہوگی) بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی) اور اللہ (اپنے عہود و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ باوفا ہے''۔

وَاِنَّ عَلَی الْیَھُوْدِ نَفَقَتَھُمْ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ نَفَقَتَھُمْ وَاِنَّ بَیْنَھُمُ النَّصْرَ عَلٰی مَنْ حَارَبَ اَھْلَ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ وَاِنَّ بَیْنَھُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِیْحَۃَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ۔

''اور یہود کے اخراجات (جنگ) کا بار یہود پر اور مسلمانوں کا مسلمانوں پر۔ یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہکر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی اور وفاداری بے وفائی سے روکے گی''۔

---

[1] یعنی وہ باوفا لوگ جنہیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بدعہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)

وَاِنَّهٗ لَمْ يَأْثَمِ امْرَءٌ بِحَلِيْفِهٖ وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ.

''اور کسی شخص نے اپنے حلیف کے ساتھ بدعہدی نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے''۔

وَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ وَاِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَلَا آثِمٍ.

''اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہ کر جنگ کرتے رہیں اخراجات (جنگ) بھی مومنین کے ساتھ ادا کریں گے اور یثرب کے اندر (جنگ) اس نوشتے والوں کے لئے حرام ہے۔ اور پڑوسی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہوگی۔ نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچایا جا سکتے گا اور نہ (اس کے خلاف) (کوئی) جرم کیا جا سکتے گا''۔

وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا وَاِنَّهٗ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَتْقٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَبَرِّهٖ.

''اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ (ہی) کی جانب (سے) ہوگا۔ اور اس نوشتے میں جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو''۔

وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَاِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَاِذَا دُعُوْا اِلٰى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ فَاِنَّهُمْ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ وَاَنَّهُمْ اِذَا دُعُوْا اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ۔ عَلٰى كُلِّ اِنْسَانٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِيْ قِبَلَهُمْ۔ وَاِنَّ يَهُوْدَ الْاَوْسِ مَوَالِيَهُمْ وَاَنْفُسَهُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ.

''اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے معاونوں کو۔ اور یثرب پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے مقابلے میں ان (سب) میں امداد (باہمی) ہوگی اور جب کسی صلح کے لئے انہیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح

میں شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی خاطر بلائیں تو یہ بھی ان کو حق ہوگا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی ہوگی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنہوں نے دین کے متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی ذمہ داری ہوگی جو خود اس کی جانب سے (اس پر نازل ہوئی) ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ ہو تو (بنی) اوس والوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ (بھی) وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس نوشتے والوں کے ساتھ ہوں گی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ''مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسَنِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ'' بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاوا اور احسان ہو تو۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

(یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں)

وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَصْدَقِ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاَبَرِّهٖ.

''اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے گئے دھرے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو''۔

وَاِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

''اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں) باوفا اور پرہیزگار رہا اور اللہ کے رسول محمد ﷺ بھی (اس کے حامی ہیں)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی یُهْلِكُ یا يُفْسِدُ کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا مہاجر اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا:

اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو۔

(آپ نے فرمایا):

تَآخَوْا[۱] فِی اللّٰہِ اَخَوَیْنِ اَخَوَیْنِ.

''اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ''۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان[۲] اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ ھٰذَا اَخِیْ۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل[۳] و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبدالمطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ بھائی بھائی قرار پائے اور جنگ اُحد کے روز جب لڑائی ہونے لگی تو حمزہ نے انہیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو موت کا حادثہ پیش آئے (تو ان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)

اور جعفر بن ابی طالب ذوالجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑتے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی[۴] اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔

اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج والے عتبان بن مالک بھائی بھائی بنے۔

اور ابوعبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔

اور زبیر بن العوام اور بنی عبدالاشہل والے سلمہ بن سلامۃ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

---

۱ (ب ج د ث میں تآخوا ہے۔ ۲ (ب ج د) میں نہیں ہے۔

۳ (الف) میں خطر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر ولا نظیر ہے۔ (احمد محمودی)

۴ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبیداللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قائم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارہ ہوا۔

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابوایوب خالد ابن زبیر بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ ٹھہرا۔ بعض کہتے ہیں عمار بن شاسر کا بھائی چارہ بلحارث بن الخزرج والے ثابت بن قیس سے ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے خطیب تھے۔

اور ابوذر بریر بن جنادۃ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابوذر جندب بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا۔

اور سلمان فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابوالدرداء عویمر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوبکر کے آزاد کردہ بلال[1] رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے موذن کا ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی ثم الفزعی[2] سے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی اور ان کے نام ہمیں معلوم ہوئے یہ تھے۔

عمر بن الخطاب نے جب شام کے وظائف کی ترتیب دی۔ اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لئے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اے بلال تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

[2] (الف) میں رائے قرشت سے اور (ب ج د) میں زائے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تقیید کی روایت ابوذر سے لکھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فا قاف کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

رکھیں تو بلال نے کہا ابورویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور میرے درمیان فرما دی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابورویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خثعم ہی کے ساتھ ملا دے گئے۔ کیونکہ بلال خثعم ہی میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خثعم ہی کے ساتھ ہے۔

ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول ﷺ کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہیں مہینوں میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی وہ ذبحہ[1] یا شہیقہ[2] میں مبتلا تھے۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم نے یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِئْسَ الْمَيِّتُ اَبُوْ اُمَامَةَ لِيَهُوْدَ وَ مُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ لَوْكَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهٗ وَلَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ وَلَا لِصَاحِبِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

''ابوامامہ یہودیوں اور عرب کے منافقوں کے لئے بری میت ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست مر نہ جاتا حالانکہ اللہ (کی مشیت) کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لئے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لئے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے بیان کیا کہ جب ابوامامہ اسعد بن زرارۃ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابوامامہ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ (متوفی) شخص ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لئے ہم میں سے کسی کو ان کا قائم مقام کیجئے کہ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے وہ کیا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اَنْتُمْ اَخْوَالِيْ وَاَنَا بِمَا فِيْكُمْ وَاَنَا نَقِيْبُكُمْ.

''تم لوگ (رشتے میں) میرے ماموں ہو اور میں (ان امور کی اصلاح کے لئے موجود)

---

[1] ذبحہ خناق کی ایک قسم ہے۔ [2] شہیقہ کالی کھانسی۔ [3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہوں۔ جوتم میں (رونما) ہوں اور میں تمہارا نقیب (ذمہ دار انتظام واصلاح) ہوں''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ ان میں بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے۔ اور یہ بنی نجار کے لئے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب تھے۔

نمازوں کے لئے اذاں کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہوگئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز اچھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سزائیں مقرر ہوئیں اور حلال وحرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام نے گھر کر لیا اور اس قبیلہء انصار نے اَلَّذِیْنَ تَبَوَّ ءُ الدَّارَ وَالْاِ یْمَانَ۔ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار ہجرۃ اور ایمان میں استحکام حاصل کر لیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے) لئے بے بلائے۔ جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے سنکھ کی طرح کوئی سنکھ بنایا جائے جس سے انہیں ان کی نمازوں کے لئے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تا کہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو (جمع کرنے کے لئے) بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا) شخص گزرا جس (کے جسم) پر دو سبز چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک گھنٹہ لئے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا۔ اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ہم اس سے (لوگوں کو) نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمہیں اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدا رسُوْلُ اللّٰهِ،حَیَّ عَلَی الصَّلَاة،حَیَّ عَلَی الصلاة،حَیَّ عَلَی الْفَلاحِ،حَیَّ عَلَی الْفَلاحِ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو فرمایا:

اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا فَاِنَّهُ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ.

''اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انہیں بتاتے جاؤ۔ اور انہیں چاہئے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں''۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''پھر تو اللہ کا شکر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لئے جمع ہونے کے واسطے گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لئے دو لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکا یک عمر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لئے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال کی اذان ہی سے ہوئی اور جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ سَبَقَكَ بِذٰلِكَ وَحْيٌ.

''اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی''۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں اس

عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انہیں نہیں پایا۔

ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کے دار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لئے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اور بتوں (کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

انہوں نے جب بتوں سے علیٰحدگی اختیار کر لی اور انہیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور عظمت الٰہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

يَقُوْلُ اَبُوْقَيْسٍ وَاَصْبَحَ غَادِيًا ۔۔۔ اَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وَصَاتِيْ فَافْعَلُوْا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو۔

وَاُوْصِيْكُمْ بِاللّٰهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقٰى ۔۔۔ وَاَعْرَاضِكُمْ وَالْبِرُّ بِاللّٰهِ اَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہد ہوں ان میں) سچے رہنے اور پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَاِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوْا فَلَا تَحْسُدَنَّهُمْ ۔۔۔ وَاِنْ كُنْتُمْ اَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوْا

اور اگر تمہاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمہیں

نصیب ہوتو تو انصاف سے کام لیا کرو۔

وَاِنْ نَزَلَتْ اِحْدَى الدَّوَاهِيَ بِقَوْمِكُمْ　　فَاَنْفُسَكُمْ دُوْنَ الْعَشِيْرَةِ فَاجْعَلُوْا

اوراگرتمہاری قوم پر کوئی آفت نازل ہوتو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر (قربان) کردو۔

وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوْهُمْ　　وَمَا حَمَّلُوْكُمْ فِي الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوْا

اوراگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ آ پڑے تو ان کے ساتھ نرمی کرواور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَاِنْ اَنْتُمْ اَمْعَـرْتُمْ فَتَعَفَّفُـوْا　　وَاِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيْكُمْ فَاَفْضِلُوْا

اوراگر تنگ دست ہوتو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچواوراگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو۔زیادہ مال کوان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْدِفُوْهُمْ ہے۔یعنی اگر کسی ڈنڈ کا بار ان پر آ پڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوقیس نے یہ بھی کہا ہے۔

سَبِّحُوْا لِلّٰهِ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ　　طَلَعَتْ شَمْسُهٗ وَكُلَّ هِلَالٍ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہرایک صبح کے اجالے کے وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا　　لَيْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالٍ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے (اس لئے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔وہ (کبھی) گمراہی نہیں ہوسکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْتَرِيْدُ وَ تَاوِيْ　　فِيْ وُكُوْرٍ مِنْ آمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا　　وَحِقَافٍ وَفِيْ ظِلَالِ الرِّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ هَوَّدَتْ يَهُوْدُ وَ دَانَتْ　　كُلَّ دِيْنٍ اِذَا ذَكَرْتَ عُضَالٍ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایک ایسی بیماری ہے جو لا دوا ہے۔

وَلَهٗ شَمَّسُ النَّصَارٰى وَقَامُوْا   كُلَّ عِيْدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لئے نصاریٰ (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے اور اپنے پروردگار کے لئے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْحَبِيْسُ تَرَاهُ   رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لئے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے حالانکہ وہ بے فکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِى الْاَرْحَامِ لَا تَقْطَعُوْهَا   وَصِلُوْهَا قَصِيْرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے میل ملاپ رکھو۔ ان کے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا (دست) کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِىْ ضِعَافِ الْيَتَامٰى   رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ بعض ناجائز بات جائز سمجھ لی جاتی ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِلْيَتِيْمِ وَلِيًّا   عَالِمًا يَهْتَدِىْ بِغَيْرِ السُّؤَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے جو خوب جاننے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْيَتِيْمِ لَا تَاْكُلُوْهَا   اِنَّ مَالَ الْيَتِيْمِ يَرْعَاهُ وَالِىْ

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِى التُّخُوْمَ لَا تَخْزُلُوْهَا   اِنَّ خَزْلَ التُّخُوْمِ ذُوْعَقَّالِ

بچو زمین کی حدوں میں بددیانتی نہ کرو کیونکہ حدوں میں بددیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

يَا بَنِىَّ الْاَيَّامَ لَا تَاْمَنُوْهَا   وَاحْذَرُوْا مَكْرَهَا وَمَرَّ اللَّيَالِىْ

بچو زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر نہ رہو۔ اس کی چالبازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَرَّهَا لِنَفَاذِ   الْخَلْقِ مَا كَانَ مِنْ جَدِيْدٍ وَبَالِىْ

اور یاد رکھو کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لئے ہے خواہ وہ نئی پود ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى   وَ تَرْكِ الْخَنَا وَ اَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے' پرہیزگاری اختیار کرنے' فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اور ابوقیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انہیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو رسول اللہؐ کی تشریف آوری کے سبب سے انہیں حاصل ہوئی تھی کہا ہے۔

ثَوَى فِيْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰى صَدِيْقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ ﷺ دس سال سے کچھ زائد قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

وَ يَعْرِضُ فِيْ اَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُؤْوِىْ وَلَمْ يَرَ دَاعِيَا

اور حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف لوگوں کو) بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا اَتَانَا اَظْهَرَ اللّٰهُ دِيْنَهٗ فَاَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَيْبَةَ رَاضِيًا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَاَلْفٰى صَدِيْقًا وَاطْمَاَنَّتْ بِهِ النَّوٰى وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللّٰهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پا لیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوْحٌ لِقَوْمِهٖ وَمَا قَالَ مُوْسٰى اِذَا جَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَاَصْبَحَ لَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا قَرِيْبًا وَّلَا يَخْشٰى مِنَ النَّاسِ نَائِيَا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بَذَلْنَا لَهُ الْاَمْوَالَ مِنْ جُلِّ مَالِنَا وَ اَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغَا وَالتَّاَسِّيَا

ہم نے آپ کے لئے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

وَ نَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهٗ وَ نَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِى الَّذِىْ عَادٰى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا وَاِنْ كَانَ الْحَبِيْبُ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں

اگر چہ وہ مخلص دوست ہو۔

اَقُوْلُ اِذَا اَدْعُوْكَ فِیْ كُلِّ بَيْعَةٍ تَبَارَكْتَ قَدْ اَكْثَرْتُ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت لیا ہے۔

اَقُوْلُ اِذَا جَاوَزْتُ اَرْضًا مَخُوْفَةً حَنَانَيْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَيَّ الْاَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَأْ مُعْرِضًا اِنَّ الْحُتُوْفَ كَثِيْرَةٌ وَ اِنَّكَ لَا تُبْقِیْ بِنَفْسِكَ بَاقِيَا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت سے ہیں) اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کرسکتا۔

فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِی الْفَتٰی كَيْفَ يَتَّقِیْ اِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللّٰهُ وَاقِيَا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لئے نہ فراہم کردے۔

وَلَا تَحفِلُ النَّخْلُ الْمُقِيْمَةُ رَبَّهَا اِذَا اَصْبَحَتْ رِيًّا وَّ اَصْبَحَ ثَاوِيَا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس بیت کو ابتدا ''فَطَأْ مُعْرِضًا'' ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِیْ الْفَتٰی ہے۔ یہ دونوں شعر افنون التغلبی کے ہیں جس کا نام صریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔

یہودیوں میں سے دشمنوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں سے رسول کو انتخاب فرما کر انہیں خصوصیت عطا فرمائی اس لئے یہودیوں کے علما نے مخالفت حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنالیا اور اوس وخزرج کے کچھ ایسے لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اور اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے ان کو مجبور کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے

بچنے کے لئے اس کو ایک سپر بنالیا تھا۔ لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مختلف قسم کے ایسے) سوالات کرتے کہ آپ پر گراں ہوں اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کردیں تو قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور ان کے سوالوں کے متعلق نازل ہوتی رہتیں حلال وحرام کے چند مسائل کے سوا جن کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے حیی بن اخطب اور اس کے دونوں بھائی ابویاسر بن اخطب اور جدی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی سلام بن الربیع تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی ابورافع الاعور کہلاتا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا۔

اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور عمرو بن جحاش اور کعب ابن اشرف جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی نضیر کی تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ بنی نضیر کے یہی لوگ تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن الفطیون میں سے عبداللہ بن صوری الاعور جس کی حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلوبا اور مخیرّق۔ اور ان میں سے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔ (یعنی عبداللہ بن صوری الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت۔ اور بعض ابن اللصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف، محمود بن سیحان، عزیز بن ابی عزیز اور عبداللہ ابن صیف۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا سوید بن الحارث، رفاعہ بن قیس، فنحاص، اشیع، نعمان بن اضاء، بحری بن عمرو، شاس بن عدی، شاس[1] بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی ابوانس، محمود بن دحیہ اور مالک بن صیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار۔

---

[1] (ب) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں شاش شین معجمہ سے ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض آرز بن ابی آرز کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعۃ بن زید بن التابوت اور عبداللہ بن سلام بن الحارث جوان کا عالم اور ان سب میں زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا نام الحصین تھا۔ انہوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع میں یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے الزبیر باطا بن وہب اور عزال بن شمویل اور کعب بن اسد اور اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا اور جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شمویل بن زید اور جبل ابن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید اور قردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور ابونافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور وہب بن یہوذا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں کے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لئے جادو کیا تھا۔

اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔

اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات کرنے والے[1] اور اسلام (کی مخالفت) میں سخت تھے کہ اس (کی روشنی) کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیّریق کے (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے)۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات جن کی انہیں سے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے مجھے

---

[1] (ب ج د) میں اصحاب المسئلہ اور اصحاب المساءلہ ہے جس کے معنی میں نے لکھے۔ اور (الف) میں اصحاب المسلہ بغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

معلوم ہو گیا تو میں نے اس معاملے کو خاموشی کے ساتھ یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلّہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں اپنے ایک کھجور کے درخت کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری پھپی خالدۃ بنت الحارث میرے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے تکبیر کہی میری پھپی نے جب میری تکبیر سنی تو مجھ سے کہا کہ اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنتا تو (اس سے کچھ) زیادہ نہ کرتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا پھپی جان! اللہ کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور انہیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو میری پھپی نے کہا کہ بابا! کیا یہ وہی نبی ہے جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے وقت بھیجا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ ان کی پھپی نے کہا جب ہی تو (تمہاری) یہ حالت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی جانب چلا اور اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انہیں حکم دیا تو انہوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام کو یہود سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجئے اور پھر میرے اسلام کا انہیں علم ہونے سے پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمایئے تاکہ وہ آپ کو بتلائیں کہ میں ان میں کس حیثیت کا شخص ہوں۔ کیونکہ اگر انہیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انہوں نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے پھر آپ نے ان سے فرمایا:

اَیُّ رَجُلٍ الْحُصَیْنُ بْنُ سَلَامٍ فِیْکُمْ.

''الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے''۔

انہوں نے کہا وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں ماہر اور ہم میں عالم ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کہ تم لوگ اپنے پاس تورات میں آپ کا ذکر آپ کا نام (مبارک) اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی

تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انہوں نے کہا تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیوب نکالنے اور مجھے گالیاں دینے لگے۔ انہوں نے کہا پھر تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ باف۔ بے وفا۔ جھوٹے اور نافرمان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا اور میری پھپتی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کرلیا اور سچی مسلمہ بن گئیں۔

مخیّریق کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مخیّریق کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم مال دار اور نخلستان کی بڑی آمدنی والے تھے اور اپنے علم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو (اور) آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر ان کے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اسی پر ایسے جمے رہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور جنگ احد شنبہ کے دن ہوئی۔ انہوں نے کہا اے گروہ یہود! واللہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمہارے خلاف محمد (ﷺ) کی امداد بالکل حقیقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج شنبہ کا روز ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے لئے شنبہ کا روز کچھ نہیں پھر اپنے ہتھیار لئے اور نکل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احد میں پہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مارڈالا جاؤں تو میری (ہر طرح کی) ملکیت محمد (ﷺ) کے لئے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے موافق تصرف کریں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انہوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

مُخیرِقُ خَیْرُ یَھُودٍ۔ یہود میں بہترین فرد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی (ہر طرح کی) ملکیت پر قبضہ فرمایا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

صفیہ کی گواہی

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت حُیّی بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کے بچوں میں سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی ان کے اور بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف (کے محلّہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حیی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ

آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے (بھی) میری جانب توجہ نہیں کہ اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ حیی بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمہارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔

یہود کے ساتھ انصار میں سے ملنے جلنے والے منافق

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس وخزرج کے وہ منافقین جو یہود کے جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے زوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدترین ہوتے تو عمیر بن سعد نے جو انہیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کے بعد ان کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں (پلے) تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔ عمیر بن سعد نے اس سے کہا اے جلاس واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لئے سب میں تم بہتر ہو اور ایسے شخص کے لئے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا جس کو وہ ناپسند کرے مجھ پر بہت گراں ہے لیکن تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ اگر تمہارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو کر دوں تو میری جانب سے تمہاری بدنامی ہوگی اور اگر اس کی اطلاع سے پہلو تہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا اور بے شبہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسرے کی بہ نسبت میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی تو جلاس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ کی قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

﴿ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا

وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَالَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾

''وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے (وہ بات) نہیں کہی۔ حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد کافر (بھی) ہو گئے۔ اور انہوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جس کو انہوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور انہوں نے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے عوض میں) کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انہوں نے توبہ کر لی تو ان کے لئے بھلائی ہوگی اور اگر انہوں نے روگردانی کی تو اللہ انہیں دنیا اور آخرۃ میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنے والا نہ ہوگا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں ذوالرمۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔

وَنَرْفَعُ مِنْ صُدُوْرِ شَمَرْدَ لَاتٍ　　يَصُكُّ وُجُوْهَهَا وَهَجٌ اَلِيْمُ

ہم لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرمازدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المجذر بن زیاد البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد کے دن نکلا اور تھا منافق جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جا کر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المجذر بن زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید۔ المجذر بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے اور اس نے اس کو قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا اور یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ احد میں مارے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے تیر مار کر

دھوکے سے مار ڈالا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پالیں تو اس کو قتل کر دیں۔ لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لئے کہلا بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَ جَاءَ هُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴾

''ایسے لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنہوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انہوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی (نشانیاں) آ چکی تھیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ آخر بیان تک''۔

بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے بجاد بن عثمان بن عامر۔

اور بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے نبتل بن الحارث اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى نَبْتَلِ بْنِ الْحٰرِثِ.

''جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ نبتل بن الحارث کو دیکھ لے''۔

اور یہ شخص جسیم۔ لمبا' سیاہ' ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان لال آنکھوں اور پچکے ہوئے گالوں والا تھا۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور اس کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (ﷺ) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو سرتاپا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمان داروں کو (بھی سچا) مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ ان کے لئے تو (سرتاپا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے

دردناک سزا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لمبا' سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال پچکے ہوئے گالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پیتل کی دو ہانڈیاں ہیں۔ اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نبتل بن الحارث ہی کی تھی۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابوحبیبہ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکوکاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ احد کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَ طَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ ﴾

''اور ایک گروہ ہے جس کو ان کی جانوں نے فکر میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے متعلق غیر حقیقی جاہلیت کے سے خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے (وغیرہ) آخر بیان تک''۔

اور اسی نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری کے ساتھ جھاڑی تک بھی نہیں جا سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا''۔

اور الحارث بن حاطب۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسہ ہے انہوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں

سے نہیں اور خود ابن اسحٰق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور نجزج اور یہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور عمرو بن حذام اور عبداللہ بن نبتل۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریۃ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا۔ قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اور جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دیا کرے تو (عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا نہیں۔ (ایسا نہیں ہوسکتا) کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا ہے۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المومنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انہوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا کہ میں انہیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اچھی باتیں انہوں نے بیان کیں میں انہیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن بن ثابت اور یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ ﴾

''اور بے شبہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (اے نبی) کہہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو''۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برآمد ہوئی اور بشر اور رافع بن زید۔ اور بنی النبیت میں سے۔

ابن ہشام نے کہا النبیت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں

سے مربع بن قیظی۔

رسول اللہ ﷺ نے احد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تو تمہیں اپنے باغ میں (سے) گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمہارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُ فَهٰذَا الْاَعْمٰى اَعْمَى الْقَلْبِ اَعْمَى الْبَصَرِ.

''اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اندھا دل کا (بھی) اندھا ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے''۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی یہی وہ شخص ہے جس سے رسول اللہ ﷺ سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر عریاں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لئے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴾

''(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ عورۃ کے معنی **معمورة للعدو وضائعة** دشمن کو موقع دینے والے اور برسر بربادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے نابغہ الذبیانی نے کہا ہے۔

مَتٰى تَلْقَهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَيْتِ عَوْرَةً ۔۔۔ وَلَا الْجَارَ مَحْرُوْمًا وَلَا الْاَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسر بربادی ہو۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں سے ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرم گاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے' جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا' حاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اس کو یزید بن حاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہو گیا کہ زخموں کی وجہ سے وہ

(اپنی) جگہ سے نہ ہل سکا تو اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادة نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے قریب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن حاطب! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے پاس کا نفاق ظاہر ہوگیا اور وہ کہنے لگا ہاں باغ کالے دانے کا!!! واللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوطلحہ بشیر بن ابیرق زرہوں کا چور جس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا﴾

''(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کرو جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شبہ اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بددیانت اور بہت گنہگار ہو''۔

اور انہیں (بنی ظفر) کا حلیف قزمان۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادة نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہ آگ والوں میں سے ہے اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں سے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہوکر پڑ گیا اور بنی ظفر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تو نے آج (خوب) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں مجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا میرے لئے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کرلی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں سے ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

مَنْ مُبْلِغُ الضَّحَّاكِ اَنَّ عُرُوْقَهُ ۔۔۔ اَعْيَتْ عَلَى الْاِسْلَامِ اَنْ تَتَمَجَّدَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔

اَتُحِبُّ يُهْدَانَ الْحِجَازِ وَدِيْنَهُمْ ۔۔۔ كَبِدَ الْحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کمبخت) حجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (ﷺ) سے محبت نہیں رکھتا۔

دِيْنًا لِعَمْرِىْ لَا يُوَافِقُ دِيْنَنَا مَا اُسْتَنَّ آلٌ فِى الْفَضَاءِ وَخَوَّدَا

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جب تک کہ فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر جو مسلمان سمجھے جاتے تھے۔ انہیں انہیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف چلنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انہیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کاہنوں کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا۔ الخ ﴾

”(اے نبی) کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں) کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انہیں خوب بھٹکا کر (مطلوب حقیقی سے) دور ڈال دے“۔ واقعات کے آخر تک۔

اور خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجد بن قیس اور یہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (ﷺ) مجھے (جنگ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دے دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّىْ وَلَا تَفْتِنِّىْ اَلَا فِى الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا۔ الخ ﴾

”ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجئے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟ ہیں (یعنی جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک

فتنے میں گر پڑنا ہے)''۔

اور بنی عوف بن الخزرج میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول۔ اور یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔ اور اسی نے غزوۂ بنی المطلق میں کہا تھا:

﴿لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾

''بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹیں گے تو بڑی عزت والا اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا''۔

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق اور ودیعہ کے متعلق جو بنی عوف میں سے ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوقل اور سوید اور داعس کے متعلق جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی اور[1] اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے[2] (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنہوں نے ظاہر داری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں سے اپنے ان بھائیوں سے جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شبہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور

---

[1] (الف) میں فھؤلاء ہے اور (ب ج د) میں وھولاء ہے۔ موخر الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر فا والا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں یسدون ہے جس کے معنی رہنمائی کرنے یا خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں (ب ج د) میں یدسون ہے۔ جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمودی)

نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہ وہ جھوٹے ہیں''۔

حتی کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

''شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہاں کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں''۔

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن اللصیت اور نعمان بن اوفی بن عمرو اور عثمان بن اوفی تھے زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سوق بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے اور وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن نے اپنی سواری میں کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:

اِنَّ قَائِلاً قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ اَنَّهُ يَاْتِيْهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْرِيْ اَيْنَ نَاقَتُهُ.

''بے شک ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے''۔

وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهَا فَهِيَ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ اَحْبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا.

''اور خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے''۔

تو مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اس کو وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

اور مجھے' خبر ملی ہے کہ راقع بن حریملۃ جب مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں کے سرغنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ آج مر گیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس ایسی زور کی ہوا چلی کہ مسلمان اس سے خوف زدہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:

لَا تَخَافُوْا فَاِنَّمَا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ.

''تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لئے چلی ہے''۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو رفاعۃ ابن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

اور سلسلہ بن برہام اور کنانۃ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کے ساتھ مسخرہ پن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت وذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں سے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دئے گئے اور ابوایوب خالد بن زید بن کلیب اٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑا کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے ابوایوب تو مجھے بنی ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابوایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چادر سینے کے پاس سے پکڑ لی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ابوایوب کہہ رہے تھے۔ اے خبیث منافق تجھ پر تف ہے۔ اے منافق رسول اللہ ﷺ کی مسجد سے دور ہو اور اپنے راستے چلا جا۔ اور عمارہ بن حزم زید بن عمرو کی جانب بڑھے اور یہ شخص لمبی ڈاڑھی والا تھا۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور ڈاڑھی کو

زور سے کھینچتے ہوئے اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارۃ نے اس کے سینے پر ایسا دو ہتڑ مارا (لدم) کہ وہ گر پڑا۔ راوی نے کہا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھسے دیے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لئے معین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبر دار پھر رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتھیلیوں سے مارنے کے ہیں تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا۔

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيْبٌ تَحْتَ اَبْهَرِهٖ لَدْمَ الْوَلِيْدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْحَجَرِ

اپنی ابھر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر بارنے کی طرح دھڑ ادھڑ مار رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار میں سے ایک صاحب ابومحمد نامی بدری تھے اور ابومحمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر دھکیلتے ہوئے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابوسعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو بلخدرۃ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبداللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں یہود کے علماء اور اوس و خزرج میں سے منافقوں کے بارے

بں ابتدائے سورۂ بقرہ کی سوآیتیں نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

﴿ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾

''الم (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے''۔

ابن ہشام نے کہا ساعدہ بن جویۃ الہذلی نے کہا ہے۔

فَقَالُوْا عَهِدْنَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوْابِهٖ فَلَا رَيْبَ اَنْ قَدْ كَانَ ثُمَّ لَحِيْمُ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کو گھیر لیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہہ نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر الہذلی نے کہا ہے۔

كَاَنَّنِيْ اُرِيْبُهٗ بِرَيْبٍ.

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اربتہ[1] بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں سے ہے اور وہ ابوذویب الہذلی کا بھتیجا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ.

''متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جو ہدایت کی جن باتوں جو جانتے ہیں ان کو چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے ڈرتے اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں ان کی تصدیق میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں''۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ[2] بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾

''جو لوگ نہ دیکھی (ہوئی) چیزوں پر ایمان لاتے اور نماز جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے صرف کرتے ہیں۔ یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا چاہئے اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوۃ دیتے ہیں''۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾

---

[1] (ب ج د) میں ہے ومنهم من يرويه كانني اربته بريب یعنی گویا میں نے اسے بدگمانی میں ڈال دیا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

''اور جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور جو تجھ سے پہلے اتاری گئی''۔

یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کے پاس سے آپ لائے ہیں ان میں وہ آپ کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے اس کو بھی سچا جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

﴿ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴾

''اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں''۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت' جنت' دوزخ' حساب اور میزان پر۔

یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعوے دار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لا چکے ہیں (یہی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں)۔

﴿ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴾

''یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں''۔

یعنی انہیں ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انہیں استقامت ہے۔

﴿ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

''یہی لوگ فلاح پانے والے (کامیاب' پھولنے پھلنے والے) ہیں''۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انہوں نے حاصل کر لیا اور جس برائی سے وہ بھاگے اس سے انہیں نجات مل گئی۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''بے شک جن لوگوں نے انکار کیا''۔

یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگر چہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

﴿ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

''ان کے لئے برابر ہے چاہے تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے''۔

یعنی انہوں نے اس یادداشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔ اور انہوں نے

اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔اس لئے انہوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔اس لئے وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

﴿ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ﴾

''اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ (ڈال دیا گیا) ہے''۔

یعنی ہدایت کے حاصل کرنے سے (انہیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پا سکتے۔یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگر چہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انہیں ہدایت حاصل نہ ہوگی)۔

﴿ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''اور ان کے لئے (اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے''۔

غرض یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انہوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں''۔

یعنی اوس وخزرج کے منافقین اور وہ لوگ جو انہیں کے قدم بقدم تھے۔

﴿ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾

''وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے''۔

﴿ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴾

''تو اللہ نے ان کی (اس) بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس سبب

سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴾

''خبرداران کی حالت یہ ہے کہ یہ فسادی ہیں لیکن (انہیں اپنے فسادی ہونے کا شعور (بھی) نہیں''۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ﴾

''اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انہوں نے کہا کیا (یہ) ناسمجھ (یا کم درجے کے) لوگوں نے جس طرح ایمان قبول کر لیا ہے اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ہیں تو ناسمجھ (یا کم درجے کے) لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے''۔

یعنی یہود میں سے ان لوگوں کے پاس جو انہیں حق کے جھٹلانے اور رسول جس چیز کو لے کر آئے ہیں اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

﴿ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ﴾

''کہہ دیا کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یعنی ہم انہیں عقیدوں کے سے (عقائد) پر ہیں جن پر تم ہو''۔

﴿ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُوْنَ ﴾

''ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں''۔

یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان کے ساتھ دل لگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

''اللہ (بھی) ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور انہیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا جاتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں''۔

ابن ہشام نے کہا یَعْمَهُوْن کے معنی یحارون یعنی حیران پھریں عرب کہتے ہیں **رجل عمه و عامه**

یعنی حیران۔ رؤبہ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اَعْمَى الْهُدٰى بِالْجَاهِلِيْنَ الْعُمَّهِ.

''ناواقف حیران پھرنے والوں کو راہ یابی سے اندھا کر دیا''۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔ اور عمه عامه کی جمع ہے اور عمه کی جمع عمهون ہے اور عورت کو عمهة اور عمهیٰ کہا جاتا ہے۔

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ﴾

''یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض میں گمراہی خریدی ہے''۔

یعنی ایمان کے بدلے کفر مول لیا ہے۔

﴿ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴾

''پس ان کی تجارت سودمند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ پر آنے والے ہی نہ تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی اور فرمایا:

﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ﴾

''ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے آگ روشن کی''۔

﴿ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴾

''پھر جب اس آگ نے اس شخص کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں''۔

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کی اندھیری سے نکلے تو انہوں نے اس سے کفر اور اس میں نفاق کر کے اس کو بجھا ڈالا تو اللہ نے بھی انہیں کفر کی اندھیری میں چھوڑ دیا۔ اس لئے وہ سیدھی راہ کو دیکھتے نہیں اور حق پر سیدھے چلتے نہیں۔

﴿ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴾

''بہرے، گونگے، اندھے ہیں اس لئے وہ (اپنی گمراہی سے) نہیں لوٹتے''۔

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ بھلائی (کے سننے بولنے دیکھنے) سے بہرے گونگے۔ اندھے ہیں۔ بھلائی کی طرف لوٹتے نہیں اور نہ وہ نجات (کی کوئی راہ) پاتے ہیں جب تک کہ وہ جس حال پر ہیں اسی پر رہیں۔

﴿ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ يَّجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ ﴾

''یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں اندھیریاں (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصیب کے معنی المطر یعنی بارش کے ہیں اور یہ صاب یصوب سے ہے (جس کے معنی اترنے کے ہیں)۔ جس طرح عرب ساد یسود سے سید اور مات یموت سے میت کہتے ہیں اس کی جمع صبائب ہے۔ بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ایک شخص علقمہ بن عبدہ نے کہا ہے۔

كَاَنَّهُمْ صَابَتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ صَوَاعِقُهَا لِطَيْرِهِنَّ دَبِيْبُ

ان کی حالت یہ ہے کہ گویا ان پر ابر کی بجلیاں گری ہیں کہ ان میں سے اڑنے والوں کے لئے بھی رینگنا ہے۔ (یعنی ان کے لشکر پر تلواروں کی بجلیاں ایسی گریں کہ ان میں قوت والے بھی جان بچانے کے لئے اڑ نہ سکے یعنی بھاگ نہ سکے بلکہ ان کو بھی رینگنا پڑا)۔ اور اسی میں ہے۔

فَلَا تَعْدِلِيْ[1] بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مُغَمَّرٍ سَقَتْكِ[2] رَوَايَا الْمُزْنِ حِيْنَ قَصُوْبُ

اس لئے (اے محبوبہ) مجھ میں اور نادان ناتجربہ کاروں میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے ابر اتریں (تو خدا کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس حالت اور تمہاری مخالفت اور تم سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ کڑک' گرج کے سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل کرنے والا ہے۔

﴿ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ﴾

---

[1] (الف ج د) میں لا تعذلی ذال معجمہ سے ہے لیکن (ب) کے حاشئے پر لکھا ہے کہ یہ تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی اسے ط سمجھتا ہوں کیونکہ عذل کے ساتھ بینی و بین مغمر کو کوئی مناسبت نہیں (احمد محمودی)۔ [2] (ب د ج د) میں سقیت ہے۔ ‌نوں صورتوں میں جملہ دعائیہ ہی ہوگا۔ (احمد محمودی)

''چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب ہو جاتی ہے (ان کی بینائیوں کو چندھیا دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی''۔

﴿ كُلَّمَا اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ﴾

''جب کبھی اس چمک نے انہیں روشنی دی وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے''۔

یعنی حق کو پہچانتے ہیں اور سچی بات کہنے لگتے ہیں اور وہ سچ بول کر سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

﴿ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لے جاتا یعنی اس لئے کہ انہوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اس کو چھوڑ دیا بے شبہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ﴾

''لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو''۔

﴿ اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمہارے لئے رزق اتارا۔ پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد ''ند'' ہے لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

اَحْمَدُ اللّٰهَ فَلَا نِدَّلَهٗ بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی ہے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا ہمسر خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمہیں رزق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمہیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا ﴾

''اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے شک میں ہو''۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لے کر وہ تمہارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

﴿ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

''تو اس کی سی ایک سورۃ (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلا لو''۔

﴿ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ﴾

''اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی''۔

﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ﴾

''تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

یعنی ان لوگوں کے لئے جو تمہاری طرح کفر پر ہیں۔ انہیں ترغیب دی اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی ﷺ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انہیں کیا معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتداء کا ذکر فرمایا کہ جب انہیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی اور انہیں کیا واقعات پیش آئے۔ اور جب انہوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:

﴿ يَا بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ ﴾

''اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے''۔

﴿ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ﴾

''یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمہیں دی (تھی) یعنی میرے اس انتخاب کو یاد کرو (جس کی یادداشت) تمہارے پاس (بھی ہے) اور تمہارے بزرگوں کے پاس بھی تھی جس کے سبب

سے انہیں فرعون اور اس کی قوم سے چھڑا لیا تھا''۔

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ ﴾

''اور میرے عہد کو پورا کرو۔ جو میں نے اپنے نبی احمد کے لئے لیا تھا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں (تو تمہیں کیا کرنا ہوگا) اور تمہاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمہارے لئے لازمی) کر دیا تھا''۔

﴿ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ﴾

''کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں۔ کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کروں اور وہ بوجھ اور بندشیں جو تمہارے ان گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پڑ گئی تھی جو تمہاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں ان کو ہلکا کر دوں''۔

﴿ وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴾

''اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کی جائیں جو تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو''۔

﴿ وَ آمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ﴾

''اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہارے پاس وہ علمی باتیں ہیں جو تمہارے سوا دوسروں کے پاس نہیں''۔

﴿ وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو''۔

یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہنچان تمہارے پاس ہے اس کو نہ چھپاؤ اور تمہارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں اور اس کے ذریعے سے جو کچھ تمہیں علم ہے اس میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

''کیا تم (اور) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (سماوی) پڑھتے (بھی) ہو تو کیا تمہیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لئے) عقل نہیں''۔

یعنی تم لوگوں کو تو نبوت اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور

اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے اس کا انکار کرتے ہو اور اس میثاق کو توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمہیں ہوئی ہیں اس کا انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا اور ان سے بچھڑے کا اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے اس کا ذکر فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے اور پھر توبہ سے ان کے برگشتہ ہونے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انہوں نے کہا تھا:

﴿ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾

''(اے موسیٰ) تم ہمیں اللہ کو نمایاں طور پر دکھا دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے لئے کوئی چیز ظاہر ہو (اور) ہم سے اسے چھپانے والی نہ ہو۔

ابوالاخرز قتیبۃ الحمانی نے کہا ہے۔

يَجْهَرُ اَجْوَافَ الْمِيَاهِ السُّدَّمِ

وہ پرانی باؤلیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے بہت سے ابیات میں سے ہے یجہر۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ پانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور ریت وغیرہ جو اس کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے اس کو ہٹا کر کھول دیتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کی نادانی کے سبب سے اس وقت ان پر بجلی گرانے' ان کے مر جانے کے بعد پھر انہیں خود زندہ کرنے ان پر ابر کو سایہ افگن بنانے اور من وسلویٰ اتارنے کا ذکر فرمایا اور ان سے اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا:

﴿ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ ﴾

''دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)''۔

یعنی میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں وہی کہو اس کے سبب سے میں تم سے تمہارے گناہ کا بوجھ اتار دوں گا۔

اور اپنے اس قول کو ان کے بدل دینے اپنے حکم کو مذاق میں اڑانے اور ان کے اس کو مذاق اڑانے کے بعد ان سے اپنے اس عہد کو واپس لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ منّ ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی تھی۔ وہ اس کو اکھٹا کر لاتے اور اس کو پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں سے اعشیٰ کہتا ہے۔

لَوْ اُطْعِمُوا الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى مَكَانَهُمْ مَا اَبْصَرَ النَّاسُ طُعْمًا فِيْهِمْ نَجَعَا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من و سلویٰ بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو اپنے لئے

کچھ اچھا نہ سمجھیں گے۔

اور یہ بیت اس کے قصدے کی ہے۔

سلویٰ ایک قسم کے پرند ہیں۔اس کا واحد سلواۃ ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی لوا تھا اور شہد بھی سلویٰ کہلاتا ہے۔خالد ابن زہیر الہذلی نے کہا۔

وَ قَاسَمَهَا بِاللّٰهِ حَقًّا لَاَنْتُمْ ۔ اَلَذُّ مِنَ السَّلْوٰى اِذَا مَا نُشُوْرُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جبکہ ہم اسے (اس کے چھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حطة کے معنی ''حَطِّ عَنَّا ذُنُوْبَنَا۔یعنی ہمارے گناہ ہم سے اتار دے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق مجھ سے صالح بن کیسان نے التوءمۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے اور دوسرے ایک اور شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

((دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِیْ اُمِرُوْا اَنْ یَدْخُلُوْا مِنْهُ سُجَّدًا یَزْحَفُوْنَ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ حِنْطٌ فِیْ شَعِیْرٍ))

''ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے'' حِنْطٌ فِیْ شَعِیْرٍ جو میں گیہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنی قوم کے لئے پانی طلب کرنے اور انہیں اپنے اس حکم دینے کا ذکر فرمایا کہ وہ عصا سے پتھر کو ماریں۔

﴿ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ﴾

''تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ہر قبیلے کے لئے ایک چشمہ جس سے وہ پانی پئیں۔ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس سے وہ پانی پیا کرے معلوم کرلیا''۔

اور اس نے ان کے اس قول کا بھی ذکر فرمایا جو انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ:

﴿ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ﴾

''ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ ان چیزوں میں سے جنہیں زمین اگایا کرتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی لکڑی اور اس کے

گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لئے کچھ پیدا کر دے''۔

فَوْقَ ثِیْزَی مِثْلِ الْجَوَابِیْ عَلَیْهَا   قِطَعٌ كَالْوَذِیْلِ فِیْ نِقِیْ فُوْمِ

حوضوں کے سے لکڑی کے پیالوں میں گیہوں کے گودے میں چاندی کے سے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی چاندی کے ٹکڑوں کے ہیں اور فوم کا واحد فومہ ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے:

﴿ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ﴾

''فرمایا کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا) اترو۔ پس بے شبہ تمہارے لئے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس کو تم نے طلب کیا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا تو انہوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں نہیں گئے)۔

اور ان پر اپنے طور کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تا کہ وہ اس چیز کو لیں جو انہیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مسخ کئے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں واقع ہوا تھا کہ انہیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا اور اس گائے کا تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انہیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ (تعالیٰ) نے ان پر ظاہر فرما دی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا:

﴿ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ﴾

''اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمہارے ان دلوں سے نرم ہیں جنہیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے (لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)''۔

﴿ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں ہے پھر محمد ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمانداروں میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے ناامید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

﴿ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾

''کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ) اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے''۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سبھوں نے اللہ کے کلام توراۃ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فریق منہم یعنی خاص طور پر ان کا ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا۔ اچھا انہیں حکم دو کہ وہ اپنا لباس پاک صاف کر لیں اور روزے رکھیں۔ تو انہوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ انہیں لے کر طور پر پہنچے اور جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انہیں حکم دیا تو سجدے میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انہوں نے بھی اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے۔ کہ وہ انہیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انہوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر آپ انہیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس آئے تو ان میں سے ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انہیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد ﷺ (کو خبر دینے) کے لئے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ﴾

''اور جب انہوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں''۔

یعنی تمہارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمہاری ہی جانب (بھیجے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے' اور وہ انہیں میں (مبعوث) ہوئے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے انہیں کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

﴿ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ

عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

''اور جب انہوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب ان میں سے ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو وہ کہتے کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تا کہ وہ اس سے تمہارے رب کے پاس تم حجت قائم کریں (تمہیں قائل کر دیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو''۔

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ اور وہ تمہیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لئے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کر دو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِيَّ ﴾

''اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ الا امانی کے معنی الاقراۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے (ضرور) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدۃ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابوعبید نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنی بمعنی قرأ کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ ﴾

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی''۔

کہا کہ ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنّٰى كِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَيْلَةٍ   وَآخِرَهٗ وَافٰى حِمَامُ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پورا پورا حق ادا کر دیا۔

اوراس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

تَمَنّٰی كِتَابَ اللّٰهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا تَمَنّٰی دَاوٗدُ الزَّبُوْرَ عَلٰى رِسْلِ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی جیسے داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

اور امانی کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا۔

﴿ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴾

''اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں''۔

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ جو باتیں اس میں ہیں ان کو جانتے ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار صرف ظن وتخمین سے کر رہے ہیں۔

﴿ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَاللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے لازم ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول ''وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً''۔ اور اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ ﴾

''کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا''۔

یعنی جس نے تمہارے کاموں کے سے کام اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے حتیٰ کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا۔ تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی ابدی۔ ہمیشگی:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

''اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کئے یہ جنت والے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لئے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدیوں کے لئے دائمی اور ابدی ہوگی جو (کبھی) منقطع نہ ہوگی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انہیں ملامت کرنے کے لئے فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلاً مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کرو گے اور تمہیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں سے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادۃً) روگرداں ہی ہو''۔

یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیا (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو):

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَ كُمْ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُوْنَ کے معنی تَصُبُّوْنَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں **سَفَكَ دَمَعَهٗ** اے **صَبَّهٗ** یعنی اس نے اس کا خون بہایا وَ**سَفَكَ الزَّقَّ** اے **هَرَاقَهٗ**۔ یعنی مشک کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے۔

وَكُنَّا اِذَا مَا الضَّيْفُ حَلَّ بِاَرْضِنَا   سَفَكْنَا دِمَاءَ الْبُدْنِ فِىْ تُرْبَةِ الْحَالِ

ہماری یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترا تو ہم نے اونٹوں کے (سرخ) خون ریت ملی ہوئی سیاہ مٹی میں بہا دیئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحال سے شاعر نے ایسی کیچڑ مراد لی ہے جس میں ریت ملی ہوئی ہو جس کو **سَهْلَه** بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے:

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ اَخَذَ جِبْرِیْلُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَحَمَاتِهٖ فَضَرَبَ بِهٖ وَجْهَهٗ.

''جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں تو جبریل نے سمندر کی ریت ملی ہوئی سیاہ کیچڑ لی اور وہ اس کے منہ پر ماردی''۔

ابن اسحٰق نے کہا۔

﴿ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴾

''اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے۔ پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو''۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا۔

﴿ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

''آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو''۔

یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور تمہارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔

﴿ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ ﴾

''اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لئے نقصان رساں ہے''۔

﴿ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ (فِیْ كِتَابِكُمْ) اِخْرَاجُهُمْ ﴾

''حالانکہ ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے''۔

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾

''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انہیں گھروں سے نکال دیتے ہو''۔

﴿ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے''۔

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ[1] فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾

''یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی مول لی ہے اس لئے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی''۔

غرض انہیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی حالانکہ ان پر توریت (ہی) میں ان کی آپس کی خون ریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا ان پر فرض ٹھہرا دیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک جماعت بنی قینقاع کی تھی اور خزرج کے حلیف انہیں میں شمار ہوتے تھے۔ اور دوسری جماعت نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انہیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس و خزرج میں جنگ ہوتی بنو قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں توریت تھی وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے نہ ان کے پاس جنت کا کوئی خیال تھا نہ دوزخ کا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت کا۔ نہ کسی کتاب کا نہ حلال کا نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر توریت کے حکم کے موافق چھڑا لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نضیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خون ریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مار ڈالتے ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر ملامت کرتا ہے تو فرماتا ہے:

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾

---

[1] بالآخرۃ نسخہ (الف) میں چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی)

''تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو''۔

یعنی تو توریت کے حکم کے موافق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے اور توریت کا حکم تو یہ ہے کہ تو ایسا نہ کر۔ تو اسے قتل بھی کرتا ہے۔ (اور) اس کو اس کے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اور اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اور دینوی مال ومتاع کی خاطر اس کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھ جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے اوس وخزرج کے ساتھ ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ ﴾

''اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں''۔

یعنی وہ نشانیاں جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اور آپ کا کیچڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس انجیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔

اور فرمایا:

﴿ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴾

''تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں''۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾

''(ان کے دل غلافوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لئے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے جنہوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پا لیا تھا اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آ چکا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہیں عاد وارم کی طرح قتل کریں گے اور جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو قریش میں سے مبعوث فرمایا اور ہم نے اس کی پیروی کی اور انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ فرماتا ہے:

﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾

''پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انہوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ کیا بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جسے اللہ نے اتارا ہے (اور صرف اس) ضد سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے''۔

یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) ان کے غیروں کو عنایت فرما دیا:

﴿ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾

''پس وہ ایک غضب پر دوسرے غضب کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ بَاؤُا بِغَضَبٍ کے معنی اِعْتَرَفُوْا بِه وَاحْتَمَلُوْه کے ہیں یعنی اس کو برداشت کر لیا۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

اُصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْءُوْا بِمِثْلِهَا   كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کر لیتا ہوں تا کہ تم میں اس کی سی (آفتوں) کی برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی

حاملہ کی چیخ پکار کو اس کی قابلہ نے اس کے لئے آسان بنا دیا ہو۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ توریت ہونے کے باوجود اس کو انہوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی اس پر عامل نہ تھے) اور دوسرا غضب یہ ہوا کہ انہوں نے اس نئے نبی ﷺ کا انکار کر دیا جنہیں اللہ نے ان کی جانب روانہ فرمایا تھا۔

پھر کوہ طور کے ان کے اوپر لائے جانے اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق اللہ ان پر ملامت فرماتا اور محمد ﷺ سے فرماتا ہے۔

﴿ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لئے ہے تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو''۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو اس کے لئے موت کی دعا کرو تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:

﴿ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ﴾

''اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے''۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی (بھی) نہ رہتا (اور) سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر کے متعلق ان کی محبت کا ذکر کیا اور فرمایا:

﴿ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ﴾

''اور بے شبہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انہیں کو تو پائے گا''۔

یعنی یہود کو۔

﴿ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ ﴾

''اور (وہ) مشرکوں سے[1] بھی (زیادہ حریص ہیں) ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دی جائے (اور ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں''۔

﴿ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ اِلٰى آخِرِهٖ ﴾

''اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش''۔ الخ۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔ اس لئے کہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا اس لئے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے اس کی وجہ سے اس کے لئے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لئے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو ترے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں چار باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں اگر تم نے (وہ باتیں) بتا دیں تو ہم تمہاری پیروی کر لیں گے اور تمہیں سچا جانیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُاللّٰهِ وَ مِيْثَاقُهٗ لَئِنْ اَنَا اَخْبَرْتُكُمْ بِذٰلِكَ لَتُصَدِّقُنَّنِیْ.

''(اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے اگر میں نے تم کو اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کرو گے نا انہوں نے کہا ہاں''۔

فرمایا:

---

[1] اس آیت شریفہ کے معنی دو طرح سے ہو سکتے ہیں۔ صاحب کتاب نے جن معنی کو اختیار کیا ہے ان کو ہم نے موخر کیا ہے اور اس کے ساتھ صاحب کتاب کی تفسیر بھی لکھ دی ہے اور میرے خیال میں جو معنی مرجح تھے اس کو پہلے لکھا اور ان معنی کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ ان سب آیتوں کا خطاب یہود سے ہے اس لئے انہیں یہود کی حالتوں سے متعلق کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مشرکوں سے یہاں بحث نہیں۔ (احمد محمودی)

فَاسْأَلُوْا عَمَّا بَدَالَكُمْ.

''جس چیز کے متعلق تمہیں مناسب معلوم ہو پوچھو''۔

انہوں نے کہا ہمیں بتایئے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيْظَةٌ وَنُطْفَةَ الْمَرْاَةِ صَفْرَاءُ رَقِيْقَةٌ فَاَيَّتُهُمَا غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ.

''میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ کہ) کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آ جاتا ہے (تو اولاد) اسی سے مشابہ ہوتی ہے''۔

انہوں نے کہا خدایا سچی بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اچھا یہ بتایئے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ نَوْمَ الَّذِىْ تَزْعُمُوْنَ اَنِّىْ لَسْتُ بِهٖ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَ قَلْبُهٗ يَقْظَانُ.

''میں تمہیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے''۔

راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدایا سچی بات ہے۔ فرمایا:

فَكَذٰلِكَ نَوْمِىْ تَنَامُ عَيْنِىْ وَ قَلْبِىْ يَقْظَانُ.

''پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے''۔

انہوں نے کہا اچھا ہمیں وہ چیزیں بتایئے جن کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرا لیا تھا۔ فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَ بِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَيْهِ اَلْبَانَ الْاِبِلِ وَلُحُوْمَهَا وَاَنَّهُ اشْتَكٰى شَكْوٰى فَعَافَاهُ اللّٰهُ مِنْهَا فَحَرَّمَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَيْهِ شُكْرًا لِّلّٰهِ فَحَرَّمَ عَلٰى نَفْسِهٖ لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا.

''میں تمہیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ پھر اللہ نے انہیں اس سے صحت دی تو انہوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ کو اپنے نفس پر حرام ٹھہرالیا''۔

تو انہوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجئے۔ فرمایا:

اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَ بِاَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَهٗ جِبْرِيْلَ وَهُوَالَّذِیْ يَاتِيْنِیْ.

''میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے''۔

انہوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خوں ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَوَكُلَّمَا عَاهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمان داروں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دی

گئی تھی انہوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈال دیا۔ گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہو لئے جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے یعنی جادو''۔

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾

''حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں سے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے حالانکہ وہ صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''یعنی سلیمان کافر نہیں تھے بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہوئے''۔

﴿ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ ﴾

''اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو بادشاہوں) پر بابل میں اتاری گئی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (حتیٰ کہ وغیرہ)''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ کو بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھہرالی تھی وہ جگر کے دو کلے ہوئے ٹکڑے اور دونوں گردے اور چربی تھی بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انہیں آگ کھالیا کرتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے آل زید بن ثابت کے مولی نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَاحِبِ مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا مَعْشَرَ اَهْلِ التَّوْرَاةِ وَاِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ

رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا وَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَ اَنْشُدُكُمْ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَاَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ اَطْعَمَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ اَسْبَاطِكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَاَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ اَيْبَسَ الْبَحْرَ لِاٰبَائِكُمْ حَتّٰى اَنْجَاهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ اِلَّا اَخْبَرْتُمُوْنِيْ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ.

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور ان کا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے۔ اے گروہ اہل تورات! سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انہیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضا مندی کا طالب دیکھے گا۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے۔ ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی' اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے تمہیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من وسلویٰ تمہارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمہیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمہارے بزرگوں کے لئے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انہیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے۔ کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ''۔

فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ فَلَا كُرْهَ عَلَيْكُمْ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَاَدْعُوْكُمْ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى نَبِيِّهٖ.

''پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی۔ پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْأَ ہٗ کے معنی فَرَاخَہ کے یعنی کھیتی کے پٹھے کے ہیں اور واحد شطاۃ ہے۔ جب کھیتی اپنے پٹھے نکالے تو عرب کہتے ہیں قَدْ اَشْطَاَ الزَّرْعُ۔ اور آزرہ کے معنی عَاوَنَہ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماؤں کا سا ہو گیا۔ امرؤ القیس نے کہا ہے۔

بِمَحْنِيَّةٍ قَدْ آزَرَ الضَّالَ نَبْتُهَا مَجَرَّجُيُوْشٍ غَانِمِيْنَ خُيَّبِ

(یہ واقعہ) ایسے ٹکڑ کا ہے جہاں روئیدگی کی قوت نے بیری کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتح مند و اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھہرنے کا مقام تھا"۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ میں سے ایک شخص حمید بن مالک الارقط نے کہا:

زَرْعًا وَقَضْبًا مُؤْزَرَ النَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے اور سُوْقٌ مھموز نہیں ہے بلکہ یہ سَاقٌ کی جمع ہے جیسے ساق الشجر۔ درخت کا تنا۔ یا گھاس پات کی نال۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تا کہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابو یاسر ابن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباس اور جابر بن عبداللہ بن رئاب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر بن اخطب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورہ بقرہ الم ذالك الكتاب لا ريب فيه تلاوت فرما رہے تھے تو ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو الم ذلك الكتاب پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم آلم بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انہوں نے کہا انہیں جبریل تمہارے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمہارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہوگا۔ تو حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا الف ایک اور لام تیس اور میم

چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ المصٓ۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیں اور میم چالیس اور صاد نوے[1] یہ (جملہ) اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا۔ ہاں آلر۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیں اور رے دوسو اکتیس ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں آلمرٓ۔ کہا واللہ یہ تو اور زیادہ بھاری اور درزہ ہے۔ الف ایک لام تیں میم چالیس اور رے دوسو یہ تو دوسو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد اب تو تمہارا معاملہ ہمارے لئے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمہیں تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے کہا تمہیں کیا خبر شائد محمد کے لئے یہ سب کے سب جمع کر دیئے گئے ہوں اکہتر اور ایک[2] سو اکسٹھ اور دوسو اکتیس اور دوسو اکہتر اور یہ سات سو چونتیس[3] سال ہوئے پھر انہوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لئے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انہیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں:

﴿ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾

''اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔

محمد ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا کہ انہوں نے سنا ہے کہ

---

[1] نسخہ (الف) میں دوسرے نسخوں اور اعداد ابجد کے خلاف والصاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ اعداد میں بھی بجائے احدی وستون ومائۃ کے احدی و ثلاثون ومائۃ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں یہاں بھی احدی و ثلاثون ومائۃ یعنی ایک سو اکتیس لکھا ہے۔

[3] (الف) صاد کے ساتھ کے حساب سے یہاں بھی جملے میں سبعمائۃ واربع سنین لکھے ہیں۔ یعنی بجائے سات سو چونتیس کے سات سو چار لکھے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

یہ آیتیں یہود ہی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں لیکن انہوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

ابن عباس کے مولی عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انہوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس وخزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا''۔

﴿ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾

''پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انہیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الصیف نے کہا کہ واللہ ہمیں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَوَكُلَّمَا عَاهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے''۔

اور ابوصلوبا الفطیونی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم تمہاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ ﴾

''اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں''۔

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے تم ہم پر اتارو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لئے نہریں بہادو کہ ہم تمہاری پیروی کریں اور تمہیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْاَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴾

''یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات کئے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدل لے تو بے شبہ اس نے وسط راہ (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھو دیا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ سَوَاءَ السَّبِيْلِ کے معنی وَسْطَ السَّبِيْلِ کے ہیں۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے:

يَاوَيْحَ اَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهٖ   بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِيْ سَوَاءِ الْمُلْحَدِ

نبی ﷺ کے انصار اور آپ کی جماعت کے لئے لحد کے بیچ میں جسد شریف کے چھپا دینے کے بعد کا وقت کس قدر افسوس ناک تھا۔

اور یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ میں اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں' لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے انہیں دونوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ

خواہش کی کہ کاش تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انہیں چھوڑ دو اور ان سے منہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں جھگڑا ہوا تو رافع بن حریملہ نے کہا تم کسی ٹھیک بات پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا تم کسی صحیح بات پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور نقل) نازل فرمائے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴾

''اور یہود نے کہا کہ نصاری کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں کی سی بات کہ دی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ جس میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے''۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔

اور رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَا اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ

قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾

''اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں آئی جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی انہیں کی سی باتیں کیں ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لئے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں''۔

اور عبداللہ بن صوری الاعور الفطیونی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ اے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبداللہ بن صوری اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى تَهْتَدُوْا ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے''۔

﴿ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

''(اے نبی) تو کہہ دے بلکہ (ہم نے تو) ملت ابراہیم (اختیار کر لی ہے جو) ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے''۔

پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا:

﴿ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمہیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا''۔

کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ شام کی سمت سے کعبے کی سمت قبلہ کی تحویل رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے سترھویں مہینے کی ابتدا میں ماہ رجب میں ہوئی تو رفاعہ بن قیس اور فردم بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور کعب بن اشرف کا حلیف الحجاج بن عمرو اور الربیع ابن الربیع بن ابی الحقیق اور کنانۃ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے محمد تمہیں اس قبلے سے جس کی جانب تم تھے کس چیز نے پھیر دیا حالانکہ تمہیں تو اس بات کا دعویٰ ہے کہ تم ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہو۔ تم جس قبلے

کی جانب تھے اس کی جانب لوٹ آؤ تو ہم تمہاری پیروی کریں گے اور تم کو سچا مانیں گے اور وہ صرف آپ کو آپ کے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ﴾

''عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انہیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لئے گواہ بنو اور رسول تمہارے لئے گواہ بنے۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لئے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے''۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا:

﴿ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ﴾

''اور اگر چہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر (کوئی بھاری بات نہ تھی) جنہیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے''۔

یعنی (جنہیں) آزمائش سے (گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتادی) یعنی جنہیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ﴾

''اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان برباد کرے''۔

یعنی تمہارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی کی اور دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمہیں ان دونوں کا اجر عنایت فرمائے گا۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''بے شبہ اللہ لوگوں پر مہربانی اور رحم کرنے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ﴾

''تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب بار بار) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کے جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے۔ پس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے اور (اے محمدؐ کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْرَهٗ کے معنی نحوہ وقصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب۔ عمرو بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور باہلۃ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُوْ بِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهْيَ عَاقِدَةٌ   قَدْ كَارَبَ الْعَقْدُ مِنْ اِيْفَادِهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لئے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز چلی جارہی ہے حالانکہ دم دبائے ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہوگئی ہے۔ (ابتدائے حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور ایسی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی)۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے۔

اِنَّ النَّعُوْسَ بِهَا دَآءٌ مُخَامِرُهَا   فَشَطْرُ هَا نَظَرَ الْعَيْنَيْنِ مَحْسُوْرُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کورگ رگ) میں پھیل جانے والی بیماری ہے۔ اس لئے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے طے کرنے کی امید نہ کرنا چاہیے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لئے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے وَهُوَ حَسِيْرٌ۔

﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے''۔

﴿ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَّلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دی گئی ہے ہر طرح کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں سے بعض افراد بھی دوسرے بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہ تو ظالموں میں سے ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ کے اس قول تک:

﴿ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾

''اور بے شبہ وہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے اس لئے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو''۔

یہود کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود میں سے ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انہوں نے ان مسائل کو چھپایا اور اس کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾

''بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنے والے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں''۔

نبی ﷺ کی دعوت اسلام پر ان کا جواب

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب میں سے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں اس کی رغبت دلائی اور انہیں اللہ کے عذاب وسزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد (ہم تمہاری بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ﴾

''اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کہا اگر چہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں''۔

بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر مصیبت ڈھائی اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:

یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَسْلِمُوْا قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَكُمُ اللّٰهُ بِمِثْلِ مَا اَصَابَ بِهٖ قُرَیْشًا.

''اے گروہ یہود اسلام اختیار کرلو اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی''۔

تو انہوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمہیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

﴿ قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴾

''(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہہ دے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے''۔

﴿ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰی كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ [1]

---

[1] (الف۔ب) میں ترونھم تاء فوقانیہ سے ہے اور (ج د) میں یاء تحتانیہ سے ہے اور کلام مجید میں بھی دونوں قراء توں کی روایتیں موجود ہیں۔ یرونھم یاء تحتانیہ سے ہو تو اس کے معنی وہ انہیں ان کا دونا یا اپنا دونا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے اور یہاں کی ضمیروں کے مرجعوں میں بہت کچھ اختلافات ہیں اس لئے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جنہیں مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر کی جانب رجوع فرمائیں۔ (احمد محمودی)

مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾

''بے شبہ تمہارے لئے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انہیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھا (معاملہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے بے شبہ اس میں بصیرت والوں (یا دیکھنے والوں) کے لئے عبرت ہے''۔

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہود کی عبادت گاہ میں تشریف لے جانا

کہا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے (اور) انہیں اللہ کی طرف بلایا تو النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا:

عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِهٖ.

''ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر (ہوں)''۔

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:

فَهَلُمَّ اِلَى التَّوْرَاةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ.

''اچھا توریت میرے سامنے لاؤ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)''۔

انہوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں سے ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انہیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا''۔

یہود کے علماء اور نجران کے نصاری جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے

لگے تو یہود کے علماء نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ نہیں ابراہیم نصرانی تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيْلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ هَا أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئی مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (وہی تو) ہو (کہ) جس میں تمہیں (کچھ) علم تھا اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور (حقیقت تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرماں بردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے''۔

اور عبداللہ بن ضیف اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کا ایمان لائیں اور شام میں اس کا انکار کر دیں تا کہ ان کے لئے ان کے دین میں شبہے ڈال دیں (یہ اس لئے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ کرتے ہو تم جان بوجھ کر حق کو (کیوں) چھپاتے ہو''۔

﴿ وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوْا بِالَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ وَلَا تُؤْمِنُوْا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ أَنْ يُّؤْتٰى أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوْتِيْتُمْ أَوْ يُحَاجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں اور (حقیقت میں) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرے (کسی اور کو) نہ مانو (اے نبی) کہہ دے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دی گئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمہارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اے نبی) کہہ دے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو) جاننے والا ہے''۔

جب یہود کے علماء اور نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابو نافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاری عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمہاری پرستش کریں اور نجران والے نصرانیوں میں سے ایک شخص الربیس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں الریس اور الرئیس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ یا جس[1] طرح اس نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَعْبُدَ غَيْرَ اللّٰهِ اَوْ آمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهٖ فَمَا بِذٰلِكَ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ وَلَا اَمَرَنِيْ.

''(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ[1] نے جس طرح فرمایا''۔

تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد فرمایا):

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴾

''(یہ بات) کسی بشر کو (زیبا) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے

---

[1] یہ الفاظ راوی نے اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہونے کا راوی کو یقین نہیں۔ لیکن مطلب یہی تھا۔ (احمد محمودی)

رہتے ہو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربانیین کے معنی عالموں'فقیہوں اور سرداروں کے ہیں اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْكُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي الْقُوْسِ اَفْتَنَنِيْ مِنْهَا الْكَلَامُ وَ رَبَّانِيَّ اَحْبَارِ

اگر میں کسی (تارک الدنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا (تو بھی) اس محبوبہ کی باتیں مجھ اوراس راہب فقیہ و عالم (دونوں) کوبھی دین سے بھٹکا دیتیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی بنی تمیم کی زبان ہےاور بن قیس فتنی کہتے ہیں۔ جریر[1] نے کہا ہے۔

لَا وَصْلَ اِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ لَا سْتَنْزَلَتْنِيْ وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي الْقُوْسِ

جب ہند جدا ہوگئی تو (اس سے) ملنے کا (کوئی موقع) نہ رہااور اگر (وہ) ٹھہرتی تو مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں رہنے والے کوبھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہدو تقوی چھڑادیتی)۔

(قوس) یعنی راہب کی خانقاہ۔اور ربانی رب سے مشتق ہے جوسید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

﴿ فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ﴾

''وہ اپنے سردارکوشراب پلائے گا''۔

جس میں رب سے مرادسیدوسردار ہے۔فرمایا:

﴿ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

''اوروہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اورنبیوں کوارباب بنالوکیاوہ تمہیں کفر کاحکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جوان سے اوران کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ کی تصدیق کریں اوراپنے آپ پرلازم ہونے کا جواقرارانہوں

---

[1] خط کشیدہ زیادتی بجزنسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے نسخہ (الف) کے تتبع میں (ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پرصراحت کردی ہے کہ یہ زیادتی یورپ کے نسخے کے سوادوسرے نسخوں میں نہیں اوراس میں تکرار بھی ہوگئی ہے جوبعد کی زیادتی پردلالت کرتی ہے (احمد محمودی)

نے کیا تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھالیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ فرمایا تم (ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔ آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی (یہود) کی کوشش

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاس بن قیس جو بہت بوڑھا۔ کفر کا سرگروہ مسلمانوں سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا۔ جس میں اوس وخزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی آپس کی محبت' الفت' جمعیت اور جاہلیت کے زمانے میں ان کی آپس میں دشمنی پھر اسلام کی وجہ سے ان کے تعلقات کی خوشگواری دیکھی تو جل گیا اور کہا کہ بنی قیلہ کے سرداران شہروں میں اکھٹے ہو گئے ہیں۔ واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اس اجتماع (کے دیکھنے) سے ہمیں تو چین نہ آئے گا۔ اور یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا ذرا ان کی طرف توجہ کر۔ ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھ اور جنگ بعاث اور اس کے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انہیں وہ اشعار سنا جو انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔ اور جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس وخزرج نے ایک دوسرے سے جنگ کی تھی اور اس (لڑائی) میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا عمرو بن النعمان البیاضی تھا اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت کہتا ہے۔

عَلٰی اَنْ قَدْ[1] فَجِعْتُ بِذِیْ حِفَاظٍ فَعَاوَدَنِیْ لَہٗ حُزْنٌ رَصِیْنٗ

---

[1] (الف) میں قدنہیں ہے جس کی وجہ سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

باوجود اس کے کہ خشمناک مقام میں مجھ پر ایسی مصیبت ڈالی گئی کہ ایک دائمی غم مجھ پر پلٹتا رہا ہے۔

فَاِمَّا تَقْتُلُوْهُ فَاِنَّ عَمْرًا اُعِضَّ بِرَاْسِهٖ عَضْبٌ سَنِيْنُ

(لیکن) اگر تم نے اس (حضیر) کو قتل کیا ہے تو عمرو کا سر بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبایا گیا ہے۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور جنگ بعاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن مجھے اس کے پورے بیان کرنے سے روکنے والا (سیرت نبوی کے بیان کا) وہی انقطاع ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس (نوجوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہوگئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لئے نیم استادہ ہوگیا۔

اوس میں سے بنی حارثہ بنی الحارث میں سے اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں سے جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انہوں نے کہا اچھا تمہارے (اور) اپنے مقابلے کے لئے یہ سیاہ پتھریلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہ کو لئے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اللّٰهَ اللّٰهَ اَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ بَعْدَ اَنْ هَدَاكُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ وَاَكْرَمَكُمْ بِهٖ وَقَطَعَ بِهٖ عَنْكُمْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهٖ مِنَ الْكُفْرِ وَاَلَّفَ بِهٖ بَيْنَكُمْ.

''اے گروہ مسلمین خدا (سے ڈرو) خوف خدا (کرو) کیا جاہلیت کے دعووں پر (لڑے پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تمہیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں عزت دی اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور اس کے ذریعے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے تمہارے درمیان الفت پیدا کی''۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک جھگڑا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی وہ رو پڑے اور اوس وخزرج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور اطاعت کی اور آپ کے ہمراہ (وہاں سے) واپس چلے آئے۔

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال (سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس) کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ (تعالیٰ) نے شاس بن قیس اور اس کی چالبازی کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ أَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''(اے محمد) کہہ دے اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو۔ اے اہل کتاب جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو اور ان کو ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو''۔

اوس بن قیظی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے جو رخنہ اندازی کی تھی انہوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کاروائی کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ أَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهُ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ إِلٰى قَوْلِهِ وَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا لیں گے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دامن) کو پکڑ لیا بے شبہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہو گئی۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار کر چکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہئے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو۔ اس کے فرمان۔ ان لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے''۔ تک۔

ابن اسحٰق نے کہا جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیۃ اور اسد بن عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا مسلمان ہوئے اور ایمان لائے اور تصدیق کی اور اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انہیں رسوخ حاصل ہو گیا تو یہود کے علماء میں سے کافروں نے کہا کہ محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی

پیروی کرنے والے ہم میں سے بدترین لوگوں کے سوااور کوئی نہیں۔اور اگر وہ ہم میں سے بہتر افراد ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے تو اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لَيْسُوْا سَوَاءً مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَّتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴾

''سب کی حالت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے۔
یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے۔ المتنحل الھذلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے اثیلۃ کے مرثیے میں کہا ہے۔

حُلْوٌ وَ مُرٌّ كَعِطْفِ الْقِدْحِ شِيْمَتُهٗ　　فِيْ كُلِّ اِنْىٰ قَضَاهُ اللَّيْلِ يَنْتَعِلُ

وہ میٹھا (بھی تھا) اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی (اور سخت بھی تھی) اور قضاوقدر الٰہی کے موافق وہ ہر وقت جوتا پہنے ہوئے (سفر کے لئے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور لبید بن ربیعہ جنگلی گدھے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُطَرِّبُ آنَاءَ النَّهَارِ كَاَنَّهٗ　　غَوِيٌّ سَقَاهُ فِى التِّجَارِ نَدِيْمُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا اچھلتا کودتا پھرتا ہے۔گویا وہ ایک گمراہ ہے جس کو اس کے ساتھی نے کلالوں کے پاس (شراب) پلادی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور مجھے یونس سے جو خبر ملی ہے اس میں انی (مقصور) ہے۔

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ﴾

''وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انہیں راز دار بنانے سے روکنے کے لئے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ﴾

''اے وہ لوگوں جنہوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے لوگوں کے سوا (دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمہارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہیں۔ ہم نے تمہیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو''۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لئے تمہیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

﴿ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ الخ ﴾

''اور جب انہوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہہ دے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ''۔ آخر تک۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فنحاص کا حادثہ

کہا کہ ابوبکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں سے بہت سے لوگوں کو انہیں میں سے ایک شخص فنحاص نامی کے پاس اکٹھا دیکھا وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشیع نامی بھی تھا تو ابوبکر نے فنحاص سے کہا افسوس فنحاص اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ واللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے پاس اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر توریت و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو فنحاص نے ابوبکر سے کہا واللہ اے ابوبکر ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج نہیں ہے (بلکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے

بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے دوست کا دعویٰ ہے وہ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابوبکر کو غصہ آ گیا آپ نے فخاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیاں ہے (وہ) نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا۔

پس فخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (بُرا) سلوک کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا:

مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَاصَنَعْتَ.

''جو تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا''۔

ابوبکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دشمن خدا نے ایک بڑی (نازیبا) بات کہی۔ اس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آ گیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا فخاص (یہ سنتے ہی) مکر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فخاص کے قول کے متعلق فخاص کے رد اور ابوبکر کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾

''اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزا کا وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے جلا دینے والے عذاب (کا مزہ ذرا) چکھو (تو)''۔

اور ابوبکر کو جو اس معاملے میں غصہ آ گیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَّ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾

''جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے ان سے ضرور تمہیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو

یہ قطعی (سفید) کاموں میں سے ہے"۔

پھر فنحاص اور اس کے ساتھی یہود کے علما کی باتوں کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

"اور (یاد کرو وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا جن کو کتاب دی گئی کہ تمہیں لوگوں سے اس کو کھلم کھلا ضرور بیان کرنا ہوگا اور اسے تم چھپاؤ گے نہیں۔ تو انہوں نے اس کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے ذرا سی قیمت لے لی تو کس قدر برا تبادلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے (اس) کئے پر (کہ انہوں نے توریت کے مضامین اوٹ پٹانگ بیان کر دیئے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (اظہار حق کا) انہوں نے نہیں کیا اس کی تعریف کی جائے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر پس ان کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ حالانکہ ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے"۔

یعنی فنحاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود جنہوں نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے عوض کچھ دینوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اور لوگ انہیں عالم کہیں حالانکہ وہ اہل علم نہیں ہیں نہ انہوں نے سیدھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اور نہ وہ صحیح راہ پر ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ لوگ کہیں انہوں نے (ایسا اچھا کام) کیا۔

یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ ابن زید بن التابوت انصار میں سے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول تھا اور انہیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال خرچ کرنے میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے ہمیں تمہارے محتاج ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ تمہیں خبر نہیں کہ آئندہ کیا حالت ہونے والی ہے تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾

''جولوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اورلوگوں کوبھی کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں''۔

یعنی توریت کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے جسے محمد ﷺ لائے ہیں۔

﴿ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِالٰى قَوْلِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴾

''اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جولوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔اس کے فرمان اور اللہ انہیں خوب جاننے والا ہے''۔تک۔

صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا:

اَرْعِنَا سَمْعَكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى نُفْهِمَكَ.

''اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں''۔

پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلَالَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار رہنا (ہی) کافی ہے۔جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سَمِعْنَا وَاَطَعْنَاهُمْ نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے) ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے

ہیں۔اور وَاسْمَعْ غَيْرَ[1] مُسْمَعٍ کہتے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبانوں کو توڑ موڑ کر واعنا[2] کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمایئے کہتے تو ان کے لئے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں کے چند افراد سے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہود کے علماء میں سے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبداللہ صوری لاعور اور کعب بن اسد بھی تھے۔آپ نے ان سے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنَّ الَّذِیْ جِئْتُكُمْ بِهٖ لَلْحَقُّ قَالُوْا مَا نَعْرِفُ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ.

''اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ واللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے انہوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے''۔

آخر انہوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ آمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰى اَدْبَارِهَا اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا اَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً ﴾

''اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ جو تمہارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انہیں پیٹھوں کی جانب کر دیں یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح سنیچر والوں پر نازل کیا تھا اور حکم

---

[1] **واسمع غير مسمع** کے دو معنی ہیں۔ایک تو یہ کہ سنئے اور خدا آپ کو ایسی بات نہ سنائے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہو۔ دوسرے معنی ہیں۔اے نہ سنائے ہوئے سن یعنی اے بہرے سن۔**نعوذ بالله من ذلك** یہ یہود دوسرے معنی میں اس جملے کو استعمال کیا کرتے تھے اس لئے انہیں ذومعنیین جملے کے استعمال سے منع فرمایا گیا۔

[2] راعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری مراعات۔ ہمارا لحاظ فرمائے اور دوسرے معنی ہیں مغرور احمق کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ راعنا کے عین کو دراز کر کے راعینا کہتے تھے جس کے معنی ''اے ہمارے چرواہے'' کے ہیں۔غرض ان کا مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔(احمد محمودی)

خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ نَطْمِسُ کے معنی نَمْسَحُ وَ نَسْوَیٰ کے ہیں یعنی صاف کر دیں اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناک نہ منہ اور نہ اور کوئی چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور فَطَمَسْنَا اَعْیُنَهُمْ میں بھی یہی معنی ہیں۔ اَلْمَطْمُوْسُ الْعَیْنِ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان شگاف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طمست الكتاب والاثر فلا يرى منه شی یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ الاخطل جس کا نام الغوث بن ہبیرۃ بن الصلت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دی گئی تھی کہتا ہے۔

وَتَكْلِيْفُنَا هَا كُلَّ طَامِسَةِ الصُّوٰی شَطُوْنٍ تَرٰی حِرْبَاءَ هَا يَتَمَلْمَلُ

اور ہمارا ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں میں تکلیف دینا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی کے سبب سے) وہاں کے گرگٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صُوَیٰ کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں) کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پہچانا جاتا ہے (شاعر) کہتا ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی اونچی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کا واحد صوۃ ہے۔

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر ٹولیاں بنالی تھیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش اور غطفان اور بنی قریظہ میں سے جن لوگوں نے ٹولیاں بنالی تھیں وہ حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق ابورافع اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور ابوعمار اور وحوح بن عامر اور ہوذۃ بن قیس تھے۔ وحوح اور ابوعمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں سے تھے اور یہ سب کے سب (اس کی شاخ) بنی النضیر میں سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کی جائے اس کو عرب جِبْتِ کہتے ہیں اور جو چیز حق سے گمراہ کرے اس کو طاغُوْت کہتے ہیں۔اور جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طَوَاغِیْت ہے اور مجھے ابونجیح سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں۔

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ سَبِيْلاً ﴾

''اوران لوگوں کے متعلق جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے اس فرمان تک

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا ﴾

''یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انہیں عنایت فرمایا ہے بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب وحکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے''۔

نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هَارُوْنَ وَ سُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾

''(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب و یونس

و ہارون و سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰ سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے''۔

اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:

اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ.

''سنو! واللہ تم لوگ اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں''۔

انہوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے اور نہ ہم اس پر گواہی دیتے ہیں تو ان کے اس قول کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴾

''(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز اس نے تیری طرف اتاری ہے وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو شخصوں کے خون بہا کے متعلق مدد لینے کے لئے تشریف لے گئے جن کو عمر بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا ان میں سے بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انہوں نے (آپس میں) کہا کہ اس وقت محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم اسے پھر کبھی ہرگز نہ پاؤ گے۔ اس لئے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر گرا دے تو وہ ہمیں اس سے راحت دینے کا باعث ہوگا تو عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب) اس کی خبر ہوگئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ

تمہاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے''۔

اور رسول اللہ ﷺ نعمان بن اضاء اور بحری بن عمرو اور شاٗس ابن عدی کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سزا سے انہیں ڈرایا تو ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی طرح کہا کہ اے محمدؐ تم ہمیں کیا ڈراتے ہو واللہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (اس پر) اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾

''اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبیؐ تو) کہہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے انہیں ڈرایا تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادۃ اور عقبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمہیں تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ وَّاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے

زمانے) میں وہ تمہارے لئے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے (تا کہ تمہیں یہ عذر نہ رہے) کہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا پس اب تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ چکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے اور ان لوگوں سے انہیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں اور ان احکام الٰہی کو جنہیں ان لوگوں نے رد کر دیا یہاں تک کہ اس کی پاداش میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ ان کا بیان فرمایا۔

نبی ﷺ کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انہوں نے مزینہ میں سے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرۃ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور ان میں سے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو اور اس سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں کے فیصلے کا حاکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو۔ اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انہیں اس طرح بٹھانا کہ ان کے منہ گدھوں کی دموں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے اور جو چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین لے گا۔ (یعنی نبوت تمہارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اس شادی شدہ شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لئے ان دونوں پر آپ کو حاکم بنا دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ ان کے علما کے پاس ان کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:

یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَخْرِجُوْا اِلَیَّ عُلَمَاءَ کُمْ.

''اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ۔ تو وہ عبداللہ بن صوری کو لائے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظۃ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے

ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علما ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوالات فرمائے اور ان کے متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ عالم ہے) یہاں تک کہ ان لوگوں نے عبداللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ توریت جاننے والوں میں یہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''مجھ سے بنی قریظہ کے بعض افراد نے بیان کیا'' سے ''سب سے زیادہ جاننے والا ہے'' تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اور وہ ایک جوان چھوکرا ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت (فرمانے) میں اصرار فرمایا اور آپ اس سے فرما رہے تھے:

يَا ابْنَ صُوْرٰى اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَاُذَكِّرُكَ بِاَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ حَكَمَ فِيْمَنْ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ بِالرَّجْمِ فِى التَّوْرَاةِ.

''اے ابن صوری میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگساری کا حکم دیا ہے''۔

اس نے کہا الٰہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ (وہاں سے) نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار (کے محلے) میں ہے۔

پھر اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ﴾

''اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے کہہ دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ (باتون) کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے''۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انہیں بعض ایسے حکم بتا دیئے ہیں جو بجا نہیں۔ پھر فرمایا کہ:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ (ای الرجم) فَاحْذَرُوْهُ.

''یہ لوگ کلمات کے استعمال موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کی جانب سے) تمہیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ حکم (یعنی رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو''۔ آخر بیان تک

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کئے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تا کہ پتھروں سے اس کو بچائے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لئے نمایاں فرما دی تا کہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے سن کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان میں حاکم بنایا گیا تو آپ نے انہیں توریت کے ساتھ بلوایا اور ان میں سے ایک عالم بیٹھ کر اسے پڑھنے لگا اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَكُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ مَا دَعَاكُمْ اِلٰى تَرْكِ حُكْمِ اللّٰهِ وَهُوَ بِاَيْدِيْكُمْ.

''اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے''۔

راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے واللہ اس حکم پر ہم میں عمل ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص نے جو شاہی خاندان اور بڑی حیثیت والوں میں سے تھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے) اس کے سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد پھر ایک شخص نے زنا کیا (اور) اس نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ (اس کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا) جب تک کہ فلاں شخص کو سنگسار

نہ کیا جائے۔ جب انہوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجبیہ قائم کیا اور سنگساری کے تذکرے اور اس پر عمل کرنے کو مردہ سنت بنا ڈالا راوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَ اللّٰهِ وَعَمِلَ بِهٖ.

''تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الٰہی کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا''۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروزے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خون بہا میں ان لوگوں کے مظالم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورۂ) مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ (تعالیٰ) نے یہ فرمایا:

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾

''(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (تجھے اختیار ہے) اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا ئیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''۔

یہ آیتیں بنی النفیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خون بہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النفیر کے مقتولوں کا خون بہا جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ (کے مقتولوں) کا نصف۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی دیت مقرر فرما دی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا۔

اے محمد (ﷺ) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حاکم بنا دیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرما دیں اور ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُوْنَ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾

''اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں سے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ روگرداں ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انہیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہ لوگوں میں سے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے اور یقین رکھنے والوں کے لئے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے''۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ان میں سے ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ[1] مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.

---

[1] (الف) میں النبیین ہے جو غلط ہے کیونکہ اوتی کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہئے۔ (احمد محمودی)

''ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں''۔

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا اِلَّا اَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ فَاسِقُوْنَ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے ہیں جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں''۔

اور رسول اللہ ﷺ کے پاس رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ آئے اور کہا۔

اے محمد کیا تمہارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے۔ آپ نے فرمایا:

بَلْ وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِيْهَا مِمَّا اُخِذَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمِيْثَاقِ فِيْهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا اُمِرْتُمْ اَنْ تُبَيِّنُوْهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ اِحْدَاثِكُمْ.

''کیوں نہیں (بے شک میرا دعویٰ یہی ہے) لیکن تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی اس بات کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو اس لئے میں نے تمہارے نئی باتوں سے علیحدگی اختیار کر لی''۔

انہوں نے کہا پھر تو ہم انہیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں جمے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے۔ اور ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ تیری پیروی کریں گے۔ تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ

وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴾

''(اے نبی ان سے) کہہ اے اہل کتاب تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم توریت و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور بے شک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گی اس لئے تو کافر قوم پر غم نہ کھا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النحام ابن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے اور کہا اے محمد کیا تمہیں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور کو معبود کا علم نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَاِلٰى ذٰلِكَ اَدْعُوْ.

''اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں اسی (اصول) پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں''۔

تو ان لوگوں کے اور ان کے قول کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ﴾

''(اے نبی) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہئے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے اس لئے) تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک یہ پہنچ جائے۔ کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں''۔

﴿ قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

''تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے''۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے ان

دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾

''اے وہ لوگو! جنہوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو''۔

﴿ وَإِذَا جَاءُوْكُمْ قَالُوْا آمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴾

''اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو کہہ دیا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لئے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپاتے ہوئے داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لئے ہوئے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کو اللہ خوب جاننے والا ہے''۔

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی راوی نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيْكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُوْنَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

''وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہوگئی ہے وہ تم پر اچانک ہی آئے گی۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے یا وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہہ دے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایان کے معنی متی کے ہیں یعنی کب۔ قیس بن الحدادیۃ الخزاعی نے کہا ہے۔

فَجِئْتُ وَمُخْفَى السِّرِّ بَيْنِي وَبَيْنَهَا لِأَسْأَلَهَا أَيَّانَ مَنْ سَارَ رَاجِعُ

رازکومخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اوراس کے درمیان (طے شدہ) تھا وہاں اس سے اس بات کے دریافت کرنے کے لئے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مُرْسَاهَا کے معنی مُنْتَهَاهَا کے ہیں اوراس کی جمع مراس ہے کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے۔

وَالْمُصِيْبِيْنَ بَابَ مَا اَخْطَاَ النَّا   سُ وَمُرْسٰی قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ

اس دروازے کو پالینے والوں کی قسم جس کولوگوں نے غلطی سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مُرْسٰی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور حَفِی عنہا میں تقدیم وتاخیر ہے۔فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونك عنها كانك حفی بهم ۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انہیں وہ بات بتادے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حَفِیٌّ کے معنی البر المتعهد کے بھی ہیں۔یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ انه كان بی حفيا۔

وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔اوراس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشیٰ نے کہا ہے۔

فَاِنْ تَسْاَلِیْ عَنِّیْ فَیَارُبَّ سَائِلٍ   حَفِیٍّ عَنِ الْاَعْشٰی بِهٖ حَیْثُ اَصْعَدَا

(اے عورت) اگر تو میرے حالات دریافت کرتی ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعشیٰ جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے اوراس پر احسانات کرنے والی بہت رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصدے کی ہے۔

اور حفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لئے چھان بین کرنا اوراس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سلام بن مشکم اور ابو یونس نعمان بن اوفی اور محمود ی بن دحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن الضیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

یُضَاهِئُوْنَ[1] قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ﴿

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انہیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کئے جا رہے ہیں''۔ آخر بیان تک۔

ابن ہشام نے کہا کہ یُضَاهِئُوْنَ کے معنی '' ان لوگوں کی باتیں ان لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں ھو یضاحیك۔ وہ بھی تمہیں سا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس محمود بن سیحان اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو۔ حقیقۃً یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اَمَا[2] وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْرِفُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِهٖ مَاجَاءُوْا بِهٖ

''سن لو! اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن وانس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے''۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فنحاص اور عبداللہ بن صوری اور ابن صلوبا اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اشیع اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے کہا۔ اے محمد کیا یہ تمہیں کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَمَا[2] وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ وَاِنِّیْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ ذٰلِكَ مَكْتُوْبًا عِنْدَكُمْ فِی التَّوْرَاةِ.

---

[1] (الف ج د) میں یضاھونہ۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ''ام'' بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

''سن لو اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو''۔

انہوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لئے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے۔ اس لئے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتاریئے کہ ہم اسے پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾

''(اے نبی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے۔ اگر چہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول ''تظاهروا علیه'' ہے جس کے معنی تعاونوا علیه ہیں۔ شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ اَصْبَحْتَ لِلدِّيْنِ قِوَامًا وَلِلْاِمَامِ ظَهِيْرًا

اے نبی کے ہمنام! تو دین کے لئے باعث ترقی اور خلیفہ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہراء ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابونافع اور اشیع اور شمویل بن زید نے عبداللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انہیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جبکہ انہوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے محمد اللہ نے تو اس تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر اس کو کس نے پیدا کیا۔ راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) رسول اللہ ﷺ کو اپنے پروردگار کے لئے غصہ آ گیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے۔ راوی نے کہا آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمد

اپنے پر بار نہ ڈالئے۔ (یا آواز پست کیجئے) اور اللہ (تعالیٰ) کے پاس سے آپ کے پاس اس بات کا جواب لائے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا (اور کہا)۔

﴿ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾

''(اے نبی) کہہ دے بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے''۔

راوی نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو انہیں پڑھ کر سنایا تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجئے۔ کہ اس کی خلقت کیسی ہے اس کا ہاتھ کیسا ہے اس کا بازو کیسا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آ گیا اور انہیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے جس کے متعلق انہوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

''اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کا انداز نہیں کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات ۔سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک (کی باتیں) کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے:

((يُوْشَكُ النَّاسُ اَنْ يَتَسَاءَلُوْا نَبِيَّهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

''... اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے''۔

ابن ہشام نے کہا نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لی جاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ جن کو نعمان ابن المنذر نے قتل کر کے ان (کی قبروں) پر کوفے میں الغریین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھتیجی) ہند بنت معبد بن نضلہ نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے۔

اَلَا بَكَرَ النَّاعِیْ بِخَیْرَیْ بَنِیْ اَسَدْ بِعَمْرِو بْنِ مَسْعُوْدٍ وَبِالسَّیِّدِ الصَّمَدْ

سنو کہ خبر دینے والے نے بنی اسد کی دو بہترین فردوں عمرو بن مسعود اور مرجع خلائق سردار کی موت کی خبر صبح سویرے دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان میں سے سربرآوردہ لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں سے ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجمعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابوحارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر بن وائل میں سے ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان میں ماہر عالم اور ان کا امام۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور ابوحارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہو گیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو جب ان کے دینی علوم میں اس کی مہارت و اجتہاد کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا اور اس کے لئے کئی کلیسے بنا دئے تھے اور اس کے لئے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کر دیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابوحارثہ اپنی ایک خچرنی پر بیٹھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت توجہ کی۔ اور اس کے بازو ہی اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام کور بن علقمہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس کا نام کوز بتایا ہے۔ ابوحارثہ کی خچرنی نے ٹھوکر کھائی تو کوز نے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابوحارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے اس نے کہا بھائی صاحب (ہائیں) یہ کیوں تو اس نے کہا واللہ یہی وہ نبی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوز نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (پر ایمان لانے) سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں نے ہمارے لئے کچھ کر رکھا ہے۔ ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور عزت دی ہے اور حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے۔ اور اگر میں نے

(ویسا ہی) کیا (جیسا تیرا خیال ہے) تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے یہ لوگ چھین لیں گے پھر اس کے بھائی کوز بن علقمہ نے اسی کی بات جو خود اس کے خلاف تھی اپنے دل میں چھپائے رکھی حتیٰ کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا اور مجھے جو خبریں ملی ہیں انہیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کوز بن علقمہ) اس (ابوحارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ نجران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان میں سے کوئی رئیس مر جاتا اور وہ ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ جو ان پر پہلے سے تھیں ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور ان مہروں کو نہ توڑتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (وہاں کا) جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلا تو ٹھوکر کھائی تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس سے اس کے باپ نے کہا ایسا نہ کہہ کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضایع یعنی کتب (محفوظہ) حکمت میں ہے۔ اور جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی تو اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں اس نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

اِلَیْکَ تَعْدُوْ قَلِقًا وَضِیْنُهَا مُعْتَرِضًا فِیْ بَطْنِهَا جَنِیْنُهَا
مُخَالِفًا دِیْنَ النَّصَارٰی دِیْنُهَا

(اونٹنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آ رہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقه یعنی اونٹنی کے کمر بند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں ''معترضا دین النصاری دینها'' بڑھا دیا ہے۔ لیکن ابوعبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی بنایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ جبے پہنے اور چادریں اوڑھتے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح خوب صورت تھے۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنہوں نے ان کو اس روز دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا سا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا ان لوگوں کی نماز کا وقت آ چکا تھا۔

اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دعوھم۔ انہیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں) تو انہوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان میں سے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔ اور اوس اور الحارث اور زید اور قیس اور یزید اور نبیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبداللہ اور یحنس ساٹھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ ﷺ ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے ان میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں سے تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاریٰ کے اسی قسم کی باتیں تھی ''وہ اللہ ہے'' کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔ اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہو اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں سے تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا ہم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔ اگر وہ ایک ہوتا تو میں نے کیا میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا۔ جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ اصل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) اور عیسیٰ اور مریم ہیں۔ پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

اور جب ان دونوں[1] عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا:

اَسۡلِمَا.

''تم دونوں اسلام اختیار کرو''۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا۔ انکما لم تسلما فاسلما۔ تم دونوں نے

---

[1] مصنف نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اوپر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غور طلب امر ہے۔ (احمد محمودی)

اسلام اختیار نہیں کیا ہے اسلام اختیار کرلو۔ان دونوں نے کہا ہم نے تم سے پہلے اسلام اختیار کرلیا ہے۔فرمایا:

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دَعَاءَ كُمَا لِلّٰهِ وَلَدًا وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيْبَ وَاَكْلُكُمَا الْخِنْزِيْرَ.

''تم دونوں نے جھوٹ کہا۔تمہارا اللہ کے لئے بیٹے کا ادعا اور تمہاری صلیب کی پوجا اور تمہارا سور کا گوشت کھانا (یہ سب باتیں) تمہیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں''۔

انہوں نے کہا اے محمد پھر ان کا باپ کون تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور انہیں کوئی جواب ادا نہ فرمایا تو اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورۂ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے کچھ اوپر آیتوں تک نازل فرمایا اور فرمایا:

﴿ آلٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾

''الم۔اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے برقرار ہے''۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے اور وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے۔ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تا کہ جو کافرانہ بدعتیں انہوں نے پیدا کر لی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھہرا لئے تھے اس کا رد ہو اور اپنے دوست (یعنی پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا وہ خود ان پر حجت ہو اور اسی سے ان کی گمراہی بتا دی جائے۔پس فرمایا:

﴿ آلٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾

''اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں''۔

اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔وہ ایسا زندہ ہے کہ مرتا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھا دئے گئے۔

القیوم۔پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے وہ اس پر برقرار ہے (اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

﴿ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ﴾

''اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی''۔

یعنی جن امور میں انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی اس کو لئے ہوئے۔

﴿ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴾

''اور اس نے توریت و انجیل بھی اتاری''۔

یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

﴿ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴾ ''اور فرقان نازل فرمایا''۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں سے مختلف جماعتوں نے جو مختلف خیالات قائم کر لئے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ﴾

''بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے''۔

یعنی اللہ ان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنہوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کو سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴾

''بے شبہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں''۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں' کہ انہوں نے اللہ سے غفلت' اور اس کا انکار کر کے' عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھہرالیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ﴾

''وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورتیں تمہیں دیتا ہے''۔

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ انہیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے پھر ان شرکاء سے جو انہوں نے ٹھیرا لئے تھے۔ اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے:

﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ وحکمت والا ہے''۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ ودلائل بیان کرنے میں حکیم ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ ﴾

''وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے۔ اس میں سے بعض آیتیں استوار (وَاضِحُ الْمُرَادِ مَانِعُ اِشْتِبَاه) ہیں اور یہی کتاب کی اصل ہیں''۔

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے اور مخالف اور غلط باتوں کی مدافعت ہے۔ انہیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جا سکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے جس کے لئے وہ بنائے گئے ہیں۔

﴿ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾ ''اور (بعض) دوسری مشتبہ ہیں''۔

کہ ان کو ان کے معنی سے پھیرا جا سکتا ہے اور ان کی تاویل کی جا سکتی ہے اللہ نے ان کے ذریعے بندوں کی آزمائش کی ہے جس طرح حلال وحرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انہیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں اور انہیں حقیقی معنی سے نہ پھیریں اللہ فرماتا ہے:

﴿ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ ﴾

''تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے''۔

یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے۔

﴿ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ﴾

''تو وہ لوگ اس میں سے مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں''۔

یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تا کہ اس کے ذریعے ان باتوں کو سچا ٹھہرائیں جن کا انہوں نے ایجاد کر لیا ہے اور نئی باتیں پیدا کر لی ہیں تا کہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انہوں نے کہی ہے اس میں انہیں شک وشبہہ ہی ہے۔

﴿ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ﴾ ''فتنے کی جستجو میں''۔

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لئے۔

﴿ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهِ ﴾ ''اور تاویل کی تلاش میں''۔

یعنی خلقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں جس کا انہوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهُ ﴾ ''اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا''۔

یعنی اس (خَلَقْنَا اور قَضَيْنَا) کی تاویل جس کے معنی انہوں نے اپنے حسب منشاء لے لئے ہیں۔

﴿ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ﴾

''مگر اللہ اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لا چکے۔ یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے''۔

پھر اس میں اختلاف کیسے ہو سکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انہوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کے لئے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری تاویل نہیں کرتا۔ اور ان کی اس بات سے کتاب منتظم ہو گئی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرنے والا (ہونا ظاہر) ہو گیا۔ اور اس کے ذریعے حجت نافذ ہو گئی اور وجہ ظاہر ہو گئی اور غلطی زائل ہو گئی اور کفر کا سر کچل دیا گیا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:

﴿ وَمَا یَذَّکَّرُ ﴾ ''اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے''۔

یعنی ایسے معاملوں میں۔

﴿ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا ﴾

''مگر عقل والے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ بتا دی''۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرح جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

﴿ وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ﴾

''اور ہمیں اپنے پاس رحمت عنایت فرما بے شبہ تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ[1] وَاُولُو الْعِلْمِ ﴾

''اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انہوں نے جو کچھ کہا اس کے خلاف (یہ سب گواہ ہیں)''۔

﴿ بِالْقِسْطِ ﴾

''انصاف سے۔ یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے''۔

﴿ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾

---

[1] (الف) میں ملیکۃ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ بے شبہ اللہ کے پاس دین (تو بس) اسلام ہی ہے''۔

یعنی! اے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس طریقے پر تم ہو۔

﴿ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ﴾

''اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انہوں نے (اس سے) اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ چکا''۔

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آ چکا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾

''آپس کی سرکشی سے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے''۔

﴿ فَاِنْ حَآجُّوْكَ ﴾

''پھر بھی انہوں نے اگر تجھ سے حجت کی''۔

یعنی ان کے قول خَلَقْنَا۔ فَعَلْنَا اور اَمَرْنَا کی (تاویل) باطل سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ نرا شبہ باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے۔ اس کو انہوں نے جان لیا ہے۔

﴿ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ ﴾

''تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے''۔

﴿ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ وَالْاُمِّيّٖنَ ﴾

''اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انہوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں ان سے کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں (ان سے کہہ)''۔

﴿ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴾

''کیا تم نے بھی (اس اصول) تسلیم کو اختیار کر لیا اگر انہوں نے (بھی اس اصول کو) مان لیا تو بس سیدھی راہ پر لگ لئے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پرواہ نہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرمایا اور انہوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لئے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔ الی قولہ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ ﴾

''جولوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل وانصاف کے احکام دیتے ہیں (انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے)۔ سے اس کے اس فرمان تک۔ کہہ اے اللہ اے حکمت کے مالک''۔

یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

﴿ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ﴾

''تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس جو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں''۔

﴿ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ ''بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

﴿ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ﴾

''تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے''۔

یعنی اسی قدرت سے۔

﴿ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴾

''اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے''۔

تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیرے سوا کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کیچڑ سے پرند کے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لئے چند چیزوں پر غلبہ دے دیا تھا تا کہ انہیں اس کے ذریعے سے لوگوں کے لئے ایک نشانی بناؤں اور تا کہ اس نبوت کی تصدیق ہو جسے میں نے انہیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو (اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں

ایسی چیزیں بھی تو ہیں جو میں نے انہیں نہیں دیں (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا اور[1] نبوت کا عہدہ جس کو چاہنا دے دینا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جس کو چاہنا بے حساب رزق دینا غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی اور جن کا انہیں مالک نہیں بنایا لیکن انہیں ان چیزوں میں کوئی دلیل و عبرت نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں حالانکہ انہیں یہ معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے پھر ایمانداروں کو نصیحت فرمائی اور انہیں ڈرایا اس کے بعد فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ﴾

''(اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو''۔

یعنی اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمہارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لئے (ہوتے ہیں)۔

﴿ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾

''تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ ڈھانک لے گا''۔

یعنی تمہارا گزشتہ کفر۔

﴿ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ''اور اللہ پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے''۔

﴿ قُلْ اَطِیْعُو اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ﴾

''کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو''۔

﴿ فان تولوا ﴾ ''پھر اگر انہوں نے روگردانی کی''۔

یعنی اپنے کفر ہی پر (اڑے) رہے۔

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكَافِرِیْنَ ﴾ ''تو بے شبہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا''۔

پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اللہ نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا

---

[1] (ب) میں تَمْلِیْكَ الْمُلُوْكِ وَاَمْرُ النُّبُوَّةِ ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور (الف ج د) میں بامر النبوۃ ہے جس کے معنی ''نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ بنانا'' ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

کیسی ہوئی۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''بے شک اللہ نے آدم ونوح وآل ابراہیم وآل عمران کو تمام جہانوں میں سے انتخاب فرمالیا۔ (ان سے میری مراد) وہ اجزا (ہیں) جو ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے اور اللہ تو (ان کی قابلیتوں اقتضاؤں اور دعاؤں سے خوب واقف ہے وہ) خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی عورت نے کہا۔ اے میرے پروردگار جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے یقیناً تیری نذر میں دے دیا اور آزاد کر دیا''۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا اور اسے اللہ کی غلامی کے لئے آزاد کر دیا کہ اس سے کسی دینوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

﴿ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ﴾

''پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما بے شبہہ تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنا (تو) کہا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جنا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا اللہ اس سے خوب واقف ہے اور لڑکا[1] لڑکی کی طرح نہیں''۔

---

[1] مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر ''لیس الذکر کالانثی'' کو مقولۂ والدۂ مریم علیہا اسلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ''لیس کالانثی کالذکر'' ہونا چاہئے تھا۔ یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لئے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لئے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اس کے مرتبے اور علوشان سے خوب واقف ہے۔ جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا سا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والا بہت سے مردوں سے بھی برتر واعلیٰ ہے۔ (احمد محمودی)

یعنی اس مقصد کے لئے جس کے لئے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور نذر پیشکش کیا تھا۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

''اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھلنے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں دیتی ہوں''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ ﴾

''تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ قبول فرمالیا''۔

﴿ وَ اَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَھَا زَكَرِیَّا ﴾

''اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا نے کی''۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ كَفَّلَھَا کے معنی ضَمَّھَا کے ہیں۔یعنی اسے اپنے ساتھ رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انہوں نے جو دعا کی اور جو کچھ انہیں عطا ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو یحییٰ عنایت فرمائے گئے۔اس کے بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا:

﴿ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَ طَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ یَا مَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرَّاكِعِیْنَ ﴾

''اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا اور تجھ کو پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی اے مریم اپنے پروردگار کے لئے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر''۔

(اور) اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:

﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ ﴾

''یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا''۔

﴿ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ﴾

''جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی نگرانی کرے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اَقْلَامُهُمْ کے معنی سَهَامُهُمْ کے ہیں۔ یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعے انہوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ تو زکریا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔ آخر مریم کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھا یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں سے ایک بڑھئی تھا۔ مریم علیہا السلام کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور زکریا (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لئے زکریا (علیہ السلام) اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لئے زکریا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم (علیہ السلام) کے لئے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے تو جریج راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لئے نکلا (اور) جریج ہی نے ان کی نگرانی کی۔

﴿ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴾

''اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا''۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تا کہ آپ کی نبوت کو ثابت کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنہیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انہیں ان کے سامنے پیش فرماتے تھے ان پر حجت قائم ہو۔ پھر فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔ اے مریم''۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﴾

''اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے''۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

﴿ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾

''دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو والے تھے''۔

یعنی اللہ کے پاس:

﴿ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے''۔

انہیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کم سنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے انہیں گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی نبوت کے لئے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے:

﴿ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ﴾

''مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرا لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہوگا) اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے''۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے بشر ہو یا غیر بشر۔

﴿ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ ﴾

''جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کرلیا تو اس کو صرف ''ہو'' کہہ دیتا ہے''۔

وہ جس چیز کو چاہے اور جیسی چاہے:

﴿ فَیَكُوْنُ ﴾ ''تو وہ ہو جاتی ہے''۔

اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا:

﴿ وَیُعَلِّمُهُ[1] الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ ﴾

''اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور توریت کی تعلیم (کا شرف عنایت) فرمائے گا''۔

جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کے وقت سے چلی آرہی تھی۔

﴿ وَالْاِنْجِیْلَ ﴾ ''اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)''۔

جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے انہیں نئی عنایت فرمائی تھی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ (عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیا میں سے ہونے والے ہیں۔

﴿ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾

---

[1] (الف) میں ''نعلمه'' ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہے۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے۔ (احمد محمودی)

''اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر (بھیجا) اس نے کہا بے شبہہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں''۔

یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اس کی جانب سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

﴿ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ ﴾

''بے شبہہ میں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی شکل پیدا کرتا ہوں''۔

﴿ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا ہے''۔

اس اللہ کے حکم سے جس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے:

﴿ وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ﴾

''اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بھلا) چنگا کر دیتا ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اَلْاَکْمَه مادرزاد اندھے کو کہتے ہیں۔

رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے:

هَرَّجْتُ فَارْتَدَّارْ تِدَادَ الْاَکْمَهِ

میں نے ڈانٹا تو وہ مادرزاد اندھے کی طرح لوٹ گیا۔ اور اس کی جمع کمه ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ھرجت کے معنی صیحت بالأسلجلبت علیه ہیں یعنی شیر کے مقابل چیخا اور چیخ پکار کی اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

﴿ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّکُمْ ﴾

''اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شبہہ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔ اس بات پر کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں''۔

﴿ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ ''اگر تم ایماندار ہو''۔

﴿ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ ﴾

''اور میں اس توریت کی تصدیق کرنے والا (بنا کر بھیجا گیا ہوں) جو میرے سامنے ہے''۔

یعنی جو مجھ سے پہلے آ چکی ہے۔

﴿ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ﴾

''اور (میں بھیجا گیا ہوں) تا کہ بعض ایسی چیزیں تمہارے لئے جائز کردوں جوتم پر حرام کردی گئی تھیں''۔

یعنی یہ بتادوں کہ وہ تم پر حرام تھیں اور تم نے ان کو چھوڑ دیا تھا اور اب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے انہیں تمہارے لئے جائز کردوں کہ تمہیں اس میں سہولت ہوجائے اور اس کی دشواری سے تم نکل جاؤ۔

﴿ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَ رَبُّكُمْ ﴾

''اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں اس لئے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی''۔

یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرمانے اور اپنے پروردگار کی حجت ان لوگوں پر قائم ہونے کے لئے فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾

''تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے''۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے کے لئے میں نے تمہیں شوق دلایا اور یہی ہدایت لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿ فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ ﴾

''پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا۔اور اپنی ذات پر ان کی دست درازی دیکھی''۔

﴿ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ﴾

''(تو) کہا (کلمۃ) اللہ (کی برتری) کے لئے۔ میری مدد کرنے (والی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں حواریوں نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے''۔

ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انہوں نے اپنے پروردگار کی جانب سے فضیلت حاصل کر لی۔

﴿ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾

''اور آپ گواہ رہئے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے حجت کررہے ہیں''۔

﴿ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

''اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے اس لئے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر) میں لکھ لے''۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔

پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر فرمایا۔

اور فرمایا:

﴿ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾

''اور انہوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے''۔

پھر انہیں بتایا اور ان کے اس عقیدے کا رد فرمایا جس کا انہوں نے اقرار کر لیا تھا کہ یہود نے آپ کو سولی دے دی۔

اور فرمایا:

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں۔ جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق نا قابل ذکر ارادے کئے''۔

﴿ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾

''اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انہیں ان لوگوں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا''۔

پھر واقعات بیان فرمائے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴾

''(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں''۔

یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کئے ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا لگاؤ نہیں ہے اس لئے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ﴾

''(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے۔ سچی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے''۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔

﴿ فَلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾

''اس لئے شک وشبہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو''۔

یعنی اگر چہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور چہرے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لئے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔

﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ﴾

''اس لئے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ) اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں''۔

یعنی اس کے بعد کہ میں نے تجھ سے اس کی خبر بیان کر دی ہے کہ اس کے کیا حالات تھے۔

﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ﴾

''تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلالیں اس کے بعد گریہ وزاری سے دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ نے کہا نبتھل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔ نبی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

لَا تَقْعُدَنَّ وَقَدْ اَكَّلْتَهَا حَطَبًا تَعُوْذُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَتَبْتَهِل

جب تو نے اسے (جنگ کو) ایندھن سے بھڑکا دیا ہے تو کسی روز بھی اس کی برائی سے پناہ مانگتا اور لعنت کرتا نہ بیٹھا رہ۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ نبتھل کے معنی نتضرع یعنی آہ وزاری سے دعا کرنا کے ہیں۔ فرماتا ہے کہ ہم لعنت کی دعا کریں۔ عرب کہتے ہیں۔ بَهَلَ اللّٰهُ فلانا' ای لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اور بَهْلَة

اللہ کے معنی لعنة اللہ کے ہیں اور نبتھل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ان ھذا۔ بے شک یہ۔ یعنی یہ خبر جو میں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں۔

﴿ لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ﴾

''یقیناً یہی حقیقی بیان ہے''۔

یعنی عیسیٰ کے متعلق۔

﴿ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴾

''اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شبہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے''۔

﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴾

''پھر اگر انہوں نے روگردانی کی تو بے شبہ اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے''۔

﴿ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾

''کہہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں راست (اور مسلم) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انہوں نے روگردانی کی تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ پس آپ نے انہیں ایک انصاف کی بات کی جانب دعوت دی اور انہیں لاجواب کر دیا''۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیانی جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے انہیں مباہلے کی دعوت دی انہوں نے کہا کہ اے محمد! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ نے جو دعوت دی ہے اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس ارادے سے ہم پھر آئیں گے۔ اور وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں گفتگو کی اور اس سے کہا اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے اور تمہیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا ہے جن میں سے کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر پھلے پھولے ہوں۔ اور یاد رہے کہ اگر تم نے (مباہلہ) کیا تو تمہاری جڑیں تک اکھیڑ

دی جائیں گی اور اگر تم نے اپنے دوست کے متعلق جو کچھ کہہ دیا ہے اسی پر (تم) جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے تم صلح کرلو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم (اپنے مقام کو) لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں کسی ایسے شخص کو جس کو آپ ہمارے لئے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتُوْنِی الْعَشِيَّةَ اَبْعَثُ مَعَكُمُ الْقَوِیَّ الْاَمِيْنَ.

''تم لوگ شام میں میرے پاس آؤ میں ایک قوی امانت دار کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا''۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہو جاؤں (یعنی قوی وامین) اس لئے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا اور اس کے بعد آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمالیں اور آپ اپنی نظر سے تلاش فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر انور ابوعبیدہ بن الجراح پر پڑی تو انہیں طلب فرما کے ان سے (یہ) فرمایا:

اُخْرُجْ مَعَهُمْ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ.

''ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کیا کرو۔ عمر نے کہا غرض ان صفات کو ابوعبیدہ نے حاصل کرلیا''۔

منافقوں کے کچھ حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا اور بنی العوف کی بھی شاخ بنی الحبلی میں سے تھا اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی بھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوئیں نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے ردوبدل کرنے والے حادثے رونما ہوئے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں سے تھا جو اپنی قوم اوس میں سربرآوردہ ومطاع تھا جس کا نام ابوعامر عبد عمرو صیفی بن

النعمان تھا جو بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی شخص حنظلۃ الغسیل کا باپ تھا جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی' موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں اپنی برتری سے محروم ہو گئے اور اسلام سے انہیں نقصان پہنچا۔

عبداللہ بن ابی کے لئے تو اس کی قوم نے منکوں کی ایک مالا تیار کی تھی کہ اس کو تاج پہنا کر اپنا حاکم بنا لیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی (تو) اللہ نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام کے اور کسی بات کو نہیں مانتی تو خود بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن نفاق اور کینے پر جما رہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات (ہی) نہ مانی اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا اور دس سے کچھ اوپر ایسے اشخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث کی روایت سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوا الرَّاهِبُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْفَاسِقَ.

''(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق (نافرمان) کہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم نے جنہوں نے صحبت (نبوی کی عزت) پائی تھی اور (احادیث) سنی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا:

جِئْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

''میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں''۔

اس نے کہا میں تو اس دین پر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا.

''تو اس دین پر نہیں ہے''۔

اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن اے محمد تم نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں آپ نے فرمایا:

مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنِّيْ جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

''میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک صاف حالت میں لایا ہوں''۔

اس نے کہا کہ اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے۔ مسافرت اور تنہائی میں موت دے۔ اور وہ ان الفاظ سے رسول اللہ ﷺ پر طعن کر رہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ.

''ہاں (ہاں)! جس نے جھوٹ کہا ہو اللہ اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ نے مکہ فتح فرما لیا تو وہ نکل کر طائف کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص ابن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی نکل گئے تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا کہ متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سبب سے وارث ٹھہرایا اور علقمہ کو وارث نہ بنایا تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا ہے۔

مُعَاذَ اللّٰهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيْثٍ　　كَسَعْيِكَ فِي الْعَشِيْرَةِ عَبْدَ عَمْرٍو

اے عبد عمرو! جس طرح تیری کوششیں تیرے خاندان میں رہیں اس طرح کے برے کاموں کی کوششوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

فَاِمَّا قُلْتَ لِيْ شَرَفٌ وَنَخْلٌ　　فَقَدْ مَا بِعْتَ اِيْمَانًا بِكُفْرٍ

پھر اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک ہوں تو تو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے ہی بیچ ڈالا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''فاما قلت لی شرف و مال'' کی بھی بعضوں نے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لیکن عبد اللہ بن ابی وہ اپنی قوم میں اپنی برتری پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آ گیا تو مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ ایک گدھے پر جس پر خوگیر اور ایک فدکی چادر پڑی ہوئی تھی اور کھجور کی چھال کی رسی کی لگام تھی۔ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے

بٹھالیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں (ان کی) مزاج پرسی کے لئے تشریف لے چلے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاحم نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مزاحم قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کے اردگرد اس کی قوم والے بیٹھے ہوئے تھے اور جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے پاس سے (یونہی) گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا (اس لئے) اتر پڑے اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور آپؐ نے قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائی اور اللہ (تعالیٰ) کی جانب دعوت دی اللہ کے نام سے نصیحت کی۔ پرہیز گاری کی تلقین کی۔ خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا کہ وہ چپ چاپ تھا کوئی بات نہ کر رہا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما چکے تو کہا کہ اے شخص تیری ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں لیکن اگر یہ باتیں سچی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھ اور جو شخص تیری ان باتوں (کو سننے) کے لئے آئے اس سے یہ باتیں بیان کر اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کو ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کر جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ (راوی نے) کہا۔ عبداللہ ابن رواحہ نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا آپ کیوں ایسا نہ کریں ہماری مجلسوں۔ ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی نے جب اپنی قوم کی یہ کھلی ڈھلی مخالفت دیکھی تو کہا۔

مَتٰی مَایَکُنْ مَوْلَاکَ خَصْمُکَ لَاتَزَلْ تَذِلُّ وَیَصْرَعْکَ الَّذِیْنَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تو ہشت مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَهَلْ یَنْهَضُ الْبَازِیْ بِغَیْرِ جَنَاحِهٖ وَاِنْ جُذَّ یَوْمًا رِیْشُهٗ فَهُوَ وَاقِعُ

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے اور اگر کبھی اس کے پر اکھیڑ دئے جائیں تو وہ گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسری بیت کی روایت دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے چہرۂ مبارک میں ان باتوں کی علامتیں تھیں جو دشمن خدا ابن ابی نے کہی تھیں سعد نے کہا

یارسول اللہ میں آپ کے چہرۂ مبارک میں کچھ (تغیر) دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے۔ جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''اجل'' ہاں۔ پھر آپ نے انہیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمایئے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لئے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔ اس لئے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

رسول اللہ ﷺ کے بیمار صحابیوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے (بی بی) عائشہ کی (یہ) روایت بیان کی کہ (ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینۃ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (ام المومنین نے) کہا کہ ابوبکر اور ابوبکر کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابوبکر ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا میں ابوبکر کے نزدیک گئی اور کہا بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو کہا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهِ　　　وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (محترمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمہارا کیا حال ہے تو انہوں نے کہا۔

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ　　　اِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهٗ مِنْ فَوْقِهِ

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ　　　كَالثَّوْرِ يَحْمِيْ جِلْدَهٗ بِرَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پا لیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو

اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے۔ (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ طَوْقَه کے معنی اپنی طاقت کے ہیں۔

(ام المومنین نے) کہا کہ واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو اس کا ہوش نہیں ہے۔ (محترمہ نے) کہا کہ بلال کی یہ حالت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے (یہ) کہتے۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً　　بِفَخٍّ وَحَوْلِىْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کرسکوں گا کہ میرے گرد اذخر و جلیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ　　وَهَلْ يَبْدُوْنَ لِىْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جاسکوں گا اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے (جو مکہ میں ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَامَةٌ و طَفِيْلٌ دو پہاڑوں کے نام ہیں (ام المومنین نے) کہا تو میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ (سب) بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ.

''یا اللہ ہمارے لئے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنادے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لئے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ''۔

وَبَارِكْ لَنَا فِىْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ وَبَاءَ هَا اِلٰى مَهْيَعَةَ.

''اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع (اناج کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا کو مہیعہ کی جانب منتقل فرمادے۔ اور مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب الزہری نے عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انہیں مدینہ کا۔ بخار آ گھیرا یہاں تک کہ وہ بیماری سے تنگ آگئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بچالیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (راوی نے) کہا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا:

اِعْلَمُوْا اَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ.

''تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے''۔

راوی نے کہا تو باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لئے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی جنگ کے لئے تیاری فرمائی اور اللہ نے اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور عرب کے آپ کے آس پاس کے مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور[1] اللہ تعالیٰ کے آپ کو مبعوث فرمانیں کے تیرہ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔

تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبدالملک بن ہشام سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا تھا اور سر پر آنے کے قریب تھا' ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے اور ابن ہشام نے جو کہا ہے وہ یہی تاریخ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت ترپن سال کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع الآخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولی جمادی الآخرہ) رجب' شعبان' رمضان' شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (تک) اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

غزوہ ودّان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ اور آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا تو اس میں بنو ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جس نے ان کے خلاف آپ سے صلح کی وہ مخشی بن عمرو الضمری تھا اور وہ اپنے اس زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور صفر کے باقی دن اور ماہ ربیع الاول کی

---

[1] خط کشیدہ عبارت (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابتداء میں آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ (ہے)۔

عبیدہ بن الحارث کا سریہ

اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں قیام فرمانے کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو مہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا اور وہ چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو المرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا وہاں انہیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی لیکن ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔

پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے حالانکہ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البہرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی (یہ) روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیص ابن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے ایک شخص تھا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ابوبکر کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے۔

اَمِنْ طَيْفِ سَلْمٰى بِالْبِطَاحِ الدِّمَائِثِ اَرِقْتَ وَاَمْرٍ فِي الْعَشِيْرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمٰی کے خیال میں اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری نیند اڑ گئی۔

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ فُرْقَةً لَا يَصُدُّهَا عَنِ الْكُفْرِ تَذْكِيْرٌ وَّلَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لوئ میں تو تفریق دیکھ رہا ہے جن کو کفر سے نہ کوئی نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُوْلٌ اَتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا لَسْتَ فِيْنَا بِمَا كِثِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے

والا نہیں ہے۔

اِذَا مَا دَعَوْنَا هُمْ اِلَى الْحَقِّ اَدْبَرُوْا وَهَرُّوْا هَرِيْرَ الْمُحْجَرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انہیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھٹنے والوں اور ہانپتے (ہوئے) زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَمْ قَدْ مَتَتْنَافِيْهِمُ بِقَرَابَةٍ وَتَرْكُ التُّقَى شَئٌ لَهُمْ غَيْرُ كَارِثِ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلہ رحم کیا اور پرہیزگاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لئے ایسی چیز ہے جس کا کوئی غم ہی نہیں۔

فَاِنْ يَرْجِعُوْا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوْقِهِمْ فَمَا طَيِّبَاتُ الْحِلِّ مِثْلَ الْحَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں تو (کس قدر بہتر ہو اس لئے کہ) حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں کی طرح نہیں ہیں۔

فَاِنْ يَرْكَبُوْا طُغْيَانَهُمْ وَضَلَالَهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللّٰهِ عَنْهُمْ بِلَابِثِ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار رہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ اُنَاسٌ مِنْ ذُوَابَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِي الْفُرُوْعِ الْاَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں سے چوٹی کے لوگ ہیں ہمیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَاُوْلِىْ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَاجِيْجُ تُحْدٰى فِي السَّرِيْحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پو یہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَاُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے کیچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَّمْ يُفِيْقُوْا عَاجِلاً مِنْ ضَلَالِهِمْ وَلَسْتُ اِذَا آلَيْتُ قَوْلاً بِحَانِثِ

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں۔ اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَدِرَنَّهُمْ غَارَةٌ ذَاتُ مَصْدَقٍ تُحَرِّمُ اَطْهَارَ النِّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلد ان پر حقیقی طور پر ایک ایسا حملہ ہوگا جو جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کر دے گا۔

تُغَادِرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَا تَرْاَفُ الْكُفَّارَ رَاْفَ ابْنِ حَارِثٍ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کر دے گا کہ ان کے گرد پرندوں کی تکڑیوں کی ٹکڑیاں اکھٹی ہوں گی اور وہ ابن حارث کی طرح کافروں پر رحم نہیں کریں گے۔

فَاَبْلِغْ بَنِىْ سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً وَكُلَّ كَفُوْرٍ يَبْتَغِى الشَّرَّ بَاحِثٍ

(اے مخاطب) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور ہر اس ناقدردان کو پہنچا دے جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ۔

فَاِنْ تَشْعَثُوْا عِرْضِىْ عَلٰى سُوْءِ رَاْيِكُمْ فَاِنِّىْ مِنْ اَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثٍ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبرو ریزی چاہتے ہو تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈلنا نہیں چاہتا۔

اس کا جواب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے دیا اور کہا۔

اَمِنْ رَسْمِ دَارٍ اَقْفَرَتْ بِالْعَثَاعِثِ بَكَيْتَ بِعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَابِثٍ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر جنہیں ریت کے ٹیلوں نے بنجر بنا دیا ہے تو ایسی آنکھ سے رو رہا ہے جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں

وَمِنْ عَجَبِ الْاَيَّامِ وَالدَّهْرُ كُلُّهٗ لَهٗ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتٍ وَحَادِثٍ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے) حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچنبے کے قابل ہیں چاہے وہ پرانی ہوں یا نئی۔

لِجَيْشٍ اَتَانَا ذِىْ عُرَامٍ يَقُوْدُهٗ عُبَيْدَةُ يُدْعٰى فِى الْهِيَاجِ ابْنَ حَارِثٍ

(عجائبات زمانے میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے) لئے آیا ہے۔ کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے جو جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ اَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُكَّفًا مَوَارِيْثَ مَوْرُوْثٍ كَرِيْمٍ لِوَارِثٍ

تا کہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں جمے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لئے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَيْنَةٍ وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَاهِثِ

پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں رد ینی (نیزوں) اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے جو گرد و غبار میں ہانپتے ہوئے (دوڑنے والے) تھے مقابلہ کیا۔

وَ بِيضٍ كَاَنَّ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُوْنِهَا بِاَيْدِىْ كُمَاةٍ كَاللُّيُوْثِ الْعَوَائِثِ

اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فسادی ہیں۔

تُقِيْمُ بِهَا اِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلاً وَنَشْفِي الذُّحُوْلَ عَاجِلاً غَيْرَ لَابِثٍ

ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے تکبر سے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے (جذبۂ) انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَكَفُّوْا عَلٰى خَوْفٍ شَدِيْدٍ وَهَيْبَةٍ وَ اَعْجَبَهُمْ اَمْرٌ لَهُمْ اَمْرٌ رَائِثٍ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انہیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوْا نَاحَ نِسْوَةٌ اَيَامٰى لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثٍ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غُوْدِرَتْ قَتْلٰى يُخَبِّرُ عَنْهُمْ حَفِيٌّ بِهِمْ اَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثٍ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے متعلق خبر دے سکتے۔

فَاَبْلِغْ اَبَابَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً فَمَا اَنْتَ عَنْ اَعْرَاضِ فِهْرٍ بِمَاكِثٍ

پس (اے مخاطب) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے یہ ابوبکر کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت و آبرو سے تو رکنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبْ مِنِّىْ يَمِيْنٌ غَلِيْظَةٌ تُجَدِّدُ حَرْبًا حَلْفَةٌ غَيْرَ حَانِثٍ

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جس کو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت چھوڑ دی ہے اور اکثر علماء شعر اس قصیدے کو ابن

الزبعری کا کلام نہیں مانتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیراندازی کے متعلق کہا ہے۔

اَلَا هَلْ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ حَمَیْتُ صَحَابَتِیْ بِصُدُوْرِ نَبْلِیْ

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے۔

اذُوْدُبِهَا اَوَائِلَهُمْ ذِيَادًا بِكُلِّ حُزُوْنَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انہیں تیروں سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُّ رَامٍ فِیْ عَدُوٍّ بِسَهْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلِیْ

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لئے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذٰلِكَ اَنَّ دِيْنَكَ دِيْنُ صِدْقٍ وَذُوْحَقٍّ اَتَيْتَ بِهٖ وَعَدْلِ

اور یہ اس لئے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجَّى الْمُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يُخْزٰى بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافر اسی کے سبب سے مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

فَمَهْلًا قَدْ غَوَيْتَ فَلَا تَعِبْنِیْ غَوِیَّ الْحَیِّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ جَهْلِ

پس اے جاہل۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لئے مجھ پر عیب نہ لگا ذرا تو ٹھہر (اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر سعد کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لئے باندھا۔

اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۃ الابواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انہیں روانہ فرمایا تھا۔

سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم کو ضلعۃ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے۔ اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لئے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بھیجنا اور عبیدہ کا بھیجنا دونوں ایک ساتھ تھے۔ اس لئے لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ حمزہ نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں اور اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پس اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الٰہی سے انہوں[1] نے سچ ہی کہا (ہوگا) کیونکہ وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لئے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اَلَا یَا لِقَوْمِی لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَھْلِ ۔۔۔ وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْیِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو' میری قوم کی جہالت اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل ورائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاکِبِیْنَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ ۔۔۔ لَھُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا اَھْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچمبے کی بات ہے۔

کَاَنَا تَبَلْنَا ھُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا ۔۔۔ لَھُمْ غَیْرُ اَمْرٍ بِالْعَفَافِ[2] وَبِالْعَدْلِ

---

[1] اس مقام پر اصل میں ''فَقَدْ صَدَقَ اِنْشَاءَ اللّٰہ'' ہے صیغہ ماضی کے ساتھ ان شاء اللّٰہ کی شرط کے دوسرے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں بالعقاب ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے کہ انہیں سزا سے ڈراتے اور انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے۔ حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انہیں پاک دامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

وَاَمْرٍ بِاسْلَامٍ فَلَا يَقْبَلُوْنَهُ وَ يَنْزِلُ مِنهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوْا حَتّٰى ابْتَدَرْتُ لِغَارَةٍ لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوا ابْتَغٰى رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انہوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لئے تیزی سے ان پر چھاپا مارا۔

بِاَمْرِ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَوَّلُ خَافِقٍ عَلَيْهِ لِوَاءً لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِىْ

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کشا تھا ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔

لِوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِىْ كَرَامَةٍ اِلٰهٍ عَزِيْزٍ فِعْلُهُ اَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین ہے۔

عَشِيَّةَ سَارُوْا حَاشِدِيْنَ وَكُلُّنَا مَرَاجِلُهُ مِنْ غَيْظِ اَصْحَابِهٖ تَغْلِىْ

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَ يْنَا اَنَاخُوْا فَعَقَّلُوْا مَطَايَا وَعَقَّلْنَا مَدَى عَرِضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیئے اور ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنے سواریوں کے) پاؤں باندھ دیئے۔

فَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ الْاِلٰهِ مَصِيْرُنَا وَمَا لَكُمْ اِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلِ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ اَبُوْجَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ اَبِىْ جَهْلٍ

پھر تو ابوجہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور (اپنے ارادے میں) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ) نے ابوجہل کی چالبازی رد کردی۔

وَمَا نَحْنُ اِلاَّ فِیْ ثَلاَثِیْنَ رَاکِبًا وَهُمْ مَائِتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دوسو اس کے بعد ایک اور زیادہ۔

فَیَالَ لُؤَیٍّ لَا تُطِیْعُوْا غُوَاتَکُمْ وَفِیْئُوْا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوئی اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام جو ایک سہل راستہ ہے اس کی طرف آؤ۔

فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُصِیْبَ عَلَیْکُمْ عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّکْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور اس وقت تم پچتاؤ اور واویلا کرو۔

تو ابوجہل نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَسْبَابِ الْحَفِیْظَةِ وَالْجَهْلِ وَبِالشَّاغِبِیْنَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور غلط باتوں کے متعلق چیخ کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِکِیْنَ مَا وَجَدْنَا جُدُوْدَنَا عَلَیْهِ ذَوِی الْاَحْسَابِ وَالسُّوْدَدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر اچمبا ہوتا ہے۔

اَتَوْنَا بِاِفْکٍ کَیْ یُضِلُّوْا عُقُوْلَنَا وَلَیْسَ مُضِلًّا اِفْکُهُمْ عَقْلَ ذِیْ عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ یَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوْا عَلٰی قَوْمِکُمْ اِنَّ الْخِلَافَ مَدَی الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَاِنَّکُمْ اِنْ تَفْعَلُوْا تَدْعُ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بَوَاكٍ بِالرَّزِیَّةِ وَالثُّکْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں سے جدائی پکاریں گی۔

وَاِنْ تَرْجِعُوْا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَاِنَّنَا بَنُوْ عَمِّکُمْ اَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے

والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوْا لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رِضًى لِذَوِی الْاَحْلَامِ مِنَّا وَذِیْ فَضْلِ

تو ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے موافق پایا ہے۔

فَلَمَّا اَبَوْا اِلَّا الْخِلَافَ وَ زَیَّنُوْا جِمَاعَ الْاُمُوْرِ بِالْقَبِیْحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَیَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلِیْنَ بِغَارَةٍ لِاَتْرُكَهُمْ كَالْعَصْفِ لَیْسَ بِذِیْ اَصْلِ

میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کرلیا تھا تاکہ انہیں ایسے چورے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ رہے۔

فَوَرَّعَنِیْ مَجْدِیٌّ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِیْ وَقَدْ وَازَرُوْنِیْ بِالسُّیُوْفِ وَ بِالنَّبْلِ

(لیکن) اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِاِلٍّ عَلَیْنَا وَاجِبٍ لَا نُضِیْعُهٗ اَمِیْنٍ قُوَاهُ غَیْرُ مُنْتَكِثِ الْحَبْلِ

(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے جن کا توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو كُنْتُ غَادَرْتُ مِنْهُمْ مَلَاحِمَ لِلطَّیْرِ الْعُكُوْفِ بِلَا تَبْلِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا تو ان لوگوں سے بے انتقام ایسی جنگیں کر گزرتا جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندوں کے فائدے کے لئے ہوتیں۔

وَلٰكِنَّهٗ اٰلٰی بِاِلٍّ فَقَلَّصَتْ بِاَیْمَانِنَا حَدُّ السُّیُوْفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے تلواروں کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَاِنْ تُبْقِنِی الْاَیَّامُ اَرْجِعْ عَلَیْهِمْ بِبِیْضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید (چمکدار) پتلی باڑھ والی نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِاَيْدِىْ حُمَاةٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِىْ فِى الْجُدُوْبَةِ وَالْمَحْلِ

(یہ تلواریں) بنی لوی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابو جہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

غزوۂ بواط

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاول میں قریش سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ ضلع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا اور آپ یہاں ماہ ربیع الآخر کے باقی حصے اور جمادیٰ الاولیٰ کے کچھ حصے (تک) تشریف فرما رہے۔

غزوۃ العشیرہ

پھر قریش سے جنگ کے لئے نکلے اور مدینہ پر ابو سلمہ بن عبد الاسد کو عامل بنایا جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت ذات الساق نامی کے نیچے نزول فرمایا اور وہیں آپ نے نماز پڑھی' وہاں آپ کی ایک مسجد ہے۔ ﷺ اور وہاں آپ کے لئے خاصہ تیار کیا گیا اور آپ نے اور لوگوں کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لئے چولہا بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے اور وہیں کے المشترب نامی ایک چشمے سے آپ کے لئے پانی لایا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک ندی شعبۂ عبد اللہ نامی کی راہ اختیار فرمائی آج بھی (اس ندی کا) یہی نام ہے۔ پھر بائیں[1] جانب کے نشیب کی طرف چلے حتیٰ کہ یلیل میں تشریف لائے اور وہاں کے مجتمع الضبوعہ نامی ایک سنگم پر نزول فرمایا اور مقام الضبوعہ کی ایک

---

[1] اصل میں صب للساد ہے۔ ابوذر نے لکھا ہے کہ ہے تو ایسا ہی لیکن صب للیسار صحیح ہے اور وقشی نے بھی اسی طرح اصلاح کی ہے۔ (احمد محمودی)

باؤلی سے پانی لے کر۔ ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی جس کا نام سبزہ زار ملل تھا یہاں تک کہ ضحیرات الیمام کے پاس (عام) راستے سے مل گئے اور اس کے بعد آپ کا گزر (عام) راہ کے مطابق رہا یہاں تک کہ وادی ینبوع میں العشیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ کی چند راتیں بسر فرمائیں یہیں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خثیم المحاربی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انہوں نے ابو یزید محمد بن خثیم سے اور انہوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمہیں بھی کچھ دلچسپی ہے (آؤ) ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انہوں نے کہا غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور علی (وہاں سے) چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ پس واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اسی روز رسول اللہ ﷺ نے جب علی بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا:

مَا لَكَ يَا اَبَا تُرَابٍ.

''اے ابوتراب تمہاری یہ کیا حالت ہے''۔

پھر آپ نے فرمایا:

اَلَا اُحَدِّثُكُمَا بِاَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ.

''کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کر دوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں''۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:

اُحَيْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِیْ عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِیْ يَضْرِبُكَ يَا عَلِیُّ عَلٰى هٰذِهٖ.

''قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا''۔

حَتّٰی یَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ.

''یہاں تک کہ رہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے یہ اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی کا نام ابوتراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب (سیدنا) علی (سیدتنا) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انہیں (سیدہ کو) بری معلوم ہو بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی خاک لے کر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ جب آپ (کے سر) پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہ سے ناراض ہیں اور فرماتے:

مَالَكَ يَا اَبَا تُرَاب. ''اے ابوتراب تمہیں یہ کیا ہو گیا''۔

اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں صحیح کیا ہے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ العشیرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو گنتی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور جمادالاخریٰ کا باقی حصہ اور رجب و شعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں (تشریف فرما) رہے۔

عبداللہ بن جحش کا سریہ اور ''یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ'' کا نزول۔

غزوۂ بدر اول سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین

کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ اور انہیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ اس تحریر کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ دو دن تک چلتے رہیں دو دن کے بعد اسے دیکھیں اور اس میں جدھر جانے کا حکم ہو ادھر جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ اور انہیں کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش اس وقت سب کے سردار تھے۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے۔ ان کے حلیف عتبہ بن غزوان ابن جابر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (جو بنی عدی کی شاخ) عنز بن وائل میں سے (تھے)۔

اور بنی تمیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبداللہ بن عبد مناف ابن عرین بن ثعلبہ بن یربوع۔

اور بنی سعد بن لیث میں سے خالد بن بکیران کے حلیف تھے۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء۔

اور عبداللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی اس میں (یہ) لکھا دیکھا۔

اِذَا نَظَرْتَ فِیْ كِتَابِیْ هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةً بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدَ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعَلَّمَ لَنَا مِنْ اَخْبَارِهِمْ.

"جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور طائف کے درمیانی نخلستان میں اترو اور وہاں رہ کر قریش (کی کاروائیوں) کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے ہمیں آگاہ کرو"۔

جب عبداللہ بن جحش نے (یہ) تحریر دیکھی تو کہا بسر وچشم۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نخلستان جاؤں اور وہاں سے قریش (کے حالات) کی نگرانی کرتا رہوں اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ اور تم میں سے کسی کو بھی مجبور کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ پس تم میں سے جو شہید ہونا چاہتا ہے اور شہادت سے اسے محبت ہے تو وہ (میرے ساتھ) چلے اور جو اس کو ناپسند کرتا ہے وہ لوٹ جائے۔ اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جانے والا ہوں۔ (یہ کہہ کر) وہ نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی ہو گئے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے

یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے جس کو بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ کھو گیا جس کو وہ دونوں اپنے پیچھے لا رہے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اس کی تلاش میں ان سے پیچھے رہ گئے عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی یہاں تک چلے کہ وہ نخلہ میں جا کر اتر پڑے ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا جو منقیٰ۔ چمڑے اور قریش کے دوسرے تجارتی سامان لے جا رہا تھا جس میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور بعض کہتے ہیں مالک بن عباد بنی صدف میں سے تھا۔ اور صدف کا نام عمرو بن مالک جو بنی السکون بن اشرس بن کندہ میں سے تھا اور بعضوں نے کندی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور (اس قافلے میں) عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی اور اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان ہشام بن المغیرۃ کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انہیں دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے حالانکہ وہ ان کے قریب ہی اترے تھے عکاشہ بن محصن نے جا کر انہیں دیکھا اور عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا جب انہوں نے عکاشہ کو دیکھا مطمئن ہو گئے اور کہا عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے تمہیں کوئی خوف نہیں۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا ان لوگوں نے کہا کہ واللہ اگر تم نے ان لوگوں کو آج چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں وہ تم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمہارا انہیں قتل کرنا ماہ حرام میں ہوگا۔ اور یہ لوگ بہت متردد رہے اور ان پر پیش قدمی کرنے سے ڈرے پھر ان لوگوں نے ان پر حملے کے لئے اپنے دل مضبوط کئے اور ان میں سے جس جس کو قتل کر سکیں ان کے قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے لے لینے پر متفق ہو گئے اور واقد بن عبداللہ التیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا نوفل بن عبداللہ بچ کر نکل گیا اور انہیں (اپنی گرفتاری سے) عاجز کر دیا عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے۔ عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ کو دینا اور یہ واقعہ دینا اللہ کی جانب سے فرض کئے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے قافلے کے اونٹوں میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی تمام اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا:

مَا اَمَرْتُکُمْ بِقِتَالٍ فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ.

''میں نے تمہیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا''۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرمادیا۔

جس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہ (لوگ) پچتائے اور خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر لے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ محمد اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا ماہ حرام (ہی) میں خون ریزی کی اور ماہ حرام (ہی) میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دے رہے تھے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مخالف فال لینے کے لئے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے اس لئے عمرو سے عمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہو گئی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آ گئی اور واقد بن عبداللہ سے وقدت الحرب یعنی شعلۂ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ تفاول کی آفت انہیں پر ڈالی اور ان کے لئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَّ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

''لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے پاس اس سے (بھی) زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔ یعنی اگر تم نے انہیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انہوں نے تو تمہیں اللہ کی راہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے۔ اور تم کو نکالنا جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا:

﴿ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾

''اور دین سے پھیرنے کے لئے ایذائیں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے''۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لئے (طرح طرح کی) ایذائیں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

﴿ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ﴾

''اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں''۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جمے ہوئے ہیں نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ اور جب قرآن اس حکم کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے اس خوف و ہراس کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ ﷺ نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا اور قریش نے عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا نُفْدِیْکُمُوْهُمَا حَتّٰی یَقْدَمَ صَاحِبَانَا.

''ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ (اس وقت تک) قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست (نہ) آ جائیں''۔

یعنی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان۔

فَاِنَّا نَخْشَاکُمْ عَلَیْهِمَا فَاِنْ تَقْتُلُوْهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَیْکُمْ.

''کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے۔ پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے''۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔ جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انہیں اجر کی امید ہوئی۔ اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ یہ (جو کچھ ہوا یہ) غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا (سا) ثواب دیا جائے گا تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (لغزشوں کو) بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے''۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انہیں اس معاملے میں بڑی امید پر رکھا۔ اور اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انہوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس ۵/۴ تو ان ان لوگوں کے لئے مقرر فرمایا جنہوں نے غنیمت حاصل کی پانچواں حصہ ۵/۱ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مقرر فرمایا۔ اور یہ (تقسیم) اسی کے مطابق ہوگئی جو عبداللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو ابن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے قید کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ عبداللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس (مہینے) میں خون ریزی کی' اس میں مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو بوبکر صدیق نے (یہ شعر) کہے اور بعض کہتے ہیں (کہ ابوبکر صدیق نے نہیں) بلکہ عبداللہ ابن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر عبداللہ بن جحش ہی کے ہیں۔

تَعُدُّوْنَ قَتْلاً فِی الْحَرَامِ عَظِیْمَةً وَاَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ یَرَی الرُّشْدَ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ تو (حسب ذیل ہیں)۔

صُدُوْدُکُمْ عَمَّا یَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَکُفْرٌ بِهٖ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَ شَاهِدُ

جو باتیں محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان سے تمہارا لوگوں کو پھیرنا ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر و ناظر ہے۔ اور تمہارا محمد رسول اللہ ﷺ سے انکار کرنا ہے۔

وَاِخْرَاجُکُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ لِئَلَّا یُرَی لِلّٰهِ فِی الْبَیْتِ سَاجِدُ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمہارا (اس لئے) نکالنا کہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَاِنَّا وَاِنْ غَیَّرْتُمُوْنَا بِقَتْلِهٖ وَ اَرْجَفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگر چہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد لوگ اگر چہ (ایسی خبروں کے ذریعے نظام) اسلام میں بے چینی پیدا کرنا چاہیں بے شک ہم نے۔

سَقَیْنَا مِنَ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ رِمَاحَنَا بِنَخْلَةَ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخلہ میں جبکہ جنگ (کی آگ) بھڑکانے والے نے بھڑکائی سیراب کیا۔

دَمًا وَابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا ۔ يُنَازِعُهُ غُلٌّ مِنَ الْقِدْعَانِدُ

اس حالت میں کہ عثمان بن عبداللہ ہمارے درمیان ایسا (پڑا ہوا) ہے کہ خون آلودہ تسمے کی مشکیں اس سے جھگڑ رہی ہیں (یعنی کسی ہوئی ہیں)۔

کعبے کی جانب قبلے کی تحویل

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے اٹھارھویں مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

غزوۂ بدر کبریٰ

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آ رہا ہے اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس شخص ہیں جن میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:

هٰذِهٖ عِيْرُ قُرَيْشٍ فِيْهَا اَمْوَالُهُمْ فَاخْرِجُوْا اِلَيْهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يُنَفِّلُكُمُوْهَا.

''یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو شاید تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے''۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کے اثر کو قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) بعضوں نے

سستی کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جنگ میں مقابلہ نہیں فرمایا ہے۔
اور ابوسفیان جب حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا اور تمام لوگوں کا معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ محمد نے اپنے ساتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لئے نکلنے کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان سے ان کا مالوں کی حفاظت کے لئے نکلنے کا مطالبہ کرے اور انہیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اس قافلے کے لئے آڑے آ چکے ہیں اور ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ!! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے اس لئے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھئے۔ انہوں نے عاتکہ سے کہا (اچھا بیان کر) تو نے کیا دیکھا ہے۔ کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے ایک اونٹ پر آیا اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا اور پھر نہایت بلند آواز سے چلایا کہ سنو! اے بے وفاؤ! اپنے پچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لئے نکل چلو۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں اسی اثناء میں کہ لوگ اس کے گرد ہیں اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا وہ پھر اسی طرح چلایا سنو اے غدارو! اپنے پچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لئے نکل جاؤ۔ پھر اس کے بعد اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے کوہ ابوقبیس پر نمودار ہوا اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اس کو لڑھکا دیا وہ لڑھکتی ہوئی جب پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ (ایسا) باقی نہ رہا کہ اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں (نہ) گیا (ہو) عباس نے کہا واللہ یہ تو ایک (اہم) خواب ہے۔ دیکھ تو اسے چھپا اور کسی سے بیان نہ کر۔ پھر وہاں سے عباس نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا (اس سے) خواب بیان کیا اور اس

خواب کے پوشیدہ رکھنے کی بھی خواہش کی۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں (جابجا) اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا کہ جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! جب تم اپنے طواف سے فارغ ہونا تو ہمارے پاس آنا۔ جب میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب تم میں یہ نئی نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اجی وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا آخر اس نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا اے بنی عبدالمطلب! کیا تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کے لئے نکل جانے کے لئے اُس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں میں تمہاری بات کا انتظار[1] کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہوگا اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور عاتکہ کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا انہوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبدالمطلب میں سے کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمہارے مردوں کی نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے اور تم سنتے رہے اور تم نے جو کچھ سنا اس سے تمہیں کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی (جواب) نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس سے تعارض کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بے خود تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک (اچھا) موقع کھو دیا میری خواہش تھی کہ میں اس میں اس کو پھانستا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں مسجد میں گیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا کہ واللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں اور اس کی راہ میں حائل ہوں تا کہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں

---

[1] (الف) میں ''نتربض'' ضاد معجمہ سے اور (ب ج د) میں صاد مہملہ سے ہے پہلی صورت میں کمزوری سے بیٹھے رہنے کے معنی ہیں جو زیادہ مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

اس سے بھڑ جاؤں اور وہ آدمی کم وزن (یا دبلا پتلا) تیز مزاج (کتابی چہرہ) تیز زبان۔ تیز نظر تھا۔ انہوں نے کہا کہ۔ ایکا ایکی تیز چلتا ہوا (یا دوڑتا ہوا) مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ تمام (حرکات) اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی جو میں نے نہیں سنی۔ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سنی جو بطن وادی میں اپنے اونٹ کو ٹھہرائے ہوئے چیخ رہا ہے اور اونٹ کی ناک (یا کان یا لب) کاٹ دی ہے اور کجاوا الٹ دیا ہے اور کرتا ٹھاڑ لیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے۔ اے گروہ قریش اپنے مصالح کے اونٹوں اور اپنے مال کو بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لئے رکاوٹ بن گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پاسکو گے۔ فریاد! فریاد!!۔ انہوں نے کہا۔ اس واقعے سے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے (اپنی) اپنی جانب پھیر لیا۔ اور لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا! وہ لوگ اس کو اس کا برعکس پائیں گے۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہو گئیں۔ کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لئے ابھارنے لگے اور قریش سب کے سب اسی (چکر) میں آ گئے اور ان میں سے سربرآوردہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور مفلس ہو چکا تھا اس لئے اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ اس کے بجائے کسی اور شخص کو بھیجنے کے بجائے کافی ہوا اور وہ اس کے بجائے چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے (قافلے کی حفاظت کے لئے ساتھ نہ جا کر گھر میں) بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا بھاری بھر کم تھا تو اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک انگیٹھی اٹھالایا جس میں آگ اور اگر تھا (وہ انگیٹھی) اس کے سامنے لا کر رکھ دی اور کہا اے ابوعلی بخور لو کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو۔

اس نے کہا اللہ تجھے بدصورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اس کو بھی بدنما بنا دے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد اس نے تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ تھی وہ یاد آ گئی اور کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو روایت بیان کی ہے اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی اس کا سبب حفص ابن الاخیف کا لڑکا تھا جو بنی معیص بن عامر بن لوی میں سے ایک شخص تھا جو اپنی ایک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں مقام ضجنان تک نکل گیا اور وہ کم سن لڑکا تھا اس کے سر میں چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا یہ لڑکا پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا عامر بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور وہ ان دنوں بنی بکر کا سردار تھا۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو حیران ہو گیا۔ پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔ اس نے کہا میں حفص بن الاخیف القرشی کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا ہوں۔ اور جب وہ لڑکا پلٹ کر چلا گیا عامر بن یزید نے کہا اے بنی بکر کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ بخدا ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی ایک آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔

راوی نے کہا تو بنی بکر میں سے ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اس کو اس خون کے عوض مار ڈالا جو بنی بکر کا قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی تو عامر بن یزید نے کہا اے گروہ قریش! ہمارے بہت (سے) خون تمہارے ذمے تھے (اس لئے ہم نے اس کو قتل کر دیا) اب جو چاہو کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہوگا ہم ادا کر دیں گے اور اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آ جاؤ تو ہم اس خون سے باز آئیں گے جو ہمارا تمہارے ذمے ہے (اس کا اثر یہ ہوا کہ) اس لڑکے (کے خون) کی اس قبیلہ قریش میں کوئی اہمیت نہ رہی اور انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا کہ ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے اور اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خون بہا طلب نہ کیا۔

(راوی نے) کہا کہ اس کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف مرالظہران (کے پاس) سے جا رہا تھا کہ یکا یک اس نے عامر بن یزید بن عامر ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو اس کے پاس آیا اور اس کے پاس اپنا اونٹ ایسی حالت میں بٹھایا کہ اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے تھا۔

اور مکرز اپنی تلوار لے کر اس پر (ایسا) پل پڑا کہ اس کو قتل (ہی) کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار ڈال کر اسے مکہ لایا۔ اور رات کے وقت کعبے کے پردوں سے اسے لٹکا دیا۔ جب صبح قریش جاگے تو عامر بن یزید بن عامر کی تلوار دیکھی کہ کعبے کے پردوں سے لٹکی ہوئی ہے اس کو پہچانا تو کہا کہ بے شبہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کے واقعات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں (پھنسے ہوئے) تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام ہی کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور اس وقت انہیں وہ تعلقات یاد آئے جو ان میں اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے اور مکرز بن حفص نے اپنے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا رَاَیْتُ اَنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ   تَذَكَّرْتُ اَشْلَاءَ الْحَبِیْبِ الْمُلَحَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے کے اعضا کے ٹکڑے جو گوشت سے الگ تھے یاد آ گئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِیْ اِنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ   فَلَا تَرْهَبِیْهِ وَانْظُرِیْ اَیَّ مَرْكَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہ عامر یہی ہے اس سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَاَیْقَنْتُ اَنِّیْ اِنْ اُجَلِّلْهُ ضَرْبَةً   مَتٰی مَا اُصِبْهُ بِالْفُرَافِرِ یَعْطَبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور جب وہ تلوار اس پر پوری طرح برساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهٗ جَاْشِیْ وَاَلْقَیْتُ كَلْكَلِیْ   عَلٰی بَطَلٍ شَاكِی السِّلَاحِ مُجَرِّبِ

میں نے اس کے لئے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور میں نے اپنا وار ایک ایسے سورما پر کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔

وَلَمْ اَكُ لَمَّا الْتَفَّ رُوْعِیَ رُوْعُهٗ   عُصَارَةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا اَبِ

اور جب میرا دھیان او اس کا دھیان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے تو (ظاہر ہو گیا کہ) میں (نہ) عورتوں کی جانب سے دوغلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهٖ وَتْرِیْ وَلَمْ اَنْسَ ذَحْلَهٗ   اِذَا مَاتَنَاسٰی ذَحْلَهٗ كُلُّ غَیْهَبِ[1]

---

[1] (ج د) میں العیهب بعین مهمله ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انہیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں میں ہیں۔ (احمد محمودی)

میں نے اپنا غصہ اس پر اتار دیا (یا اس سے میں نے اپنا انتقام لے لیا) اور اس کے انتقام (کی لوگ جو فکر کریں گے اس) کو بھی بھولا نہیں جبکہ (ایسے موقعوں پر) اس کے انتقام کو غافل یا بھولے (بھالے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیہب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب ہرنوں اور شتر مرغوں میں سے نروں کو کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیہب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کر لیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو اس کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدل دینے کے قریب ہو گئے تھے (اتنے میں) ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کا نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ماہ رمضان کے چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک تو علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اور اس روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابوکبشہ اور انسہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر اور ابوبکر و عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے

بیٹھا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس ابن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے موافق انصار کا پرچم سعد ابن معاذ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے (تشریف لے) چلے پھر عقیق پر سے اس کے بعد ذی الحلیفہ پر سے اور پھر اولات الجیش پر سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذات الجیش۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تربان پر سے گزرے۔ پھر ملل پر۔ پھر مریین کے مقام غمیش الحمام پر۔ پھر صخیرات الیمام پر۔ پھر السیالہ پر۔ پھر فج الروحاء پر۔ پھر شنوکہ پر سے جو عام راہ ہے یہاں تک کہ آپ عرق الظبیہ نامی مقام پر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت الظبہ ہے۔

تو گاؤں والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا۔ ان سے کوئی خبر نہیں ملی۔ ان لوگوں نے اس سے کہا رسول اللہ ﷺ کو سلام کر تو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول بھی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھ بتایئے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ۔ میرے پاس آ۔ میں تجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا اور تجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَہْ اَفْحَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ.

''خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی''۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیرلیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سجسج میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بیر الردحاء ہے۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب المنصرف میں پہنچے تو وہاں سے مکہ کا راستہ چھوڑ دیا اور سیدھی جانب النازیہ پر سے بدر کا ارادہ فرمایا اور اس کے کنارے کنارے (تشریف لے) چلے یہاں تک النازیہ کہ اور تنگ راہۂ الصفراء کے بیچ والی رحقان نامی وادی کو طے فرمالیا اور اس تنگ راستے پر تشریف لائے اور پھر وہاں سے اتر کر جب الصفراء پر تشریف لائے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں دیں پھر رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے آگے نکل گئے۔

اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔

لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخزئ اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النار اور بنو حراق بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس وادی کو طے فرمانے کے بعد اُتر پڑے تا کہ قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابوبکر صدیق اٹھے اور خوب کہا یا رسول اللہ اللہ (تعالیٰ) آپ کو جس کام کو مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہی واللہ ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح جیسا انہوں نے موسیٰ سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ.

''آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں''۔

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد[1] تک بھی لے چلیں تو ہم اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَشِيْرُوْا عَلَيَّ اَيُّهَا النَّاسُ.

''لوگو مجھے مشورہ دو''۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے۔ اور جب انہوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ دای میں ہوں گے۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے

---

[1] یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھر ہے۔ از حاشیہ (ب)۔ (احمد محمودی)

ہیں۔اس لئے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ انہیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یارسول اللہ! واللہ آپ گویا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔فرمایا۔اجل۔ ہاں عرض کی بے شبہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرماں برداری اور طاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لئے یارسول اللہ آپ جہاں چاہیں (تشریف لے) چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے آئیں اور آپ اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ ہٹے گا اور ہم اس بات کو ناپسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں۔ہم جنگ کرنے کے لئے بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر علی برکت اللہ چلے چلئے۔

غرض رسول اللہ ﷺ سعد کی تقریر سے خوش ہوئے اوران کی باتیں آپ کے لئے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا:

سِیْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّی الْاٰنَ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ.

''چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔واللہ اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا کر ٹھہر گئے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور ان سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق اسے جو کچھ خبریں ملی ہوں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا میں تمہیں (اس وقت تک) کوئی بات نہ بتاؤں گا جب

تک تم مجھے یہ نہ بتا دو کہ تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اِذَا اَخْبَرْتَنَا اَخْبَرْنَاكَ.

''جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں بتائیں گے''۔

اس نے کہا کیا وہ اس کے معاوضے میں۔ فرمایا:

نَعَمْ ''ہاں''۔

اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔ اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دہی سے فارغ ہوا تو کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ مِنْ مَاءٍ.

''ہم پانی سے ہیں[1]''۔

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگا کہ پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟

ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی

---

[1] اس بوڑھے کا سوال تھا ''ممن انتما'' تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یا محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب ادا فرما دیا۔ ''کس سے ہو'' کا جواب پانی سے ہیں مکمل جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ ''من ماء'' کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پنگھٹ پر رہنے والے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں اور ''جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ'' کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ (احمد محمودی)

جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لئے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انہیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لے جانے والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں نے ان کی کہی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انہیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے (ملازم) ہوں گے۔ اس لئے ان لوگوں نے ان دونوں کو مارا۔ اور جب ان کو بہت تنگ کیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ (ہاں) ہم ابوسفیان کے (ملازم) ہیں۔ آخر انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور رسول اللہؐ نے رکوع کیا اور دونوں سجدے ادا فرمائے اور پھر سلام پھیرا اور فرمایا:

اِذَا صَدَقَاکُمْ ضَرَبْتُمُوْھُمَا وَاِذَا کَذَبَا کُمْ تَرَکْتُمُوْھُمَا صَدَقَا وَاللّٰہِ اِنَّھُمَا لِقُرَیْشٍ، اَخْبِرَانِیْ عَنْ قُرَیْشٍ.

''جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انہیں مارا اور جب انہوں نے جھوٹ کہا تو تم نے انہیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا کہ وہ قریش کے ہیں (اچھا) تم دونوں مجھے قریش کے متعلق خبر دو''۔

ان دونوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ اس وادی کے ادھر اور الکثیب العقنقل پر ہیں کثیب کے معنی ٹیلے کے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

کَمِ الْقَوْمُ. ''یہ لوگ کتنے ہیں''۔

انہوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

مَا عِدَّتُھُمْ. ''ان کی تعداد کیا ہے''۔

انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا:

کَمْ یَنْحَرُوْنَ کُلَّ یَوْمٍ. ''روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں''۔

انہوں نے کہا کسی روز نو اور کسی روز دس۔ فرمایا:

اَلْقَوْمُ مَا بَیْنَ التِّسْعِ مِائَۃِ وَالْاَلْفِ. ''یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں''۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:

فَمَنْ فِیْھِمْ مِنْ اَشْرَافِ قُرَیْشٍ. ''ان میں قریش کے سر برآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں''۔

انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث

بن عامر بن نوفل طلیحہ بن عدی بن نوفل' انظر بن الحارث' زمعہ بن الاسود' ابوجہل بن ہشام' امیہ بن خلف' حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:

هٰذِهٖ مَكَّةُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَيْكُمْ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا.

''ان مکہ والوں نے تمہارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیئے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی لڑکیوں میں سے دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چمٹی ہوئی (کشمکش کر رہی) تھی۔ اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی تو مجدی نے کہا وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور (ادھر) ابوسفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور آ کر اسی پانی کے پاس اترا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے اپنی مشک بھر لی اور چلے گئے تو ابوسفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی مینگنیاں لے کر انہیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واللہ یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انہیں راستے سے پھیر دیا اور انہیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔

قریش کے پچھڑنے کے متعلق جہیم بن الصلت کا خواب

کہا کہ قریش آئے اور جب الجحفہ میں اترے تو جہیم بن الصلت بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور کہا کہ میں اس (عالم یا حالت) میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سونے اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالحکم بن ہشام' امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیئے جو قریش کے سربرآوردہ لوگوں

میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر ابوجہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا نبی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہوگا کہ مقتول کون ہے۔

قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچالایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لئے نکلے تھے اس کو تو اللہ نے بچالیا اس لئے واپس آ جاؤ۔ لیکن ابوجہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں نہیں لوٹیں گے۔ بدر عرب کے میلوں میں سے ایک میلا تھا جہاں ان کے لئے ہر سال بازار لگتا تھا۔ وہاں ہم تین دن رہیں گے' کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے' کھانا کھلائیں گے' شراب پلائیں گے' گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی' عرب میں ہماری شہرت ہوگی' ہمارے جانے اور ہمارے اکٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب داب ان پر چھا جائے گا اس لئے چلو۔

بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الجحفہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمہارے لئے تمہارا مال بچالیا اور تمہارے لئے تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچالیا تم تو صرف اسے اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لئے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے۔ یعنی ابوجہل۔ آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں سے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ' اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔

جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب (کے سب) واپس ہو گئے طالب بن ابی طالب جو ان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے ان لوگوں نے کہا۔ اے بنی ہاشم اگر چہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمہیں محمد سے الفت ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے۔

لَا هُمَّ اِمَّا يَغْزُوَنَّ طَالِبْ فِيْ عُصْبَةٍ مُخَالِفٌ مُحَارِبْ
فِيْ مِقْنَبٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَانِبْ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوْبَ غَيْرَ السَّالِبِ
وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوْبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ اگر طالب کسی جا نگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے جو مخالف اور (خود مجھ سے) برسر جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے جو تین سو یا اس کے لگ بھگ ہو تو ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جا رہا ہو وہ لوٹنے والے کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول 'فليكن المسلوب' اور 'وليكن المغلوب' کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحٰق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے ادھر العقنقل اور بطن وادی کے اس طرف اترے اور اس بطن وادی کا نام یلیل تھا جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل[1] تھا اور بدر کی باؤلیاں بطن یلیل کی اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینھ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ بارش نے زمین کے اجزا کو ایک دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور ان کے چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آ گئی کہ آپ کے مقابلے میں انہیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا۔

پس رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے سب سے قریب کے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بنی سلمہ بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ انہوں نے کہا کہ الحباب بن المنذر بن الجموح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں مطلع فرمایئے کہ کیا یہ مقام ایسا مقام ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس کے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے

---

[1] عقنقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں العقنقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہوسکتا ہے۔

کوئی تدبیر ہے۔فرمایا:

بَلْ هُوَالرَّأیُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيْدَةُ.

''(نہیں) بلکہ یہ ایک رائے اور جنگ اور تدبیر ہے''۔

تو عرض کی یا رسول اللہ تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔آپ لوگوں کو لے کر (تشریف لے) چلئے کہ ہم اس چشمے تک پہنچ کر اتر پڑیں جو ان لوگوں سے بہت قریب ہے اور اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں انہیں ناکارہ کردیں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی ملتا رہے اور انہیں نہ ملے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ اَشَرْتَ بِالرَّأيِ.

''تم نے صحیح رائے دی''۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کردیئے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے ایک (ایسا) سائبان تیار کرنا (چاہتے) ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس (ہی) آپ کی سواریاں تیار رہیں اور اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور ہمارے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہوگیا اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہوکر ہماری قوم کے ان لوگوں سے مل جایئے جو ہمارے پیچھے ہیں کیونکہ یا نبی اللہ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔

اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہ رہ جاتے۔اللہ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لئے بھلائی کی دعا کی۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آ رہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا.

''یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر وغرور کے ساتھ آ گئے ہیں''۔

تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُوْلَكَ، اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِیْ وَعَدْتَّنِیْ اَللّٰهُمَّ اَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ.

''تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اللہ تیری اس مدد کا (طالب ہوں) جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح انہیں ہلاک کر دے''۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں اس کے ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنْ يَّكُنْ فِیْ اَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ اِنْ يُّطِيْعُوْهُ يَرْشُدُوْا.

''ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی اگر ان لوگوں نے ان کی بات مانی تو راہ راست پر آ جائیں گے''۔

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضہ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضہ الغفاری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لئے بطور ہدیہ دے کر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمہاری مدد کریں۔ (راوی نے) کہا۔ انہوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعوی ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) سکت نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَعُوْهُمْ. ''انہیں (پانی پینے کے لئے) چھوڑ دو''۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم ابن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس

کے بعد انہوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ اس لئے یہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچالیا۔

جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ابواسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار میں سے اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ آ کر ڈٹ گئے۔ تو عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا اور کہا کہ محمد کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے) کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کر ان کی طرف آ کر کہا کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے مہلت دو کہ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لئے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے۔

(راوی نے) کہا پھر وہ اس وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں۔ لیکن اے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لا رہی ہیں یثرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لا رہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لئے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص تم میں سے کسی شخص کو قتل کئے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں ختم کر دیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جو چاہو رائے (دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوالولید! تو تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خون بہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلہ کے پاس جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوجہل کی ماں حنظلیہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور مخربہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلیہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈال دینے کا ڈر نہیں۔ یعنی ابوجہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلے کر کے کیا کر لو گے۔ واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے (اس لئے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچا

زاد بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انہوں نے اس کو مار ڈالا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمہیر ، وہ ایسی حالت میں پائے گا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب نہیں کرو گے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چلا اور ابوجہل کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ اس نے پانی ایک زرہ اپنے ایک صندوق سے نکالی ہے اور اس کو (یھننھا) تیار کر رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا یھننھا کے معنی یھینھا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔

حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے تیرے پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا جب تک کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کرے ہم واپس نہ ہوں گے۔ اور عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اُس کے ساتھی جانوروں کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انہیں میں اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو لے کر لوٹ جانا چاہتا ہے تو نے تو اپنا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لئے اٹھ اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعہ مذکورہ یاد دلا)

غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کئے اور اس کے بعد چلانے لگا ہائے عمرو ہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی چھڑ گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لئے وہ نکلے تھے سب (کے سب) مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابوجہل کی اس گفتگو کی خبر پہنچی کہ ''واللہ اس کا شش (سحرہ) اور سینہ پھول گیا ہے'' تو اس نے کہا کہ اپنی مقعد[1] کو زرد کر لینے والا جلد سمجھ لے گا کہ کس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی میں شش اور اس کے گرد و پیش کی ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے خلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ ﷺ کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے:

رَاَیْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَیِّ یَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ.

---

[1] ان الفاظ سے بزدلی یا زنانہ پن سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

''میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ آگ میں کھینچے لئے جا رہا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے اپنے سر پر پہننے کے لئے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپڑی کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

الاسود المخزومی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ الاسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک اکھڑ اور بدطنیت شخص تھا نکل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لئے مر جاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے اور جب دونوں مقابل ہوئے تو حمزہ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے کٹ گئی اور وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل اس طرح گرا کہ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا اور وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کیا اور مار ڈالا۔

عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لئے

کہا کہ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لئے طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان الحارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذ جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبداللہ ابن رواحہ تھا (یہ تینوں) نکلے تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا انصاری۔ تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ اور ان میں سے (کسی) پکارنے والے نے پکارا۔ اے محمد ہماری جانب ہماری قوم کے ہمارے ہمسر روانہ کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْحٰرِثِ وَقُمْ يَا حَمْزَةُ وَقُمْ يَا عَلِيُّ.

''اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور اے علی تم اٹھو''۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انہوں نے کہا تم کون ہو تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ

نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی۔ انہوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کئے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا۔ (یعنی دونوں بھی ناقابل حرکت ہو گئے)۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھالیا اور انہیں آپ کے صحابہ کے پاس لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انہیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں اور یہ بھی فرمادیا تھا۔

اِنِ اکْتَنَفَكُمُ[۱] الْقَوْمُ فَانْضَحُوْهُمْ[۲] عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ.

''اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو''۔

اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعۂ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے اسی طرح کہا اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے۔ جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گذرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن غزیہ باتشدید کہا ہے' اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سواد ہیں' جن کا نام بلا تشدید ہے۔ اور وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے'

---

۱ (الف۔) میں اکتنفھم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ ۲ (الف) فانصحوھم خائے معجمہ سے ہے۔ لغت میں حائے مہملہ اور خائے معجمہ دونوں میں یہ مادہ موجود ہے اور معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

مستنتل من الصف تم صف سے آگے نکلے ہوئے ہو؟۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنتل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا:

اِسْتَوِیَا سَوَّادُ. ''اے سواد برابر ہو جاؤ''۔

تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجئے (راوی نے) کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا:

اِسْتَقِدْ. ''(اچھا) بدلہ لے لو''۔

(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا:

مَا حَمَلَكَ عَلٰی هٰذَا یَا سَوَّادُ.

''اے سواد! تمہیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات درپیش ہیں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی[1]۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے پروردگار کو امداد کے لئے قسمیں دینا یا بتاکید دعا کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (بقیہ) صفیں درست فرمائیں اور اسی سائبان کی جانب مراجعت فرما کر اس میں داخل ہوئے اور اس میں آپ کے ساتھ ابوبکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لئے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتاکید دعا فرما رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدُ.

''یا اللہ اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی''۔

اور ابوبکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتاکید دعائیں فرمانے میں کچھ تو

---

[1] (ب ج د) میں ''قال له'' ہے۔ اور (الف) میں ''قاله له'' ہے جو تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا[1] دے گا)۔ اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:

اَبْشِرْيَا اَبَابَكْرٍ اَتَاكَ نَصْرُاللّٰهِ هٰذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ اِبعِنَانِ فَرَسٍ يَقُوْدُهٗ عَلٰى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ يَعْنِي الْغبار.

''اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آ گئی۔ یہ جبریل ہیں۔ گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع کو ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں سے پہلے مقتول تھے۔ اور پھر بنی عدی بن النجار میں سے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انہیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہوئے۔

آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کی جانب نکلے اور انہیں ترغیب دی اور فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہوگا پیٹھ پھیرانے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔

تو بنی سلمہ والے عمیر بن الحمام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ انہیں کھا رہے تھے کہا آہا۔ آہا۔ کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فصل ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر انہوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عفراء عوف ابن الحارث نے کہا یا

---

[1] (ب ج د) میں ''منجز'' زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں ''منجر'' رائے مہملہ سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔ مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

رسول اللّٰہ ما یضحک الرب من عبدہ۔ پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا:

غَمْسُهُ يَدَهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِرًا.

''ننگے سر اپنا ہاتھ دشمن (کے خون) میں ڈبو دینا''۔

تو انہوں نے اپنی وہ زرہ اتار ڈالی جس کو وہ پہنے ہوئے تھے اور اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ مل گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابوجہل نے کہا یا اللہ ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود (اپنی بربادی کا دروازہ) آپ کھولنے والا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ. ''چہرے بگڑ جائیں''۔

اور ان کنکریوں سے انہیں مارا اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا شدوا۔ حملہ کرو پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں سے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے اور لوگوں کے ساتھ تلوار حمائل کئے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:

لَكَأَنِّي بِكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ.

''اے سعد! ضرور میں تمہیں (ایسا دیکھتا ہوں) گویا تم اس اس بات کو ناپسند کرتے ہو جو یہ لوگ کر رہے ہیں''۔

انہوں نے عرض کی جی ہاں! واللہ یا رسول اللہ! مشرکین پر اللہ نے جو آفت ڈھائی اس کی ابتداء تو ایسی

تھی کہ خوب قتل کرنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت ان لوگوں پر رحم کرنے کے (یا ان کو زندہ چھوڑنے کے)۔

مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا منع فرمانا

ابن اسحٰق نے کہا مجھے العباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس کی روایت سنائی کہ نبی ﷺ نے اس روز اپنے صحابہ سے فرمایا:

اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وَغَیْرِهِمْ قَدْ اُخْرِجُوْا کُرْهًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِیَ مِنْکُمْ اَحَدٌ اَمِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ فَلَا یَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِیَ اَبَا الْبَخْتَرِیِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَسَدٍ فَلَا یَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِیَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِب عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا یَقْتُلْهُ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا اُخْرِجَ مُسْتَکْرَهًا.

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لئے) باہر نکالا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لئے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں سے کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ ﷺ کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں''۔

راوی نے کہا ابوحذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ' دادا' بیٹے' پوتوں' بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میں اس سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لا لحمنه)۔

ابن ہشام نے کہا (''لا لحمنه'' کے بجائے) بعضوں نے ''لالجمنه'' کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنا دوں گا۔

(راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:

یَا اَبَا حَفْصٍ. ''اے ابوحفص''۔

عمر نے کہا کہ واللہ یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

اَیُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالسَّیْفِ.

''کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی''۔

تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا

ہے۔ تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑ کا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ یمامہ میں انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالبختری کے قتل سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوئی جو آپ کو بری معلوم ہو۔ اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ تو اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیاد البلوی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا تو المجذر نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابوالبختری کے ساتھ اس کی سواری پر اس کا ایک ہمرکاب بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور ان کا نام جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور جنادہ بنی لیث میں سے آدمی تھا۔ اور ابوالبختری کا نام العاصی تھا۔ اس نے کہا اور میرا ہمرکاب (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کرو گے) تو المجذر نے اس سے کہا نہیں واللہ ہم تیرے ہمرکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تیرے اکیلے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا تب تو میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے۔ مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنے ہمرکاب کو اپنی زندگی کی حرص کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ تو جب المجذر نے اسے مقابل میں آنے کے لئے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا تو ابوالبختری نے یہ رجز کہا۔

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيْلَهُ   حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يَرَى سَبِيْلَهُ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہمرکاب کو ہرگز حوالے نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہمرکاب کے لئے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔ اور بعضوں نے المجذر بن ذناب کہا ہے اور المجذر نے ابوالبختری کے قتل کے متعلق کہا ہے۔

اِمَّا جَهِلْتَ اَوْنَسِيْتَ نَسَبِىْ   فَاَثْبِتِ النِّسْبَةَ اَنِّىْ مِنْ بَلِىْ

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جما

---

[1] (ب ج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔ (احمد محمودی)

لے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں۔

الطَّاعِنِیْنَ بِرِمَاحِ الْیَزَنِیْ وَالضَّارِبِیْنَ الْکَبْشَ حَتّٰی یَنْحَنِیَ

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔اور سردار قوم پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بِیُتْمٍ مِنْ اَبِیْهِ الْبَخْتَرِیْ اَوْبَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّیْ بَنِیْ

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری سنا دو۔یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوش خبری سنا دو۔

اَنَا الَّذِیْ یُقَالُ اَصْلِیْ مِنْ بَلِیْ اَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتّٰی تَنْثَنِیْ

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری اصل بنی بلی سے ہے۔یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) مڑ جائے۔

وَاُعْبِطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَفِیٍّ اَرْزِمُ لِلْمَوْتِ کَاِرْزَامِ الْمَرِیْ

فَلَا تَرٰی مُجَذَّرًا یَفْرِیْ فَرِیْ

اور اپنے مقابل والے کو مشرفی تلوار سے قتل کرتا ہوں اور موت کے لئے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔پس تو مجذر کو (ان ہونی) عجیب باتیں کرتا ہوا نہ دیکھے گا۔(یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ) ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ بمشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد المجذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوالبختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ابن اسحٰق

نے کہا کہ یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکر نے بھی بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انہوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبدعمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا اور ہم لوگ مکہ ہی میں تھے۔ اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا اے عبدعمرو کیا تمہیں ایسے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمہیں تمہارے والد نے نامزد کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں رحمٰن کو نہیں جانتا اس لئے میرے (اور) اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو۔ جس کے ذریعے میں تمہیں پکارا کروں۔ تمہاری یہ حالت ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا یہ حال ہے کہ میں تمہیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا جس کو میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا۔ اس لئے کہ جب وہ مجھ عبدعمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا۔ انہوں نے کہا۔ تو میں نے اس سے کہا اے ابوعلی تو جو چاہے مقرر کر لے اس نے کہا تو عبدالالہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اے ''عبدالالہ'' کہتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے لوٹ میں حاصل کیا تھا اور میں انہیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے ''یا عبدعمرو'' پکارا تو میں نے اس کا جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبدالالہ پکارا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تمہیں کچھ میرا بھی دھیان ہے کہ میں تمہارے لئے ان زرہوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں بہتر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ تب تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کر لے گا تو اس کو وہ بہت دودھ والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبداللہ! وہ شخص تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے جس نے ہمارے ساتھ یہ کارروائیاں کی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے

کہا۔ واللہ اس کے بعد میں ان دونوں کو کھینچے لئے جا رہا تھا کہ یکا یک بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لئے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انہیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لے جایا کرتا تھا اور جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انہیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال احد احد کہتے۔ انہوں نے کہا کہ جب اس کو انہوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر تو بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انہوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا اے ابن السوداء کیا تو سن رہا ہے انہوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا کہ۔ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انہوں نے کہا۔ آخر لوگوں نے ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انہوں نے ہمیں کنگن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ اور میں اُس کو بچا رہا تھا انہوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ (کبھی) نہیں سنی تھی۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا (اب) اپنے آپ کو بچا کہ تیرے[1] لئے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واللہ میں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ انہوں نے کہا۔ آخر ان لوگوں نے ان پر اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور ان دونوں سے فارغ ہو گئے۔ (راوی نے) کہا۔ اللہ بلال پر رحم کرے تو عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انہوں نے مجھے تکلیف دی۔

جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انہوں نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزوم آگے بڑھ۔ تو میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ

---

[1] (ب ج د) میں "ولا نجاء بلك" ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں "ولا نجاء به" ہے۔ (احمد محمودی)

پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مر گیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھاما۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انہوں نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انہوں نے اپنی بینائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابواسحٰق نے بیان کیا اور انہوں نے بنی مازن ابن النجار کے چندلوگوں سے اور انہوں نے ابوداؤد المازنی سے سنا جو بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اس کو ماروں۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبریل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے رہا کرتے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابوجہل بن ہشام کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس روز ابوجہل رجز پڑھتا اور جنگ کرتا یہ کہتا ہوا آیا۔

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثٌ سِنِّیْ
لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِیْ اُمِّیْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں ایسی جنگیں بھی مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں

اونٹ کا دو سالہ پاٹھا ہوں اور کم سن نوجوان ہوں۔ میری ماں نے مجھ ایسے ہی کاموں کے لئے جنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار ''اَحَد اَحَد'' تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمن سے فارغ ہوئے تو ابوجہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابوجہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا (وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبداللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح نے کہا کہ ابوجہل (فِیْ مِثْلِ الْحَرَجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''الحرجة'' کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے ''الحرجه'' کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ) ایسے درخت کے لئے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابوجہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا انہوں نے کہا کہ۔ جب میں نے یہ بات سنی تو اسی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب (پہنچنے) کا ارادہ کر لیا۔ اور جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی۔ اور واللہ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لئے بڑی دشوار ہو گئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لئے تکلیف دہ ہو گیا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینک دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔ پھر ابوجہل کے پاس سے معوذ بن عفراء گذرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا تو انہوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کئے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید

ہو گئے۔اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے اس وقت گذرے جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ:

اُنْظُرُوْا اِنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلٰى اِلٰى اَثَرِ جُرْحٍ فِيْ رُكْبَةٍ فَاِنِّيْ اَزْدَحَمْتُ اَنَا وَهُوَ يَوْمًا عَلٰى مَادُبَةٍ لِعَبْدِاللّٰهِ جُدْعَانَ وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَكُنْتُ اَشَفَّ مِنْهُ بِيَسِيْرٍ فَدَفَعْتُهُ فَوَقَعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجُحِشَ فِيْ اِحْدَاهُمَا جَحْشًا لَمْ يَزَلْ اَثَرُهٗ بِهٖ.

''اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا نہ جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس کی دعوت میں مجھ میں اور اس میں کشمکش ہوئے اس حالت میں کہ ہم دونوں کم سن تھے اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی تھا۔ میں نے اسے ڈھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آ گئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک دور نہیں ہوا ہے''۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔انہوں نے کہا کہ۔ كَانَ ضَبَثَ بِيْ۔اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا اور مجھے اذیت پہنچائی تھی اور مکے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیا تجھے اللہ نے رُسوا نہیں کیا۔اس نے کہا مجھے کس بات نے ذلیل کیا۔کیا تم نے کسی مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش (زمانہ) کس کے موافق ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضابث الماء باليد (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ کی گرفت میں رکھا۔ضابیٔ بن الحارث البرجمی نے کہا ہے۔

فَاَصْبَحْتُ مِمَّا كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ　　　مِنَ الْوُدِّ[1] مِثْلَ الضَّابِثِ الْمَاءَ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمہارے درمیان تھے میں ان سے ایسا (تہی دست) ہو گیا جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو رکھنے والا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی اس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں

---

[1] (الف) میں ''من المود'' تحریف کاتب ہے۔(احمد محمودی)

نے مارا ہو اس کے لئے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج ادبار[1] کس کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نہ چڑھی جاسکنے والی جگہ چڑھ گیا۔ انہوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آ اللّٰہُ[2] الذی لا اِلٰہَ غیرہ.

''اے (لوگو!) اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی (با اختیار) معبود نہیں''۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علما نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاصی سے جب وہ آپ کے پاس سے گذر رہے تھے تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمہارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھودرہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچازاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انہوں نے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انہیں عنایت فرمادی اور فرمایا:

---

[1] لیکن اس روایت کے ساتھ عبداللہ بن مسعود کے الفاظ ''میں نے کہا اللہ و رسول کے لئے ہے'' مطابق نہیں ہوسکتے (احمد محمودی)۔

[2] اس مقام پر (ج د) میں صرف ''اللّٰہ الذی'' ہے۔ اور (ب) میں ''آللّٰہ الذی'' ہے اور (الف) میں ایک الف زائدہ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ پہلی صورت بغیر ندا کے اور دوسری نداء قریب کی اور تیسری صورت نداء بعید کی ہوگی۔ اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ اے لوگو کیا ہے تا کہ نداء بعید معنی میں ظاہر ہوسکے۔ (احمد محمودی)

قَاتِلْ بِهٰذَا يَا عُكَّاشَةُ. ''اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو''۔

اور جب انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی اور سخت پیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی اور اس سے انہوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی کو لئے ہوئے وہ جنگوں میں شریک رہا کرتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی اس میں وہ شہید ہوئے اور وہ تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی ان کو طلیحہ بن خویلد الاسدی نے قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ اِذْ تَقْتُلُوْنَهُمْ ... اَلَيْسُوْا وَاِنْ لَّمْ يُسْلِمُوْا بِرِجَالِ
فَاِنْ تَكُ اَذْوَادٌ اُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ ... فَلَنْ يَذْهَبُوْا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ
نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحِمَالَةِ اِنَّهَا ... مُعَاوِدَةٌ قِيْلَ الْكُمَاةِ نَزَالِ
فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجَلَالِ مَصُوْنَةً ... وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ
عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ اَقْرَمَ ثَاوِيًا ... وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

تمہارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم انہیں قتل کر رہے ہو اگر چہ ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے۔ (لیکن) کیا وہ آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا (لیکن میرے بیٹے) حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جا سکو گے میں نے اپنی حملہ نامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لئے تکلیفیں دیں۔ بے شبہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لئے طلب کرنے والی ہے کسی روز اسے جھول میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا۔ اس شام کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشۃ الغنمی کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ حبال۔ طلیحۃ الخویلد کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے مراد ثابت بن اقرم الانصاری ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

''میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے''۔

انہوں نے کہا یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:

اِنَّکَ مِنھُمْ اَو اللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنھُمْ.

''تم انہیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انہیں میں سے کر دے''۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے تو فرمایا:

سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ وَ بَرَدَتِ الدَّعْوَۃُ.

''اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی ہو گئی''۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنَّا خَیْرُ فَارِسٍ فِی الْعَرَبِ. ''عرب کا بہترین شہسوار ہم میں سے ہے''۔

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یارسول اللہ۔ فرمایا:

عُکَّاشَۃُ بْنُ مُحْصِنَ. ''وہ عکاشہ بن محصن ہے''۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یارسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں سے ہے۔ فرمایا:

لَیْسَ مِنْکُمْ وَلٰکِنَّہٗ مِنَّا لِلْحِلْفِ.

''وہ تم میں سے نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے''۔

اور ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا اور وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اے خبیث! میرا مال کہاں ہے تو عبدالرحمٰن نے کہا۔

لَمْ یَبْقَ غَیْرُ شِکَّۃٍ وَ یَعْبُوْب وَصَارِمٍ یَقْتُلُ ضُلَّالَ الشِّیْب

بجز ہتھیار اور ترارے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انہوں نے (بی بی) عائشہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈال دیا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔

اس کو نکالنے گئے تو اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے آخر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر مٹی پتھر اس قدر ڈال دیئے کہ اس کو چھپا دیا۔ اور جب انہیں گڑھے میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا.

''اے گڑھے والو تمہارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا''۔

فَإِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ رَبِّيْ حَقًّا.

''مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہہ میں نے اسے سچا پایا''۔

(ام المومنین نے) کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ.

''ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے''۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں (کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

لَقَدْ سَمِعُوْا مَا قُلْتُ لَهُمْ. ''جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا''۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف۔

لَقَدْ عَلِمُوْا. ''بے شک ان لوگوں نے جان لیا''۔

فرمایا:

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَيَا اَبَا جَهْلٍ[1] بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا.

''اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ

---

[1] (الف) میں ''یا باجهل ہے'' اور (ب) میں ''یا ابا جهل'' ہے۔ (احمد محمودی)

وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا''۔

تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے تو آپ نے فرمایا:

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يُجِيْبُوْنِىْ.

''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ.

''اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لئے اس کے خاندان کے بُرے لوگ تھے''۔

كَذَّبْتُمُوْنِىْ وَصَدَّقَنِى النَّاسُ وَ اَخْرَجْتُمُوْنِىْ وَآوَانِى النَّاسُ وَ قَاتَلْتُمُوْنِىْ وَنَصَرَنِى النَّاسُ.

''تم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مدد کی''۔

اس کے بعد فرمایا:

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا.

''تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيْبِ — كَخَطِّ الْوَحْيِ فِى الْوَرَقِ الْقَشِيْبِ
تَدَاوَلَهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ — مِنَ الْوَسِمِّىْ مُنْهَمِرٍ سَكُوْبِ
فَاَمْسٰى رَسْمُهَا خَلَقًا وَاَمْسَتْ — يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيْبِ
فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ — وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيْبِ
وَخَبِّرْ بِالَّذِىْ لَا عَيْبَ فِيْهِ — بِصِدْقٍ غَيْرِ اِخْبَارِ الْكَذُوْبِ
بِمَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ غَدَاةَ بَدْرٍ — لَنَا فِى الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ النَّصِيْبِ
غَدَاةَ كَاَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءٌ — بَدَتْ اَرْكَانُهٗ جُنْحَ الْغُرُوْبِ
فَلَاقَيْنَا هُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ — كَاُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَ شِيْبِ
اِمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوْهُ — عَلَى الْاَعْدَاءِ فِىْ لَفْحِ الْحُرُوْبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے نئے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ان (گھروں کو جن) کو ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے سیاہ بادلوں نے دست بدست لیا تھا (یعنی ایک کے اثرات کے بعد دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے۔وہاں کے رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ ہو گئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں کی یاد کو تو چھوڑ دے۔اور اندوہگیں سینے کی حرارت کو تسکین دے۔اور ان جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ایسی باتیں بتا جس سے بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی حصے ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کوہ حراء ہے۔تو ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے جنگل کے شیروں کے سے کچھ بے داڑھی والے اور کچھ سفید داڑھی والے تھے۔ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ (کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد (رسول اللہ ﷺ) کی معاونت کی اور آپ کے سامنے رہے۔

بِاَيْدِيْهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوْبِ

جن کے ہاتھوں میں باڑ دی ہوئی تلواریں اور آزمودہ سخت موٹی موٹی گرہوں وال (نیزے) تھے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْغَطَارِفُ وَازَرَتْهَا بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّيْنِ الصَّلِيْبِ

سرداران بنی العوف جنہیں مضبوط دین والے بنی النجار نے بھی مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا اَبَاجَهْلٍ صَرِيْعًا وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجُبُوْبِ

تو ہم نے ابو جہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا) چھوڑا۔

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِيْ رِجَالٍ ذَوِىْ حَسَبٍ اِذَا نُسِبُوْا حَسِيْبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)۔

يُنَادِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا قَذَفْنَا هُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيْبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ (ﷺ) انہیں پکارتے (اور

فرماتے) ہیں۔

اَلَمْ تَجِدُوْا كَلَامِىْ كَانَ حَقًّا وَاَمْرُ اللّٰهِ يَاْخُذُ بِالْقُلُوْبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوْا وَلَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَارَاْىٍ مُصِيْبِ

تو انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا:

يَا اَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَاْنِ اَبِيْكَ شَىْءٌ.

''اے ابوحذیفہ! اپنے باپ کی حالت (دیکھنے) سے شاید تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے''۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انہوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! واللہ!! میں نے اپنے باپ کے (حالت کفر کی برائی) یا ان کا مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں اس لئے مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (ان کی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور (میں نے) ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو اپنی اس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق ﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ نازل ہوا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمیں جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے متعلق نازل ہوا ہے جو بدر میں قتل ہوئے ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾

''جن لوگوں کوفرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پرظلم کرنے والے تھے (ان سے) انہوں نے کہا کہ تم کس (بری) حالت میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے''۔

یہ چند مسلم[1] نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمعہ بن الاسود۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور ابوقیس بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذایفہ بن سعد ابن سہم۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں انہوں نے اسلام اختیار کرلیا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا اور خاندان والوں نے انہیں قید رکھا اور انہیں ان کے دین سے پلٹانے کے لئے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا اس کا بیان

پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کئے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اکٹھا کرلیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا۔ جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہمارا ہے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسر مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے انہوں نے کہا واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمہاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کررہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آجائے انہوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکیں ہمیں دے دی تھیں، اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے لوٹنے کے ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع

---

[1] (الف) میں ''فتنیہ مسمین'' جس کے معنی ان ناموں والے نوجوان تھے'' ہوں گے۔ اور (ب ج د) میں فتیہ مسلمین ہے۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں۔ (احمد محمودی)

کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ ﷺ پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لئے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لئے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے مکحول سے ابوامامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابوامامہ کا) نام صدی بن عجلان تھا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان عن بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرما دی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابواسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر کے روز مجھے بنی عایذ المخز ومیین المرزبان کی تلوار ملی تھی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں سے مال غنیمت کو لوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لا کر غنیمت میں ڈال دی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے۔ یہ بات الارقم بن ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ ﷺ سے وہ تلوار طلب کر لی تو آپ نے وہ تلوار انہیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس امر کی خوش خبری دینے کے لئے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ کے نشیبی حصے میں رہنے والوں) کو خوش خبری دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ اسامہ بن زید نے کہا کہ ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے پاس (یعنی ان کی زوجیت میں) تھیں مٹی برابر کر دی تھی (یعنی انہیں دفن کر دیا تھا)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عثمان کے ساتھ مجھے بھی اس پر خلیفہ بنایا تھا ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس آیا اور وہ مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ

عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انہوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔ انہوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

رسول اللہ ﷺ کی بدر سے واپسی

پھر رسول اللہ ﷺ کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی ان میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جو مشرکین سے حاصل ہو تھا۔ اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام عدی بن ابی الزغباء بتایا ہے۔

اَقِمْ لَهَا صُدُوْرَهَا يَا بَسْبَسُ لَيْسَ بِذِى الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس ذی الطلح میں اس قافلے کے لئے رات گزارنے کا کوئی مقام نہیں ہے اس لئے اونٹوں کے سینے اس کے لئے قائم رکھ۔

وَلَا بِصَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبِسُ اِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُخَيَّسُ

اور صحراء غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں مقام پر اتار کر) ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔

فَحَمْلُهَا عَلَى الطَّرِيْقِ اَكْيَسُ قَدْ نَصَرَاللّٰهُ وَفَرَّ الْاَخْنَسُ

اس لئے ان اونٹوں کو لئے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب تنگ راہ الصفرا سے نکلے تو اس تنگ راہے اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلائی تھی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تہنیت پیش کرنے کے لئے آپ سے آ ملے جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی مبارک باد

دیتے ہو واللہ ہم نے تو صرف چند چند یا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

اَیِ ابْنَ اَخِی[۱] اُولٰٓئِکَ الْمَلَاُ. ''بابا! وہی تو سرگروہ تھے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ الملاء کے معنی اشراف و روساء کے ہیں۔

النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام الصفراء میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کا قتل کیا (یعنی قتل کروایا) مکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرق الظبیہ کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق[۲] نے کہا کہ عقبہ بن معیط کو بنی العجلان کے عبداللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد بچوں کے لئے کون ہوگا تو آپ نے فرمایا:

النار۔ آگ ہوگی۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت ابن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کہا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابو ہند رسول اللہ ﷺ سے آکر ملے جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں حیس بھر کر لائے تھے (پنیر اور گھی ملا کر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے۔ جس کو حیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔

۱۔ ابن اح کا لفظ ہر ایک کم سن کے لئے عرب استعمال کرتے ہیں اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ ''بابا'' کیا ہے اور ملاء کے معنی امراء۔ اشراف وہ شان والی ہستیاں جو آنکھوں میں جچیں اسی لئے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

۲۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

اور یہ ابو ہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے حجام (سینگیاں لگانے والے) تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَبُوْهِنْد امْرُؤٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْكِحُوْهُ وَانْكِحُوْا اِلَيْهِ.

''ابو ہند تو انصار میں سے ہیں اس لئے ان (کی لڑکیوں) سے نکاح کرو اور (اپنی لڑکیاں) ان کے نکاح میں دو۔ تو صحابہ نے اس کی تعمیل کی''۔

کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ عفراء کے رشتہ داروں کے پاس عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ پر نوحہ خوانی کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (ام المومنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ ﷺ گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہہ دیا کہ اے ابو یزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دیئے تم لوگ عزت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے سوا کوئی مجھے اپنے ہوش میں نہ لایا۔ (آپ نے فرمایا):

يَا سَوْدَةُ اَعَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ تُحَرِّضِيْنَ.

''اے سودہ کیا عزوجلال والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو''۔

(ام المومنین نے) کہا کہ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھوں کو اس کے گلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ ساری باتیں کہہ دیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار والے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب قیدیوں کو لے کر تشریف لائے۔ تو انہیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا:

اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا.

''قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو''۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (خود) ابوعزیز نے کہا میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں سے ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں ساز و سامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔ اس نے کہا کہ جب بدر سے مجھے لے کر آ رہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لاتے تو رسول اللہ ﷺ کی جو انہیں ہماری نسبت نصیحت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھ کو نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے شرم دامن گیر ہوتی اور اس کو واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھوتا تک نہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا پرچم بردار ابوعزیز ہی تھا۔ جب ا کے بھائی مصعب نے ابوالیسر سے جنہوں نے اسے قید کیا تھا مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابوعزیز نے ان سے کہا بھائی صاحب کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ پھر اس کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ فدیہ جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم تو اُس نے چار ہزار درہم اِس کا فدیہ بھیج کر اس کو چھڑا لیا۔

قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے پہلا شخص جو مکہ پہنچا ہے وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ تمہارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن الاسود اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابوالبختری بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ابورافع نے کہا کہ میں عباس

بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور وہ بہت مال دار تھے اور ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ابولہب بدر میں شریک نہ تھا اور اپنے بجائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور رہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوۃ و اعزاز کا احساس کیا۔

(ابورافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انہیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں چھیلا کرتا تھا تو واللہ میں اسی خیمے میں اپنے تیر چھیلتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکا یک ابولہب بری طرح (سے) اپنے پیر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتیٰ کہ خیمے کے کنارے (آ کر) بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آ گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

(راوی نے) کہا۔ ابولہب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔

(راوی نے) کہا۔ آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا بابا! مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔

اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسوا دیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنا رہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ ابورافع نے کہا۔ میں نے خیمے کی ملنابیں اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔

(راوی نے) کہا۔ ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ انہوں نے کہا کہ۔ میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھا لیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ اور میں کمزور تھا تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لے کر اس کی طرف بڑھی اور اس (لکڑی)

سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اس کا سردار اس کے پاس[1] نہ ہونے کے سبب سے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عدسہ[2] نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمہاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں (کی رہائی) کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو یہاں تک کہ ان کا کچھ انتظار کر لو ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔ انہوں نے کہا کہ الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے زمعہ بن الاسود اور عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ اور وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ وہ اسی (شش و پنج) میں تھا کہ اس نے رات میں یکا یک (کسی کے) رونے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ اور (اس کی) بینائی جا چکی تھی۔ دیکھ تو کیا پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں۔ کہ میں بھی ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے۔ (راوی نے) کہا جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے۔ راوی نے کہا ۔اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔

اَتَبْكِيْ اَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيْرٌ ۝ وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی اس کو روک رہی ہے۔

فَلَا تَبْكِيْ عَلٰى بِكْرٍ وَّلٰكِنْ ۝ عَلٰى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

اے عورت جوان اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ (واقعہ) بدر میں رو جس کا نصیبہ پھوٹ گیا ہے۔

عَلٰى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِيْ هُصَيْصٍ ۝ وَمَخْزُوْمٍ وَرَهْطِ اَبِي الْوَلِيْدِ

بدر پر رو بنی ہصیص کے سردار پر رو۔ اور (بنی) مخزوم پر رو اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبَكِّيْ اِنْ بَكَيْتِ عَلٰى عَقِيْلٍ ۝ وَبَكِّيْ حَارِثًا اَسَدَ الْاُسُوْدِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا۔

---

[1] (ب ج د) میں "غاب عنه سيده" ہے اور (الف) میں "غلب عنه سيده" ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

[2] ابوذر نے کہا هي قرحه قاتله كالطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھوڑا ہے۔ (احمد محمودی)

وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسْمِىَ جَمِيْعًا وَمَا لِاَبِىْ حَكِيْمَةَ مِنْ نَدِيْدٍ

اوران سب پر رواور رونے سے بیزار نہ ہواور ابوحکیمہ کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا۔

اَلَاقَدْ سَادَ بَعْدَ هُمْ رِجَالٌ وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُوْدُوْا

سن لو کہ ان اگلے لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابووداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لَهٗ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيِّسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَاَنَّكُمْ بِهٖ قَدْ جَآءَ كُمْ فِىْ طَلَبِ فِدَاءِ اَبِيْهِ.

''مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے جو تاجر اور مال دار ہے اور گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دے کر چھڑانے کے لئے آ چکا ہے''۔

اور جب قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے متعلق جلدی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ نے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ الفاظ (ارشاد) فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو کا حال

کہا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لئے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف سہیل بن عمرو کی رہائی کے لئے آیا اور اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا۔

اَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا اَبْتَغِى اَسِيْرًا بِهٖ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمِ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ اَنَّ الْفَتٰى فَتَاهَا سُهَيْلٌ اِذَا يُظَّلَمْ

اور (بنی) خندف جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف) ان کے قبیلے میں سے سہیل ہی جواں مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهِ الشَّفْرِ حَتّٰى انْثَنٰى وَ اَكْرَهْتُ نَفْسِىْ عَلَى ذِى الْعَلَمْ

میں نے اس پر (تلوار کی) باڑ ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے پر (دست درازی کرنے میں) میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

اور سہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر مالک بن الاخشم کی جانب اس شعر کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوئ والے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لئے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ (راوی نے) کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا اُمَثِّلُ بِهٖ فَيُمَثِّلَ اللّٰهُ بِیْ وَ اِنْ كُنْتُ نَبِيًّا.

''(نہیں) میں اس کو مثلہ نہ کروں گا (ایسے اعضا معدوم نہ کروں گا جس سے صورت بگڑ جائے) کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کردے گا اگر چہ کہ میں نبی ہوں۔''

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں فرمایا:

اِنَّهٗ عَسٰى اَنْ يَقُوْمَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهٗ.

''اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو''۔
ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضا مندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو) اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمہارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرے تو سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس قید رکھا تو مکرز نے کہا۔

فَدَيْتُ بِاَذْوَادٍ ثَمَانٍ سِبٰى فَتًى ۔۔۔ يَنَالُ الصَّمِيْمَ غُرْمُهَا لَا الْمَوَالِيَا

میں نے آٹھ اونٹ (یا قیمتی اونٹ) اس نوجوان کے چھڑانے کے لئے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں شرفا پکڑے جاتے ہیں۔

رَهَنْتُ يَدِیْ وَالْمَالُ اَيْسَرُ مِنْ يَدِیْ ۔۔۔ عَلَیَّ وَلٰكِنِّیْ خَشِيْتُ الْمَخَازِيَا

میں نے اپنے ہاتھ کو (یعنی اپنی ذات کو) رہن کر دیا حالانکہ مجھے اپنے آپ کو رہن کرنے کی بہ نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَا سُهَيْلٌ خَيْرُنَا فَاذْهَبُوْابِهٖ ۔۔۔ لِاَبْنَاءَ نَا حَتّٰى نُدِيْرَ الْاَمَانِيَا

اور ہم نے کہا کہ سہیل ہم میں سے بہترین شخص ہے اس لئے ہمارے بچوں کے واسطے اسی کو لے

جاؤ تا کہ ہم اپنی امیدوں میں (کامیابی کی) رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعران اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں قید تھا۔ اور یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا لڑکا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان کی ماں۔ ابوعمرو کی بیٹی تھی اور ابومعیط بن ابی عمرو کی بہن تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انہوں نے کہا اس لئے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انہوں نے حنظلہ کو تو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انہیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہئے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو ابن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لئے نکلے اور ان کے ساتھ چند دودھیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام نقیع میں اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لئے نکلے اور جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انہیں خوف تک بھی نہ تھا اور انہیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لئے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لئے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کیلئے آئے تو اسکے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم وزیادتی کی اور انہیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا۔ اور ابوسفیان نے کہا۔

اَرَهْطَ بْنَ اَكَّالٍ اَجِيْبُوْا دُعَاءَهٗ ۔۔۔ تَفَاقَدْتُّمْ لَا تُسْلِمُو السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن ایسے) سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَاِنَّ بَنِيْ عَمْرٍو لِئَامٌ اَذِلَّةٌ ۔۔۔ لَئِنْ لَّمْ يَفُكُّوْا عَنْ اَسِيْرِهِمُ الْكَبْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ (شمار) ہوں گے اگر انہوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

تو حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا۔

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا ۔۔۔ لَاَكْثَرَ فِيْكُمْ قَبْلَ اَنْ يُّوْسَرَ الْقَتْلَا

مکہ (میں اس کی گرفتاری) کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید ہونے سے پہلے اس نے تم میں سے بہتوں کو۔

بِعَضْبٍ حُسَامٍ اَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ ۔۔۔ تَحِنُّ اِذَا مَا اُنْبِضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (کے درخت کی لکڑی) کی زرد (کمان) سے جس سے ایک (زناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے عوض میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی استدعا منظور فرمائی انہوں نے اس کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص[1] بن الربیع کی قید

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ ابن عبد شمس رسول اللہ ﷺ کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں سے ایک شخص نے قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالعاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور (ام المومنین) خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب) خدیجہ نے رسول اللہ ﷺ سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ (جناب خدیجہ) ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر (جناب) خدیجہ اور آپ کی لڑکیاں تو ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا لیکن ابوالعاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتداء فرمائی تو ان لوگوں نے کہا کہ تم نے محمد کو ان کی فکروں سے سبکدوش کر دیا ہے اس لئے اس کی بیٹیوں کو اس کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکر میں اس کو مشغول کر دو۔ اور ان سب نے ابوالعاص کے پاس جا کر اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں واللہ ایسی حالت میں تو میں نہ اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی

---

[1] (الف) ''العاصی'' آخر میں یا کے ساتھ اور (ب ج د) میں العاص بغیر یا کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

کوطلاق دے دے۔ قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کئے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی یا سعید بن العاصی[1] کی بیٹی سے کر دو تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انہوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ ﷺ کی صاجزادی کو) چھوڑ دیا۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاجزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ نا جائز۔ اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابوالعاصی بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو نہ تھا اس لئے وہ (صاجزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انہیں کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انہیں میں ابوالعاصی بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔

(ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے (رقم) روانہ کی تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے بھی ابوالعاصی کی رہائی کے لئے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انہیں پہنا کر ابوالعاصی کے پاس روانہ کیا تھا۔

(ام المومنین نے) کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس (مالا) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا:

اِنْ رَاَیْتُمْ اِنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِیْرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَیْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوْا۔

''اگر تمہیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو تم اس کے لئے چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو (ایسا) کرو''۔

ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ۔ اور انہوں نے ابوالعاصی کو چھوڑ دیا اور (بی بی) زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

---

[1] یہاں بھی (الف) میں العاصی بیاء لکھا ہے اور (ب ج د) میں العاص بغیر یاء کے۔ (احمد محمودی)

زینب کا مدینہ کی جانب سفر

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اقرار لے لیا تھا یا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا (معاملہ) تھا۔ مگر جب ابوالعاصی کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:

كُوْنَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَا هَا حَتّٰى تَأْتِيَانِيْ بِهَا.

''تم دونوں (جا کر) بطن یأجج میں رہو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمہارے پاس سے گزرے) تو اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ''۔

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد کا یا اس سے کچھ کم یا زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاص مکہ آئے تو انہوں نے زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کے سامان کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انہوں نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے والد سے جا کر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (ﷺ) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا کر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمہیں تمہارے سفر میں آرام دے یا تمہیں اپنے والد تک پہنچنے کے لئے رقم کی ضرورت ہو تو تمہارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لئے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لئے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کر لی ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کمان اور ترکش

لے لیا اوران کو لے کر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا اس حال میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ذی طویٰ میں آملایا اور پہلا شخص جو ان تک آپہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انہیں اپنی برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انہیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اوران کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھ گیا اور اپنے ترکش میں سے تیر زمین پر جھٹک دیئے اور کہا واللہ جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لئے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لئے اور ابوسفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (ﷺ) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو لوٹا دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انہیں لے کر وہ رات کے وقت نکلا اور انہیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انہیں لئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے یا بنی سالم بن عوف والے ابوخیثمہ نے (بی بی) زینب کے واقعے کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابوخیثمہ کے ہیں۔

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدُرُ النَّاسُ قَدْرَهُ ۔۔۔ لِزَيْنَبَ فِيهِمْ مِنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعے کی خبر پہنچی) جس کی جیسی قدر کرنا چاہئے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص (یا وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف اور

(ان کی دانست میں) گناہ تھا۔

وَ اِخْرَاجُهَا لَمْ يُخْزَ فِيهَا مُحَمَّدٌ　　عَلَى مَاء قَطٍ وَبَيْنَنَا عِطْرُ مَنْشَمٍ

وہ زینب کا (مکہ سے) نکال لانا تھا۔ جس میں محمد (رسول اللہ ﷺ) کی کسی طرح رسوائی نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وَأَمْسٰی أَبُوسُفْيَانَ مِنْ خِلْفِ ضَمْضَمْ　　وَمِنْ حَرْبِنَا فِي رَغْمِ أَنْفٍ وَمَنْدَمٍ

اور ابوسفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل اور نادم ہو چکا تھا۔

قَرَنَّا ابْنَهَ عَمْرًا وَمَوْلَى يَمِينِه　　بِذِی حَلَقٍ جَلْدِ الَّصلاصِلِ مُحْكَمٍ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں والی بڑی جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فَأَقْسَمتُ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا كَتَائِبٌ　　سَرَاةُ خَمِيسٍ فِي لُهَامٍ مُسَوَّمٍ

پھر میں نے قسم کھالی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیاں۔ لشکر کے سردار ایک خاص نشان والے عدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ۔

تَرُوْعُ[1] قُرَيْشَ الْكُفْرِ حَتَّى نَعُلَّهَا　　بِخَاطِمَةٍ فَوْقَ الأُنُوفِ بِمِيسَمٍ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے ان کی ناکوں میں داغ دینے والے آلے کے ذریعے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَزِّلُهُمْ أَكْنَافَ نَجْدِوَ نَخْلَةٍ　　وَإِنْ يُتْهِمُوا بِا لْخَيْلِ وَالَّرجْلِ نُتْهِمِ

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجور بن) کے اطراف و اکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لے کر تہامہ (نشیبی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

بَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا　　وَنُلْحِقُهُمْ آثَارَ عَادٍ وجُرْهُمٍ

---

[1] (الف) میں نزوع زائے معجمہ سے لکھا ہے جس کے متعلق حاشیہ (ب) میں لکھا ہے کہ وہ تحریف ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور موڑنے کے ہیں۔ لیکن نسخہ (ب ج د) راجح اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

اب تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا راستہ ہو جائے اور ہم انہیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملا دیں گے (یعنی برباد و ہلاک کر دیں گے)۔

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وأيُّ حِينٍ تَنْدَمِ

اور وہ قوم اپنے کئے پر پچتائے گی جس نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچتائے گی (جبکہ پچتانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فَأَبْلِغْ أَبَاسُفْيَان اِمَّا لَقِيتَهُ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُودًا وَتُسْلِمِ

تو اے مخاطب) اگر تو ابوسفیان سے ملے تو تو اس کو وہ پیام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِی جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں ''وسربال نار'' بھی آیا ہے یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے) وہ تو بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

اور جب وہ لوگ لوٹ گئے جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور ہند بنت عتبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان سے کہا۔

اَفِی السِّلْمِ اَعْيَارًا جَفَاءً وَغِلْظَةً وَفِی الْحَرْبِ اَشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں حیض والی عورتوں کی طرح ہیں۔

اور جب کنانہ بن الربیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا۔

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَ اَوْبَاشِ قَوْمِهٖ يُرِيْدُوْنَ اِخْفَارِیْ بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کے ساتھ جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ مَا حَیِیْتُ غَدِیْدَهُمْ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا یَدِیْ بِالْمُهَنَّدِ

اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروانہیں کرتا جب تک کہ میرا ہاتھ ہندی تلوار کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے اور انہوں نے سلیمان بن یسار سے اور انہوں نے ابواسحٰق نے الدوسی سے ابوہریرہ کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور ہمیں حکم فرمایا تھا۔

اِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَّارِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَوِ الرَّجُلِ الْاٰخِرِ الَّذِیْ سَبَقَ مَعَهٗ اِلٰی زَیْنَبَ فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ.

''اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبد قیس تھا۔

(ابن اسحٰق نے) کہا کہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:

اِنِّیْ قَدْ[1] كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيْقِ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِنْ اَخَذْتُمُوْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

''بے شبہ میں نے تمہیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لئے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے اس لئے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا''۔

ابوالعاص بن الربیع کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوالعاص مکہ میں رہے اور (بی بی) زینب رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابوالعاص شام کی جانب تجارت کے لئے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لئے اپنے مال دیئے تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے

---

[1] (ب ج د) میں ''قد'' نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (احمد محمودی)

لگے تو رسول اللہ ﷺ کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انہیں ملا لیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لکن یہ خود بھاگ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آ گئی تو ابوالعاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کے پاس آ گئے اور ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لئے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں کے چبوترے سے بلند آواز سے کہا لوگو! میں نے ابوالعاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ.

''لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے''۔

لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:

اَمَا وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا عَلِمْتُ بِشَىْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ اِنَّهٗ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ.

''سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے کسی بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ (آواز) سنی جس کو تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل ان میں ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ (پناہ دینے کا حق رکھتا ہے)''۔

پھر رسول اللہ ﷺ واپس (بیت الشرف میں) اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:

اَىْ بُنَيَّةُ اَكْرِمِىْ مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ اِلَيْكِ فَاِنَّكِ لَا تَحِلِّيْنَ لَهٗ.

''بیٹی اس کی خاطر داری کرنا اور اس کو اپنے ساتھ خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت سے جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا کہلا بھیجا کہ:

اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ اَصَبْتُمْ لَهٗ مَالًا فَاِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِىْ لَهٗ فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ.

''یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمہیں علم ہی ہے اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو

اگر تم اُس کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے''۔

وَاِنْ اَبَيْتُمْ فَهُوَ فِى اللّٰهِ الَّذِىْ اَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَاَنْتُمْ اَحَقُّ بِهٖ.

''اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی راہ میں (آ گیا) ہے جس نے وہ تمہیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے''۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہ ہوگا) بلکہ ان کا مال انہیں واپس کر دیں گے۔ اور انہوں نے ان کا مال انہیں لوٹا دیا یہاں تک کہ کوئی شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سر والی لکڑی لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لئے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کا تمام مال انہیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ انہیں مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا پھر انہوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور ہم نے تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے صرف تمہارا مال کھا جانا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمہارے مالوں کو تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے ابن عباس کی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دے دیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ ابوالعاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمہیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں تو ابوالعاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبدالوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابوعبیدہ نے ابوالعاص کے متعلق (مذکورۂ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بغیر فدیہ لئے جن قیدیوں کو بطور احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام

ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابوالعاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبدالشمس بن عبد مناف ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ان کا فدیہ روانہ کیا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم تھا جو بنی الحارث الخزرج میں سے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انہیں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جاملا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی نجار والے ابوایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم وہ اس کے لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور جب کوئی اس کے لئے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیج دے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انہیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا۔

وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوْفِيْ اَمَانَةً ۔۔۔ قَفَا ثَعْلَبٍ اَعْيَا بِبَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو لومڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر تھک گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ابیات میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوعزہ بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لئے آپ مجھ پر احسان فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابوعزہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے۔

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا ۔۔۔ بِاَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدُ

میری جانب سے محمد رسول (اللہ) کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد وثنا ہے۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ تَدْعُوْا اِلَى الْحَقِّ وَالْهُدٰى ۔۔۔ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ شَهِيْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ بُوِّئْتَ فِيْنَا مَبَاءَةً ۔۔۔ لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُوْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام حاصل فرمالیا ہے جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا (ایک لحاظ سے) نہایت آسان اور (ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَاِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهٗ لَمُحَارَبٌ شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهٗ لَسَعِيْدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں وہ بدنصیب دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرمالیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلٰكِنْ اِذَا ذَكَرْتُ بَدْرًا وَاَهْلَهٗ تَاَوَّبَ مَابِيْ حَسْرَةٌ وَقُعُوْدُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے۔ تو حسرت و کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے وہ مجھ گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مقام حجر میں عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مڈ بھیڑ ہوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا کہ واللہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا واللہ تو نے سچ کہا۔ سن واللہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لئے ایک (یہ) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔

(راوی نے) کہا۔ تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تمہاری جانب سے ادا کر دیتا

ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شئے ایسی نہ ہوگی جو ان کو دینے سے عاجز رہوں۔ عمیر نے اس سے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لئے دی۔ اور وہ اس کے لئے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان (جنگ) بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے انہیں جو عزت عطا فرمائی اور ان کے دشمن کی جو حالت انہیں دکھا دی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکا یک عمر نے عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لئے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان (جنگ کے لئے) ابھارا ہے اور یہی وہ ہے جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا:

فادخله عَلَیَّ. ''اسے اندر میرے پاس لاؤ''۔

(راوی نے) کہا۔ تو عمر آئے اور اس کی تلوار کے حمائل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمر اس کو اس کی تلوار کے حمائل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا:

اَرْسِلْهُ یَا عُمَرُ اُدْنُ یَا عُمَیْرُ. ''اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمیر نزدیک آؤ''۔

تو وہ نزدیک گیا اور اَنْعِمُوْا صَبَاحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا اور یہ زمانۂ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ اَکْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِیَّةٍ خَیْرٍ مِّنْ تَحِیَّتِكَ یَا عُمَیْرُ بِالسَّلَامِ تَحِیَّةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

''اے عمیر ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے''۔

اس نے کہا سنئے واللہ اے محمد (ﷺ) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔ فرمایا:

فَمَا جَاءَ بِكَ یَا عُمَیْرُ. ''اے عمیر تمہیں کونسی چیز لائی ہے''۔

کہا میں اس قیدی کے لئے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:

فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِيْ عُنُقِكَ. ''پھر یہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے۔''

اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے وہ کچھ بھی کام آئیں فرمایا:

أَصْدِقْنِيْ مَالَّذِيْ جِئْتَ لَهٗ. ''مجھ سے سچ سچ کہہ دو کہ تم کس لئے آئے ہو''۔

اس نے کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لئے نہیں آیا۔ فرمایا:

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمَا أَصْحَابَ الْقَلِيْبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دِيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِيْ لَخَرَجْتُ حَتّٰى أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ عَلٰى أَنْ تَقْتُلَنِيْ لَهٗ وَاللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ذٰلِكَ.

''کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا تا کہ میں محمد کو قتل کروں تو صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کا بار اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو۔ حالانکہ اللہ میرے اور (تمہارے) اس (اردے کی تکمیل) کے درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کر سکتے)''۔

تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ (ﷺ) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے۔ اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لئے واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا۔ پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھادی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انہوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَقِّهُوْا أَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهٖ وَاقْرِئُوْهُ الْقُرْآنَ وَاَطْلِقُوْا لَهٗ اَسِيْرَهٗ.

''اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انہیں قرآن پڑھاؤ اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کر دو''۔

اور سب نے ویسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے دین پر تھے ان کی ایذارسانی میں بہت سخت تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انہیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تا کہ اللہ انہیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انہیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان

کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آئے گی کہ تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ تو اس نے قسم کھالی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انہیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لئے وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنہوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمن نے (سراقہ کی) شکل اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے لئے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں''۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انہیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتَانِ ﴾

''جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں''۔

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں کے ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو:

﴿ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ ﴾

''اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو''۔

اور دشمن خدا نے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہیں دیکھی اور کہا:

﴿ اِنِّیْ أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾

''میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈ بھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انہیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''نکص'' کے معنی رجع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔ بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے۔

نَكَصْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمْ تَرَجُّوْنَ اَنْفَالَ الْخَمِيْسِ الْعَرَمْرَمِ

تم پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی غنیمت کی امید کر کے آ گئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا:

قَوْمِی الَّذِیْنَ هُمْ آوَوْا نَبِیَّهُمْ وَصَدَّقُوْهُ وَ أَهْلُ الْاَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کو پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے کافر تھے۔

اِلَّا خَصَائِصَ أَقْوَامٍ هُمْ سَلَفٌ لِلصَّالِحِیْنَ مَعَ الْاَنْصَارِ أَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِیْنَ بِقَسْمِ اللّٰهِ قَوْلُهُمْ لَمَّا أَتَاهُمْ كَرِیْمُ الْاَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب، برگزیدہ (نبی) آیا تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)۔

أَهْلًا وَسَهْلًا فَفِیْ أَمْنٍ وَفِیْ سَعَةٍ نِعْمَ النَّبِیُّ وَ نِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اَهْلًا وَّسَهْلًا تھا یعنی آپ کے لئے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور (ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوْهُ بِدَارٍ لَا یَخَافُ بِهَا مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارًا هِیَ الدَّارُ

انہوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا خوف وخطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر (کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاسِمُوْهُمْ بِهَا الْاَمْوَالَ اِذْ قَدِمُوْا مُهَاجِرِيْنَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے اپنے پڑوسی کو حصہ دار بنالیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوْا اِلٰى بَدْرٍ لَحَيْنِهِمْ لَوْيَعْلَمُوْنَ يَقِيْنَ الْعِلْمِ لَا سَارُوْا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنے موت (کی پیش قدمی) کے لئے چلے اگر انہیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب) نہ چل کھڑے ہوئے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُوْرٍ ثُمَّ اَسْلَمَهُمْ اِنَّ الْخَبِيْثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَوَّارُ

انہیں وہ فریب سے راہ بتا تالا یا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی۔اسی پلید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارانہ کرے وہ اس کو دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ اِنِّىْ لَكُمْ جَارٌ فَاَوْرَدَهُمْ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيْهِ الْخِزْىُ[1] وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اور انہیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بد ترین تھا جس میں ذلت ورسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ الْتَقَيْنَا فَوَلَّوْا سَرَاتِهِمْ مِنْ مُنْجِدِيْنَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوْا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد کو چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے اور ان میں سے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول ''لما اتا ہم کریم الاصل مختار'' ابوزید انصاری نے سنایا ہے۔

قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا

[1] (الف) میں ''الجزی'' جیم سے ہے۔جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں۔(احمد محمودی)

کرتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبدالدار۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوجہل ابن ہشام ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ و منبہ باری باری سے۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

''سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا''۔

بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام لسیل تھا۔ اور المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔ اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام الیعسوب تھا۔

سورۂ انفال کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورۂ انفال پوری کی پوری نازل فرمائی:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لئے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔ اور اللہ اور اس کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو''۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور

اسے اس نے اپنے رسول ﷺ کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی عن بواء تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں۔ یعنی برابر برابر۔ اور اسی میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔

اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انہیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:

﴿ كَمَا أَخْرَجَكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُوْنَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴾

''جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمان داروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کا ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں''۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے' اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جو انہیں ملی تھی اس کے نہ ماننے' کے سبب سے:

﴿ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ﴾

''اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمہارے لئے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمہارے (مقابلے کے) لئے ہو''۔

یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو:

﴿ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ ﴾

''اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو استحکام دے اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے''۔

یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سورماؤں اور ان میں سے سرداروں کے ساتھ مڈبھیڑ کرا دے۔

﴿ إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ﴾ ''جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے''۔

﴿ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ ''تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی''۔

تمہاری دعا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب سے:

﴿ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ[1] النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ ﴾

''کہ میں تمہیں لگا تار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد دینے والا ہوں (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ چھا رہی تھی تم پر اونگھ (بن کر) اس کی جانب کی بے خوفی''۔

یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈر کر سو گئے:

﴿ وَیُنَزِّلُ[2] عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ﴾

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا''۔

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں کو چشموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا:

﴿ لِیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴾

''تا کہ تمہیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کر دے۔ اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو قوی بنا دے اور اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے''۔

یعنی تمہارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے۔ کہ وہ انہیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا ہے تھا۔ اور ان کے لئے زمین کو سخت بنا دیا تا کہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کر کے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا:

﴿ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ ﴾

''جبکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں''۔

﴿ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ﴾ ''اس لئے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا انہیں ثابت قدم رکھو''۔

یعنی ایمانداروں کی امداد کرو:

﴿ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾

''عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنہوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر

---

[1] (الف ج د) میں ''یغشاکم'' ہے۔ اور (ب) میں ''یغشیکم'' ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں ''وانزلت علیکم'' ہے۔ اور (ب) میں ''ینزل علیکم'' ہے اور یہی نسخہ صحیح ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روات سے نہیں ہوتی۔ (احمد محمودی)

ماروا وران کے ایک ایک جوڑ بند پر مارو۔ یہ (سزا انہیں) اس لئے (دی جارہی ہے) کہ اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْأَدْبَارَ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہاری ان لوگوں سے مڈ بھیڑ ہو جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو ایسے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹھ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لئے تیز جارہا ہو۔ تو بے شبہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اوراس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے''۔

یعنی انہیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لئے فرمایا تا کہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لئے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جو کنکریاں انہیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:

﴿ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ﴾

''اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں''۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کو جو امداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انہیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) نہ ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

﴿ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ﴾

''اور تا کہ ایمان داروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)''۔

یعنی تا کہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انہیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انہیں اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تا کہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اوراس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ پھر فرمایا:

﴿ إِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ﴾

''اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو بس (ایسی) فتح تو تمہارے پاس آ گئی''۔

ابوجہل کے قول کا جواب ہے جواس نے کہا تھا کہ یا اللہ ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

﴿ وَاَنْ تَنْتَهُوا﴾ ''اور اگر تم باز آ جاؤ''۔

یعنی قریش سے خطاب ہے:

﴿ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ﴾

''تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے''۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ (بھی) ڈالی جائے گی:

﴿ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی اگر چہ وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے''۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں[1] ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا پھر فرمایا:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو''۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرف داروں میں سے ہو۔

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات) نہیں سنتے۔ (یعنی کوئی بات نہیں مانتے)''۔

---

[1] (الف) ''فان اللہ'' ہے اور (ب ج د) میں ''فانی'' ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے بعد انصرھم صیغہ متکلم ہے۔ (احمد محمودی)

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

''(روئے زمین پر) چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے ہیں''۔

یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تم کو منع کیا ہے۔ وہ بھلائی سے گونگے ہیں۔ (یعنی کوئی اچھی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے) حق سے بہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔ یعنی اس (نافرمانی کا) جو برا انجام ہوگا اور جو سزا انہیں ملے گی اس کو نہیں جانتے۔

﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ﴾

''اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں سناتا''۔

یعنی جو بات انہوں نے اپنی زبانوں سے کہی اسی بات کو ان کے لئے اثر انداز بنا دیتا لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

﴿ وَلَوْ خَرَجُوْا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''اور اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے اور وہ ہیں ہی روگردان''۔

یعنی جس کام کے لئے وہ نکلتے اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ﴾

''اے وہ لوگوں جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول (کے احکام) کو قبول کرو جب کہ وہ تمہیں ایسی چیز کی جانب دعوت دے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے''۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے اللہ نے تمہاری ذلت کے بعد تمہیں عزت دی اور تمہاری کمزوری کے بعد تمہیں زور آور بنایا اور تمہیں ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کے ذریعے تم سے تمہارے دشمن کو دفع کیا۔

﴿ وَاذْكُرُوْا اِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَ أَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْا أَمَانَاتِكُمْ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم

ڈرتے تھے کہ لوگ چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تا کہ تم قدر کرو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو''۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اظہار حق جس سے وہ راضی ہو جائے نہ کرو کہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت مخفی طور پر اس کے غیروں کے آگے کرنے لگو کیونکہ یہ تمہاری امانتوں کی بربادی اور خود تمہاری اپنی ذات سے خیانت ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّآتِكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ وَاللَّهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کا تم سے کفارہ کر دے گا اور تمہیں ڈھانک لے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے تمہارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو بجھا دے گا جنہوں نے تمہاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی جو آپ پر اس وقت ہوئی جبکہ ان لوگوں نے آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔

﴿ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾

''اور وہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے''۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسباب محکمہ کے ذریعے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھ کو ان سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد قریش کی ناتجربہ کاری بے عقلی اور خود اپنے خلاف ان کی انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

﴿ إِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ ﴾

''(وہ وقت یاد کرو) جبکہ انہوں نے کہا کہ یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو''۔

یعنی جو چیز محمد ﷺ نے پیش کی ہے۔

﴿ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ ''تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا''۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

﴿ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾

''یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا''۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے۔ اور یہ ان کا قول اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ انہیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی ﷺ سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انہیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴾

''اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انہیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انہیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں''۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ﴾

''اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے''۔

اگرچہ تو ان کے درمیان ہو اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

﴿ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾

''حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں''۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیرووں کو۔

﴿ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ﴾

''حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں''۔

یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہیے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔

﴿ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

﴿ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّ تَصْدِيَةً ﴾

''اوراس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی''۔

یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیر (یعنی سیٹی) اور تصدیہ کے معنی تصفیق (یعنی تالی) کے ہیں۔ عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے۔

وَكَرُبَّ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا ۔۔۔ تَمْكُوْ فَرِيْصَتُهٗ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کے اونٹ کی باچھوں کی طرح آواز نکل رہی تھی۔ شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون کے شرائے کی آواز ہے جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے

اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے۔

لَهَا كُلَّمَا رِيْعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ ۔۔۔ بِمُصْدَانِ أَعْلَا ابْنَيْ شَمَامَ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو اپنے پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے اور پھر سنتی ہوئی خاموشی کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے اور مصدان کے معنی الحرز[1] کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ابنا شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

﴿ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾

---

[1] (ب) میں مصدان کے معنی الحزن کے ہیں۔ یعنی سخت زمین۔ (احمد محمودی)

''تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکھو''۔

یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔(ام المومنین نے) کہا کہ یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اس میں اللہ (تعالیٰ) کے اس قول کے نزول میں۔

﴿ وَ ذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيلًا اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّ جَحِيمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾

''مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والے کو چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔ بے شبہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرت ناک سزائیں ہیں۔ اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے''۔

تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعۂ بدر کی مصیبت ڈالی۔

ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا واحد نکل ہے۔ رئوبة بن العجاج نے کہا ہے۔

يَكْفِيكَ نِكْلِي بَغْيَ كُلِّ نِكْلِ

''ہر قید سے سرکشی کے لئے میرے پاس کی قید تیرے لئے کافی ہو جائے گی''۔

اور یہ بیت اس کے ایک (رجز) میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پھر فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا يُنفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَسَيُنفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ ﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے کے لئے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انہوں نے جلد وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا''۔

اور اس کے بعد:

﴿ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴾

''یہ خرچ کرنا ان کے لئے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کئے جائیں گے''۔

یعنی وہ لوگ جو ابوسفیان اور ان لوگوں کے پاس گئے تھے جن کے پاس مال تھا اور ان سے سوال کیا تھا کہ انہیں اس مال کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے تائید دی جائے تو انہوں نے ویسا ہی

کیا۔ پھر فرمایا:

﴿ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفِرْلَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا (لحربك) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴾

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انہیں بخش دیا جائے گا اور اگر انہوں نے (تجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے یعنی ان میں سے جو لوگ بدر میں قتل کئے گئے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾

''اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ (مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لئے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین (قانون جزا) سب کا سب (جاری) ہو جائے''۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھیرنے کے لئے ایذا نہ دی جا سکے۔ اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی شائبہ نہ ہو قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انہیں تباہ کر دیا جائے:

﴿ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾

''تو اگر وہ باز آ گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انہوں نے تمہارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ (جمے ہوئے) ہیں''۔

﴿ فَاَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ ﴾ ''تو اللہ تمہارا محافظ ہے''۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمہاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی۔

﴿ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾

''وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے''۔

پھر اس نے انہیں غنیمت کی تقسیم کی اطلاع دی اور جب ان کے لئے اس (غنیمت) کو جائز قرار دیا تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے۔ اور فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز اتارا ہے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز پیدا کر دیا۔ جس دن تمہاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے مقابل ہو گئیں۔

﴿ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا ﴾ ''جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے''۔

﴿ وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى ﴾ ''اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب''۔

﴿ وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ﴾ ''اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا''۔

یعنی ابوسفیان کا قافلہ جس کے لینے کے لئے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ نہ تمہاری جانب سے کوئی مقام متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

﴿ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعَادِ ﴾

''اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے''۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمہارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمہیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

﴿ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لئے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا''۔

یعنی تا کہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر تمہاری[1] مدد کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہربانی سے کر دیا۔ پھر فرمایا:

﴿ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''تا کہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم

---

[1] (الف) میں ''عن غير ملاء'' ہے اور (ب ج د) میں ''عن غير بلاء'' ہے یعنی بغیر تمہیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے''۔

یعنی تا کہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لئے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور اس کے بعد فرمایا:

﴿ اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا وَّلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

''(اے نبی وہ وقت یاد کر) جب کہ اللہ نے تیرے خواب میں انہیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملہ (جنگ) میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے بچالیا۔ بے شبہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے''۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انہیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو قوتیں ان میں (فطرۃ) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

﴿ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تو تمہیں تمہاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمہاری کم تعداد بتائی تا کہ اللہ امر فیصل شدہ کو پورا کر دے''۔

یعنی تا کہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہو اور اپنی حفاظت میں سے جن لوگوں پر وہ اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر انہیں نصیحتیں فرمائیں اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انہیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں انہیں بتائیں اور فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے مقابل ہو''۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

﴿ فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴾ ''تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو''۔

یعنی اس کی یاد جس کے لئے تم نے اپنی جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا

کرنے کو یاد رکھو۔

﴿ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا ﴾

''تا کہ تم پھلو پھولو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمہارا معاملہ تتر بتر ہو جائے گا''۔

﴿ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴾

''اور صبر کرو بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ ﴾

''اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بتاتے نکلے ہیں''۔

یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ بنو۔ جنہوں نے کہا ہے کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں ہم کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پئیں گے اور وہاں ہمارے سامنے گانے والی لونڈیاں گانیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حالات سنیں گے۔ یعنی تمہارے کام دکھائے اور شہرت کی خاطر نہ ہوں اور نہ اس لئے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لئے خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لئے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ بنو۔ پھر فرمایا:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ ﴾

''اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے آگے سنوار کر پیش کئے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت انہیں جس حالت کا سامنا ہوگا اور ان کے صفات بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:

﴿ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْبِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

''تو اگر جنگ میں تو ان پر غلبہ پالے تو پریشان کر دے اور ان کے ذریعے ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں''۔

یعنی انہیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لئے عبرت کا سبب ہوں تا کہ انہیں سمجھ آئے۔

﴿ وَ أَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔

الی قولہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ ﴾

''اورتم تیارکر رکھوان (کے مقابلے) کے لئے سامان جنگ جتنا تم سے ہو سکے اور بندھے ہوئے (یا مستعد) گھوڑے جس کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہاری جانب پوری پوری پہنچا دی جائے گی''۔

﴿ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ ''اورتم پر ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جواجر ہوگا اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:

﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾

''اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا''۔

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لئے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کر لے۔

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰہِ ﴾ ''اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لئے کافی ہے''۔

﴿ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ ''بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے''۔

ابن ہشام نے کہا **جنحو اللسلم** کے معنی **مالوا الیك للسلم** یعنی صلح کے لئے تیری طرف مائل ہوں۔ **الجنوح** کے معنی **المیل** کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔

جُنُوْحَ الْهَا لِكِيّ عَلٰى يَدَيْهِ مُكِبًّا يَجْتَلِیْ نُقَبَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کر کے اسے جلا دینے کے لئے سر نیچے کئے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ **النقب** کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں **یجتلی** کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور **السلم** کے معنی صلح کے ہیں۔ **اللہ کی کتاب** میں ہے۔

﴿ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾

''تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ بنو اور تم ہی برتر رہو گے''۔

اور ایک قرأت میں **الی السلم** آیا ہے اور وہ بھی اسی کے معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمی نے کہا۔

وَقَدْ قُلْتُمَا اِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا بِمَالٍ وَمَعْرُوْفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے موافق شرطوں کے ساتھ ہمیں صلح حاصل

ہوتو ہم صلح کرلیں گے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے **وان جَنَحُوْا للسلم** کے معنی للاسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے۔

﴿ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ''۔

بعضوں نے **فی السلم** پڑھا ہے۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

فَمَا اَنَا اَبُو السِّلْمِ حِیْنَ تُنْذِرُھُمْ رُسُلُ الْاِلٰہِ وَمَا کَانُوْا لَہٗ عَضُدَا

جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول لمبا بنایا جاتا ہے اس کو عرب سلم کہتے ہیں۔

بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص طرفہ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے۔

لَھَا مِرْ فَقَانِ اَفْتَلَانِ کَاَنَّمَا تَمُرُّ بِسَلْمَی دَالِجٍ[1] مُتَشَدِّدِ

اس (اونٹنی) کے اگے پیر کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی لا کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لے کر گزر رہی ہے۔ (یعنی جس طرح کم فاصلے پر پانی لے جانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لئے بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لئے دور رکھتا ہے اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں)۔

اور بعض روایتوں میں دالح آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

﴿ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ﴾

''اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دھوکا دیں تو بے شبہ تیرے لئے اللہ کافی ہے''۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی ان کی دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

﴿ ھُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ ﴾ ''وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا''۔

---

[1] (ب) میں ''دالج'' جیم سے ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں۔ اور (الف ج د) میں ''دالح'' حاء حطی سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالنے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ **(احمد محمودی)**

ضعف کے بعد۔

﴿ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ﴾

''اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔اوران کے دلوں میں محبت (پیدا کر) دی''۔

﴿ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ﴾

''جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے ان میں محبت پیدا کر دی۔اپنے دین کے ذریعے جس پر ان سب کو مجتمع کر دیا ہے''۔

﴿ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴾ ''بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴾

''اے نبی ایماندار جنہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔اور اللہ تیرے لئے کافی ہے۔اے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں سے ہزار پر غالب رہیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ کے پکے ہیں''۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لئے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دو سو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انہیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔اس کے بعد فرمایا:

﴿ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لئے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دو سو پر غلبہ حاصل کریں اور اگر تم میں سے ہزار

ہوں تو وہ بحکم الٰہی دو ہزار پر غالب رہیں''۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انہیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لئے جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُوْرًا وَاُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحْلَلْ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ.

''مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین (کے ٹکڑے) میرے لئے سجدہ گاہیں اور پاک بنا دئے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لئے جائز کر دی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر فرمایا۔

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (أي قَبْلَكَ) أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ أَسْرٰى (مِنْ عَدُوِّهٖ) حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ﴾

''کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خون ریزی نہ کر لے''۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کر لے حتیٰ کہ انہیں اس سرزمین سے جلاوطن کر دے۔

﴿ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ﴾ ''تم دنیوی ساز و سامان چاہتے ہو''۔

﴿ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ﴾ ''اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے''۔

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔ اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

﴿ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا أَخَذْتُمْ (اى مِنَ الْاَسَارٰى وَالْمَغَانِمِ) عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''اگر سابقہ نوشتہ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کئے اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمہیں ضرور دردناک عذاب چھولیتا''۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کئے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے انہیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ کے اور آپ کی امت کے لئے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمٰن و رحیم کی جانب سے بطور عطیہ مرحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:

﴿ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

''لہٰذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے' اور اللہ سے ڈرتے رہو' بے شبہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا' اور بڑا مہربان ہے''۔

اس کے بعد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَّعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

''اے نبی ان لوگوں سے کہہ دے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (چیز) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے''۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور مہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر۔ دینی رشتہ داری قائم فرمادی۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری قرار دی۔ اور فرمایا:

﴿ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴾

''اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا''۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا رشتہ دار نہ بنے اگر چہ وہ دوسرا حقیقی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ یعنی حق و باطل شبہے میں پڑ جائے گا۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین و انصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انہیں حقیقی رشتہ داروں ہی کی طرف ردفرمادی جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا اور فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ

بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ ﴾

''اور جولوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمہی میں سے ہیں۔اور نوشتۂ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں''۔

یعنی میراث کے لحاظ سے۔

﴿ إِنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾

''بے شبہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے''۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے۔قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔

محمد رسول اللہ ﷺ سید المسلمین ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزی بن امراء القیس الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انعام فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزی ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ انسہ۔

اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ انسہ حبشی تھے اور ابو کبشہ فارسی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن حلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔

ابن ہشام نے کہا کناز بن حصین۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف۔

اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔

اور الحصین بن الحارث۔

اور مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ (جملہ) بارہ آدمی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ کے پاس رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (غنیمت میں سے) ان کو حصہ دیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا اجر۔ فرمایا وَاَجْرُكَ۔ (ہاں) تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

اور ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوحذیفہ کا نام مہشم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم ثبیت بن یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے اس شرط سے آزاد کئے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل نہ ہوگی اس نے (ثبیتہ نے) انہیں شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابوحذیفہ کے پاس بے یار و مددگار ہو کر آ گئے تو ابوحذیفہ بن عتبہ نے انہیں متبنی بنالیا اور بعض کہتے ہیں ثبیہ بنت یعاد ابوحذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لئے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولی ابی حذیفہ کہنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلنے کی تیاری کر لی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم انہیں اپنے اونٹ پر اٹھا لے گئے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں صبیح شریک رہے۔

اور حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔

اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔

اور یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور ابوسنان بن محصن بن حرثان بن قیس۔عکاشہ بن محصن کے بھائی۔
اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔
اور محرز بن نصلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔
اور ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم ابن ودان بن اسد۔
اور حلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو۔
اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو۔
اور مدلج بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا مدلاج بن عمرو۔
ابن اسحٰق نے کہا یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں۔
اور ابومخشی ان کے حلیف۔(جملہ) سولہ شخص۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابومخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید ابن مخشی تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے دو شخص۔
عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث ابن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔
اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب۔
اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔
الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔
اور حاطب بن ابی بلتعہ۔
اور حاطب کے آزاد کردہ سعد۔
ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور حاطب کے مولی سعد بنی کلب میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی۔
اور سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص۔
عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ۔

اور سعد بن ابی وقاص اور[1] وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ تھا۔

اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔

اور ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن اشرید بن ہزل بن قایش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر۔ اور دہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم ابن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔

اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزی بن حمالہ بن غالب ابن محلم بن عایذہ بن مبیع بن الہون بن خزیمہ جو القارہ سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اور انہیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا.

''یعنی جس نے القارہ کا تیراندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیرانداز تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ بن غبشان ابن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انہیں ذوالشمالین اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خباب بن الارت۔

ابن ہشام نے کہا خباب[2] بن الارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفے میں رہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تمیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابوبکر الصدیق اور آپ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی اور

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں خبان لکھ دیا ہے جو تحریف ہے۔ (احمد محمودی)

شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوبکر کے آزاد کردہ بلال بلال بنی جمح کے مولدین میں سے تھے ان کو ابوبکر نے امیہ بن خلف سے خریدا تھا۔ اور بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بن اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انہیں سے ابوبکر نے انہیں خریدا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا النمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انہیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صہیب سابق الروم صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنی والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انہیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:

واجرك اور تمهارا۔ ''اجر (بھی ثابت ہے)''۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شمامسۃ میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوب صورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ خوب رو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابوجندب تھی۔ اور وہ عبداللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

اور عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ ان کے (بنی مخزوم کے) حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے۔ اور عیہامہ جنہیں کہا جاتا تھا وہ یہی ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح ابن رزاح بن عدی۔

اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع جو یمن والوں میں سے تھے۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے تھے۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے۔ ان کو تیر سے مارا گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہجع بنی عک میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی۔

اور ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ۔

اور واقد بن عبداللہ بن عبدمناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم جو ان کے حلیف تھے۔

اور خولی بن ابی خولی۔

اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوخولی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف غز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا غز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبدیالیل بن ناشب بن وغیرہ بنی سعد بن لیث میں سے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب

رسول اللہ ﷺ کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انہیں (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:

وَاَجْرُكَ۔ اور تمہارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی قدامۃ بن مظعون۔

اور عبداللہ بن مظعون۔

اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

خنیس بن حذافعہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

اور بنی عامر بن لوئ کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص ابوسبرہ بن رہم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل۔

اور عبداللہ مخرمہ بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں آ کر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔

اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔

اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔

ابوعبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن الحارث تھا۔

اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔

اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔

اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے بیٹے تھے۔

اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن الحارث۔

غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لوئیٰ میں سے وہب بن ابی سرح کا اور طالب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

انصار اور ان کے ساتھی

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرءالقیس بن زید بن عبدالاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن انس بن رافع بن امرءالقیس۔

اور بنی عبید بن کعب عبدالاشہل میں سعد بن زید بن مالک بن عبید۔

اور بنی زعوراء بن عبدالاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراء کہا ہے۔

سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء۔

اور الحارث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ بنی عوف بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن الحارث۔

ابن ہشام نے کہا اسلام بن حریس بن عدی۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابوالہیثم بن التیہان۔
اور عبید بن التیہان۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن سہل۔
ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن سہل بنی زعوراء والے۔اور بعضوں نے کہا غسان میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص۔
ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔
ابن اسحٰق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد۔
اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد۔
ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنہیں مقرن کہا جاتا تھا اس لئے کہ انہوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انہوں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو بھی گرفتار کیا تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی۔نصر بن الحارث بن عبد۔
اور معتب بن عبد۔
اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں سے عبداللہ بن طارق۔
اور بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص۔
مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔
عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ تھا۔
اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اورابو کبیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ۔

اورعمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن معبد ۔

ابن اسحٰق نے کہا اورسہل بن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن الحارث ابن عمرو ۔ اورعمرو ہی وہ شخص ہے جس کو بخرج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا ۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نوشخص ۔

مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ ۔

اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر ۔

اورسعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ ۔

اورعویم بن ساعدہ ۔

اور رافع بن عنجدہ ۔

ابن ہشام نے کہا عنجدہ ان کی ماں تھی ۔

ابن اسحٰق نے کہا اورعبید بن ابی عبید ۔

اورثعلبہ بن حاطب ۔

اوران لوگوں کواس بات کا دعویٰ تھا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اورالحارث بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے تو آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اورابولبابہ کو مدینہ پرامیر مقرر فرمایا تھا اوراصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انہیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا ۔

ابن ہشام نے کہا اورحاطب' عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اورابولبابہ کا نام بشیر تھا ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص ۔

انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید ۔

اوران کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن الجد بن العجلان ابی ضبیعہ ۔

اورثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان ۔

اورعبداللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان ۔

اورزید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان ۔

اور عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان نکلے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس فرما دیا اور اصحاب بدر کے ساتھ انہیں حصہ عطا فرمایا:

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔

عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امراء القیس ابن ثعلبہ تھا۔

اور عاصم بن قیس۔

ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوضیاح بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرٔ القیس بن ثعلبہ۔

اور ابوحنہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابوضیاح کے بھائی تھے۔ اور بعضوں نے ابوحبہ کہا ہے اور امرٔ القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس ابن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن النعمان بن امیہ بن امرٔ القیس بن ثعلبہ۔

اور خوات بن جبیر بن النعمان جن کو رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف ابن جشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن السلم بن امرٔ القیس بن مالک ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

سعد بن خثیمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم۔

اور منذر بن قدامہ۔

اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ ۔

اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم ۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد کردہ تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی ۔

جبیر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ ۔

اور مالک بن نمیلہ ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے ۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے النعمان بن عصر ۔

غرض اوس میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ) اکسٹھ آدمی تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج کے قبیلہ بنی امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص ۔

خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس ۔

اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس ۔

اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرٔ القیس بن عمرو بن امرٔ القیس ۔

اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرٔ القیس ۔

اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص ۔

بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جلاس کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے ۔

اور ان کے بھائی سماک بن سعد ۔

اور بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزج میں سے تین آدمی ۔

سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی ۔

اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عبس ۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔

یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انہیں کو ابن فسحم بھی کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا فسحم ان کی ماں تھی اور بنی القین بن جسر میں سے عورت تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج۔ اور زید ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص۔

خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید۔

اور ان کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ۔

اور انہوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب ابن زید۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عمیر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن جدارہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

ابن ہشام نے کہا زید بن المری۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

اور بنی الابجر میں سے جن کو بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص۔

عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم ابن عوف بن الخزرج میں سے جس کو بنو الحبلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہو گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید جو ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک

عورت کا نام تھا جو اس کی (ابی کی) ماں تھی۔

اور اوس بن خولی بن عبداللہ بن الحارث بن عبید۔

اور بنی حزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھے شخص۔

زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء۔

اور بنی عبداللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب ابن کلدہ۔

اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔

اور یمن والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوحمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا معبد بن عبادہ بن قشغر بن المقدم اور بعضوں نے کہا عبادہ بن قیس بن القدم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عامر بن البکیر۔

ابن ہشام نے کہا عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحٰق نے کہہ دیا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم۔ اور ان کے بھائی اوس ابن الصامت۔

اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن دعد اور یہ النعمان وہ ہیں جن کو قوقل کہا جاتا تھا۔

اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرضخہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی لوذان بن سالم میں سے تین آدمی۔

ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے یمن والے حلیف عمرو بن ایاس۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ ابن عمرو بن بتیرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسر بن تمیم بن اراشہ کہا ہے۔

اور قسمیل بن فاران اور المجذر[1] کا نام عبداللہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبادہ بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔

اور نجاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بحاث بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہراء عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

---

[1] (الف) میں تحریف کاتب سے المجمذر ہو گیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ابواسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔

اور مالک بن مسعوداور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک ابن مسعود بن البدی[1] ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص۔

عبدربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف۔

اوران کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔

کعب بن حمار بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کعب بن جماز کہا ہےاور وہ غبشان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ضمرہ۔

اور زیاد۔

اور بسبس عمرو کے بیٹے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضمرہ اور زیاد بشر کے بیٹے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی بلی میں سے عبداللہ بن عامر۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے بارہ شخص۔

خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اور الحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام۔

اور عمیر بن الحمام الجموح بن زید بن حرام۔

اور خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تمیم۔

اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح۔

اور معوذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اور خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

---

[1] (الف) میں "الیدی" یائے مثناۃ تحتانیہ دال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

اور عتبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔
اور ان کے آزاد کردہ حبیب الاسود۔
اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔
اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں الجموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید ابن حرام ہے بجز جد بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے۔
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔
بشیر بن البراء ب معرور بن صخر بن مالک خنساء۔
اور الطفیل بن مالک بن خنساء۔
اور الطفیل بن النعمان بن خنساء۔
اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔
اور عبداللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء۔
اور عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء۔
اور جبار بن صخر بن صخر بن امیہ بن خنساء۔
اور خارجہ بن حمیر۔
اور عبداللہ بن حمیر ان کے دونوں حلیف جو بنی دہمان میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جبار بن صخر بن امیہ بن حناس کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی خناس بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔
یزید بن المنذر بن سرح بن خناس۔
اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس۔
اور عبداللہ بن النعمان بن بلدمہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بلذمہ اور بلدمہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید ابن عدی۔

اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام ابن ربیعہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی ابن غنم۔

اور بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص۔

عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان۔

اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان۔

اور خلیدہ بن قیس بن النعمان۔

اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم ابن سواد میں سے چار شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے۔ سواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا۔

ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ۔

اور سلیم یزید بن عامر بن حدیدہ۔

اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن عنمہ بن عدی۔

اور ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عدی ابن ادی بن سعد بن علی بن اسد

بن سارده بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لئے شمار کیا ہے۔ کہ اگر چہ وہ ان میں سے نہ تھے لیکن (رہتے) انہیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔

وہ معاذ بن جبل۔

اور عبداللہ بن انیس۔

اور ثعلبہ بن عنمہ تھے۔ اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک ابن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔

اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔

اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔

اور بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک صاحب عباد بن قیس بن عامر بن خالد۔

اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔

اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔

اور الفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔

ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

اوران کے بھائی عایذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔
اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے تین آدمی۔
رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اوران کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اورعبید بن زید بن عامر بن العجلان۔
اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔
زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔
اورفروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ۔
اور رجیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔
اورخلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے حلیفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔
رافع بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ ابن حبیب۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی النجار تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم ابن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔
اور بنی عسیرہ بن عبدعوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عسیر اور عشیرہ بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔
عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔
اور سراقہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن عزیہ بن عمرو۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔
اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔
ابن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عایذ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عائذ۔
اور ان کے حلیف جہینہ میں سے عدی بن ابی الزغباء۔
اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص۔
مسعود بن اوس بن زید۔
اور ابوخزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔
اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔
اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔
عوف ومعوذ
ومعاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفراء کے بچے تھے۔
ابن ہشام نے کہا عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعیمان کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد۔
اور عبداللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد۔
اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ۔
اور ان کے بنی جہینہ میں سے حلیف ودیعہ بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

اور ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابوالحمراء نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوالحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار۔ اور عامر کا نام مبذول تھا۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔

ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک۔

اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک۔

اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک مقام الروحاء میں ان کو توڑا گیا (شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں' کی شاخ بنی قیس ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی اس لئے بنو معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو مغالہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن عمرو ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ مغالہ بنی زریق میں سے تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لئے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو شیخ ابی بن ثابت' حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوطلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور اسی کی کنیت ابوحکیم تھی۔

اورسلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامراورابوسلیط جس کا نام اسیرہ عمرو تھا۔اور عمرو کی کنیت ابوخارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامراور۔

اورالمحرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اورسواد بن غزیہ بن اہیب بنی بلی میں سے ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہااور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

ابوزید قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

اورابوالاعور بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابوالاعورالحارث بن ظالم کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہااور سلیم بن ملحان۔

اورحرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔

اور بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں تین شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ اورابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

اورعبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اوران کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں سے عصیمہ۔

اور بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دوشخص۔

ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

اورسراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن النجار میں سے ایک صاحب۔

قیس بن مخلد بن طعلبہ بن صحر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دیناراابن النجار میں سے پانچ آدمی۔

النعمان بن عبدعمرو بن مسعود۔

اورالضحاک بن عبدعمرو بن مسعود۔

اور سلیم بن الحارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبد عمرو کے دونوں بیٹے' الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

اور جابر خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ۔

اور سعد بن سہیل بن عبدالاشہل۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار میں سے دو آدمی۔

کعب بن زید بن قیس۔

اور ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر۔

ابن ہشام نے کہا بجیر بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی جذیمہ بن رواحہ میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ جملہ ایک سو ستر آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی الخزرج میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں میں بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان۔ اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جس کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین میں سے تراسی' اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو ستر۔

جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے

مسلمانوں میں سے بدر کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انہوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔

عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں سے تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے دو شخص۔

عاقل بن البکیر ۔ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ میں سے۔

اور مہجع عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔

اور انصار میں بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

سعد بن خثیمہ۔

اور مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر۔

اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔

یزید بن الحارث جو فسحم کہلاتے تھے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص۔

رافع بن الحمام۔

اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے ایک شخص۔

رافع بن المعلا۔

اور بنی النجاء میں سے ایک شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔

اور بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

عوف

ومعوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ جملہ آٹھ آدمی۔

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔

حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول ابن ہشام رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشترک تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔

اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عصر اوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اوران کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اور اس کا بیٹا۔ عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کو بحالت قید بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اوران کے بنی انمار بن بغیض میں سے حلیف عامر بن عبداللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

الحارث بنی عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے لحاظ سے بنی الحارثۃ ابن الخزرج والے خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں حمزہ بن عبد المطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام والے ثابت بن الجذع نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تینوں نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن زمعہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

اور ابوالبختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا ابوالبختری العاصی بن ہاشم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اور اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبید کو جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اور اسی لئے ان دونوں کا نام قرینین (یعنی ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ اور یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔

النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحالت قید علی بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا مقام اثیل میں۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن حیص عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کا آزاد کردہ۔

ابن ہشام نے کہا اس کو ابوبکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبدالدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے زید نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔

عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن مالک بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو ابن کعب۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔

ابوجہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس کو معاذ بن عمرو بن الجموح نے مار کر اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے اس کا ہاتھ الگ کر دیا۔ اس کے بعد معوذ بن عفراء نے ابوجہل کو مار کر اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔

اور العاصی بن ہشام بن المغیر ہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ۔اس کو عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔

اور بنی تمیم میں سے یزید بن عبداللہ ان کا حلیف ۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تمیم کی شاخ بنی عمرو بن تمیم میں سے تھا اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابومسافع الاشعری ان کا حلیف ان کو بقول ابن ہشام ابودجانہ الساعدی نے قتل کیا۔

اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیر ہ۔اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور ابوقیس بن الولید بن المغیر ہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابوقیس بن الفاکہ بن المغیر ہ۔اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ۔اس کو بقول ابن ہشام بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ ۔اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن الجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم ۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ ﷺ کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث آئی ہے کہ:

نِعْمَ الشَّرِيْكُ السَّائِبُ لَا يُشَارِيُ وَلَا يُمَارِيْ.

''السائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) اصرار کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے''۔

اور انہوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے ہمیں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔ اور ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ السائب بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قریش میں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ نے انہیں الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے بھی عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الاسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

اور حاجت بن السائب بن عویمر بن عمرو بن عابد بن عبد بن عمران بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا عایذ بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجز بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی طئی میں سے ان کے حلیف تھے۔
عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔
اور جابر کو ابو بردہ بن[1] نیاز نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی میں سے پانچ شخص۔
منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ اس کو بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔
اور اس کا بیٹا العاصی بن منبہ بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔
اور نبیہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبدالمطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

اور ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عاصم بن ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد ابن سہم۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے تین شخص۔

---

[1] (الف) میں 'ابو بردہ نیاز' کے درمیان میں 'بن' کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اس کو بنی مازن میں سے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو معاذ بن عفراء اور خارجہ ابن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح اس کو بقول ابن ہشام علی ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو الحصین بن الحارث ابن المطلب اور عثمان بن مظعون (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن لوئی میں سے دو شخص۔

معاویہ بن عامر عبدالقیس میں سے ان کا حلیف۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن وہب بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر لیث میں سے ان کا حلیف۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابو دجانہ نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے جملہ مقتولوں کی تعداد ہمیں پچاس بتائی گئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے۔ اور ابن عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ﴾

"اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو"۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ اور اس میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم میں سے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو تم نے قید کیا۔ اور ابوزید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا۔

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ عُتْبَةُ مِنْهُمْ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (وہاں) ان کے ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے ان شاء اللہ عنقریب اس کے

مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا۔

ان ستر میں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

وہب بن الحارث بنی انمار بن بغیض میں سے ان کا حلیف۔

اور عامر بن زید یمن والوں میں سے ان کا حلیف۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔

عتبہ بن زید یمن والوں میں سے ان کا حلیف۔

اور عمیر ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔

نبیہ بن زید بن ملیص۔

اور عبید بن سلیط بنی قیس میں سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔

مالک بن عبداللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا اس لئے اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبداللہ بن جدعان۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔

حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

اور ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔

اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔

اور السائب ابن عویمر۔ یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا لیکن حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔

اور عمیر ان کا بنی طئی میں سے حلیف اور القارہ میں سے بہترین حلیف۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرۃ بن مالک ان کا حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔

الحارث بن منبہ بن الحجاج۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور عامر بن ابی عوف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی۔ اس کو عبداللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے۔

جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن حسب ذیل قید ہوئے) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب۔ اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن المطلب۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ ابن عبد شمس۔ اور الحارث بن ابی وحزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ اور بقول ابن ہشام بعضوں نے ابن ابی وحرۃ کہا ہے اور ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبد شمس۔ اور ابوالعاص بن نوفل بن عبد شمس۔ اور ان کے حلیفوں میں سے ابوریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق۔ اور عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔ عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل۔ اور عثمان ابن عبد شمس بن اخی غزوان بن جابر بنی مازن بن منصور میں سے ان کا حلیف اور ابوثوران کا حلیف۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار اور الاسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنوالاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث السباق ہیں۔

اور بنی الاسد بن عبدالعزی بن قصی میں سے تین شخص السائب بن ابی حبیش بن المطلب بن اسد۔ اور الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحلاث بن عایذ بن عثمان بن اسد ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن شماخ ان کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے نو شخص خالد بن ہشام بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور الولید بن الولید ابن المغیرہ اور عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور صیفی بن ابی رفاعہ اور ابوعطاء عبداللہ بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن حنطب ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن الاعلم ان کا حلیف۔ اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا

ہے اور اسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَا عَلَى الْأَدْبَارِ تَدْمِيْ كُلُوْمُنَا وَلٰكِنْ عَلَى اَقْدَامِنَا يَقْطُرِ الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے (بہے) بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ''لسنا علی الاعقاب'' کی بھی روایت آئی ہے اور خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرۃ بن سعید بن سعد بن سہم۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح اور الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا دعوے دار تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیم بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب ابن فہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوئ میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبدالرحمٰن بن منشویسن وقدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قنیع اور عتبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کے نام کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص عقیل بن عمروان کا حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور اس کا بیٹا۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ خالد بن اسید بن ابی العیص اور ابوالعریض یسار' العاصی بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص نبہان ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ایک شخص عبداللہ بن حمید بن زہیر ابن الحارث۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ان کا یمنی حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔ مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر ابن کعب بن سعد بن تیم۔ اور جابر بن الزبیر کا حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص۔ عمرو بن ابی بن خلف اور ابورہم بن عبداللہ ان کا حلیف اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا۔ اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابورافع۔

اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم' نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص حبیب بن جابر۔ اور السائب بن مالک۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور شفیع ان کے دونوں یمنی حلیف۔

جنگ بدر کے متعلق اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبد المطلب کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعران اشعار اور ان کے جواب میں جو اشعار لکھے گئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيِّنَةُ[1] الْأَمْرِ

(اے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لئے بھی اسباب

---

[1] (الف) میں "مبنية به" تقدیم نون بر یا لکھا ہے۔ جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

ہوتے ہیں جن کا معاملہ ظاہر ہے۔

وَمَا ذَاكَ إِلاَّ أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ فَخَانُوْا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوْقِ وَبِالْكُفْرِ

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو (خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انہوں نے نافرمانی اور انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوْا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ فَكَانُوْا رُهُوْنًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

جس شام وہ اپنے جتھے کو لے کر بدر کی جانب چلے ہیں تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ کے لئے رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيْرَ لَمْ تَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوْا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلٰى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر کے ٹھیرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابلے ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گے تو ہمارے لئے گندم گوں سیدھے کئے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے سوا اپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِبِيْضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةِ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْأَثْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلٰى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا۔ اور شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا یا لڑھکتا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٌو ثَوٰى فِيْمَنْ ثَوٰى مِنْ حُمَاتِهِمْ فَشُقَّتْ جُيُوْبُ النَّائِحَاتِ عَلٰى عَمْرِو

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لئے نوحہ خواں عورتوں کے گریباں عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوْبُ نِسَاءٍ مِّنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامٍ تَفَرَّعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لوی بن غالب میں سے ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولٰئِكَ قَوْمٌ قُتِلُوْا فِيْ ضَلاَلِهِمْ وَخَلَّوْا لِوَاءً غَيْرَ مُحْتَضَرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور یہ پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ اِبْلِيْسُ اَهْلَهٗ فَخَاسَ بِهِمْ اِنَّ الْخَبِيْثَ اِلَى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی آخران کے ساتھ بے وفائی کی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ اِذْعَايَنَ الْاَمْرَ وَاضِحًا بَرِئْتُ اِلَيْكُمْ مَابِى الْيَوْمَ مِنْ صَبْرِ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ میں اپنی علیٰحدگی سے آگاہ کئے دیتا ہوں کہ آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَاِنِّىْ أَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَ اِنَّنِىْ أَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْقَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَقَدَّمَهُمْ لِلْحَيْنِ حَتّٰى تَوَرَّطُوْا وَكَانَ بِمَالَمْ يَخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ

آخر وہ انہیں موت کے لئے بڑھا لایا یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انہیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوْا غَدَاةَ الْبِيْرِ اَلْفًا وَجَمْعُنَا ثَلَاثَ مِئِيْنٍ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نر اونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِيْنَا جُنُوْدُ اللّٰهِ حِيْنَ يُمِدُّنَا بِهِمْ فِىْ مَقَامٍ ثُمَّ مُسْتَوْضِحُ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَشَدَّبِهِمْ جِبْرِيْلُ تَحْتَ لِوَائِنَا لَدٰى مَأْزِقٍ فِيْهِ مَنَايَا هُمْ تَجْرِىْ

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آ رہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

اَلَا يَا لَقَوْمِىْ لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ وَلِلْحُزْنِ مِنِّىْ وَالْحَرَارَةِ فِى الصَّدْرِ

اے قوم سن عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن (کا حال) سن۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنَيَّ جَوْدًا كَأَنَّهُ فَرِيْدٌ هَوٰى مِنْ سِلْكِ نَاظِمِهِ[1] يَجْرِيْ

اور میری آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگنے کا حال سن گویا (ان میں سے ہر ایک آنسو) دریتیم ہے جولڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ إِذْ ثَوٰى رَهِيْنَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی سنگ بستہ باولی میں ہمیشہ کے لئے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنَّ يَا عَمْرُو مِنْ ذِيْ قَرَابَةٍ وَمِنْ ذِيْ نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ

اے عمرو جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دور نہ ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادَ فُوَامِنْكَ دَوْلَةً فَلَا بُدَّ لِلْأَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

فَقَدْ كُنْتَ فِيْ صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِيْ مَضٰى تُرِيْهِمْ هَوَانًا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو اپنی (بہادری) سے انہیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمُتْ يَا عَمْرُو أَتْرُكْكَ ثَائِرًا وَلَا أُبْقِ بُقْيَا فِيْ إِخَاءٍ وَلَا صِهْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ اور کسی قرابت یا سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَ أَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوْا ظَهْرِيْ

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے (قتل کے) ذریعے توڑ دوں گا۔

أَغَرَّهُمْ مَا جَمَّعُوْا مِنْ وَشِيْظَةٍ وَنَحْنُ الصَّمِيْمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرِ

پراگندہ حشو و زوائد کو جوان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انہیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

---

[1] (الف) میں ''ناظمة'' ہے اگرچہ اس سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن ''ناظمه'' بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فَيَالَ لُؤَيٍّ ذَبِّبُوْا عَنْ حَرِيْمِكُمْ وَآلِهَةٍ لَا تَتْرُكُوْهَا لِذِى الْفَخْرِ

پس اے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔ اور انہیں فخر کرنے والے کے لئے نہ چھوڑو۔

تَوَارَثَهَا آبَاؤُكُمْ وَ وَرِثْتُمْ أَوَاسِيَّهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انہیں اور چھت اور پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا لِحَلِيْمٍ قَدْ أَرَادَ هَلَاكَكُمْ وَلَا تَعْذِرُوْهُ آلَ غَالِبَ مِنْ عُذْرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب! اس کو کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوْا لِمَنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَازَرُوْا وَكُوْنُوْا جَمِيْعًا فِى التَّأَسِّى وَفِى الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے کے) لئے کوشش کرو اور ایک دوسری کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تَثْأَرُوْا بِأَخِيْكُمْ وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَثْأَرُوْا بِذَوِى عَمْرٍو

شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِمُطَّرِعَاتٍ فِى الْأَكُفِّ[1] كَأَنَّهَا وَمِيْضٌ تُطِيْرُ الْهَامَ بَيِّنَةُ الْأَثْرِ

ہاتھوں میں لچکنے والی (تلواروں) کے ذریعے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں گردن اڑا دیتی ہیں نمایا جوہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوْقَ مُتُوْنِهَا إِذَا جُرِّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخُزْرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لئے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت ابن اسحٰق میں سے دو لفظ بدل دئے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا ''الفخر'' اور دوسرا اول بیت کا ''مالحلیم'' ہے اس لئے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی ﷺ کا ارادہ کیا ہے۔

---

[1] (الف) میں ''اکف'' کے بجائے ''الف'' لکھا ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو (بھی) ان شعروں اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اسی لئے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبداللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے۔ اور ابن اسحٰق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ذکر ان اشعار میں آ گیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَبْلٰی رَسُوْلَهٗ بَلَاءَ عَزِیْزٍ ذِی اقْتِدَارٍ وَذِیْ فَضْلٍ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا (اس کی عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے کے لئے) لیا جاتا ہے۔

مَا اَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ فَلَاقَوْا هَوَانًا مِنْ اَسَارٍ وَ مِنْ قَتْلٍ

(ایسا امتحان) جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انہوں نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (ﷺ) کی مدد (کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (ﷺ) تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللّٰهِ مُنْزَلٍ مُبَيَّنَةٍ آيَاتُهٗ لِذَوِی الْعَقْلِ

اور آپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لئے واضح ہیں۔

فَآمَنَ اَقْوَامٌ بِذَاكَ وَاَيْقَنُوْا فَاَمْسَوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِی الشَّمْلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَاَنْكَرَ اَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوْبُهُمْ فَزَادَهُمْ ذُوالْعَرْشِ خَبْلًا عَلٰی خَبْلٍ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے۔ ہو گئے اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی زیادتی کر دی۔

وَاَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُوْلَهٗ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ اَحْسَنُ الْفِعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت دے دی اور اس قوم کو قدرت دے دی جو

غضب آلود تھی اوران کا (یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لئے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْابِهَا   وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں تھیں) جن سے انہوں نے وار کئے اور ان تلواروں کے جلا دینے اور صیقل کرنے میں انہوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَكَمْ تَرَكُوْا مِنْ نَاشِيءٍ ذِيْ حَمِيَّةٍ   صَرِيعًا وَمِنْ ذِيْ نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

پس انہوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں اور رعب وداب والے ادھیڑوں (تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا۔

تَبِيتُ عُيُوْنُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمْ   تَجُوْدُ بِإِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ[1]

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَابِحَ تَنْعٰى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ   وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعٰى أَبَاجَهْلِ

رونے والیاں گماہ عتبہ اوراس کے بیٹے اور شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرِّجْلِ تَنْعٰى وَابْنَ جُدْعَانَ فِيهِمْ   مُسَلَّبَةً حَرَّى مُبَيَّنَةَ الثُّكْلِ

اور ایک پاؤں والے (لنگڑے الاسود بن عبدالاسد المخزومی) کی سنائی سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انہیں میں ہے۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنی ہوئی ہیں اور ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے۔

تَرٰى مِنْهُمْ فِيْ بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةٌ   ذَوِيْ نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوْبِ وَفِي الْمَحْلِ

تو ان میں کی ایک قوی جماعت۔ جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی۔ کو بدر کی باولی میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ   وَلِلْغَيِّ أَسْبَابٌ مُرَمَّقَةُ الْوَصْلِ

ان میں سے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انہوں نے دعوت قبول کر لی اور گمراہی کی (جانب کھینچنے والی) بہت سے رسیاں ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔

فَأَضْحَوا لَدٰى دَارِ الْجَحِيْمِ بِمَعْزِلٍ   عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِيْ أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔

---

[1] (الف) میں والوبل ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ اس سے شعر کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغَنّٰی سَفِيْهُهُمْ بِأَمْرِ سَفَاهٍ ذِی اعْتِرَاضٍ وَذِیْ بُطْلِ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں سے نادان نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغَنّٰی بِقَتْلٰی يَوْمِ بَدْرٍ تَتَابَعُوْا كِرَامَ الْمَسَاعِیْ مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلٍ

بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں سے کم عمروں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصَالِيْتُ بِيْضٌ مِنْ ذَوَّابَةِ غَالِبٍ مَطَاعِيْنُ فِی الْهَيْجَا مَطَاعِيْهُمْ فِی الْمَحْلِ

روشن چہرے والے' بہادر' بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں میں سے' جنگ میں نیزہ باز' اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصِيْبُوْا كِرَامًا لَمْ يَبِيْعُوْا عَشِيْرَةً بِقَوْمٍ سِوَاهُمْ نَازِحِی الدَّارِ وَالْأَصْلِ

وہ باعزت موت مرے انہوں نے اپنی قوم کے سوا وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ غَسَّانُ فِيْكُمْ بِطَانَةً لَكُمْ بَدَلًا مِنَّا فَيَالَكَ مِنْ فِعْلٍ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے راز دار (اور گاڑھے دوست) ہو گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوْقًا وَ اِثْمًا بَيِّنًا وَقَطِيْعَةً يَرٰی جَوْرَكُمْ فِيْهَا ذَوُ والرَّأْیِ وَالْعَقْلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔ صریح گناہ اور رشتہ شکنی سے ہوئے ہیں عقل ورائے والے ان کاموں میں تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَاِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيْلِهِمْ وَخَيْرُ الْمَنَايَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مضائقہ نہیں) موتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَفْرَحُوْا أَنْ تَقْتُلُوْهُمْ فَقَتْلُهُمْ لَكُمْ كَائِنٌ خَبْلًا مُقِيْمًا عَلٰی خَبْلٍ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا قتل تمہارے لئے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمْ لَنْ تَبْرَحُوْا بَعْدَ قَتْلِهِمْ شَتِيْتًا هَوَاكُمْ غَيْرَ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جُدْعَانَ الْحَمِيْدِ فَعَالُهٗ وَعُتْبَةَ وَالْمَدْعُوِّ فِيْكُمْ أَبَاجَهْلِ

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان اور عتبہ اور جو تم میں ابوجہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ بالا برائیاں رونما ہوں گی)۔

وَشَيْبَةُ فِيهِمْ وَالْوَلِيْدُ وَفِيهِمْ أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِيْنَ وَذُوالرِّجْلِ

اور شیبہ اور ولید بھی انہیں لوگوں میں سے ہے اور سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)۔

أُولٰئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَاتَبْكِ غَيْرَهُمْ نَوَائِحُ تَدْعُوْا بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں کو چاہئے کہ انہیں لوگوں پر روئیں اور پھر اس کے بعد ان کے سوا کسی اور پر نہ روئیں۔

وَقُوْلُوْا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَحَاشَدُوْا وَسِيْرُوْا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِى النَّخْلِ

مکے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہہ دو کہ لشکر جمع کر لو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيْعًا وَحَامُوْا آلَ كَعْبٍ وَذَبِّبُوْا بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور خالص رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو۔

وَإِلَّا فَبِيْتُوْا خَائِفِيْنَ وَأَصْبِحُوْا أَذَلَّ لِوَطْءِ الْوَاطِئِيْنَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔

عَلٰى أَنَّنِىْ وَاللَّاتُ يَا قَوْمِ فَاعْلَمُوْا بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تُقِيْمُوْا عَلٰى تَبْلِ

سِوٰى جَمْعِكُمْ لِلسَّابِغَاتِ وَلِلْقَنَا وَلِلْبِيْضِ وَالْبِيْضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم مجھے تم پر پورا بھروسا ہونے کے باوجود (میں تم سے کہتا ہوں کہ) تم بڑی زرہیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئے کاٹنے والی (تلواریں) اور تیز جمع کئے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لئے کھڑے نہ ہونا۔

اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن فہر کے بھائی نے کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْاَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ　　　عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيْهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہو گیا۔ حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِى النَّجَّارِ اَنْ كَانَ مَعْشَرٌ　　　اُصِيْبُوْا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثُمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فجر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا ابتلائے مصیبت ہو گیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَاِنْ تَكُ قَتْلٰى غُوْدِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا　　　فَاِنَّا رِجَالٌ بَعْدَ هُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کے لاشیں بربادی کے لئے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِىْ بِنَا الْجُرْدُ الضَّاحِيْجُ وَسْطُكُمْ　　　بَنِى الْاَوْسِ حَتّٰى يَشْفِى النَّفْسَ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لئے ہوئے تمہارا اوسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنَى النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا　　　لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِ عِيْنَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لئے نیزوں اور زرہ پوشوں کے بار بردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكَ صَرْعٰى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ　　　وَلَيْسَ لَهُمْ اِلَّا الْاَمَانِىَّ نَاصِرُ

پھر ہم انہیں اس طرح بچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انہیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيْهِمْ مِنْ اَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ　　　لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

وَذٰلِكَ اَنَّا لَا تَزَالُ سُيُوْفُنَا　　　بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِ بْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لئے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَظْفَرُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ فَإِنَّمَا ۔ بِأَحْمَدَ أَمْسٰى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب (ہم میں سے ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَوْلِيَاؤُهُ ۔ يُحَامُوْنَ فِي الْأَوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے رہتے ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعِدُّ أَبُوْبَكْرٍ وَ حَمْزَةُ فِيْهِمْ ۔ وَيُدْعٰى عَلِيٌّ وَسْطَ مَنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابوبکر اور حمزہ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعٰى أَبُوْحَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمْ ۔ وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابوحفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انہیں افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولٰئِكَ لَا مَنْ نَتَّجَتْ فِيْ دِيَارِهَا ۔ بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِيْنَ تُفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے) نہ کہ وہ لوگ جو بنوالاوس اور بنوالنجار (والے) ہیں جنہوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلٰكِنْ أَبُوْهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ۔ إِذَا عُدَّتِ الْأَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرٌ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کئے جائیں تو ان مذکورہ لوگوں کا جداعلیٰ لوی بن غالب میں سے ہوگا۔

هُمُ الطَّاعِنُوْنَ الْخَيْلَ فِيْ كُلِّ مَعْرَكٍ ۔ غَدَاةَ الْهَيَاجِ الْأَطْيَبُوْنَ الْأَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ ۔ عَلٰى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضٰى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِيَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِيْلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اس نے فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوْا وَاسْتَنْفَرُوْا مِنْ يَلِيْهِمْ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انہوں نے ان سے جنگ کے لئے نکلنے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

وَسَارَتْ اِلَيْنَا لَا تُحَاوِلُ غَيْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِيْعَ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بن عامر (ہمارے مقابل آ گئے)۔

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْاَوْسُ حَوْلَهٗ لَهٗ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيْزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں' اس کے لئے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ[1] بَنِى النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَاءِهٖ يَمِيْسُوْنَ[2] فِى الْمَاذِيِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے' اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِيْنَا هُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِاَصْحَابِهٖ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لئے' خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ وَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيْضٌ خِفَافٌ كَأَنَّهَا مَقَابِيْس يُزْهِيْهَا لِعَيْنَيْكَ شَاهِرُ

---

[1] (الف) میں ''وجميع'' ہے جو تحریف کاتب ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ''یمشون'' ہے جس کے معنی چلنے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لئے یمیسون زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انہیں حرکت دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوْا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انہیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد کر دیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے ملاقات کر رہا تھا۔

فَكُبَّ أَبُوْجَهْلٍ صَرِيْعًا لِوَجْهِهِ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهُ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابوجہل نے اپنے منہ کے بل پچھنی کھائی اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغٰى وَمَا مِنْهُمْ اِلَّا بِذِى الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انہوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُوْدَ النَّارِ فِىْ مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُوْرٍ فِىْ جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرار گاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظّٰى عَلَيْهِمْ وَهِىَ قَدْ شَبَّ حَمِيُّهَا بِزُبُرِ الْحَدِيْدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں بھری ہوئی ہے۔ (یا سلگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوْا فَوَلَّوْا وَقَالُوْا اِنَّمَا أَنْتَ سَاحِرُ

اور رسول اللہ (ﷺ) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انہوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

لِأَمْرٍ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَهْلِكُوْابِهِ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے اعشی بن زرارہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔

مَاذَا عَلٰى بَدْرٍ وَمَاذَا حَوْلَهٗ مِنْ فِتْيَةٍ بِيْضِ الْوُجُوْهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آ گئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكُوْا نُبَيْهًا خَلْفَهُمْ وَمُنَبِّهًا وَابْنَىْ رَبِيْعَةَ خَيْرَ خَصْمٍ فِئَام

نبیہ منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے مخالف تھے پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثَ الْفَيَّاضَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ كَالْبَدْرِ جَلَّى لَيْلَةَ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِىَ بْنَ مُنَبِّهٍ ذَامِرَّةٍ رُمْحًا تَمِيْمًا غَيْرَ ذِىْ أَوْصَامِ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنْمِىْ بِهٖ أَعْرَاقُهٗ وَجُدُوْدُهٗ وَمَآثِرُ الْأَخْوَالِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات اور اس کی استعداد اور ماموؤں اور چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

وَإِذَا بَكٰى بَاكٍ فَأَعْوَلَ شَجْوَهٗ فَعَلَى الرَّئِيْسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامِ

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم (کا اظہار) آواز بلند کیا تو (سمجھ لو کہ) عزت وشان والے سردار ابن ہشام پر ہی آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيَّا الْإِلٰهُ أَبَا الْوَلِيْدِ وَ رَهْطَهٗ رَبُّ الْأَنَامِ وَ خَصَّهُمْ بِسَلَامِ

ابوالولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے والا انہیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

تو اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

إِبْكِ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ بِدَمٍ يَعُلُّ غُرُوْبَهَا سَجَّامِ

(مرثیے کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں (ہمیشہ) روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشہائے چشم کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَاذَا بَكَّيْتَ بِهِ الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا   هَلاَّ ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیے) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد دیگرے چل بسے تو تو نے کیا کام کیا۔ ان لوگوں کے تعریف کے قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ   سَمْحَ الْخَلاَئِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں سے بزرگ ہمت والی۔ وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا۔

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدٰى   وَ أَبَرَّ مَنْ يُوْلِيْ عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلَمِثْلُهُ وَلَمِثْلُ مَا يَدْعُوْا لَهٗ   كَانَ الْمُمَدَّحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے اس کی سی چیز' قابل ستائش ہے۔ اور پھر (قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے۔

اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے۔

تَبَلَتْ فُؤَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيْدَةٌ   تَشْفِي الضَّجِيْعَ بِبَارِدٍ بَسَّامِ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں سے) (اپنے) ہم بستر کو بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

كَالْمِسْكِ تَخْلِطُهٗ بِمَاءِ سَحَابَةٍ   أَوْعَاتِقٍ كَدَمِ الذَّبِيْحِ مُدَامِ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا لے (تو اس سے شفا حاصل ہوتی ہے) یا مذبوحہ جانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

نُفُجُ الْحَقِيْبَةِ بَوْصُهَا مُتَنَضِّدٌ   بَلْهَاءُ غَيْرُ وَشِيْكَةِ الْأَقْسَامِ

ابھری ہوئی گٹھڑی والی (یعنی بڑے کولھے والی گویا) اس کے کولھے تہ بہ تہ ہیں۔ بھولی بھالی قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِيَتْ عَلٰى قَطَنٍ أَجَمَّ كَأَنَّهٗ   فُضُلًا إِذَا قَعَدَتْ مَدَاكُ رُخَامِ

اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ مکالف لباس سے الگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ) سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَ تَكَادُ تَكْسَلُ أَنْ تَجِئَى فِرَاشَهَا فِيْ جِسْمِ خَرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

أَمَّا النَّهَار فَلَا أُفَتِّرُ ذِكْرَهَا وَاللَّيْلُ تَوْزِعُنِيْ بِهَا أَحْلَامِيْ

(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام) رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

أَقْسَمْتُ أَنْسَاهَا وَأَتْرُكُ ذِكْرَهَا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الضَّرِيْحِ عِظَامِيْ

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں نے قسم کھالی کہ اس کو (کبھی نہیں) بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہیں) چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سڑگل کر نیست ونابود اور) غائب ہوجائیں۔

يَا مَنْ لِعَاذِلَةٍ تَلُوْمُ سَفَاهَةً وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوٰى لُوَّامِيْ

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت کرنے سے روکے) حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی (کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكَرَا وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات) زمانے کے (اس) انقلاب (یعنی واقعۂ بدر) کے قریب (میری) ذرا سی نیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت میرے پاس آئی۔

زَعَمَتْ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرِبُ عُمْرَهٗ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے کے ساتھ کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے ہجوم کا نہ ہونا آدمی کی عمر کو غم واندوہ بنا دیتا ہے۔ (یعنی لوگ مال وجاہ کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِيْ حَدَّثْتِنِيْ فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو (اس میں) جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح بچ کر نکل جائے جس طرح حارث بن ہشام (بچ کر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُوْنَهُمْ وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لئے سینہ سپر ہونے کے بجائے اس نے انہیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيْجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الدَّمُوْكِ بِمُحْصَدٍ وَ رِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح (اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی مضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ وَثَوٰى أَحِبَّتُهُ بِشَرِّ مَقَامِ

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیانی) شگافوں کو بھر لیا تھا اس سے ان میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست بڑی بڑی جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُوْ اَبِيْهِ وَ رَهْطُهٗ فِيْ مَعْرَكٍ نَصَرَ الْإِلٰهُ بِهٖ ذَوِى الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

طَحَنَتْهُمْ وَاللّٰهُ يُنْفِذُ اَمْرَهٗ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيْرُهَا بِضِرَامِ

ایسی جنگ نے انہیں پیس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

نَزَلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهٗ جَزَرَ السِّبَاعِ وَ دُسْنَهٗ بِحَوَامِ

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَاْسُوْرٍ يُشَدُّ[1] وَثَاقُهٗ صَقْرٌ إِذَا لَاقَى الْاَسِنَّةَ حَامِ

وہ دو حالتوں کے درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيْبُ لِدَعْوَةٍ حَتّٰى تَزُوْلُ شَوَامِخُ الْاَعْلَامِ

---

[1] (الف ب) دونوں میں ''یشد'' کو بضمہ یا اور فتحۂ شین مشدد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے اور صقر کو مجرور کر کے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور (ج د) میں ''صقرا'' فے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے ''یشد'' کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دے کر معنی کئے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (احمد محمودی)

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹیں گے اور نہ وہ جواب دے گا)۔

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبَيَّنِ اِذَ رَاٰی ۔۔۔ بِيْضَ السُّيُوْفِ تَسُوْقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت وخواری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں۔ مستقل مزاج سرداروں کو ہانکتی لئے جا رہی ہیں۔

بِيَدَىْ أَغَرَّ إِذَا نُتَمٰى لَمْ يُخْزِهٖ ۔۔۔ نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آبا واجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتی جو (دشمن کی پروا نہ کر کے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيْضٌ إِذَا لَاقَتْ حَدِيْدًا صَمَّمَتْ ۔۔۔ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سائے کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

بقول ابن ہشام کے الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

اَلْقَوْمُ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ ۔۔۔ حَتّٰى حَبَوْا مُهْمَرِىْ بِأَشْقَرَ مُزْبِهٖ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے بچھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّىْ إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا ۔۔۔ أُقْتَلْ وَلَا يُنْكِىْ عَدُوِّىْ مَشْهَدِىْ

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کس طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيْهِمْ ۔۔۔ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جا سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ[1] نے یہ بھی کہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيْدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

بِأَنَّا حِيْنَ تَشْتَجِرُ الْمَوَالِيْ حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيْدِ

کہ ہم شیران جنگ ہیں نیزوں کے سر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابوالولید کے روز (کو یاد کرو)۔

قَتَلْنَا ابْنَيْ رَبِيْعَةَ يَوْمَ سَارَا إِلَيْنَا فِيْ مُضَاعَفَةِ الْحَدِيْدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دہری (زرہوں) میں ہمارے مقابلے کے لئے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَفَرَّبِهَا حَكِيْمٌ يَوْمَ جَالَتْ بَنُوالنَّجَّارِ تَخْطِرَ كَالْأُسُوْدِ

اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

وَوَلَّتْ ذَاكَ جُمُوْعُ فِهْرٍ وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيْدِ

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو دور ہی سے انہیں چھوڑ دیا۔

لَقَدْ لَا قَيْتُمْ ذُلًّا وَ قَتْلًا جَهِيْزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيْدِ

تمہیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تمہاری رگ گلو کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيْعًا وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيْدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلٍ عِنْدَ[2] الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْسَابِ

اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسہ کے ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

إِذْ تَمْتَطِى سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيْبَةً مَرْطَى الْجِرَاءِ طَوِيْلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف۔ تیز رفتار اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتَالَهُمْ تَرْجُوالنَّجَاءَ وَلَيْسَ حِيْنَ ذَهَابِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں ''عند'' کے بجائے ''عبد'' لکھنا تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

بچ کر نکل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ و مقابلہ چھوڑ دیا حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے) (بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَّا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْثَوى   قَعْصَ الْأَسِنَّةِ ضَائِعَ الْأَسْلَابِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا جبکہ وہ پیوند خاک نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجِلَ الْمَلِيْكُ لَهٗ فَأَهْلَكَ جَمْعَهٗ   بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ[1] وَ سُوْءِ عَذَابِ

مالک (الملك) نے اس کو بدنام کرنے والی رسوائی اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کے جتھے کو برباد کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت فحش کی بنا پر چھوڑ دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْعِرِىْ حَلَقَ الْمَاذِيِّ يَقْدُمُهُمْ   جَلْدُ النَّحِيْزَةِ مَاضٍ غَيْرُ رِعْدِيْدِ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا جو سفید اور جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج' ہر ارادے کو پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

أَعْنِىْ رَسُوْلَ اِلٰهِ الْخَلْقِ فَضَّلَهٗ   عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوٰى وَبِالْجُوْدِ

(صفات مذکورہ سے) میری مراد معبود خلق کے رسول (کی ذات مبارک) سے ہے جس کو اس نے مخلوق پر تقویٰ اور سخاوت کے سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمْتُمْ بِأَنْ تَحْمُوْا ذِمَارَكُمْ   وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُوْدِ[2]

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی حمایت کرو گے۔ اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ (مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ   حَتّٰى شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيْدِ

اس کے بعد ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں سنی حتیٰ کہ ہم اس قدر سیراب ہوئے کہ (ہمارے لئے) پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔

---

[1] (الف) میں "مخزیه" کے بجائے "مجزیه" جیم سے لکھا ہے جس کے معنی جزا دینے والے کے بھی بن سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں بجائے "مورود" کے "مردود" لکھا ہے جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے۔ (احمد محمودی)

مُسْتَعْصِمِيْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ مُسْتَحْكِمٍ[1] مِنْ حِبَالِ اللّٰهِ مَمْدُوْدِ

ہم ایسی رسی کو تھامے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِيْنَا الرَّسُوْلُ وَفِيْنَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُوْدِ

ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے جس کی مرتے دم تک ہم پیروی کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود مدد ہے۔

وَافٍ وَمَاضٍ شِهَابٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ بَدْرٌ اَنَارَ عَلٰى كُلِّ الْاَمَاجِيْدِ

مکمل ہے تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت ''مستعصمين بحبل غير منجذم'' ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

خَابَتْ بَنُوْ أَسَدٍ وَآبَ غَزِيُّهُمْ يَوْمَ الْقَلِيْبِ بِسَوْءَةٍ وَفُضُوْحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہوگئی۔

مِنْهُمْ اَبُوالْعَاصِيْ تَجَدَّلَ مُقْعَصًا عَنْ ظَهْرِ صَادِقَةِ النَّجَاءِ سَبُوْحِ

انہیں میں ابوالعاصی بھی تھا جو تیز رفتار۔ پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لئے زمین پر گرا۔

حَيْنًا لَهٗ مِنْ مَانِعٍ بِسَلَاحِهٖ لَمَّا ثَوٰى بِمُقَامَةِ الْمَذْبُوْحِ

جب وہ ذبح کئے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءَ زَمْعَةَ قَدْ تَرَكْنَ وَنَحْرُهٗ يَدْمٰى بِعَانِدٍ مُعْبَطٍ مَسْفُوْحِ

اور زمعہ جیسے کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

---

[1] خط کشیدہ دونوں مصرعے (الف) میں چھوٹ گئے ہیں۔ پہلے شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کے ساتھ لگا دیا گیا۔ (احمد محمودی)

مُتَوَسِّدًا حُرَّالْـجَبِيْنِ مُعَفَّـرًا قَدْ عُزَّ مَارِنُ أَنْفِهٖ بِقُبُوْحٍ

جبیں ناز خاک آلود ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور ناک کی پھننگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِيْ بَقِيَّةِ رَهْطِهٖ بِشَفَا الرِّمَاقِ مُوَلِّيًا بِجُرُوْحٍ

اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا۔ اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَتٰى أَهْلَ مَكَّةَ إِبَارَتُنَا الْكُفَّارَ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرِ

کیا ایسا نہیں ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت کافروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر مکے والوں کو پہنچی (یا نہیں)۔

قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا فَلَمْ يَرْجِعُوْا إِلَّا بِقَاصِمَةُ الظَّهْرِ

ہم نے اپنے حملے کے وقت اس قوم کے گنے چنے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس ہوئے۔

قَتَلْنَا أَبَاجَهْلٍ . وَعُتْبَةَ قَبْلَهٗ وَشَيْبَةَ يَكْبُوْ لِلْيَدَيْنِ وَلِلنَّحْرِ

ہم نے ابوجہل کو بھی قتل کر دیا اور اس سے پہلے عتبہ کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ تو اوندھے منہ سینے اور ہاتھوں کے بل گر رہا تھا۔

قَتَلْنَا سُوَيْدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهٗ وَ طُعْمَةَ أَيْضًا عِنْدَ ثَائِرَةِ الْقَتْرِ

ہم نے سوید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور گرد و غبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

فَكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيْمٍ مُرَزَّإٍ لَهٗ حَسَبٌ فِيْ قَوْمِهٖ نَابِهُ الذِّكْرِ

غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی شہرت تھی۔

تَرَكْنَا هُمْ لِلْعَاوِيَاتِ يَنُبْنَهُمْ وَيَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدُ حَامِيَةَ الْقَعْرِ

ہم نے انہیں بھونکنے والوں (یعنی بھیڑیوں) کے لئے چھوڑ دیا جو بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایسی آگ میں داخل ہوں گے جس کی گہرائی میں بلا کی گرمی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنَا عَلٰى بَدْرٍ

تیری عمر کی قسم۔ بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت "**قتلنا اباجهل و عتبه بعده**" ابوزید انصاری نے مجھے سنائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

نَجّٰی حَکِیْمًا یَوْمَ بَدْرٍ شَدُّهٗ ۔۔۔ کَفَیْحَاءِ مُنْهَرٍ مِنْ بَنَاتِ الْاَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچا لیا جس طرح الاعوج[1] نامی گھوڑی کے بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَاٰی بَدْرًا تَسِیْلُ جِلَاهُهٗ ۔۔۔ بِکَتِیْبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر سے دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج کا لشکر (یا رسالہ) امنڈا چلا آ رہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا یَنْکِلُوْنَ اِذَا لَقُوْا اَعْدَاءَ هُمْ ۔۔۔ یَمْشُوْنَ عَانِدَةَ الطَّرِیْقِ الْمَنْهَجِ

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمن کے مقابل ہوتے ہیں تو ان سے رُعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر) ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

کَمْ فِیْهِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِیْ مَنْعَةٍ ۔۔۔ بَطَلٍ بِمُهْلِکَةِ الْجَبَانِ الْمُحْرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت و شان والے اور اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَ مُسَوَّدٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ بِکَفِّهٖ ۔۔۔ حَمَّالِ اَثْقَالِ الدِّیَاتِ مُتَوَّجٍ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَیْنِ النَّدِیِّ مُعَاوِدٍ یَوْمَ الْوَغَا ۔۔۔ ضَرْبَ الْکُمَاةِ بِکُلِّ اَبْیَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید (چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "**سلجج**" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے۔

فَمَا نَخْشٰی بِحَمْدِ اللّٰهِ قَوْمًا ۔۔۔ وَاِنْ کَثُرُوْا وَاَجْمَعَتِ الزُّحُوْفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ اگرچہ وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

---

[1] شراح سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں مشہور تھی اس کے بچھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

إِذَا مَا أَلَّبُوا جَمْعًا عَلَيْنَا كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَءُ وْفٌ

جب کسی جماعت کوانہوں نے ہمارے خلاف ابھارااور جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لئے ان کی قوت کے مقابلے میں کافی ہو گیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِيْ سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الْحُتُوْفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لے کر تیزی سے چھا گئے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری نہ تھی۔

فَلَمْ تَرَ عُصْبَةً فِي النَّاسِ أَنْكَى لِمَنْ عَادَوْ إِذَا لَقِحَتْ كَشُوْفُ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی گابھن ہوگئی (یعنی کام ختم ہو گیا) تو انہوں نے جن سے دشمنی کی تھی انہیں سے اس قدر مقہور ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقہور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔

وَلٰكِنَّا تَوَكَّلْنَا وَقُلْنَا مَآثِرُنَا وَمَعْقِلُنَا السُّيُوْفُ

لیکن ہم نے (اللہ پر) بھروسہ کیا اور کہا ہمارے قابل ستائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِيْنَاهُمْ بِهَا لَمَّا سَمَوْنَا وَنَحْنُ عِصَابَةٌ وَهُمْ أُلُوْفٌ

جب ہم نے انہیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔

اور حسان بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے متعلق کہا ہے۔

جَمَحَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ إِنَّ الذَّلِيْلَ مُوَكَّلٌ بِذَلِيْلِ

بنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے سبب سے سرکشی کی۔ بے شبہہ ذلیل شخص (خودکو) ذلیل (صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قُتِلَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِبَدْرٍ عَنْوَةً وَتَخَاذَلُوْا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيْلِ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے) غلبے سے (بے بسی کی حالت میں) قتل کئے گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کی امداد ترک کردی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو راستہ ملا اس سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرَانَ[1] وَكَذَّبُوْا بِمُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ يُظْهِرُ دِيْنَ كُلِّ رَسُوْلِ

---

[1] (ب) میں ''القران'' کے بجائے ''الکتاب'' ہے جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے۔ (احمد محمودی)

انہوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا۔ اور اللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهٗ　　وَالْخَالِدَيْنِ وَ صَاعِدَ بْنَ عَقِيْلِ

معبود (حقیقی) نے ابوخزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا اور دونوں خالدوں کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مقابلے کے لئے نکلتے وقت پر ضرب آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

سَتُبْلَغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ　　يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيَا

قریب میں مکے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہو وہ بے چین ہو جائے گا۔

بِعُتْبَةَ إِذْ وَلّٰى وَشَيْبَةَ بَعْدَهٗ　　وَمَا كَانَ فِيْهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق (ہوگی) جبکہ اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی انہیں خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلوٹھی کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوْا رِجْلِيْ فَإِنِّيْ مُسْلِمٌ　　أُرَجِّيْ بِهَا عَيْشًا مِنَ اللّٰهِ دَانِيَا

پھر اگر انہوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ نہیں کہ) میں تو مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُوْرِ أَمْثَالِ التَّمَاثِيْلِ أُخْلِصَتْ　　مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

(وہ زندگی) بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ گزرے گی جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں کے لئے مخصوص ہوں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَةً　　وَعَالَجْتُهٗ حَتّٰى فَقَدْتُ الْأَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لئے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی صفائی مجھے معلوم تھی (یعنی کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک) کو کھو دیا۔

وَاَكْرَمَنِی الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهٖ ... بِثَوْبٍ مِنَ الْاِسْلَامِ غَطّٰى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل و (کرم) سے مجھے (ایسے) خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (میری تمام) برائیوں کو ڈھانک لیا۔

وَمَا كَانَ مَكْرُوْهًا اِلَى قِتَالِهِمْ ... غَدَاةَ دَعَا الْاَكْفَاءَ مَنْ كَانَ دَاعِيَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے کے لئے) بلایا۔ مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ اِذْ سَاَلُوا النَّبِیَّ سَوَاءَ نَا ... ثَلَاثَتَنَا حَتّٰى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انہوں نے نبی (ﷺ) سے مطالبہ کیا تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں کے مماثل لوگوں کو طلب نہیں فرمایا) حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِيْنَاهُمْ كَالْاُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا ... نُقَاتِلُ فِی الرَّحْمٰنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

ہم نیزے لے کر شیروں کی طرح اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے جا ملے۔ اور جو نافرمان تھا ہم اس سے رحمٰن کے لئے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ اَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا ... ثَلَاثَتِنَا حَتّٰى اُزِيْرُوا الْمَنَائِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرادی گئی (یعنی مار ڈالا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب ابوعبیدہ کے پاؤں پر چوٹ لگی تو انہوں نے کہا۔ سنو تو اللہ کی قسم! اگر ابوطالب آج ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول کا ان سے زیادہ حق دار ہوں جو انہوں نے کسی وقت کہا تھا۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا ... وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (ﷺ) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لئے نیزہ بازی کی اور نہ تیراندازی۔

وَ نُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ ... وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انہیں (تمہارے) حوالے کردیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

اور یہ دونوں بیتیں ابوطالب کے ایک قصیدے میں سے ہیں۔ جنہیں ہم نے سابق میں اسی کتاب میں

ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔

أَيَا عَيْنُ جُوْدِیْ وَلَا تَبْخَلِی   بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَنْزُرِیْ

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لئے یہی دیا ہے اور بخل وکوتاہی نہ کر۔

عَلٰی سَيِّدٍ هَدَّنَا هُلْكُهٗ   كَرِيْمِ الْمَشَاهِدِ وَالْعُنْصُرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جو نسب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِئُ الْمُقَدَّمِ شَاكِی السِّلَاحِ   كَرِيْمِ الثَّنَاطِيْبِ الْمِكْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری، تیز ہتھیار والا، بہترین محامد والا، تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةَ أَمْسٰی وَلَا نَرْتَجِيْهِ   لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْكَرِ

عبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بدحالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح امید نہیں کر سکتے۔

وَقَدْ كَانَ يَحْمِیْ غَدَاةَ الْقِتَا   لِ حَامِيَةَ الْجَيْشِ بِالْمِبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں مصروف تھا۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتٰی غَسَّانَ فِیْ نَأْیِ دَارِهَا   وَ أَخْبَرُ شَیْءٍ بِالْأُمُوْرِ عَلِيْمُهَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِیِّ عَدَاوَةٍ   مَعَدٌّ مَعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيْمُهَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهٗ   رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيْمُهَا

اس لئے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔

نَبِیٌّ لَهٗ فِیْ قَوْمِهٖ اِرْثُ عِزَّةٍ وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُوْمُهَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوْا وَ سِرْنَا فَالْتَقِیْنَا كَاَنَّنَا اُسُوْدُ لِقَاءٍ لَا يُرَجّٰى كَلِیْمُهَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لئے ایسے شیر ہیں کہ جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ضَرَبْنَا هُمْ حَتّٰى هَوٰى فِیْ مَكَرِّنَا لِمَنْخِرِ سَوْءٍ مِنْ لُؤَیٍّ عَظِیْمُهَا

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لوئ کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِیْضٍ صَوَارِمٍ سَوَاءٌ عَلَیْنَا حِلْفُهَا وَصَمِیْمُهَا

پس انہوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انہیں پامال کیا اور ہمارے لئے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔

اور کعب نے یہ بھی کہا ہے۔

لَعَمْرُ أَبِیْكُمَا یَا ابْنَیْ لُؤَیٍّ عَلٰى زَهْوٍ لَدَیْكُمْ وَانْتِخَاءٍ

اے بنی لوئی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبر تھا۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَلَا صَبَرُوْا بِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمہارے سواروں نے (تمہاری) کوئی حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَ رَدْنَاهُ بِنُوْرِ اللّٰهِ یَجْلُوْ رُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ یَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَمَا رَجَعُوْا اِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور) نہ وہ تمہاری جانب صحیح وسالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ أَبَا سُفْيَانَ وَارْقُبْ جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءِ

پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوْحُ الْقُدُسِ فِيْهَا وَمِيْكَالٌ فَيَاطِيْبَ الْمَلَاءِ

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لئے ہوئے ہوں گے اور ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

اور طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کی ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے۔

أَلَا إِنَّ عَيْنِيْ أَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَكْبًا تُبَكِّيْ عَلٰى كَعْبٍ وَمَا إِنْ تَرٰى كَعْبًا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رورو کر اس قدر آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں سے کوئی فرد نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ كَعْبًا فِي الْحُرُوْبِ تَخَاذَلُوْا وَأَرْدَاهُمْ ذَا الدَّهَرِ وَاجْتَرَحُوْا ذَنْبًا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْكِيْ لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً فَيَالَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَرٰى لَهُمَا قُرْبًا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَایَ لَنْ يُعَدَّ لِغَيَّةٍ تُعَدُّ وَلَنْ يُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبًا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب کی جاتی ہے تو) ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال و اسباب کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَيَا أَخَوَيْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا فِدًى لَكُمَا لَا تَبْعَثُوْا بَيْنَنَا حَرْبًا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لئے فدا ہو جاؤں

ہمارے درمیان آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوْا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ اُلْفَةٍ   أَحَادِيْثَ فِيهَا كُلُّكُمْ يَشْتَكِي النَّكْبَا

اور (آپس میں) محبت واتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو کہ جس میں تم میں سے ہر شخص ادبار و بربادی کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ حَرْبِ دَاحِسٍ   وَحَبْيْشِ أَبِي يَكْسُوْمَ إِذْ مَلَوُّا الشِّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انہوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ   لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمہاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کر سکتے۔

فَمَا إِنْ جَنَيْنَا فِيْ قُرَيْشٍ عَظِيْمَةً   سِوٰى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَاثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُرَزَّاً   كَرِيْمًا ثَنَاهُ لَا بَخِيْلًا وَلَا ذَرْبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف وتوصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے۔ (وہ) نہ بخیل ہے (اور) نہ فسادی۔

يُطِيْفُ بِهِ الْعَافُوْنَ يَغْشَوْنَ بَابَهُ   يَؤُمُّوْنَ نَهْرًا لَا نَزُوْرًا وَلَا صَرْبًا

اس کے دروزے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے وہ ایسی نہر پر آ کر جاتے ہیں جس کا پانی تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِيْ حَزِيْنَةً   تَمَلْمَلُ حَتّٰى تَصْدُقُوا الْخَزْرَجَ الضَّرْبَا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) غمگین اور بے قرار رہے گا جب تک کہ تم لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب الفہری نے ابو جہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے۔

أَلَا مَنْ لِعَيْنٍ بَاتَتِ اللَّيْلَ لَمْ تَنَمْ   تُرَاقِبُ نَجْمًا فِيْ سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمْ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لئے جس نے اندھیری رات میں تاروں کو دیکھتے ہوئے رات میں

تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی (تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَذًى فِيْهَا وَلَيْسَ بِهَا قَذًى　　سِوٰى عِبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَنْسَجِمِ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس وخاشاک پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا جو آنسوؤں کو ابھار کر بہاتی جاتی ہے کوئی خس وخاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشًا أَنَّ خَيْرَ نَدِيِّهَا　　وَأَكْرَمَ مَنْ يَمْشِيْ بِسَاقٍ عَلٰى قَدَمْ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں میں سے شریف ترین شخص۔

[1] ثَوٰى يَوْمَ بَدْرٍ رَهْنَ خَوْصَاءَ رَهْنُهَا　　كَرِيْمَ الْمَسَاعِيْ غَيْرُ وَغْدٍ وَلَا بَرَمْ[2]

بدر کے روز تنگ گڑھے میں رہن ہو گیا جو شریفانہ دوڑ دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَآلَيْتَ لَا تَنْهَلُّ عَيْنِيْ بِعَبْرَةٍ　　عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الرَّئِيْسِ أَبِي الْحَكَمْ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلٰى هَالِكٍ أَشْجٰى لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ　　أَتَتْهُ الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آ گئیں اور وہ وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرٰى كِسَرَ الْخَطِّيِّ فِيْ نَحْرِ مُهْرِهٖ　　لَدٰى بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهٖ بَيْنَهَا خِذَمْ[3]

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْثٌ سَاكِنٌ بَطْنَ بِيشَةٍ　　لَدٰى غَلَلٍ يَجْرِيْ بِبَطْحَاءَ فِيْ أَجَمْ

جھاڑی میں بطحاء سے بہہ کر آنے والے نالے کے پاس شیر کے رہنے کے جنگل میں کوئی شیر

---

[1] (الف) میں "توی" تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ توی بمعنی هلك۔ سمع سے آیا ہے۔ ضرب سے کسی لغت میں نہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں "یوم" یائے مثناۃ تحتانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کوئی مناسب معنی نہیں معلوم ہوتے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں خدم دال مہملہ سے ہے۔ جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

ایسا نہ تھا نہ۔

بِأَجْرَأَ مِنْهُ حِيْنَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا   وَتُدْعٰى نَزَالِ فِى الْقَمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو جبکہ نیزے دونوں جانب سے چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے کے لئے میدان میں آ ؤ کی آ واز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوْا آلَ الْمُغِيْرَةِ وَاصْبِرُوْا   عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ بے چینی۔ بے قراری (کا اظہار) نہ کرو اوراس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بے قراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

وَجِدُّوْا فَإِنَّ الْمَوْتَ مُكْرُمَةٌ لَكُمْ   وَمَا بَعْدَهٗ فِىْ آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمْ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لئے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کو پچتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ اِنَّ الرِّيْحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ   وَعِزَّ الْمُقَامِ غَيْرَ شَكٍّ لِذِىْ فَهَمْ

اور میں نے کہہ دیا ہے (یا میری یہ پیشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ ہوا تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لئے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابوجہل پر مرثیہ کہا ہے۔

أَلَا يَالَهْفَ نَفْسِىْ بَعْدَ عَمْرٍو   وَهَلْ يُغْنِى التَّلَهُّفُ مِنْ قَتِيْلٍ[۱]

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے۔ لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخَبِّرُ فِى الْمُخَبِّرُ أَنَّ عَمْرًا   أَمَامَ الْقَوْمِ فِىْ جَفْرٍ[۲] مُحِيْلٍ

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقَدْ مَا كُنْتُ أَحْسَبُ ذَاكَ حَقًّا   وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيْلٍ

---

۱ (ب) میں ''فتیل'' فے سے ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ذرا بھی فائدہ ہوسکتا ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) میں ''حفر'' با حاء حطی ہے جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور (ب ج د) میں ''جفر'' با جیم ہے جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتُ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتَ حَيًّا فَقَدْ خُلِّفْتَ فِيْ دَرَجِ الْمَسِيْلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز ونعمت کی حالت میں تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّيْ حِيْنَ أُمْسِيْ لَا أَرَاهُ ضَعِيْفُ الْعَقْدِ ذُوْهَمٍّ طَوِيْلِ

جب میری یہ حالت ہوگئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں تو میری حالت ایسی ہوگئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور بڑی فکر میں مبتلا ہوگیا۔

عَلٰى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِهٖ كَلِيْلِ

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور جس شعر میں ''جفر'' ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے۔

فَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيْزَىْ تُكَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ مِنَ الْحَرْمَاتِ وَالنَّعَمِ الْمُسَامِ

بدر کے پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق العنان چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ مِنَ الْغَايَاتِ وَالدُّسُعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی تو تیں اور بڑے بڑے عطیے تھے۔

وَ أَصْحَابِ الْكَرِيْمِ أَبِيْ عَلِيٍّ أَخِي الْكَأْسِ الْكَرِيْمَةِ وَالنِّدَامِ

اور شریف ابوعلی کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب پینے والے اور ہم نشیں تھے۔

وَأَنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَاعَقِيلٍ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامِ

اور کاش تو نے ابوعقیل اور مقام نعام کے دونوں پہاڑوں کے درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ كَأُمِّ السَّقْبِ جَائِلَةِ الْمَرَامِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح حصول مقصد (کی امید) میں تو ان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُوْلُ لَسَوْفَ نَحْيٰى وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے (ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی۔ سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیسے ہوگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدۃ النحوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيٰى وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ کئے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی۔

اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہوگیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں سے جو لوگ بدر کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے۔

أَلَّا بَكَيْتَ عَلَى الْكِرَا مِ بَنِي الْكِرَامِ أُولِي الْمَمَادِحْ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح وستائش والی ہے۔ تو نے اس طرح آہ وزاری کیوں نہ کی۔

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلٰى فُرُو عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ

جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں آہ وزاری کیا کرتی ہیں۔

يَبْكِيْنَ حَرّٰى مُسْتَكِيْـ نَاتٍ يَرُحْنَ مَعَ الرَّوَائِحْ

وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بےبسی اور بیکسی سے روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْثَالُهُنَّ الْبَاكِيَا تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ

چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی انہیں کی سی ہیں۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِي عَلٰى حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلُّ مَادِحْ

جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔ اور (ان کا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے۔

مَاذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْقَلِ ... مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ

بدر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں کی کیا حالت ہوگئی۔

فَمَدَافِعِ الْبُرْقَيْنِ فَالْحَنَّانِ ... مِنْ طَرْفِ الْاَوَاشِحْ

مقام برقین کی نشیبی جگہوں اور مقام اواشح کے ٹیلوں میں (کیا حال ہے)۔

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بَهَا ... لِيْلٍ مَغَاوِيْرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے غارت گروں (کی کیا حالت ہوگئی ہے)۔

أَلَّا تَرَوْنَ لِمَا أَرٰى ... وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ لَامِحْ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں۔ انہیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّةَ ... فَهِيَ مُوْحِشَةُ الْاَبَاطِحْ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکری نشیبی زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بِطَرِيْقٍ لِبِطَرِيْقٍ ... نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

دُعْمُوْصِ أَبْوَابِ الْمُلُوْ ... كِ وَجَائِبِ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیڑے۔ وسیع میدانوں کا سفر کر کے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ[1] الْخَلَا ... جِمَةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحْ

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے کامیاب سردار تھے۔

الْقَائِلِيْنَ الْفَاعِلِيْ ... نَ الْآمِرِيْنَ بِكُلِّ صَالِحْ

جو مقرر کام کرنے والے۔ اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

الْمُطْعِمِيْنَ الشَّحْمَ فَوْ ... قَ الْخُبْزِ[2] شَحْمًا كَالْاَنَافِحْ

جو روٹیوں پر شکنبون کا سا چکنا گوشت (رکھ کر مہمانوں کو) کھلانے والے تھے۔

---

[1] (الف) میں ''شر الظمه'' باشین معجمہ اور ظاء معجمہ ہے۔ شرظم کا مادہ مجھے کسی لغت میں نہیں ملا تصحیف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں ''الخبر'' بارائے مہملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

نُقَلِ الْجِفَانِ مَعَ الْجِفَا　　نِ إِلَى جِفَانٍ كَالْمَنَاضِحْ
جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹ باولیوں (کے سے ظروف) کے ساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ　　يَعْفُوْ وَلَا رُحٍّ رَحَارِحْ
وہ ظروف سائلوں کے لئے خالی نہ تھے اور نہ صرف کشادہ اتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)۔

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفِ بَعْدَ　　الضَّيْفِ وَالْبُسْطِ السَّلَاطِحْ
(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لئے تھا اور مہمان بھی ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

وَهْبِ الْمَئِيْنَ مِنَ الْمَئِيْـ　　ـنَ إِلَى الْمَئِيْنَ مِنَ اللَّوَاقِحْ
جو سیکڑوں گابھن اونٹنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے سیکڑوں اس طرح ہوئے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُؤَبَّلِ لِلْمُؤَبَّـ　　ـلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ
جیسے مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہو۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا　　مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ
ان میں سے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَثَاقُلِ الْأَرْطَالِ بِالْـ　　ـقِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَانِحْ[1]
جس طرح ترازو میں سخی ہاتھوں سے اوران بہت وزنی ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ　　يَحْمُوْنَ عَوْرَاتِ الْفَضَائِحْ
ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی حالانکہ وہ چھپی ہوئی رسوائیوں سے مدافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِيْنَ التَّقْدُمِيَّـ　　ـةَ بِالْمُهَنَّدَةِ الصَّفَائِحْ
جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدمۃ الجیش پر وار کر رہے تھے۔

---

[1] (ب) ''موائح'' بجائے نون کے ہمزہ ہے۔ اس نسخے کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے جس طرح ترازو میں اوزان کا بوجھ کانٹوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَلَقَدْ عَنَانِیْ صَوْتُهُمْ   مِنْ بَیْنِ مُسْتَسْقٍ وَصَائِحْ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی چیخنے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِیْ عَلِیٍّ   أَیِّمٍ مِنْهُمْ وَنَاكِحْ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاہے بھی ہیں اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ لَمْ یُغِیْرُوْ غَارَةً   شَعْوَاءَ تُجْحِرُ كُلَّ نَابِحْ

اگر انہوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا جو بھونکنے والے کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

بِالْمُقْرِبَاتِ الْمُبْعِدَا   تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَامِحْ

(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں کے ذریعے ہو۔

مُرْدًا عَلٰی جُرْدٍ إِلٰی   أُسْدٍ مُكَالِبَةٍ كَوَالِحْ

(ایسے جواں مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بروت۔ بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش روشیروں کی جانب حملہ آور ہوں۔

وَیُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهٗ   مَشْیَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ

اور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو جس طرح ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب چلتا ہے۔

بِزُهَاءِ أَلْفٍ ثُمَّ   أَلْفٍ بَیْنَ ذِیْ بَدَنٍ وَرَامِحْ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش نیزہ باز ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں۔ جن میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کو اس نے گالیاں دی ہیں اور ''وَیُلَاقُ قِرْنٌ قِرْنُهٗ مَشْیَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحَ'' کی روایت مجھے متعدد اہل علم نے سنائی ہے۔ اور

وَهْبِ الْمَئِیْنَ مِنَ الْمَئِیْنَ إِلَی الْمَئِیْنَ مِنَ اللَّوَاقِحْ
سَوْقَ مُؤَبَّلٍ لِلْمُؤَبَّلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

کی روایت بھی انہوں نے مجھے سنائی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔

عَیْنُ بَكِّیْ بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا   رِثِ لَا تَذْخَرِیْ عَلٰی زَمْعَهْ

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابوالحارث پر رو۔زمعہ کے لئے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِي عَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أُسَدِاكْ   بأْسِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّقَعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو جو ہیجان اور گرد وغبار کے وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

[1]تِلْكَ بَنُوْ أَسَدٍ إِخْوَةُ الْ   بَحَوْزَاءِ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے تھے نہ دھوکا باز۔

هُمُ الْأَسْرَةُ الْوَسِيْطَةُ مِنْ   كَعْبٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں سے نہایت شریف خاندان والے تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کی مانند تھے۔

وَ[2]هُمْ أَنْبَتُوْا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَاكْ   رَأْسِ وَهُمْ اَلْحُقُوْهُمْ اَلْمَنْعَهْ

انہیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان میں نشو ونما پائی اور انہوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسٰى بَنُوْ عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَاكْ   بَأْسُ وَاكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجِعَهْ

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب جنگ ہوتی تو ان کے جگران پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُوْنَ اِذْ قَحِطَ الْ   قَطْرُ وَ حَالَتْ فَلَا تَرٰى قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ بارش کا قحط ہو اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ایک ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کا اس روایت میں خلط ملط ہے۔اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔لیکن یہ شعر مجھے ابومحرز خلف الاحمر نے بھی سنائے ہیں۔اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنائے ہیں۔لیکن بعضوں نے ایسے شعر سنائے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنائے۔(یعنی ان میں سے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَيْنُ بَكِّي بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا   رِثِ لَا تَذْخَرِيْ عَلٰى زَمَعَهْ

معنی پہلی روایت میں دیکھئے۔

---

[1] یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں۔وزن شعر باقی نہیں رہا۔اس کی صحیح صورت ابن ہشام کی روایت میں دیکھئے۔(احمد محمودی)۔ [2] ایضاً۔

وَعَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْبَأْ سِ لِيَوْمِ الْهَيَاجِ وَالدَّفْعَهْ

ایضاً

فَعَلَى مِثْلِ هُلْكِهِمْ خَوَتِ الْجَوْ زَاءُ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَةْ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جوزا برباد ہو جائے (تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔ (ایضاً)

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ كَعْبٍ وَ فِيهِمْ كَذِرْوَةِ الْقَمْعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔ (ایضاً)

أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الرَّأْ سِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنْعَهْ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انہوں نے نشوونما پائی اور انہوں نے ان کی عزت میں عزت کی زیادتی کی۔ (ایضاً)

فَبَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْبَأْ سُ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَجِعَهْ

پس ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر کوئی جنگ آ پڑتی ہے تو ان کے جگر درد ناک ہو جاتے ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحِطَ الْقَطْ رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کا حلیف ابو اسامہ معاویہ بن زہیر بن قیس بن الحارث بن سعد بن ضبیعہ بن مازن بن عدی بن جشم بن معاویہ نے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس سے گزرا جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ تھک چکا تھا تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھا لیا اور لے کر چلا گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح اشعار ہیں۔

وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُّوا وَقَدْ زَالَتْ[1] نَعَامَتُهُمْ لِنَفْرِ

---

[1] (ب ج د) میں ''شالت'' ہے اور محاورہ عرب کے لحاظ سے یہ نسبت ''ذالت'' کے ''شالت'' ہی زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سبک ہو چکے ہیں اور بھاگنے کے لئے ان کے تلوے اٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى ... كَأَنَّ خِيَارَ هُمْ أَذْبَاحُ عِتْرِ

اور قوم کے سردار پچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دیئے گئے کہ ان میں سے بہترین افراد بتوں کے لئے ذبح کئے ہوئے جانوروں کے مثل (پڑے) ہیں۔

وَكَانَتْ حُمَّةٌ وَافَتْ حِمَامًا ... وَ لُقِّيْنَا الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرِ

اور قرابت (داروں) نے موت سے موافقت کر لی اور موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہو گئیں۔

نَصُدُّعَنِ الطَّرِيْقِ وَ أَدْرَكُوْنَا ... كَأَنَّ زُهَاءَ هُمْ غَطْيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹ جا رہے تھے اور انہوں نے ہمیں پالیا تھا ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی۔

وَ قَالَ الْقَائِلُوْنَ كَيْمَا تَعْرِفُوْنَ ... أُبَيِّنُ نِسْبَتِيْ نَقْرًا بِنَقْرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں۔ میں اپنا نسب (پوری) کوشش سے بتا رہا تھا تا کہ وہ مجھے پہچان لیں۔

فَإِنْ تَكُ فِي الْغَلَاصِمِ مِنْ قُرَيْشٍ ... فَإِنِّيْ مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ

اگر تو قریش کے اعلیٰ نسب میں سے ہے تو میں (بھی) معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَأَبْـلِـغْ مَـالِكًا لَمَّا غُشِيْـنَا ... وَ عِنْدَكَ مَالِ إِنْ نَبَأْتَ خُبْرِىْ

مالک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی (کہ کیا حال ہو گیا تھا)۔

وَ أَبْلِغْ إِنْ بَلَغْتَ[1] الْمَرْءَ عَنَّا ... هُبَيْرَةَ وَ هُـوَ ذُوْعِلْمٍ وَقَدْرِ

اور وہ شخص (جس کا نام) ہبیرہ ہے اور علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّىْ إِذْ دُعِيْتُ إِلَى أُفَيْدٍ ... كَرَرْتُ وَلَمْ يَضِقْ بِالْكَرِّ صَدْرِىْ

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

---

[1] (الف) میں ''مرمنت'' ہے۔ معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

عَشِيَّةَ لَا يُكَرُّ عَلٰى مُضَافٍ وَلَا ذِىْ نِعْمَةٍ مِنْهُمْ وَصِهْرٍ

شام کے وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ اس میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیانہ کے رشتے والے پر۔

فَدُوْنَكُمْ بَنِىْ لَأْيٍ أَخَاكُمْ وَدُوْنَكِ مَالِكًا يَا أُمَّ عَمْرٍو

پس اے بنی لأی (یعنی بنی لوی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمرو مالک کی خبر لے۔

فَلَوْلَا مَشْهَدِىْ قَامَتْ عَلَيْهِ مُوَقَّفَةُ الْقَوَائِمِ أُمُّ أُجْرِ

پس اگر میں نہ ہوتا تو کلی دھاریوں والے پاؤں والی (ترس کے) پلوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لئے) اس پر آ کھڑی ہوتی۔

دَفُوْعٌ لِلْقُبُوْرِ بِمَنْكِبَيْهَا كَأَنَّ بِوَجْهِهَا تَحْمِيْمَ قِدْرِ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے۔

فَأُقْسِمُ بِالَّذِىْ قَدْ كَانَ رَبِّىْ وَأَنْصَابٍ لَدَى الْجَمَرَاتِ مُغْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش کرتا رہا ہے۔ اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس (ذبح کئے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِىْ إِذَامَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُوْدُ جُلُوْدَ نِمْرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے سبب سے لوگوں کی) کھالیں۔ چیتوں کی کھالوں سے بدل جائیں گی تو تم دیکھ لو گے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے۔

فَمَا إِنْ خَادِرٌ مِنْ أُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِى الْغِيْلِ مُجْرِ

مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری۔ ترش رو گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے۔

فَقَدْ أَحْمَى الْأَبَاءَ ةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا يَدْنُوْلَهٗ أَحَدٌ بِنَقْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جا سکے۔

بِخِلٍ تَعْجِزُ الْحُلَفَاءُ عَنْهُ يُوَاثِبُ كُلَّ هَجْهَجَةٍ وَزَجْرِ

رتیلے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز ہو جاتے ہوں جنہوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود

بھی حملہ کرتا ہو۔

بِأَوْشَكَ سَوْرَةً مِنِّىْ إِذَا مَا حَبَوْتُ لَهٗ بِقَرْقَرَةٍ وَ هَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جبکہ میں بلبلانے والے اونٹوں کے ذریعے اس کے قریب پہنچا۔

بِبِيْضٍ كَالْأَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ كَأَنَّ ظُبَاتِهِنَّ جَحِيْمُ جَمْرِ

برچھیوں کے سے تیز چمکدار (تیروں) کے ذریعے جن کے پھل ایسے تھے گویا وہ آگ کے شعلے ہیں۔

وَ أَكْلَفَ مُجْنَإٍ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَ صَفْرَاءِ الْبُرَايَةِ ذَاتِ أَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں) کے ذریعے جو بیل کی کھال کی بنی ہوئی۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی (جبکہ ان پر تیر پڑیں) اور سخت تھیں۔

وَأَبْيَضَ كَالْغَدِيْرِ ثَوَى عَلَيْهِ عُمَيْرٌ بِالْمَدَاوِسِ نِصْفَ شَهْرِ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے ذریعے جن پر عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا۔

أُرَفِّلُ فِيْ حَمَائِلِهٖ وَأَمْشِىْ كَمِشْيَةِ خَادِرٍ لَيْثٍ سِبَطْرِ

اس (تلوار) کو حمائل کئے میں اکڑ کر ایسی چال چلتا تھا جیسے کوئی بڑا شیر اپنی جھاڑی میں چل رہا ہو۔

يَقُوْلُ لِي الْفَتٰى سَعْدٌ هَدِيًّا فَقُلْتُ لَعَلَّهٗ تَقْرِيْبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی (کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا شاید یہ کسی بیوفائی کی تمہید ہے۔

وَ قُلْتُ أَبَا عَدِيٍّ لَا تَطُرْهُمْ وَ ذٰلِكَ إِنْ اَطَعْتَ الْيَوْمَ أَمْرِىْ

اور میں نے (ابوعدی سے) کہا کہ اے ابوعدی ان لوگوں کی سرحد کے قریب نہ جا۔ اور یہ (میں نے اس لئے کہا کہ) اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر ہے ورنہ)

كَدَأْبِهِمْ بِفَرْوَةَ إِذْ اَتَاهُمْ فَظَلَّ يُقَادُ مَكْتُوْفًا بِضَفْرِ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ کے ساتھ رہا ہے۔ (ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا) کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رسی سے (اس کی) مشکیں کسی گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابومحرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح) سنایا۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِيْقِ وَ أَدْرَكُوْنَا كَأَنَّ سِرَاعَهُمْ تَيَّارُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انہوں نے ہمیں پالیا تھا ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول ''مدل عنبس فی الغیل مجر '' ابن اسحٰق (کی نہیں بلکہ ان) کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو اسامہ نے یہ بھی کہا ہے۔

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ رَسُوْلًا　　مُغَلْغَلَةً یُثَبِّتُهَا لَطِیْفُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورانگیز پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کرلے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّیْ یَوْمَ بَدْرٍ　　وَقَدْ بَرَقَتْ بِجَنْبَیْكَ الْكُفُوْفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی کیا اس کی تجھ کو خبر نہ ہوئی حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) ہتیلیاں (جن میں تلواریں تھی) چمک رہی تھیں۔

وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعٰی　　كَأَنَّ رُؤُسَهُمْ حَدَجٌ نَقِیْفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پچھڑے پڑے تھے کہ گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَیْكَ بِبَطْنِ بَدْرٍ　　خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِیَةٌ خَصِیْفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آ پڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِیْ　　وَعَوْنُ اللّٰهِ وَالْأَمْرُ الْحَصِیْفُ

ان آفتوں سے اس کو میرے عزم اور مستحکم تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچالیا۔

وَ مُنْقَلَبِیْ مِنَ الْأَبْوَاءِ وَحْدِیْ　　وَدُوْنَكَ جَمْعُ أَعْدَاءٍ وُقُوْفُ

اور مقام ابوا سے میرے اکیلے واپس آنے سے (اس کو بچالیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی ہوتی تھی۔

وَأَنْتَ لِمَنْ أَرَادَكَ مُسْتَكِیْنٌ　　بِجَنْبِ كُرَاشَ مَكْلُوْمٌ نَزِیْفُ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا) تو اس کے مقابلے میں عاجز۔ اور مقام کراش کے کنارے زخمی، خون بہتا (پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِیْ یَوْمَ كَرْبٍ　　مِنَ الْأَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِیْفَ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا

مجھے پکارتا۔

فَأَسْمَعَنِيْ وَلَوْ أَحْبَبْتُ نَفْسِيْ أَخٌ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ أَوْحَلِيْفُ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز مجھے سنا دیتا تو اگر چہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

أَرُدُّ فَأَكْشِفُ الْغُمّٰى وَأَرْمِيْ إِذَا كَلَحَ الْمَشَافِرِ وَالْأُنُوْفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا تھا۔ اور (اس کی) سختی کا حل نکالتا اور (خود اس میں) ڈال دیتا جبکہ (دوسرے لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلٰى يَدَيْهِ يَنُوْءُ كَأَنَّهٗ غُصْنٌ قَصِيْفُ

اور بعض مقابل والے کی میں نے یہ گت بنا دی کہ وہ اپنے ہاتھوں کے سہارے مشکل اٹھتا تھا۔ (اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی) گویا وہ ایک ٹوٹی ہوئی ٹہنی ہے۔

دَلَفْتُ لَهٗ إِذَا اخْتَلَطُوْا بِحَرّٰى مُسَحْسَحَةٍ لِعَانِدِهَا حَفِيْفُ

جب لوگ ایک دوسرے سے مل گئے تو میں (برچھی کے ایک) سخت وار کے ساتھ اس کے نزدیک ہوا جو بہت خون بہانے والا تھا کہ شراٹے سے خون اس کی رگ سے بہہ رہا تھا۔

فَذٰلِكَ كَانَ صُنْعِيْ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَبْلُ أَخُوْ مُدَارَاةٍ عَزُوْفُ

بدر کے روز یہ میری کارگزاری تھی اور اس سے پہلے (ہر ایک کے ساتھ) مدارات کرنے والا (اور ذلیل کاموں سے) پھر جانے والا تھا۔

أَخُوْكُمْ فِي السِّنِيْنَ كَمَا عَلِمْتُمْ وَحَرْبٌ لَا يَزَالُ لَهَا صَرِيْفُ

(میں) قحط سالی میں تو تمہارا بھائی ہوں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔ (اور میں سرتاپا) جنگ بھی ہوں جس کی (حرکت کی) آواز ہمیشہ رہتی ہے۔

وَ مِقْدَامٌ لَكُمْ لَا يَزْدَ هِيْنِي جَنَانُ اللَّيْلِ وَالْأُنْسُ اللَّفِيْفُ

اور تمہارے لئے ہر ایک پر سبقت کرنے والا ہوں رات کی اندھیری اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے میں خوف زدہ نہیں ہوتا۔

أَخُوْضُ الصَّرَّةَ الْحَمَّاءَ خَوْضًا إِذَا مَا الْكَلْبُ أَلْجَأَهُ الشَّفِيْفُ

سخت سردی میں میں غوطے لگاتا ہوں جبکہ کتے کو بارش کی سردی پناہ لینے پر مجبور کردے۔

ابن ہشام نے کہا کہ تطویل کے خوف سے ابواسامہ کا ایک لامیہ قصیدہ میں نے چھوڑ دیا ہے جس میں

بجز پہلی اور دوسری بیت کے بدر کا اور کچھ ذکر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے بدر کے روز اپنے باپ کا مرثیہ کہا ہے۔

أَعَيْنَيَّ جُوْدًا بِدَمْعٍ سَرِبْ عَلٰى خَيْرِ خِنْدَفَ لَمْ يَنْقَلِبْ

اے میری آنکھو! بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو پلٹا نہیں۔

تَدَاعٰى لَهٗ رَهْطُهٗ غُدْوَةً بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے صبح کے وقت اس کے لئے بلایا۔

يُذِيْقُوْنَهٗ حَدَّ أَسْيَافِهِمْ يَعُلُّوْنَهٗ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِبْ

کہ اس کو اپنی تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اس کو اس کا گھونٹ پلائیں۔

يَجُرُّوْنَهٗ وَعَفِيْرُ التُّرَابِ عَلٰى وَجْهِهٖ عَارِيًا قَدْ سُلِبْ

وہ اس کو اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا جَمِيْلَ الْمَرْاٰةِ كَثِيْرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لئے ایک مضبوط پہاڑ (یعنی پناہ گاہ) تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَأَمَّا بُرَيٌّ فَلَمْ أَعْنِهٖ فَأُوْتِيَ مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبْ

لیکن بری[1] (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے بحث نہیں ہے اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہوگئی کہ وہ حساب (جزا) کے لئے کافی ہے۔

اور ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

يَرِيْبُ عَلَيْنَا دَهْرُنَا فَيَسُوْءُ نَا وَيَأْبٰى فَمَا نَأْتِيْ بِشَيْءٍ نُغَالِبُهْ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لا ڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

---

[1] سہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ ''البراء'' کی تصغیر ہے۔ اور ایک شخص کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

أَبَعْدَ قَتِيلٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ يُرَاعُ امْرُؤٌ أَنْ مَاتَ أَوْمَاتَ صَاحِبُهْ

کیا لوئی بن غالب میں سے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَذَّاً تَرُوْحُ وَتَغْدُ وَ بِالْجَزِيْلِ مَوَاهِبُهْ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَبْلِغْ أَبَاسُفْيَانَ عَنِّیْ مَأْلُكًا فَإِنْ أَلْقَهُ يَوْمًا فَسَوْفَ أُعَاتِبُهْ

اے ابوسفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا۔اور اگر اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ يَسْعَرُ الْحَرْبَ إِنَّهُ لِكُلِّ امْرِءٍ فِی النَّاسِ مَوْلًی يُطَالِبُهْ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور وہ شخص اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا ہے۔

لِلّٰهِ عَيْنَا مَنْ رَأَی هُلْكًا كَهُلْكِ رِجَالِيَهْ

جس شخص کی آنکھوں نے ایسی بربادی دیکھی ہو جیسی میرے لوگوں کی بربادی ہوئی اللہ اس کو جائے خیر دے۔

يَا رُبَّ بَاكٍ لِی غَدًا فِی النَّائِبَاتِ وَ بَاكِيَهْ

اے بہت سے رونے والے مرد اور رونے والی عورتو جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لئے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ غَادَرُوْا يَوْمَ الْقَلِيْ بِ غَدَاةَ تِلْكَ الْوَاعِيَهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِی السِّنِيْ نَ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے جبکہ تارے بے اثر ڈوبے جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرٰی فَالْيَوْمَ حُقَّ حِذَارِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا۔ میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرٰى　　فَأَنَا الْغَدَاةَ مُوَامِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہوگئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا　　يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اے وہ بہت سی عورتو جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَهْ　　شَيْخًا شَدِيْدَ الرَّقَبَهْ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغَبَهْ　　يَدْفَعُ يَوْمَ الْمَغْلَبَهْ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَلَيْهِ حَرِبَهْ　　مَلْهُوْفَةٌ مُسْتَلَبَهْ

مجھے اس پر غم وغصہ ہے۔ افسوس سے پر اور عقل سے عاری ہوگئی ہوں۔

لَنَهْبِطَنَّ يَثْرِبَهْ　　بِغَارَةٍ مُنْثَعِبَهْ

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے۔

فِيْهِ الْخُيُوْلُ مُقْرَبَهْ　　كُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَهْ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکی گھوڑے ہوں گے۔

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ قَذَاهَا عَائِرُ الرَّمَدِ　　حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ يَقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس میں کا خاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِيْنَ مَعًا　　قَدْ أَحْرَزَتْهُمْ مَنَايَاهُمْ إِلٰى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَفَرَّ بِالْقَوْمِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ تَعْطِفْ غَدَاتَئِذٍ اُمٌّ عَلٰى وَلَدِ

اور سواری والے لوگ قوم کے لے کر بھاگ گئے اور اس روز صبح میں کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قُوْمِیْ صَفِیَّ وَلَا تَنْسَیْ قَرَابَتَهُمْ وَإِنْ بَكَيْتِ فَمَا تَبْكِيْنَ مِنْ بُعُدِ

اے صفیہ اٹھ اور ان کی قرابت کو نہ بھلا اور اگر تو روئے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوْ سُقُوْبَ[1] سَمَاءِ الْبُيْتِ فَانْقَصَفَتْ فَأَصْبَحَ السَّمْكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِيْ عُمُدِ

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''كانو سقوب'' جس بیت میں ہے اس کی روایت مجھے علماء شعر میں سے بعضوں سے ملی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لِلتَّبَ كِّـــيْ دَمْـعُهَا فَـــــانْ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں۔

كَغَرْبَيْ دَالِجٍ يَسْقِيْ خِـــلَالَ الْـغَيْثِ الـــدَّانْ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤلی سے حوض تک پانی لے جانے والے کے دونوں ڈول جو بھرنے اور قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْثُ غَرِيْفٍ ذُوْ أَظَـاهِيْــرَ وَ أَسْنَـــانْ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور دانتوں والا ہے۔

أَبُــوْ شِـبْلَـيْـنِ وَثَّـــابٌ شَدِيْدُ الْبَطْشِ غَرْثَانْ

(اور) دو کم سن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

كَحِبِّيْ إِذْ تَوَلّٰى وَ وُجُوْهُ الْقَوْمِ أَلْوَان

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے اس کے لوٹنے سے لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَا رِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانْ

---

[1] (الف اور ج) میں ''سقوف'' ہے۔ جس کے آخر میں فاء ہے جو سماء البیت کا ہم معنی اور فوائد ہو جاتا ہے اور (ب د) میں سقوب بار موحدہ سے ہے۔ جس کے معنی عمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجْلَاءَ مِنْهَا مُزْبِدٌ آنْ

(اے میرے دوست) تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا ہے جس سے کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں اس کا قول ''وما لیث الی آخر'' سابق کی دونوں بیتوں سے علیحدہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا ہے۔

لَقَدْ ضُمِّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَسُؤْدَدًا وَحِلْمًا أَصِيْلًا وَافِرَ اللُّبِّ وَالْعَقْلِ

(مقام صفراء نے بزرگی۔ سرداری۔ مسلمہ حلم اور مغز و عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عُبَيْدَةَ فَابْكِيْهِ لِأَضْيَافِ غُرْبَةٍ وَأَرْمَلَةٍ تَهْوِىْ لِأَشْعَثَ كَالْجِذْلِ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر مہمانوں اور ان بیواؤں کے لئے جو (اس کے پاس) پریشانی میں آیا کرتی تھیں تو اس پر روجو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَ بَكِّيْهِ لِلْأَقْوَامِ فِىْ كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْمَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحْلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لئے رو جو ہر سرما میں آسمان کے کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس آیا کرتے تھے)۔

وَبَكِّيْهِ لِلْأَيْتَامِ وَالرِّيْحُ زَفْزَفٌ وَتَشْبِيْبِ قِدْرٍ طَالَ مَا أَزْبَدَتْ تَغْلِىْ

اور یتیموں کے لئے رو جبکہ سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے (تو انہیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ روشن کرنے کے لئے رو جو بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں۔

فَإِنْ تُصْبِحِ النِّيْرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْءُهَا فَقَدْ كَانَ يُذْكِيْهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ أَوْلِمُلْتَمِسِ الْقِرَى وَمُسْتَنْبِحٍ أَضْحَى لَدَيْهِ عَلَى رِسْلِ

(مذکورہ سروسامان) رات میں کسی آنے والے یا ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لئے ہوا کرتے تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کر کے خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔

ابن اسحٰق[۱] نے کہا کہ قتیلہ بنت الحارث النضر بن الحارث کی بہن نے کہا ہے۔

يَا رَاكِبًا إِنَّ الْأُثَيْلَ مَظِنَّةٌ مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح (یعنی پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر آیا (اچھے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)۔

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں (مقام اثیل) کی ایک میت کو جب تک کہ شریف اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّيْ إِلَيْكَ وَعَبْرَةً مَسْفُوْحَةً جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرٰى تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو (پہنچیں) جو لگا تار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا یا (نہیں) جو میت بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمُحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيْمَةٍ فِيْ قَوْمِهَا وَالْفَحْلَ فَحْلٌ مُعْرِقٌ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اے اپنی قوم میں سے شریف عورت کی بہترین اولاد۔ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مَنَّ الْفَتٰى وَهُوَ الْمَغِيْظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے ہوئے جواں مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْكُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلَيُنْفَقَنْ بِأَعَزِّ مَا يَغْلُوْبِهٖ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کئے جاتے۔

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ أَسَرْتَ قَرَابَةً وَأَحَقُّهُمْ إِنْ كَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس

[۱] (الف) قال ابن ہشام ہے۔ (احمد محمودی)

بات کا زیادہ حق دار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُيُوْفُ بَنِىْ أَبِيْهِ تَنوشُهُ　　لِلّٰهِ أَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔ خداواسطے یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

صَبْرًا يُقَادُ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا　　رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوْثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے بیڑیوں میں بمشکل پاؤں اٹھا رہا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ بَلَغَنِىْ هٰـذَا قَبْلَ قَتْلِهِ لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ.

''اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میرے پاس یہ (شعر) پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے ماہ رمضان کے آخر یا شوال میں فارغ ہوئے۔

مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ بذات خود بنی سلیم کا ارادہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری یا ام مکتوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ ان کے چشموں میں سے ایک چشمے پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعد قیام پذیر رہے اور آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑ دی گئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غزوۃ السویق

(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابومحمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سویق کی۔ اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کے زیرنگرانی رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی وہ یہ ہے کہ جب ابوسفیان کی مکہ کی جانب واپسی ہوئی اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان نے (یہ) منت مانی کہ جب تک محمد (ﷺ) سے جنگ نہ کر لے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا پس اپنی قسم پوری کرنے کے لئے قریش کے دوسو سواروں کو لے کر نکلا اور نجدیہ کی راہ اختیار کی حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک برید[1] یا اس کے قریب قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر رات کی اندھیری ہی میں بنی النضیر کے پاس آیا اور حی بن اخطب کے پاس جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لئے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی میزبانی کی اور اس کو کھلایا پلایا لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔

پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا قریش میں سے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی وہاں انہوں نے انصار میں سے ایک شخص کو اور اس کے ایک حلیف کو پایا جو

---

[1] برید چار فرسخ یا بارہ میل کے مساوی ہے۔ کذافی قطر المحیط۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے برید دو فرسخ یا بارہ کروہ یا دو منزل کی مسافت کے مساوی ہے۔ واللہ اعلم۔ (احمد محمودی)

اپنے کھیت میں تھے۔انہوں نے ان دونوں کوقتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے۔لوگوں کو(جب)اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت فرمائی۔ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بچ کر نکل گئے۔(آپ کے ساتھیوں نے)ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان دیکھا جس کو انہوں نے بچ نکلنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لئے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے واپس تشریف لائے۔تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لئے کوئی جنگ ہو جائے۔آپ نے فرمایا۔ نعم۔ہاں۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابولبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ابوعبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس (جنگ) کا نام غزوہ السویق اس لئے رکھا گیا کہ انہوں نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے ستووں پر ٹوٹ پڑے اس لئے اس کا نام غزوہ السویق رکھا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابوسفیان بن حرب نے اس کی اس میزبانی کے متعلق کہا۔

وَاِنِّیْ تَخَیَّرْتُ الْمَدِیْنَةَ وَاحِدًا لِحِلْفٍ فَلَمْ اَنْدَمْ وَلَمْ اَتَلَوَّمِ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لئے منتخب کیا تو پچتایا نہیں اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے قابل ملامت ہو جاؤں۔

سَقَانِیْ فَرَوَّانِیْ کُمَیْتًا مُدَامَةً عَلٰی عَجَلٍ مِنِّیْ سَلَامُ بْنُ مِشْکَمِ

سلام بن مشکم نے مجھے سرخ وسیاہ شراب پلائی باوجود اس کے کہ مجھے (وہاں سے نکل جانے کی) جلدی تھی۔

وَلَمَّا تَوَلَّی الْجَیْشَ قُلْتُ وَلَمْ اَکُنْ لِاُفْرِحَهُ اَبْشِرْ بِغَزْوٍ وَ مَغْنَمِ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں اس پر بار ڈالوں۔

تَاَمَّلْ فَاِنَّ الْقَوْمَ سِرٌّ وَاِنَّهُمْ صَرِیْحُ لُؤَیٍّ لَاشْمَاطِیْطُ جُرْهُمِ

(اس بات پر) غور کرلو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں اور خاص لوئی کی اولاد ہیں جرہم سے خلط ملط ہونے والے نہیں ہیں۔

وَمَا كَانَ إِلاَّ بَعْضُ لَيْلَةِ رَاكِبٍ ۔۔۔ أَتٰى سَاغِبًا مِنْ غَيْرِ خَلَّةِ مُعْدِمٍ

وہ (ابن مشکم سے میری ملاقات) کسی سوار کے رات کے تھوڑے سے وقت میں ٹھیرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے بغیر کسی سعی وکوشش کے لئے آیا ہو۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ پھر غطفان کے لئے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوۂ ذی امر ہے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمان بن عفان کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرما رہے۔

بحران کا غزوۃ الفرع

پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ بحران تک پہنچے جو ضلعہ الفرع میں حجاز کا ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

بنی قینقاع واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ اور بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَا حْذَرُوْا مِنَ اللّٰهِ مِثْلَ مَانَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النِّقْمَةِ وَأَسْلِمُوْا.

''اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو''۔

تو انہوں نے کہا اے محمد (ﷺ) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنہیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھیں۔ اس لئے تم نے ان پر موقع پالیا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ واللہ اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم (خاص

قسم کے) لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے آزاد کردہ غلام نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت لے کر بیان کیا انہوں نے کہا کہ یہ آیتیں انہیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ﴾

''(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ بہت برا فرش ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہ اس میں تمہارے لئے نشانی تھی۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی اور قریش''۔

﴿ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ﴾

''ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر۔ وہ انہیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ) دیکھنا آنکھ کا (ہے)''۔

﴿ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴾

''اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے بے شبہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لئے عبرت ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں میں سے پہلا گروہ ہے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان میں اور رسول اللہ ﷺ میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد کے درمیانی زمانے میں انہوں نے جنگ کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لئے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی انہوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کیا۔ اس سنار نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا (اور) ان سبھی نے اس کی (خوب) ہنسی اڑائی وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لئے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آ گیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبداللہ بن ابی بن سلول اٹھا اور کہا۔ اے محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اس کی جانب سے روئے (مبارک) پھیرلیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَرْسِلْنِیْ۔ مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ایسا غصہ آ گیا کہ آپ کے چہرۂ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔ ویحك ارسلني۔ تیرے لئے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (والے) اور تین سو زرہ والوں (کو رہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انہیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اپنے محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبدالمنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبداللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادۃ بن الصامت جو بنی عوف ہی میں سے ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق تھا جیسا عبداللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب ہو کر ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار) کرتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہہ اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ''۔

اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف لگا ہوا ہے۔

﴿ يُسَارِعُوْنَ فِيهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى أَنْ تُصِيْبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ﴾

''وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آجائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے۔ اس پر پچتائیں گے۔ اور ایمان دار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں''۔

اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک:

﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ﴾

''تمہارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں''۔

یہ اس لئے فرمایا گیا کہ عبادۃ بن الصامت اللہ اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علیحدگی ظاہر کر دی تھی۔

﴿ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہہ اللہ والی جماعت ہی پروان چڑھنے والی ہے''۔

نجد کے چشموں میں سے مقام القردۃ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سریہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انہوں

نے قریش کے قافلے کو جس میں ابوسفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردہ کے پاس تھا جا ملایا تھا۔اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چلنے سے ڈر کر انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔اوران میں سے چند تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا اوراس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں سے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زید ان سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو اوراس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوْا فَلجَاتِ الشَّأمِ قَدْحَالَ دُوْنَهَا   جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْاَوَارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے (اور تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہوگئی ہیں جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوف ناک) ہیں۔

بِاَيْدِىْ رِجَالٍ هَاجَرُوْا نَحْوَ رَبِّهِمْ   وَأَنْصَارِهِ حَقًّا وَأَيْدِى الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اوراپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ   فَقُوْلَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيْقُ هُنَالِكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہہ دینا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے اشعار میں سے ہیں جن کا جواب ابوسفیان بن الحرب بن عبدالمطلب نے دیا ہے۔عنقریب ہم ان اشعار اوران کے جواب کا اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر آفت پڑی اور زید بن حارثہ (مدینہ کے) نشیب میں رہنے والوں کے پاس اور عبداللہ بن رواحہ اونچے حصے میں رہنے والوں کے پاس خوش

خبریں لے کر آئے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اطلاع دینے کے لئے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو۔ عبداللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الظفری اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں سے تھی جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا (یہ) خبر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (ﷺ) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبداللہ بن رواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (ﷺ) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی بہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن صبیرۃ السہمی کے گھر اترا جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں سے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا ہے۔

طَحَنَتْ رَحٰی بَدْرٍ لِمُهْلَكِ أَهْلِهٖ ۔۔۔ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لئے چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی (رہتی) ہیں۔

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِمْ ۔۔۔ لَا تَبْعَدُوْا إِنَّ الْمُلُوْكَ تُصَرَّعُ

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے اردگرد قتل کئے گئے (تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں۔

كَمْ قَدْ أُصِيْبَ بِهٖ مِنْ اَبْيَضَ مَاجِدٍ ۔۔۔ ذِيْ بَهْجَةٍ تَأْوِيْ إِلَيْهِ الضُّيَّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں۔

طَلْقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ۔۔۔ حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُوْدُ وَيَرْبَعُ

کارتیوں کے مینہ نہ برسانے کے وقت (یعنی قحط سالی میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے سر لینے والے سردار جو چوتھ لیا کرتے تھے۔

وَيَقُوْلُ أَقْوَامٌ أُسَرُّ بِسُخْطِهِمْ ۔۔۔ إِنَّ ابْنَ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑ کا لگا ہوا ہے۔

صَدَقُوْا فَلَيْتَ الْاَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوْا ظَلَّتْ تَسُوْخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

انہوں نے تو ٹھیک کہا لیکن کاش جس وقت وہ قتل کئے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہوگئی ہوتی۔

صَارَ الَّذِیْ اَثَرَ الْحَدِیْثَ بِطَعْنَةٍ اَوْعَاشَ أَعْمٰی مُرْعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش وہی نیزے کا نشانہ ہوگیا ہوتا یا اندھا ہو کر زندہ رہتا پھڑ پھڑاتا رہتا (اور کچھ) نہ سنائی دیتا۔

نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِی الْمُغِيْرَةِ كُلَّهُمْ خَشَعُو الْقَتْلَ أَبِی الْحَكِيْمِ وَجُدِّعُوْا

مجھے خبر ملی ہے کہ ابوالحکیم کے قتل کے سبب سے تمام بنی المغیرہ کی ناک کٹ گئی اور ذلیل خوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيْعَة عِنْدَهٗ وَمُنَبِّهٌ مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلَكِيْنَ وَتُبَّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے) اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کئے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ فِی النَّاسِ يَبْنِی الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں حارث بن ہشام لوگوں میں نیک کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُوْرَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوْعِ وَإِنَّمَا يَحْمِیْ عَلَى الْحَسَبِ الْكَرِيْمُ الْاَرْوَعُ

تا کہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سچ تو یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان و شوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول ''تبع'' اور اسر بسخطهم'' کی روایت ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب دیا اور کہا۔

أَبْكَاهُ كَعْبٌ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنهُمْ　　قَتْلٰى تَسُحُّ لَهَا الْعُيُوْنُ وَتَدْمَعُ

میں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لئے آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تاء بندھ گیا ہے۔

فَابْكِيْ فَقَدْ أَبْكَيْتَ عَبْدًا رَاضِعًا　　شِبْهَ الْكُلَيْبِ إِلَى الْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

تو نے کمینے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تو رو جس طرح کم عمر کتا کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمٰنُ مِنَّا سَيِّدًا　　وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوْهُ وَصُرِّعُوْا

اور ہمارے سردار کے دل کو رحمٰن نے مطمئن فرما دیا اور جن لوگوں نے اس سے جنگ کی انہیں ذلیل وخوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

وَنَجَا وَ أَفْلَتَ مِنهُمْ مَنْ قَلْبُهٗ　　شَعَفٌ يَظَلُّ لِخَوْفِهٖ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے۔ اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے اور ان کا قول ''ابکاہ کعب'' کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ بنی مرید میں سے تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ الجعادرہ کے نام سے مشہور تھے۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام میمونہ بنت عبداللہ تھا۔ اور اکثر علماء شعر اس عورت کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس کے جواب میں اس نے کہے ہیں۔

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ　　يُبَكِّيْ عَلٰى قَتْلٰى وَ لَيْسَ بِنَاصِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بہ تکلف بہت کچھ آہ وزاری کی کہ (دوسروں کو) رلائے حالانکہ (حقیقت میں) وہ غم والم رکھنے والا نہیں ہے۔

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ بَكّٰى لِبَدْرٍ وَأَهْلِهٖ　　وَعُلَّتْ بِمِثْلَيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے رلایا ان کی آنکھ تو روئی لیکن لوئی بن غالب والوں کو تو اس کے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِيْنَ ضُرِّجُوْا بِدِمَائِهِمْ　　يَرٰى مَابِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے ان لوگوں کی حالت کو دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَيَعْلَمُ حَقًّا عَنْ يَقِيْنٍ وَيُبْصِرُوْا مَجَرَّهُمْ فَوْقَ اللِّحٰى وَالْحَوَاجِبِ

تو انہیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی داڑھیوں اور بھوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔

تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا۔

أَلَا فَازْجُرُوْا مِنكُمْ سَفِيْهًا لِتَسْلَمُوْا عَنِ الْقَوْلِ يَأْتِيْ مِنْهُ غَيْرَ مُقَارِبِ

سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے تم بچے رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتُمُنِيْ أَنْ كُنْتُ أَبْكِيْ بِعَبْرَةٍ لِقَوْمٍ أَتَانِيْ وُدُّهُمْ غَيْرُ كَاذِبِ

کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم کے لئے آنسو بہا رہا ہوں جس کی محبت میرے ساتھ جھوٹی نہیں رہی ہے۔

فَإِنِّيْ لَبَاكٍ مَا بَقِيْتُ وَذَاكِرٌ مَآثِرَ قَوْمٍ مَجْدُهُمْ بِالْجَبَاجِبِ

میں تو جب تک رہوں گا روتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہوں گا جن کی شان و شوکت منازل مکہ میں ظاہر ہے۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ كَانَ مُرَيْدٌ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّرِّ فَاجْتَالَتْ وُجُوْهَ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہ قبیلۂ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔لومڑیوں کے (سے) (ان) چہرے والوں کی تو میں (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں۔

فَحَقٌّ مُرَيْدٍ أَنْ تُجَدَّا نُوْفُهُمْ بِشَتْمِهِمْ حَيَّ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں (اور وہ ذلیل وخوار ہوں)۔

وَهَبْتُ نَصِيْبِيْ مِنْ مُرِيْدٍ لِجَعْدَرٍ وَفَاءً وَبَيْتِ اللّٰهِ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے! وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے بنی جعدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جیسا کہ عبداللہ بن المغیث نے مجھ سے بیان کیا

ہے۔مَنْ لِیْ بَابْنِ الْاَشْرَفْ۔(کعب) بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے کون میرے آگے (ہامی) بھرتا ہے۔تو بنی عبدالاشہل والے محمد بن مسلمہ نے کہا۔یارسول اللہ (ﷺ) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لئے (تیار) ہوں' میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔فرمایافَافْعَلْ اِنْ قَدَرْتُ عَلٰی ذٰلِكَ۔اگر تمہیں اس پر قدرت حاصل ہو جائے' تو (ایسا ہی) کرو۔تو محمد بن مسلمۃ (وہاں سے) واپس ہوئے' اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سدرمق کے نہ کچھ کھاتے اور نہ کچھ پیتے تھے' ان کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا' تو آپ نے انہیں بلوایا' اوران سے فرمایا۔

لِمَ تَرَکْتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ کھانا پینا تم نے کیوں چھوڑ دیا۔انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نے ایک بات آپ سے عرض تو کر دی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔

فرمایا:

اِنَّمَا عَلَیْكَ الْجَهْدُ۔تمہارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔عرض کی یارسول! ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔

فرمایا:

قُوْلُوْا مَا بَدَالَكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْ حِلٍّ مِنْ ذٰلِكَ۔

جو تمہیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمہیں ایسی باتیں جائز ہیں۔

غرض اس کے قتل کے لئے محمد بن مسلمۃ اور سلکان بن سلامۃ بن وقش جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے اوران کی کنیت ابونائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبدالاشہل ہی میں سے ایک فرد اور الحارث بن اوس بن معاذ بنی اشہل ہی کے' اور بنی حارثہ میں سے ابوعبس بن جبر (پانچوں) نے اتفاق کیا اور ابونائلہ سلکان بن سلامۃ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔وہ اس کے پاس پہنچے اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتے رہے۔ایک دوسرے کو اشعار سناتے رہے۔ابونائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔پھر انہوں نے کہا افسوس اے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔اس نے کہا کہو تو انہوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں)۔اور ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں یہاں تک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آبنی ہے۔اور ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

کعب نے کہا میں الاشرف کا بیٹا ہوں۔ اے ابن سلامۃ! بخدا اس میں (اس سے پہلے بھی) یہ بات تجھ کو جتا تا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا ہے' اس کے بعد سلکان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلہ تو ہمارے ہاتھ فروخت کر' اور ہم تیرے پاس (کچھ نہ کچھ) رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل کام کریں گے۔ (لیکن) اس میں تو کچھ احسان بھی کرنا۔ اس نے کہا کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔ کہا تو تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور میرے دوست بھی ہیں جن کی رائیں میری رائے کے موافق ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں تیرے پاس لاؤں ان کے ہاتھ بھی تو (غلہ) فروخت کر اور اس میں کچھ مہربانی بھی ہو۔ ہم تیرے پاس (اتنے) ہتھیار رہن رکھیں گے جن سے اس کی قیمت پوری ہو سکے۔ (اس طرح) سلکان نے یہ چاہا کہ جب وہ ہتھیار (لگائے) آئیں تو یہ چونک نہ پڑے۔ پھر سلکان نے انہیں یہ پوری خبر سنائی اور ان سے کہا کہ ہتھیار لے لیں اور چلیں۔ غرض وہ (ہتھیار لے کر) اس کے پاس جمع ہوئے اور پھر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس نے کہا کیا تم لوگ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھو گے تو انہیں نے (یعنی سلکان نے) کہا کہ ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے زیادہ جوانی (کی قوت) رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس نے کہا کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ پھر انہیں بھیج دیا اور فرمایا:

اِنْطَلِقُوْا عَلٰی اسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنْھُمْ.

''اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور وہ چاندنی رات تھی وہ سب چلے اور اس کی گڑھی تک پہنچ گئے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی اور اس کی شادی ہو کر تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا (آواز سن کر) اپنے لحاف میں سے نکل پڑا تو اس کی عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے۔ اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے۔ اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔ اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لئے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتے

رہے۔ پھر انہوں نے کہا اے ابن اشر فشعب العجوز تک چلنے کے لئے کیا تمہارے پاس (اتنا وقت) ہے کہ آج رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابو نائلہ نے اس کے پٹھوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی۔ پھر کچھ دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لئے اور کہا دشمن خدا کو مار و ان سبھوں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھری یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی) باقی نہیں رہی جس پر آگ نہ روشن ہوگئی ہو۔ انہوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور الحارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بعاث (کے مقامات) پر سے ہوتے ہوئے حرۃ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا ساتھی الحارث بن اوس پیچھے رہ گیا اور خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا آخر ہم اس کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرے۔ اس کے وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ کہا پھر تو ہم نے اس کو اٹھا لیا اور رات کے آخری حصے میں اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں۔ وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَغُوْدِرَ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيْعًا　　فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيْرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ　　بِأَيْدِيْنَا مُشَهَّرَةٌ ذُكُوْرُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی

ہوئی تھیں۔

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَسَّ لَيْلًا إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبٍ يَسِيْرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ ﷺ) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَا كَرَهُ فَأَنْزَلَهُ بِمَكْرٍ وَ مَحْمُوْدٌ أَخُوْ ثِقَةٍ جَسُوْرُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی اور چالبازی سے اس کو اتارا اور (اپنی ذات پر) بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَا قَيْتَهُمْ يَا ابْنَ الْحَقِيْقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے مقابلہ کیا اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

يَسْرُوْن بِالْبِيْضِ الْخِفَافِ إِلَيْكُمْ مَرَحًا كَأُسْدٍ فِيْ عَرِيْنٍ مُغْرَفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لئے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جا رہے تھے۔

حَتّٰى أَتَوْكُمْ فِيْ مَحَلِّ بِلَادِ كُمْ فَسَقَوْكُمْ حَتْفًا بِبِيْضٍ ذُوَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس تمہاری بستیوں کے مکانوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوئی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمہیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِيْنَ لِنَصْرِ دِيْنِ نَبِيِّهِمْ مُسْتَصْغِرِيْنَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

(جو) اپنے نبی کے دین کی مدد کے لئے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر ایک خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر بیان کروں گا۔ اور ان کے قول (شعر) ''ذفف'' کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے۔

محیصہ اور حویصہ کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهٖ مِنْ رِجَالِ يَهُوْدَ فَاقْتُلُوْهُ.

''یہودیوں میں سے جس پر تم فتح پاؤ اس کو قتل کردو''۔

اسی لئے محیصة ابن مسعود ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ محیصة بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعة بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں۔

ابن سنینة پر حملہ کردیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن سبینة کہتے ہیں۔

جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کردیا۔ اور حویصہ نے اس وقت تک اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے عمر میں بڑا تھا۔ جب انہوں نے اس کو قتل کردیا تو حویصہ ان کو مارنے لگے اور کہنے لگے۔ ارے دشمن خدا کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا۔ سن، اللہ کی قسم اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی (پیدا ہوئی) ہوگی۔ محیصہ نے کہا میں نے کہا واللہ اس کے قتل کا مجھے ایسی ذات نے حکم فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں۔ کہا کہ واللہ حویصہ کے اسلام اختیار کرنے کے لئے یہ پہلی بات تھی۔ اس نے کہا کیا بخدا اگر محمد (ﷺ) تیرے قتل کا تجھے حکم دے تو تو مجھے بھی ضرور مار ڈالے گا۔ کہا ہاں واللہ اگر وہ مجھے تیری بھی گردن مارنے کا حکم دیں (تو) ضرور (تیری گردن) مار دوں گا۔ اس نے کہا واللہ جس دین نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے وہ ضرور ایک عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کرلیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام نے سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے، اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔ محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

يَلُوْمُ ابْنُ اُمِّيْ لَوْ اُمِرْتُ بِقَتْلِهٖ　　لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِاَبْيَضَ قَاضِبِ

میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے (اس لئے کہ میں نے ابن سنیہ کو قتل کردیا حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید

(چمکتی ہوئی) کاٹنے والی (تلوار) سے ضرور کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ   مَتٰى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صیقل خالص ہو۔ جب میں اس سے وار کروں تو غلط (پڑنے والی) نہ ہو۔

وَمَا سَرَّنِىْ أَنِّىْ قَتَلْتُكَ طَائِعًا   وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرٰى وَمَأْرِبِ

اور مجھے کیا خوشی ہوگی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور (میرے اور تیرے) ہم دونوں کے درمیان بصری اور مارب کی درمیانی مسافت ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے ابوعمر والدانی کی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو آپ نے ان میں سے چار سو کے قریب یہودی مردوں کو گرفتار فرمایا ور یہ لوگ بنی الخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی گردنیں مار دینے کا کم فرمایا تو بنی الخزرج ان کی گردنیں مارنے لگے اور اس سے انہیں مسرت ہو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ نہیں ہے تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیمان کے سبب سے ہے جو اوس میں اور بنی قریظہ میں تھا ر بنی قریظہ میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو انہیں اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا ہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا۔

لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ.

''کہ فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں خاتمہ کر دے''۔

انہیں عطا فرمائے ہوئے یہود میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا۔ اس کو ہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیاز کے حوالے فرمایا۔ اور یہ ابو بردہ وہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اجازت تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں۔ اور فرمایا:

لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُوْبُرْدَةَ.

''کہ محیصہ اس کو بسمل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کر دیں''۔

تو محیصہ نے اس پر ایسا (اوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکا اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ تو مہ نے جو اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا۔ کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر ڈالا۔ اس نے ان۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی۔ اے

محیصہ تو بڑا سفلہ ہے۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کر دوں اس کو اس کی بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ واللہ بے شبہہ (حقیقی) دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسلام اختیار کر لیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہی ہیں جنہیں ہم نے لکھی دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قیام بحرین سے تشریف آوری کے بعد (ماہ) جمادی آلاخریٰ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔ اور قریش نے ماہ شوال ۳ھ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔

تمت

سیرتِ نبی رحمتِ دو عالم ﷺ پر
معروف ترین وقدیم ترین مُستند کتاب کا اُردو ترجمہ

سیرت النبی ﷺ

ابنِ ہشام



تالیف

محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی

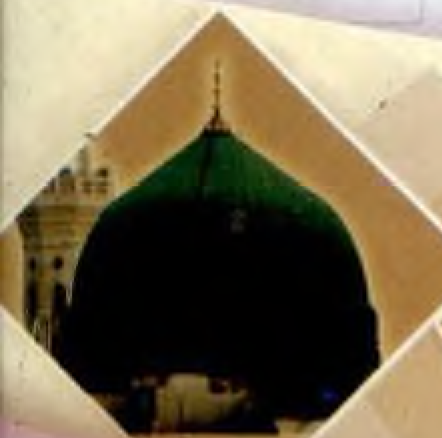
المتوفی ۱۵۱ھ

ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافیری

المتوفی ۲۱۸ھ

مترجم

مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی









اسلامی کُتب خانہ

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ

چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

نام کتاب	....	سیرت ابن ہشام ﴿حصہ سوم﴾
مصنف	....	محمد عبدالملک ابن ہشام
مترجم	....	مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)
		سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ
ناشر	....	حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)
مطبوعہ	....	لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ سوم

مضمون	صفحہ

مضمون | صفحہ

مضمون | صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غزوۂ اُحد کے واقعات اور نبی کریم ﷺ کے معجزات

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی۔ اور سرداران قریش مقتول ہوئے بقیہ مغرورین مثل عکرمہ بن ابی جہل وابوسفیان بن حرب وصفوان بن امیہ وغیرہم نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمد ﷺ کی جنگ میں صرف کرو تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمد ﷺ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور کل سوداگران نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَسَیُنۡفِقُوۡنَهَا ثُمَّ تَکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ حَسۡرَةً ثُمَّ یُغۡلَبُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی جَهَنَّمَ یُحۡشَرُوۡنَ ﴾

''بیشک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پچھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا۔ پھر عاجز اور مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے''۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تہامہ اور بنی کنانہ وغیرہم حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی وہ شخص جس پر حضور ﷺ نے احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر فدیہ کے رہا فرمائیے تو حضور ﷺ نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دے جواب اس وقت مکہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اے ابوعزہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمد ﷺ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنی نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ کرو تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔

اگر وہاں سے تم صحیح وسلامت واپس آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں ابوعزہ صفوان کے ساتھ ہولیا اور تھامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب ابھارا اور جوشیلے اشعار سنا سنا کر حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور ان کو قریش کی امداد اور حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی ابن لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی نے کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا۔ ملک الموت کا حکم رکھتا تھا۔

راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیان نے اپنی جورو ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ولید بن مغیرہ اپنی جورو کو ساتھ لیا۔ اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی جورو سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خناسہ بنت مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہولی یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہولی۔ اور ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اس کے پاس آتا۔ یہ اس سے کہتی کہ اے ابودسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کی جیو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کر وفر سے مدینہ کے مقابل بطن سنجہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فرد کش ہوا۔ اور حضور اور مسلمانوں کو اس لشکر کے درود کی خبر پہنچی۔ حضور نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اس کی تعبیر بہتر کرے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی۔ اور میں نے یہ دیکھا۔ کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زرہ کے اندر داخل کیا ہے۔ پس اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے۔ اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی۔ وہ ایک شخص ہے جو میری اہل بیت سے شہید ہوگا۔

ابن اسحق کہتے ہیں حضور نے فرمایا اے مسلمانو! اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں

پڑے رہے تو بری جگہ میں پڑے رہیں گے۔ اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی حضور کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ عرض کرنے لگے۔ کہ یارسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر حضور دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم ان کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے۔ کہ ہم ان سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یارسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ حضور مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے پس یارسول اللہ باہر تشریف نہ لے جایئے اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بری حالت میں پڑا رہے گا۔ اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ بر ردہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی پھر ان کو سوا اس کے ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر حضور سے مُصِر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک کہ حضور نے علاج جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا حضور نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے حضور کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہئے تھا۔ کہ اتنے میں حضور تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم ناحق حضور سے بجد ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہئے تھا پس حضور شہر ہی میں تشریف رکھیں حضور نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے اتار دے پھر حضور ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے۔ عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے تئیں قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اس کے نبی اور اپنی قوم کی ترک یاری کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جاتے ہیں۔ کہا اے دشمنان خدا۔ خدا تم کو

دور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں حضور نے فرمایا مجھ کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مع لشکر کے مقام حرہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھوڑے نے اپنی دم جو ہلائی اس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا۔ اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور فال لینے کو پسند کرتے تھے اس شخص سے آپ نے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو سونگھ لے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلواریں کھچیں گی۔ پھر حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستہ سے ہم کو لے چلے۔ ابوخثیمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں اور ابوخثیمہ حضور کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں ایک شخص مربع بن قیظی نام کا باغ تھا یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا۔ جب اس کو حضور کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ میں سے گذرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانوں کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں مسلمان اس کے قتل کرنے کو دوڑے حضور کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا اور حضور یہاں سے گذر کر احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم لوگ جنگ نہ کرنا اور قریش نے انصار کی کھیتیوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چر رہے ہیں۔ پھر حضور نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سفید تھے اور یہ تیر انداز کل پچاس افراد تھے ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا اور تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور تیر مارے جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے نہ آ جائیں اور خود حضور نے اس روز دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو حضور نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا جب عرض کیا گیا کہ حضور تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر اٹھا اٹھا کر دیا کرے گا۔ تب آپ نے اس کو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اور اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب حارثی اور عمرو

بن حزم بخاری اور اسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغر سنی کے واپس کر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی۔ جس میں دوسو سوار تھے لشکر کے میمنہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضور نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر حضور نے ان کو نہ دی پھر ایک شخص ابودجانہ نام کھڑے ہوئے یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے ابودجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ اور ابودجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے خوب واقف تھے ان کا قاعدہ تھا۔ کہ جب یہ جنگ کے واسطے نکلتے۔ تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے۔ جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانہ جنگ کو جاتے ہیں وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے سر پر باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ پھرنے لگے حضور نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سوائے ایسے موقع کے یعنی جنگ میں کفاروں کے سامنے اس طرح چلنا جائز ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مدینہ کا ایک شخص ابو عامر بن صیفی بن مالک بن نعمان بنی ضبیعہ میں سے مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے پچاس غلام اور پندرہ آدمی اس کے قبیلہ کے اس کے ساتھ تھے اور یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقعہ ہوا۔ اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اس ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔ راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اس ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور حضور نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ پس جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر شر نازل ہوا۔ کہ یہ سب میرے کہنے سے۔ باہر ہو گئے پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور پھر ان پر پتھر برسانے لگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی۔ کہ اے بنی عبدالدار بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا۔ جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی یہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گرتا

ہے لشکر کے بھی پیر اُکھڑ جاتے ہیں۔ پس یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا تمہارا جھنڈا ہمارے سپرد کر دو مطلب تھا۔ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی جورو اور سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دف بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی۔

وَيْهًا بَنِىْ عَبْدِالدَّارِ ضَرْبًا بِكُلِّ بَتَّار

(ترجمہ): ہاں اے بنی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کرو۔

اور حضور ﷺ کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے اَمِتْ اَمِتْ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پس ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی۔ کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی ہر شخص اپنے جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشق الٰہی میں جام شہادت کا طالب تھا اور اپنی اس زندگانی فانی سے قرب یزدانی اور رضاء رحمانی میں حیات جاودانی کو بمراتب بہتر سمجھتا تھا۔ اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابودجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوان مردی مظاہرہ فرمایا کہ کفاروں کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے جدھر رخ کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے حضور سے تلوار مانگی اور حضور نے مجھ کو نہ دی اور ابودجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں حضور کی پھوپھی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر حضور نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا۔ کہ ابودجانہ اس تلوار کا کیا حق ادا کرتا ہے پھر میں اٹھ کر ابودجانہ کے پیچھے ہو یا اور میں نے دیکھا کہ ابودجانہ نے اپنا سرخ عمامہ نکال کر باندھ دیا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے۔ کہ اب ابودجانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے نکال لیا۔ اور ان کی جنگ کی یہ علامت تھی اور یہ شعر اس وقت کہہ رہے تھے۔

اَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَعَنْ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

(ترجمہ) میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری فہرست میں پڑا ہوا ہے۔

اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّهْرَ فِی الْكَبُوْلِ اَضْرِبْ بِسَيْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

یہ کہ میں کبھی پچھلی صفوں میں لشکر کی نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا اور رسول کی تلوار کے ساتھ کفاروں کو قتل کروں۔

ابن اسحق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو دجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا۔ کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اس کو شہید کر دیتا اتفاق سے ابو دجانہ کا اور اس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں۔ میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ابو دجانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو دجانہ نے اسکی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا پھر ابو دجانہ نے اپنی شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا۔ کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ زبیر کہتے ہیں۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں واقعی ابو دجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دجانہ کہتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے پس میں نے حضور کی تلوار بزرگی کی اور خیال کیا۔ کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسر شان ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے چنانچہ ارطاۃ بن عبد شرجیل بن عبد مناف بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباح بن عبد العزیٰ غبشانی جس کی کنیت ابو نیار تھی حضرت حمزہ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے ابن مقطعہ میرے سامنے اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد لونڈی تھی۔ اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابو نیار حضرت حمزہ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ وحشی بن جبیر مطعم کا غلام کہتا ہے۔ حضرت حمزہ نے میرے سامنے ابو نیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اس پر پورا اطمینان ہو گیا۔ حضرت حمزہ کی طرف میں نے اس کو رہا کیا اور وہ سیدھا جا کر ان کے زیر ناف لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوراً گر پڑے میں ٹھہرا رہا۔ آخر جب وہ ٹھنڈے ہو گئے میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھا لیا۔ اور خیمہ میں آ کر بیٹھ گیا کیونکہ اور کچھ میری ضرورت نہ تھی۔

ابن اسحق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیار معاویہ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کا آزاد غلام بھی یہیں رہتا تھا جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو پس ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے ضمن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے تو الٹے چلے

آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے۔ اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڈھا بعاث کی طرح سے غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے نشہ میں نہیں ہے ہم نے جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور عبیداللہ بن عدی سے کہا کہ تو عدی بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبیداللہ نے کہا ہاں وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا۔ اور تیرے چیر اس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ پس انہیں کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبیداللہ کہتے ہیں۔ پس ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا۔ ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے ان کو کیوں کر شہید کیا۔

وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا ہے اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا۔ ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہ شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبیر بن مطعم نے موافق شرط کے مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور نے مکہ بھی فتح کر لیا۔ میں طائف میں بھاگ گیا۔ پھر جب حضور نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ حضور کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہوسکتا ہے۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے حضور اس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں میں اس شخص سے یہ سن کر حضور کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا حضور نے جب مجھ کو دیکھا فرمایا کیا وحشی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بیٹھ جا۔ اور بیان کر کہ تو نے حمزہ کو کیوں کر قتل کیا۔ میں نے اسی طرح حضور کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے پھر جب میں بیان کر چکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو خبردار اب مجھ کو اپنا منہ نہ دکھلائیو۔ پس جب میں حضور کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو حضور کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ حضور کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا۔ مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا۔ اور جب وہ پوری گردش کھا چکا اس وقت اس کو میں نے مسیلمہ کے تلوار ماری اب خدا کو علم ہے۔ کہ ہم دونوں کے حربوں میں سے کس کے حربہ نے اس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہ کا قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں

نے رسول خدا کے بعد خیر الناس حضرت حمزہ کو قتل کیا۔ ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قاتل حمزہ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور احد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے حضور کے ساتھ اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے اور ابن قمہ لیثی نے ان کو قتل کیا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے حضور کو شہید کر دیا ہے اور اسی خیال میں اس نے قریش سے آ کر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ اور مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد حضور نے اپنا نشان حضرت علی کو عنایت کیا اور حضرت علی نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا اور بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتال گرم ہوا حضور انصار کے نشان کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علی فوراً حسب الارشاد نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالقصیم ہوں ابوسعد بن ابی طلحہ مشرکوں کے علم بردار نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقصیم میدان میں آتے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آ کر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے یہ بات سن کر حضرت علی اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں اس کا کام تمام کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں ابوسعد کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ اس کی ماں سلافہ نے آ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اے لخت جگر تجھے کس شخص نے تیر مارا۔ اس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر مجھے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا

کہ اس تیر کو لے۔ اور میں ابن ابی افلح ہوں۔ سلافہ اس کی ماں نے یہ سن کر قسم کھائی۔ کہ اگر عاصم کی کھوپڑی اس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں شراب پیئے گی۔ اور عاصم نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا۔ اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے اس وقت مشرکوں کا علم بردار عثمان بن ابی طلحہ تھا اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اسی کی طرف حملہ کیا۔ مگر ہنوز حربہ نہ کیا تھا جو پیچھے سے غفلت میں شداد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ حضور نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہیں فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام ہے جس وقت اس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اڑ جاتا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت حضور کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی فرمایا اسی سبب سے فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح وظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفاروں اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا۔ اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور ایسی ہنوبمت حاصل ہوئی جس میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی چلی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیرانداز جن کو حضور نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کے لالچ سے چلے آئے۔ اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ پس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی درہ میں سے جو اب خالی ہو گیا تھا۔ مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں عورت عمرہ بنت علقمہ کارثیہ نامی نے آ کر اس جھنڈے کو اٹھایا پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اس کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا۔ اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علم بردار تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں ایک طرح کی درہمی و برہمی

پیدا ہوئی۔ اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے واسطے پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے فائز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا حضور تک گذر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور کے چہرۂ مبارک پر مارا۔ جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔ اور اس وقت حضور نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاحیت پا سکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کریں حالانکہ ان کا نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ ﴾

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے حضور کو پتھر مارا تھا۔ جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی۔ اور پیشانی بھی آپ کی زخمی ہوئی۔ اور ابن قمۂ ملعون نے حضور کے رخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر داخل ہوئے۔ اور مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ چنانچہ حضور انہیں گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں واقع ہوئے۔ اور یہ کاروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی نے حضور کا ہاتھ پکڑا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے اور مالک بن سنان ابوسعید خدری کے والد نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کلیاں کیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

حضرت عائشہ حضرت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آپ کے رخسار میں چبھ گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دو دانت نکل پڑے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ حضور کے چاروں دانت شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے حضور کی جانب ہجوم کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے واسطے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے یہ سن کر زیاد بن سکن پانچ انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ حضور کے پاس آ گیا اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ حضور نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے اُن کو حضور کے قریب کر دیا۔ حضور نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور حضور کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے ان کی روح پرواز ہوئی۔

ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازینہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتایئے کہ احد میں آپ نے کیونکہ جنگ کی تھی اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی۔ کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور کے پاس پہنچی۔ اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں حضور کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ پھر میں حضور کے پاس آئی اور آپ کے شانہ پر میں نے ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور یہ زخم آپ کو کس نے پہنچایا۔ حضور نے فرمایا ابن قمئہ نے خدا اس کو خراب کرے۔ پھر جب لوگ حضور کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمئہ یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ مجھ کو بتلاؤ محمد ﷺ کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو حضور کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھے۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابو دجانہ نے اپنے جسم کو حضور پر ڈھال بنا دیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ حضور پر جھکے ہوئے تھے۔ اور سعد بن ابی وقاص حضور کے پاس کفاروں کو تیر مار رہے تھے سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھلا بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس روز خود حضور نے بھی تیراندازی کی اور پھر حضور ﷺ کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی۔ چنانچہ انہیں کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی۔ جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ پڑی حضور ﷺ نے پھر اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم اور تیز نظر ہو گئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ انس بن نضر انس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبیداللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا ﷺ تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں۔ انس نے کہا پھر تم رسول خدا کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے جس طرح ان کا انتقال ہوا۔ تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس روز جو دیکھا گیا۔ تو انس بن نضر میرے چچا کے جسم میں ستر زخم کے نشان تھے اور مقتولوں میں ان کی لاش کوئی پہچان نہ سکا فقط ان کی بہن نے ان کی انگلیوں سے ان کو پہچانا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف کے چہرہ میں سخت زخم آیا۔ اور بیس سے زائد زخم ان کے اور بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے۔ اور ان کے سبب سے ان کی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں حضور کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے اول آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے یہ کہتے ہیں۔ میں نے خود میں سے حضور کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اور پکار کر آواز دی کہ اے معشر مسلمین خوش ہو جاؤ یہ رسول خدا صحیح وسلامت موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے حضور کو پہچان لیا۔ سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ ان کو لے کر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی مرتضٰی اور طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے۔ اور جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اس کے مقابلے کو کافی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو چنانچہ جب وہ حضور کے قریب آیا حضور نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لے کر اس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اور ابی بن خلف کی گردن پر آپ نے اس کو مارا۔ اور ابی اس کے صدمہ سے لرز گیا۔ اور گھوڑے پر سے لڑکھنے لگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابی بن خالف جب مکہ میں حضور سے ملتا تو کہتا تھا۔ کہ اے محمد ﷺ میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ حضور نے فرمایا بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب جو یہ حسیث حضور کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگوا کر اسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ قسم ہے خدا کی محمد نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمد نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس قسم ہے خدا کی اگر محمد مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا۔ اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو اس دشمن خدا ابی بن خلف کی روح ناپاک مقام سرف میں جہنم کو اسی حضور ﷺ کے زخم کی معرفت روانہ ہوئی۔

پھر جب حضور پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے حضرت علی نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ حضور ﷺ پئیں مگر

بدبو کے سبب سے آپ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرہ اور سر سے خون کو دھویا۔ اور فرمایا اس شخص پر سخت غضب الٰہی نازل ہوگا۔ جس نے اپنے نبی ﷺ کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی۔ ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے حضور کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے حضور ﷺ سے یہ کلمہ سنا خدا کا سخت غضب اس پر نازل ہوگا۔ جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ بس میں نے اس غضب الٰہی ہی کو اس کے واسطے کافی سمجھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے جو کفاروں کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ اور ان کفاروں میں خالد بن ولید بھی تھا حضور ﷺ نے اس وقت دعا کی۔ کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اور عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دو زرہوں کے پہننے سے آپ کا بدن بھاری ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپ اس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور آپ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہوکر اس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرلی کہ رسول خدا کے ساتھ ایسا کام کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ احد کی جنگ کے روز حضور ﷺ نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت حضور ﷺ احد کی جنگ کے واسطے تشریف لے چلے ہیں۔ حسل بن جابر جن کا نام یمان تھا اور حذیفہ بن یمان کے یہ باپ تھے یہ اور ثابت بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں آدمی بوڑھے ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفاروں کو قتل کرتے ہوئے حضور سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید خدا ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔ پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفاروں پر جا پڑے۔ اور لوگوں میں رل مل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفاروں نے شہید کیا۔ اور حسل بن جابر ابو حذیفہ کے باپ کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا۔ اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے خدا تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر حضور نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا۔ اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن امیہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا۔ نام اس کا یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہونچا دیا گیا۔ اور سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو۔ اور حاطب اس لڑکے کا باپ ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا۔ کہ اس کو کس چیز کی تم خوش خبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کے ساتھ اس کو فریب دے رہے ہو۔ جس میں حرمل[1] کے درخت ہیں۔

ایک شخص کا بیان جس کا نام قزمان تھا

ابن اسحٰق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قزمان کہتے تھے۔ جب حضور کے سامنے اس کا ذکر ہوتا حضور فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب احد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا۔ اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے۔ کہ اے قزمان آج تیری خوب آزمائش ہوئی۔ پس اب تو جنت کی بشارت حاصل کر۔ اس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے واسطے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی۔ ترکش سے تیر نکال کر اس نے خودکشی کر لی۔

مخیریق یہودی کی شہادت کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں احد کے مقتولوں میں سے ایک مخیریق ہے یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھا جب احد کی جنگ شروع ہوئی اس نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے مخیریق نے کہا ایسے وقت پر کچھ ہفتہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیریق نے تلوار لے کر کفاروں سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر میں قتل ہو گیا۔ تو میرا کل مال حضرت محمد ﷺ کا ہے ان کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ اور مخیریق نے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مخیریق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

---

[1] حرمل اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں۔ جو اکثر جنگلوں اور خرابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا۔ یہ یٰسین مترجم

حرث بن سوید بن صلت کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ احد کی جنگ میں شریک ہوا۔ اور موقعہ پا کر غفلت میں مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر کو حکم دیا۔ کہ اگر تم کو یہ حرث بن سوید ملعون مل جائے۔ تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمر کو یہ نہیں ملا۔ اور مکہ میں قریش سے جاملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی موید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور ﷺ کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے حق میں نازل فرمائی:

﴿ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''خدا ایسے نالائقوں کو کیونکر ہدایت کرے۔ اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول ﷺ کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بنیات کے ان کے پاس آ جانے کے بعد بھی کافر ہو گئے خدا ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا''۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذر بن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو احد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذر کو حرث نے اس عداوت سے قتل کیا کہ مجذر نے اس کے باپ سوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گذر چکا ہے پھر ایک روز حضور اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جو سوید بن حرث ایک چار دیواری سے باہر نکلا۔ اور دو کپڑوں میں اس نے اپنے تئیں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ حضور نے حضرت عثمان کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ ٥

ابن اسحٰق کہتے ہیں سوید بن صامت کو معاذ بن عفراء نے تیر کی ضرب سے بعاث کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے ایک روز لوگوں سے کہا۔ کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ۔ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور ان کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا۔ تو ابو ہریرہ سے انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ ہی بتلائے۔ وہ کون شخص ہے ابو ہریرہ نے کہا وہ اصیرم بنی عبد الاشہل عمرو

بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں۔ میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز حضور احد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصیرم کو اسلام کا خیال آیا۔ اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا۔ اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا۔ اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبدالاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جو ان کا گذر اصیرم کے پاس ہوا۔ اور انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ تم کیونکر آئے اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے واسطے اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں۔ اور میں خدا اور رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار مشرکین پر جا ملاا اور اس قدر ان کو قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی۔ جس میں تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ پھر اس وقت اصیرم کی روح خلد بریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اصیرم جنتی ہے۔

عمرو بن جموع کا مشرکین پر جہاد کرنا اور شہید ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور ان کے چار بیٹے تھے جو حضور کے ساتھ مثل شیروں کے جہاد کیا کرتے تھے جب احد کی جنگ کا موقعہ ہوا۔ تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے ہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں حضور نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی خوشی ہے۔ تب پھر تم ان کو کیوں روکتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا۔ اور شہید ہوئے۔

ہندہ بنت عتبہ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو مُثلہ کرنے کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی۔ اور ان کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے ان کانوں اور ناکوں کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے۔ اور اپنا سارا زیور اتار کر وحشی جبیر بن مطعم کے غلام کو حضرت حمزہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا۔ اور حضرت حمزہ کے جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اس کو نگل نہ سکی۔ تب اس کو اگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی۔ اور پکار کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے مسلمانوں میں سے

بھی ایک عورت ہندہ بنت آثاثہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا۔اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب نے اس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا۔ اے ابن فریعہ تم سن رہے ہو۔ کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے۔ اور حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اس نے کی ہیں۔ ان کے گیت بنا کر گا رہی ہے۔ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ حسان نے کہا ہاں میں اس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا ہے۔ اور میں کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو۔ کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے۔ جن میں اس کو نہایت ذلیل اور خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

حلیس بن زبان کنانی کا ابوسفیان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک[1] کے مثلہ کرنے پر ملامت کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حلیس بن زبان بنی حرث بن عبد مناۃ میں سے ایک شخص تھا۔ اور اس جنگ میں یہ ان مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہ کی لاش کے جبڑہ میں اپنا نیزہ مار رہا ہے۔ اور کہتا ہے تو نے مزہ چکھا۔ حلیس۔ پکار کر کہا اُے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا بیہودہ حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے حلیس سے کہا تجھ کو خرابی ہو میری بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے پھر جب ابوسفیان واپس ہوا۔ تو اس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر باآواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تمہارے درمیان میں مثل ڈول کے ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل[2] اپنے دین کو غالب کر۔ حضور نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر حضرت عمر سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو۔ اور کہو خدا عزوجل غالب اور اعلیٰ ہے ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں اور ہمارے جنتی ہیں۔ جب حضرت عمر نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے عمر ذرا میرے پاس آؤ۔ حضور نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمر اس کے

---

[1] ہاتھ۔ پیر۔ ناک۔ کان کاٹنے کو مُثلہ کرنا کہتے ہیں۔

[2] ہبل وہ بت جو کعبہ کے اندر رکھا رہتا تھا اور قریش اس کی پرستش کرتے تھے۔

پاس گئے۔اس نے کہا اے عمر میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ۔ کہ محمد اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں۔ حضرت عمر نے کہا نہیں وہ تو تشریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمر میں تمہاری بات کو ابن قمئہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا۔ پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لوگوں کے قتل ہونے نہ میں خوش ہوا نہ ناراض ہوا۔ اور نہ میں نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا نہ ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ حضور نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو بہت اچھا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں پختہ وعدہ ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو چلتا ہوں ان کو پورا مزہ چکھاؤں گا۔

حضرت علی فرماتے ہیں۔ میں مشرکین کو دیکھنے گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔ حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہے۔ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور ایک رمق جان باقی تھی۔ انصاری کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے سعد حضور نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ۔ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم حضور سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے۔ کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزا خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو۔ اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے۔ کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا۔ اور رسول خدا کو کوئی آسیب دشمن سے پہنچے گا۔ پس تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو پس اس کو حضور کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہئے۔ اور حضور کو آسیب نہ پہنچنے دینا چاہئے۔ انصاری کہتے ہیں پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا۔ اور میں نے حضور سے آ کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور دیکھا کہ ایک لڑکی کم سن حضرت ابوبکر کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکر اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے حضرت ابوبکر

نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے۔ جن کو عقبہ کے روز حضور نے نقیب بنایا تھا۔ اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ پھر احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پھر حضور حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھنے تشریف لائے۔ اور میدان کے بیچ میں دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا ہے۔ اور جگر باہر نکلا پڑا ہے۔ اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ حضور نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا۔ اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دستور نہ بنا لیتے۔ تو میں ان کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اور اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا۔ تو میں ضرور اس کے عوض میں ان میں تیس آدمیوں کو مُثلہ کروں گا۔ جب مسلمانوں نے حضور کا اس قدر رنج و ملال حضرت حمزہ کی حالت پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اس کو ایسا مُثلہ کریں گے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مُثلہ نہ کیا ہوگا۔ اور حضور نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب خدا اور رسول کے شیر ہیں۔

راوی کہتا ہے حضور ﷺ اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد آپس میں دودھ بھائی تھے۔ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضو کے اس غصہ اور کافروں سے انتقام لینے کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴾

''یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر کہ تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو۔ تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اے رسول تم صبر ہی اختیار کرو۔ اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر رنجیدہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو''۔

پس حضور نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مُثلہ کرنے سے منع کیا۔

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم کیا اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

ابن عباس کہتے ہیں حضور نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اڑھانے کا حکم کیا پھر ان پر نماز پڑھی اور سات

تکبیریں کہیں پھر اور مقتول لالا کر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے۔ان پر بھی حضور نے نماز پڑھی یہاں تک اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑہیں۔ پھر صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن آئیں تا کہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں حضور نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو الٹا پھیر دو تا کہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔ زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں تم الٹی چلی جاؤ۔صفیہ نے کہا کیوں۔ میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا ہے یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔زبیر نے آ کر حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔اور حمزہ کو دیکھ کر ان پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضور نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کا بھی مثلہ کیا تھا مگر پیٹ ان کا چاک نہیں کیا تھا حضور نے ان کو بھی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہیں لوگوں سے سنی ہے اور کسی سے نہیں سنی اور عبداللہ بن جحش امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے مقتولوں کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر حضور نے منع فرما دیا تھا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں۔

جب حضور ﷺ احد کے مقتولوں کے پاس تشریف لائے فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہوگا۔ قیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوا۔اور خوشبو مشک کی ہوگی دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوگا خدا قیامت کے روز اس کو اٹھائے گا اور اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

اور حضور ﷺ نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں دوست تھے۔

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے۔تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی حمنہ نے اناللہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تب بھی انہوں نے اناللہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں۔اور رونا شروع کیا حضور نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔

اور پھر حضور بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے جب گذرے اور نوحہ وگریہ کی آواز حضور کے کان میں آئی تو خود حضور بھی رونے لگے اور فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے یہ سن کر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہ پر رونے کے واسطے بھیجا۔

جب حضور نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی فرمایا انصار پر خدا رحم کرے یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہئے کہ واپس چلی جائیں۔

روایت ہے کہ مدینہ میں حضور ایک عورت کے پاس سے گذرے اور لوگوں نے اس عورت کو اس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔ عورت نے کہا اور حضور کہاں ہیں لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر وعافیت وہ جارہے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے حضور کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے یعنی سب سے زیادہ ہم کو حضور کی صحت وسلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر جب حضور اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھوڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو خوب اپنا جوہر دکھایا ہے۔ اور حضور کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علی نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھوڈالو۔ کہ اس نے آج خوب اپنا جوہر دکھایا ہے حضور نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں خوب جوہر دکھایا ہے۔ تو ابودجانہ اور سہل بن حنیف نے بھی تمہارے ساتھ خوب جوہر دکھادیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احد کی جنگ کے روز ایک غیبی آواز آئی۔

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ.

''یعنی نہیں ہے تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی''۔

اور پھر حضور نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں احد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا روز ہوا تو حضور نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور ان کا تعاقب کرنے کے واسطے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابر بن عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہئے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو حضور کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ ان کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔

اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ حضور نے ان کو اجازت دے دی اور یہ حضور کے ساتھ ہو گئے اور اس مرتبہ حضور اس واسطے نکلے تھے تا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں احد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے حضور کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے واسطے بلاتا ہے میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ جہاد حضور کے ساتھ کا ہم سے فوت ہوتا ہے۔ اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے۔ جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں پھر آخر ہم دونوں ہمت کر کے حضور کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اس سے چلا نہ جاتا۔ تو میں اس کو سہارا دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

حضور ﷺ نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے۔ اور پیر منگل بدھ تین روز یہاں مقام کیا پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت کہ آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی حضور کے پاس سے گذرا۔ اور یہ اس وقت مشرک ہی تھا کہنے لگا۔ اے محمد تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تم کو بعافیت ان میں قائم رکھے پھر یہ حضور سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اس وقت مقام روحاء میں اترا ہوا تھا اور حضور کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں۔ ان کو بھی مار اس جھگڑے ہی کو پاک کریں۔ کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا اے معبد کیا خبر لائے معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔ اور اس قدر لشکر جرار و خون خوار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو احد میں ساتھ نہ تھے اور وہ احد کی غیر حاضری پر پچتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے۔ تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ ان پر حملہ کر کے بالکل ان کا استیصال کر دیں گے معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبدالقیس کے چند سوار گذرے ابوسفیان نے ان سے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم مدینہ جاتے ہیں ابوسفیان نے کہا کس واسطے انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے۔ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمد ﷺ سے پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اس کے معاوضہ میں

سوق عکاظ کے اندر تم کو کئی اونٹ کشمش کے بھر دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمد کو یہ خبر دے دینا۔ کہ ہم بہت سا ساز وسامان مہیا کر کے ان کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ پس یہ عبدالقیس کا قافلہ حمراء الاسد میں حضور کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا حضور نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔ پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اپنے گمان باطل میں اصحاب رسول خدا کا استیصال کرے۔ صفوان بن امیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے اس واسطے واپس چلنا بہتر ہے پس یہ سب لوگ مکہ کو واپس چلے گئے۔ راوی کہتا ہے۔ جس وقت حمراء الاسد میں حضور کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی ہے حضور نے فرمایا تھا۔ میں نے ان کے واسطے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ ان کے پاس سے گذریں گے۔ مثل روز گذشتہ کے نیست ونابود ہو جائیں گے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں حضور نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس کو گرفتار کر رکھا تھا۔ اور یہ معاویہ عبدالملک بن مروان کا نانا یعنی مردان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ حضور نے اس کو بدر میں قید کیا تھا۔ اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے حضور سے چھوڑ دینے کے واسطے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد ﷺ کو دو مرتبہ فریب دیا اے زبیر اس کی گردن ماردو۔ زبیر نے فوراً اس کی گردن ماردی۔

پھر حضور نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکا کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا پھر عاصم سے فرمایا۔ کہ اس کی گردن ماردو چنانچہ عاصم نے اس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے۔ کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اور عثمان نے حضور سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ حضور نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود حضور نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے روز جب حضور خطبہ پڑھ چکتے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو یہ رسول خدا تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو ہر جمعہ کو یہ

اسی طرح کرتا تھا۔ اس جمعہ کو جو اس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمنِ خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پس عبداللہ بن ابی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہیں کے کام کی پختگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔ انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے۔ اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہیں کے کام کے پختہ ہونے کے واسطے تقریر بیان کرتا تھا۔ مگر انہیں کے چند صحابیوں نے میرے کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اس انصاری نے کہا میرے ساتھ چل۔ میں حضور سے تیرے واسطے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو ان کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں احد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے واسطے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز خداوند تعالیٰ نے شہادت اور کرامت وعنایت کے ساتھ معزز وممتاز وسرفراز فرمایا تھا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل ورسوا کر دیا۔

جنگ اُحد کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالیٰ نے احد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائی ہیں۔ جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے واسطے لڑائی کی جگہیں مستقر۔ اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے''۔

﴿ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

یعنی جب قصد کیا تم میں سے دو گرہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں (یہ دونوں گروہ بنوسلمہ بنجشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیت اوس میں سے تھے) اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا۔ کیونکہ ان کی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ پس خدا نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر کم زور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اس سے مدد کے خواستگار رہوں۔ تاکہ خدا ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنا دے۔

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

''اور بے شک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اس وقت تم تعداد اور قوت میں تھوڑے اور

ضعیف تھے۔ پس تم خدا سے تقویٰ کرو تا کہ تم شکر گذار بنو یعنی تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے''۔

﴿ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾

''اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے۔ کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے یہ بات کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں آسمان سے اترنے والوں کے ساتھ تمہاری امداد کرے''۔

ہاں اگر جنگ میں صبر و استقامت کرو گے اور پرہیز گاری کرو گے۔ اور دشمن تم پر فوری حملہ کرے تو تمہارا پروردگار تمہاری پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا۔ جن کے گھوڑے نشان دار ہوں گے۔ حسن بصری کہتے ہیں فرشتوں کے گھوڑوں کی دمیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحٰق کہتے ہیں ان فرشتوں کے عمامہ سفید تھے:

﴿ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴾

''اور اس امداد ملائکہ کو خدا نے تمہارے واسطے بشارت کیا اور تا کہ تمہارے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف جاتا رہے اور نہیں ہے مدد مگر خدا غالب اور حکمت والے کے نزدیک سے یعنی تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے''۔

﴿ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴾

''تا کہ کفاروں میں سے ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کرو۔ پس پھر جاویں وہ نا امید اور نا کامیاب ہو کر''۔

پھر ہمارے حضور سے خطاب کر کے فرماتا ہے:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾

''اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے پس بے شک وہ ظالم ہیں''۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

''اے ایمان والو۔ دگنے پر دگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ تا کہ تم فلاحیت پاؤ اور اس

آتش دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے''۔

﴿ وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴾

''اور اے مسلمانوں اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو۔ جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے واسطے جو تونگری اور مفلسی دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔اور غصہ کو نگلتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔اور وہ لوگ جو کوئی فحش فعل یا اپنے حق میں برائی کرتے ہیں (تو اس کے بعد پچھتا کر) خدا کو یاد کرتے ہیں۔اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔اور سوا خدا کے گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے واسطے ان کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا''۔

پھر مسلمانوں کی اس بلاؤ مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تعزیت اور تعریف کے طور سے ارشاد کرتا ہے:

﴿ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اے مسلمانو! تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو گذرے ہیں۔ پس زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ احکام الٰہی کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو۔اور غمگین نہ ہو۔تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو''۔

﴿ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

''اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے طرف ثانی کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان میں گردش دیتے ہیں کبھی فتح ہے کبھی شکست ہے۔ اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی تا کہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تا کہ پاک کرے خدا مومنوں کو اور کفاروں کو مٹا دے''۔

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں''۔

﴿ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾

''اور بیشک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ پس اب تم نے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا''۔

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾

''اور محمد فقط رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے۔ تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اور عنقریب خدا شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دے گا''۔

یعنی یہ بات ظاہر ہے۔ کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائیں گے۔ پس تم کو ان کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہئے۔ جیسے کہ ان کے سامنے ثابت ہو۔

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴾

''اور کسی نفس کو یہ لائق نہیں ہے کہ بغیر حکم الٰہی کے مر جائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے۔ ایسے ہی رسول کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکر گزاروں کو ہم اچھا بدلہ دیں گے''۔

﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''اور بہت سے پیغمبر ایسے گذرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ہے اور راہ خدا میں جو مصیبت ان کو پہنچی اس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور جہاد کے وقت وہ یہی دعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتیاں ہوگئی ہیں ان سے درگذر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ اور کفاروں پر ہماری مدد فرما۔ پس خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴾

''اے ایمان والو! اگر تم کفاروں کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم نقصان والے ہو جاؤ گے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے اسی کی طرف اطاعت کرو''۔

﴿ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ﴾

''یعنی عنقریب میں کفاروں کے دلوں میں رعب تمہارا ڈال دوں گا''۔

کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ پس تم یہ سمجھو کہ انجام ان کے واسطے ہوگا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہوگا اور تم ان پر غالب ہو گے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہنچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبی ﷺ کے خلاف کیا تھا۔

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور بے شک خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کر دیا۔ جبکہ تم کفاروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مال غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے۔ اور کام میں جھگڑا ڈال دیا۔ اور اپنے سردار عبداللہ بن جبیر کی تم نے مورچے پر جمے رہنے میں نافرمانی کی بعد

اس کے کہ دکھایا خدا نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے بعض تم میں سے دنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر خدا نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تا کہ تم کو آزما دے اور بیشک خدا نے تم سے معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے''۔

﴿ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''جب تم بھاگے چلے جار ہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے۔ پس تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تا کہ تم غمگین نہ ہو۔ اس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو''۔

﴿ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

''پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (اور مسلمان حضور کو زندہ اور سلامت دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج وغم بھول گئے) اور اونگ نے ایک گروہ کو تم میں سے ڈھک لیا۔ اور ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے۔ ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہہ دو سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو اے رسول تمہارے سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ تب بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا۔ وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور تا کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمالے۔ اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور خدا سینوں کی باتوں کا جاننے والا ہے''۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ کَانُوْا غُزًّی لَّوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾

''اے ایمان والو! تم ان کافروں کی مثل نہ بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ خدا نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تا کہ ان کے دلوں میں یہی حسرت رہے۔ اور خدا ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے''۔

﴿ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾

''اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جاؤ گے''۔

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴾

''پس رحمت الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو۔ اور اگر تم سخت گو غصہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ احد کی جنگ میں تمہارے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگذر کرو۔ اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اور امر جنگ میں ان سے مشورہ لو اور جب پورا قصد کرو پس خدا ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَالَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر خدا تمہاری ترک یاری کرے پس کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر خدا تمہاری ترک یاری کرے پس کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر مومن بھروسہ کریں''۔

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

''نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مال خیانت کو لے کر قیامت

کے روز حاضر ہوگا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا''۔

﴿ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَاللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''آیا جس نے خدا کی رضا مندی کی پیروی کی وہ اس شخص کی مثل ہے جو خدا کے غصہ میں آ گیا۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں کو دیکھتا ہے''۔

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ﴾

''مومنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا۔ کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حمت ان کو تعلیم کرتا ہے۔ تا کہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور برائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے''۔

﴿ اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''کیا جب تم پر احد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی۔ حالانکہ تم بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی کہہ دو۔ یہ تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

﴿ وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا مِنْكُمْ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنَا كُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴾

''اور جو مصیبت تم کو احد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی۔ پس خدا کے حکم سے تھی۔ تا کہ خدا تم میں سے مومنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ لوگ اس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور ان کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے''۔

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴾

''جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ سارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے نفسوں سے موت کو دفع کرو''۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے واسطے فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

''جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے ان کو تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے پیتے خوش ہیں اس نعمت کے ساتھ جو خدا نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ان لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں۔ جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی احد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں ان کی روحیں خداوند تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلیں سونے کی لٹک رہی ہیں ان میں آرام کرتے ہیں۔ اور پھر جب اپنی خوش عیشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد میں رغبت کرتے۔ خدا تعالیٰ نے ان سے فرمایا۔ کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ''۔

ابن عباس ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں۔ اور روزانہ صبح و شام جنت سے ان کو رزق ملتا ہے۔

ابن مسعود سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا'' **ولا تحسبن الدین قتلوا فی سبیل اللہ الخ** ''ابن مسعود نے کہا ہم نے بھی اس کی نسبت حضور سے دریافت کیا تھا۔ فرمایا تمہارے بھائی جو احد میں شہید ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔ جنت کے میوے کھاتے ہیں۔ اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں۔ پھل

اور میوے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اور عرض کیا کہ خداوند۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے۔ اور ہم دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوش خبری سناؤں میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے۔ فرمایا تیرا باپ جو اُحد میں شہید ہوا ہے خدا نے اس کو زندگانی مرحمت فرمائی ہے اور فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگر چہ تمام دنیا کی نعمتیں اس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ آ کر جہاد کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾

''جن لوگوں نے خدا اور رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ پہنچا ان کو زخم جہاد میں نیک لوگوں اور تقویٰ کرنے والوں کے واسطے ان میں سے اجر عظیم ہے جن لوگوں سے مکہ سے آ کر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس تم ان سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سن کر ایمان زیادہ ہوا۔ اور انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے''۔

﴿ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴾

''پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی برائی ان کو نہ پہنچی اور خدا کی رضا مندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''بیشک یہ خبر شیطانی تھی اپنے دوستوں کو وہ ڈراتا ہے پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسول تم ان لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر میں دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے۔ کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور ان کے واسطے بڑا بھاری عذاب ہے''۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾

''بیشک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

﴿ اِثْمًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴾

''اور تم یہ نہ خیال کرو۔ کہ کفاروں کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ ان کے نفل کے واسطے بہتر ہے۔ ہم ان کو اس واسطے ڈھیل دیتے ہیں تا کہ یہ زیادہ گناہ کریں۔ اور ان کے واسطے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''۔

﴿ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾

''خدا مومنوں کو اس حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اے منافقو! تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ ولیکن خدا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ کرو گے۔ پس تمہارے واسطے اجر عظیم ہے''۔

ان مہاجرین کے نام جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے

قبیلۂ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم شہید ہوئے وحشی جبیر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

اور بنی امیہ بن عبدشمس سے عبداللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کو ابن قمئہ لیثی نے قتل کیا تھا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے یہ سب چار شخص مہاجرین میں سے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے

بنی عبدالاشہل میں سے عمرو بن معاذ بن نعمان۔ اور حرث بن انس بن رافع اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔ اور سلمہ بن ثابت بن دقش اور عمرو بن ثابت بن دقش۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ ثابت سلمہ اور عمرو کے والد بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

اور رفاعہ بن وقش اور حسیل بن جابر ابوحذیفہ بن یمان کے باپ ان کو ایمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کو مسلمانوں نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور ابوحذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں کو معاف کر دیا تھا۔

اور صیفی بن قیظی اور حباب بن قیظی اور عباد بن سہل اور حرث بن اوس بن معاذ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہل راتج میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل۔ اور عبید بن تیہان اور حبیب بن یزید بن تیم یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امۃ ان کو شداد بن اسود بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا۔ اور یہی غسیل[1] ملائکہ ہیں۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبید بن زید میں سے انیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابوحتیہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابوحتیہ بن عمرو بن ثابت ہیں۔ اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن خثیمہ ابوسعد ایک شخص شہید ہوئے۔

اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک آدمی شہید ہوئے۔

اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سبیع بن حاطب بن حرث بن قیس بن مہشہ ایک شخص۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید اور عامر بن مخلد۔ چار شخص اور بنی مبذول میں سے ابوہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ اوس حسان بن ثابت

کے بھائی ہیں۔

اور بنی عدی بن نجار میں سے انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس انس بن مالک حضور کے خادم کے چچا تھے۔

اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس بن مخلد اور کیسان ان کا غلام یہ دو شخص۔

اور بنی دینار بن نجار میں سے سلیم بن حرث اور نعمان بن عبد عمرو یہ دو شخص۔

اور بنی حرث بن خزرج میں سے خارجہ بن زید بن ابی زبیر اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب کے تین شخص شہید ہوئے۔

بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر یہ ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الابحر اور عتبہ بن ربیع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور ابی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ اور ثقف بن فردہ بن بدی یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی طریف میں سے عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف اور ضمرہ ان کے حلیف بنی جہینہ میں سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبداللہ۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔ اور مجذر بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے۔ اور عبادہ بن صحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذر اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔

اور بنی حبلیٰ میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ اور ابوایمن عمرو بن جموح کے آزاد غلام چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے سلیم بن عمرو بن جدیدہ اور ان کے آزاد غلام عنترہ۔ اور اہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی زریق بن عامر میں سے ذکوان بن عبدقیس۔ اور عبید بن معلٰی بن لوذان یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معلٰی بنی حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پس کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن تمیلہ ان کے حلیف مزینہ سے۔

اور بنی خطمہ میں سے حرث بن عدی بن خرث بن امیہ بن عامر بن خطمہ شہید ہوئے۔ اور حسمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔ اور بنی عمرو بن مال بن نجار سے ایاس بنی عدی شہید ہوئے۔ اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

ان مشرکین کے نام جو جنگ اُحد میں قتل ہوئے

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو علم بردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور سافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔ اور کلاب بن طلحہ اور حرث بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور ارطاۃ عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو اور صواب اس کے ایک حبشی غلام کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علی نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے قتل کیا ہے۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی کی شاخ میں سے تھے۔

اور بنی اسد بن عبدسعری بن قصیٰ میں سے عبداللہ بن حمید بن زبیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابوالحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی ان کے حلیف کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ اور سباع بن عبدالعزیٰ۔ عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نصلہ ہے اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن لقیظہ میں سے ہشام بن امیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام

بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص ان قبیلہ کے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابوعزہ کہتے تھے اس کو حضور نے بحالت گرفتاری قتل فرمایا۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو خاص حضور نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ یہ سب مشرکین میں سے بائیس آدمی قتل ہوئے۔

جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعرائے عرب نے کہے ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔

حسان بن ثابت نے مشرکین قریش کو مخاطب کر کے یہ اشعار کہے

سُقْتُمْ كَنَانَةَ جَهْلاً مِنْ سَفَاهَتِكُمْ　　اِلَى الرَّسُوْلِ فَجُنْدُ اللّٰهِ مُخْزِيْهَا

(ترجمہ) اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جہالت اور بیوقوفی سے رسول خدا کے مقابلہ پر لائے پس خدا کا لشکر ان کو ذلیل کرنے والا ہے۔

اَوْرَدْ تُّمُوْهَا حِيَاضَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً　　فَالنَّارُ مَوْعِدُهَا وَالْقَتْلُ لَاقِيْهَا

(ترجمہ) موت کے کھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے ان کو لا کر کھڑا کر دیا پس آگ وعدہ گاہ ان کی ہے اور قتل ان سے ملنے والا ہے۔

جَمَعْتُمُوْا هُمْ اَحَابِيْشَ بِلَاحَسَبٍ　　اَئِمَّةَ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيْهَا

(ترجمہ) کیا تم نے ان کو مختلف قبائل غیر حسب والوں سے اے پیشواؤ کفر کے تم کو ان کے سرکشوں نے فریب اور دھوکا دیا ہے۔

اَلَا اعْتَبَرْتُمْ بِخَيْلِ اللّٰهِ اِذْ قَتَلَتْ　　اَهْلَ الْقَلِيْبِ وَمَنْ اَلْقَيْتَهٗ فِيْهَا

(ترجمہ) کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے اہل قلیب کو قتل کیا اور جس کو اس کے اندر ڈالا۔

كَمْ مِنْ اَسِيْرٍ فَغَلَمْنَاهُ بِلَا ثَمَنٍ　　وَجَزِّ نَاصِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيْهَا

(ترجمہ) بہت سے قیدی تمہارے ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے۔

جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے

اَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلٰى نَائِهَا اَتَفْخَرُ مِنَّا بِسَالَمْ تَلى
فَخَرْتُمْ بِقَتْلٰى اَصَابَتْهُمْ

(ترجمہ) قریش کو ان کی دوری پر یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تم کو میسر نہیں ہوئی۔ تم ان مقتولوں کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کو۔

فَوَاضِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفْضِلِ فَحَلُّوْا جِنَانًا وَّ اَبْقَوْالَكُمْ
اُسُوْدًا تُحَامِىْ عَنِ الْاَمْثَلِ

بڑی بڑی نعمتیں فضل پروردگار سے پہنچیں۔ پس وہ تو جنت میں جا داخل ہوئے۔ اور تمہاری سر کوبی کے واسطے بڑے بڑے بہادر چھوڑ گئے ہیں۔

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا وَسْطَهَا نَبِىٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلْ

جو اپنے دین کی طرف سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے درمیان میں نبی ہیں جو حق سے پیچھے نہیں رہتے نہ اس کے اعلان کرنے میں کسی کا خوف کرتے ہیں۔

یوم الرجیع کا بیان جس کا واقعہ ۳ھ ہجری میں ہوا

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ھون بن خزیمہ بن مدکہ کی شاخ ہیں۔

اور اس گروہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ حضور ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ حضور نے چھ اصحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہ کے حلیف اور خالد بن بکیر لیثی بنی عدی بن کعب کے حلیف اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح قبیلۂ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے۔ اور حبیب بن عدی قبیلۂ بنی جحی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وشنہ بن معاویہ۔ اور عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔ اور ان سب میں حضور نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔ جب قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ

ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارہ پر واقع ہے۔ ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ غدر کیا۔ اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہ اس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں۔ اور ان سے تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا۔ قسم ہے خدا کی ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے اور عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اسقدر لڑے کہ شہید ہوئے اور عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ جب عاصم نے اس کے دونوں بیٹوں کو احد میں قتل کیا تھا۔ تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھ کو موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اور عاصم نے مشرکین کو ناپاک سمجھ کر خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا۔ اب جو ہذیل نے یہ ارادہ کیا خداوند تعالیٰ نے اس زور کی بارش برسائی۔ کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بارش کی رو میں ان کی لاش بہ گئی۔ اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا حضرت عمر نے جب یہ واقعہ عاصم کا سنا تو فرمایا کہ یہ اسی عہد کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں خدا سے کیا تھا کہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

اور زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور زندگانی کو عزیز سمجھ کر انہوں نے اپنے تئیں بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ اور خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ جو مکہ میں ان کے قیدی تھے فروخت کر دیا خبیب کو تو حجیر بن ابی اہاب تیمی بنی نوفل کے حلیف نے خریدا عقبہ بن حرث بن عامر بن نوفل کے واسطے کیونکہ ابواہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اس کے باپ کو خبیب نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔ ابوسفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمد ﷺ کی اس جگہ

گردن ماریں زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں۔ اور حضرت محمد کو ایک کانٹا بھی لگے ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو محمد کا دوست دیکھا ہے ایسی کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن دثنہ کو شہید کیا۔

ماویہ حجیر بن ابی اہاب کی لونڈی کہتی ہے کہ خبیب میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھ کر ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھاتے ہیں تعجب ہوا کیونکہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر یہ ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیب نے مجھ سے کہا کہ استرہ مجھ کو دے دو تاکہ میں قتل کے واسطے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو استرہ دیا اور کہا کہ یہ خبیب کو دے دے پھر مجھ کو خوف ہوا۔ کہ خبیب کہیں اس لڑکے کو استرہ سے قتل نہ کر دے۔ اور اپنے خون کا بدلہ لے لے اور میں نے اپنے تئیں بہت علامت کی۔ لڑکا خبیب کو استرہ دے آیا خبیب نے اس سے کہا تیری ماں کا خیال ہوا ہے۔ کہ کہیں میں تجھ کو قتل نہ کر دوں پھر خبیب نے اس کو جھنڈ دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیب کو لے کر مقام تنعیم میں آئے۔ تاکہ ان کو قتل کریں خبیب نے کہا اگر تم برا نہ مانو تو میں دو رکعتیں پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ اور خبیب نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیب ہی نے اہل اسلام کے واسطے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ نکالا ہے۔ راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیب کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیب نے اس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

معاویہ ابوسفیان کے بیٹے کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا۔ جب خبیب نے قریش کو یہ بددعا دی ہے اور میں اس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا۔ کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حارث سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابومیسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس حربہ کے ساتھ خبیب کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص سعید بن عامر بن خدیم جمحی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور اس شخص کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا گیا۔

حضرت عمر نے اس شخص سے سوال کیا کہ یہ تجھ کو کیا بیماری ہے اس نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اس وقت موجود تھا۔ جب خبیب کو قتل کیا گیا ہے۔ اور ان کی بد دعا میں نے سنی تھی۔ پس قسم ہے خدا کی جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ قریش نے حرام مہینہ میں خبیب کو قید رکھا اس کے گذرنے کے بعد ان کو شہید کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے بعض منافقوں نے کہا کہ یہ لوگ نہایت نالائق تھے۔ جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ خداوند تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ فَبِئْسَ الْمِهَادُ وَ مِنَ النَّاسُ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴾

"اور ایک وہ شخص ہے اے رسول جس کا قول تم کو زندگانی دنیا میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے زمین میں فساد کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے۔ اور خدا فساد کو درست نہیں جانتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو اس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے جتنے گناہ زیادہ باز رہنے کو وہ اپنی بےعزتی سمجھتا ہے۔ پس کافی ہے اس کو جہنم اور برا ٹھکانا ہے۔ اور وہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضامندی میں فروخت کرتے ہیں۔ اور خدا بندوں کے ساتھ مہربان ہے"۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ خبیب نے اپنی شہادت کے یہ اشعار پڑھے۔ اشعار

اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْ غُرْبَتِيْ كُرْبَتِيْ وَمَا اَرْصَدَ الْاَحْزَابُ لِيْ عِنْدَ مَصْرَعِيْ

(ترجمہ) میں خدا کی حضور میں اپنی غربت اور کربت کی شکایت کرتا ہوں۔ اور اس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے واسطے کیا۔

فَذَالْعَرْشِ صَبَّرَنِيْ عَلٰى مَا يُرَادُبِيْ فَقَدْ بَضَعُوا لَحْمِيْ وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِيْ

(ترجمہ) پس عرش والے ہی نے مجھ کو اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے۔ جس کا میرے ساتھ ارادہ

کیا جاتا ہے۔ پس بیشک میرے گوشت کے انہوں نے ٹکڑے کر دئے ہیں اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاءْ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شَلْوٍ مُّمَزَّعِ

(ترجمہ) اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان حصے کے جوڑوں پر برکت عنایت کرے۔

وَقَدْ خَيَّرُوْنِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتَ دُوْنَهٗ وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَالِيْ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

(ترجمہ) کفاروں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ اور میری آنکھیں بغیر بے صبری کے جاری ہوئیں۔

وَمَابِيْ حِذَارُ الْمَوْتِ اِنِّيْ مَيِّتٌ وَلٰكِنْ حِذَارِيْ حُجْمُ نَارٍ مُّفَلَّعِ

(ترجمہ) مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بیشک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی آتش شعلہ زن کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى اَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللّٰهِ مَصْرَعِيْ

(ترجمہ) پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے کہ کسی پہلو پر راہ خدا میں میرا گرنا ہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ قریش میں سے جن لوگوں نے خبیب بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں عکرمہ بن ابی جہل اور سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود اور اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف اور امیہ بن ابی عتبہ اور خضرمی کے بیٹے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا مرثیہ کہا ہے جو اس واقعہ میں شہید ہوئے۔

مرثیہ

صَلَّى الْاِلٰهُ عَلَى الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا يَوْمَ الرَّجِيْعِ فَاُكْرِمُوْا وَاُثِيْبُوْا
رَاْسُ السَّرِيَّةِ مَرْثَدٌ وَاَمِيْرُهُمْ

(ترجمہ) خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید ہو کر بزرگی اور ثواب کو پہنچے۔ مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے۔

وَابْنُ الْبُكَيْرِ اِمَامُهُمْ وَخُبَيْبُ وَابْنُ نِطَالِقِهٖ ابْنِ دُثْنَةَ مِنْهُمْ

وَاَفَاهُ ثُمَّ حِمَمُهُ الْمَكْتُوْبُ

(ترجمہ) اور ابن بکیر جو لشکر کے امام تھے اور خبیب ۔ اور شارق کے فرزند اور ابن دشنہ بھی انہیں میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی جو ان کے واسطے لکھی ہوئی تھی ۔

وَالْعَاصِمُ الْمَقْتُوْلُ عِنْدَ رَجِيْعِهِمْ كَسَبَ الْمَعَالِيْ اِنَّهٗ لَكَسُوْب

مَنَعَ الْمَقَادَةَ اَنْ يَنَالُوْا ظَهْرَهٗ

اور عاصم جو رجیع کے پاس شہید ہوئے ۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے حاصل کرنے والے تھے ۔ لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا۔

حَتّٰى يُجَالِدُ اِنَّهٗ لَنَجِيْبُ

یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار سے جنگ کی بیشک یہ بڑے جواں مرد تھے ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ﷺ شوال کے باقی مہینہ اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے ۔ اور مشرکوں ہی نے اس حج کی کارپردازی کی پھر حضور نے جنگ احد کے پورے چار مہینہ کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

بیر معُونہ کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اس کو اسلام کی دعوت کی اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ حضور اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں ۔ تو مجھ کو امید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی ۔ حضور نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ غدر نہ کریں ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں ۔ حضور نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا۔ جن میں یہ لوگ بھی تھے منذر بن عمرو اور حرث بن صمہ اور حرام بن ملحان بنی نجار میں سے اور عروہ بن اسماء بن صلت سلمی اور نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکر کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے ۔ مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر اور بنی سُلیم کے شہروں کے درمیان میں تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آ کر ٹھیرے ۔ حرام بن ملحان کو انہیں نے ایلچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اس نے خط کو بھی نہ دیکھا۔ فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ۔ ہم ابو براء کے عہد کو نہیں

توڑتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ سے ان کے واسطے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا۔ اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر ان پر جا پڑے۔ اور سب صحابہ شہید ہوئے سوا ایک کعب بن زید کے۔ کہ ان میں ایک رمق جان باقی تھی۔ مقتولوں میں سے کھسک کھسک کر یہ نکل آئے اور پھر بالکل تندرست ہو گئے۔ اور خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن امیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اصیحہ بن حلاج تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ان دونوں شخصوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی ایک پرندہ سے خبر معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے۔ کہ اس پرندہ کی ضرور کوئی خاص حالت معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا اصحاب کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں۔ اور گھوڑے ان کے خاموش کھڑے ہیں انصاری شخص نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم حضور کے پاس چلیں۔ اور اس واقعہ کی خبر کریں انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں اس سندر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر اور لوگ حضور کے گوش گذار کر دیں گے۔ پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا۔ کہ عمرو قبیلہ مضر سے ہیں۔ تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے ان کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ عمرو بن امیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے۔ وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آ کر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابوعمرو مدنی کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن امیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ کہ حضور کی ان سے صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر جب عمرو بن امیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی۔ ان کو

بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گذرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔ اور ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جن کی نسبت عامر بن طفیل کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ جب وہ قتل ہوا۔ تو آسمان وزمین کے درمیان میں معلق ہوگیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ اور پھر مسلمان ہوگیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اس کے سینہ سے پار ہوگیا۔ اور اس نے کہا قسم ہے خدا کی۔ میں اپنے مطلب کو پہنچا۔ جبار کہتا ہے۔ میں اس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا۔ کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے اس کا مطلب شہادت کے ساتھ فائز ہونا بتایا تھا جو اس کو نصیب ہوئی۔ پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا۔ اور ایک نیزہ اس کو مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا۔ اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کاروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے واسطے ہے۔ اس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی۔ اس کے موافق عمل کروں گا۔

بنی نضیر کے جلاوطن کرنے کا بیان جو ۴ھ ہجری میں واقع ہوا

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ انہیں دونوں مقتولوں کے خون بہا کہ متعلق گفتگو کرنے کے واسطے بنی نضیر ہی تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو حضور نے اطلاع دے دی تھی۔ اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے۔ اس سبب سے حضور نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا اے محمد بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے پوشیدہ یہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ فرصت کا ہاتھ نہ لگے گا۔ محمد کو زندہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا۔ کہ جس دیوار کے نیچے حضور تشریف رکھتے تھے۔ وہ دوسری طرف سے اس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر حضور کے اوپر گرا دے تاکہ حضور شہید ہوجائیں حضور کو جبرائیل نے اس واقعہ کی خبر کی۔ اور اسی وقت حضور بغیر کسی سے کہے سنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ حضور کی تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نے کہا کہ میں نے حضور کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سن کر مدینہ میں چلے آئے۔ پھر حضور نے ان سے بنی نضیر کے اس مکرو

فریب کا حال بیان کیا۔ اور بنی نضیر سے جنگ وحرب کی تیاری کا حکم دیا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے حضور روانہ ہوئے۔ اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا۔ اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور چھ شبانہ روز حضور کو ان کے محاصرہ میں گذر گئے تب حضور نے حکم دیا۔ کہ ان کے باغات کاٹ دیئے جائیں۔ اور کھیتوں میں آگ لگا دی جائے۔ اس وقت بنی نضیر نے غل مچایا کہ اے محمد ﷺ تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو۔ اور فسادی کو برا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو۔ اور جلواتے ہو۔

بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ددیعہ بن مالک بن ابی قوقل اور داعس اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرد گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اسی بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ اور وہ لاچار ہوئے۔ حضور سے انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں۔ اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اونٹوں پر لے جایا جا سکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ حضور نے ان کی اس بات کو منظور فرمایا۔ اور وہ اپنا کل مال واسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے۔ اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو ان میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے ان میں اشراف یہ لوگ تھے سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور ان کی عورتیں گیت گاتی۔ اور دف بجاتی جاتی تھیں۔ اور ایک عورت ان میں عروہ بن ورد عبسی کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی جو اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ اور بنی نظیر باقی کل مال اپنا حضور کے واسطے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص حضور کا تھا جہاں حضور چاہتے۔ اس کو خرچ کرتے تھے۔ اور ان مہاجرین پر حضور نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے حضور نے کچھ نہیں دیا سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب انہوں نے حضور سے اپنی تنگ دستی بیان کی۔ تو حضور نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش نے اور دوسرے ابوسعد بن وہب نے اور حضور نے ان کے مالوں پر ان کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضور نے یامین سے کہا۔ کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے

بھائی عمرو بن حجاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا۔ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن حجاش کو قتل کرا دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے سورۂ حشر نازل فرمائی ہے۔ اور اس میں حضور کو ان پر مسلط کرنے اور پھر حضور کے اُن کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ﴾

''وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے ان کے گھروں سے نکالا۔ ہے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے۔ کیونکہ ان کی قوت و حشمت بہت تھی۔ اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ پس خدا کا عذاب ان پر اس جگہ سے آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے پس اے آنکھوں والو۔ ان کے حال سے عبرت پکڑو''۔

﴿ وَلَوْلَاۤ اَنْ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴾

''اور اگر خدا ان کے واسطے جلا وطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے واسطے آگ کا عذاب ہے''۔

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیُخْزِیَ الْفَاسِقِیْنَ ﴾

''جو کھجور تم نے قطع کی وہ خدا کے حکم سے کی۔ اور جس کو تم نے اس کی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقون کو ذلیل کرے''۔

﴿ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

''پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے رسول کو جن پر چاہتا ہے مسلط فرماتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

﴿ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لِکَیْلَا یَکُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ

فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾

''جو کچھ دولت اور مال گاؤں والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا۔ پس وہ خدا اور رسول اور ان کے قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے تا کہ وہ مال و دولت تمہارے تونگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں۔ اس کو لو اور جو نہ دیں اس سے باز رہو''۔

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد حضور بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔

غزوہ ذات الرقاع کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض حضرت عثمان کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا۔ کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نام کا ایک درخت تھا۔

جب حضور مقام ذات الرقاع میں آ کر فروکش ہوئے۔ قبیلہ غطفان کے لوگ لشکر کثیر لے کر حضور کے مقابل آئے۔ اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ حضور نے نماز خوف پڑھائی۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور نے ہم کو صلوۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے اور یہ نماز اس صورت سے ہوئی۔ کہ نصف آدمی حضور کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے صف بستہ کھڑے رہے جب حضور ایک رکعت پڑھ چکے یہ لوگ جو حضور کے ساتھ تھے۔ دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو حضور کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آ کر اپنی دوسری رکعت پوری کر لی یعنی دونوں حصوں نے لشکر کے ایک ایک رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔

بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو۔ تو میں محمد کو قتل کر آؤں قوم

نے کہا اس سے بہتر کیا ہے مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکے گا۔ اس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں اور پھر وہ حضور کی خدمت میں آیا۔ حضور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں آپ نے فرمایا دیکھ لے راوی کہتا ہے حضور کی تلوار پر چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ غورث نے اس کو اٹھا لیا۔ اور میان سے نکال کر ہلانے لگا۔ اور کہا اے محمد ﷺ تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ حضور نے فرمایا میرا خدا میرا حافظ ہے۔ میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

''یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں''۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے جبکہ انہوں نے حضور کے قتل کرنے کے واسطے مکر کیا تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ میں حضور کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے حضور واپس آئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا اور حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر کیا بات ہے جو تو پیچھے رہ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اونٹ نہیں چلتا۔ حضور نے فرمایا اس کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ حضور نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دے یا کسی درخت میں سے توڑ لا۔ میں نے ایک لکڑی لا کر حضور کو دی۔

حضور نے فرمایا تو اونٹ پر سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر حضور نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اس اونٹ کو ماری۔ پھر تو وہ اونٹ سانڈنیوں سے آگے جاتا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو میں نے عرض کیا۔ حضور کی نذر کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا تو حضور قیمت بیان فرمائیں کہ کیا دیں گے۔ فرمایا میں ایک درہم کو لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے حضور نے فرمایا اچھا دو درہم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے یہاں تک کہ حضور بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک اوقیہ پر حضور راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اونٹ آپ کا ہو چکا

حضور نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر تم نے شادی کی ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا باکرہ[1] عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی وہ تم سے خوش ہوتی۔ اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد احد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا۔ کہ ایسی عورت سے شادی کروں جوان کے کاروبار کو سنبھال سکے حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے۔ تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے۔ اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے نمارق کو صاف کرے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس نمارق کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہئے۔ جابر کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے حضور نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے پھر شام کو حضور اپنے گھر میں تشریف لے گئے ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندھ کر آپ مسجد کے اندر حضور کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ حضور مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اونٹ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔ حضور نے فرمایا جابر کہاں ہیں میں بلایا گیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے اونٹ کو لے جاؤ یہ تمہارا ہی ہے۔ اور پھر بلال کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ یہ حرۃ کی جنگ ہوئی۔

جبار کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے۔ تو ایک شخص کسی مشرک کی عورت پر واقع ہوا تھا۔ اور اس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اس کو خبر ہوئی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحاب محمد کا خون نہ بہالوں گا۔ واپس نہ ہوں گا۔ پھر یہ شخص حضور کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ حضور منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا۔ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ ان میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے حضور نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔ چنانچہ یہ دونوں اس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات جاگ لو۔ پس مہاجری سو رہے۔ اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ

---

[1] باکرہ وہ عورت ہے جس کی شادی نہیں ہوئی اور ثیبہ وہ ہے جس کی شادی ہو چکی ہو۔

کر سمجھا۔ کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ پس انصاری کو ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا۔ اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اس شخص نے ایک تیر اور مارا انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع وسجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا۔ اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔ جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اور مہاجری نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا۔ کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا۔ جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد حضور مدینہ میں جمادی الاوّل کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے پھر ۴ھ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے موافق وعدہ ابوسفیان کے بدر کا ارادہ کیا۔

بدر کا دوسرا غزوہ

حضور صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں بدر میں حضور نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عفان میں پہنچا۔ تو اس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی۔ اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے واسطے ایسا موسم ہونا چاہئے جس میں تم جانوروں کو اپنے چرا بھی سکو اور دودھ بھی خوب پیؤ۔ اور یہ موسم خشکی کا ہے۔ اس واسطے میری یہ رائے ہے۔ کہ تم واپس مکہ کو چلے چلو۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے اور اس لشکر کا نام اہل مکہ نے جیش سویق رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت پئے تھے۔

حضور بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفان کا انتظار کر ہی رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا حضور کے پاس گذر ہوا۔ اور یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ ودان میں حضور نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اور اس نے کہا اے محمد ﷺ کیا تم اس چشمہ قریش سے جنگ کرنے آئے ہو۔ حضور نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر میرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔ مخشی نے کہا اے محمد ﷺ قسم ہے خدا کی ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضور ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ دومۃ الجندل کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آ کر حضور کئی مہینے تک مدینہ میں رہے۔ اور ربیع الاول ۵ھ میں آپ غزوۂ دومتہ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔

اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

غزوۂ خندق کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال ۵ھ میں درپیش ہوا۔ اور ابتداء اس کی اس طرح ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری اور حی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوزہ بن قیس وائلی اور ابوعمار واثلی وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ اور ان کو حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تم محمد ﷺ سے جنگ کرو ہم بالکل بیخ و بنیاد ان کی اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو۔ اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمد ﷺ کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے۔ اور تم بہ نسبت محمد ﷺ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کی حالت میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

سے آخر تک اس کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے۔

قریش فوراً حضور کی جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ اور یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا۔ اور بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن خیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

جب حضور نے یہ خبر سنی تب آپ نے خندق مدینہ کے گرد بنانے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر سے حضور بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ حضور کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا و رسول کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں۔ رسول کی بغیر اجازت کے کہیں نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب تم سے اپنی کسی ضرورت کے واسطے اجازت لیں ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو۔ اور خدا سے ان کے واسطے مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور منافقوں کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی جو چپکے چپکے کھسک کر جایا کرتے تھے۔

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴾

''رسول کے بلانے کو ایسا نہ کرو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بیشک خدا ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات سے خوف کرنا چاہئے۔ کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بیشک خدا ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس بات کو جس پر تم ہو۔ اور جس روز وہ اس کے حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ ان سے ان کو خبردار کر دے گا۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں حضور سے متعدد معجزات ظاہر ہوئے۔ جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین نکلی۔ حضور سے اس کا ذکر کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اس میں کدال (پھاوڑہ) کچھ کارگر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ حضور نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اور پھر اس پانی کو اس سخت جگہ چھڑک دیا۔ پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اس جگہ موجود تھے۔ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ

حضور کو مبعوث کیا۔ کہ پانی کے ڈالتے وہ زمین ایسی نرم ہوگئی جیسے ریت اور بہت جلد اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آ ؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں۔ میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور حضور کے پاس سے گذری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈ رہی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لا مجھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضور کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں حضور نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا۔ اور پھر ان کے اوپر کپڑا اڈھک دیا۔ اور ایک شخص نے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلالو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے۔ اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ ہم حضور کے ساتھ خندق کے کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں حضور کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکالو میں حضور کی دعوت کروں گا۔ جب شام ہوئی اور حضور مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور کی دعوت کرتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لے چلیں جابر کہتے ہیں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ حضور تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں گے۔ مگر حضور نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حضور مع لوگوں کے میرے گھر میں تشریف لائے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔

سلمان فارسی کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا۔ کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے اکھاڑنے میں کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ حضور نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس پتھر پر لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی خداوند تعالیٰ نے یمن کو مجھ پر فتح کیا۔ اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا۔ اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر اور عثمان کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ تو ابو ہریرہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے۔ کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو عنایت فرما دی ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتمع الاسیال میں آ پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زغالہ کے درمیان واقع ہے۔ اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلۂ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر احد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں آ اترے حضور رسول خدا کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صف آرا ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقعہ پر حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے حکم دیا تھا۔ کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حی بن اخطب کعب بن اسد قرظی بنی قریظہ کے سردار کے پاس پہنچا۔ اور اس کعب نے حضور سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حی بن اخطب جو اس کے پاس آیا اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور اس کو اپنے پاس آنے نہ دیا۔ حی بن اخطب نے غل مچائی۔ کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ تو دروزاہ کھول دے۔ کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور دوسرے میرا محمد ﷺ سے عہد ہو چکا ہے۔ اور میں نے محمد کو باوفا اور عہد کا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں حی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا غرضیکہ جب حی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو بلایا۔ اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میرے امداد کو آئے ہیں چنانچہ یہ سب احد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے۔ کہ ہم بغیر محمد کا استیصال کئے واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے

جواب دیا۔ کہ اے حی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت وخواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو۔ مجھے میر حالت پر چھوڑ دے۔ کیونکہ میں نے محمد کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔ الغرض حی بن اخطب کعب کو بہکا تا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کر لیا کہ اگر ہم یعنی قریش اور غطفان کے لوگ محمد ﷺ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آ کر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے حی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا۔ اور حضور کے عہد کو توڑ ڈالا۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول خدا کا عہد شکستہ کر کے حی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے۔ تب حضور نے سعد بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا۔ تا کہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق معلوم کریں اور ان سے حضور نے فرما دیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو۔ تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے۔ اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی۔ اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضور کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا کا عہد کس سبب سے توڑا۔ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول خدا کون ہے اور محمد سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔ اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اے مسلمانوں خدا بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمد ﷺ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ اور اوس بن قیظی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرض کہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔ راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی صورت سے کچھ اوپر بیس راتیں پڑے رہے سوا تیراندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔

آخر حضورﷺ نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کی لے لو یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ہنوز مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضور نے اس کا مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا اس بات کا خدا نے حضور کو حکم کیا ہے یا حضور اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سواء مہمانی[1] یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب جو خدا نے ہم کو حضور کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ اور خدا نے آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دے دیں۔ قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے خدا جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔

حضور نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کاغذ کو لے کر مٹا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ ہمارا کر لیں اسی طرح جب بہت روز گذر گئے۔ کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بجز تیراندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی۔ قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ ان معاہدوں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبدود بن ابی نیس بنی عامر بن لوی میں سے اور عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہوگا کہ کون شہ سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضور کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ حضور نے جو یہ قصہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

---

[1] یعنی جبراً یا زبردستی ہم سے ایک کھجور نہ لے سکتے تھے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی۔ اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبدود نام تھا۔ بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا۔ اور احد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے۔ کہ میرے مقابل کون آتا ہے۔ حضرت علی اس کے مقابل گئے۔ اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا۔ تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علی نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا۔ اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علی پر تلوار ماری۔ حضرت نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بے سر و پا بھاگا۔ کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان **حم لا ینصرون**۔ کہتا تھا تا کہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

اس جنگ میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں اور اس وقت تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گذرے اور میں نے ان کی زرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی۔ اور اس میں سے سعد کی کلائیاں باہر نکل ہوئی تھیں عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کو تیر نہ لگ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکحل رگ میں ایک تیر آ کر لگا۔ اور یہ تیر حبان بن قیس بن عرقہ بنی عامر کے ایک شخص نے مارا تھا اور مارتے وقت کہا تھا۔ کہ میرا یہ تیر نوش کر۔ اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے منہ کو دوزخ میں ڈالے۔ پھر خدا سے دعا کی۔ کہ اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھیو۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے

تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں۔اوران کوان کے گھر سے نکالا ہے۔اوراگرتو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کردیا ہے۔تو مجھ کواس وقت تک زندہ رکھ کرمیں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکت دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کوابواسامہ جشمی بنی مخزوم کے حلیف نے تیر مارا تھا۔اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن حبان نے تیر مارا تھا۔اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے واسطے موجود تھے۔حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے۔اور حضور اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ گیا۔تو سخت مشکل ہوگی۔پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اورمحل دیکھ رہا ہے یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں صفیہ کہتی ہیں۔جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے۔میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی۔اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا پھر حسان سے آ کر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کرائی ہوں۔تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں اتارے حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جبکہ مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے۔کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفد بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔اورعرض کیا یارسول اللہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔حضور نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر نو ہی ہو سکے کرو۔اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہٰذا ایسی ترکیب کرو۔جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے پھر نعیم حضور کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے بنی قریظہ سے انہوں نے کہا۔کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں۔بنی قریظہ نے کہا بیشک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد ﷺ سے عہد شکنی کی ہے یہ اچھا نہیں کیا۔قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔پھر محمد تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے۔اور تم میں محمد ﷺ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن کے اپنے پاس مقید رکھو۔تا کہ اگر محمد تم پر حملہ کریں۔تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آ جائیں بنی

قریظہ نے کہا اے نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہر گز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو۔ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمد ﷺ سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں۔ اور محمد ﷺ سے انہوں نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ چند قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائیں۔ آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمد ﷺ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور رہن کے مانگیں۔ اور پھر ان کو محمد ﷺ کے پاس بھیج دیں اور محمد ﷺ ان کو قتل کر دیں۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہر گز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ کو نہ دینا۔ ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے غطفان نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۵ھ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمد پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے تمہارے ساتھ ہو کر ہر گز محمد ﷺ سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمد ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا۔ کہ ضرور تم ہماری مدد کو آ جاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا۔ کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ قسم ہے خدا کی ہم ہر گز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے۔ اور بنی قریضہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سنتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے۔ تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم ہر گز محمد ﷺ سے جنگ نہ کریں گے قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر

دیا۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کے آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

راوی کہتا ہے اور خدا کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا۔ کہ اس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی۔ کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے الٹ گئے۔ اور کھانے پینے کا سارا سامان ان کا خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

راوی کہتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تاکہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گذری۔

ابن اسحق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں حذیفہ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے۔ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ حضور کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھا۔ حضور نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لا دے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے حذیفہ کہتے ہیں۔ خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ تب حضور نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ کہنا۔ سیدھے ہمارے پاس چلا آنا۔

اور حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی۔ تم ایسی جگہ میں آ کر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔

اور بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلافی کی۔ اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گذریں۔ اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح کا ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ اور پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس کے پیکڑہ بندھا ہوا تھا ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا تب ایک اور شخص نے اس کا پیکڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ کہتے ہیں۔ اگر حضور مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا۔

حذیفہ کہتے ہیں۔ پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا۔ اور چادر مجھ پر ڈال

دی پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کی خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔

بنی قریظہ کا غزوہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں جبکہ مسلمان اور حضور خندق سے واپس ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرئیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار حضور کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ حضور نے فرمایا ہاں جبرئیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائے اور میں بھی انہیں کی طرف جاتا ہوں۔

حضور نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سنتے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ جب حضرت علی بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے۔ حضور کی شان میں ان کے گستاخانہ کلمات سن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی۔ اور عرض کیا۔ حضور اگر آپ بذات خاص ان جیشوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ کہ تم نے ان کو میرے تئیں برا بھلا کہتے سنا ہے۔ علی نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں گے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پس جب حضور ان کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو۔ تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا اے ابوالقاسم تم تو جاہل نہ تھے اب یہ کس قسم کا کلام کرتے ہو۔

بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے حضور کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گذر ہوا۔ حضور نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گذرا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا۔ یہاں سے گذرا ہے حضور نے فرمایا وہ جبرئیل تھے۔ خداوند نے ان کو اس واسطے بھیجا۔ تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کر یں۔

الغرض جب حضور بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ ان کے ایک کنویں پر جس کو بیرانا کہتے تھے آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آن جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک

آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ حضور نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور حضور کے پاس آنے شروع ہوئے۔ اور یہیں حضور کے اس عشاء کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا۔ اور خدا نے اپنی کتاب میں ان کی بڑائی بیان کی۔

حضور نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ کیونکہ بنی اسرائیل سے ایک فرقہ کو خداوند تعالیٰ نے بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا تھا۔
نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس موافق عہد کے آ گیا تھا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو۔ جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اس شخص کی اتباع کریں۔ اور ان کی تصدیق بجا لائیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ کہ یہ سچے نبی ہیں۔ اور وہی رسول ہیں۔ جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ کہ ہم توراۃ کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر جا پڑو۔ اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمد پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے بہت سی عورتوں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا۔ ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو۔ کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شب خون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

پھر ان سب لوگوں نے حضور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج

دیجئے۔ ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے حضور نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے بہت سے مرد وعورت بنی قریظہ کے ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا۔ اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمد کے حکم پر اتر آئیں۔ ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ملنے نہ پایا تھا۔ کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا۔ کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر مسجد شریف میں آیا۔ اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا۔ اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

''یعنی اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو''۔

جب ابولبابہ کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے دیر ہوئی اور حضور کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا۔ میں اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا اب جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے۔ میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا۔ جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضور پر نازل ہوا۔ اور حضور ہنسے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضور کس بات سے ہنستے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوش خبری پہنچا دوں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس ام سلمہ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ کہ اے ابولبابہ تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ جب میں کھلوں گا۔ چنانچہ جب حضور صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے۔ تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔ اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''یعنی اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اور اسی رات میں عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر حضور کے پاسبان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گذرا۔ جب محمد بن مسلمہ نے اس کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور یہ وہ شخص تھا۔ جس نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا۔ کہ میں محمد ﷺ سے کبھی عذر نہ کروں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچانا۔ اس سے کچھ نہ کہا۔ اور جانے دیا۔ عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور پھر اس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضور سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا۔ کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اسے نجات دی۔

پھر جب صبح کو بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے۔ قبیلہ اوس نے حضور سے گفتگو کی کہ یارسول اللہ یہ بنی قریظہ ہمارے موالی ہیں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں۔ اور حضور نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو حضور جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب حضور نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضور کے حکم پر اتر آئے تب حضور نے ان کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ حضور نے فرمایا اے اوس کے لوگو۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں حضور نے فرمایا۔ پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ اور حضور نے ان کو ایک عورت رفیدہ نام کے خیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک میں بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضور نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حاکم بنایا انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کران کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوب صورت شخص تھے۔ اور حضور کی خدمت میں لے کر آئے۔ اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ حضور نے تم کو اسی واسطے اس فیصلہ کا حکم بنایا ہے تا کہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے۔ جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے کھسک گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبدالاشہل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت حضور کے سامنے پہنچے۔ حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں سے تھے ان کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضور نے انصار سے کیا۔ اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضور کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسول خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے واسطے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو۔ اور جو حکم میں کروں۔ اس کو تسلیم کرو۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضور کی تعظیم کے سبب سے حضور کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعد نے کہا۔ پس میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے حضور نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علی اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اس فیصلہ کو سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی مثل حمزہ کے شہید ہوں گا۔ اور یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمد ﷺ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور حضور نے مدینہ میں لا کر ان کو بنی نجار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر حضور مدینہ کے بازار میں تشریف لائے۔ اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے۔ اور قتل کئے جاتے تھے یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان میں تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور سب کے قتل سے فارغ ہوئے

اور اسی وقت دشمن خدا حی بن اخطب بھی گرفتہ و بستہ مشکیں بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضور کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح جاری ہوئی تھی۔ اور اس خون ریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن ماری گئی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں بنی قریضہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی۔ اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی۔ حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے۔ اور اس کی گردن ماردی۔

بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نام تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر زبیر ثابت کے پاس آیا۔ اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا اس کو بدلہ دوں۔ حضور نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضور نے تجھ کو پناہ دے دی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے۔ تب پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی جورو اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضور نے بخش دیا۔ اس نے کہا حجاز میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیوں کر زندہ رہیں گے۔ ثابت پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ حضور نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا ثابت نے زبیر سے آ کر کہا تیرا مال بھی حضور نے بخش دیا ہے۔ زبیر نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر کہا

اور ہر غائب و حاضر کا سردار حی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سموال جو ہمارا پشت و پناہ تھا وہ کیا ہوا ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے۔ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں ان کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے لے جا کر اس کی گردن ماردی۔ راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ ان سے ملتا رہے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ بنی قریضہ میں سے حضور نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کے زیر ناف بال برآمد ہو گئے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں۔ مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف بال نہ تھے۔ پس مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلمٰی بنت قیس منذر کی ماں جو حضور کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضور سے رفاعہ بن سموال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا۔ اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا حضور نے اس کو ان کے تئیں بخش دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور نے ان کے مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اس کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا۔ اس بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور کے جاری ہوا۔

پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خذافہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ عورت حضور ہی کے اس رہیں۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا۔

حضور نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے۔ حضور نے ان کو اسی حالت پر رہنے دیا۔ اور جب حضور نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ حضور کو یہ انکار ناگوار گذرا۔ پھر حضور ایک روز اپنے اصحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتیوں کی آواز آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوش خبری لے کر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا

یارسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں غزوۂ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورۂ احزاب میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَ تْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴾

''اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ جو اس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے۔ پس ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا۔

﴿ اِذْ جَآءُ وْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا ﴾

''جبکہ انہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں۔ اور تمہارے دل حلق کے پاس آ پہنچے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے''۔

﴿ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾

''وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور منافق ہول دل سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے۔ اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے نہیں وعدہ کیا ہے ہم سے خدا اور رسول نے مگر فریب کا''۔

﴿ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْھُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ وَمَاھِیَ بِعَوْرَۃٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴾

''اور جب انہیں میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانہ نہیں ہے۔ پس تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے گھر خالی ہیں۔ حالانکہ وہ خالی نہ تھے صرف یہ منافق لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے''۔

﴿ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْھِمْ مِّنْ اَقْطَارِھَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَۃَ لَاٰتَوْھَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِھَا اِلَّا یَسِیْرًا وَّلَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَکَانَ عَھْدُ اللّٰہِ مَسْئُوْلًا ﴾

''اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آویں۔ اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کو کہیں تو یہ فوراً آویں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بیشک پہلے انہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ پشت نہ پھیریں گے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا''۔

﴿ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِالْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلاً ٭ قُلْ مَنْ ذَاالَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾

''کہہ دو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ کرے گا اور اس وقت تم فائدہ نہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہہ دو کون شخص تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور نہیں پاویں گے وہ سوا خدا کے اپنے واسطے والی اور مددگار''۔

﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلاً ﴾

''بیشک خدا جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو بہکاتے ہیں۔ اور خود جنگ میں نہیں جاتے ہیں مگر تھوڑا سا یعنی کبھی کبھی''۔

﴿ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ﴾

''بخیلی کرتے ہیں تمہاری مدد میں۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے موت کی غشی والی کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے۔ تب تم سے تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مال غنیمت میں بخیلی کرنے والے''۔

﴿ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْئَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلاً ﴾

''اور اگر پھر لشکر آموجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے یہ لوگ مگر تھوڑا سا''۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾

''بیشک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو خدا اور روز آخرت (کے

عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود تھا''۔

﴿ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَّ تَسْلِيمًا ﴾

''اور جب سچے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے۔ جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور فرماں برداری کا شیوہ زیادہ ہوا''۔

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾

''مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ کہ خدا کے ساتھ جوانہوں نے (جاں نثاری) کا عہد کیا تھا اس میں سچے اترے سو بعض تو ان میں سے اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بعض ان میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں۔ اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ ردو بدل نہیں کیا۔ (یہ جنگ اسی واسطے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے) توبہ کی توفیق دے کر ان کی توبہ قبول فرمائے بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَّ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَ تَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَ أَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَ أَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴾

''اور خدا نے کافروں کو (مدینے سے) ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے اور) ان کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوتے تھے خدا ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا۔ اور ان کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا (ایسا) رعب بٹھا دیا (کہ) تم (بے دھڑک) بعض کو ان

میں سے قتل اور بعض کو قید کرنے لگے۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور (نیز) اس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (ہی) کو مالک بنا دیا''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی سعد بن معاذ کا زخم بہنے لگا۔ اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے۔ رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرئیل استبرق کا عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے۔ جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ اور عرش ہل گیا ہے۔ حضور اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ جب مکہ سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں راستہ میں اسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی اسید اس سے بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا اے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہی ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگے قسم ہے خدا کی یہ ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جابر کہتے ہیں۔ جس وقت سعد کو دفن کیا ہے ہم حضور کے ساتھ موجود تھے۔ پس حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضور کے ساتھ تسبیح پڑی انہوں نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضور نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ خدا نے اس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا۔ تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات میں یہ شعر کہا۔ شعر

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ ۔۔۔ سَمِعْنَا بِهٖ اِلَّا لِمَوْتِ اَبِیْ عَمْرٍو

(ترجمہ) کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے خدا کے عرش کو ہلتے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن عوف بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن سہل تین شخص۔ اور خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص۔ اور بنی نجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔ جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ کہ کون شخص تھا۔

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار یہ ایک تیر سے زخمی ہوا۔ اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا۔ اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ حضور نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور نے وہ لاش مشرکین کو عنایت کر دی اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں حضور کو دس ہزار درہم دئے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدود اور اس کے بیٹے حسل بن عمر کو قتل کیا۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن خزرج سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے اور حضور نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قریظہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اسی مقبرہ میں اب بھی ان کے مردے دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے حضور سے اسلام بن ابی الحقیق کے قتل کرنے کی اجازت لی۔

کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ اب خزرج نے چاہا کہ ہم اسلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے حضور کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع شخص ہے جو قبائل عرب کو حضور کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ حضور نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دے دی۔

سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں۔ خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں۔ جب اوس کوئی کام کرتے۔ تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں۔ اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزرج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضور سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ پس یہ بات طے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آ کر حضور سے اجازت چاہی حضور نے ان کو اجازت دی۔ پس خزرج کے قبیلہ۔ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس اور ابوقتادہ حرث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں حضور نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔ پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کنڈیاں لگاتے گئے تا کہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔

پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اس کو آواز دی اس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میرہ[1] کی تلاش میں یہاں آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اندر گئے اور اندر سے اس کوٹھڑی کی بھی کنڈی لگائی تا کہ کوئی اندر آ کر اس کے قتل میں مانع نہ ہو مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر غل مچانے لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ اور رات کے اندھیرے میں اس کے جسم کی سفیدی سے ہم نے اس کو جان کر اپنی تلواروں کے نیچے رکھ لیا۔ اور جب اس عورت نے غل مچائی۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اس پر بلند کی۔ مگر پھر حضور کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اسی وقت اس کا فیصلہ ہو جاتا کہتے ہیں جب ہم نے اس پر

---

[1] یعنی فوج کے واسطے سامان خورد و نوش از قسم غلہ وغیرہ۔

تلواریں ماریں تو عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے کافی ہے انصار کہتے ہیں اس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے سیڑھی پر سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیر اتر گیا۔ ہم ان کو چھڈھی پر چڑھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا۔ اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اس کے منہ کو دیکھ رہی ہے۔ اور لوگوں سے اس قصہ کو بیان کر رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ قسم خدا کی میں نے ابن عتیق کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا۔ کہ یہاں اس وقت ابن عتیق کہاں پھر اس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا۔ اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔ انصاری کہتے ہیں۔ اس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر حضور کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اس کو قتل کیا ہے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے حضور کو تلواریں دکھائیں۔ حضور نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے[1] کا نشان دیکھا ہے۔

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں خاص عمرو بن عاص کی زبانی روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا۔ تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے اور میری بات کو سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی۔ میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز حضرت محمد کا کام بلند ہوتا جائے گا اور انہیں کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں۔ اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ

---

[1] جب عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں تلوار گھسائی تھی۔ تو اس پر پیٹ کی آلائش کچھ لگ گئی تھی۔

اس کے ماتحت ہوکر رہنا ہمارے نزدیک محمد کے تابع دار ہوکر رہنے سے بہتر ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم محمد ﷺ پر غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر محمد ﷺ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا۔ اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن امیہ ضمری کو حضور نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے واسطے بھیجا تھا۔ اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے۔ اس وقت عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس سے آرہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن امیہ جارہا ہے میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا۔ اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمد کو قتل کریں گے۔ تو میں ان کے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نجاشی کے سامنے گیا۔ اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی۔ نجاشی نے کہا آؤ۔ میرے دوست آؤ خوب آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سے کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ نجاشی بہت خوش ہوا۔ اور اس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا۔ کہ مجھ کو یقین ہوا۔ کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہو گی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا۔ کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہو گے۔ تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تا کہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کر اور محمد ﷺ کی بیعت کر لے۔ بیشک وہ حق پر ہیں۔ اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کے موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں نجاشی نے کہا ہاں میں بیعت لیتا ہوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا اس کے بعد خاص حضور کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے۔ اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا اے ابوسلیمان کہاں جاتے ہو۔ خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ﷺ ہیں۔ میں تو ان پر اسلام

لانے جاتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں۔ پھر ہم مدینہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کے حضور کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں حضور نے فرمایا اے عمرو بیعت کر۔ اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور سے بیعت کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ قریظہ کی جنگ ماہ ذی حجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔

غزوۂ بنی لحیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد حضور مدینہ ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ ربیع الاول ربیع الثانی پانچ مہینہ رہے۔ پھر چھٹے مہینہ میں بنی لحیان کی جنگ کے واسطے تشریف لے چلے اور اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کا ارادہ تھا اور حضور نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام پر جاتے ہیں۔ تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مدینہ سے باہر نکل کر جب غراب پر سے گذرے پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے حضور مقام شراء پر آئے۔ اور وہاں سے صفق ذات الیسار میں آئے پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گذر کر سیدھے راستہ پر آگئے۔ اور یہاں سے آپ نے زور رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے ان اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساجہ ہے حضور کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کو چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔

حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ تب آپ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں۔ پھر حضور دو سو سواروں کو لیکر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا۔ اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ جابر کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے۔ اعوذ باللہ من وعثاء السفر

---

[1] پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے ساتھ سفر کی مشقت سے اور واپسی کے غم واندوہ اور مال و اہل میں برائی کے دیکھنے سے۔

و کابة للنقلب و سوء للنظر فی الاهل المال.

بنی لحیان کے غزوہ سے آن کر مدینہ میں حضور دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر حضور کے اونٹوں پر آ پڑا۔ اور ان کو لوٹ کر لے گیا۔ اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا۔ اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوۂ ذی قرد

ابن اسحٰق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو اونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگاتے ہوئے کسی ضرورت سے جا رہے تھے۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہکاتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے اور وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن رکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کی خبر لینی شروع کی۔ اور جب تیر مارتے تھے کہتے تھے خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ۔ اور سلمہ یہ کرتے کہ جب دشمن ان کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر ان کے تیر مارنے شروع کرتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سلمہ بن اکوع کے چیخنے کی آواز سنی۔ تمام مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً سوار حضور کی خدمت میں آنے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہیں کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زغوراء بنی عبدالاشہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور عکاشہ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابوقتادہ حرث بن ربعی بنی سلمہ میں سے اور ابوعیاش عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے آ کر حضور کی خدمت میں جمع ہوئے۔ سعد بن زید کو حضور نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آ کر ملتا ہوں۔

راوی کہتا ہے حضور نے ابوعیاش سے فرمایا۔ کہ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا۔ ابوعیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں۔ اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑھ دی۔ پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا۔ کہا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوعیاش کا گھوڑا حضور نے معاذ بن

ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا۔ یہ محرز بن نضلہ تھا جس کو اخرم بھی کہتے ہیں۔ اور بعض قمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار نکل کر روانہ ہونے لگے۔ تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑا اور گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہنانے اور غل مچانے لگا۔ بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قمیر سے کہا کہ اے قمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضور سے جاملو۔ قمیر کہتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اور میں اس پر سوار ہو کر بہت جلدی قوم سے جاملا۔ اور ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان سے کہا کہ اے بدمعاش ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری گوش مالی کو آجائیں۔ لٹیروں میں سے ایک شخص نے قمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آ گیا۔ اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قمیر کے ساتھ وقاص بن مجزز زلجی بھی شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ذولجہ تھا۔ اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا۔ اور مقداد کے گھوڑے کا نام بعزجہ تھا اور بعض کہتے ہیں سبحہ تھا۔ اور عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا ذولمہ تھا اور ابوقتادہ کے گھوڑے کا نام خروہ تھا۔ اور عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع تھا اور اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون تھا۔ اور ابوعیاش کے گھوڑے کا نام حلوہ تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جناح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے جناح کو لے گئے۔ اور ابوقتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اڑھا دی۔ پھر لٹیروں کے مقابلہ پر چلے گئے۔

حضور ﷺ مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ اور مسلمانوں نے حبیب کو ابوقتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر اناللہ پڑھی اور سمجھے کہ ابوقتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ ابوقتادہ نہیں ہے بلکہ ابوقتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابوقتادہ نے اس واسطے اپنی چادر اس کو اڑھا دی۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابوقتادہ کا قتیل ہے۔

اور عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو بن اوبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چھڑا لئے پھر حضور مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد میں جا کر اترے اور ایک شبانہ روز وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور سے عرض کیا۔ کہ اگر سوآدمی حضور میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لٹیروں سے چھڑالاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ حضور نے فرمایا یہ لٹیرے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر حضور نے اپنے صحابہ کے اندر سو سو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ اور حضور کے پاس تشریف لے آئے۔ اور غفاری کی بیوی حضور علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا۔ تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عورت کی اس بات سے حضور نے تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے تو نے اس اونٹنی کے واسطے برا بدلہ تجویز کیا ایک تو خدا تجھ کو اس پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو یہ اونٹنی میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔

غزوۂ بنی مصطلق

غزوۂ ذی قرد کے بعد حضور نے مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ گذار کر شعبان ۶ ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی۔ اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کو خبر پہنچی۔ کہ بنی مصطلق حضور کی جنگ کے واسطے تیاری کر رہے ہیں۔ اور سرداران کا حرث بن ابی ضرار ہے جو حضور کی زوجہ ام المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

حضور اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور مقام مریسیع میں جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا۔ دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ مغلوبہ ہوئی۔ اور قتل و قتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضور نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبابہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ سے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان پنے میں قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے۔ اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا۔ اور سنان بن ور جہنی بنی عوف بن خزرج کا

حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اوران دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں لڑائی ہوگئی۔ پھران دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے واسطےلوگوں کو پکارا۔ جہجاہ نے مہاجرین کوآواز دی اور سنان نے اصنار کوآواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کوغصہ آیا۔ اوراس نے انصار کوحضور اور مہاجرین کے برخلاف ابھارنے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کواپنے شہرمیں اوراپنے گھروں میں جگہ دی اوران کو پرورش کیا۔قسم ہے خدا کی اب جوہم مدینہ میں واپس جائیں گے۔توضرورعزت والا ذلت والے کومدینہ سے نکال دے گا۔ پھرانصار سے مخاطب ہوکرکہا۔ کہ یہ ساراتمہاراقصور ہے۔تم نے اپنے مالوں میں سے ان کوحصہ دیااوراپنے گھروں میں رکھا۔ اگرتم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگوکررہا تھا۔ ایک نوعمر شخص زید بن ارقم نامی وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگوسن رہا تھا جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبرحضور کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ اور یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ حضور دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور عمر بن خطاب بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا حضور عباد بن بشر کوحکم فرمائیں تا کہ وہ فوراً جا کرعبداللہ بن ابی کوقتل کردیں۔ حضور نے فرمایا اے عمرلوگ یہ کہیں گے۔ کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کوقتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کاحکم دیتا ہوں۔ پھرحضور نے اسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کاحکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت حضور کے کوچ کرنے کا نہ تھا حضور کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیااورعبداللہ بن ابی کوخبرپہنچی کہ حضور کومیری گفتگو کی خبرہوگئی ہے زید بن ارقم نے حضور سے کہہ دیا ہے وہ اسی وقت دوڑا ہواحضور کی خدمت میں آیا۔ اورقسم کھائی۔ کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جولوگ اس وقت حضور کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہےضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے ایک شخص اسید بن حضیر نے حاضر ہوکرآپ کوسلام کیااورعرض کیایا نبی اللہ آپ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے۔ کہ اس وقت آپ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ حضور نے فرمایا کیاتم نے اپنے ساتھی کی بات نہیں سنی کہ اس نے کیا کہا ہے اسید نے عرض کیایا رسول اللہ کس ساتھی کی۔ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اسید نے عرض کیاوہ کیا کہتا ہےفرمایااس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا۔توعزت والا ذلت والے کونکال دے گا اسید نے عرض کیایارسول اللہ بس تو آپ ہی اس کو مدینہ سے نکالیں گے اگرآپ جائیں گےقسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہیں۔ اور وہ ذلیل ہے پھراسید نے عرض کیایارسول اللہ عبداللہ بن ابی کے واسطےلوگوں نے تاج بنایا تھا۔ کہ اس کو بادشاہ کریں گے مگرحضور کے

تشریف لانے سے وہ بات رفو چکر ہوگئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے اس کی بادشاہت چھین لی حضور اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

اور حضور کے اس وقت کوچ فرمانے کا یہی سبب تھا۔ کہ لوگ اس گفتگو سے رک جائیں پھر حضور اس دن پھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا آخر حضور ایک جگہ اترے اور سب لوگ سو گئے پھر حضور حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعاء کہتے تھے فرزکش ہوئے۔

پھر جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی۔ جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضور نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا تھا۔ یہ منافقوں کا سرداران کا سرگروہ تھا۔

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضور نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر خدا کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ بسبب اس بات کے جو آپ نے اس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور اس نے قتل کیا تو مجھ سے ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اس کو قتل کر دوں حضور نے فرمایا نہیں ہم اس کو قتل نہیں کراتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا سمجھتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اسی کی قوم اس کو سخت وسست کہتی تھی اس وقت حضور نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے کہا تھا اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے۔ اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ عمر کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے جان لیا کہ بیشک حضور کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور حضور سے اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جس کو

مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے حضور نے اس کو خون بہا دے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا۔ اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا یا منصور اَمِتْ اَمِتْ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک شہ سوار کو جس کا نام اَحْمَر یا اُحَیْمَر تھا قتل کیا اور حضور کے ہاتھ اس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اور ام المومنین جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضور نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں غرض کہ جویریہ نے کتابت کر لی۔ اور جویریہ نہایت خوبصورت ملاحت والی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر آتے ہوئے دیکھا۔ اور ان کا آنا مجھے ناگوار گذرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا۔ کہ جو حسن ان کا میں نے دیکھا ہے حضور بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ حضور کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ حرث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے۔ وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے میں ثابت بن قیس یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اس سے کتابت کر لی ہے۔ اور اب میں آپ کی خدمت میں اس واسطے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے جویریہ اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کر دیتا ہوں۔ تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے جب یہ خبر لوگوں میں شائع ہوئی۔ کہ حضور نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمالی ہے۔ لوگوں نے حضور کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضور کے شادی فرمانے سے اسی روز ایک سو آدمی قید سے آزاد ہو گئے۔ راوی کہتا ہے میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے واسطے بابرکت نہیں تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضور نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے واسطے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور زکوٰۃ نہیں دی مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا۔ اور ان پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم

نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا ہم اس کے استقبال کے واسطے نکلے۔ اور زکوۃ بھی ہم اس کو دینی چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا۔ اور آپ سے اس نے کہا کہ ہم اس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ قسم ہے خدا کی ہم اس واسطے نہیں نکلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ الخ﴾

''(ترجمہ) اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا چڑھو پھر اپنے کئے سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم میں رسول خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہتیری باتوں میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ اور حضور اس سفر سے واپس چلے آئے''۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں افک کا واقعہ ہوا۔

افک یعنی حضرت ام المومنین عائشہ پر تہمت کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیبیوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا۔ تب بھی حضور نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں حضور مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ایک منزل میں حضور نے قیام فرمایا اور رات رہے۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا۔ اور لوگ روانہ ہونے لگے میں حاجت ضروری کو گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک قیمتی ہار کھل پڑا۔ میں اس کو ڈھونڈھنے لگی۔ مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈھنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جو میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔ پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تا کہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈھنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پس صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گذرا اور میں لیٹی ہوئی تھی صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گیا

تھا۔صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا اب جوانہوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا تم پر رحم کرے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل پکڑ کر آگے ہو لئے۔ اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور لشکر ٹھیرا۔ صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں بیمار ہو گئی۔ اور تہمت کی خبر حضور کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جو میں بیمار ہوتی تھی حضور میری دلجوئی از حد فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے حضور کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔ اور جب حضور گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب میں نے حضور کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ کو اجزت دیں تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے۔ کہ گھر میں پاخانہ بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ام مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے و مسطح کا نام عوف تھا عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے۔ اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاء حاجت بھی پورے طور سے نہ کر سکی پھر الٹی گھر آ گئی۔ اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے۔ اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا۔ اے بیٹی تم کچھ رنج نہ کرو۔ جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں پس اس پہ لوگ ضرور تہمت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ حضور کیا بیان فرمائیں گے پس آپ نے خدا کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں۔ جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں۔ اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بجز میرے کوئی داخل نہیں ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہے۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے۔ اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمنہ کی بہن زینب حضور کی زوجہ تھیں اور حضور کو جو التفات میری جانب تھا وہ اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو خدا نے ان کی دیانتداری کے سبب سے رشک وحسد سے محفوظ رکھا مگر حمنہ بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب حضور نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی۔ اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اس میں سے ہیں۔ تو میں اس کی سزا دہی کے واسطے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں۔ پس آپ مجھ کو حکم فرمائیں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

عائشہ فرماتی ہیں اسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ اور تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا ہے اسید نے کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک ان دونوں میں بدزبانی ہوئی۔ کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ حضور اس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں۔ اور کہا یا رسول اللہ یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کی اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب حضور نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا۔ اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہہ دے۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ برائی نہیں دیکھی ہے۔ اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں۔ اور عائشہ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس

بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی روتی تھی حضور آ کر بیٹھے اور خدا کی حمد وثناء بیان کر کے فرمایا اے عائشہ جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کرلو۔ خدا بندہ کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں حضور کے اس ارشاد سے میرے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوئیں۔ اور میں اس انتظار میں ہوئی کہ میرے ماں باپ حضور کو کچھ جواب دیں گے۔ مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے تیئں اس مرتبہ کا سمجھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضور کو اس طرح کا دکھادے جس سے میری بریت حضور کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دے دے۔

فرماتی ہیں۔ میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضور کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی۔ جو ان دونوں میں ابوبکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب نہ دیا میں زیادہ رونے لگی۔ اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں۔ تو کسی کو یقین نہ آئے گا۔ اور اگر اقرار کرتی ہوں۔ تو خواہ مخواہ کی برائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمہ میں لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا۔ تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہوں۔ فَصَبْرٌ [1] جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔

فرماتی ہیں حضور ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور حضور کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اڑھا دی گئی جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک وصاف ہوں۔ خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا۔ ان کی روح پرواز کر جائے اس خوف سے کہ کہیں خداوند تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے موافق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضور بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا کہ خدا نے تیری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ پھر حضور باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں۔ ان کو لوگوں کے تیئں پڑھ کر سنایا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا۔

---

[1] پس صبر وشکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو۔

کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے باعث تھے۔ پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا۔ اے ابوایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہو۔ ابوایوب نے کہا ہاں میں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو۔ ام ایوب نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہ پر لگا رہے ہیں ابوایوب نے کہا پھر عائشہ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل افک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴾

''بیشک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ سمیٹا ہے اس کی سزا پائیگا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے اس کے واسطے بڑا (سخت) عذاب ہے''۔

﴿ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ﴾

''مسلمانو! جب تم نے (ایسی (نالائق) بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے اور مومن بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا''۔

﴿ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴾

''جب کہ تم اس (نالائق) بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے۔ اور اپنے مونہوں سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا۔ اور تم نے اس کو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ خدا کے نزدیک یہ بات بہت بڑی (سخت) ہے''۔

جب حضرت عائشہ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور نہ کچھ اس کو نفع پہنچاؤں گا۔ اور حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہئے بلکہ ان کو معاف اور درگذر کرنا چاہئے اے مسلمانوں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے ان کی نسبت تہمت کی۔ اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کو لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کو ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور کو بھی خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور کو کچھ خبر نہیں ہے عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو کھول دیا۔ اور پھر سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا حضور نے حسان کو بھی طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آ گیا۔ میں نے اس کو تلوار مار دی۔ حضور نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کہنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں حضور نے حسان کو بیر حار جو بنی حدیلہ کا اب مدینہ میں محل ہے۔ عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نام بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حَصُور شخص تھا۔ اس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا۔

حدیبیہ کا واقعہ

(جو ۶ ہجری کے آخر میں واقع ہوا اور بیعت رضوان اور حضور کی سہیل بن عمرو سے صلح کا بیان)

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعدہ میں۔ آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا۔ اور مدینہ میں حضور نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضور کے اس ارادہ کو سن کر عمرہ کی شرکت کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ کہیں قریش آپ سے برسر جنگ آمادہ نہ ہوں۔ اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور مہاجرین اور انصار اور گردنواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ سمجھیں۔ کہ آپ جنگ کے اردہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ستر اونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

جابر کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام غسان میں پہنچے۔ بشر بن سفیان کعبی حضور سے آ کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے حضور کے مقابلہ کو آئے ہیں۔ اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں۔ اور خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور کو آنے نہ دیں گے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہے لڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے ہیں۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں۔ اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا۔ تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پس قریش کیا خیال کرتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اس دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔ پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جداگانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گذرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گذرا حضور نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطۃ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

پھر حضور نے حکم فرمایا دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضور کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضور نے فرمایا یہ

تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں ان کو دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن واثلہ بن اوہم بن مازن ابن سلامان بن اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں۔ میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آ کر ٹھہرے بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ حضور نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ وحرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے۔ اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد ﷺ جنگ کے واسطے نہیں آئے۔ وہ تو صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکا دے کر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔

راوی کہتا ہے۔ بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت حضور نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آ کر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا جب اس کو حضور نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تا کہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا۔ اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو۔ ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا اے جناب آپ خفا نہ ہو جائیے ہم خود ایسے فکر میں ہیں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد ﷺ کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے۔ اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تا کہ اس کو شکستہ کر دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں۔ اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آ جائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابوبکر حضور کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا جا لات[1] کی فرج کو چوس کیا ہم لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے عرض کیا اے محمد ﷺ یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا۔ تو میں اس کو بتا دیتا پھر عروہ حضور کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور حضور سے بات کرتا جاتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ حضور کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر جب وہ حضور کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضور نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری برائی کو کس طرح مٹایا تھا۔

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خون بہا دے کر اس قصہ کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے پس حضور نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ

جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کئے۔ کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تا کہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشراف قریش کے پاس بھیجا تا کہ عثمان ان کو خبر دے دیں۔ کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

راوی کہتا ہے عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا۔ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے۔

بیعتِ رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں

سے بدلہ نہ لےلوں گا۔ اوراس وقت حضور نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت' بیعت رضوان ہے جوایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضور نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جابر کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضور نے بیعت نہیں لی۔ بلکہ اس بات پر بیعت لی۔ کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی۔ سوا ایک جد بن قیس سلمٰی کے۔ جابر کہتے ہیں۔ میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضور کے پاس خبر آئی۔ کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔

صلح کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کرلیا۔ اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا۔ حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے۔ پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہوگئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا حضرت عمر دوڑ کر ابوبکر کے پاس گئے اور کہا اے ابوبکر کیا حضور رسول خدا نہیں ہیں۔ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں ابوبکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضور خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا پس تو جو کچھ حضور کریں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضور کے پاس آئے۔ اور یہی تقریر کی جو ابوبکر سے کی تھی۔ حضور نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہوگیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہوگیا ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا

لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسمک اللہم حضور نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمد ﷺ کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے۔ اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو ۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمد ﷺ کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضور واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

راوی کہتا ہے ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جو حضور کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا ایک طمانچہ ان کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا سچ کہتا ہے سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے ابو جندل نے غل مچائی۔ کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو کیا میں کفاروں میں واپس کر دیا گیا۔ تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ اور حضورؐ نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب خداوند تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا۔ اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب اٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابو بکر صدیق عمر بن خطاب عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ بن سہیل بن

عمرو، سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ، مکرز بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب بھی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور مقام حل میں بے چین تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کی قربانی دی۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوا لئے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ حضور نے فرمایا خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابوجہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔

زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورۂ فتح نازل ہوئی:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَالَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴾

''بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔ اور دکھائے سیدھا راستہ۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

''بیشک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اس کے اوپر ہے اور جو اس عہد کو خدا سے اس نے کیا ہے پورا کرے گا۔ پس عنقریب خدا اس کو اجر عظیم عنایت فرمائے گا''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو حضور کے ساتھ نہیں آئے تھے اور حضور نے ان کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا:

﴿ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْلَنَا ﴾

''اے رسول عنقریب تم سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے

مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا۔ پس آپ ہمارے واسطے مغفرت مانگئے''۔

پھر اس کے بعد فرمایا ہے:

﴿ سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ﴾

''عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مال غنیمت کو لوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے''۔

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے۔ اور زہری کہتے ہیں۔ یہ قوم مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَهْدِیَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴾

''بیشک خدا مومنوں سے راضی ہوا۔ جبکہ وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس جان لی اس نے وہ بات جو ان کے دلوں میں تھی۔ پھر ان پر اس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح یعنی خیبر کی ان کو پہنچائی۔ اور اس فتح میں بہت سا مال غنیمت کا جس کو تم لو گے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا۔ اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دور رکھا۔ یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی اور تاکہ یہ فتح اور لوٹ ایک نشانی ہو مومنوں کے واسطے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے۔ اور دوسری فتح کا اور لوٹ کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بیشک خدا نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔''

یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

''خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد ان کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو ان سے روکا اور ہے خدا تمہارے اعمال کا دیکھنے والا۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں جو ستر کی تعداد میں تھے نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو ان کے قتل کے سبب سے غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے''۔

﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ﴾

''جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پن کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں''۔

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾

''یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا۔ کہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں ان کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بے خوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ پس خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو یعنی حضور کا خواب میں دیکھنا کہ ہم ان کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں۔ پس خدا نے تمہارے واسطے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے''۔

زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضور حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

حدیبیہ کی صلح کے بعد ان غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گرفتار تھے

جب حضور اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے ابوبصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور از ہر بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضور کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر کے لانے کے واسطے حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ایک اپنا غلام بھی اس کے ساتھ کیا یہ دونوں شخص از ہر اور اخنس کا خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کا خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضور نے پھر فرمایا اے ابوبصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کرے گا۔ ابوبصیر یہ سن کر ان دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے۔ اس نے کہا ہاں کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں اس نے کہا دیکھ لو ابوبصیر نے اس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر عامری کو ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچایا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضور کی خدمت میں آیا حضور نے جو اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابوبصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ حضور نے فرمایا تو بڑا لڑاک اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔ پھر اس کے بعد ابوبصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابوبصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے۔ اور حضور کے اس عہد و پیان

سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے اب جو انہوں نے یہ خبر سنی اور حضور کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابوبصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے یہ لوگ نکل نکل کر ابوبصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ ادھر سے گذرتا اس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے۔ تب انہوں نے حضور کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب حضور نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابوبصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

اور انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے حضور کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابن ابی ہنیدہ عبدالمالک بن مروان کے صوبہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اس میں اس آیت کی نسبت سوال کیا تھا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَ كُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَ اٰتُوْهُمْ مَّا اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَا اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ ﴾

''اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم ان کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ پس اگر تم ان کو پکا مسلمان جانو تو پھر ان کو کفاروں کی طرف واپس نہ کرو نہ عورتیں کفاروں کے واسطے حلال ہیں نہ کفار ان کے واسطے حلال ہیں۔ اور جو مہر کفاروں نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفاروں کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس

نے تمہارے درمیان میں کیا ہے اور خدا علم وحکمت والا ہے''۔

عروہ بن زبیر نے اس کو جواب لکھا کہ حضور نے حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی۔ کہ جوشخص قریش کا حضور کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا حضور اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ مگر جب عورتیں قریش کی اسلام لا کر ہجرت کر کے حضور کے پاس آئیں تو حضور نے ان کو واپس نہ کیا اور ان کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دے دیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو حضور نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو حضور ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

﴿ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوااللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں۔ اور مہر ان کا کفار سے تمہارے ہاتھ نہ آیا۔ پھر تم نے کفاروں کا مال لوٹا۔ پس اس مال میں سے ان لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئی ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے ان پر خرچ کی تھی۔ اور اس خدا سے تقویٰ کرو جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو''۔

زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفاروں میں ہو اور کفاروں کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دے دی جائے جو اس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ ﴾

کو آخر تک حضرت عمر نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی پھر اس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد وعورت اس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے۔ اور ام کلثوم بنت جرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابوجہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اسی سال داخل ہوں گے اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اسی کے موافق ہے جو جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے۔

ابن اسحق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آ کر حضور مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آ گے روانہ کیا۔

خیبر پر حضور کی لشکر کشی کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں حضور نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن رکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا ۔۔۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا ۔۔۔ وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۔۔۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفاروں نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا۔ ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفاروں سے مقابلہ ہوا تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہوگئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی۔ کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں۔ اور پھر حضور نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہیں میں تھا کہ ٹھہرے۔

اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا"

"اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ افگن ہیں۔ اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس کے اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اس کے اندر ہیں۔ مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اس کے اندر ہیں"۔

پھر فرمایا اب بسم اللہ کہہ کے آگے بڑھو۔ راوی کہتا ہے حضور جس شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صبح کے وقت ان پر حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے رات حضور نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے اہل وغیرہ سامان زراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں اور حضور کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی محمد ﷺ لشکر لے کر آ گئے۔ اور پھر یہ لوگ الٹے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَضُرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا اَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

"اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بیشک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے پس منذرین کا دن برا ہوا اور منذرین وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار"۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور مدینہ سے چل کر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جس کو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے حضور کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ حضور کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو الٹے چلے گئے۔ اور حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ ڈال دیا تھا۔

پھر حضور نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا۔ اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں۔ اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔ اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضور نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر جب حضور نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کر لیا۔ تب دحیہ کو ان کی چچازاد دونوں بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے حضور نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اوندھا دیا۔

مکحول کہتے ہیں حضور نے اس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اس کے پاس نہ جائیں دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں چوتھے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کریں۔

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں حضور نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی۔

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں شریک تھے پس ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضور سے سنی ہے۔ اور خیبر کی جنگ میں حضور نے ہم سے فرمائی تھی حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ بغیر استبرا کئے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اس کو مال غنیمت میں واپس کر دے ایسا نہ کرے کہ اس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہئے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پرانا کر کے اس کو واپس کرے۔

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو حضور نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے حضور کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے تب حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے۔ جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ پس تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں فتح کرا دے تا کہ یہ اس کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے زیادہ پرانہ مال واسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہنچے ان کا آپ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور امت امت تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ حضور نے صحابہ سے فرمایا۔ اس کے مقابلے کون جوانمرد جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیجئے۔ کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لیتا ہوں حضور نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔ محمد بن مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک نے دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر روبرو مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد نے سپر سے پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا۔ مگر تلوار نہ نکلی۔ محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہ راست اس میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے زبیر بن عوام قرشی حضور کے پھوپھی زاد بھائی اس کے مقابل ہو گئے ان کی والدہ حضرت صفیہ حضور کی پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ حضور نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ تمہارا بیٹا مارے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یاسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی دوزخ کو بھیج دیا۔

عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابوبکر صدیق کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابوبکر نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے پھر حضور نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر نا کامیاب ہو کر واپس چلے آئے تب حضور نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو

دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے سلمہ کہتے ہیں پھر حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت علی کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ پس حضور نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور نشان ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرے گا۔ پس حضرت علی دوڑتے ہوئے نشان لے کر اس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں۔ میں بھی حضرت علی کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اس نے پوچھا تم کون ہو حضرت علی نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علی کے ہاتھ پر خدا نے اس قلعہ کو فتح کر دیا۔

ابو رافع حضور کے آزاد غلام سے روایت ہے کہتے ہیں جب حضور نے حضرت علی کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا ہے میں حضرت علی کے ساتھ تھا جب حضرت علی قلعہ کے پاس پہنچے مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے جو حضرت علی پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی حضرت علی نے قلعہ کے دروازہ کا کواڑ جو قریب تھا اٹھا لیا اور اسی سے کفاروں کے حربے مثل ڈھال کے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اس کواڑ کو آپ نے پھینک دیا ابو رافع کہتے ہیں وہ کواڑ اتنا بڑا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ حضور نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں۔ پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور حضور کے آگے لا کر ان کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

راوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کرو۔ کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ حموص فتح کر لیا۔ اور بلال حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے ان کا

گذر ہوا۔ پس اس عورت نے جو اپنے مقتولوں کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر خوب اس نے طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی جب حضور نے اس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لے جاؤ۔ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر ان کو اڑھا دی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرمالیا ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا چنانچہ اسی نشان کو دیکھ کر حضور نے صفیہ سے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

خیبر کا باقی واقعہ

کنانہ بن ربیع حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے آ کر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے۔ حضور نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے پھر حضور نے اس مقام کو کھدوایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا تب حضور نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کر پوچھو چنانچہ زبیر نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا۔ تب حضور نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تا کہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض میں اس کو قتل کریں چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن ماردی۔

راوی کہتا ہے حضور نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلالم کا محاصرہ رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جاں بخشی کریں حضور نے اس بات کو منظور کر لیا۔

اور خیبر کا تمام مال واسباب حضور کے ہاتھ آیا سوا ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی انہوں نے بھی حضور کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال اپنا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جاں بخشی ہو جائے۔ حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضور کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو خاص اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضور کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے۔ اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط ان سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضور نے خاص اپنے اخراجات کے واسطے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتوحات سے فارغ ہوئے زینب حرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم یہودی کی جنہوں نے ایک بکری کا گوشت بھون کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کو کونسا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہا دست کا پس اس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب زہر ملا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی۔ اور اس کو چبایا مگر نگلا نہیں بلکہ اس کو تھوک دیا۔ اور بشر بن براء بن معرور بھی حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضور نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر حضور نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے حضور نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا عورت نے کہا اس واسطے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر راحت پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے حضور نے اس عورت سے درگذر کی اور بشر بن براء نے اس ایک نوالہ کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان حضور ﷺ میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو راستہ میں آپ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں جب ہم حضور کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو قریب غروب

آ فتاب ہم نے وہاں قیام کیا۔ اور حضور کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے حضور کی نذر کیا تھا یہ غلام حضور کا کجاوا اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کو آ لگا اور معلوم نہ ہوا۔ کہ کس نے مارا ہے غلام بے چارہ تیر کے صدمہ سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ کیا جنتی آدمی ہے حضور نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرایا تھا حضور کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جوتیوں کے دو تسمے تو میں نے بھی مال غنیمت میں سے لئے تھے فرمایا۔ ان کے برابر تجھ کو دوزخ میں جلنا ہوگا۔

عبداللہ بن مفضل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک کپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا۔ کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا۔ اور آ کر وہ کپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ کپا میں تجھ کو نہ دوں گا اس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے گا جب لے لیجو اسی اثناء میں حضور تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو عبداللہ کہتے ہیں۔ میں اس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اس کو کھایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں حضور نے صفیہ کے ساتھ شادی فرمائی اور ام سلیم انس کی ماں نے صفیہ کو دلہن بنایا اور رات کو حضور ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور کے خیمہ کے گرد پہرا دیا کرتے۔ جب صبح کو حضور نے ان کو دیکھا۔ تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی۔ ابوایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس عورت سے حضور کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نومسلم ہے اس سبب سے مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ حضور نے ابوایوب کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ اے خدا جیسے ابوایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائی رکھ۔

جب حضور خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضور نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں اس واسطے صبح کے وقت جگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہئے۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاگوں گا۔ پس حضور اور سب لوگ سو رہے۔ اور بلال نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے۔ اور نیند ان پر غالب ہوگئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا۔ کہ یہ تو نے کیا کیا۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ جس نے آپ کو

سلایا اسی نے مجھ کو بھی سلا دیا حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر حضور نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دور لے جا کر بٹھایا۔ اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا پھر بلال نے تکبیر کہی اور حضور نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ۔ تو پھر جس وقت یاد آئے اسی وقت اس کو پڑھ لو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے حضور نے وہاں کی مرغیاں وغیرہ ابن لقیم عبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہ صفر میں ہوا تھا۔

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں۔ اور حضور نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضور نے خیبر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں۔ کہ حضور کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی۔ اور جہاں تک ہم سے ہوگا۔ مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی حضورؐ نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے چنانچہ ہم حضور کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور جب صبح کو حضور منزل پر اترے اور میں بھی اونٹ پر سے اتری تو اس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب حضور نے اس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہو گیا۔ تو حضور نے ہم عورتوں کو بھی مال غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے میں اس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔ راوی کہتا ہے یہ ہار آخر وقت تک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

ان مسلمانوں کے نام جو خیبر کے جہاد میں شہید ہوئے

بنی امیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سنجرہ بن عمرو بن لکنیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو اور رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غیرہ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہو رہے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور حضور کے ساتھ زہریلی بوٹی کو کھا کر شہید ہوئے اور نضیل بن نعمان۔

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابوضیاح بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہداء خیبر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

اسود راعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اسود راعی بکریاں لئے ہوئے حضور کے پاس آیا۔ اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چروانے پر نوکر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو مسلمان کیجئے۔ حضور نے اس کو مسلمان کیا اور حضور کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ سب کو مسلمان کرتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں فرمایا ان کو مار کر ہکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ اور ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدمہ سے شہید ہو گیا۔ لوگ اس کی لاش حضور کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اڑھا دیا۔ حضور چند صحابہ کے ساتھ اس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور نے اس کی طرف سے منہ کیوں

پھیرا۔فرمایاایک حور جواس کی بیوی ہےاس کے پاس بیٹھی ہے۔راوی کہتا ہےاسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہےاس کی بیوی حوروں میں سے اس کے منہ پر خاک پونچھتی ہےاور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدااس کو خاک آلود کرےاور جس نے تجھ کوقتل کیا ہے خدااس کوقتل کرے۔

حجاج بن علاط کا بیان

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہزی نے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہےاور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہےاور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضور مجھ کواجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں۔اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضور نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔جب مقام ثنیۃ البیضاء میں آئے۔تو دیکھا قریش کے چندلوگ بیٹھے ہیں یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے حضور کی خبر پوچھا کرتے تھےاوران کو معلوم ہوا تھا کہ حضور نے خیبر پرلشکرکشی کی ہےاب جوانہوں نے حجاج کوآتے ہوئے دیکھا کہنے لگے حجاج بن علاط آرہے ہیں۔ان کوضرور کچھ خبر ہوگی۔اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں اول درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے۔اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔غرض کہ حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پرلشکرکشی کی ہے وہ یہودیوں کا نہایت آباد ملک ہے حجاج نے کہاہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے۔اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اونٹ کوگھیر لیااور کہااے حجاج جلداس خبر کو بیان کرو۔میں نے کہا محمد کوایسی شکست ہوئی۔کہ کبھی تم نے سنی نہ ہوگی تمام اصحاب ان کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے۔اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمد کوقریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمد کوقتل کریں۔حجاج کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شوروغل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمد تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کوقتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہااے قریش تم میرامال جمع کراؤ۔میں بہت جلد خیبر کو جاتا۔ہوں تاکہ سوداگروں کے پہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کروں۔پس قریش نے ایک دم میراسارامال جمع کر دیا۔اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جاکر مال خریدوں گا۔تو سب مال مجھ کو دے دے اس نے بھی سب مال دے دیا پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جوتا جرانہ وضع کا تھا آکر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہااے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے۔میں نے کہااس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا

کرنے دو۔جس وقت میں چلنے لگوں گا۔اس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا۔تو عباس میرے پاس آئے میں نے کہا اے عباس جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعد اس کے تم کو اختیار ہے شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی حضور کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔تمام خیبر انہوں نے فتح کرلیا۔عباس نے کہا اے حجاج یہ تو کیا کہتا ہے۔میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں۔اور میں مسلمان ہوگیا ہوں یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ گئے ہوئے تین روز گذر گئے۔حضرت عباس نے اپنا قلہ پہنا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے۔اور طواف کرنے لگے۔قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے حضرت عباس نے فرمایا اس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد نے خیبر کو فتح کرلیا۔اور وہاں کے تمام مال واسباب پر قابض ہوگئے۔اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تصرف میں لائے۔اسی خوشی میں میں نے یہ لباس آج پہنا ہے قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی حضرت عباس نے کہا اسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی وہ مسلمان ہوگیا ہے۔اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا۔اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔قریش یہ بات سن کر بہت خفا ہوئے۔اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔اگر ہم کو اسی وقت خبر ہوتی۔تو ہم اس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے مال غنیمت میں سے خمس خدا اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضور کی ازواج کا خرچ تھا۔اور ان لوگوں کو بھی حضور نے اس میں سے عنایت کیا۔جنہوں نے اہل فدک سے صلح کرائی تھی اور انہیں لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو حضور نے تیس وسق[1] کھجوریں عنایت کیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم کیا جو حدیبیہ کے واقعہ میں حضور کے ساتھ تھے چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے۔سوا ایک جابر بن عبداللہ کے

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔

کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضور نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

راوی کہتا ہے خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے پس حضور نے کل مال کے اٹھارہ سو حصہ کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضور نے عربی اور ہجین[1] گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت علی اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے۔

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوسی کا انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریر نام تھا اور شق بھی اس کے کہتے تھے اس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے۔ اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بنی عوف بن خزرج اور مزنیہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا۔ اور انہیں کے ساتھ حضور کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا پھر بنی غفار اور اسلم کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا۔ پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی ازواج اور اقرباؤں کے درمیان میں تقسیم فرمایا۔ اور بعض مسلمانوں کو بھی اس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دو سو وسق دئے۔ اور حضرت علی کو ایک سو وسق اور اسامہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کھجوریں اور حضرت ام المومنین عائشہ کو دو سو وسق اور حضرت ابوبکر کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق

---

[1] ہجین وہ گھوڑا ہے۔ جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور صلت بن مخرمہ کو معہ ان کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور ان کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق اور اوس بن مخرمہ کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور ام رمیثہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور نحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق اور ام حکم کو تیس وسق اور جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس وسق اور زبیر کی ماں کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق اور ام طالب کو چالیس وسق اور ابی نضرہ کو بیس وسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مع ان کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل ازواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیہوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اس کی ضرورت کے موافق ان اجناس سے دئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے حضور نے ان کو زیادہ مرحمت کیا یعنی بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسی وسق دئے اور حضرت فاطمہ کو پچاسی وسق اور اسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور ام رمیثہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی ایک تو رہائین کو خیبر سے سو وسق دئے جائیں اور جو سوتین کو سو وسق اور سبائین کو سو وسق دئے جائیں اور شعربین کو سو وسق دئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا بیان

جب حضور خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے حضور کا رعب ڈال دیا اور انہوں نے اپنی ایلچی حضور کی خدمت میں بھیجا تا کہ حضور نصف پیداوار پر ان سے صلح کر لیں۔ حضور نے منظور فرما لیا اور حضور اس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آ گئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کے فتح ہوا اس سبب سے یہ خاص حضور کا مال تھا۔

ان داری لوگوں کے نام جن کے واسطے حضور نے وصیت فرمائی تھی

یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور حضور کی خدمت میں ملک شام سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرذ بن مالک ان کا نام حضور نے عبدالرحمٰن رکھا

تھا۔مروان بن فا کہ عرفہ کے بھائی۔فا کہہ بن نعمان۔جبلہ بن مالک۔ابو ہند بن براوران کے بھائی طیب بن بران کا نام حضور نے رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا اندازہ کیا۔یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے عبداللہ نے کہا تم چاہو تم بڑھتی لے لو۔اور تم چاہو تو ہم کو دے دو یہود نے کہا اسی بات سے آسمان وزمین قائم ہیں۔عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا کہ پھر غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے پھر انہوں نے حضور ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا۔اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔پھر ان کے ساتھی حضور کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سن کر عبدالرحمٰن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچازاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عبدالرحمٰن ان سب میں نو عمر تھے اور خون کے حق دار بھی یہی تھے انہوں نے حضور سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے بڑے کو تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضور نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں۔انہوں نے عرض کیا ہم کو قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضور ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں ان کو کیا تامل ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خون بہا یعنی سو اونٹ اپنے پاس سے عنایت کئے۔

سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان اونٹوں میں ایک سرخ اونٹنی تھی۔جب میں اس کو گھیر رہا تھا۔تو اس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے حضور نے حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم

والے کو قسم دلواتے لیکن حضور نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اس کا خون تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ تب حضور نے اپنے پاس سے خون ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ میں نے ابن شہاب زہیر سے دریافت کیا کہ حضور نے خیبر کے باغات اور کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو لوگ اپنا مال واسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ اور حضور نے یہ بھی شرط کر لی۔ کہ جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب حضور نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو تقسیم فرمایا پھر جب حضور کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔ اور ابوبکر کے بعد عمر نے ابتداء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر ان کو معلوم ہوا۔ کہ حضور نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں حضرت عمر نے اس حدیث کی تحقیق کی۔ اور جب ان کو ثابت ہو گئی۔ تب انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا۔ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ بس جس یہودی کے پاس حضور کا کوئی عہد ہو وہ اس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے۔ اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے۔ اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں ان ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمر کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو حضور نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے ان کو نکال دیں گے اب یہود نے عبداللہ بن عمر پر زیادتی کی

اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور اس سے پہلے ضرور انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں۔ کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز ان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر حضرت عمر نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے اور جبار بن صخر بن امیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا۔اوران دونوں شخصوں نے اسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر نے اس طرح تقسیم کیا۔ کہ ایک حصہ حضرت عثمان کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن عوف کا اور ایک حصہ عمر بن ابی سلمہ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہ کا اور ایک حصہ اولاد جعفر کا اور ایک حصہ منعیقیب کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقم کا اور ایک حصہ عبداللہ کا اور ایک حصہ عبداللہ بن جحش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ معتمر کا اور ایک حصہ زید بن ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب کا اور ایک حصہ معاذ بن عفراء کا اور ایک حصہ ابوطلحہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن رئاب کا اور ایک حصہ بانک بن صعصعہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حضیر کا اور ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی حبس بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے ہیں۔قتادہ کا اور آدہا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خزمہ اور ضحاک کا ابن اسحٰق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اس کے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کے مدینہ میں تشریف لانے کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں جس جن خیبر کی فتح ہوئی ہے اسی روز جعفر بن ابی طالب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضور نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی۔اور وہاں مقیم تھے حضور نے ان کے

بلانے کے واسطے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا۔ اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور کی خدمت میں پہنچے۔ جس روز آپ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے۔ اور وہ یہ لوگ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی تھیں۔ اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگ موتہ مضافات ملک شام میں حضور کے لشکر کے سردار ہو کر گئے۔ اور وہیں شہید ہوئے ایک شخص۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امتہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافت صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے۔ اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانی کے اس عورت کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت صدیق کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔ اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔ اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ چار شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔ اور بنی عبد الدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرجیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبد الاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا ایک شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود ہذیل سے ان کے حلیف۔ دو شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن احبان ایک شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جزء ان کو حضور نے مال غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئ سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ ایک شخص۔

اور بنی عامر بن لوی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ایک شخص۔

اور جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا۔ان کی عورتوں کی بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے ان کے نام یہ ہیں۔

بنی امیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی امیہ کے حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبید اللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔جب عبید اللہ حبش میں پہنچا اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔اور اس کے بعد حضور نے اس کی بیوی ام حبیبہ سے شادی فرمائی۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا۔کہ ہم نے تو یہ دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈھتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا۔اور یہ امیہ بنت قیس کا باپ تھا اور امیہ اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابوسفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی جب عبید اللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں۔تو ان دونوں عورتوں یعنی ام حبیبہ اور امیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔دو شخص۔

اور بنی عبد الدار بن قصی سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا۔اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے ایک شخص۔

بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئ سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقظ بن مرہ بن کعب سے ہبار جن سفیان بن عبد الاسد یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔اور بن کے بھائی عبد اللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی

جنگ میں شہید ہوئے۔ اوران کی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ تین شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح معہ اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور کے پاس آئیں۔ اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیوی حسنہ کے ماں شریک بھائی شرحبیل بن حسنہ یہ سب حبشہ گئے۔ اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ چھ شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم انہیں کو حضور نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا۔ اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی۔ اور شر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرلوک میں شہید ہوئے۔ اور سائب بن حرث بن قیس جو حضور کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئ سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے۔ اور عدی نضا بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے وہ شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا۔ مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا۔ اس نے چند اشعار کہے اور ان میں شراب اور معشوق کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمر نے بھی سنے۔ فوراً اس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر شخص ہوں قسم ہے خدا کی میں ان افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں۔ جو اشعار میں بیان کئے ہیں حضرت عمر نے فرمایا خیر جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہیں کو حضور نے پیغامبر بنا کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی حرث بن فہر مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد تین شخص۔

پس جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ اور نہ مکہ میں حضور کے پاس واپس آئے تھے۔ اور جو لوگ اس کے بعد حضور کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے۔ اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ سے عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی حطاب بن حرث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبد اللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن نصلہ سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسے بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر ایک شخص۔

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ ان لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہ حضور کی صاحبزادی۔

اور بنی امیہ سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں۔ اور بنی مخزوم سے ام سلمہ بنت ابی امیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریطہ بنت حرث بن حبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا۔ اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو لے کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نام بچی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی۔

اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن حبیرہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی جشمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئ سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور مجلل کی بیٹی۔ اور عمرہ بنت سعدیٰ بن وقدان۔ اور ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عمیس بن نعمان خثعمیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث

کنانیہ۔اور فکیہہ بنت یسار اور حسنہ توجیل کی والدہ۔

حبشہ میں مہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے ان کے نام

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بنی ہاشم سے۔اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن امۃ بنت خالد۔اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسدہ۔اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث۔اور لڑکیاں امۃ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر حضور مدینہ میں ربیع الاول' ربیع الآخر' جمادی الاول' جمادی الآخر' رجب' شعبان' رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی۔

عمرۃ القضاء کا بیان

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے حضور واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضور تشریف لے جاتے ہیں۔اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضا رکھا گیا ہے۔اور بعض اس کو عمرۃ القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضور کو ۲۰ ھ میں مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔پس اب حضور اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذیقعدہ کے مہینہ ۷ ھ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ اور مدینہ میں حضور نے عویف بن اصبط دیلی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان حضور کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں رو کے گئے تھے اور یہ ۷ ہجری کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے حضور کے آنے کی خبر سنی۔مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تا کہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں۔اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت

تنگ حال اور بھوکے بے طاقت لوگ ہیں۔ حضور نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائیں اور پھر مع اصحاب آپ نے دوڑ کر تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے کیونکہ حضور نے یہ فعل مشرکین کے دکھانے کو کیا تھا۔ مگر جب حضور نے جمۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے اشعار پڑھ رہے تھے۔ اشعار

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ　　خَلُّوْا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِہٖ

یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِہٖ

ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ پس سارا خیر اس کے رسول کے پاس میں ہے۔ اے اب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں۔

اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ قُبُوْلِہٖ　　نَحْنُ قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَاْوِیْلِہٖ

کَمَا قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ

اور میں نے اس کو قبول کرنے میں خدا کا حق پہچانا ہے۔ اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ　　وَ یُزِیْلُ الْخَلِیْلَ مِنْ خَلِیْلِہٖ

ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حرث سے بحالت احرام شادی کی فدیہ شادی حضرت عباس نے کرائی تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں۔ دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا حضرت عباس نے ان کی شادی حضور سے کر دی۔ اور حضور نے میمونہ کے مہر کے چار سو درم عنایت کئے۔

راوی کہتا ہے حضور مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا۔ تو قریش نے حویطب بن عبدالعزی بن

ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہوگئی لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔ حضور نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائیں گے۔ اور تمہاری بھی دعوت کریں گے۔ قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہئے۔ تب حضور خود معہ صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع ان کو لے کر مقام سرف میں حضور سے جا کر ملے اور وہیں حضور نے میمونہ سے خلوت فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾

''بیشک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھلایا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کترواۓ بے خوف وخطر اس میں داخل ہوں گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسبب عمرہ نہ کرنے کے ہوا تھا اس نے فتح قریب خیبر کی تم کو عنایت کی''۔

غزوۂ موتہ کا بیان

یہ غزوہ جمادی الاول ۸ ہجری میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے ابن اسحٰق کہتے ہیں مدینہ میں حضور باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ ہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اس لشکر کا حضور نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا۔ اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

پس لوگ اس جہاد کے واسطے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہونے لگا تو لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے جب سب رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو عبداللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔ مجھ کو ایک آیت رولا رہی ہے جو میں نے حضور سے سنی ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴾

''یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہوگا یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے''۔

پس میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ خدا تم کو اپنی حمایت میں رکھے اور دشمن کو سکوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اس وقت یہ اشعار کہے۔

لٰکِنَّنِیْ اَمْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَۃً ‌ ‌ ‌ اَضَرَبْتَد ذَاتَ فَرْغٍ تَقْدنُ الزَّبَدَا

وَ اَوْطَعْنَۃً بِیَدِیْ حَرَّان مُجَھَّزَۃً

کہ میں خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایک ضرب گھرانے والی جو سر کوان دے یا نیزہ کی ضرب سامنے سے ایسی۔

بِحَرْبَۃِ تَنْفَدُ الْاَحْشَاءَ وَالْکَبَدَاء ‌ ‌ ‌ حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی حَدِّیْ

اَوْشَدَہُ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَد

جو انتریوں اور جگر کے پار ہو جائے تا کہ جب لوگ میری طرف سے گذریں تو کہیں خدا اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے واسطے تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن رواحہ حضور کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے حضور نے ان کو رخصت کیا اور بطور پیا لیت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کے متعلق ہے تو ان کو خبر پہنچی۔ کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقاء کے متعلق ہے آ کر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس قافلہ ایک شخص کو سردار کیا ہے مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متردد رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا اور کو ہیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو حضور ہمارے مدد کو اور لشکر روانہ کریں یا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کاربند ہوں گے عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاع کئے اور کہا اے قوم تم شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے ہو تم تو دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ پس بسم اللہ کر کے قدم بڑھاؤ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا اور یا تم شہید ہو گے پس تمہارا مطلب کسی طرح

فوت نہ ہوگا تمام لشکر نے عبداللہ کی اس تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا۔

زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں یہی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ پس ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھ کو دھمکایا کہ کیوں روتا ہے خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے ہرقل کا لشکر بھی آ پہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نام ایک گاؤں کے پاس اترا اور دشمن کا لشکر مشارقت نام ایک گاؤں کے پاس تھا۔

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر قطبہ بن قتادہ بن وذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور میسرہ پر عبابر بن مالک انصاری کو مقرر کیا پھر جنگ ہغاویہ واقع ہوئی اور زید بن حارثہ نے حضور کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ یہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب جہاد کیا اور جب بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر عمر کی تنتیس برس کی تھی اللہ تعالٰی نے حضرت جعفر کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی جس سے آپ کے دو حصے ہو گئے اور حضرت جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متردد تھے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کا ایک چچا زاد بھائی بھنا گوشت کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبداللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا۔ کہ لشکر کے ایک طرف سے غل وشور کی آواز آئی۔ بس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس قدر لڑے۔ کہ آخر شہید ہوئے ان کے بعد ثابت بن اقرم بنی عجلان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔ اے مسلمانوں اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں نے کہا کیا تم کو مقرر کریں۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارتے مارتے اٹھا دیا۔ اور پھر لوگوں کو ساتھ اپنے قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے۔ کفار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر حضور نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا اس نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بتایا جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے۔ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے حضور میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضور کے پاس لائی حضور نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں اسماء کہتی ہیں۔ میں کھڑی ہو کر اس صدمہ سے چیخنے اور رونے لگی۔ عورتیں محلّہ کی میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے واسطے کھانا تیار کراؤ۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر حضور نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرہ میں رنج و ملال پایا اور ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں حضور نے فرمایا ان کو منع کر وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتی ہیں فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے منہوں میں خاک ڈال دیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا خدا تجھ کو دور کرے تو نے اپنے تئیں بھی نہیں چھوڑا یعنی ان کی تو شکایت کرنے آتا تھا اب خود حضور کی نافرمانی کرے گا یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے مونہوں اہل خاک نہیں ڈال سکتا ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے حمیرہ کی نسبت سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے حضور کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور چالاک لشکر آ رہا ہے جو بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے جب خالد

لشکر کو لے کر مقام مؤتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا۔ مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور حضور بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آنے لگے حضور نے فرمایا۔ ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفر کے بیٹے کو مجھے دو اور حضور نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ روای کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آتے ہو حضور نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ ان شاء اللہ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں حضور کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

ان لوگوں کے نام جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ اور بنی مالک بن حسل سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن صاف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے۔ ابوکلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بنی افصیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عار بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ کے دونوں بیٹے۔ بس یہ لوگ اس جنگ میں شہد ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان اسباب کا ذکر جو مکہ پر لشکر کشی کے باعث ہوئے اور ماہ رمضان ۸ ھ میں فتح مکہ کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاء پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا۔ اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال لوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرضہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگردہ اور فخر تھے یعنی سلمی اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خون بہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خون بہا لیا کرتے تھے۔ اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے اور اب جو یہ حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی۔ کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ پس بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنی کر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی بکر نے قتل کئے تھے۔ قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو وتیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کے لئے تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے

حرم کے پاس آ گئے اس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہئے خدا سے ڈر خدا سے ڈر نوفل نے اس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔

راوی کہتا ہے اور جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا۔ اس کا نام منبہ تھا اس نے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں ان کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے۔ اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقا اور ایک اور شخص کے مکان میں جو حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی۔ اور ان کو قتل و غارت کیا اور حضور کے عہد و پیمان کو توڑ دیا۔ کیونکہ بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل تھے۔ پس عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچا حضور اس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی حضور نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل حضور کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آ گئے اور حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقا وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا قریش نے اس کو مدینہ میں حضور کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے واسطے بھیجا تھا۔ جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو۔ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور حضور کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے بدیل نے کہا نہیں پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی پھر اس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آ کر اس کی مینگنی توڑ کر دیکھا تو اس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا۔ اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو ام المومنین تھیں اور حضور کے بچھونے پر اس نے بیٹھنا چاہا۔ ام المومنین نے اس بچھونے کو لپیٹ دیا ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس

بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص حضور کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی۔ کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔ پھر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تم چل کر حضور سے میرے واسطے گفتگو کرو۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں یہ کام نہیں کرسکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہوگا تب بھی میں اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علی کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام ان کی گود میں بیٹھے تھے ابوسفیان نے کہا اے علی تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو۔ اور میں ایک حاجتمند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا۔ تو بہت ذلیل ہوں گا۔ حضرت علی نے فرمایا اے ابوسفیان حضور کو ایک ایسا امر در پیش ہے کہ ہم ہرگز حضور سے اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے پھر ابوسفیان حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا اے محمد کی صاحبزادی تم ایسا کرسکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ یہ لوگوں میں پناہ پکاریں حضرت فاطمہ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا حضور پر کون پناہ پکار سکتا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علی سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علی نے فرمایا۔ میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو۔ پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر پناہ پکار دو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا۔ یا نہیں مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو میں نے سب کے درمیان میں پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔ جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے ابوسفیان نے کہا محمد ﷺ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکر کے پاس گیا۔ اس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علی کے پاس گیا۔ ان کو سب سے زیادہ نرم پایا۔ اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچایا نہیں۔ قریش نے کہا علی نے تجھ سے کیا کہا ابوسفیان نے کہا کہ علی نے مجھ سے کہا کہ لوگوں میں پناہ پکار دے چنانچہ میں نے پکار دی قریش نے کہا پھر محمد نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں اور سفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پس تو علی نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا ہے قسم ہے خدا کی اور کوئی بات اس کی سوا مجھے معلوم نہ ہوئی۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا۔ اور حضور کی ازواج بھی حضور کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ اور وہ حضور کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکر نے پوچھا اے بیٹی حضور کا کس طرف جانے کا قصد ہے عائشہ نے کہا یہ تو حضور نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضور نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تا کہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو۔ اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ پس لوگ نہایت چستی سے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سفر مکہ کی تیاری کی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضور کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت سارہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد کردہ لونڈی تھی جب یہ عورت روانہ ہوگئی تو حضور کو بذریعہ وحی کے اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علی اور زبیر کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے۔ وہ خط اس سے لے آؤ۔ اور اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علی اور زبیر نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی اس کے تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علی نے کہا قسم ہے خدا کی حضور نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت یا تو خط ہم کو دے دے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں عورت جب لاچار ہوئی۔ تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علی کو دیا اور وہ اس کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے۔ تب حضور نے حاطب کو بلایا۔ اور فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا ہے اور یہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ پس اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے حضرت عمر نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں حضور نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔

راوی کہتا ہے پھر حاطب کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ﴾

''یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور حضور مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب آپ

مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور امج کے درمیان ہے حضور نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے جب حضور مقام مرظہران میں پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ مرظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک حضور کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچتی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے حضرت عباس اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے جو حضور سے مقام جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباس مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور بھی ان سے راضی تھے۔

اور انہیں دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقا اخبار کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام نبق عقاب میں حضور کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو ملا یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور کے پاس جانا چاہا۔ اور ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا جو آپ کا خسر ہے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے تو میری آبروریزی کی اور میرا پھوپھی کا بیٹا جو خسر بھی ہے۔ اس نے مکہ میں مجھ کو وہ وہ کچھ کہا ہے جو کہا ہے۔ جب یہ ان دونوں کو پہنچی ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ اور بھوکے پیاسے مر جائیں گے کیونکہ حضور ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے جب حضور نے یہ سنا تو آپ چونکہ رحم اور خلق مجسم تھے ان کے حال زار پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو حضوری کی اجازت دی۔ پس یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوئے اور ابوسفیان نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عذر کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضور نے مقام مرظہران میں قیام کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آ گیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اس کو حضور کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر حضور کے حملہ کرنے سے پہلے آ کر امن مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضور کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدان آراک میں آیا۔ تا کہ کوئی شخص لکڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی حاجت مند ہو اور میں اس کو خبر کر دوں پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن وقار کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہا کہ ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اس قدر روشنی ان کے لشکر کی

ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان یک آواز پہچان لی۔ اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباس کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول خدا ﷺ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آ گیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن ماردیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو حضور کی خدمت میں لے چلتا ہوں۔ اور تیرے واسطے درخواست کروں گا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور دونوں ساتھی اس کے الٹے پھر گئے اور میں اس کو لے کر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس سے گذرتا تھا لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول خدا کے چچا رسول خدا کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گذرا تو عمر کھڑے ہو گئے۔ اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہدو پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر حضور کی خدمت میں دوڑے۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ حضور سے لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور عمر بھی اسی وقت آ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہدو پیمان کے قابو دے دیا ہے۔ پس مجھ کو اجزت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور قسم ہے خدا کی آج کی رات میں اپنے پاس اس کو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا۔ تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبدمناف سے ہے اس سبب سے میں نے اسکی سفارش کی ہے عمر نے کہا اے عباس سنو قسم ہے خدا کی۔ جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی ان کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی حضور نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اس کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم

اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں بیشک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پوجا کرتا تھا پھر حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم و کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے۔ اور **لا اله الا الله محمد رسول الله** کی گواہی دے۔ پس ابوسفیان نے گواہی دی۔ اور اسلام قبول کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو دوست رکھتا ہے اس کے واسطے کوئی ایسی بات کر دیجئے۔ جس میں اس کو فخر ہو حضور نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو حضور نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گذرنے کی سیر دکھاؤ۔ عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں حضور نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گذرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گذرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ حضور سبز لشکر کے ساتھ گذرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا۔ کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زرہ اور خود وغیرہ سامان حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب یہی لوگ گذرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور حضور بھی انہیں کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ قسم ہے خدا کی اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے حضرت عباس نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے ابوسفیان نے کہا ہاں بیشک نبوت ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلا ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں جا کر چیخا اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمد آ گئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اس کی مونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس پہلوان مضبوط موٹے فربہ کو قتل کر دو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا

اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھوؤ۔ محمد تم پر آ گئے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا۔ اس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا۔ اس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا۔ اس کو بھی امن ہے پس یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حضور مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپ اس وقت سرخ رنگ کی حمری چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور خدا کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت حضور ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے ابوقحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنے سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقبیس پہاڑ پر لے چل اور ابوقحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ پس یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی۔ انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص ان کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابوقحافہ نے کہا اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری کہ سواروں نے آن لیا اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اس کے گلے سے اتار لی۔ پھر جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو ابوبکر اپنے باپ کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم نے بڑے میاں کو ناحق تکلیف دی میں خود ان سے ملنے کو ان کے گھر جاتا۔ ابوبکر نے عرض کیا حضور کے تشریف لے جانے سے مجھ کو حضور کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے حضور نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابوبکر اپنے والد کو لائے ہیں۔ تو ان کا سر بالکل سفید پگلا ہوا تھا حضور نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر ابوبکر نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق لیا ہو وہ دے دے مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن تو اپنی ہنسلی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب حضور نے مقام ذی طوی سے لشکر کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف روانہ کیا سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کو متوجہ ہوئے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال کی جائے گی حضرت عمر کو سعد کی اس کلام سے اندیشہ ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم

کوسعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ حضور نے علی سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

اور خالد بن ولید کو حضور نے میمنہ لشکر کا سردار کیا جس میں اسلام اور سلیم اور غنمار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

اور ابولبیدہ بن جراح مسلمانوں کا لشکر لے کر حضور کے آگے آگے اذاخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے۔ اور وہیں حضور کے واسطے خیمہ کھڑا کیا گیا۔

راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے اور حمس بن قیس بن خالد بنی بکر میں سے ایک شخص حضور کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کرتا تھا۔ اس کی بوی نے اس سے پوچھا تو کس واسطے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے۔ اس نے کہا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی جنگ کے واسطے عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجارب بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے مشرکین نے ان کو شہید کیا اور کرز بن جابر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا۔ تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلاء شہید ہوئے اور مشرکین میں سے قریب بارہ آدمیوں کے قتل ہوئے پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آ چھپا اور جورو سے کہا گھر کا دروازہ بند کر دے جورو نے کہا تو اس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا۔

اِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ　　اِذْفَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرَمَهْ
وَ اَبُوْ يَزِيْدَ قَائِمٌ كَالْمُوْتِمَه

اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی۔ جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے۔ اور ابو یزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔

وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوْفِ الْمُسْلِمَهْ　　يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَ جُمْجُمَهْ
ضَرْبًا فَلَا يَسْمَعُ اِلَّا غُمْغُمَهْ

اور میں تیز تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھا جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں۔

اور ایسی مارا مارتھی کہ بجز چیخم دہاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

لَهُمْ نَهِيْتٌ خَلْفَنَا وَ هَمْهَمَهُ　　　لَمْ تَنْطِقِىْ فِى اللَّوْمِ اَدْنٰى كَلِمَهُ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کی غل تھی۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت کا میری نسبت نہ کہتی۔

راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبداللہ تھا اور حضور نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا۔ کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

انہیں لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا اس کے قتل کرنے کا حکم حضور نے اس سبب سے دیا تھا۔ کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا۔ اور وحی کو حضور کے پاس لکھا کرتا تھا پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آ ملا۔ اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ ان کا دودھ بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ اطمینان میں ہو گیا تو حضرت عثمان اس کو لے کر حضور کی خدمت میں امن دلانے کے واسطے آئے حضور بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب عثمان نے اصرار کیا تو حضور نے فرمایا ہاں اور جب عثمان اس کو لے کر چلے گئے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا۔ تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور آنکھ مجھ کو اشارہ فرما دیتے فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں فرماتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل نامی کے قتل کا حضور نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا۔ کہ یہ بھی مسلمان ہوا تھا اور حضور نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہ کسی منزل میں اترا تو اپنے غلام سے اس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکا لے غلام بے چارہ سو گیا۔ اور کھانا اس نے نہ پکایا اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آ ملا۔ اور اپنی لونڈیوں سے حضور کی ہجو کے اشعار گوایا کرتا تھا حضور نے اس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں حضور کو ستایا کرتا تھا۔ اور جب حضرت عباس

حضرت فاطمہ اور ام کلثوم حضور کی صاحبزادی کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے ہیں تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرادیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حضور نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور حضور کو مکہ میں بہت برا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضور نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضور سے اس کے واسطے امن لیا حضور نے امن دے دیا۔ تب وہ یمن میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر حضور کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی دونوں نے مل کر شہید کیا۔ اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تو قتل ہوئی۔ اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے واسطے حضور سے امن لیا گیا تو حضور نے امن دے دیا۔ اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیا۔ پھر حضرتِ عمر کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی روندن میں آ کر مقام ابطح میں ہلاک ہوئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی کی بہن کہتی ہیں کہ جس وقت حضور مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حرث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے کوٹھڑی میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے۔ اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں ام ہانی کہتی ہیں۔ یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے حضور کے پاس آئی حضور اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل کر رہے تھے اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارے ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوب آئیں اچھی ہو۔ میں نے عرض کیا حضور میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔ اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے۔

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب حضور مکہ میں آ کر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا حضور نے کعبہ کے

سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ حجر اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضور نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہار کھا دیکھا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اہل علم کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ کے دروزہ پر کھڑے ہو کر فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1] وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ حَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

''اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے پس وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت''۔

اے لوگوں خطا سے جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے پس اس میں پورا خون بہا یعنی سو اونٹ[2] لازم ہیں اے قریش خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے پھر حضور نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ﴾

''اے لوگو ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک خدا کے نزدیک تم میں بزرگ مرتبہ وہ ہے جو بڑا متقی ہے''۔

پھر فرمایا اے قریش تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم میں کیسی کاروائی کروں گا۔ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی کریم ابن الکریم ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور خود حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ حضور نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے عثمان حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا اے عثمان اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفاء کا ہے اور حضرت علی سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب حضور فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے اندر آپ نے

---

[1] خدا وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفاروں کے لشکروں کو اس نے ہزیمت دی۔ [2] خون بہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیم کی دیکھی کہ ازلام[۱] کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس صورت سے تصویر بنائی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیم کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکسو ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے پھر ان تصویروں کے مٹانے کا آپ نے حکم فرمایا چنانچہ اسی وقت وہ مٹادی گئیں۔

جب حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے جب حضور باہر نکل آئے۔تو بلال پیچھے رہ گئے عبداللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ حضور نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوار سے پرے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ حضور کی نماز کی بلال نے ان کو بتائی ہے۔

جب حضور کعبہ میں داخل ہوئے ہیں تو بلال کو آپ نے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔اور ابوسفیان بن حرب اور عتاب بن اسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے عتاب بن اسید نے کہا کہ اسید کو اللہ نے بڑی بزرگی دی کہ اس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی حضور کو غصہ آتا۔حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں ان کا اتباع کرلوں۔ابوسفیان نے کہا۔میں تو کچھ نہیں بولتا۔اگر میں حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات ان سے کہہ دیں گی پھر حضور کعبہ سے باہر آ کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں سب مجھے معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم خدا کے رسول ہو۔کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اس نے تم سے کہا ہوگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی اسلم میں ایک شخص احمر نام بڑا بہادر تھا اور جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا۔اور اسی سبب سے الگ سوتا تھا۔اور جب لوگ اس کو پکارتے تو مثل شیر کے اٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جاتے تھے جب یہ حاضرہ کے قریب پہنچے۔تو ان میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں اگر وہ ہوگا تو اس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا پھر ابن اثوغ نے احمر کے خراٹے کی

---

[۱] ازلام زمانہ جاہلیت میں قرعہ ڈالنے کے تیر تھے۔

آواز سن کر اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر زور کیا اور اس کو مار ڈالا پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر احمر کہہ کے پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو ان کی مدد کو جاتا۔

اب جو حضور نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا۔ اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں پھر اتنے میں خراش بن امیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا جب حضور کو یہ خبر پہنچی فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خون بہا دینا پڑے گا۔

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں حضور کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ حضور نے فرمایا اے لوگو مکہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے واسطے یہ حلال ہوگا۔ صرف میرے لئے ایک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا۔ اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی ہے۔ جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں ان کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں ان کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا نے اس میں قتل و قتال کیا ہے۔ تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی۔ اور اے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ اور اب سے جو شخص قتل ہوگا۔ پس اس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خون بہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کب حرم قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے ابو شریح نے کہا۔ جس وقت حضور نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ پس میں نے تجھ کو یہ حکم پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سے سب سے پہلے جس مقتول کا حضور نے خون بہا دیا وہ جنید بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور نے اس کے خون بہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صفا پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ

اب تو اللہ تعالیٰ نے حضور کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید حضور یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب حضور دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے حضور نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مکہ کے روز جب حضور نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا ہے۔ تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ حضور نے چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے منہ کی طرف آپ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دیں اور جب حضور کے قریب پہنچے اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا فضالہ ہیں عرض کیا حضور ہاں میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادہ سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں حضور نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتے ہیں حضور کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے حضور کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہوگئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا۔ تاکہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے حضور سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے حضور اس کو امن عنایت کریں۔ حضور نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ حضور نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس آئے اور کہا حضور نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضور کا میں نشانی کے واسطے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان حضور تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دے دیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔ حضور نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضور سے عکرمہ کے واسطے امن لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں

سے پہلے اسلام لائی تھیں اور حضور نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی۔ اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تین اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

عباس بن مرواس کے اسلام لانے کا بیان

عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بت جس کا نام اس نے ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرواس مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے بت کے اندر سے یہ اشعار سنے۔

کُلٌّ لِلْقَبَائِلِ مِنْ عَلِیْمٍ کُلِّهِمْ ۔۔۔ اُوْدِیْ ضِمَارٌ عَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰی ۔۔۔ لَمَعْبَدَ اِبْنَ مِنْ قُرَیْشٍ مُهْتَدِیْ

اُوْدِیْ ضِمَارٌ كَانَ یُعْمَدُ مَرَّةً ۔۔۔ قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

جب ابن مرداس نے یہ اشعار سنے اسی وقت اس بت کو آگ میں جلا دیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کا کنانہ کی شاخ بنی جذیمہ کی طرف جانا اور پھر حضرت علی بن ابی طالب کی خالد کی خطا کی تلافی کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا۔ اور قتل و قتال کا حکم نہیں دیا تھا جب خالد فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے انہوں نے ان کو حکم کیا کہ اپنے ہتھیار سب ڈال دو۔ کیونکہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم کیا تو ہم میں سے ایک شخص جحدم عامر نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کریں گے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جحدم تو ہم سب کا خون کرنا چاہتا ہے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے

ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دئے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالد نے ان کی مشکیں باندھ کر چند لوگوں کو ان میں سے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضور کو پہنچی۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار میں خالد کی کاروائی سے بری ہوں۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر کچھ کاروائی سے اس کی آپ خوش ہوں گے اور کچھ کاروائی اس کی قابل اعتراض ہوگی جو حضور کو ناگوار گذرے گی۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کاروائی کی تو قوم میں سے ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید رنگ میانہ قد نے خالد کو منع کیا اور خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان میں گفتگو ہوتی رہی حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو حذیفہ کا آزاد غلام ہے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی ان باتوں کا اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علی بہت سا مال حضور کے پاس سے لے کر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کئے تھے۔ ان سب کا خون بہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خون بہا یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لے لو قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دئے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا خون بہا یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کاروائی عرض کی حضور نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ اور پھر حضور قبیلہ رو کھڑے ہوئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالد کی کاروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ تین بار یہی فرمایا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن

حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ حضور نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو جہرم نے کہا اے قوم تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈراتا تھا مگر تم نے میرا کہنا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کاروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں۔ بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور تک اس کی خبر پہنچی حضور نے فرمایا اے خالد تم میرے اصحاب کے پیچھے نہ پڑو۔ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس یمن کی طرف مال تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں ان سے اس شخص کے مال کا مطالبہ کیا حالانکہ یہ ابھی اس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا چنانچہ عوف بن عبدعوف اور فاکہہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خون بہا دئے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ابوو داد کہتے ہیں۔ بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا۔ اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل۔ جو اس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں۔ میں ایک بات ان سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آئیو۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب

ہو کر چند اشعار عاشقانہ پڑھے۔ ابووداد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن ماری گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اس کے بوسہ لیتی لیتی خود بھی مر گئی۔

خالد بن ولید کا عزیٰ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ ہونا

پھر خالد بن ولید کو حضور نے عزیٰ کے ڈہانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مقام نخلہ میں یہ ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے اور بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی۔ اس بت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضور کی خدمت میں واپس چلے گئے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد حضور مکہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز عصر ادا کی۔

غزوۂ حنین کا بیان

[یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری المقدس میں واقع ہوا]

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی۔ ان کے سردار مالک بن عوف بصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نصر اور بنی جشم اور بنی بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا درید بن صمہ نامی تھا۔ اس کو بھی بہ سبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث۔ اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر حضور کی جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اترا تو درید نے پوچھا۔ یہ کیا مقام ہے

لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے۔ جس پر سے پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھنسیں پھر کہا یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال واسباب اور جورو بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ درید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بلایا گیا۔ جب وہ آ گیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتلا۔

مالک نے کہا میں سب لوگوں کو مال واسباب اور آل واولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تا کہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ درید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔ اگر تیری فتح ہوئی۔ تو صرف تلوار اور نیزہ سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا اہل واولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر درید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ درید نے کہا معلوم ہوا۔ کہ اگر یہ جنگ رفت اور بلندی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ پھر درید نے مالک سے کہا۔ کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل نامعقول کی ہے میرے نزدیک بہتر یہی ہے۔ کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا۔ اور و. ل ان کے مال واولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی۔ تب تیری آل واولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا سے پیر مزخرف بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تا کہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلوار کے میان توڑ کر پھینک دو۔ اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے چند مخبر روانہ کئے۔ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے۔ اس نے پوچھا۔ تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر

ہمارے ہوش وحواس سب گم ہو گئے۔

راوی کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔

جب حضور ﷺ کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی عدرو اسلمی کو حکم دیا۔ کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے۔ اور ان کے سب حالات معلوم کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ساری خبر بیان کی۔ حضور نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا عمر نے کہا عبداللہ جھوٹ بولتا ہے عبداللہ نے کہا اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا۔ تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں۔ کہ عبداللہ کیا کہتا ہے حضور نے فرمایا اے عمر تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے۔ ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضور نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں حضور نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بجنبہ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضور کی خدمت میں بھیج دیں۔

راوی کہتا ہے پس حضور دس ہزار لشکر پہلا جو فتح مکہ کے واسطے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور وہ ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔ اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور حضور کے ساتھ نہ گئے تھے۔

۔ حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت نو مسلم تھے جب حضور ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے ہیں۔ کہتے ہیں ایک درخت ذات انواط نامی تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے تھے۔ اور ایک دن حاضر رہتے تھے اس سفر میں جب ہم حضور کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت بیری کا بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے۔ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے۔ تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا۔ اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی ہوازن نے چار وں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضور لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی۔ کہ اے لوگو میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول خدا کا یہاں موجود ہوں۔ اور مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنی ابوبکر اور عمر اور علی اور عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبید جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔

جابر کہتے ہیں۔ ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا۔ اور پھر نشان کو اونچا کرتا۔ تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آ جاتے۔

راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اونٹ کو ایسی تلوار ماری۔ کہ اونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اس کافر کو ایسی تلوار لگائی۔ کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں۔ تو بعض مکہ کے منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا۔ کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جبلہ بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہو گیا یہ جبلہ صفوان بن امیہ کا بھائی تھا صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے اور شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقعہ ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ احد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضور کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکا یک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں حضور کو قتل نہ کر سکا۔ اور میں نے جان لیا کہ

میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

حضرت بن عبدالمطلب کہتے ہیں۔ میں حضور کے سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جسیم بلند آواز شخص تھا۔ جب حضور نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا۔ تو آواز دی کہ اے لوگو کہاں جاتے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضور کی آواز نہیں سنی۔ تب حضور نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کو ایسی بدحواسی کی حالت تھی۔ کہ اونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے۔ اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینک دیتا تھا۔ اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ جب حضور کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر حضور جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے۔ اور صحابہ اس وقت خوب گرما گرمی سے جنگ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔

اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی گرفتہ وبستہ حضور کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے حضور نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے حضور کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا۔ اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ حضور کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

اور حضور نے اسی وقت ام سلیم بنت ملمان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اس وقت ان کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نکیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ام سلیم ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ حضور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی لائق ہیں حضور نے فرمایا اے ام سلیم خدا کافی ہے۔

راوی کہتا ہے ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابوطلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ام سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے ام سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے

گا۔ تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ ام سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔

ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کرنے کو آ رہا ہے۔ میں اس کے مقابل گیا۔ اور میں نے ایسی تلوار اس کو لگائی کہ ایک ہاتھ اس کا کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آ کر چمٹ گیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اس میں سے موت کی بو آئی۔ اور وہ گر پڑا پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے اور اس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا۔ اور مکہ کے ایک شخص نے اس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے جب لڑائی ختم ہو گئی تو حضور نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اس کا مال اس کا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کا سامان کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے اس کا سامان میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خدا کے شیر تو خدا کے دین کی طرف سے لڑیں۔ اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر ان کو دے۔ حضور نے بھی فرمایا۔ کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اس نے ابوقتادہ کو دے دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوطلحہ نے فقط تنہا بیس آدمیوں کا سامان لیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفاروں کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی۔ اور پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیاں میں پھیل گئی۔ اور وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھر گئی تھیں۔ اور اسی وقت مسلمانوں کو فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا۔ **شعر**

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللّٰهِ خَيْلَ اللَّاتِ　　　وَخَيْلُهُ اَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

(یعنی بیشک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا۔ اور اسی کا لشکر زیادہ حق

دار ہے رہنے کا)۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔ تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ ربیعہ بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر حضور کو پہنچی۔ تو فرمایا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے۔ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ جب لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا سامان لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے آتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں یہ غلام نصرانی تھا۔ اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ دیکھو تو یہ ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا۔ اور اس قوم میں سے صرف وہ آدمی قتل ہوئے ایک بنی غیرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے۔ اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا۔ جب حضور کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض بھاگ کر طائف میں آئے۔ اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اوطاس کو چلے گئے۔ اور بعض مقام نخلہ کی طرف بھاگے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غرہ تھے۔ اور انہیں کے تعاقب میں حضور کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رفیع ابن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن مرئ القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے تھے اور دغنہ ان کی ماں تھی۔ درید بن صمہ کو ایک اونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔ کیونکہ درید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا۔ میں ربیعہ بن رفیع ہوں۔ اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اس کو لگائی۔ جو کچھ کارگر نہ ہوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہگری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا۔ اور ہڈیوں کی طرف سے بادر کر کے دماغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا

تھا۔ اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے۔ تو اس سے کہہ دیجو کہ تو نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے) کیونکہ قسم ہے خدا کی۔ کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں۔ جب میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو اس کی رانوں اور کولھوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے سبب سے مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے تیری تین ماؤں کو آزاد کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں حضور نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا۔ اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جا لیا۔ مگر ابو عامر کو ایک تیر ایسا لگا۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ جس نے ابو عامر کو تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن درید تھا۔

راوی کہتا ہے اور ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بن رماب میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے دتیغ کئے۔ تو عبداللہ بن قیس ربائی نے جن کو ابن العورا بھی کہتے ہیں۔ حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رئاب ہلاک ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔ اے خدا ان کی مصیبت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

جب ہوازن کو یہ شکست ہوئی۔ تو مالک بن عوف چند اپنی قوم کے سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ۔ تا کہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے ملجائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آیا ہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا ایک سوار

شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے متعرض ہوگا۔ تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب زبیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا۔ فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ سے ان کی خبر لی۔ کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام کر کے کہتے تھے اے خدا اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام کر کے گواہ نہ ہوجیو۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ اور یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور جب حضور اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں حلاء اور اوفیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کو تیر مارے ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنہ میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا۔ اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ایک عورت کی لاش کے پاس سے گذرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا۔ اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اسی روز حضور نے اپنے افسران لشکر سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آ جائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابۂ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال کے لے کر حضور کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبدالعزیٰ حضور کی دودھ بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شیماء نے کہا اے لوگو تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت چاہئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو شیماء نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں آپ کی دودھ بہن ہوں۔ حضور نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے۔ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا۔ اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضور کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر

آپ نے بچھا کر اس پر شیما کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور نے ان کو بہت سامال واسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے شیماء کو ایک غلام مکحول نامی اور ایک لونڈی بھی دی تھی۔ اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ اور ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ﴾

''آخر آیت تک۔ بیشک خدا نے تمہاری بہت سے مواقع میں تمہاری مدد کی۔ اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے''۔

ان مسلمان کے نام جو حنین کی جنگ میں شہید ہوئے

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا۔ چمک کر ان کو شہید کیا۔ اور انصار میں سے سراقہ بن خز بن عدی۔ اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے حضور نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لے جا کر مقید رکھو۔ بجیر بن زہیر بن ابی سلمٰی نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ جس کے چند شعر ذیل میں مندرج کئے جاتے ہیں۔

فَاللّٰهُ اَكْرَمَنَا وَاَظْهَرَ دِيْنَنَا   وَلَلْعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ

پس خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدائے رحمٰن (یعنی اپنی) عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دے۔

وَاللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ وَ فَرَّقَ جَمْعَهُمْ   وَ اَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ

(ترجمہ) اور خدا نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے ان کو ذلیل رسوا کیا۔

اِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَ وَلِيُّهٗ   يَدْعُوْنَ يَا لِكَتِيْبَةِ الْاِيْمَانِ

(ترجمہ) جبکہ تمہارے نبی ﷺ کے چچا اور ان کے والی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہو۔

اَیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ اَجَابُوْا رَبَّهُمْ   یَوْمَ الْعَرِیْضِ وَبَیْعَةِ الرِّضْوَانِ

(ترجمہ) اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریض اور ربیعۃ الرضوان کے روز۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ حضور پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کو ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد اس طرح نظم کیا ہے۔

اُذْکُرْ مَسِیْرَهُمْ لِلنَّاسِ اِذْ جَمَعُوْا   وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّایَاتُ تَخْتَفِقُ

(ترجمہ) جنگ کے واسطے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور مالک ہوازن کے سردار کے سر پر نشان ہل رہے تھے۔

وَمَالِكٌ مَالِكٌ مَا فَوْقَهُ اَحَدٌ   یَوْمَ حُنَیْنٍ عَلَیْهِ التَّاجُ یَا تَلِقُ

(ترجمہ) اور مالک سے اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حَتّٰی لَقُو الْبَاْسَ یَقْدُمُهُمْ   عَلَیْهِمُ الْبِیْضُ وَالْاَبْدَانُ وَالدُّرُقُ

(ترجمہ) یہاں تک کہ جنگ کے وقت وہ خوب لڑے۔ ان پر زر ہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں۔

فَضَارَبُوا النَّاسَ حَتّٰی لَمْ یَرَوْ اَحَدًا   حَوْلَ النَّبِیِّ وَحَتّٰی جَنَّهُ الْغَسَقُ

(ترجمہ) پس اس قدر ہوازن نے مسلمانوں کو مارا کہ رسول کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا۔ اور یہاں تک کہ اندھیرے نے ان کو ڈھانک لیا یعنی شام ہوگئی۔

تَمَتْ نَزَّلَ جِبْرِیْلُ بِنَصْرِهِمْ   مِنَ السَّمَآءِ فَمَهْزُوْمٌ وَ مُعْتَنَقُ

(ترجمہ) تب جبرئیل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے۔ پس ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض گرفتار ہوئے۔

مِنَّا وَلَوْ غَیْرُ جِبْرِیْلٍ یُقَاتِلُنَا   لَمَنَعَتْنَا اِذْ اَسْیَافُنَا الْعُتُقُ

(ترجمہ) اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اس کو غالب نہ ہونے دیتیں۔

غزوۂ طائف کا بیان

[یہ غزوہ حنین کے بعد ہی ۸ھ ہجری میں واقع ہوا]

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں

بند کرلیا۔ اور بروج وفصائل کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے گئے ہوئے تھے اور حضور جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ یمانیہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغار میں پہنچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے۔ اور یہیں حضور نے مالک بن عوف کے قلعہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسمار کیا گیا۔ پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا۔ اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضور نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اجاڑ دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ حضور نے باغ کو برباد کرنے کا حکم دیا۔ اور اسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اس مقام پر ڈالا جہاں اب حضور کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔ راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس سفر میں حضور کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں۔ جن میں سے ایک ام سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں۔ اور ان دونوں کے خیمہ پاس پاس استادہ تھے اور حضور ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا۔ تب عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے حضور کے مصلے کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا کہ جب دھوپ اس پر پڑتی تھی تو اس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی تیراندازوں نے اپنے ہنر ظاہر کئے اور حضور نے منجنیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف ہی پر لگا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تاکہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے طائف والوں نے ان مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کئے ہوئے مارنے شروع کئے۔ تب یہ لاچار ہو کر باہر نکل آئے پھر طائف والوں نے ان پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے ان کو کاٹنا شروع کیا۔ اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ ان کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور ان میں سے ایک آمنہ ابوسفیان کی بیٹی عروہ بن مسعود کی بیوی تھی۔ اور عروہ سے اس کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھی۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن قارب تھا۔ اور ایک امیمہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھی۔ جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو۔ اس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں۔ تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں۔ اور اگر اجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم محمد سے جا کر ان باغات کے واسطے گفتگو کرو۔ کہ وہ ان کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو ان سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے حضور اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو حضور نے ان کی درخواست سے ان کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابوبکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضور کی فتح ہو گی۔ حضور نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔ خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں

انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت کیجئے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کی برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا حضور نے فرمایا۔ اے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی عمر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ خویلہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضور کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے۔ تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ حضور نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم ہے خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو حضور کی امداد کے واسطے آیا تھا عیینہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا۔ تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید کہ اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کے مجھ کو دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے۔ تو انہوں نے حضور سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا تھا۔ اور مروان مسلمان ہو کر حضور کی مدد کو آئے تھے حضور نے ان سے فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ پس مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے ضحاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل وعیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

ان مسلمانوں کے نام جو طائف کی جنگ میں شہید ہوئے

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن امیہ اور عرفطہ بن خباب بنی اسد میں غوث سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے شہید ہوئے۔ مدینہ میں آ کر حضور

کی وفات کے بعد۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث۔ اور بنی سعد بن لیث سے جلیمہ بن عبداللہ شہید ہوئے۔

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ۔ اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ۔

اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ یہ سب بارہ شخص۔ صحابہ کرام سے طائف کی جنگ میں شہید ہوئے۔ جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

ہوازن کے مالِ غنیمت اور قیدیوں کا بیان

[اور حضور کا مؤلف قلوب لوگوں کو اس میں سے بطور انعام کے عنایت کرنا]

طائف سے واپس ہو کر حضور مقام جعرانہ میں تشریف لائے۔ اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے ساتھ تھے۔ راوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمائیے۔ حضور نے دعا کی۔ کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج۔

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قید تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہے۔ پس حضور ہم پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا۔ اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابوصرد تھی عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں[1] اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں۔ جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کہ دودھ بلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ حضور نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال واسباب ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا

ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت فرما دیں۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ حضور نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں۔ اسی وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ پس اس وقت میں تم کو دے دوں گا۔

چنانچہ جب حضور نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی۔ ان لوگوں نے حضور کی تعلیم کے موافق وہ کلام کہا حضور نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ حضور کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ اور عباس ابن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر کہا نہیں ہم اپنا حصہ حضور کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا۔ تم نے مجھ کو اس وقت خفت دلائی۔

پھر حضور نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دئے۔ ان قیدیوں میں سے حضور نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔

اور ایک لونڈی حضرت عثمان کو دی تھی۔ جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی تھی۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا۔ جو بنی جمح میں تھے تاکہ وہاں وہ اس کا بناؤ سنگار کریں اور میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ پس جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا حضور نے ہماری عورتیں اور اولاد کو واپس عنایت کر دیا ہے۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بنی جمح میں ہے اس کو بھی لیتے جاؤ۔ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے۔ اس کے فدیہ میں بہت سا روپیہ میرے ہاتھ آئے گا۔ پھر جب حضور نے ہوازن کو قیدی واپس کئے۔ تو عیینہ نے اس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیر ابوصرد نے اس سے کہا اے عیینہ تو اس بڑھیا کو کیا کرے گا نہ اس کی لبوں میں ٹھنڈک اور شیرینی ہے اور نہ اس کی پستانیں نوخیز

ہیں۔ نہ اس کا پیٹ جننے کے لائق ہے۔ عمر اس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو۔ تو کہیں نہ ملے گا۔ اور نہ اس کی چھاتی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اس کو واپس کردے۔

راوی کہتا ہے حضور نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ حضور نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل وعیال کو بھی اسے واپس کردوں اور سو اونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہوگئی۔ تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کرادیا اور پہر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا۔ اور اسلام سے مشرف ہوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ حضور نے حسب وعدہ اس کے اہل وعیال کو مع سو اونٹوں کے اس کے پاس واپس کیا۔ پھر حضور نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سردار کردیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر لوٹ مار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کریں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضور ہم میں تقسیم فرمادیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں حضور سے اس بات کے بہت مصر ہوئے۔ اور حضور کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادر تو مجھ کو دو۔ قسم ہے خدا کی اگر تہامہ کے ملک کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا۔ تو میں اس کو تمہارے درمیان میں تقسیم کردیتا۔ اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔ اے لوگو میرے واسطے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے۔ سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تمہیں پر واپس ہو جاتا ہے۔ پس اب تم سوتی اور تاگا یا جو ادنیٰ چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کردو اور پہنچا دو۔ کیونکہ خیانت خائن کے واسطے عار اور نار اور شنار ہے قیامت کے روز۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اون کے تاگوں کا ایک مٹھا لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان تاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا۔ اور اس نے اس کو ڈال دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔حضور نے اس مال غنیمت میں سے مؤلفہ قلوب کو جو اشراف لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سا مال ان کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور سو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دئے۔اور سو اونٹ حکیم بن خرام اور سو اونٹ حرث بن حرث بن کلاہ کو دئے اور سو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اونٹ علار بن جاریہ ثقفی کو اور سو اونٹ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔اور سو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اونٹ صفوان بن امیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور نے سو سو اونٹ عنایت کئے۔اور باقی قریش میں سے لوگوں کو سو سے کم اونٹ عنایت کئے۔جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں مخرمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضور نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دئے تھے۔سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور عباس بن مرواس کو حضور نے چند اونٹ عنایت کئے کہ یہ ان کو کسی نہ ہمارا۔اور بلکہ ناراض ہو کر اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے حضور نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو لے جا کر اس کو لے جا کر میری جانب سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لے جا کر اس کو اتنا مال دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرواس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضورؐ نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے۔

فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ نَهْبُ الْعَبِیْدِ   بَیْنَ الْاَقْرَعِ وَالْعُیَیْنَةِ

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ بَیْنَ الْعُیَیْنَةِ وَالْاَقْرَعِ ہے۔حضور نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔حضرت ابوبکر نے کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ خدا نے آپ کی شان میں فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔ ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریش وغیرہ قبرس سے حضور نے مقام جرانہ میں بیعت لی۔اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا۔

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسنابل بن بعکک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن

عبدالدار۔اور بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔اور سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ ابوجہم حذیفہ بن غانم۔

اور بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف۔اور اصیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔اور بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔اور بنی عامر بن لوئ سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود اور ہشام بن ربیعہ بن حرث بن حبیب۔

اور دیگر قبائل عرب سے بنی بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔

اور بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاقہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ اور یزید بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر۔اور بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔ان سب لوگوں کو حضور نے اس مال سے عنایت کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کسی صحابی نے حضور سے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سوسو اونٹ عنایت کئے اور جعیل تمام روئے زمین کے لشکر سے بہتر ہے جو عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کی مثل ہو۔آپ نے فرمایا۔ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے واسطے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتیاں لئے ہوئے کعبہ کا طواف کررہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب حنین کے دن تمیمی شخص نے حضور سے گفتگو کی ہے۔عبداللہ نے کہا ہاں۔میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے حضور کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔اور حضور اس وقت لوگوں کو مال تقسیم کررہے تھے اس نے کہا اے محمد میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کررہے ہو حضور نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا۔اس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔حضور نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا

تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا۔ اور حضور کو اس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ عنقریب اسکے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔ اور کچھ اثر شکار کے خون وغیرہ کا اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور نے بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی گفتگوئیں ہونے لگیں کہ حضور نے اپنے اقرباؤں کو اس قدر مال عنایت کیا۔ اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل وقال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔ حضور نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا۔ اور حضور کو خبر کی حضور تشریف لائے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے پھر خدا نے تم کو ہدایت کی۔ اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنایا۔ انصار نے کہا بیشک خدا و رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے ہو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے حضور نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور جو سنے وہ تم کو سچا کہے تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو اور جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی۔ اور سب نے تمہاری ترک یاری کی۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار کیا اس اسباب دنیا کے دینے سے جو ایک ذلیل چیز ہے تم نے اپنے دلوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی۔ یہ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اونٹ کو لے کر جائے اور کوئی بکری کو لے کر جائے اور تم رسول خدا کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اور اگر تمام لوگ ایک راستہ چلیں اور انصار ایک راستہ چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے۔ حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار اس قدر روئے۔ کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بدل و جان راضی ہیں۔ پھر حضور بھی تشریف لے آئے۔ اور انصار بھی چلے گئے۔

رسول خدا ﷺ کا مقام جعرانہ سے عمرہ کے واسطے مکہ میں آنا اور عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کرنا پھر عتاب کا مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے باقی مال غنیمت کے مقام مجنہ میں جو مرظہران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا اور خود عمرہ کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا ہے تو ایک درم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ بھوکا رہے خدا اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ حضور نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے۔ اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ عمرہ حضور کا ذی قعد ۸ھ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مال غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو چھ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان ۹ھ تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کے اسلام قبول کرنے کا بیان

راوی کہتا ہے جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمٰی نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ حضور نے مکہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے۔ اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں۔ ان کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ حضور اس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول کرے تو جہاں تمہارے سینگ

سمائیں بھاگ جاؤ۔ جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں۔ اور جو لوگ ان کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں حضور کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر یہ مدینہ میں آ کر جہینہ میں سے ایک شخص جس سے ان کی جان پہچان تھی ٹھہرے وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد شریف میں حاضر ہوا۔ اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس شخص نے ان کو اشارہ سے بتلایا کہ حضور وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضور کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا حضور ان کو پہچانتے تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے۔ تو آپ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔ اگر میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن ماروں۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے برائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی۔ اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے مہاجرین کی تعریف کی ہے۔ اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا۔

اذا دالسود التنابيل

کہا اس شعر سے بیشک کعب نے ہماری ہجو کی ہے کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اس روز حضور کے سامنے اس کے حق میں اس کے برخلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی۔ تب انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔ اشعار

مَنْ سَرَّهٗ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِيْ مُقَنَّبٍ مِنْ صَالِحِي الْاَنْصَارِ

(ترجمہ) جس شخص کو عمدہ زندگی گذارنی منظور ہو پس اس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل ہے۔

وَرَثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ   اِنَّ الْخِيَارَ هُمْ بَنُو الْاَخْيَارِ

(ترجمہ) بزرگیوں کوانہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے حضور کو مسجد میں اپنا قصیدہ بانت **سعاد** سنایا ہے۔ تو حضور نے فرمایا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں۔ اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔

غزوۂ تبوک ماہِ رجب ۹ھ میں

ابن اسحٰق کہتے ہیں ذی قعد سے لے کر رجب تک حضور مدینہ میں تشریف فرما رہے پھر رجب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ اور یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی۔ اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے گھروں اور سایہ میں رہنا چاہتے تھے۔

راوی کہتا ہے جب حضور کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اس کے برخلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے مگر اس غزوہ تبوک کو حضور نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متصور تھی ظاہر فرما دیا۔ اور دشمن کی تعداد بھی اس طرف کثیر تھی۔ اسی واسطے حضور نے اس کو ظاہر کیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں۔ اور اچھی طرح ساز و سامان درست کریں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

راوی کہتا ہے اپنی تیاری کے دنوں میں حضور نے جدبن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جد تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔ اس نے کہا حضور مجھ کو تو معاف دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ قسم ہے خدا کی میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کرسکوں گا۔ حضور نے اس کا یہ جواب سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

راوی کہتا ہے۔ جد بن قیس ہی کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ﴾

''یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معاف دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔

خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں یعنی یہ جورومیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گر پڑا یعنی حضور کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا۔ اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے''۔

اور جب بعض منافقوں نے بعض منافقوں سے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو خداوند تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْكُوْا كَثِیْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴾

''(ترجمہ) اور منافقوں نے کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ کہہ دو آتش دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے اگر وہ سمجھتے ہوں۔ پس لازم ہے کہ وہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں بہت سارا اس کی جو وہ کسب کرتے تھے''۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت زور سے حکم دیا تونگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہ خدا میں غریب لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمان نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمان نے جیش عشرت یعنی غزوۂ تبوک میں ایک ہزار دینار سرخ خرچ کئے تھے اور حضور نے دعا کی تھی۔ کہ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے نام ان کے یہ ہیں بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علبہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور عبداللہ بن مغفل مرل اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزنی اور ہرمی بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزاری اور ان لوگوں نے حضور سے سواریاں طلب کیں حضور نے فرمایا میرے پاس سوای نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں پس یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے حضور کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب نفری نے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ کہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم حضور کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر حضور کے ساتھ گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پھر حضور کے پاس عرب کے لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے۔ کہ ہم بسبب عذر شریک نہیں ہو سکتے ہیں نہ جن کا ذکر خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی حضور کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں کعب بن مالک بن ابی کعب سلمٰی اور مرارہ بن ربیع اور واقفی اور ابوخیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب حضور نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا۔ تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیحدہ حضور کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا تمام منافقین اور اہل شک و ریب اس کے ساتھ تھے جب حضور آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور کے ساتھ نہ گیا۔ حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی کو حضور بوجھ ہلکا کرنے کے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علی کے ساتھ جانے سے حضور پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علی اس بات کو سن کر بہت ناراض ہوئے۔ اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں حضور کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ میرے بار کو خیال کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون نبی تھے) پس حضرت علی تو مدینہ کو چلے آئے۔ اور حضور آگے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گذر گئے۔ ابوخیثمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے واسطے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابوخیثمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے۔ کہ رسول خدا ﷺ تو اس گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابوخیثمہ یہ ٹھنڈا پانی عمدہ کھانا خوبصورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے ہرگز یہ انصاف نہیں ہے پھر اسی وقت ابوخیثمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے واسطے تیار کرو تا کہ میں حضور کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابوخیثمہ اونٹ پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ

میں ان کو عمیر بن وہب جمحی بھی مل گئے۔ یہ بھی حضور کی تلاش میں جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں حضور سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دور سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا ابوخشیمہ ہوگا۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا حضور ہاں ابوخشیمہ ہی ہیں۔ اور ابوخشیمہ نے راستہ میں امیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی حضور کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا چنانچہ جب یہ حضور کی خدمت میں آئے۔ اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا اے ابوخشیمہ تم پر افسوس ہے۔ تب ابوخشیمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

راوی کہتا ہے اس سفر میں جب حضور مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا۔ حضور نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے واسطے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی اونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور ان میں سے ایک قضاء حاجت کے واسطے رات کو تنہا گیا پس عین قضاء حاجت میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلاش کرنے گیا تھا اس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دور تھے پھینک دیا۔ جب حضور کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی واسطے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے پھر حضور نے اس شخص کے واسطے دعا کی۔ جس کو خناق ہو گیا تھا خدا نے اس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا۔ اس کو جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں حضور کی خدمت میں آئے تو اپنے ساتھ لیتے آئے۔ اور حضور کی نذر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ مگر اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانا ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مقام حجر سے گذرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھک لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں کے سے روتے ہوئے گذرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ۔ جس میں وہ گرفتار ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضور نے خدا

سے دعا کی۔ خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی۔ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا حضور کے ساتھ تھا۔ جب حضور کی دعا سے بادل آیا اور بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے اس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے۔ اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اس کی تلاش کرنے گئے تھے اور عمارہ بن حزم آپ کے صحابی جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔ اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد ﷺ یہ نہیں کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ان کی سانڈنی گم ہو گئی۔ اور اس کی ان کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں حضور نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمد کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے اور قسم ہے خدا کی مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اس کو لے آؤ صحابہ گئے اور اس سانڈنی کو حضور کی خدمت میں لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے حضور نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اس وقت خیمہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی عمارہ بن حزم نے یہ سنتے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے خبر دار جو اب تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے اس منزل سے کوچ فرمایا۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ ایک ایک دو دو ہر

منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے صحابہ حضور سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا حضور فرماتے تم بھی اس کو چھوڑ دو اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم سے اس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذر پیچھے رہ گئے۔ یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے۔ بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے۔ تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل چلا آتا ہے حضور نے فرمایا ابوذر ہوگا۔ جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا حضور ہاں قسم ہے خدا کی ابوذرؓ ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضرت عثمان نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ابذہ کی طرف شہر بدر کیا ہے اور وہاں یہ بیمار ہوئے ہیں۔ تو ان کے پاس اس وقت صرف ایک ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ اور انہوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گذرتا ہوا ملے۔ اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اے شخص تم ہماری اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا۔ اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گذرے۔ اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے ہو کر کہا۔ یہ جنازہ ابوذر رسول خدا کے صحابی کا ہے۔ اے جانے والو تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے یہ کہا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ اور بہت روئے۔ اور کہا رسول خدا ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ کہ ابوذر تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابوذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ کیا تم رومیوں کی جنگ کو بھی مثل عرب کی جنگ سمجھتے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ قسم ہے خدا کی ہم کل ہی تم کو رسیوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ اور ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیر اشجع میں سے اس گفتگو میں مخشن بن حمیر نے کہا۔ میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں۔ کہ تمہارے اس کہنے کے بدلہ میں سو سو کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کو لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ اور حضور نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ اور اگر وہ انکار کریں پس تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے۔ عمار ان لوگوں کے پاس

آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر نا معقول کرنے لگے۔ اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور حضور اس وقت اپنی سانڈنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی "وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ" اور مخشن بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی یہ نحوست مجھ پر ہے اور مخشن ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا اور خدا سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو چنانچہ یمامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔ راوی کہتا ہے جب حضور تبوک میں پہنچے یمنہ بن رؤبہ ملک ایلہ کا بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا اس نے قبول کیا حضور نے اس سے صلح کر لی۔ اور اہل جرباء اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا حضور نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول خدا کی طرف سے یمنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے واسطے کہ ان کی کشتیاں اور ان کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن اور سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں۔ اور جو شخص ان میں سے کوئی خلاف کارروائی کرے گا۔ پس اس کا مال اور خون حلال ہوگا۔ اور لوگوں میں سے جو شخص اس کو لے گا۔ وہ اس کے واسطے حلال طیب ہوگا۔ اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اترنے یا خشکی و تری میں گذرنے سے روکے نہ جائیں گے۔

رسول خدا ﷺ کا خالد بن ولید کو اُکیدر دُومہ کی طرف روانہ فرمانا

پھر حضور ﷺ نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر ان کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کندہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ نصرانی تھا خالد اس کی طرف روانہ ہوئے اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آ کر ٹکر مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح آن کر محل کے دروازہ پر ٹکر مارے اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسان نام اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی۔ بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے لشکر اسلام نمودار ہوا۔ اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباج کی قبا تھی۔ جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اس

قبا کو اسی وقت حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اکیدر کو لے کر روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے جب قبا حضور کی خدمت میں پہنچی صحابہ اس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے حضور نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اکیدر کو لے کر حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضور نے اکیدر سے جزیہ قبول کر کے اس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اوپر دس راتیں ٹھہر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

راوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا۔ جس میں بہت ہی تھوڑا اپانی تھا۔ کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ حضور نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ پانی کو ہمارے پہنچنے تک کام میں لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب حضور وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا حضور نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا عرض کیا گیا کہ حضور فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپ نے ان لوگوں پر لعنت کی اور ان کے حق میں بد دعا فرمائی اور اس چشمہ پر آ کر اپنا ہاتھ آپ نے اس کے اندر رکھا۔ اور پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی۔ اور پانی مثل نہر کے چشمہ سے جاری ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہے گا۔ وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا پس ایک دفعہ رات کو جو میں اٹھا تو لشکر میں ایک طرف میں نے روشنی دیکھی۔ میں اس کے قریب گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور اور ابو بکر اور عمر ہیں۔ اور عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو گیا ہے ان کے واسطے قبر کھد وار ہے ہیں پھر حضور قبر کے اندر اترے اور ابو بکر اور عمر نے اوپر سے لاش کو حضور کے تئیں دیا۔ اور حضور نے قبر کے اندر لٹایا۔ اور دعا کی کہ اے خدا میں اس سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں نے اس وقت تمنا کی۔ کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ مزنی کا لقب ذوالبجادین اس سبب سے ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے آخر ایک روز موقعہ پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب حضور کے قریب پہنچے۔ تو اس چادر کو پھاڑ کر دو حصہ کیا ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصو کو اوڑھ لیا۔ اس روز سے ذوالبجادین ان کا لقب ہوا یعنی دو چاروں والے۔

ابورہم کلثوم بن حصین جو رسول خدا ﷺ کے صحابی اور ربیعۃ الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا۔ اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ حضور کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند چلی آتی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ حضور کے پیر کو نہ لگ جائے آخر مجھے اونگھ آ گئی اور میرا کجاوہ حضور کے پیر کو لگا۔ اور حضور نے میرے اونٹ کو ہٹایا اس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے عرض کا یا رسول اللہ میرے واسطے مغفرت مانگئے حضور نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کی نسبت مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگروالے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں فرمایا ہاں تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ لوگ قبیلہ اسلام کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا کسی نے ان کو اس بات سے منع کیا تھا کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے۔ اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غفار اور بنی اسلام ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہوا اور پیچھے رہ جائے۔

غزوۂ تبوک سے واپس آنے کے بعد مسجد ضرار کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آذان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی حضور کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے آرام کے واسطے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم رنجہ فرما کر ایک دفعہ نماز پڑھ آیئے۔ حضور نے فرمایا اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ اب جو حضور تبوک سے آتے ہوئے مقام ذی آذان میں پہنچے۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور مسمار کر دو پس یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم

ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی سنٹوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لائے پھر دونوں نے لے کر اس مسجد میں آگ لگائی۔ اور اس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے ''اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' آخر تک راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی یہ بارہ شخص تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

خذام بن خالد بنی عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔ اور ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید اور معتب بن قشیر بنی جُنیعہ بن زید سے۔ اور ابوحبیبہ بن ازعریہ بنی ضبیعہ سے تھا۔ اور عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔ اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ۔ اور خبتل بن حرث بنی ضبیعہ سے۔ اور بخرج بنی ضبیعہ سے۔ اور بجاد بن عثمان بنی ضبیعہ سے اور ودیعہ بن ثابت بنی امیہ سے۔

راوی کہتا ہے حضور کی مسجدیں مدینہ سے تبوک تک مشہور و معروف تھیں چنانچہ ایک مسجد خاص تبوک میں تھی۔ اور ایک مسجد ثنیۂ مدارن میں ایک مسجد ذات الذراب میں اور ایک مسجد مقام اخضر میں اور ایک مسجد ذات الخطمی میں اور ایک مسجد مقام الامیں اور ایک مسجد شراء میں اور ایک مسجد شق نار میں اور ایک مسجد ذی الجیفہ میں اور ایک مسجد صدر حوضی میں اور ایک مسجد حجر میں اور ایک مسجد صعید میں اور ایک مسجد وادی القریٰ میں اور ایک مسجد مقام رقیہ میں جو شقۂ بنی عذرہ کے قریب ہے اور ایک مسجد ذی مروہ میں اور ایک مسجد رقیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔

ان آدمیوں کا بیان جو غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے اور منافقین کا حضور کی خدمت میں نامعقول عذر کرنا

مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوۂ میں نہ گئے تھے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان تینوں شخصوں سے بات نہ کرنا چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی۔ اور منافق حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نامعقول عذر بیان کرنے لگے مگر حضور نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا اور رسول کے ہاں مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر حضور نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے

منع کیا۔ بلکہ ان کے واسطے دعاء مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے ان پر خدا و رسول نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضور قریش کا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا۔ اور میں نے مقام عقبہ میں حضور کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ بہتر معلوم ہوئی۔ اگر چہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

اور اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ دقت نہ تھی یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت وہ اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا۔ اور حضور جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے اب جو آپ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور دور و دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ ان دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے حضور نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں۔ اور خوب تیاری کر لیں اور فضل الٰہی سے مسلمانوں کی تعداد بھی اس وقت اس قدر ہو گئی تھی جو کسی دفتر میں نہیں سما سکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے۔ تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر بھی نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

پس جب حضور نے اس غزوہ کی تیاری کی میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ حضور مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور حضور کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر حضور سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ حضور تبوک میں پہنچ بھی گئے اور حضور کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی لوگ رہے دے مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب حضور تبوک میں پہنچے تو صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ عیش و آرام نے اس کو آنے سے روک دیا معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا۔ کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ برائی نہیں دیکھی حضور خاموش رہے۔

کعب بن مال کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کے حضور تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں اس

فکر میں ہوا کہ حضور سے کیا بہانہ کروں گا۔ اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے واسطے سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضور تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی حضور سے عرض کروں گا۔

حضور صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے واسطے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ کعب بھی جو سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو حضور کے ساتھ نہیں گئے تھے خدائے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے حضور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا۔ اور میں نے سلام کیا۔ حضور نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدم تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا۔ آؤ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے کیا تم نے اونٹ نہیں خریدا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اگر میں کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا۔ تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر حضور کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید حضور راضی ہو جائیں مگر پھر خدا حضور کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کرا دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں۔ اور سچ ہی بولنے سے امید رکھتا ہوں۔ کہ خدا میر عقبیٰ کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ قسم ہے خدا کی کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے واسطے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میسر نہیں ہوئی۔ اور پھر میں حضور کے ساتھ نہ جا سکا۔ حضور نے فرمایا ہاں تو نے سچ کہا۔ اچھا جا یہاں تک کہ خدا تیرے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا۔ اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا تم اس بات سے عاجز تھے کہ حضور سے کوئی عذر بیان کر دیتے۔ اور حضور تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے واسطے کی ہے۔ اور وہی دعا تمہارے گناہ کے واسطے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قدر مجھ سے یہ بات کہی۔ کہ آخر میں نے قصد کیا میں پھر حضور کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں۔ اور دعا کراؤں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جس نے یہی بات کہی ہو۔ جو میں نے حضور سے عرض کی ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں بھی حضور سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور حضور نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ایک ہلال بن امیہ واقفی میں نے خیال

کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور حضور سے کچھ عرض نہ کیا۔

کعب کہتے ہیں حضور نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ کہیں اپنے واسطے ٹھکانا نہ پاتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں حضور کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا جب میں حضور کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا۔ کہ حضور نے بھی جواب کے واسطے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں اور میں حضور کے پاس ہی نماز پڑھتا تھا۔ اور نظر پھرا کر دیکھتا تھا کہ حضور میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں۔ پس جب میں نماز میں ہوتا تو حضور میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گذر گئے۔ اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا۔ اور ابوقتادہ کے پاس گیا جو میرے چچازاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو ان سے محبت تھی اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خداؤ رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقتادہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے اتنا کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اس وقت میں رونے لگا۔

پھر میں صبح کو بازار میں آیا میں نے دیکھا۔ کہ ایک نبطی شخص شام کا رہنے والا لوگوں سے مجھ کو دریافت کررہا تھا یہ شخص مدینہ میں تجارت کے واسطے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اس شخص کو مجھے بتلا دیا وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا میں نے اس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر ظلم کیا ہے اس واسطے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے واسطے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گذریں ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ حضور تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں اس شخص نے کہا نہیں یہ حضور نے نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصل نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھا شخص ہے۔ اور کوئی اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اس کی خدمت کر دیا کروں حضور نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا حضور وہ بہت بوڑھا ہے کچھ حس وحرکت کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتا ہے کہ مجھ کو اس کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے حضور نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ تم بھی حضور سے اپنی بیوی کے واسطے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں۔ جس کو حضور نے اجازت دی ہے وہ بوڑھا آدمی ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ میں کیونکر اجازت لوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئی۔ تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی آواز آئی۔ جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا۔ اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی میرے واسطے ہوگئی۔

کعب کہتے ہیں۔ اس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے خبر دار کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کی خوشخبری دینے آتے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا۔ اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارک باد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دئے حالانکہ اس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے ایک شخص سے عاریۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے حضور کی خدمت میں روانہ ہوا جو لوگ ملتے تھے وہ مبارک باد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھے تھے طلحہ بن عبداللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے۔ اور مبارک باد دینے لگے اور قسم ہے خدا کی مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ اور کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے تھے اور کبھی اس کو نہیں بھولے تھے۔

کعب کہتے ہیں جب میں نے حضور کو سلام کیا تو حصور نے فرمایا خوش ہو جاؤ۔ کہ ایسا خوشی کا دن جس سے تم پیدا ہوئے تمہارے واسطے نہ ہوا گا۔ اور حضور کا چہرہ مبارک اس وقت مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خوشی میرے واسطے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے

فرمایا۔ خدا کی طرف سے کہتے ہیں خوشی کی حالت میں حضور کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت حضور خوش ہیں۔ پھر جب میں حضور کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا اور رسول اللہ کی خدمت میں پیش کروں۔ حضور نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رہنے دو یہی تمہارے واسطے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضور خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب سے نجات دی ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے حضور کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارہ میں میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى اللنَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾

''آخر تک۔ بیشک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دے دیا تھا۔ اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تنگی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جائیں جہاد سے۔ پھر خدا نے ان کی توبہ قوبل کی بیشک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے۔ اور ان تینوں شخصوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے''۔

کعب کہتے ہیں پس اسلام لانے کے بعد خدا نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی۔ کہ جس روز میں نے حضور کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا اور نہ جیسے وہ اور منافقوں کی حالت میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴾

''اے مومنوں جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے۔ تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس مت ان سے منہ پھیر لو بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ سزا ان اعمال کی جو وہ کماتے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے

اس واسطے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو خدا ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا''۔

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا'' اور اسی سبب سے حضور نے ہمارے متعلق حکم الٰہی کا انتظار کیا بخلاف منافقین کے کہ حضور نے ان کی قسموں اور عذروں کو سن کر کچھ نہ فرمایا۔ پس اس آیت میں خدا نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

ماہ مبارک رمضان ۹ھ میں ثقیف کے وفد کا آنا اور اسلام قبول کرنا

حضور تبوک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقع کی اس طرح ہے کہ جب حضور طائف سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں عروہ بن سعود ثقفی آپ کو ملے یہ طائف کو جارہے تھے حضور سے مل کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ حضور جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے عروہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں۔ اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دل عزیز تھے حضور خاموش ہو رہے۔ اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوتِ اسلام شروع کی۔ اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا۔ قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اوس بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو وہب بن جابر بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ حضور کے صحابہ شہید ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو۔ اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ حضور نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا قرآن شریف کی سورۂ یٰسین میں خداوند تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینہ بعد تک بنی ثقیف خاموس بیٹھے رہے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ہم میں حضور سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ عمرو بن امیہ علاجی اور عبد یا لیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن امیہ عبد یا لیل کے مکان پر گیا۔ اور ایک شخص کو اس کے بلانے کے واسطے بھیجا۔ اس شخص نے عبد یا لیل سے کہا کہ عمرو بن امیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ عبد یا لیل نے کہا کیا عمرو بن امیہ نے تجھ کو بھیجا ہے اس نے کہا ہاں دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یا لیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن امیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن امیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت میں ہم کو تم کو جدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ہم کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے۔ اور یہ صلاح قرار پائی۔ کہ ایک شخص کو حضور کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبد یا لیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یا لیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے جانے سے انکار کرنے لگے۔ کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح سے ان کو بھی قتل کر دیتے۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبد یا لیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے یہ سب چھ آدمی یہاں سے حضور کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یا لیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور آوس بن عوف اور نمیر بن خرشۃ بن ربیعہ۔ پس عبد یا لیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ اور یہی اس وقت کے سردار تھے اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر اسی سبب سے آئے تھے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

پس یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن حضور کے اونٹوں کے چرانے کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ حضور کے اونٹوں کو نوبت بنوبت چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اونٹ ان کے پاس چھوڑ کے خود حضور کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کرنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابوبکر ملے ان سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر حضور سے عرض کر آؤں مغیرہ ٹھہر گئے اور ابوبکر نے حضور سے جا کر عرض کیا۔ کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی حضور سے اپنی قوم کے واسطے منظور کرانی اور لکھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے۔ اور ان کو تعلیم کیا۔ کہ جب حضور کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا۔ اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے

سلام ادا کیا۔ اور حضور نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے واسطے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص حضور کے اور ان کے درمیان میں گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھانا حضور کے ہاں سے ان کے واسطے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر حضور کی بیعت کی۔ اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی انہوں نے پیش کی تھی۔ کہ بڑا بتخانہ جس میں لات کا بت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے حضور نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ حضور نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ مدت کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آ گئے۔ اس پر بھی حضور نے انکار کیا اور کسی مدت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔ اور اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ فوراً بتخانہ کے منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اس کو منہدم کریں گے تو اس عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آ جائیں گے۔ مگر حضور نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں کیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بت خانہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے۔ اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ حضور نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے۔ جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے۔ عثمان بن ابی العاص کو حضور نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نوعمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں۔ اسی سبب سے حضور نے ان کو سردار بنایا۔

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی حضور کے ساتھ روزے رکھے۔ اور بلال افطار اور سحری کے وقت ہمارے واسطے حضور کے ہاں سے کھانا لا کر ہم کو کھلاتے تھے۔ پس بلال افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلال کہتے میں حضور کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے پس ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب بلال آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔ بلالؓ کہتے میں حضور کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں جب حضور نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرنا کیونکہ

مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے۔ تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اس کو ڈھانا شروع کیا۔ اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آ کر کھڑے ہو گئے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں اور ابوسفیان ذی ہرم میں جہاں اس کا مال تھا چلا گیا۔ پھر آ کر مغیرۃ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوا۔ بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں مغیرہ نے تمام زیور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملیں گے حضور نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو خدا اور رسول سے محبت کرتے ہیں۔ اور انہیں کو اپنا ولی بناتے ہیں حضور نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں انہوں نے عرض کیا حضور ہاں ہمارے ماموں ہیں اب جو حضور نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے باپ عروہ کے ذمہ میں قرض ہے۔ اگر حضور حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے حضور نے فرمایا اچھی بات ہے قارب بن اسود نے عرض کیا یارسول اللہ حضور میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں حضور نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا حضور مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اس کا دین دار ہوں۔ پس حضور نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے سب مال بت خانہ کا جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا حضور نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا کر دے۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دئے۔

حضور نے جو عہد نامہ بنی ثقیف کو لکھ کر دیا تھا اس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف سے مومنوں کے واسطے یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانور کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے گا اس کو

کوڑے لگیں گے اور کپڑے اتار لئے جائیں گے اور اگر اور زیادہ زیاتی کرے گا۔ تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول خدا کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ یہ حکم محمد نبی رسول خدا کا ہے۔ اور انہیں کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید نے لکھا ہے۔ پس ہر شخص پر لازم ہے۔ کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کا ۹ھ میں مسلمان کے ساتھ حج کرنا اور حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف سے برات کا حکم دینے کے واسطے مخصوص کرنا اور سورۂ برأت کی تفسیر

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور رمضان اور شوال اور ذیقعد مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر کو ذیقعدہ میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورۂ برأۃ اس عہد کے شکست کرنے کے واسطے نازل ہوئی جو حضور اور مشرکوں کے درمیان میں تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اشہر حرم میں کوئی کسی سے خوف کرے یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مدت مقرر تھی۔ اور سورۂ برأۃ میں ان منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ نہ گئے تھے بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''بیزاری ہے خدا اور رسول سے ان مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا پس اے مشرکو! تم کو اجازت ہے کہ چار مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور خدا بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اے مشرکو اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گے تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے۔ پس جان لو کہ تم خدا کا کچھ نہیں کر

سکتے ہو اور اے رسول تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دو''۔

﴿ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰی مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر ان مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خامی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ پس تم بھی ان کے عہد کو جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بیشک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گذر جائیں۔ پس مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور ان کو پکڑو اور قید کرو۔ اور بلکہ ان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ پس قید سے ان کو چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴾

''ترجمہ۔ اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تا کہ سنے وہ کلام خدا کا پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے واسطے خدا اور رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے بلکہ ان مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ پس جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں۔ تم بھی قائم رہو۔ بیشک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً یُّرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰی قُلُوْبُهُمْ وَ اَکْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴾

''مشرکوں کے واسطے کیسے عہد ہو سکتا ہے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں۔ تو تمہارے مقدمہ میں نہ قرابت کو خیال رکھیں گے نہ وفاءِ عہد کو تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے دل ان باتوں کے خلاف ہیں جو وہ مونہوں سے بکتے ہیں۔ اور زیادہ تر ان میں سے فاسق

ہیں۔ آیات خداوندی کوانہوں نے تھوڑی سی قیمت پرفروخت کردیا ہے پھراس کے راستہ سے لوگوں کوروکتے ہیں برے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت کا خیال کرتے ہیں نہ وفاء عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ پس اگر یہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پس تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم آیتوں کوتفصیل وار اہل علم کے واسطے بیان کرتے ہیں''۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر کے حج کے واسطے جانے کے بعد سورۂ برأت حضور پرنازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ابوبکر کوکہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں کے حج کے روز اس کا اعلان کردیں۔ حضور نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ اور پھر آپ نے حضرت علی کو بلا کرفرمایا۔ کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع ہوں سورۂ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کرسنا دو۔ اور اعلان کردو کہ جنت میں کافر نہ داخل ہوگا۔ اور آیندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرے۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص حضور کی سانڈنی پر جس کا نام عضباء تھا سوار ہوکرروانہ ہوئے۔ اور راستہ ہی میں ابوبکر سے جا ملے جب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کودیکھا تو فرمایا کہ آپ امیر ہوکر آئے ہیں یا مامور ہوکر حضرت علی نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی انہیں جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کو جمع کر کے حضور کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا نہ برہنہ ہوکر کوئی شخص کعبہ کا حج کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس حضور کے عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تا کہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے واسطے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوا ان لوگوں کے جن سے حضور کا مدت معینہ تک عہد ہے۔ پس وہ عہد اس مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علی اور حضرت ابوبکر حضور کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گذرنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے

گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے واسطے مدت مقرر کی تھی۔ ان لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے حضور کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا جو تمام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

﴿ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''اے مسلمانو۔ تم ان لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔ جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا۔ اور رسول کو شہر بدر کرنے کا قصد کیا۔ اور انہوں ہی نے تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم ان سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب کرے گا۔ اور ذلیل کرے گا۔ اور تم کو ان پر غالب فرمائے گا۔ اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دے گا اور ان کے دلوں کے غصہ کو دور فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا۔ اور اللہ علم اور حکمت والا ہے''۔

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اے مسلمانوں کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤ گے۔ حالانکہ نہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے سوا خدا اور رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے۔ کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی زمزم کا پلاتے ہیں۔ اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لِمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

''بیشک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور سوا خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت

پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے۔ اور راہ خدا میں اس نے جہاد کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے''۔

﴿ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''بیشک مشرکین ناپاک ہیں۔ پس اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر تم اے مسلمانو مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو خدا تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا۔ تونگر کر دے گا بیشک خدا علم و حکمت والا ہے''۔

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ﴾

''اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو خدا پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کریں''۔

پھر خداوند تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور (غریب جاہل) لوگوں کو خدا کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں۔ اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں۔ پس اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری دو''۔

پھر نسئی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے خدا نے حرام مقرر کئے ہیں۔ ان کو وہ حلال کر کے ان کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴾

''یعنی بیشک مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک بارہ ہے کتاب الٰہی میں جس دن سے کہ اس نے

آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی ان کو حلال کرلو''۔

﴿ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ﴾

''بیشک نسئی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہ ایک سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ خدا کے حرام کئے ہوئے مہینوں کا شمار پورا کردیں۔ پھر خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرلیں زینت دیئے گئے ہیں ان کے واسطے ان کے برے اعمال اور خدا کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کے سست اور کاہل ہونے اور رومیوں کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ حضور نے ان کو جہاد کی طرف بلایا:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ﴾

''اے ایمان والوتم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں چلو تم بھاری ہوجاتے ہو طرف زمین کے''۔

سے اس آیت تک یہی قصہ بیان کیا ہے:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ﴾

''اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو بیشک خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے غار میں کوہ ثور کے''۔

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوْكَ وَلٰکِنْۢ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ وَ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَکُمْ یُهْلِکُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ﴾

''اگر ہوتا مال دنیا کا نزدیک اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر دراز ہوئی ان پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھادیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو جھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول خدا نے تم کو معاف کردیا کہ تم نے ان کو

بیٹھے رہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔

(اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے)''۔

﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا اَوْضَعُوْا خِلَالَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُاللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ﴾

''اے مسلمانو اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو نہ زیادہ کرتے تم کو مگر رسوائی اور مکہ میں۔ اور دوڑتے تمہارے درمیان چغل خوری کے ساتھ اور ڈھونڈ ھتے تمہارے درمیان میں فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ ان کے مخبر ہیں جو ان کو خبریں پہنچاتے ہیں۔ اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے''۔

اس سے منافقوں نے احد کی جنگ میں فتنہ ڈھونڈا تھا۔ اور تمہارے کاموں کو پھیرنا چاہا تھا یہاں تک کہ آ گیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اس کے ظہور کو برا سمجھتے۔ اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو بیٹھے رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔ خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں''۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے:

﴿ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَاهُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴾

''اگر یہ منافق پا دیں کوئی جائے پناہ قلعہ یا پہاڑ کی چوٹی یا غار وغیرہ سے تو اس میں گھس جائیں سرکسی اور شتابی کرتے ہوئے اور بعض ان منافقوں میں سے وہ شخص ہیں جو اے رسول تم کو صدقوں کا مال بانٹنے میں عیب لگاتے ہیں۔ پس اگر اس میں سے دئے گئے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر نہیں دئے گئے تو ناراض ہوتے ہیں''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے واسطے ہیں:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''بیشک صدقوں کا مال فقیروں مسکینوں اور ان کے وصول کرنے والوں اور مؤلفۃ قلوب اور غلام کے آزاد کرنے اور قرض داروں اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔ فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکم والا ہے''۔

پھر منافقوں کے حضور کوایذ ااور تکلیف پہنچانے کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَ مِنهُمُ الَّذِينَ يُؤذُونَ النَّبِيَّ وَ يَقُولُونَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴾

''اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے کہہ دو کہ کان سننے والا بہتر ہے واسطے تمہارے ایمان والوں کے واسطے تم میں سے اور جو لوگ رسول خدا کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

﴿ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللّٰهُ وَ رَسُولُهُ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوهُ اِنْ كَانُو مُؤْمِنِينَ ﴾

''تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ ان کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں''۔

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيَاتِهِ وَ رَسُولِهِ كُنتُمْ تَستَهزِءُونَ ﴾

''اگر تم ان سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہہ دو کیا خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو''۔

یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کہی تھی۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے:

﴿ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيرُ ﴾

''اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو۔ اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے''۔

اور جلاس بن سوید بن صامت نے حضور کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ اور عمیر بن اسود نے اس کی خبر حضور کو پہنچائی۔ حضور نے جلاس کو بلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ''يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا الخ'' جلاس نے اس کے بعد توبہ کی اور پکے مسلمان ہوئے۔

﴿ وَمِنهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴾

''اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر خدا اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکوں میں سے ہو جائیں گیں''۔

یہ ثعلب بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴾

''وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں یعنی عبدالرحمٰن اور

عاصم کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں ان مومنوں کو جونہیں پاتے ہیں مگر اپنی مشقت کا پیدا کیا ہوا مثل ابوعقیل کے پس مسخری کرتے ہیں منافق ان سے مسخری۔ کرے گا خدا ان سے اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضور نے غزوۂ تبوک کے واسطے لوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم دیئے اور عاصم بن عدی نے سو وسق کھجوریں لاکر ڈھیر کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراغ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے ریا اور دکھاوے کے واسطے دیا ہے۔ اور ابوعقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے اسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مضحکہ اڑایا۔

پھر جب حضور تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو منافقوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا۔ کہ میاں اس سخت گرمی کے موسم میں جا کر کیا کرو گے:

﴿ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَّوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴾

''(آخر قصہ تک۔) یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہیں''۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہتے ہیں جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا۔ حضور کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ حضور تشریف لے گئے۔ اور جب آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے آن کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھاتے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اس کے بیان کرنے لگا۔ اور حضور تبسم فرما رہے تھے۔ آخر جب میں نے بہت کہا تو حضورؐ نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ خدا نے (منافقوں کے سے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے:

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴾

''یعنی اے رسول تم چاہے منافقوں کے واسطے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے واسطے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے پس ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا''۔

حضور نے فرمایا اے عمر اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا۔ تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے واسطے مغفرت کی دعا کروں۔ عمر کہتے ہیں پھر حضور نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لے گئے اور مجھ کو حضور کے ساتھ اپنی اس جرأت اور دلیری

کرنے سے تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ ﴾

''یعنی اے رسول تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور فاسق مرے ہیں''۔

حضرت عمر کہتے ہیں۔ پھر حضور کسی منافق کے جنازہ پر تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ ﴾

''اور جب کوئی سورۃ اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو۔ تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں''۔

﴿ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اور انہیں لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان کی اور یہی لوگ فلاحیت والے ہیں تیار کی ہیں خدا نے ان کے واسطے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے''۔

﴿ وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﴾

''(آخر قصہ تک۔) اور آئے واپس ہونے کے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ ان کے واسطے اجازت دی جائے اور بیٹھے رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے جھوٹ بولا تھا''۔

اور معذورن بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفاف بن ایماء بن رخصہ تھے۔ اس کے آگے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جا سکے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے:

﴿ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

''اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر جو اے رسول تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے ان سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کروں وہ روتے ہوئے اس غم سے الٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ ان لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ ہو جائیں وہ مثل عورتوں کے اور خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ نہیں جانتے ہیں''۔

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھانے اور عذر نا معقول پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے منہ پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً خدا (ان) فاسقوں سے راضی نہ ہو گا پھر دہقانی عربوں اور ان کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''عرب کے دہقانیوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اس کو قرض شمار کرتے ہیں۔ اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بری گردش ہے۔ اور اللہ سننے والا علم والا ہے''۔

پھر ان اعراب کا ذکر کیا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے:

﴿ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَاللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ﴾

''عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا ان کے واسطے قربت کا باعث ہے''۔

پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقت کی اور ان کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرما کے ان کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ پھر فرمایا:

﴿ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ﴾

''یعنی تمہارے اردگرد جوعرب رہتے ہیں۔ان میں سے بعض منافق ہیں۔اور بعض مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی نفاق پراڑے ہوئے ہیں''۔

﴿ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴾

''عنقریب ہم ان کو دومرتبہ عذاب کریں گے''۔

ایک عذاب یہ جس کے اندر دنیا میں گرفتار ہیں یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں۔اور دوسرا عذاب قبر کا ہے پھران دونوں عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب میں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔

﴿ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کئے امید ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَ تُزَكِّیْهِمْ وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ﴾

''اے رسول تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اس کے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ کرو بیشک تمہاری دعا ان کے واسطے سکون کا باعث ہے''۔

﴿ وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ﴾

''اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جو حکم الٰہی کے صدور کے واسطے مہلت دے گئے ہیں یا ان کو عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔پھر اس کے آگے مسجد ضرار کا ذکر فرمایا ہے''۔

پھر فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾

''بیشک خدا نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالعوض اس کے ان کے واسطے جنت ہے راہ خدا میں لڑتے ہیں۔پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا

حق اور لازمی ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں پس اے مسلمانو! تم اپنی اس تیغ کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں سورۂ برأت کو لوگ معثرہ کہتے تھے کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دئے تھے۔ راوی کہتا ہے غزوۂ تبوک حضور کا آخری غزوہ تھا۔ جس میں آپ بذات خاص تشریف لے گئے۔

۹ھ ہجری کے واقعات کا بیان جس کا نام سَنَةُ الوفود ہے اور سورۂ فتح کا نزول

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر تو چاروں طرف سے قبائل عرب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور حضور کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور کل عرب ان کی بہ نسبت بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ازحد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

اور قریش ہی کی حضور سے مخالفت کے سبب سے تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ اب جو مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا۔ سب عرب سمجھ گئے۔ کہ ہم کسی طرح رسول خدا کی مخالفت نہیں کر سکتے ہیں۔

پھر سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہونے لگے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴾

''جبکہ آ گئی مدد اللہ کی اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں خدا کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو۔ اور اس سے دعائے مغفرت کرو بیشک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے''۔

بنی تمیم کے وفد کا حاضر ہونا اور سورۂ حجرات کا نزول

منجملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور اشراف بنی تمیم۔ اس لئے یہ لوگ وفد میں تھے عطارد بن حاجب بن ازرارہ بن عدس تمیمی یہ وہ شخص ہیں جن کو حضور نے سعادیہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا حضرت ابوبکر اور عمر میں اور حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف میں اور طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام میں ابوذر غفاری اور مقداد بن عمرو بہرانی میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حقارت بن یزید مجاشعی میں حتات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں اس کے پاس انتقال کیا اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حتات کا وارث بن کر اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی ہجو کی ہے۔

اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔ ابن ہشام کہتے ہیں عطارد بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن وارم بن مالک میں سے تھے اور حتات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے۔ اور زبرقان بن بدر بنی بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور عمرو بن اہتم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فزری بھی تھے۔ اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں حضور کے ساتھ شریک تھے۔

جب یہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمد ﷺ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں حضور کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں تاکہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے حضور نے فرمایا میں نے اجازت دی تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ پس عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

بنی تمیم کا خطبہ

اس خدا کی تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے جس نے

ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہمسری کا دعویٰ کر سکے کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو خدا نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

راوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر حضور نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

ثابت بن قیس کا خطبہ

اس خدا کو حمد و ثناء سزاوار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم ان کے اندر جاری کیا اور اس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اسی کے فضل پر موقوف ہے پھر اسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا۔ اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا۔ جو تمام خلقت میں از روئے نسب کے بزرگ اور اندر رے جب کے افضل اور صدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ خدا نے ان کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت کی مہاجرین جو رسول کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسن صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا اور رسول کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ پس ہم خدا کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو ان میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھے گا اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اس پر جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہوگا اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور کل مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی اور تم پر سلام ہو۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف او

رفخر میں ایک نظم پڑھی۔ حضور نے حسان بن ثابت کو جو اس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا جب حسان آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم اس کی نظم کا جواب دو حسان نے ایک طویل نظم فی البدیہہ سلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں پڑھی۔ جس کو سن کر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا قسم ہے میرے باپ کی ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔ اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔ پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے بہت کچھ انعام واکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہتم نامی تھا اس کو یہ ٹھکانا میں چھوڑ آئے تھے حضور نے اس کو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا تھا۔ اور بنی تمیم کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

''یعنی اے رسول جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے''۔

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بنی عامر کی طرف سے آنا

راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عامر بن طفیل اور اربد بن قیس جندحز بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں حضور کے ساتھ بدی کے ارادہ سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے اس نے کہا میں نے قسم کھائی تھی۔ کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں پھر عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں ان کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ تو ان پر تلوار کا وار کیجو۔ پس جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے عامر بن طفیل نے کہا اے محمد ﷺ مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ حضور نے فرمایا تو پہلے خدا اور رسول پر ایمان لا۔ پھر اس نے حضور کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اس کو حکم دیا تھا اس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا۔ اور حضور سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو بھر دوں گا حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر حضور کے پاس سے باہر نکلا اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمد کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق خفا ہوتا ہے جب میں نے یہ ارادہ کیا بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں

گرفتار ہوا۔ گردن میں اس کے ایک گانٹھ پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مرگیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے اربد نے کہا کچھ بھی نہیں قسم ہے خدا کی ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتی تو میں اس کو تیر مارتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکا یک بجلی گری اور اس نے اس کو مع اونٹ جلا دیا۔ یہ اربد بن قیس بعید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اربد کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ''**الله يعلم ما تحمل كل انثى** سے **وَمَالَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّال**'' تک اور اس آیت میں معقبات سے وہ فرشتہ مراد ہیں جو حکم الٰہی سے حضور کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں اربد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے ''**وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ**'' یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے جیسے اس وقت اربد پر گرائی۔

بنی سعد بن بکر کے وفد کا آنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے اپنے اونٹ کو مسجد شریف کے دروازہ پر بٹھا کر آپ اندر داخل ہوئے اور حضور اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے ضمام نے آ کر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں حضور نے فرمایا میں ہوں ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمد ﷺ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنے چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ تو میں دریافت کروں حضور نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ ضمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں۔ اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم کیا ہے کہ خاص انہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ اور ان بتوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے حضور نے فرمایا ہاں۔ ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں حضور نے فرمایا ہاں۔ غرضیکہ اس طرح ضمام نے تمام ارکان اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ حضور کو اس کی طرح قسم دیتے تھے۔ جس طرح کہ پہلے مرتبہ دی تھی۔ یہاں

تک کہ جب ضمام ان سب سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا اشہد ان لا الہ اللہ واشہد ان محمد ارسول اللہ جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اوران میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ اور پھر یہ حضور کے پاس سے رخصت ہوکر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ ضمام کے بال بڑے بڑے تھے اوران کی انہوں نے دوزلفیں بنا رکھی تھیں اب جو یہ رخصت ہوئے حضور نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

راوی کہتا ہے ضمام اپنے اونٹ کا پیکرہ کھول کر اس پر سوار ہوئے اور اپنے قوم کے پاس آئے۔ قوم ساری ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جوانہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے قوم لات اور عزی باطل ہو گئے قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو حرص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام نے کہا اے قوم تجھ کو خرابی ہو یہ بت قسم ہے خدا کی کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے خدا نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اوراس کے ساتھ تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے پھر ضمام نے کلمہ پڑھا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ اور اے قوم میں ان رسول سے تمہارے واسطے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارے تئیں بجالانا چاہئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہئے وہ بھی۔

راوی کہتا ہے پس قسم ہے خدا کی اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہوگئی کوئی مرد یا عورت میں سے باقی نہیں رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی کا وفد نہیں سنا۔

عبدالقیس کے وفد کا آنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی عبدالقیس کی طرف سے حضور کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش حاضر ہوئے۔
ابن ہشام کہتے ہیں جارود بن بشر بن صعلے ہیں۔ اور یہ نصرانی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب جارود وہ حضور کی خدمت حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ حضور نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ایک دین رکھتا ہوں اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑ دوں تو کیا آپ میرے واسطے ضامن ہوتے ہیں حضور نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ پس جارود اوران کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر حضور سے انہوں نے سواری مانگی حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر جارود حضور سے رخصت ہوکر اپنی قوم میں آئے اور بڑے پکے دین دار تھے۔ جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد

ہوئی ہے تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اس کے ساتھ کفر کرتا ہوں۔

بنی ضیفہ کا مسیلمہ کذاب کے ساتھ حاضر ہونا

حضور کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا ہے مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہیں میں تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور حضور صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی سنٹی تھی مسیلمہ نے حضور سے گفتگو کی اور کچھ مانگا حضور نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی سنٹی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

اور ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے ہیں یہ تو مسیلمہ کو یہ اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے حضور نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے واسطے بھی حضور نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ حضور سے رخصت ہو کر مسیلمہ کے پاس آئے۔ تو جو اس کا حصہ حضور نے دیا تھا کہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمد کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ حضور کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمد نے میری نسبت نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے محمد نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہوگا پھر اس مسیلمہ نے مقفی عبارتیں گھڑ گھڑ کے اپنی قوم کو سنانی شروع کیں اور کہا یہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی۔ اور باوجود ان باتوں کے حضور کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

بنی طے کے وفد کا حاضر ہونا

بنی طے کے سردار زید الخیل اس وفد کے ساتھ تھے جب حضور کی خدمت میں پہنچے اور گفتگو ہوئی حضور

نے ان پر اسلام پیش کیا ہے سب لوگ اسلام لائے اور حضور نے فرمایا عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوا زید الخیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا اور پھر حضور نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔ اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا اگر زید مدینہ کے نجار سے نجات پا جائیں جب بات ہے۔

راوی کہتا ہے جب زید نجد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قردہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا۔ اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو حضور نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا۔

عدی بن حاتم کے احوال

خود عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمد کے لشکر کی اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دیجو غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کر لے کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ یہ لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

عدی کہتا ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا۔ اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لا سکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی میرے جانے کے بعد حضور کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کو ایک خیمہ میں حضور کی مسجد کے دروازہ کے آگے رکھا گیا۔ انہیں میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی ایک دفعہ حضور جب اس کے خیمہ کے پاس سے گذرے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ والد ہلاک ہوا۔ اور واقد غائب ہو گیا اب حضور مجھ پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا۔ حضور نے فرمایا تیرا واقد کون ہے اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی حضور نے فرمایا وہی جو خدا اور رسول سے بھاگ گیا ہے پھر حضور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر حضور کا ادھر سے گذر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا حضور نے وہی جواب دیا اور تشریف لے

گئے۔ جب تیسرے روز پھر حضور تشریف لائے تو میں ناامید ہو گئی تھی ایک شخص نے جو حضور کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کریں میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آوے تو کو خبر کرنا۔ میں اس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔ کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے یہ شام کو جاتے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں حضور کے پاس گئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں۔ جن پر مجھ کو بھروسہ ہے حضور مجھ کو جانے کی اجازت دیں حضور نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے واسطے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آتی ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اتری تو کہنے لگی اے ظالم اے قاطع تو اپنے بال بچوں کو تو لے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن تم کو میرے تئیں ایسا کہنا نہ چاہئے میں اس وقت بالکل مجبور ہو گیا تھا ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم ان سے جلد جا کر ملو اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بیشک یہ تم نے بہت اچھی رائے دی ہے پھر میں حضور کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر حضور سے طاقی ہوا اور سلام کیا حضور نے فرمایا کون ہو میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ ایک ضعیف عورت آ گئی اور اس نے بڑی دیر تک حضور سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ حضور اس کی خاطر سے کھڑے رہے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہیں بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے پھر حضور مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا۔ اور فرمایا اس پر بیٹھو میں نے عرض کیا حضور تشریف رکھیں فرمایا نہیں تم ہی بیٹھو آخر میں اس پر بیٹھا اور حضور زمین پر بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم اکوسی[1] نہیں تھے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹکس وصول کرتے تھے حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بیشک حضور نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے پھر فرمایا اے عدی شاید

تم اس خیال سے اسلام کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی یہ اس قدر مال دار ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہ کرتے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور دشمن ان کے بہت ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کرکے مکہ کی زیارت کو آئے گی۔ اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور شاید تم اس وجہ سے تامل کرتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے پس قسم ہے خدا کی تم عنقریب سن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے حضور کی فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا کعبہ کی زیارت کے واسطے بے خوف وخطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی۔

فردہ بن مسیک مرادی کا خدمت عالی میں حاضر ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں فردہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کندہ سے جدا ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور قبیلہ ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل وغارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الردم مشہور ہے اور اس جنگ میں بنی ہمدان کا سردار جدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فردہ بن مسیک حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اے فردہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الردم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں۔ فردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہوگا۔ کہ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اسے رنج نہ ہو حضور نے فرمایا مگر اس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر وخوبی میں زیادہ کیا۔

پھر حضور نے فردہ بن مسیک کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی ان کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ خالد حضور کی وفات تک وہیں رہے۔

بنی زبید کے ساتھ عمرو بن معدی کرب کا حاضر ہونا

بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے انہوں نے قیس بن کشوح مرادی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سنا ہے۔ کہ اس میں

سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تم بھی میرے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں اگر وہ نبی ہیں تو ان کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی۔ اور ہم ان کا اتباع کریں گے۔ اور اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اس کو جواب ترکی بترکی دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حاکم حضور نے فردہ بن مسیک کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضور کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

بنی کندہ کے وفد کا حاضر ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے اسی آدمیوں کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ حضور کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں۔

حضور کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے ان کپڑوں کو پھاڑ کر ڈال دیا پھر اشعث بن قیس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور حضور بھی آکل المرار کی اولاد ہیں حضور نے تبسم کیا اور فرمایا یہ نسب تم عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حرث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور و دراز ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا۔ کہ تم کون لوگ ہو یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے واسطے کہتے تھے ہم آکل المرار کی اولاد ہیں کیونکہ آکل المرار بنی کندہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

حضور نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہئے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کندہ آیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے اس کو میں اسی کوڑے ماروں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حرث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کندی کا لقب ہے۔ اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہیولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لوٹ کر

اس کی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ام اناس حرث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہیولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ ایک شخص سیاہ رنگ پیر اس کے ایسے جیسے اونٹ کے مرار کا کھانے والا آ کر تیری گردن پکڑے گا یہ تعریف اس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اس دن سے حرث کا لقب آکل المرار ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اور یہ لقب اس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اس کے اور اس کے لشکر نے مار کھائی تھی اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

صرو بن عبداللہ ازوی کا حضور کی خدمت میں حاضر ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں صرو بن عبداللہ ازوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے حضور نے اُن کو اُن کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔ چنانچہ صرو بن عبداللہ حضور کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے صرو بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ کار برآری نہ دیکھی ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ صرو بن عبداللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کریں چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔ اور اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے پس ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے ایک پہاڑ کشر نام ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں حضور نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر حضور اس پہاڑ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اس کے پاس اس وقت خدا کے اونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر یا عثمان نے ان سے کہا کہ یہ حضور نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے تم حضور سے دعا کراؤ کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو یہ دونوں

کھڑے ہوئے اور حضور سے عرض کیا حضور نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دئے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ اور ان کو معلوم ہوا۔ کہ اسی وقت اور اسی دن صرو بن عبداللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا جس وقت حضور نے مدینہ میں اس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔ پھر اہل جرش کا ایک گروہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔ اور حضور نے ان کے واسطے ان کے شہر کے گرداگرد ایک چراگاہ حدود معلومہ کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے واسطے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔

شاہان حمیر کے ایلچی کا نامہ لے کر حاضر ہونا

جب حضور تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں اسی وقت شاہان حمیر کا ایلچی حاضر ہوا۔ اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن مالک بن مرور ہادی کا نامہ بھی گذرانا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا حضور نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہان حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اس خدا کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کے جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی بیشک خدا نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔ اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون اور تیس میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو۔ اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا۔ اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اس کے واسطے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے واسطے ہیں اور وہی سزائیں

ہیں جوان کے واسطے ہیں اور خدا اور رسول کی اس کے واسطے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہوگا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد وعورت اور آزاد وغلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول خدا کی خدمت میں ادا کرے گا۔ اس کے واسطے خدا اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہے۔

اور زرعہ دویزن کو معلوم ہو کہ محمد ﷺ رسول خدا کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں۔ پس تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اور امیر ان کے معاذ بن جبل ہیں۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ رہادی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر وخوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترک مدد نہ کرنا اور رسول خدا تمہاری غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمد ﷺ اور اہل بیت محمد ﷺ کے واسطے حلال نہیں ہے یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی تھی۔ کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متنفر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جس طرح حضور نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔

ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کرسکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہوسکے اس کے حق کے ادا کرنے میں کوشش کر۔ عورت نے کہا اگر تم رسول خدا کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی۔ کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔

معاوذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کے نکساروں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اس کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو جذامی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم وشام کی طرف سے زمین معان میں ان اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوش خبری پہنچانے کے واسطے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تحفہ بھیجی۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی۔ اس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ جس کا نام غفریٰ تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النفاثی کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی حرث بن کعب کا اسلام قبول کرنا

پھر حضور نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں خالد بن ولید کو بنی حرث کی طرف مقام نجران میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین باران کو دعوت اسلام کرنا اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی حضور نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت محمد نبی رسول خدا ﷺ کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد یا رسول ﷺ حضور نے مجھ کو بنی حرث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک ان کو دعوت اسلام کروں پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکام اسلام اور قرآن کی تعلیم کروں اور سنت رسول ان کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسب الحکم حضور کے تین روز تک ان کی دعوت اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اے بنی حرث اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر ونواہی اور احکام ان کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم حضور کی جناب سے صادر ہوگا اس کے موافق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضور نے خالد کو یہ جواب روانہ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اما بعد تمہارا نامہ مع

قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کرلیا اور جنگ سے پہلے لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الٰہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذاب الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پس خالد اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔

قیس بن حصین ذی غصہ اور یزید بن عبد المدان اور یزید بن المحجل اور عبداللہ بن قراد زیادی اور شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے حضور کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حضور نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے حضور نے پھر یہی فرمایا پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ حضور نے چوتھی مرتبہ فرمایا۔ کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اس کو بھگا دیتے ہو۔ اس وقت یزید بن عبد المدان ان نے عرض کیا کہ حضور ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں اس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا حضور نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے پیروں کے نیچے ڈلوا دیتا یزید بن عبد المدان نے عرض کیا ہم آپ کے یا خالد کے شکر گذار نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر کس کے شکر گذار ہو۔ عرض کیا خدا کے شکر گذار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ کی ہدایت کی۔

حضور نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانۂ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے انہوں نے عرض کیا حضور ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہم اکھٹے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشدستی نہ کرتے تھے حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا اور پھر حضور نے بنی حرث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذیقعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینہ بعد حضور نے انتقال فرمایا اور حضور نے ان کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تا کہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کریں۔ اور ایک وصیت نامہ مشتمل بر نصائح و احکامات لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ یہ بیان ہے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے واسطے جبکہ اس کو یمن کی طرف روانہ کیا ہر کام میں اس کو خدا کا تقویٰ اور خوف لازم ہے پس بے شک خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے۔ کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ خدا کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور خدا نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنادے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے ان کو مطلع کردے۔ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدی میں مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہئے کہ خدا کی طرف یعنی جہاد کے واسطے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے واسطے اور جو اس بات کو نہ مانے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے مقر ہو جائیں۔ اور چاہئے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے مونہوں کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔

اور نماز کو وقت پر پورے رکوع وسجود اور خشوع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشا کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں۔

اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے واسطے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں۔ اور لوگوں کو حکم کرو کہ مال غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں۔ بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی زکوۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ نر یا مادہ وصول کریں اور چالیس بکریوں جنگل کی چرنے والیوں میں سے ایک بکری وصول کریں۔ یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوۃ

میں اس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا اس کے واسطے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے پس ان میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری سے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا پس وہ خدا اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ **صلوات الله علی محمد ﷺ والسلام علیك ورحمته الله وبر كاته۔**

رفاعہ بن زید جذامی کا حاضر ہونا

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم الضبیبی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی حضور کی نذر گذرانا۔ حضور نے ایک نامہ ان کے واسطے ان کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ نامہ محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے ہے مشتمل برایں معنی کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تا کہ یہ ان کو خدا اور رسول کی طرف بلائیں۔ پس جو ان کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہوگا وہ خدا اور رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کرے گا اس کو دو مہینہ کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ساری قوم ان کی مسلمان ہوگئی۔ اور سب نے مقام جرۃ الرجلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفد ہمدان کی حاضری

جب حضور غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے ہیں ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ رؤساء قوم تھے مالک بن نمط اور ابوثور یعنی ذوالمشعار راد۔ مالک بن ایفع۔

مالک خارفی وغیرہم اور یہ لوگ صبری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلے تھے جب حضور کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفع نے عرض کی کہ حضور ہمدان خدمت عالی میں حاضر ہیں خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے بڑے بہادر ہیں خدا اور رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے عہد کے یہ لوگ بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ پس حضور نے یہ عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے واسطے مخلاف خارف اور اہل جناب الہضب اور حقاف الرمل کے اور ذی المشعار ان کے قافلہ سالار اور مالک بن تمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک یہ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھائیں۔ اور اپنے جانوروں کو چرائیں ان کے واسطے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

دونوں کذابوں یعنی مسیلمہ حنفی اور اسودِ عنسی کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں جن دو شخصوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا ایک مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب عنسی نے صنعاء یمن میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز حضور سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ برے معلوم ہوئے ہیں میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

حضور ﷺ کا ممالک مفتوحۂ اسلام میں حکام اور اعمال کو روانہ فرمانا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء یمن میں بھیجا اور اسود عنسی نے ان پر خروج کیا۔ اور زیاد بن لبید بیاضی انصاری کو شہر حضر موت کے صدقات کی تحصیل کے واسطے روانہ کیا۔

اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا۔ اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل کے واسطے دو شخص روانہ کئے ایک طرف زبرقان بن بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم۔ اور علاء بن حضرمی کو حضور بحرین پر بھیج چکے تھے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکوٰۃ اور جزیہ تحصیل کرنے کے واسطے بھیجا۔

مسیلمہ کذاب کا حضور کی خدمت میں خط بھیجنا اور حضور کا جواب

مسیلمہ نے اس مضمون کا خط حضور کو بھیجا یہ نامہ ہے مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام علیک امابعد میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں لہٰذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔ یہ خط لے کر مسیلمہ کے دو قاصد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسیلمہ نے کہا ہے حضور نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کراتا پھر مسیلمہ کو یہ جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ نامہ ہے محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد زمین خدا کی جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے واسطے ہے۔ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر کا ہے۔

حجۃ الوداع کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب ذیقعد کا مہینہ آیا حضور نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے واسطے حکم دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے پچیسویں ذیقعد کو حج کے واسطے سفر کیا اور مدینہ میں ابودجانہ ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو حضور نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آ گئے۔ پس حضور میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی۔ اور انہوں نے کہا اے عائشہ کیا ہوا۔ تم کو ایام آ گئے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرماتی ہیں اس وقت میں یہ کہتی تھی کہ کاش میں اس سفر میں حضور کے ساتھ نہ آتی۔

حضور نے کہا ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب حلال ہو گئے اور حضور کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔ پھر جب قربانی کا دن ہوا۔ تو بہت سا گائیں کا گوشت میرے گھر میں آیا میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے۔ لانے والے نے کہا حضور نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی حضور نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرانے کے واسطے بھیجا اس عمرہ کے بدلہ میں

جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں حضور نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کیوں نہیں حلال ہوتے ہیں۔ فرمایا میں قربانی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اس کو ذبح کر کے حلال ہوں گا۔

حضرت علی کا یمن سے آتے ہوئے حضور سے حج میں ملنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت علی کو حضور نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے میں حضرت علی مکہ میں آئے حضور حج کے واسطے پہلے سے آئے ہوئے تھے حضرت علی اپنی زوجہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے۔ ان کو دیکھا تو وہ حلال ہوگئی تھیں۔ حضرت علی نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم ابھی سے حلال ہوگئیں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا ہاں حضور نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا ہم عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر حضرت علی حضور کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے لوگ حلال ہوئے ہیں تم بھی حلال ہو جاؤ۔ حضرت علی نے عرض کیا حضور میں نے یہ نیت کی تھی۔ کہ اللہ میں وہ احرام باندھتا ہوں۔ جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے حضور نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علی نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس حضور نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا۔ اور یہ اسی احرام کے ساتھ رہے اور حضور کے ساتھ حلال ہوئے اور حضور نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

یزید بن رکانہ کہتے ہیں جب حضرت علی حضور سے ملنے کے واسطے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اس پر حاکم مقرر کیا تھا اس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک کپڑا نفیس نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لو۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا حضرت علی ملنے کے واسطے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس واسطے تقسیم کئے ہیں تا کہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے حضرت علی نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جلد یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں حضور کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے حضور سے حضرت علی کے اس برتاوے کی شکایت کی حضور نے فرمایا اے لوگو علی کی شکایت تم نہ کرو علی خدا کے معاملہ میں بہت مضبوط ہے اس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے

پھر حضور نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات امت کے واسطے بیان فرمائے چنانچہ حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو میری بات غور سے سنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ یہاں تک اپنے پروردگار سے جا ملو مثل تمہارے اس دن کی حرمت کے اور اس مہینہ کی حرمت کے۔

اور بیشک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہوگے۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کردے۔ اور کوئی شخص اپنے قرض دار سے بجز راس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود خارج کردیا گیا ہے۔ اور خدا نے اس کا فیصلہ فرمادیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی خارج ہے اور جس قدر خون زمانۂ جاہلیت کے تھے سب خارج ہیں اور سب سے پہلے جو خون زمانۂ جاہلیت کا میں خارج کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا کرتا ہوں۔

اور اے لوگو اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہوگیا ہے یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہوگیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کروگے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے۔

اے لوگو نسئی کی بدعت جو کفاروں نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام مہینوں کو حلال کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کرلینا خدا نے ہمیشہ سے بارہ مہینے رکھے ہیں۔ جن میں سے چار ہیں۔ تین پے در پے یعنی ذیقعد ذی الحج اور محرم اور ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

اور اے لوگو تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ کسی سے زنا نہ کرائیں اور کوئی فحش بات ظاہراً نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ان کو اپنے سے جدا سلاؤ۔ اور ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ پھر اگر وہ ان باتوں سے باز آجائیں۔ تو ان کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے ذمہ میں ہے۔

اے لوگو عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتی ہیں۔ اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے۔ پس اے لوگو میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو تم مضبوط پکڑے رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان

ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا پھر آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دئے۔ سب حاضرین نے عرض کیا حضور ہاں بیشک آپ نے احکامات الٰہی ہم کو پہنچا دئے حضور نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مقام عرفات میں حضور خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ کے پاس کھڑے تھے آپ ان سے فرماتے تھے۔ کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے۔ لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ حضور ربیعہ سے فرماتے۔ کہ ان سے کہہ دو کہ بیشک خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کر دئے ہیں جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو مثل اس مہینہ کی حرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو۔ اے لوگو! رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے لوگ کہتے یہ شہر بلدالحرام ہے۔ حضور ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپ میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ مثل اس شہر کی حرمت کے۔

پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا روز ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپ میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو مثل اس دن کی حرمت کے۔

عمرو بن خارجہ کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اسید نے کسی ضرورت کے واسطے حضور کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب حضور کے پاس آیا۔ آپ مقام عرفات میں سانڈنی پر سوار کھڑے تھے میں عتاب کا پیغام پہنچا کر دو ہیں آپ کی سانڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا لہٰذا وارث کے واسطے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے واسطے پتھر ہیں اور جو شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے تئیں منسوب کرے گا اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے فرمایا یہ سارا پہاڑ موقف ہے۔ اور پھر

مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقف ہے پھر منیٰ میں فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے۔ اور اسی طرح حضور نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز ہیں اور ناجائز ہیں سب بتائیں اسی سبب سے حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہیں اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ حضور نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

حضور ﷺ کا اسامہ بن زید کو ملک فلسطین کی طرف روانہ فرمانا

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس حج سے واپس آ کر حضور ذی الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اسامہ بن زید کو اس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اوّلین کثرت سے تھے۔

حضور کے ایلچیوں کا مختلف بادشاہوں کے پاس جانا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر ایک روز حضور نے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی بات کی طرف بلایا تھا۔ جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے واسطے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا۔ وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور و دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا ان کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی خدا سے شکایت کی خداوند تعالیٰ نے ان کی زبانیں اس ملک کی کر دیں۔ جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا اور اسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے نامے لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے۔ اور ان کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جیفر اور عیاذ جلندی کے دونوں بیٹوں کی طرف بھیجا یہ دونوں قوم اذو سے عمان کے بادشاہ تھے۔ اور سلیط بن عمرو عامری کو ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی یمامہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا

اور علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی بادشاہ بحرین کے پاس روانہ فرمایا۔ اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو حضور نے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف اور مہاجر بن امیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ ان کو ایک کتاب ملی جس میں حضور کے بادشاہان روئے زمین کی طرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اس کتاب میں مندرج تھا۔ یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔ اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے اتباع بھی تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ اتباع میں سے تھا۔ اور منتا حواری کو اس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں اور توماس کو ملک بابل اور فیلبس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ اور یحنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کہف کا شہر ہے روانہ کیا اور یعقوبیس کو اروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔ اور ابن ثلماالی کو ملک حجاز میں بھیجا اور یمن کو بر بر میں اور یہودا کو اور یہ حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

کل غزوات کا اجمالی بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور سردار عالم ﷺ بہ ذات خاص ستائیس غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے غزوۂ ابواء پھر غزوۂ بواط مقام رضویٰ کی طرف پھر غزوۂ عشیرہ کی طرف پھر غزوۂ بدر اولیٰ کرز بن جابر کی تلاش میں پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں خداوند تعالیٰ نے سرداران قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوۂ بنی سلیم جس میں آپ مقام کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں۔ پھر غزوۂ احد۔ پھر غزوۂ حمرار الاسد۔ پھر غزوۂ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں۔ پھر غزوۂ بدر الآخر پھر غزوۂ دومۃ الجندل۔ پھر غزوۂ خندق پھر غزوۂ بنی قریظہ۔ پھر غزوۂ بنی لحیان ہذیل سے۔ پھر غزوۂ ذی قرد۔ پھر غزوۂ بنی مصطلق خزاعہ سے پھر غزوۂ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا۔ اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوۂ خیبر۔

پھر عمرۃ الاقضاء پھر غزوۂ فتح مکہ۔ پھر غزوۂ حنین۔ پھر غزوۂ طائف پھر غزوۂ تبوک۔

ان سب غزووں میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ ① بدر اور ② احد اور ③ خندق اور ④ قریظہ اور ⑤ مصطلق اور ⑥ خیبر اور ⑦ فتح مکہ اور ⑧ حنین اور ⑨ طائف میں۔

ان سب لشکروں کا اجمالی بیان جو حضور نے روانہ فرمائے

سب چھوٹے اور بڑے اڑتیں لشکر حضور نے مختلف جوانب کی طرف روانہ فرمائے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ عبیدہ بن حرث کا لشکر ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔ اور حضرت حمزہ کا لشکر ساحل بحر کی طرف اور بعض لوگ حضرت حمزہ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقام خرار میں۔ اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجیع میں اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔ اور ابوعبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن میں۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

غالب بن عبداللہ لیثی کا بنی ملوح پر جہاد کرنا

جندب بن مکیث جہنی کہتے ہیں حضور نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اس کو گرفتار کرلیا اس نے کہا میں تو اسلام قبول کر کے حضور کی خدمت میں جاتا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور حضور کے پاس جاتے ہو پس تم کو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالہ کیا اور اس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ پس ہم جنگل کے ایک کنارہ میں اترے ہوئے تھے۔

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے واسطے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے پہلے کسی

وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اس نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے مرد نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے عورت نے اس کو دئے۔

اور اس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا میں نے اس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا میرے دو تیر اس کو لگے اور اس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لائیو۔ اور پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا چین سے یہ سوتے رہے جب سحر کا وقت ہوا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے تمام مال و اسباب اور جانور ان کے لوٹ کر ہم روانہ ہوئے پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔

جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے ان کے درمیان میں ایک جنگل تھا ہم اس کے پرلے کنارہ پر تھے اور یہ اورلے کنارہ پر پہنچے تھے۔ کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رو آئی کہ وہ لوگ اس سے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر ان کی مجبوری اور پریشانی کا تماشہ دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے ان کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہکایا۔ اور بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بیچارے وہیں رو کے کنارہ پر کھڑے رہ گئے۔ اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار رات کے وقت امت امت تھا۔

اب پھر میں ان لشکروں کا بیان کرتا ہوں جو حضور نے روانہ فرمائے

حضرت علی بنی عبد اللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ اور ابو عوجاء سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ اور عکاشہ بن محصن نے غمرہ پر جہاد کیا۔ اور ابو سلمہ بن عبد الاسد نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔ اور محمد ﷺ بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا اور زید بن حارثہ نے مقام جموم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔ اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

زید بن حارثہ کے جذام پر جہاد کرنے کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ

بن زید جذامی جب حضور ﷺ کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام حضور کا خط بھی لائے تھے۔ جس میں حضور نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گذرے۔ اور دحیہ قیصر روم کے پاس حضور کا نامہ لے کر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے۔ تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی صلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ خبر بنی خبیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی یہ ہنید اور اس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرۃ بن اشقر ضفادی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جعال کو مارا اور جب یہ تیر ان کے گھٹنہ میں لگا۔ تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے یعنی نعمان کی ماں کا نام تھا۔ اور حسان بن ملہ خبیبی دحیہ کا صحبت یافتہ تھا اور دحیہ نے اس کو سورۃ فاتحہ سکھائی تھی غرض کہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے دحیہ کلبی کا سارا مال ان سے لے کر دحیہ کے حوالہ کیا اور دحیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اور ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

اور جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلامان اور سعد بن ہدیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید ان کے پاس حضور کا نامہ لائے ہیں تو یہ سب مقام حرہ رجلاء میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اور رفاعہ بن زید کراع ربہ میں تھے زید کے لشکر کی ان کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی خبیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے۔ اور باقی وادی مدان میں تھے حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آ کر مقام ماقض میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی اضف کے دو آدمی اور دو بنی خصیف کے قتل کر کے تمام مال واسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے جب یہ واقعہ بنی خبیب نے سنا یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیفاء مدان میں پڑا ہوا تھا روانہ ہوئے تھے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔ حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رعال نام پر سوار تھا اور ابوزید بن عمرو شمر نام گھوڑے پر سوار تھا پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے ابوزید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہوں گے جو انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور دنگا کرنا شروع کیا اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے تو ہو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا۔ اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن

ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ رائج تھا کہ اس کو یہی لوگ سمجھتے تھے یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بوری۔ اب جو یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں۔ اور اول لشکر سے جو شخص ان کی طرف آیا وہ ادہم گھوڑے پر سوار تھا ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بوری حسان نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کیجو پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو فاتحہ پڑھو حسان نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرادیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی چیزیں لوٹ میں جو جو مسلمان کے پاس ہوں وہ واپس ان کو دے دو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جو ابی وبر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سن کر ام فزار صلعیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو۔ اور پاؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی خصیب میں سے ایک شخص نے ام فزار کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی خصیب ہیں۔ ان کی جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑالیا۔ ایک لشکری نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی زید نے اس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اور عورتوں میں جو تمہارے کنبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اترنے کی ممانعت کردی۔

یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور ستو پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ ابوزید بن عمرو اور ابوشماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بعجہ بن زید اور برذع بن زید اور مخربہ بن عدی اور انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے ہیں تو صبح کا وقت تھا اور رفاہ حرۃ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے حسان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا۔ کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دھورہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکیں تم جو نامہ لائے تھے۔ ان کو اس نے دھوکا میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگایا اور اس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بھی امیہ بن ضفارہ کو جو اس مقتول خصیبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا۔ ساتھ لے کر رفاہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے

کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر نیچے اتر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دئے جائیں گے یہ لوگ اونٹوں سے اتر کر مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ پھر جب رفاء نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا تب رفاعہ بن زید نے کہا خدا اس شخص پر رحم کرے جو اس وقت نبی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ نامہ جو حضور نے ان کو دیا تھا حضور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حضور کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی حضور نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اس نے پڑھا اور حضور نے سنا رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ حارثہ کا بیان کیا۔ حضور نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے۔ ان کے بارے میں میں کیا کروں۔ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور خوب واقف ہیں کہ ہم نہ حضور پر کسی حلال چیز کو حرام کرانا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ ابو یزید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے نیچے ہیں یعنی ہم ان کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہ ہی ہمارے حوالہ کر دئے جائیں۔ حضور نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علی تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو۔ اور ان کا مال بھی دلوا دو حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ حضور نے فرمایا تم یہ میری تلوار لے جاؤ پھر حضرت علی نے عرض کیا۔ حضور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے۔ تب حضور ﷺ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام کھال تھا سوار کر کے روانہ کیا جب یہ لوگ مدینہ کے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار جس کا نام شمر تھا چلا آتا ہے۔ ان لوگوں نے اس ایلچی کو اونٹ پر سے اتار کر اونٹ اس سے لے لیا۔ اس نے کہا اے علی یہ کیا بات ہے حضرت علی نے فرمایا ان کا مال ہے۔ جنہوں نے لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیفاء الفحلتین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علی نے مع قیدیوں کے ان کو دلوا دیا۔ چنانچہ اگر کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اس تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اب پھر میں غزوات کی تفصیل کی طرف عود کرتا ہوں۔ چنانچہ زید بن حارثہ ہی ایک اور غزوہ میں عراق کی طرف گئے۔

زید بن حارثہ کا بنی فزارہ سے جنگ کرنا

یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام وادی القریٰ پر بنی فزارہ سے کیا پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی یہ خود بھی زخمی ہوئے اور بہت سے ساتھی ان کے مارے گئے جن میں ایک ورد بن

عمرو بن مداش ہذیلی بھی تھے بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو حضور نے پھر ان کو لشکر دے کر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزارہ میں خوب قتل و غارت کیا اور قیس بن مسحر لحضری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور ایک بیٹی بھی اس کی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو ام قرفہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اس کو قتل کیا پھر زید بن حارثہ ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا جب حضور کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر حضور سے مانگ لیا حضور نے دے دیا۔ سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرفہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی۔ کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرفہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ خیبر پر

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا ہے جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن زُرّام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یسیر بن زرام نے خیبر میں حضور کی جنگ کے واسطے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے جب یہ صحابہ بسیہ بن زرام کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو حضور کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا ہم حضور سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلوا دیں گے۔ اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے یہ پچھتایا عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار ہی دی۔ جس سے اس کے سر میں خفیف زخم آیا۔ پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کو ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس حضور کی خدمت میں آئے تو حضور نے ان کے زخم پر اپنی لب مبارک لگا دی جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابورافع بن ابی الحقیق کے قتل کے واسطے خیبر پر کیا۔

عبداللہ بن انیس کا غزوہ خالد بن سفیان بن نبیح کے قتل کے واسطے

خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں حضور کے مقابلہ کے واسطے لشکر جمع کر رہا تھا حضور نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں حضور نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کے واسطے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی علامات کچھ بیان فرمائیے تا کہ میں اس کو پہچان لوں۔ حضور نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں قشعریرہ پاؤ گے۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے واسطے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قشعریرہ کی حضور نے فرمائی تھی۔ وہ میں نے اس میں دیکھی۔ پس میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور عصر کی نماز میری فوت ہو جائے پس میں اس کی طرف چلتا جاتا تھا۔ اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا تھا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے میں نے کہا میں ایک عرب ہوں تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم ان شخص کے واسطے لشکر جمع کر رہے ہو خالد نے کہا ہاں میں اسی کوشش میں ہوں عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں قابو دیکھ لیا فوراً ایک وار ایسا کیا کہ خالد کے دو ٹکڑے کر دئے۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کامیاب آئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو قتل کر آیا حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر حضور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے میں نے کہا حضور نے عنایت کیا ہے۔ اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا لوگوں نے کہا تم جا کر حضور سے پوچھو کہ حضور یہ عصا کس کام کے واسطے ہے۔ میں گیا اور میں نے عرض کیا یہ عصا کس کام کا ہے فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان میں نشانی ہوگا۔

راوی کہتا ہے عبداللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا ہے تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

اب پھر ہم لشکروں کا حال بیان کرتے ہیں جن کو حضور نے روانہ فرمایا

ابن اسحٰق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو حضور نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی ایک شاخ تھے روانہ فرمایا۔

بنی عنبر پر عیینہ بن حصن کا جہاد

حضور نے عیینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ کیا عیینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال واسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضور نے فرمایا آج ہی عیینہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی کو ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔

جب عیینہ ان قیدیوں کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھوڑانے کے واسطے آئے بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رفیع اور سیرہ بن عمرو اور قعقاع بن معبد اور وردان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے حضور سے گفتگو کی۔ حضور نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔ بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبداللہ بن ذہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن وارم۔

اور قیدیوں میں ان عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجود بنت مبد اور حمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔ عدی بن جندب بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبداللہ کا غزوہ بنی مرہ پر

ابن اسحٰق کہتے ہیں غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لے کر بنی مرہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری

نے فکر مرواس بن منیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔ اس نے کہا اشهد ان لا اله الا اللّٰه پس اس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم حضور کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے اسامہ لا اله الا اللّٰه کہنے والے کو تو نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا حضور اس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا آپ نے فرمایا یہ تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ اسامہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکرر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لا اله الا اللّٰه کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ حضور نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کیجو۔ میں نے عرض کیا حضور کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمرو بن عاص کا غزوۂ ذات السلاسل پر جانا

عمرو بن عاص کو حضور نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تا کہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے واسطے جمع کریں۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی اسی سبب سے حضور نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کو مالوف اور مطیع کرنے کے واسطے روانہ کیا جب عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا۔ اور حضور سے امداد طلب کی۔ حضور نے ابوعبیدہ بن جراح اور ابوبکر اور عمر اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے واسطے روانہ کیا اور ابوعبیدہ کو حکم دیا کہ تم اختلاف نہ کرنا۔ پس جب ابوعبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے عمرو بن عاص نے کہا کہ میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں اور ابوعبیدہ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ حضور نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ پس عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمیرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک نصرانی شخص تھا اور میرا نام پہلے سرجس تھا اور میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں پانی بھر کے میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور انڈوں کو نکال کر میں ان میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب

ہیں مسلمان ہوا۔ تو حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اس کی صحبت میں رہنا چاہئے۔ پس میں ابوبکر کے پاس آیا اور ان کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابوبکر کے پاس فدک کا ایک کمبل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابوبکر اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اس کو اوڑھ لیتے تھے۔ کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتد ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمبل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس واسطے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے پس آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے ابوبکر نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکر میں امید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاءاللہ ترک نہ کروں گا۔ اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاءاللہ کبھی قضا نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا اور جنابت سے غسل بھی کروں گا مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ حضور کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں ابوبکر نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں سنو خداوند تعالیٰ نے حضور کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا پس حضور نے جہاد کیا۔ اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے پس وہ خدا کی پناہ اور اس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ پس تجھ کو لازم ہے کہ خدا کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے غصہ اور ناراضگی کا باعث ہوگا۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں پھر میں ابوبکر سے جدا ہو گیا اور جب حضور کی وفات کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابوبکر تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں پر بھی سردار بننے سے منع کیا تھا اب تم خود کیوں سردار بنے ابوبکر نے کہا ہاں میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول خدا کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابوبکر اور عمر کے ساتھ تھا۔ پس میرا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا۔ جنہوں نے اونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت

میں سے حصہ دوتو میں بنا دوں۔ انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر ان کے حوالہ کیا انہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا اس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا۔ اور ان کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابوبکر اور عمر نے مجھ سے پوچھا اے عوف یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اٹھ کر تے کرنے لگے۔ جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے۔ تو سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ حضور اس وقت نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں۔ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اونٹوں والے اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

ابن ابی حدرد کا غزوہ بطن اضم میں اور عامر بن اضبط اشجعی کا قتل ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو حضور نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ حرث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جب ہم لوگ بطن اضم میں پہنچے عامر بن اضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا اور موافق طریقہ اہل اسلام کے اس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تو اس سے رک گئے۔ مگر محلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور حضور سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا'' آخر تک۔

راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز ہوئے اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے عیینہ بن حصن عامر بن اضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن حابس محلم بن جثامہ کی طرف سے اس قصاص کو دفع کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عیینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ جیسا اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی قسم ہے خدا کی جب تک اس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کرلوں گا اس کو نہ چھوڑوں گا۔ اور حضور یہ فرماتے تھے کہ تم پچاس اونٹ خون بہا کے اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دے دیں گے عیینہ بن

حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکیثر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کے اندر میں اس مقتول کو مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اس کو کوئی پتھر مارے تو پچھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

حضور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خون بہا ہی ملے گا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے آخر عیینہ وغیرہ نے خون بہا قبول کر لیا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے اس کو لاؤ حضور سے اس کے واسطے دعائے مغفرت کرائیں۔ پس ایک شخص دراز قد گندم گوں ایک حلہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا۔ یہ حلہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے واسطے پہنا تھا پھر یہ شخص حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ حضور نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا محلم بن جثامہ۔ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس امید میں تھے کہ حضور اس کے واسطے دعائے مغفرت کریں گے مگر حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما تین بار یہی کہا۔ راوی کہتا ہے محلم حضور کی اس بد دعا کو سن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہوا اٹھا۔

حسن بصری کہتے ہیں جب محلم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا ہے تو حضور نے فرمایا میں نے تو اس کو خدا پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا پھر آپ نے اس کے واسطے بد دعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔ حسن کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اس کو ڈھک دیا۔ اور حضور نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر خدا نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عظمت دکھلائی ہے جس کو اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ ایک مقتول کی بابت حضور فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو کیا تم اس بات سے بے خوف و خطر ہو کہ حضور ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور حضور کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور حضور کا تم پر غضب ہو اور پھر خدا کا بھی غضب ہو تم اس مقدمہ کو حضور کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح حضور چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ نہیں تو میں پچاس آدمی بنی تمیم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن ضبط شرک کی حالت میں محلم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کبھی اس نے نماز نہیں پڑھی پھر

یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو جائے گا تب عیینہ بن حصن نے خون بہا لینا قبول کیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد کا غزوہ رفاعہ بن قیس جشمی کے قتل کے واسطے

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں سے ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اس کے مہر کے مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں حضور کی خدمت میں آیا تا کہ آپ سے ادا مہر میں کچھ امداد طلب کروں حضور نے دریافت کیا کہ کس قدر مہر ہے میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میرے پاس نہیں ہیں۔ ورنہ میں دے دیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آ کر اترا یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو حضور کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آ کر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے واسطے حضور نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اس سے اٹھا نہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔ ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور کل ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہوگئی تھی۔ اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ۔ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوا میں اس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے تم یہیں رہو۔ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میری تیر کی زد پر آیا۔ میں نے ایک ایسا تیر اس کو مارا کہ اس کے دل کے پار ہوگیا۔ اور وہ گرا میں نے اس کو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور پھر اس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کہ لے جا سکا لے کر بھاگ گیا۔ اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کی لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رفاعہ کا سر بھی میں نے حضور کے آگے پیش کیا۔ حضور نے اس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہر ادا کرنے کے واسطے

دئے۔ میں ان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کا غزوہ دومۃ الجندل کی طرف

عطار بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمامہ کا شملہ پشت پر لٹکانے کی بابت دریافت کر رہا تھا عبداللہ بن عمر نے کہا میں تجھ سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعید خدری اور دسواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان حضور کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مومنوں میں افضل کون شخص ہے فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اس نے عرض کیا ہوشیار اور عقل مند کون ہے فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اس کے واسطے تیاری کرنے والا اس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو رہا۔ پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین کے پانچ باتیں ہیں میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔ جس قوم نے علانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے ان میں طاعون اور ایسے درد اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر باران رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔

اور جو لوگ خدا اور رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے موافق فیصلہ نہیں کرتے خدا ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر حضور نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا پس صبح کو عبدالرحمٰن ایک سیاہ عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگل یا اس کے قریب قریب پشت پر چھوڑا۔ اور فرمایا اے عبدالرحمٰن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے پھر بلال کو حضور نے حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ بلال نشان لائے حضور نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمٰن سے فرمایا اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اور کفاروں کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ خدا کا عہد اور اس کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمٰن نے نشان کو لیا اور دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ سیف البحر کی طرف

حضور نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہ بن جراح کو سردار کر کے سیف البحر کی طرف روانہ کیا اور کچھ کھجوریں گزارہ کے واسطے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابو عبیدہ ان کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو خداوند تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اس کا گوشت خوب کھایا اور خوب اس کی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے سے گذرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم حضور کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا حضور نے فرمایا وہ رزق خدا نے تم کو عنایت کیا تھا۔

عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں مکہ میں حضور کے صحابہ میں سے خبیب بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد حضور نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا۔ اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آ بیٹھے ہیں اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے۔ جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔ پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن امیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شرارت کے واسطے آئے ہو عمرو کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈھنے آئے چنانچہ ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے۔ قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گذاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کر دو پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے واسطے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ پر مارا اس نے ایک چیخ

ماری جوتمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کراس کے پاس آئے اس میں کچھ رمق باقی تھی پوچھنے لگے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے پھر اسی وقت یہ مر گیا۔ اور ہمارا نشان ان کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے پس ہم ان لوگوں کے پاس سے گذرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اس کے قریب پہنچا تو اس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا اور یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا اور یہ لوگ اس کے نکالنے سے عاجز ہوئے پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔ چنانچہ وہ تو مدینہ روانہ ہوئے اور میں مقام ضجنان میں آ کر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی ویل میں سے ایک شخص یک چشم اس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا بنی بکر سے پھر میں نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرحبا خوب ہوا جو آپ تشریف لائے وہ شخص اس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔ شعر

وَ لَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا   وَلَا اَدِيْنُ بِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

یعنی جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔

عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اس کا یہ شعر سن کر اپنے دل میں کہا کہ دیکھ اب میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں اور جب وہ سو گیا میں نے اپنی کمان کا گوشہ اس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر جب نقیع کے میدان میں پہنچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہوئے لگے دونوں شخص قریش میں سے تھے۔

اور قریش نے ان کو حضور کی خبر اخبار کے واسطے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبر لے کر آ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو تیر سے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا۔ اور مدینہ میں آ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

زید بن حارثہ کے لشکر کا مدین کی طرف روانہ ہونا

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ حضور نے زید بن حارثہ کو

لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں ضمیرہ حضرت علی کے آزاد غلام اور ان کے بھائی بھی تھے اس لشکر نے جا کر اہل امنیا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا یہ قیدی روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ فروخت کرو اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ۔ نہیں بلکہ ماں اور بچہ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

سالم بن عمیر کا غزوہ ابو عفک کے قتل کے واسطے

ابو عفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا نفاق اس وقت ظاہر ہوا جب حضور نے حرث بن سوید بن صامت کو قتل کرایا ہے اور اس نے حضور کی ہجو میں اشعار کہے حضور نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس خبیث کو گوشمالی دے سالم بن عمیر جو بنی عمرو بن عوف میں سے اس مہم پر روانہ ہوئے ابو عفک کو قتل کر کے گئے۔

عمیر بن عدی خطمی کا غزوہ عصماء بنت مروان کے قتل کے واسطے

عصماء بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی جورو تھی جب اس نے ابو عفک کے قتل ہونے کا سنا تو یہ منافق ہوگئی اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی حضور کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کون شخص جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے عمیر بن عدی نے حضور کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو حضور کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا نہیں پھر عمیر اپنی قوم بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد ان دنوں میں بہت تھی خاص اس عورت کے پانچ بیٹے جوان تھے عمیر نے کہا اے قوم میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو میرا کر لو۔

راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اسی دن سے اسلام ظاہر ہوا ورنہ بہت سے لوگ قوم کے خوف سے پوشیدہ مسلمان تھے جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا علانیہ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہیں کا لقب قاری بھی ہے اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا قید ہو کر مسلمان ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کا لشکر جارہا تھا راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا اس لشکر نے اس

کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہاں تک کہ اس کو حضور کی خدمت میں لائے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو۔ اور حضور نے اپنی اونٹنی کے واسطے حکم دیا۔ کہ اس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے ثمامہ کہتا اے محمد ﷺ اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوا دوں اسی طرح چند روز گذر گئے آخر ایک روز حضور نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے۔ اور وہاں خوب اچھی طرح غسل اور وضو کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے شام کو جب حسب دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا حضور نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا۔ اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ اور مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ میں گئے۔ اور وہاں جا کر انہوں نے لبیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں۔ جس نے مکہ میں داخل ہو کر لبیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا۔ اور قتل کرنے لے چلے ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو حضور سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا۔ اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے برے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے واسطے گئے اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب تک حضور حکم نہ فرمائیں گے چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہنچے اپنی قوم کو منع کر دیا۔ کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو حضور کی خدمت میں مریضہ بھیجا۔ کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ حضور نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

علقمہ بن مجزز کی لشکر کشی

جب وقاص بن مجزز زید لجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزز نے حضور سے درخواست کی۔ کہ مجھ کو لشکر دے کر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں ان سے بدلہ لوں۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں حضور نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اس کے راستہ ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور ٹھٹھوں کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہوگئی۔ تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے سب نے کہا ہاں بیشک ہے۔

علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں۔ کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے تب علقمہ نے کہا میں تم سے ہنسی کرتا تھا۔ جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گئے اور حضور کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اس کا حکم نہ مانا کرو۔

راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر کی لشکر کشی

بنی ثعلبہ کے غزوہ میں حضور کے ہاتھ ایک غلام یسار نامی آیا تھا حضور نے اس کو اپنے اونٹوں کے چرانے کے واسطے چراگاہ میں بھیج دیا۔ اور وہیں اونٹوں کے گلہ میں یہ غلام رہا کرتا تھا اس کے بعد قبیلہ بجیلہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہوگیا حضور نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ۔ اور اونٹوں کا دودھ اور موت پیو تو اچھے ہو جاؤ گے یہ لوگ گلہ میں آ گئے اور دودھ اور موت پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا تب ایک روز انہوں نے حضور کے چرواہے یسار کو شہید کیا۔ اور اس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور سب اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے حضور کو جس وقت یہ خبر ہوئی۔ آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب حضور ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے حضور نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرہ کے میدان میں ڈلوا دیا اور آنکھیں ان کی پھوڑ وا دیں۔

حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن کی طرف

حضرت علی یمن کی مہم پندرہ مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علی کے روانہ کرنے کے بعد حضور نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علی سے ملاقات ہو تو علی تمہارے سردار ہیں۔

اسامہ بن زید کا ملک فلسطین کی طرف روانہ ہونا اور یہ آخری لشکر تھا جو حضور ﷺ نے روانہ فرمایا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقار اور دار روم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ حضور کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

حضور ﷺ کی ابتداءِ علالت کا بیان

آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں حضور کی وہ علالت شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے جوار رحمت پر وردگار کی طرف نہضت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک شب حضور بقیع غرقد کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے اہل قبور کے واسطے دعاءِ مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور اسی شب کی صبح کو آپ کو درد شروع ہوا۔

ابومویہبہ کہتے ہیں ایک شب حضور نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابومویہبہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں حضور کے ساتھ ہولیا جب حضور قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا **السلام علیکم یا اهل المقابر** جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک رہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں اندھیری رات کی طرح سے فتنے ان پر آنے والے ہیں۔ آخران کا اول کے پیچھے ہوگا۔ اور آخر کا فتنہ اول کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابومویہبہ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ حضور پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں حضور نے فرمایا نہیں اے ابومویہبہ میں نے تو خدا کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے پھر حضور اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جس وقت حضور بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی دارائساہ یعنی ہائے سر کے درد حضور نے فرمایا اے عائشہ قسم ہے خدا کی میں بھی داراساہ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں خوب عیش کریں گے۔ حضور میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کو درد شروع ہوا۔ اور حضور باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی۔ اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ میرے گھر میں تشریف لائے۔

حضور کی ازواج مطہرات کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں حضور کی نو بی بیاں تھیں۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور سودہ بنت زمعہ بن قیس۔ اور زینب بنت جحش بن رئاب۔ اور میمونہ بنت حرث بن حزن۔ اور جویریہ بنت حوث بن ابی ضرار۔ اور صفیہ بنت حی بن اخطب۔

اور کل حضور نے تیراں شادیاں فرمائی ہیں۔ پہلی شادی آپ کی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی۔ اور کل اولاد آپ کی انہیں سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ خدیجہ کی شادی حضور سے ان کے والد خویلد بن سد نے کی تھی اور بیس اونٹ کا مہر بندھا تھا۔

حضور کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں۔ اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے۔

اور ابی ہالہ سے شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاعہ نے شادی کی تھی۔

پھر حضور نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصتی فرمائی۔ اور عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی ابو بکر نے خود ان کی شادی حضور سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

اور حضور نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے شادی کی۔ یہ شادی سلیط بن عمرو نے حضور سے کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن

عبدود بن نصر بن مالک نے سودہ کی حضور سے شادی کی تھی اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحٰق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سودہ حضور سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

اور حضور نے زینب بنت جحش بن رکاب اسدیہ سے شادی کی اور حضور سے ان کی شادی ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کی تھی اور حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ حضور سے پہلے زینب زید ابن حارثہ حضور کے متبنیٰ کے پاس تھیں اور انہیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا۔

اور حضور نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی فرمائی یہ شادی ان کے بیٹے مسلمہ بن ابی مسلمہ نے حضور سے کی تھی اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ بندھا تھا۔ کہ ایک تو شک جسمیں کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجشہ۔ ام سلمہ حضور سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد کے پاس تھیں اور ابو سلمہ کا نام عبد اللہ تھا۔ ابو سلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی۔ سلمہ اور عمر و اور زینب اور رقیہ۔

اور حضور نے حفصہ بنت عمر سے شادی فرمائی۔ یہ شادی حضور سے ان کے والد عمر نے کی تھی اور حفصہ حضور سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔

اور حضور نے ام حبیبہ سے جن کا نام رملہ تھا شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عاص نے کی تھی اور نجاشی شاہ حبش نے حضور کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے تھے ام حبیبہ حضور سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں۔

اور حضور نے جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ سے شادی فرمائی یہ بنی معطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گذر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضور غزوہ بنی مطلق سے واپس ہوئے ہیں تو جویریہ بنت حرث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تا کہ وہ ان کو باحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے واسطے اونٹ فدیہ کو لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لے کر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے واسطے لایا ہوں ان کو آپ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ حضور نے فرمایا اور وہ اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر

دئے ہیں حرث بن ابی ضرار نے کہا قسم ہے خدا کی اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد انک رسول اللّٰہ ﷺ اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی حضور کی نذر کئے حضور نے جویریہ کو چھوڑ دیا جویریہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ حضور نے ان کے باپ حرث کو ان سے شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے حضور سے شادی کردی حضور نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ اور حضور سے پہلے یہ اپنے چچازاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضور نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کیا تھا پھر بالعوض چار سو درہم مہر کے ان سے شادی کی۔

اور حضور نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے شادی فرمائی یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی۔ جس میں صرف ستو اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور حضور سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

اور حضور نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی حضور سے حضرت عباس نے کی تھی اور حضور کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور حضور سے پہلے میمونہ ابی رہم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے تئیں حضور کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضور کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اس وقت اونٹ پر سوار تھیں پس انہوں نے پیغام سن کر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے واسطے ہے۔ اور میمونہ ہی کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ وَاِنِ امْرَاَۃٌ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

''اور اگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو بخش دے۔ اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہ خاص اے نبی تمہارے واسطے جائز ہے نہ مومنوں کے واسطے''۔

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں غزیہ بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی سے تھیں انہوں نے اپنے تئیں حضور کی نذر کیا تھا اور بعض کہتے ہیں۔ یہ عورت بنی سامہ بن لوئی سے تھی اور حضور نے اس کو امید میں رکھا تھا۔

اور حضور نے زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ

سے شادی کی یہ عورت مسکینوں اورغریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔اس سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ان کی شادی حضور سے قبیصہ بن عمرو ہلالی نے کی اور حضور نے چار سو درم مہر کے مقرر فرمائے۔اور حضور سے پہلے یہ عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبد مناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس تھیں جو ان کا چچازاد تھا۔

پس یہ حضور کی کل گیارہ بی بیاں ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور حضور کی وفات سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا ایک خدیجہ بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزیمہ نے اور جب حضور کا وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔اور دو عورتیں ایسی تھیں جن کے ساتھ حضور نے نکاح فرمایا۔مگر خلوت سے پہلے ان کو جدا کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ جب حضور نے ان سے شادی کی تو ان کے بدن پر سفید داغ دیکھے اسی سبب سے ان کو رخصت کر دیا اور ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔اور دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ تھی جب یہ حضور کے پاس آئی حضور سے اس نے پناہ مانگی۔پس حضور نے اس کو اس کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کندیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچازاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب حضور نے اس کو بلایا ہے تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے ہیں حضور نے یہ جواب سن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریش میں سے حضور کی چھ بی بیاں تھیں خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن رباح بن زاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات بی بیاں تھیں۔

زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

اور میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حصفہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ ثم المصطلقیہ۔

اور اسماء بنت نعمان کندیہ۔

اور عمرہ بنت یزید کلابیہ۔

اور غیر عرب سے یہ بی بی تھی۔

صفیہ بنت حیی بن اخطب بنی نضیر سے۔

اب پھر ہم حضور کی علالت کا بیان کرتے ہیں

حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور سر کو کساوہ باندھے ہوئے حضور میرے گھر میں تشریف لائے عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرے شخص کون تھے وہ علی بن ابی طالب تھے۔

پھر حضور کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نکل کر ان سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے حضور کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب حضور غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔

ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور سر کو کساوہ باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب احد پر درود پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے پھر فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ نے اس نعمت کو اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ حضور اپنی نسبت فرمار ہے ہیں۔ پس ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم اپنی جگہ پر بیٹھو پھر فرمایا مسجد میں یہ جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں۔ ان سب کو بند کر دو سوا ابوبکر کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضور نے اسی روز یہ بھی فرمایا اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر ابوبکر سے میری صحبت اور دین کا بھائی پنا ہے۔ یہاں تک کہ خدا ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ تو لوگ کہتے تھے کہ حضور نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے اس روز جو حضور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو خدا کی حمد وثنا بیان کر کے جس کے کہ وہ لائق ہے فرمایا اے لوگو! اسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اس میں جا ملو اور اگر تم اس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کو باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بیشک اسامہ سرداری کے لائق ہے۔ اور اس کا باپ بھی لائق تھا پھر آپ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور حضور کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور حضور کی صحت کی خبر کے منتظر رہے۔

روایت ہے کہ جس روز حضور نے اصحاب احد پر درود پڑھا تھا۔ اسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آ کر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگذر کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور درد کی آپ پر اس قدر شدت ہوئی۔ کہ آپ کو غش آ گئی۔ اور آپ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں حضور کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباس بھی موجود تھے پس حضرت عباس کی اور سب حاضرین کی یہ رائے قرار پائی۔ کہ حضور کے کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی۔ جب حضور کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ کاروائی کس نے کی ہے سب نے عرض کیا حضور یہ دوا آپ کے چچا عباس نے ڈالی ہے اور یہ دوا مہاجرات عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں۔ حضور نے فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو خیال ہوا کہ حضور کو شاید ذات الجنب ہو۔ حضور نے فرمایا۔ یہ ایسا مرض ہے کہ خدا مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر حضور نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں یہ دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ میمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب حضور کے حکم کے جو تنبیہاً آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں جب حضور کی علالت کی شدت ہوئی میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوپر رکھتے تھے میں سمجھا کہ آپ میرے واسطے دعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اکثر رسول خدا ﷺ سے سنا کرتی تھی کہ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کی بابت اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخر کلام جو حضور سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے ''بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ'' میں نے اس کلام کو سن کر کہا کہ بس اب حضور ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ حضور کو وہی اختیار دیا گیا ہے۔ جس کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جماعت سے نماز پڑھانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب حضورؐ پر ضعف غالب ہوا آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور ابوبکر رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوبکر ہی کو نماز پڑہانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکر ہی کو نماز پڑہانے کا حکم کرو۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے یہ بات حضور سے اس غرض سے عرض کی تھی۔ کہ میں جانتی تھی کہ لوگ حضور کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدشگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی کہ یہ بدشگونی ابوبکر کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں جب حضور زیادہ علیل ہوئے میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں۔ میں حضور کے پاس سے باہر نکلا۔ اور میں نے ابوبکر کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکر اس وقت نہ تھے۔ میں نے عمر سے کہا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمر کھڑے ہوئے اور جس وقت عمر نے تکبیر کہی تو عمر کی بلند آواز کو حضور نے سن کر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں۔ خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر کو بلایا گیا۔ اور یہ نماز تو عمر نے پڑھا دی اس کے بعد ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھ سے عمر نے کہا تجھ کو خرابی ہو تو نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ تو میں سمجھا کہ حضور نے تجھ کو میرے نماز پڑھانے کی بابت حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا میں نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکر کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دار پایا۔ اس سبب سے تم کو حکم کیا۔

انس بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روز ہوا۔ جس میں حضور کی وفات ہوئی ہے۔ جس وقت صبح کی

نماز ہورہی تھی حضور پردہ اٹھا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں حضور کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے اور حضور نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انس کہتے ہیں۔ اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی حضور کی صورت بارونق اور خوب نہیں دیکھی تھی پھر اس کے بعد حضور واپس حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور لوگ سمجھے کہ اب حضور کو مرض سے افاقہ ہو گیا چنانچہ ابوبکر بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد ﷺ کہتے ہیں عمر کے تکبیر کہنے کے وقت جو حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں یعنی ابوبکر کی موجودگی میں دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا پس اگر عمر اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے۔ کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضور نے۔ تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا۔ کہ حضور نے ابوبکر کو خلیفہ کر دیا۔ اور عمر ابوبکر پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ اور عمر کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ حضور نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت حضور اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے لوگوں نے حضور کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی اور ابوبکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھے کہ حضور ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے اور ابوبکر پیچھے کو ہٹے حضور نے اپنا ہاتھ ابوبکر کی پشت میں لگا کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اور خود حضور نے ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد کے باہر تک جاتی تھی کہ اے لوگو آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے مثل اندھیری رات کے ٹکڑوں کے آ گئے ہیں۔ اور قسم ہے خدا کی میں نے تمہارے واسطے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے۔ اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔ پھر حضور جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکر نے عرض کیا یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ نے خدا کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں۔ اور آج کا دن بنت خارجہ کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہو آؤں۔ حضور نے فرمایا ہاں پھر حضور اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور ابوبکر اپنے گھر چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں اسی روز حضرت علی بن ابی طالب حضور کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن حضور کا مزاج کیسا ہے حضرت علی نے کہا بحمد اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علی قسم ہے خدا کی میں نے حضور کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں میں دیکھتا تھا۔ پس ہم تم حضور کی خدمت میں چل کر دیکھیں۔ کہ اگر یہ امر

ہمارے اندر ہوگا تب تو ہم اُس کو پہچان لیں گے اور اگر ہمارے سوا کسی میں ہوگا تب ہم حضور سے اپنے واسطے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر حضور نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی حضور کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دو پہر کے وقت حضور کا وصال ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اسی روز جب حضور مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے، اور ابوبکر کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ حضور نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھی کہ حضور اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپ کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

پس میں نے وہ مسواک لے کر چبائی۔ اور نرم کر کے حضور کو دی۔ حضور نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور کا بدن بھاری ہوگیا۔ اور یکا یک آپ نے اوپر نگاہ کر کرے فرمایا۔ ''بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ'' میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا۔ اور آپ نے اختیار کرلیا۔ فرماتی ہیں پھر حضور کا وصال ہوگیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی۔ کہ میں آپ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ کر عورت کے ساتھ اپنا منہ پیٹنے لگی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جس وقت حضور کا وصال ہوا۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور کا وصال ہوگیا حالانکہ قسم ہے خدا کی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ خدا کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے۔ اور ان کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اسی طرح حضور بھی تشریف لے آئیں گے۔ اور جو یہ کہے گا کہ حضورؐ مر گئے ہیں اس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اسی وقت ابوبکر آئے اور عمر کی گفتگو کی طرف کچھ متوجہ ہوئے سیدھے حجرہ کے اندر داخل ہوگئے۔ حضور کے اوپر ایک چادر حبری اڑھا رکھی تھی۔ ابوبکر نے حضور کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا۔ اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو موت خدا نے آپ کے واسطے لکھی تھی۔ اس کو آپ نے چکھ لیا اب کبھی اس کے بعد آپ کی موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابوبکر نے حضور کا چہرہ ڈھک دیا۔ اور باہر آئے۔ عمر لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا اے عمر پیچھے ہٹو۔ اور خاموش رہو عمر خاموش نہ رہے جب ابوبکر نے دیکھا کہ عمر خاموش نہیں رہتے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب ابوبکر کی گفتگو سنی سب ان کے پاس آگئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے خدا کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا ہو۔ تو

بیشک خدا زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ پھر ابو بکر نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾

''اور محمدؐ فقط رسول ہیں۔ کیا پس یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل، کافر ہو جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور عنقریب خدا شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دے گا''۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ ابوبکر نے جب یہ آیت پڑھی لوگ ایسے ہو گئے۔ کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت ہی نہ سنی تھی اور اس وقت لوگوں نے ابوبکر سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمر کہتے ہیں جس وقت میں نے ابوبکر سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اسی وقت زمین پر گر پڑا۔ اور میں نے جانا کہ حضور کا وصال ہو گیا۔

سقیفۂ بنی ساعدہ کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی کل مہاجرین اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل میں حضرت ابوبکر اور عمر کے پاس جمع ہوئے۔ اور اسی وقت ایک شخص نے آن کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کے امر کے ساتھ کچھ ضرورت ہے پس تم انصار کے پاس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام مستحکم کر لیں۔ اور حضور کا جنازۂ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکر سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر نے آخری حج کیا ہے میں بھی اس میں شریک تھا اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں ان کو قرآن شریف پڑھاتا تھا ایک روز عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر کے پاس سے آ کر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے امیر المومنین کو آ کر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکر کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی۔ سو وہ پوری ہو گئی۔ عمر اس کو سن کر بہت غصہ ہو گئے۔ اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے

وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو ان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ جس نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جو آپ فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے پس مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہوگا۔ اہل عقل ہوں گے جو کچھ آپ بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے درست کہا مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اس بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباس کہتے ہیں پس آخر ذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد شریف میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا پس میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے عمر کو آتے ہوئے دیکھا اور سعید بن زید سے میں نے کہا آج عمر ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔ اتنے میں حضرت عمر منبر پر آ کر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ میں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کہنی لکھی تھی۔ اور میں نہیں جانتا ہوں کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ پس جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچا دے اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ نہ چاہئے کہ مجھ پر جھوٹ بولے خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اور اسی کتاب میں آیت الرجم بھی نازل کی۔ جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول خدا نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گذرے گا۔ تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرجم نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ خدا کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے زانی پر جبکہ وہ محصن ہو مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الٰہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے:

﴿ لَا[1] تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآءِ کُمْ فَاِنَّهٗ کُفْرٌ بِکُمْ یا کُفْرٌ بِکُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِ کُمْ ﴾

---

[1] اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہارا کفرانِ نعمت کرنا ہے۔ منہ

''اے لوگو رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو اس طرح سے نہ اڑانا جیسے عیسٰی بن مریم کو لوگوں نے اڑایا ہے۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا''۔

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کرلوں گا۔ پس کوئی شخص اس دھوکا میں نہ رہے کہ ابوبکر کی بیعت یکا یک ہوئی تھی اور وہ پوری ہوگئی یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ نے اس کے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کونسا تھا۔ جس کی طرف ابوبکر سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی ہیں۔

پس جو شخص بغیر مسلمان کے مشورہ کے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے۔ اور ابوبکر حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہم سے مخالفت کی۔ اور سب سردار اور اشراف ان کے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علی اور زبیر اور جو ان کے ساتھی یہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوئے میں نے ابوبکر سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم اس ارادہ سے جا رہے تھے کہ وہ نیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا۔ کہ تم کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر کہتے ہیں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے اور ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ ہے میں نے کہا ان کو کیا ہوا لوگوں نے کہا درد ہے۔

عمر کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انسان اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہوا اور تمہاری قوم نے تم کو مستأصل کرنا چاہا۔ عمر کہتے ہیں اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انصار ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر ہماری خلافت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ شخص خاموش ہوگیا۔ عمر کہتے میں میں نے گفتگو کرنی چاہی اور ایک مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ گانٹھ رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کو ابوبکر کے سامنے بیان کروں اور اسی واسطے اس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے مجھ سے کہا اے عمر تم بیٹھے رہو۔ پس میں نے مناسب نہ جانا کہ میں ابوبکر کو ناراض کروں۔ اور ابوبکر جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس قسم ہے خدا کی جو باتیں میں نے سوچی تھیں۔ سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں

ہیں بیشک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے واسطے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

عمر کہتے ہیں پھر ابوبکر نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کے آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمر کہتے ہیں ابوبکر کی یہ بات مجھ کو ناگوار گذری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکر موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش! ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمر کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑ گئی اور مجھ کو اختلاف پڑ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پس میں نے ابوبکر سے کہا۔ اے ابوبکر اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلایا۔ میں نے ان کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے ان کی بیعت کی پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا سعد بن عبادہ کو خدا نے قتل کیا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابوبکر کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے۔ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے عویم بن ساعدہ کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''فِيْهِ رِجَالٌ[1] يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ'' لوگوں نے حضور سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھا شخص ہے۔

اور معن بن عدی کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب لوگ حضور کے واسطے بہت روئے اور کہتے کہ کاش ہم حضور سے پہلے مر جاتے کیونکہ حضور کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے۔ معن بن عدی نے کہا قسم ہے خدا کی میں حضور سے پہلے مرنا نہیں چاہتا۔ اس واسطے کہ میں بعد وفات بھی حضور کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا اور معن بن عدی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بمقام یمامہ مسیلمہ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابوبکر منبر پر آ کر بیٹھے اور عمر نے ابوبکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور خدا کی حمد وثناء کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جس کو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا نہ حضور نے اس کے متعلق

---

[1] اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اس کو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ حضور ﷺ عنقریب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دیں گے اور بیشک خدا نے تمہارے درمیان میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے۔ جس کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ پس اگر تم لوگ اس کو مضبوط پکڑو گے خدا تم کو اس کے ساتھ ہدایت کرے گا اور اب خدا نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول خدا کے صحابی **ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ** پر جمع کیا ہے۔ پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔

چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی پھر حضرت ابوبکر نے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان فرمایا کہ اے لوگو میں تم پر والی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیکی کروں تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں پس تم مجھ کو سیدھا اور قائم کر دو راست گوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حق اس کو دلواؤں گا۔ اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ اس سے لوگوں کا حق دلواؤں گا جو اس نے جبراً لے لیا ہے۔

اے لوگو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا خدا اس قوم کو ذلیل و خوار کرتا ہے (جیسے اس ہمارے زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز اسی تفتیش اور تحقیق کے واسطے جلسے کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تنزل اور افلاس اور ذلت کے اسباب کیا ہیں۔

اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔ جو حضرت خلیفۂ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں مگر دیکھا چاہئے کہ مسلمان اپنے اس مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اس کی دوا سے بھ واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں یا نہیں خدا ان کو اپنی صحت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنی امداد ان کے شامل حال فرمائے) اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں۔ خدا ان پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔

اے لوگو! جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں۔ پس میری تم پر کچھ اطاعت نہیں ہے۔ اب جاؤ اپنی نماز پڑھو خدا تم پر رحمت کرے۔

ابن عباس کہتے ہیں حضرت عمر کے زمانۂ جاہلیت خلافت میں ایک دفعہ میں ان کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے واسطے جاتے تھے اور اپنی دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا اور ایک درہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف درہ کو مارتے تھے پس یکایک میر [illegible] مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جس روز حضور کی وفات ہوئی ہے میں [illegible] [illegible] کہتا تھا

(یعنی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے وغیر ذلک) میں نے کہا میں نہیں جانتا اے امیر المومنین آپ ہی واقف ہوں گے عمر فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا ''وَ كَذٰلِكَ[1] جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا'' اور میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کران کے اعمال کے گواہ ہوں گے پس اس سبب سے میں نے اس روز وہ گفتگو کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور دفن

ابن اسحق کہتے ہیں جب ابوبکر کی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب لوگ حضور کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی اور عباس اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور شقران حضور کا آزادغلام یہ سب لوگ آپ کے غسل دینے میں شریک تھے اور اوس بن خولی نے جو حضور کے صحابی انصاری اور بدری تھے آکر حضرت علی سے کہا کہ اے علی میں تم کو خدا کا اور اس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو حضور سے ہم کو ہے حضرت علی نے فرمایا تم بھی آجاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔ حضرت علی حضور کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علی کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی حضورؐ کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ اور حضور کو کرتہ پہنے ہوئے تھے اس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ حضور کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور حضور کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں سے ہوا کرتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ حضور کے کپڑے بدن پر سے اتاریں یا انہیں میں غسل دیں آخر جب بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو اونگھ آگئی۔ اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں۔ اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا۔ اور اس نیند میں مکان کے ایک گوشہ سے آواز آئی۔ کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور فوراً اس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت حضور کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر کرتہ کے اوپر ہی سے حضور کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے حضور کو پہنائے گئے۔ جن میں سے دو کپڑے صحاری تھے اور ایک

---

[1] اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیانی تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

چادر صبری تھی۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضور کے واسطے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابوعبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریق پر گڑھا کھودتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے موافق لحد بناتے تھے۔ پس حضرت عباس نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابوعبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس ان کے بلانے کو بھیجا اور دعا کی کہ اے خدا اپنے رسول کے واسطے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ پس جو شخص ابوطلحہ کے پاس گیا تھا۔ وہ ابوطلحہ کو لے آیا۔ اور انہوں نے حضور کے واسطے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز حضور کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں مین دفن کرنے کی بات میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا حضور کو مسجد میں دفن کرنا چاہئے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔ ابوبکر نے فرمایا میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے جن نبی کا انتقال ہوا۔ وہ اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا تھا۔ پس حضور کا بچھونا اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے واسطے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے پڑھی اور کسی نے حضور کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ پھر بدھ کی نصف شب کے وقت حضور کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو حضور کے دفن ہونے کی اس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علی اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور شقران حضورؐ کے غلام آپ کے دفن کرانے کے واسطے قبر میں اترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علی کو دہی قسم دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم بھی اتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے۔ اور شقران نے حضور کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا۔ اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں حضور کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور لوگوں سے کہا۔ میری انگوٹھی گر پڑی ہے حالانکہ میں نے اس کو قصداً اس واسطے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں حضور کے جسم کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کے ساتھ حضرت عمر یا حضرت عثمان کے زمانہ میں عمرہ کیا اور حضرت علی اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے۔ اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر ان کے پاس عراق کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے ہم کو خبردار کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اس نے سب کی نسبت حضورؐ سے نیا عہد کیا

ہے۔ اور سب سے آخر حضور کو ہاتھ لگایا ہے اہل عراق نے کہا ہاں بیشک ہم بھی یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے حضور کو ہاتھ لگایا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اس چادر سے ڈہک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے خدا ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاؤں کی قبروں کو مسجد بنایا (یعنی قبروں کو سجدہ کیا حضور اپنی امت کو ڈرانے کے واسطے ایسا فرماتے تھے)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے۔ اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔ نفاق منافقوں سے ظاہر ہوا۔ اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکریاں اندھیرے جاڑے کی رات میں پریشان پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث حضور کا انتقال پر ملال تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتاب بن اسید جو حضورؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے۔ ان لوگوں کے خوف کے مارے پوشیدہ ہو گئے۔ تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء بیان کی پھر حضورؐ کی وفات کا ذکر کیا۔ اور فرمایا حضور کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا۔ ہم اس کی گردن ماریں گے۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے۔ اور عتاب بن اسید بھی ظاہر ہوئے۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب سے ارشاد کیا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا۔ کہ تم اس کو برا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارتداد سے روک دیا۔ سیرت نبویہ ختم ہوئی ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ صَلَاتُهٗ وَ سَلَامُهٗ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِيْنَ''۔

تمت